سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

بدھ 6، جمعرات 7، جمعتہ المبارک 8، پیر 11، منگل، 12 ۔اگست 2008
(یوم الاربعاء 3، یوم الخمیس 4، یوم الجمع 5، یوم السبت 8، یوم الثلاثہ 9۔ شعبان المعظم 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: آٹھواں اجلاس

جلد 8 (حصہ اول) : شمارہ 1 تا 5

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

بدھ، 6۔اگست 2008

(یوم الاربعاء، 3۔شعبان المعظم 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: آٹھواں اجلاس

جلد 8 : شمارہ 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

آٹھواں اجلاس

بدھ، 6 ۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	8

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
5۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	10
7۔	نو منتخب ارکان کا حلف	------------	11
	تعزیت		
8۔	طارق محمود ساہی ایم۔پی۔اے کی والدہ ماجدہ اور جناب شاہد محمود خان ایم۔پی۔اے کے چچا کے لئے دعائے مغفرت	------------	11
9۔	نو منتخب ارکان اسمبلی کو مبارکباد	------------	12
10۔	قائد حزب اختلاف کے تقرر کا نوٹیفکیشن جاری کرنے پر قائد حزب اختلاف کی جانب سے جناب سپیکر اور حکومت کا شکریہ ادا کرنا	------------	14
11۔	نو منتخب ارکان کا ممبر اسمبلی بننے پر پارٹی قائدین اور حکومت کا شکریہ ادا کرنا	------------	22
	سوالات (محکمہ صحت)		
12۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	34
13۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	68
	تحاریک استحقاق		
14۔	ڈی۔ایف۔او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	------------	80
15۔	طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا	------------	80
16۔	ای۔ڈی۔او ایجوکیشن لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار	------------	81
17۔	ڈی۔سی۔او رحیم یار خان کا نیم عریاں لباس میں کھلی کچہری لگانا	------------	83
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
18۔	مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	93

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19۔	مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے استحقاقات کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	94
	رپورٹیں (توسیع)	
20۔	مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے استحقاقات ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	94
	تحاریک التوائے کار	
21۔	فاروق گنج مصری شاہ (لاہور) میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیبر ٹھیکیدار کی ہلاکت (۔۔۔جاری) ------------	95
22۔	اوکاڑہ، تحصیل دیپالپور میں عمر سکھا لادھوکا سے اٹاری تک سڑک کی پندرہ سال سے تعمیر مؤخر ------------	97
23۔	پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے ریٹائرڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر مکان کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا ------------	99
24۔	نارووال تا لاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کی سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے نارووال کے عوام کو تلاش معاش میں مشکلات کا سامنا ------------	100
25۔	شیخوپورہ، پولیس قتل کے بااثر ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام ------------	102
26۔	جولائی 2007 سے جنرل کیڈر کے ملازمین کو ملنے والے مالی فوائد اور اضافی ترقی سے وفات پانے والے اور ریٹائر ہونے والے ملازمین محروم ------------	103
27۔	گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر لاہور کی ٹینکی میں گندا پانی آنے کی وجہ سے رہائشی موذی امراض میں مبتلا ------------	105
	پوائنٹ آف آرڈر	
28۔	اسمبلی کے درجہ چہارم کے ملازمین کے کوارٹر مسمار کرنے سے انہیں رہائشی مسائل کا سامنا ------------	106
	سرکاری کارروائی	

	ہنگامی قوانین (جو پیش ہوئے)	
29۔	ہنگامی قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مجریہ 2008 ------------	108
30۔	کورم کی نشاندہی ------------	109
	سرکاری کارروائی (۔۔۔جاری)	
31۔	ہنگامی قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2008 ------------	109
32۔	ہنگامی قانون (ترمیم) مینٹیننس آف پبلک آرڈر کمیشن پنجاب مجریہ 2008 ------------	110

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات، 7 ۔اگست 2008	
	جلد 8 : شمارہ 2	
33۔	ایجنڈا ------------	111
34۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	113
35۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	114
	تعزیت	
36۔	محترمہ نسیم ناصر خواجہ ایم۔پی۔اے کے بھائی خواجہ عبدالحیٔ کے لئے دعائے مغفرت ------------	114
	پوائنٹ آف آرڈر	
37۔	اجلاس کا بروقت انعقاد ------------	115
38۔	اجلاس کا انعقاد صبح کی بجائے شام کو کرنے کا مطالبہ ------------	116
	سوالات (محکمہ جات آبپاشی و قوت برقی اور اوقاف)	

39۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 120

40۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 150

توجہ دلاؤ نوٹس

41۔ جڑانوالہ پولیس تشدد سے ملزم کی ہلاکت ------------ 176

42۔ ضلع گجرات متنازعہ پلازہ کا قبضہ لینے کی وجہ
سے تین پولیس اہلکاران کی ہلاکت ------------ 178

تحاریک استحقاق

43۔ طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2006
کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا (---جاری) ------------ 185

44۔ ایس پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک ------------ 187

تحاریک التوائے کار

45۔ لاہور میں سینکڑوں جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی لوٹ مار ------------ 197

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

46۔ نئی جج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز
پر ایم۔پی۔ایز کا بھی جج کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ ------------ 201

47۔ پنجاب بنک میں فراڈ کے اصل ملزموں کو گرفتار
کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ ------------ 204

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

48۔ مسودہ قانون (تنسیخ) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 2008 ------------ 208

قواعد کی معطلی کی تحریک

قرارداد

49۔ آئین پاکستان کی شق 58(2) b کے اختیارات

	صدر سے واپس لے کر قومی و صوبائی اسمبلیوں کو دینے کا مطالبہ ------------	219
	قواعد کی معطلی کی تحریک	
50۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ کے بعد نعت رسول مقبولﷺ پیش کرنے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 24 میں ترمیم ------------	225

جمعتہ المبارک، 8۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 3

51-	ایجنڈا ------------	227
52۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	229
53۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	230
	پوائنٹ آف آرڈر	
54۔	چیئر کی طرف سے سرکاری بزنس کے دوران قرارداد پیش کرنے کی اجازت دینا ------------	230

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
55۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	246
56۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	285
	تحاریک استحقاق	
57۔	ڈائریکٹر جنرل ایف۔ڈی۔اے کے پی۔اے کی معزز رکن سے میٹنگ کے بارے میں غلط بیانی ------------	300
	تحاریک التوائے کار	
58۔	پنجاب میں ناقص واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب	

	سے عوام کے کروڑوں روپے کا ضیاع ------------	304
59۔	پنجاب کی سڑکوں پر چلنے والی ٹریکٹر ٹرالیوں اور پیٹر انجن کے رکشوں	
	سے سڑکوں کی تباہ حالی اور جانی نقصان ------------	306
60۔	جناح باغ میں، ہیلتھ کلب پر قبضہ کے خلاف	
	عوام میں اضطراب و بے چینی ------------	309
61۔	شیخوپورہ پولیس قتل کے بااثر ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام (---جاری) ------------	312
62۔	خوشاب میں بچی کے اغواء کے مقدمے میں ڈی۔ایس۔پی	
	کی نامزد ملزم کی پشت پناہی کرنا ------------	312
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
63۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2008 ------------	321

پیر، 11۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 4

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
64۔	ایجنڈا ------------	329
65۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	331
66۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	332
67۔	نومنتخب رکن اسمبلی جناب شاہد حسین بھٹی کا حلف ------------	332
68۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	333
	قرارداد	
69۔	صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے استعفیٰ یا مواخذہ کا مطالبہ ------------	346
70۔	صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے مواخذے کی قرارداد	
	منظور ہونے پر مبارکبادیں ------------	380

منگل،12 ۔اگست 2008

جلد8 : شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
71-	ایجنڈا	------------	398
72۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	400
73۔	نعت رسول مقبولﷺ۔	------------	401
	تعزیت		
74۔	سابق رکن اسمبلی جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت	------------	401
	پوائنٹ آف آرڈر		
75۔	گلاب دیوی ہسپتال لاہور کے زنانہ وارڈ میں لگے اے۔سی نہ چلنے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	------------	404
	سوالات (محکمہ جات زراعت وخوراک)		
76۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات	------------	405
77۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	443
	تحاریک استحقاق		
78۔	طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹیں بابت سال2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا (---جاری)	------------	482
79۔	ایس۔پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک (---جاری)	------------	485
80۔	ڈی۔جی،ایف۔ڈی۔اے کا معزز رکن اسمبلی سے میٹنگ کے بارے میں غلط بیانی (---جاری)	------------	490

تحاریک التوائے کار

پوائنٹ آف آرڈر

81۔ مذہبی تفریق کی بنیاد پر سرکاری ملازمتوں پر بھرتی ------------ 493

82۔ صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے مواخذے کے بارے میں پنجاب اسمبلی
کی منظور کردہ قرارداد کو قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی کا غیر اہم قرار دینا------------ 494

83۔ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے ریٹائرڈ ملازمین
کو ریٹائرمنٹ پر مکان کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا (۔۔۔جاری) ------------ 499

84۔ دوران اجلاس وقفہ برائے نماز کرنے اور خواتین کے لئے نماز کی ادائیگی
کے لئے جائے نماز مختص کرنے کا مطالبہ ------------ 504

تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)

85۔ نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سنیٹرز کی طرز
پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا (۔۔۔جاری) ------------ 506

86۔ پنجاب کی سڑکوں پر چلنے والی ٹریکٹر ٹرالیوں اور پیٹر انجن
والے رکشاؤں سے سڑکوں کی تباہ حالی اور جانی نقصان (۔۔۔جاری) ------------ 510

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

87۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008 ------------ 515

88۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008 ------------ 516

89۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سرگودھا مصدرہ 2008 ------------ 519

90۔ مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2008------------ 522

نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر

91۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف گجرات مصدرہ 2008 ------------ 524

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

پوائنٹ آ

92۔ وزیراعظم کا صدر سے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل
کرنے کی سفارش کو واپس لینے کا مطالبہ ------------ 529
93۔ چیک کیش کروانے پر 0.3 فیصد ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ ------------ 538
94۔ وفاقی اور دیگر صوبائی حکومتوں کی طرز پر صوبائی حکومت پنجاب
کے ملازمین کو بھی ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرنے کا مطالبہ ------------ 540
95۔ لاہور چوبرجی کوارٹرز ڈسپنسری کا درجہ
بڑھا کر سول ہسپتال کا درجہ دینے کا مطالبہ ------------ 546
96۔ انڈکس

نعت رسول مقبولﷺ جناب مقبول حسین قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

صلیٰ اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
وہ کیسا سماں ہو گا کیسی وہ گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر ان کے روضے پر پڑی ہو گی
وابستہ جو ہو جائے سرکار کے قدموں سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی
کچھ ہاتھ نہ آئے گا آقا سے جدا ہو کر
سرکار کی نسبت سے توقیر بڑھی ہو گی
چارہ نہ کوئی کرنا اک نعت سنا دینا
نا چیز ظہوری کی جب سانس اڑی ہو گی

چیئر مینوں کا پینل

جناب سپیکر: قائم مقام سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئر مین کا اعلان کریں۔

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی (چودھری صفدر پرویز ڈھلوں): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے پنجاب اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئر مین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔ میاں یاور زمان ایم پی اے پی پی۔191
2۔ سردار محمد امان اللہ خان دریشک ایم پی اے پی پی۔249
3۔ محترمہ شازیہ اشفاق مٹو ایم پی اے پی پی۔95
4۔ جناب محمد یار ہراج ایم پی اے پی پی۔215

شکریہ

نو منتخب ارکان کا حلف

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ ہمارے نئے ساتھی جو منتخب ہو کر آئے ہیں ان سے پہلے حلف لے لیا جائے اور اس کے بعد فاتحہ خوانی کر لیں گے۔ میں نو منتخب ممبران جو اس ہاؤس میں تشریف لائے ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر سردار واجد حسین ڈوگر، میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل
اور رانا محمد اقبال نے بطور رکن پنجاب اسمبلی حلف اٹھایا)

تعزیت

طارق محمود ساہی ایم۔پی۔اے کی والدہ ماجدہ اور
جناب شاہد محمود خان ایم۔پی۔اے کے چچا کے لئے دعائے مغفرت

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جناب طارق محمود ساہی ایم۔پی۔اے کی والدہ ماجدہ قضائے الہیٰ سے وفات پا گئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جناب شاہد محمود خان ایم۔پی۔اے پی پی۔194 کے چچا کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب طارق محمود ساہی کی والدہ اور جناب شاہد محمود خان ایم۔پی۔اے
کے چچا کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر جناب سینئر وزیر ہیں۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ نے میرا notification فرمایا ہے، میرا استحقاق ہے کہ اگر میں بات کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر ان کی بات پہلے سن لی جائے تو بہتر نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! جیسا آپ کا فیصلہ ہو میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اصولی طور پر تو میں ہاؤس کے تمام ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب لیڈر آف دی اپوزیشن یا لیڈر آف دی ہاؤس بات کر رہے ہوں تو مناسب نہیں لگتا۔ میری دوستوں سے اپیل ہے کہ ان کو interrupt نہ کیا جائے تو یہ بہتر ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں نہیں، اس میں تالیاں بجانے والی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں آپ کو اصول کی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا کہ اگر آپ اس پر عمل فرمائیں گے۔ میرے خیال میں سینئر منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

نو منتخب ارکان اسمبلی کو مبارکباد

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ پہلے تو میں اس چیز کی وضاحت کر دوں کہ اپوزیشن لیڈر ابھی کھڑے نہیں ہوئے تھے تو اس سے پہلے میں کھڑا ہو گیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی اور دوسرے ہمارے بھائی جو منتخب ہو کر آئے ہیں میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اس صوبے کی بہتری کے لئے اور صوبہ پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے اس اسمبلی میں اپنا role ادا کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آج اس اجلاس میں چودھری ظہیر الدین کو اپوزیشن لیڈر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ انہوں نے پانچ سال ہماری پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈروں کو لیڈر تسلیم نہیں کیا تھا، اگرچہ ان کے دور میں ممبران اسمبلی کو جانوروں کی طرح اٹھا کر پولیس کی vans میں پھینکا جاتا رہا، اگرچہ ان کے دور میں اس اسمبلی میں منتخب ممبران کے آنے پر پابندی لگا دی جاتی تھی، اگرچہ ان منتخب ممبران کے گھروں پر پولیس کے چھاپے مارے جاتے تھے، ان تمام باتوں کے باوجود آج ان کے پاس اکثریت بھی نہیں ہے، بہت سے لوگ (ق) لیگ کو چھوڑ کر فارورڈ بلاک بنا چکے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ پنجاب کے عوام ہیں اور نہ ہی ان کے منتخب نمائندے ان کے ساتھ ہیں۔ کسی ضمنی الیکشن میں ان کا کوئی آدمی نہیں ہے اور پنجاب کے عوام اور اس صوبے کو انہوں نے

جس طرح سے لوٹا ہے، جس طرح اس صوبے کے وسائل کو لوٹا ہے اور پانچ سال تک ہمارے پارلیمانی لیڈر کو نہیں مانا گیا۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: order in the House, order in the House, بات سنی جائے۔ Please! I say order in the House راجہ صاحب! پلیز آپ تقریر نہ کریں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ان کو مبارکباد دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ان کو مبارکباد پیش کر رہا ہوں لیکن ان کے جو پانچ سال کے کرتوت رہے ہیں وہ صحافی بھائیوں نے بھی دیکھے ہیں، میں نے بھی دیکھے ہیں اور پنجاب کے عوام نے بھی دیکھے ہیں۔ جو یہ الیکشن آیا میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان کے کالے کرتوت کی وجہ سے پنجاب کے عوام نے ان کے منہ پر جو طمانچہ مارا ہے اس کے بعد ان کو ڈوب کے مر جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ personal بات نہ کی جائے، میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ آپ فراخدلی کا ثبوت دیں۔ میں اپوزیشن والوں سے بھی اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بھائی جو عرصہ دراز سے اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے رہے تھے الحمدللہ آج یہ مؤثر طریقے سے اسمبلی میں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے توقع کرتا ہوں کہ جیسے جمہوریت کے فروغ کے لئے اسمبلیوں میں حزب اختلاف کا ہونا ضروری ہوتا ہے اسی لحاظ سے آج وہ اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی حیثیت سے تشریف فرما ہیں اور میں اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں اطراف کے صاحبان سے یہ گزارش کروں گا کہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ destructive اور constructive دو چیزیں ہوتی ہیں، Constructive ملک، قوم اور صوبے کی بہتری کے لئے ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ تنقید آپ کی مثبت ہونی چاہئے، تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ left side پر جو ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، انشاء اللہ وہ اپنا اور اس معزز ایوان کا وقت بے جا تنقید پر ضائع نہیں کریں گے بلکہ solid بات کریں گے اور solid تنقید کریں گے اور سننے کی بھی ہمت رکھیں گے۔ (قطع کلامیاں)

میں دونوں اطراف کی بات کر رہا ہوں۔ جب آپ پر وہ تنقید کر رہے ہوں تو آپ کو بھی خوش دلی سے ان کو سننا چاہئے۔ ان کو بھی خوش دلی سے آپ کو سننا چاہئے۔ اچھی باتیں کریں، ماحول کو اچھا رکھیں، میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ اب میں چودھری ظہیر الدین کو floor دینا چاہتا ہوں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جب وہ بات کر رہے ہوں تو براہ مہربانی آپ ان کی بات نہ کاٹیے گا۔ اگر کسی بات کا آپ نے جواب دینا ہو تو جب وہ اپنی بات ختم کر لیں تو میں آپ کو موقع ضرور دوں گا۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف کے تقرر کا نوٹیفکیشن جاری کرنے پر قائد حزب اختلاف کی جانب سے جناب سپیکر اور حکومت کا شکریہ ادا کرنا

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج اپنی ان ابتدائی باتوں اور ابتدائی کلمات میں ہی سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ notification جو کہ ہمارا حق بنتا تھا اور یہ معزز ایوان دیکھ رہا تھا کہ ہمیں اس حق سے محروم رکھا جا رہا ہے، آپ نے ہمیں وہ حق دیا لیکن ہم نے یہ حق لینے کے لئے ایک مہذب طریقہ اختیار کیا اور ایسی opposition اس custodian کے سامنے آئی جس سے اُلٹ ایک اپوزیشن ہمارے حصے میں آئی تھی۔ جب نہ تو ان اسمبلیوں کے یہ مائیک محفوظ تھے، توڑے جاتے تھے، Neon sign توڑے جاتے تھے، ٹائر جلائے جاتے تھے، pollution پھیلائی جاتی تھی۔ ہم ہر قسم کی pollution سے۔۔۔(شور وغُل)

جناب سپیکر: آپ انہیں بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): مجھے سنا جائے، یہ میرا حق ہے کہ میں بات کروں۔ جس نے جواب دینا ہو جواب دے اور جواب الجواب بھی آئے گا لیکن آج اگر یہ چھ ماہ کے بعد، چار ماہ کے بعد بھی، ہمیں دھوپ میں کھڑا کرنے کے بعد بھی ہمیں یہ آئینی حق ملا ہے اور آج یہ ہماری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو میڈیا آپ کی سیاسی تربیت کے بارے میں دیکھ رہا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ حق ہمیں وقت پر دے دیا جاتا تو ایک بہت ہی بڑا، روایتی دھبہ جو اس اسمبلی کی تاریخ کے اوپر آیا ہے وہ نہ آتا۔ وہ یہ کہ پہلی دفعہ بجٹ کی جو open speech ہے جو کہ right ہوتا ہے، روایت ہے، tradition ہے کہ اپوزیشن لیڈر کرتا ہے وہ ایک حکومتی وزیر کو کرنی

پڑی۔ اس کے ساتھ ہی میں جناب قاسم ضیاء صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر oath لینے کے بعد اپنے ابتدائی خطاب میں اس بات کا ان کو جو احساس تھا، وہ ایک سیاسی کارکن ہیں، سیاسی جدوجہد میں رہے ہیں، انہوں نے ذکر کیا اور اس بات کو مانا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اپنی کابینہ کے مکمل ہونے سے پہلے دوسرے دن ہی نہ صرف ان کا notification سپیکر سے لینے کے بعد ان کے پاس گئے بلکہ ان کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور ان سے کہا کہ آپ shadow government ہیں، آپ government in waiting ہیں، محنت کیجئے اور اخلاقی طور پر سامنے آئیے۔ وہ کرتے رہے لیکن ان کے ساتھی اکثر ان کا کہا نہیں مانتے رہے۔ (قطع کلامیاں) میں نہایت ادب سے آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں اور یہ روایت رہی ہے کہ Leader of the House اور اپوزیشن کے اس خاکسار کو پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت ہوتی ہے نہ ان پر وقت کی کوئی قدغن ہوتی ہے۔ میں اس کے بعد شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں سراہتا ہوں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے role کو جو کہ ایک Ceremonial Chief ہیں اور political worker بھی رہے ہیں۔ وہ میرے ساتھ 1988 میں اسی اسمبلی کے اندر ڈپٹی اپوزیشن لیڈر تھے۔ ان کا کام ہے کہ جو extra constitutional اور extra rule activities ہو رہی ہوں ان کی نشاندہی کریں۔ میں appreciate کرتا ہوں ان کو کہ انہوں نے ایک اخباری بیان کے ذریعے کہا کہ یہ ایک غلط violation ہو رہی ہے، بہتر ہے کہ یہ notification کر دیا جائے اور آپ نے کر دیا۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں ان کی اس بات سے بھی متفق ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ایسا نہ ہو کہ مجھے مداخلت کرنا پڑے۔ آپ ذرا تھوڑی سی مہربانی کریں، track سے out نہ ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں یہ روایت نہ ڈالوں کہ میں آپ کا کہا ہوا، آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو حکم کا درجہ نہ دوں تو دوسرے میرے ساتھی کیسے دیں گے؟ میں اس بات کو یہیں روکتا ہوں لیکن صرف ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں، اس کی مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں ان کے اس بیان کی بالکل تائید کرتا ہوں کہ "headachy culture" سے جماعتیں پنپتی نہیں ہیں، وہ اپنے عوامی وجود کھو دیتی ہیں۔ میں گورنر پنجاب کے اس فقرے سے متفق ہوں۔ جناب سپیکر! مہنگائی کا طوفان کھڑا ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): لوگ ان کو یاد کر رہے ہیں، لوگ ان کو یاد کرتے ہیں جن کے زمانے میں 40 روپے کلو گھی ملتا تھا، آج لوگ 140 روپے کلو میں خرید رہے ہیں۔ 16 روپے کلو آٹا ملتا تھا، آج 30 روپے کلو میں مل رہا ہے۔ ہمارا کام رہنمائی کرنا بھی ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): چلیں! میں ان باتوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ ان سے آپ کو کوئی دکھ ہوتا ہے، آپ کی دل گرفتگی ہوتی ہے، آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ جن باتوں سے آپ کو تکلیف پہنچتی ہے وہ میں نہیں کرتا لیکن میری ایک بات سنیے گا، رمضان المبارک کا مہینہ آنے والا ہے ہم سب بھی اور یہ صحافی بھی یہاں موجود ہیں، ان سب کو ان دنوں میں آٹے کی ضرورت پڑنی ہے اور جو اس حکومت نے یہاں پر رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ ملز مالکان ہڑتال پر ہیں، وہ اسی ملک کے شہری اور investors ہیں، ان کو کونے سے لگایا گیا ہے۔ میں یہاں پر آپ کو متنبہ کرتا ہوں اور میں آپ کو وارننگ دیتا ہوں اور اس کی پیشین گوئی بھی کرتا ہوں کہ آپ کے انہی اقدامات کی وجہ سے جو چل رہے ہیں رمضان المبارک میں آٹا بالکل ناپید ہو جائے گا، نہیں ملے گا، کچھ کر لیجئے۔ آپ نااہل حکومت کے طور پر سامنے آرہے ہیں، بالکل نااہل حکومت کے طور پر سامنے آرہے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: آٹا چور، آٹا چور، آٹا چور۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں چند ایک باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹھیے جناب وٹو صاحب! ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ اِدھر سے اُدھر گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک کے اندر ہمارا فرض ہے کہ جو بے روزگاری پھیلائی جا رہی ہے، جو لوگوں کو ملازمتوں سے نکالنے کا کلچر اور عزت نفس کو مجروح کرنے کا کلچر اور public servants کو ہتھکڑیاں لگا کر ان کو لے جانے کا کلچر اور extra rule activities کا کلچر ہے میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو، گو مشرف گو۔۔۔

MR. SPEAKER: Order in the House, order please, order, order…

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔اس وقت میرے محترم دوست لاء منسٹر تشریف رکھتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے۔ مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین): آپ سیکھ جائیں گے ،پہلی دفعہ جیت کے آئے ہیں،آپ جلدی سیکھ جائیں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ extra rule activities جو یہاں پر اس وقت صوبے میں جاری وساری ہیں۔ extra rule activities, extra judicial killings سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ بعد میں بات کر لیں،اس طرح یہ مناسب نہیں ہے کہ منسٹر صاحب مجھے interrupt کریں،آپ کو بہت موقع ملے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس طرح مناسب نہیں لگتا۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ میری آپ سے humble request ہے کہ اس طرح سے مناسب نہیں لگے گا،آپ لیڈر آف دی اپوزیشن کو پلیز بولنے دیں۔ ان کو catharsis سے نکلنے دیں۔کیا ہو گیا ہے؟ قوت برداشت رکھیں اور پھر جواب دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہ جھوٹ بولا جا رہا ہے

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین): میں ان کو یہاں پر چیلنج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ان سے مخاطب نہ ہوں۔آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔آپ میرے ساتھ بات کریں۔پلیز آپ ان سے direct بات نہ کریں۔اب وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں اور مجھے ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر floor دینا پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں Chair سے اس بات کی وضاحت چاہوں گا؟

MR. SPEAKER: Please order, order in the House

جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں Chair سے اس بات کی وضاحت چاہوں گا کہ آپ نے نوٹیفکیشن تو قائد حزب اختلاف کا کر دیا لیکن ان کو کوئی ٹیوشن رکھوائیں تاکہ ان کو پتا لگے کہ قائد حزب اختلاف کا role کیا ہوتا ہے۔ اب یہ فرمائیں کہ یہ راجہ ریاض صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے رہے ہیں یا یہ Law and order پر بحث کر رہے ہیں یا price hike پر بحث کر رہے ہیں؟ یعنی یہ کر کیا رہے ہیں؟ یہ کس بات پر تقریر کر رہے ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ (قطع کلامیاں)

ایک منٹ ذرا ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تو یہاں اس خوشی میں بیٹھے تھے کہ آج جو اپوزیشن آئے گی تو کوئی healthy بات کرے گی لیکن یہاں پر غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے اور اس ہاؤس میں پورے پنجاب کے عوام ان کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے سامنے ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: order, order, order

دیکھیں! پلیز آپ بیٹھیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پہلی ہی تقریر میں غلط بیانی سے کام لیا ہے جو پورا پنجاب دیکھ رہا ہے۔ میں یہاں پر ہاؤس میں یہ چیلنج کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو ابھی بیان دیا ہے، یہاں پر ایک statement جاری کی ہے کہ پورے پنجاب میں فلور ملز کی ہڑتال ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ پورے پنجاب میں 660 ملیں ہیں ان میں سے ایک مل بھی ہڑتال پر نہیں ہے۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور اگر یہ چاہتے ہیں تو باہر آ کر بات کر لیں۔ یہ ان کی غلط پالیسیاں تھیں کہ یہ جو کام کرتے رہے ہیں وہ ہم بھگت رہے ہیں، کہیں آٹے کی shortage نہیں ہے اور یہ کالے کرتوت ان کے ہیں جو سامنے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں اس جواب الجواب کے چکر میں نہیں پڑتا، میرے محترم جناب لاء منسٹر صاحب کی بطور ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کی تقاریر جو انہوں نے کی ہیں میں وہ printed نکال کر لے آؤں گا اور یہاں پر تقسیم کر دوں گا، یہ خود ہی پڑھ لیں گے کہ یہ کیا کرتے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں، ان سے direct بات نہ کریں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! وہ printed پڑی ہیں، وہ چھپ نہیں سکتیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا role صرف یہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سنیں گے ؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جی، فرمائیں!

MR SPEAKER: You are Leader of the Opposition.

آپ کی بات بہت جچی تلی ہونی چاہئے۔ آپ کی بات انتہائی مہذب ہونی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

Silent, order in the House, I say order in the House.

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ماشاء اللہ آپ بہت سمجھ دار اور دھیمے ہیں اور آپ کی زبان سے تو ایسے الفاظ باہر آتے ہوئے ویسے ہمیں بھی شرم آ رہی ہے۔ ایسی بات نہ کریں۔ ہم آپ سے اچھی باتیں سننا چاہتے ہیں اور اچھی تنقید آپ سے سننا چاہتے ہیں۔ میں بھی سننا چاہتا ہوں اس لئے میں نے آپ کو زحمت دی ہے اور آپ کو بار بار اس لئے میں نے interrupt کیا ہے کہ آپ بڑے سمجھ دار ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے اس ہاؤس کے ماحول کو اچھا رکھیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ کے اس حکم کے بعد اگر آپ نے میری باتوں کو سمجھا ہے کہ یہ مہذب نہیں ہیں، اسی کو غیر مہذب معیار بناتے ہوئے یہ دیکھئے گا۔ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت جو باتیں میں کر رہا ہوں، آپ سچ سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے ذریعے میں صوبہ کے عوام کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ یہ ڈاکے، ناکے اور ساکے جو آپ کی قسمت میں کر دیئے گئے ہیں وہ نہیں رہنے دیئے جائیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کے پاس یہاں پر according to rules اور مثبت اپوزیشن کریں گے، حکومت جو اچھا کام کرے گی اس کو سراہیں گے لیکن dictation نہیں لیں گے، بالکل

dictation نہیں لیں گے اور کسی سے نہ گھبرائیں گے۔مدح سرائی ہمارا شیوہ نہیں ہے جو آپ لوگ چاہتے ہیں۔ شکریہ

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کی بات سن کے پھر آپ کی بات سنتا ہوں، میں نے floor ان کو دیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔جی!

جناب محمد اعجاز شفیع: [**********]

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ اپنے الفاظ واپس لیں ،آپ اپنے الفاظ واپس لیں ،آپ بیٹھیں ،آپ بیٹھیں،آپ نے جو الفاظ ایک معزز رکن کے لئے کہے ہیں وہ الفاظ آپ کو واپس لینے ہوں گے ورنہ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔اپنے الفاظ واپس لیں۔ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ I did not allow you ان کا مائیک بند کریں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات ابھی سنتا ہوں،آپ تشریف رکھیں، میں ان کے ساتھ بات کر رہا ہوں،آپ تشریف رکھیں، میرے بھائی! بات سنیں،آپ نے معزز رکن کے لئے جو الفاظ کہے ہیں ان کو withdraw کریں گے تو آپ کو allow کروں گا ورنہ آپ کو اور کچھ کرنا پڑے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! .Thank you

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ اگر میں نے اپنے الفاظ withdraw کئے ہیں تو سینئر منسٹر صاحب بھی اپنے وہ الفاظ واپس لیں جو انہوں نے غلط بیانی سے اس ہاؤس میں ہماری جماعت کے متعلق کہے ہیں۔ان کو بھی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میں نے جو آپ کی بات سنی ہے وہ objectionable تھی اور ان کی بات اگر objectionable سنوں گا تو یقیناً ان کو بھی یہی کہوں گا۔ آپ تشریف رکھیں، میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ please تشریف رکھیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل جو پی پی ۔118 سے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور رانا محمد اقبال جو پی پی۔121 سے پی۔ایم۔ایل (ن) کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور سردار واجد علی جو پی پی۔229 سے پی۔ایم۔ایل (ن) کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے ہیں اور ان صاحبان نے آج حلف اٹھایا ہے میں انہیں اپنی طرف سے، اپنی جماعت کی طرف سے اور میاں محمد نواز شریف کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہمیں امید ہے کہ ان اراکین کے یہاں پر اس معزز ہاؤس کا حصہ بننے پر ہمیں بہتر انداز سے اس صوبے کی خدمت کرنے کا موقع ملے گا اور اسی کے ساتھ ہی میں قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین کو اور معزز اراکین جو اپوزیشن میں ہیں ان سب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ آج واپس آئے ہیں۔ انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کا جو role ہے وہ اس ہاؤس کی کارکردگی میں موثر اور بہتر ثابت ہوگا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ مجھے موقع دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو کیوں نہیں موقع دوں گا؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بھائی! آپ نئے تشریف لائے ہیں، اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ان کو بولنے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل! آپ کو موقع ملا ہے آپ سب کو اپنا تعارف کرائیں۔

نو منتخب ارکان کا ممبر اسمبلی بننے پر پارٹی قائدین اور حکومت کا شکریہ ادا کرنا

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیئے بھٹو۔ جناب سپیکر! میں پی پی۔118 منڈی بہاؤالدین سے اس ضمنی الیکشن میں منتخب ہوا ہوں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے حلقے کی عوام، اپنی پارٹی، محترمہ بے نظیر بھٹو کے vision اور جناب آصف علی زرداری کی مدبرانہ قیادت کا اور اپنے سب لیڈروں کا مشکور ہوں کہ اس الیکشن میں اور اس الیکشن کے بعد ہماری جمہوری فتح کو جو روکنے کی کوشش کی گئی اس سلسلے میں انہوں نے ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے جو ہماری اخلاقی حمایت کی ہے اس پر میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام لیڈران کا مشکور ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج پہلی دفعہ پنجاب اسمبلی میں بات کرتے ہوئے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بات کا ضرور ذکر کیا جائے کہ جمہوری طور پر ہم آج جس جگہ پر کھڑے ہیں گو اس میں ہمیں مسائل کا بھی سامنا ہے لیکن اس ملک کی عوام نے 18۔فروری کو 14-اگست کی طرح منایا جس سے جبر کا خاتمہ ہوا، خاص طور پر اس صوبے سے تشدد کا خاتمہ ہوا اور لوٹ کھسوٹ اور کرپشن کے لئے مختلف ناموں سے جو فورسز بنی ہوئی تھیں کوئی W سے شروع ہوتی تھی تو کوئی inverted W سے شروع ہوتی تھی۔ مونس اور وجاہت کے نام سے جو لوٹ کھسوٹ کے کارخانے شروع ہوئے تھے ان کو ختم کرنے کے لئے پنجاب کے عوام نے جو کردار ادا کیا ہے، میں اس پر انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: محترمہ! معزز رکن کو بات کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد میں ان کی کرپشن کے قصے اور زمینوں پر ان کے قبضے اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ کرپشن کی فورسز تھیں، یہ کرپشن کے کمانڈر تھے، یہ جبر اور تشدد کے کمانڈر تھے جن سے عوام نے نجات حاصل کی ہے لیکن اس سے زیادہ اہم بات اس vision اور سوچ کی ہے جو محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس ملک میں واپس آنے کا فیصلہ کرکے عوام کو lead کر کے کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک سوچ اور vision دے کر ادا کیا ہے اس پر ہم ان کو رہتی دنیا تک، جب تک پاکستان ہے، جب تک پنجاب ہے خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے یہ vision اور سوچ اس وقت دی تھی جب ساری پارٹیاں A.P.D.M کے تحت اس ملک میں انتخابات کا بائیکاٹ کرنا چاہ رہی تھیں لیکن انھوں نے Charter of Democracy کے تحت sincerity کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ایک مثبت vision اور سوچ کا مظاہرہ کرتے ہوئے محترم میاں محمد نواز شریف کو قائل کیا کہ ہم نے [**********] مسلم لیگ (ق) کے لئے میدان خالی نہیں چھوڑنا۔ میں نے sorry کر لی ہے اس لئے اب ان کو شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے احتجاج)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: میں نے sorry کر لیا ہے اس لئے اب ان کو شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان الفاظ کو نہ دہرایا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! فوجی بوٹ پالش کرنے والوں اور فوجی ڈکٹیٹر کے گماشتوں کے لئے ہم نے یہ میدان خالی نہیں چھوڑنا۔ ہم نے عوام کو اکیلے نہیں چھوڑنا، اسی vision کے تحت محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور محترم میاں محمد نواز شریف نے اکٹھے ہو کر جمہوری طور پر فیصلہ کیا کہ ہم نے اس ملک کو جبر سے نجات دلانی ہے اور ہم عوام کے مشکور ہیں کہ انھوں نے اس vision پر چل کر پنجاب اور پاکستان سے اس جبر اور تشدد کی نشانیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ کو اور بڑے مواقع ملیں گے لیکن اب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں نے کافی بات کرنی ہے۔ میں ان سب کو بتانا چاہتا ہوں اور خاص طور پر جو آپ کے بائیں طرف بیٹھے ہیں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ تاریخ دیکھ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

لیں کہ جبر کے سامنے دو قسم کی طاقتیں پائی جاتی ہیں-ایک وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ طاقت کے سامنے جھکا نہیں جا سکتا اس کے پیروکار history میں pre-recorded میں Socrates تھا۔اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام آئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے متعلقہ کوئی بات نہیں کر رہے بلکہ history کی بات کر رہے ہیں-

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ان کو تو حضرت امام حسین علیہ السلام اور Socrates کے معنی بھی بتانے پڑیں گے-Socrates کو اردو میں سقراط بولتے ہیں-

جناب سپیکر: گوندل صاحب! پلیز اب آپ wind up کریں-

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! مجھے مزید چند منٹ چاہئیں-ہم Socrates کے ماننے والے ہیں۔ ہم ان کے پیروکار ہیں جو طاقت کے سامنے نہیں جھکتے-ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پیروکار ہیں جو گردن تو کٹوا سکتے ہیں لیکن جھکتے نہیں-ہم برصغیر کے اندر ٹیپو شہید کے پیروکار ہیں جنھوں نے اپنی گردن کٹوائی تھی لیکن انگریز کیونٹی کے سامنے جھکے نہیں تھے-پاکستان بننے کے بعد صرف دو ایسے لیڈر پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے اپنی گردنیں کٹوائی ہیں، اپنی جانیں دی ہیں-وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہیں ہم ان کے ماننے والے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں-اس کے علاوہ وہ لوگ بھی ہیں جو جعفر از بنگال اور صادق از دکن کے پیروکار ہیں، جو کبھی انگریزی بوٹ پالش کرتے ہیں اور کبھی مشرف کے بوٹ پالش کرتے ہیں-

جناب سپیکر: گوندل صاحب! بہت شکریہ، تشریف رکھیں-

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: یہ سمجھتے ہیں کہ طاقت کے سامنے ٹھہرا نہیں جا سکتا، یہ ان کے پیروکار ہیں-میں جاتے جاتے بتا دینا چاہتا ہوں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔پلیز بس کریں۔ دوسروں کا وقت نہ لیں-

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ میں فوج کے ہاتھوں مارا جانا پسند کروں گا لیکن میں تاریخ کے ہاتھوں نہیں مرنا چاہتا۔ ہم وہ لوگ ہیں جو انشاء اللہ تاریخ میں زندہ رہیں گے۔

جناب سپیکر: اچھا۔ ماشاء اللہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: محترمہ اس تاریخ میں زندہ رہیں گی۔ ذوالفقار علی بھٹو اس تاریخ میں زندہ رہیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب دوسروں کو بھی موقع دیجئے۔ گوندل صاحب! پلیز اب دوسروں کو موقع دیجئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے لئے ایک قطعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، سردار صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

آوازیں: شعر سنائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!

روشن مثال ہے صبح وفا بے نظیر ہے
متاع دست دعا بے نظیر ہے
کس نے صلیب وقت پر لکھا ہے خون سے اس ملک کا نصیب
سدا بے نظیر ہے سدا بے نظیر ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار واجد علی ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں پی پی۔229 پاکپتن شریف سے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میرے قائد میاں محمد نواز شریف ہیں۔ اپوزیشن لیڈر میرے بھائی ہیں انشاء اللہ میں سب سے آخر میں ان سے بات کروں گا اور آپ کو مزہ آئے گا۔ میرے خیال میں یہ وقت ان جگتوں کا نہیں ہے بلکہ یہ وقت اس خوبصورت ملک کو بچانے کا

ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سے بھی کہوں گا کہ ادھر تالیاں بجانے کی بجائے سرحدوں کی طرف دیکھیں جن کا انھوں نے بیڑا غرق کیا ہے۔(قطع کلامیاں)

آپ نے ان سرحدوں کا بیڑا غرق کیا ہے۔

MR. SPEAKER: Order in the House.

نئے ممبر ہیں ان کی بات سنیں۔ سردار صاحب! آپ ان کی طرف نہ جائیں بلکہ مجھے مخاطب ہوں۔

سردار واجد علی ڈوگر: جناب سپیکر! اس وقت یہاں ایک دوسرے پر آوازے کسنے کا وقت نہیں ہے۔ ہمیں سوچنا ہے کہ ہمارے ملک پاکستان کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے، اگر یہ ملک ہے تو ہم ہیں۔ اگر یہ ملک نہیں ہو گا تو پھر ایک دوسرے پر کون آوازیں کسے گا؟ کہاں کی اپوزیشن اور کہاں کا اقتدار؟ یقین جانیے کہ انھوں نے دس سال میں اس ملک کا خون چوس لیا ہے۔ یہ لوگ جو بیٹھے باتیں کر رہے ہیں خدا کی قسم ان کی تقریریں سن کر مجھے تو practically رونا آنے لگا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس ملک کے قاتل ہیں، یہ اس ملک کی عوام کے قاتل ہیں۔ جس مقصد کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا یہ اس کے قاتل ہیں۔ انھوں نے "پاکستان کا مطلب کیا، لاالہ الااللہ" کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ ان دس سالوں میں انھوں نے نظریہ پاکستان کو بگاڑ دیا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس عزم کے ساتھ اسمبلی میں آئے ہیں کہ اس ملک اور قوم کے لئے کام کرنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اس ملک کے لئے خون بھی بہانا پڑا تو بہا دیں گے۔ ان کی طرح جیبیں بھر کر گھروں کو نہیں جائیں گے۔ آپ ان کے گھروں، سٹوروں سے store کیا ہوا آٹا نکالیں۔ ان کے نت ہاؤس گجرات میں بڑے بڑے خفیہ سٹور ہیں وہاں سے آٹا نکالیں۔

جناب سپیکر: بھائی! پہلا دن ہے، ذرا تھوڑی سی مہربانی کریں۔ اب ہمیں وقفہ سوالات شروع کرنا چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں اور آپ نے مجھ سے وعدہ بھی فرمایا تھا لہذا مجھے موقع دیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں، آپ فرمائیں! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں اس لئے تقریر نہیں ہونی چاہئے۔ امید ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کو misuse نہیں کریں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہوں بلکہ میں نے تو شکریہ ادا کرنا ہے۔ میں نے آپ سے بات کرنے کے لئے floor مانگا تھا، میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو منٹ بات کروں گا۔ میں لمبی تقریر نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں اور پہلے گھڑی دیکھ لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب! مجھے گھڑی نظر نہیں آ رہی۔ میں دونوں پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے قائد حزب اختلاف کا notification آپ کے ساتھ مشاورت سے جاری کروایا۔ میں اس بات پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکمران اتحاد جس انتقامی سیاست کی سڑک یا راستے پر چلا تھا اسے روک دیا گیا ہے۔ میڈیا اور عوام کے pressure کو دیکھتے ہوئے قائد حزب اختلاف کا notification جاری کر دیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اب ایوان کی کارروائی پہلے سے بہتر انداز میں چلے گی۔ اس ملک میں ہمیشہ جمہوریت کے لئے بہت مسائل رہے ہیں۔ ہیر وارث شاہ میں ہیر کہتی ہے کہ "کون ہے جمیا جمہڑا گناہ گار نئیں" آج یہ ہمیں مشرف صاحب کی support کرنے کا طعنہ دیتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیے کہ کیا بھٹو صاحب نے ایوب خان کی support نہیں کی تھی؟ کیا میاں محمد نواز شریف نے جنرل ضیاء الحق کی support نہیں کی تھی؟

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے مشرف ڈکٹیٹر ہے، آپ لوٹے ہو کی آوازیں)

جناب محمد یار ہراج: میں صرف یہ کہوں گا کہ جمہوریت کی گاڑی کو اس کے راستے پر چلنے دیا جائے۔ انتقامی سیاست نہ کی جائے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پہلے مشرف کی گود سے باہر نکلو۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اگلی گزارش یہ کروں گا کہ جو بھائی اچھے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور پڑھے لکھے ہیں وہ اس ایوان کو مچھلی مارکیٹ نہ بنائیں اور جو دوسرے ممبران ہیں وہ بے شک نعرہ بازی کریں۔ میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ پارلیمنٹ ہاتھی کے دانت کی طرح نہیں ہونی چاہئے جو کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ عوام کے فیصلے اس ایوان میں ہونے چاہییں۔ لندن اور دوبئی میں نہیں ہونے چاہییں۔ وزیر اعظم ہی وزیر اعظم کا protocol لے اور خود فیصلے کرے۔ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کا protocol کوئی اور نہ لے۔ ہمیں جمہوریت کی گاڑی کو چلانے کے لئے ایسے اقدامات اٹھانے چاہییں۔۔۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ آج کے اہم دن کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج پاکستان کے دو اہم ترین لیڈر اسلام آباد میں جمع ہیں جو پاکستان میں جمہوری نظام کو تقویت دینے کے لئے اور مشرف کے چیلوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ہاؤس جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ ان کے مذاکرات کامیاب ہوں تاکہ مشرف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس ملک سے نکالا جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! ہراج صاحب بات کر رہے تھے لیکن ان کی بات مکمل نہیں ہو سکی تھی۔ پہلے ان کی بات مکمل ہونے دیں پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی، ہراج صاحب! (قطع کلامیاں)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! پہلے ہاؤس کو in order کریں۔ اگر ہم اپنے ایوان کو مچھلی منڈی بنا دیں گے تو ہمارے صوبہ پنجاب کی عوام کے سامنے کیا عزت رہے گی؟ آپ ان معزز ممبران کو سمجھائیں۔ حکومتی پارٹی اس ایوان کو مچھلی منڈی بنانے پر کیوں تلی ہوئی ہے؟ کیا حکومتی پارٹی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ حکومت میں ہیں؟ اپنے ہی خلاف جلوس نکلواتے ہیں، اپنے ہی خلاف نعرے بازی کرتے ہیں۔ تھوڑا سا اس ایوان کے تقدس کو ملحوظ رکھیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہیں اور اس صوبے کے عوام کو بھی جوابدہ ہیں۔ جو بھائی کہتے ہیں کہ لاالہ الااللہ کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی طاقت اس کا حلیہ نہیں بگاڑ سکتی خواہ وہ مسلم لیگ (ن) ہو، پی پی ہو یا کوئی اور اس کا حلیہ نہیں بگاڑ سکتی۔ آپ اس کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیں کیونکہ اس میں ہم سب کی بے عزتی ہے۔ اس میں تمام ممبران کی بے عزتی ہے۔ شکریہ۔

جناب اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب! نیازی صاحب ایم۔ایم۔اے کی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں ان کو موقع دیں۔ آپ کی باری بھی آ رہی ہے۔ اللہ رکھا! تشریف رکھیں، رانا ارشد! تشریف رکھیں۔ دونوں کی باری آئے گی، ذرا تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں اپنے نئے تشریف لانے والے ممبران کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آج ایک تاریخی دن ہے کہ چودھری ظہیر الدین کا بطور

قائد حزب اختلاف notification جاری کیا گیا ہے اس کے لئے میں انھیں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری ایک گزارش ہے کہ اس وقت ہمارا ملک ایک نازک دور سے گزر رہا ہے۔ آج اس ہاؤس کے اندر جو حالات ہیں انھیں پورا media دیکھ رہا ہے۔ پورے پاکستان کی عوام ہمیں دیکھ رہی ہے۔ آج واقعی ایک تاریخی دن ہے، آج ہم ایک ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف سے جان چھڑوانے کے لئے ایک سمت کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم لوگوں کے elected نمائندے ہیں، ہمیں یہاں maturity سے behave کرنا چاہئے اور میں تو اپنے (ق) لیگ کے ممبران سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں۔ آج ہمارا ملک جس نازک دور سے گزر رہا ہے اس حوالے سے میری اپنے ان معزز ساتھیوں سے گزارش ہے کہ یہ بھی ہمارے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اس ملک میں حقیقی جمہوریت لانے کے لئے ہمارا ساتھ دیں۔ دونوں اطراف سے میری یہ گزارش ہے کہ ایک دوسرے سے لڑنے کی بجائے افہام و تفہیم سے کام لیا جائے۔ ہم یہاں قانون سازی کے لئے آئے ہوئے ہیں نہ کہ ایوان کو مچھلی منڈی بنانے کے لئے آئے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اللہ رکھا صاحب! بولیں آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ جی، اللہ رکھا صاحب!

جناب اللہ رکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، تقریر نہیں ہوگی کیونکہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ سے جو کہہ رہا ہوں وہ سن لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب! بولنے تو دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بولیں۔

جناب اللہ رکھا: بولنے دیں گے تو بات ہوگی۔

جناب سپیکر: بولنے کا آپ کو موقع ملے گا۔ اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب والا! بات کریں گے تو پتا چلے گا کہ کیا کہنا ہے؟ آپ مجھے موقع تو دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اللہ رکھا: تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌo صدق الله العظيمo تمام کی تمام شہنشاہت اور بادشاہت رب کریم کے لئے ہے جو ہر چیز پر اپنی قدرت رکھتا ہے۔ میرے

اللہ کے فضل سے وہ دن آگیا ہے جس دن کا انتظار میرے اور آپ کے قائد میاں محمد نواز شریف نے 8 سال تک کیا ہے۔آج اللہ کے فضل و کرم سے میاں محمد نواز شریف اور آصف علی زرداری اس نکتے پر متحد ہیں کہ جس ڈکٹیٹر نے 8 سالوں میں جس طرح اپنے ملک کا اپنی عوام کا حلیہ بگاڑا ہے اس سے ایک ایک بات کا حساب لیا جائے۔آپ غور کیجئے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر تو نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا تشریف رکھئے۔دیکھیں! آپ ماحول کو خود خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں.This is not good آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بات ہو گئی ہے اور آپ کی بات سنی گئی ہے۔

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ارشد پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن میں بتادوں کہ تقریر نہیں ہو گی۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! آج اپوزیشن لیڈر صاحب تشریف لائے ہیں۔پچھلے آٹھ سالہ دور میں ملک کے اندر آمریت کا دور رہا ہے آج قائد جمہوریت میاں محمد نواز شریف اور آصف علی زرداری ملک میں آئین کی بالادستی کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔آج وہ پاکستان کے سولہ کروڑ عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے بیٹھے ہیں۔آج پاکستان کے اندر زمینداروں کے لئے کھاد نہیں ہے۔آج پاکستان کے اندر انڈسٹری بند ہو چکی ہے اور آج سکولوں کا بیڑا غرق ہو چکا ہے۔پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگانے والے ایوان صدر کے اندر بیٹھے جمہوری حکومت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں ابھی آپ کو بہت مواقع ملیں گے اس میں آپ اپنی تقریر کریں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔تشریف رکھیں اور باہر جا کر تھوڑا سا پانی پی کر آئیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں! اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں تو میں بات سنوں گا ورنہ بات نہیں سنوں گا۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! میں حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ مٹھی بھر اپوزیشن کے لئے قائد حزب اختلاف کا نوٹیفکیشن کر کے قائد حزب اقتدار میاں محمد شہباز شریف اور اس کی regime نے ایک شاندار روایت قائم کی ہے۔میں آج اس سرزمین کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ کی طرف توجہ دلاؤں گی۔پانچ سال پہلے اسے پاکستان سے بچوں سمیت اغواء کر کے کہیں پر گم کر دیا گیا۔آج میڈیا کے

ذرائع کے مطابق ان کے متعلق جو اطلاعات مل رہی ہیں ان کو مردوں کے ساتھ جیل میں رکھا گیا ہے۔اس کا ذہنی توازن بھی خراب ہو چکا ہے۔کیا حرم حجاز سے محمد بن قاسم دیبل پر اس وجہ سے پہنچے تھے کہ وہاں پر خواتین کی بے حرمتی ہو رہی تھی اور ان قزاقوں کو سزا دینے کے لئے وہ برصغیر آئے۔ آج اس وقت کا وزیر داخلہ بے نقاب ہونا چاہئے اور ان کرداروں کا بھیانک چہرہ عوام کے سامنے آنا چاہئے جنہوں نے لاتعداد پاکستانیوں اور intellectualلوگوں کو غائب کیا اور اپنے آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر اور ان سے ڈالر بٹورنے کی خاطر۔۔۔

جناب سپیکر: طیبہ ضمیر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں تاکہ ہم ایجنڈے کی طرف جا سکیں۔ میرے خیال میں اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ لوگ سیاسی تقریریں کر رہے ہیں۔آپ ہاؤس کو in orderکریں اور دوسروں کو بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، جب آپ کو وقت دیا جائے گا تو اس وقت تقریر کریں۔ابھی میں نے آپ کو floorنہیں دیا۔

سردار شیر علی خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں ڈیرہ غازی خان میں سیلاب کی صورتحال پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی باری کا انتظار کریں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ وقت نہ ضائع کریں۔ سیلاب کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب خود نوٹس لے رہے ہیں۔اس کے علاوہ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ بھی تشریف فرما ہیں وہ خود ہی اس کا نوٹس لے رہے ہیں۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں تو کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب والا! ہمارے ضلع میں سیلاب کی جو صورتحال ہے اس کے بارے میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا ضلع راجن پور اس وقت شدید سیلاب کی زد میں ہے۔ میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ سینئر ایڈوائزر برائے وزیر اعلیٰ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ کل انہوں نے پورے علاقے کا دورہ کیا ہے، لوگوں کے گھروں تک گئے ہیں اور ان کی مشکلات کے بارے میں ان سے دریافت کیا ہے، ڈی۔سی۔او کو اس کی نااہلی کی وجہ سے موقع پر معطل کیا گیا ہے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ سو سال کی تاریخ میں وہاں پر اتنا بدترین سیلاب نہیں آیا جتنا اس دفعہ ضلع

راجن پور میں آیا ہے۔ آٹھ دس کے قریب لوگوں کی جانیں چلی گئی ہیں۔ ہزاروں ایکڑ اراضی پر فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ میں جناب کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خوراک اور دوسری ضروریات زندگی کو یقینی بنایا جائے اور جتنا جلد ممکن ہو سکے وہاں پر پہنچائی جائیں کیونکہ وہاں پر ابھی تک امداد نہیں پہنچ رہی ہے تاکہ لوگوں کو کوئی relief مل سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جواب دینے کے لئے جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ جو ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں وہ تشریف فرماہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کھوسہ صاحب کو بات کرنے دیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں نے بھی اسی مسئلے پر بات کرنی ہے، مجھے بھی بات کر لینے دیں، وہ اکٹھا جواب دے دیں گے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو راجن پور میں سیلاب ہے وہ داجل اور درخواست جمال خان یعنی میرے حلقے میں بھی سیلاب ہی ہے لیکن جو حکومتی relief ہے وہ تونسہ اور راجن پور کے لئے تو مل رہا ہے۔ میرے حلقے میں ایک سرکاری افسر نے بھی دورہ نہیں کیا اور جب میں انہیں request کرتا رہا تو مجھے جواب دیا گیا کہ وہ وزیر اعلیٰ کے دورے میں مصروف ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ protocol duty دینے کی بجائے عوام کی خدمت کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کھوسہ صاحب نے بھی سن لی ہے اور میں نے بھی سن لی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اپوزیشن کو آپ floor دیتے ہیں اور پھر لے لیتے ہیں۔ آپ نے ہراج صاحب کو floor دیا پھر آپ نے floor لے لیا۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کا بھی احساس کریں کہ ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین کھڑے ہوئے ہیں، وہ آپ کے بھی بزرگ ہیں اور میرے بھی بزرگ ہیں، آپ کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہ آپ کے فائدے کے لئے بات ضرور کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ان کا بزرگ کہا ہے۔ میں ان کے والد مرحوم کا بھی بزرگ ہوں۔ ان کو اس بات کا احترام نہیں ہے مجھے اس بات کا افسوس ہے۔

جناب سپیکر! میرے نوجوان ساتھی نے جو نشاندہی کی ہے۔ ضلع راجن پور کی تین تحصیلیں ہیں اور تینوں تحصیلیں گزشتہ چار روز سے سیلاب کی زد میں ہیں۔ اس طرح ضلع ڈیرہ غازی خان کی ایک تحصیل میں بہت زیادہ اور ڈیرہ غازی خان کی تحصیل میں اس سے کچھ کم لیکن وہاں بھی سیلاب آیا ہے۔ میں خود بھی گیا تھا اور راجن پور کی تینوں تحصیلوں کا میں نے دورہ کیا ہے اور فاضل رکن اسمبلی بھی میرے ساتھ تھے بلکہ تین اور ممبران اسمبلی جو ضلع راجن پور سے تعلق رکھتے ہیں، وہ تینوں بھی میرے ساتھ تھے۔ میں یہاں پر یہ admit کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ ضلع راجن پور کا جو ڈی۔ سی۔ او ہے اس نے کوئی خاطر خواہ انتظامات relief کے لئے یا لوگوں کو evacuate کرنے کے لئے یا ان کو رسد پہنچانے کے لئے نہیں کئے ہوئے تھے۔ دراصل وہ شروع ہی تب ہوئے ہیں جب ہمارا یہ قافلہ وہاں پر پہنچا ہے۔ جب یہ میرے ساتھ تھے تو اب on the floor of the House ان کو گلہ کرنے کی ضرورت تو نہیں تھی۔ میں وہاں پر جو ہدایات جاری کرتا رہا ہوں وہ یہ خود دیکھتے رہے ہیں۔ on behalf of Chief Minister ڈی۔ سی۔ او کو وہاں سے اس کی نااہلی کی وجہ سے shift کر دیا گیا ہے اور وہاں پر حکومت پنجاب کی طرف سے پانچ رکنی ٹیم بھیج دی گئی ہے اور یہ مختلف ڈیپارٹمنٹ سے افسران چنے گئے ہیں کیونکہ سڑکیں وہاں پر تباہ ہو گئی ہیں۔ نہروں کا نظام سیلاب کی وجہ سے درہم برہم ہو چکا ہے پل ٹوٹ چکے ہیں اور اسی طرح فصلوں کا کوئی 55 ہزار ایکڑ کا نقصان ہو چکا ہے تو محکمہ زراعت، محکمہ اریگیشن، محکمہ سی اینڈ ڈبلیو اور محکمہ بورڈ آف ریونیو پر مشتمل ایک ٹیم وہاں پر آج پہنچ چکی ہے۔ پولیس کی طرف سے وہاں انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ متاثرہ لوگ اپنے گھروں سے بے دخل ہو کر سڑکوں یا نہروں کے کناروں پر بچوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پولیس کی گشتی ٹیمیں وہاں پر گھوم رہی ہیں تاکہ ان کا کوئی نقصان نہ کر سکے۔ حکومت پوری طرح سے اس مسئلے سے aware ہے اور کل چیف منسٹر صاحب خود وہاں پر تشریف لے جا رہے ہیں کیونکہ میری طرف سے تمام رپورٹیں ملنے کے بعد وہ چاہتے ہیں کہ جو انتظامات ہو رہے ہیں یا جو انتظامات کرنے ہیں وہ خود جا کر دیکھیں گے۔ وہاں کے آفت زدگان کے لئے relief کا ایک package announce کر دیا گیا ہے اور daily مزید جائزہ لیا جا رہا ہے کیونکہ یہ بارشوں کا

سلسلہ ابھی تک جاری ہے وہاں پہاڑوں سے تازہ ریلا آ جاتا ہے جو میدانوں میں طغیانی اور تباہی پھیلا رہا ہے۔ اپوزیشن بنچوں سے جو فاضل رکن بات کر رہے تھے یہ مجھ سے بات کر سکتے تھے۔ یہ اسمبلی کے ممبر ہیں اور یہ اسی ضلع سے رکن ہیں جس ضلع سے میں ہوں۔ یہ اپنے آپ کو سمجھیں (ق) لیگ کے لیکن ان کے اور میرے درمیان کوئی ایسا barrier بھی نہیں ہے۔ اس Floor of the House پر جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں یہ وہاں کسی نے نہیں کہا اور اگر میں وہاں گیا تھا تو میرا فرض بنتا تھا کہ میں ان کے آفت زدہ علاقے کا بھی دورہ کرتا اور وہاں کے relief کے انتظامات کا میں خود جائزہ لیتا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر (رانا مشہود احمد خان) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھئے گا۔ میں وقفہ سوالات کا آغاز کرتا ہوں۔ سوال نمبر 41 سید حسن مرتضیٰ۔ عبداللہ یوسف صاحب! میں وقفہ سوالات کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو بالکل ٹائم دوں گا۔ جی، حسن مرتضیٰ۔۔۔ آمنہ صاحبہ! آپ کو بھی وقفہ سوالات کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 41۔

بنیادی مرکز صحت چک فیض آباد (اوکاڑہ) میں ڈاکٹر و دیگر سٹاف کی غیر موجودگی اور دیگر مسائل

*41- سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی مرکز صحت چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں عرصہ دراز سے کوئی ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر، وارڈ بوائے، چوکیدار، نائب قاصد اور مالی نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2002 تا 2007 اس بنیادی مرکز صحت کے لئے کوئی گرانٹ فراہم کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی چاردیواری اور تمام رہائشی کوارٹر مکمل طور پر ختم ہو چکے ہیں نیز عملہ نہ ہونے کی وجہ سے ضروری سامان دروازے، کھڑکیاں، سامان بجلی، پنکھے اور فریج وغیرہ چوری ہو چکے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کے مندرجہ بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) حال ہی میں ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر اور چوکیدار تعینات کر دیا گیا ہے جبکہ ڈسپنسر، دائی اور نائب قاصد پہلے سے ہی اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ مالی اور وارڈ بوائے کی پوسٹ کسی بنیادی مرکز صحت میں منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) مالی سال 2002تا 2007میں maintenanceاور repair کے تحت وقتاً فوقتاً مرمت کا کام ہوتا رہا ہے اور اب ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت مکمل renovation کا کام این۔ایل۔سی کو تفویض کر دیا گیا ہے اور جلد ہی متعلقہ بنیادی مراکز صحت کی مکمل repairاور renovationکا کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) مذکورہ بنیادی مرکز صحت کی چاردیواری اور کوارٹر قابل مرمت ہیں جس کی renovation جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے جلد شروع ہو جائے گی۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت رواں مالی سال 2007تا 2008 میں 85 ملین روپے رورل ہیلتھ سنٹروں اور بنیادی مراکز صحت کی مرمت اور سہولیات کی کمی کو دور کرنے کے لئے مختص کئے ہیں اور این۔ایل۔سی کے ذریعے ان اداروں کی مرمت کا کام جاری ہے۔ یکے بعد دیگرے تمام مراکز صحت کی مرمت کا کام مکمل کیا جائے گا، وہاں پر بجلی، پنکھے وغیرہ موجود ہیں۔ آج سے کئی سال پہلے چوری کا ایک واقعہ ہوا تھا جس کی ایف۔آئی۔آر درج ہے۔ مزید وہاں پر ای۔پی۔آئی کی فریج موجود ہے اور مریضوں کو ادویات مل رہی ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ مندرجہ بالا بنیادی مرکز صحت کی مکمل renovation اور مرمت بذریعہ این۔ایل۔سی جلد شروع ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو جواب پڑھا ہے وہ بالکل غلط ہے کیونکہ وہاں پر حالات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہاں پر ایم۔بی۔ بی۔ ایس کو بطور ایم۔او تعینات کر دیا گیا ہے۔ میں آج بھی وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ وہاں ایم۔او تعینات نہیں کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کی renovation اور اس کی مرمت کا کام ہو رہا ہے۔ 2002 سے 2007 تک اس پر ایک پیسا بھی خرچ نہ ہوا ہے۔ یہاں سے آپ کسی ممبر کو بھیج دیں وہاں پر اگر ایم۔او کی رہائش گاہ موجود ہو یا کوئی سرونٹ کوارٹر موجود ہو تو پھر تو اس کی renovation ہو گی، اگر وہاں کوئی عمارت ہی موجود نہیں ہے تو کیسے کہتے ہیں کہ وہاں پر اس کی renovation ہو رہی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر بجلی کے پنکھے موجود ہیں، وہاں پر بلب لگے ہوئے ہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر بجلی کا میٹر ہی نہیں ہے تو یہ پنکھے کس سے چلا رہے ہیں؟ (قہقہے)

MR DEPUTY SPEKAER: Order in the House, order in the House.

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم نے اس ایوان کے تقدس کا خیال رکھنا ہے۔ منسٹر صاحب! معزز ممبر جو بات کر رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو نشاندہی کی اور مجھے اس کا جو جواب ملا وہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں حقیقی بات یہ ہے کہ کل جب یہ سوال میرے سامنے ٹیبل پر آیا تو میں نے اس کی خود تحقیق کی اور اس سلسلے میں سیکرٹری ہیلتھ اور متعلقہ افسران کو بلایا اور میں نے کہا کہ مجھے خود اس جواب سے تسلی نہیں ہے تو بہتر ہے کہ آپ مجھے latest position سے نوازیں تو ابھی مجھے یہ آرڈر موصول ہوا ہے کہ جس میں ڈاکٹر مبشر عباس کو بطور میڈیکل آفیسر تعینات کیا گیا ہے اور یہ آرڈر 30 مئی کا ہے جو میرے پاس موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہ جو باتھ روم اور کمروں کی بات کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں بھی مجھے کچھ شکوک و شبہات تھے اور میں نے آج ہی بذریعہ فیکس وہاں سے یہ رپورٹ منگوائی ہے۔ اس کی تصدیق کے لئے اگر کوئی کمیٹی بنا دی جائے کیونکہ میں بھی یہ ضروری سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ جو لسٹ دی گئی ہے اس میں تقریباً 9 کمرے بتائے گئے ہیں جو وہاں موجود ہیں لیکن اس میں کس حد تک صداقت ہے اس

کے لئے میں بھی سمجھتا ہوں کہ verification کی ضرورت ہے اس کو verify کر لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ضمنی سوال، جناب سپیکر!

MR. DEPUTY SPEAKER: Supplementary question.

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جن ارباب اختیار نے اس سوال کا غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے اور اگر standing committee form کر دی گئی ہے تو اس question کو اسے refer کیا جائے۔ دوسری میری ایک تجویز ہے اور میں اس پر جواب بھی چاہوں گا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ Basic Health Unit ہر کونسل میں یا ہر دو کونسلوں میں mostly ایک بنا ہوا ہے، 1980 کے دور میں اس کی بلڈنگز تو کھڑی کر دی گئی تھیں لیکن وہاں پر ڈاکٹرز ہیں، ڈسپنسرز ہیں اور نہ ہی میڈیسنز ہیں تو کیا یہ بہتر نہ ہو کہ 6/6،5/5 یونین کونسلوں کے اندر ایک Rural Health Centre بنایا جائے جس میں ڈاکٹر بھی موجود رہیں کیونکہ communication system بہتر ہو چکا ہے۔ لوگ 2/4 کونسلوں کا سفر طے کر لیتے ہیں اور اس چیز کو ensure کیا جائے کہ وہاں پر ڈاکٹر، میڈیسنز اور باقی pharmaceutical staff موجود ہو اور Basic Health Units کے نام موجود بلڈنگز کو کسی بہتر سرکاری طور پر مختلف مقاصد یعنی جانوروں کے ہسپتالوں یا سکولوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! ابھی حسن مرتضیٰ سوال کر رہے تھے اور ملک ندیم کامران جواب دے رہے تھے تو ہماری left side پر بیٹھے اپوزیشن ارکان نے بڑی مسکراہٹ اور بڑی تالیوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ہم جو یہ جواب دے رہے ہیں یہ ان کی 5 سالہ کارکردگی ہے۔ اگر وہاں بلڈنگ نہیں ہے، پنکھے نہیں ہیں تو انہوں نے وہاں 5 سال کیا کیا ہوا ہے؟ اس کے بارے میں وہ خود بھی سوچیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال بھی ہے۔ مجھے یہ دکھ ہوا ہے کہ ایک حکومتی رکن نے یہ سوال کیا تھا اور جناب وزیر صحت اس کا وہی جواب دے رہے تھے جو ان کے محکمے نے لکھ کر بھیج دیا، اسی کو وہ ہو بہو پڑھ رہے تھے۔ کاش! کہ ایک ایک وزیر کو 6/6 محکمے دے دیئے گئے ہیں آپ اور لوگوں کو accommodate کرتے تاکہ لوگ اپنی تیاری کر کے آئیں اور وزراء یہاں پر بہتر بیان دیں اور بیورو کریسی کی dictation مت لیں۔

میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ Basic Health Units میں E.P.I اور جو ادویات مریضوں کو دی جارہی ہیں ان کے لئے اس سال کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے تاکہ غریب لوگوں کو ادویات مہیا کی جا سکیں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انھوں نے یہاں پر یہ فرمایا ہے کہ ایک وزیر کو 3,3/2,2 محکمے تو دے دیئے گئے ہیں لیکن 45/45 وزیر نہیں بنائے گئے۔ ان کی کارکردگی کی وجہ سے آج ہم لوگ ان حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان کو بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ پچھلے پانچ سال انھوں نے کیا کیا ہے کہ یہ آج ہمارے اوپر بات کر رہے ہیں؟ یہ یہاں کس منہ سے بات کرتے ہیں؟ اگر آپ لوگوں میں جرات ہو تو آپ یہاں کھڑے ہو کر بات نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔ سب بیٹھیں اور میری بات سنیں۔ اگر آپ اس ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھنا چاہتے ہیں تو اپنے اندر یہ حوصلہ رکھنا پڑے گا۔ آپ سب میری ایک اور بات سن لیں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو سب چپ کر جاتے ہیں۔ اگر آپ ایوان کے تقدس کی بات کرتے ہیں تو جب سپیکر بول رہا ہو تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ سارے دوست بیٹھیں۔ اگر پچھلے پانچ سال میں کوئی برائی ہوئی تھی یا کچھ غلط کام ہوا تھا تو جمہوریت سب سے خوبصورت چھلنی ہے۔ اگر آج آپ کو یہاں حکومت ملی ہے وہ اس لئے ملی ہے کہ عوام جو پالیسیاں چاہتے ہیں ان کے مطابق حکومت ملی ہے۔ میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں سے یہ

بات کروں گا کہ اس ہاؤس کے اندر آپ کی بات بھی سنی جائے گی اور اسی طرح اپوزیشن کو سننے کا حوصلہ ہمارے اندر ہونا چاہئے۔ اسی طرح قائد حزب اختلاف سے بھی میری گزارش ہے کہ آپ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو کم از کم اس طرح prepare کر کے لائیں کہ یہ ہاؤس بہتر انداز میں چلے۔ میں Custodian of the House ہوں۔ میرا concern یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلانا ہے اور اس اچھے طریقے سے چلانے کے لئے مجھے دونوں اطراف پر بیٹھے ہوئے ممبران کا تعاون چاہئے۔ اس کے لئے میں آج آپ کو یہ بات clear کر دیتا ہوں کہ میں اس ہاؤس میں کسی بھی طرح کے disorder کو پسند نہیں کروں گا وہ چاہے کسی بھی طرف سے ہو۔ اس وقت وقفہ سوالات چل رہا ہے۔ ہم نے وقفہ سوالات کو سیاسی نہیں بنانا۔ اس میں مسائل ہوتے ہیں اور ہم نے ان مسائل کا حل نکالنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ نے بڑا اچھا کیا ہے کہ مجھے مخاطب کر کے چند کلمات کہے اور مجھے یہ موقع ملا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہماری طرف سے کسی بولنے والے ساتھی کو interrupt نہیں کیا جائے گا تو ہماری طرف سے بھی interrupt نہیں کیا جائے گا۔ ہم لوگ اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ میں پچھلے 20 سال سے یعنی 1988 سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عوام کی مہربانی سے یہاں پر آ رہا ہوں۔ آج پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے، میں اس پر گلہ نہیں کرتا، نئے آنے والے اس طرح کر گزرتے ہیں شاید آپ سمجھاتے رہیں گے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! مجھے بار بار interrupt کیا گیا اور میں ہنس کر خاموشی سے بیٹھ جاتا تھا۔ جب بھی Leader of Opposition بولتا ہے تو اس کو سنا جاتا ہے، اسی طرح جب Leader of the House بولتا ہے تو اس کے دوران کوئی interruption نہیں ہوتی۔ دس دن کا ایجنڈا ہے، اپنا شوق بعد میں پورا کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بجا فرمایا ہے کہ اگر پچھلے پانچ سال کی باتیں ہو رہی ہیں تو آپ اس کے نقاد بھی ہیں۔ اس دور میں بھی نقاد رہے ہیں اور اب بھی تنقید کر سکتے ہیں لیکن ایک بات ہے کہ اس وقت کے حکومتی بنچ کے رویے کی وجہ سے یہ ادارہ، یہ مقدس ایوان پانچ

سال مکمل کر سکا۔یہاں پر حکومتی بنچ کا ایسا رویہ نہیں ہونا چاہئے میں دکھ سے کہوں گا کہ اس طرح یہ پانچ سال پورے نہ کر سکیں گے۔ شکریہ

وزیر جیل خانہ جات، تحفظ ماحولیات اور ترقی سیاحت(چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

وزیر جیل خانہ جات، تحفظ ماحولیات اور ترقی سیاحت(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ میں تو انھیں کہوں گا کہ

کی کری جا رہیا ایں، کی کری جا رہیا ایں
کھیس اتے پا کے تھلیوں دری کھچی جا رہیا ایں

جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھیں واقعی اسمبلی میں آئے ہوئے 20 سال ہو گئے ہیں۔ اب ان سے ذرا کوئی پوچھے کہ پچھلی دفعہ کس ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے تھے اور اس سے پہلے کس ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے تھے؟ اس طرف سے باتیں ہوتی ہیں تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ:

یہ جو کہتے ہیں کہ گلشن کو سنوارا ہم نے
ذرا ان سے کوئی پوچھے کہ کتنے گلستان اجاڑے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبداللہ یوسف!

چودھری عبداللہ یوسف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ سے 2/3 دفعہ request کی تھی کہ مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے، جب شروع میں سینئر منسٹر صاحب نے اس ہاؤس میں بات کی تھی اور بعد میں رانا ثناء اللہ نے بھی بات کی تھی، میں انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور سینئر منسٹر کی بات سن کر مجھے بے حد افسوس ہوا کہ انھوں نے پانچ سال ادھر بھی کچھ نہیں سیکھا اور اب اقتدار میں آ کر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ نہیں سکھایا اور ان کی روش میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! منسٹر بن کر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ میں سینئر منسٹر صاحب سے یہی درخواست کروں گا کہ وہ محسوس کریں کہ وہ سینئر منسٹر ہیں اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میری سارے دوستوں سے گزارش ہے کہ آپ بیٹھیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! یہ بات آپ کے آنے سے پہلے ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس وقت تشریف رکھیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: میں سوال کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال کے بارے میں بات کریں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب وزیر موصوف نے پڑھ کر سنایا ہے اور جو محرک تھے انھوں نے اس کی تردید کی۔ مجھے اس بات سے بے حد دکھ ہوا کہ وزیر صاحب نے جواب دیا کہ مجھے محکمے کی طرف سے جو لکھ کر دیا گیا ہے وہ میں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔ ہمارے پاس تو لکھا ہوا جواب پہلے ہی آگیا تھا تو یہ پھر وزیر کس کے ہیں؟ ان کے پڑھنے سے کیا فرق پڑا؟ ایسے وزیر کو تو مستعفی ہونا چاہئے جو اپنا ذہن استعمال نہیں کرتا اور جو اپنا ذہن استعمال نہیں کر سکتا اس کو وزیر بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا غوث!

رانا منور حسین عرف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اسی سوال کے ساتھ میرا بھی ایک سوال ہے کہ میرے حلقے میں بھی 2-B.H.Us پچھلے 4 سالوں سے بنے ہوئے ہیں لیکن ان میں ابھی تک عملہ تعینات نہیں ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت ایسا نہیں کر سکی۔ دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ health میں جو contract system ہے اگر عملہ تعینات نہیں ہوتا تو وہ contract system میں بہت برائی ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں rules بڑے clear ہیں۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا بلکہ نیا سوال بنتا ہے۔ آپ اس پر نیا سوال دے دیں تو جب موقع آئے گا تو پھر اسے دیکھیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

MR AHMED HUSSAIN DEHAR: That's regarding I want to point out an important issue. That's regarding to the change of the policy because in the last Government, their planning was all fault planning and they made B.H.Us in that area where there is no population.
and they used to make کیونکہ اس وقت لوگ زمین donate کرتے تھے the B.H.Us there میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ صرف میری عرض سن لیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ B.H.Us کو reconsider کیا جائے اور ان علاقوں میں بنایا جائے جن علاقوں میں آبادی ہے اور اس point کو reconsider کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وقفہ سوالات کے لئے صرف ایک گھنٹہ مختص کیا جاتا ہے اور اس کے اندر آپ نے بڑے بڑے important matters کو discuss کرنا ہوتا ہے اور جواب لینے ہوتے ہیں۔ بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ already جو سوال کیا گیا ہے اس سے متعلقہ ضمنی سوال ہونا چاہئے اور اگر کوئی اور بات اس محکمے کے متعلق کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال اسی سوال کے اوپر ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں آرتھوپیڈک سرجن اور F.R.C.S ہوں اور 20 سال میں نے انگلینڈ میں کام کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا قومی فریضہ ہے کہ میں اس میں اپنی input دوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم صحت پر بات کر رہے ہیں تو صحت کا چونکہ ہمارے

ملک میں سب سے اہم مسئلہ ہے، میں دونوں اطراف سے درخواست کروں گا کہ اس کو سیاست کی نذر نہ کریں، اس پر جس کا knowledge ہے اور جو positive input کر سکتا ہے وہ بات کرے اور اس کو سیاسی رنگ نہ دے۔ میں وزیر صحت کی توجہ چاہوں گا کہ میں نے 20 سال انگلینڈ میں کام کیا ہے تو میرے پاس پورا ایک concept ہے جس کے متعلق میں بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح بنیادی مراکز صحت بنے ہیں تو وقت نے ثابت کیا ہے کہ کوئی ڈاکٹر وہاں جا کر کام نہیں کر سکتا۔ آپ کسی ایم۔بی۔ایس ڈاکٹر یا اس سے زیادہ پڑھے ہوئے سے توقع نہیں کر سکتے کہ وہ 100 یا 200 میل دور جا کر کام کرے جہاں پر اس کے اور اس کی family کے لئے جگہ نہیں ہے۔ ہماری عوامی حکومت کی آگے جو proposals ہیں اس میں آٹھ یا دس Basic Units کو اکٹھا کر کے سب تحصیل ہسپتال بنانے ہوں گے جہاں پر ڈاکٹر رہ کر کام کر سکیں۔ یہ B.H.Us کا concept اب fail ہو چکا ہے and it is waste of resources

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بات صرف اتنی سی ہے کہ again یہ اس کے purview میں نہیں آتا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے سوال نمبر 41 کے متعلق میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ جو ڈاکٹر انہوں نے تعینات کئے ہیں جن کے آرڈر محکمے نے ان کو دیئے ہیں، آیا انہوں نے وہاں پر ابھی تک join بھی کیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک سوال پر 20 ممبران کو بولنے کا موقع دیا، میں اس سے اختلاف تو نہیں کرتا لیکن اگر اسی طرح یہ کام چلتا رہا تو ہم شاید ایک سوال کے انجام تک بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر وہ تعینات ہوئے ہیں اور انہوں نے join کیا ہے یا نہیں کیا لیکن اس میں ہمارے پاس جو information موجود ہے وہ یہ ہے کہ 30۔مئی 2008 کو ان کی appointment کی گئی ہے اور وہ ابھی گئے ہیں یا نہیں گئے تو یہ خود تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں تمام

معزز ممبران اور خاص طور پر جو اس سوال کے محرک ہیں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں خود اس سوال سے مطمئن نہیں ہوں اور میں نے اس سلسلے میں بڑی وضاحت کی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے موقع دیں اور میں دو دن کے اندر اندر اسی ہاؤس میں اس کی رپورٹ دوں گا۔ جن لوگوں نے اگر یہ غلط جواب دیا ہے تو اس کے خلاف مکمل action ہو گا اور اسی ہاؤس میں فیصلہ ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ! میری بات سنیں کہ آپ کا ایک سوال آیا اس پر وزیر صاحب نے cover کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس میں positive بات انہوں نے یہ کی ہے کہ جو جواب آیا ہے اس کے اوپر میں within two days ہاؤس میں رپورٹ دوں گا۔ ہاؤس میں اس کا ابھی جواب آیا ہے اور وہ خالی جواب کے اوپر stick نہیں کر رہے بلکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ محکمے میں اس وقت ہو رہا ہے اس کا وہ اس ہاؤس کو دو دن کے اندر اندر بتائیں گے۔ انہوں نے پہلے کمیٹی بنانے کی بات کی تھی تو اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن آپ وزیر صاحب کے ساتھ مشاورت کر لیجئے گا۔ میں اس سوال کو pending کرتا ہوں اور دو دن بعد ہم اس کو take up کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے صرف ان کا شکریہ ادا کرنا تھا کہ انہوں نے ایک اچھی روایت ڈالی ہے کہ ایک چیز جس پر وہ خود مطمئن نہیں ہیں اس کو cover نہیں کیا بلکہ خود اس پر action لینے کا کہا ہے جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے میرے بارے میں بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کا ضرور جواب دوں۔ بات یہ ہے کہ واقعی میں اُدھر والے بنچوں پر پانچ سال بیٹھا رہا تھا لیکن جب میں اُدھر بیٹھا تھا تو میرا ضمیر زندہ تھا، آج میں اِدھر بیٹھا ہوں تو بھی میرا ضمیر زندہ ہے۔ یہ پانچ سال پہلے بھی خیرات میں اسمبلی میں پہنچے تھے اور پانچ سال کے بعد آج بھی خیرات میں پہنچے ہیں۔ یہ جرنیل کی جھولی میں بیٹھے ہیں اور انہوں نے اپنے ضمیر بیچے ہیں لیکن میرا ضمیر آج بھی زندہ ہے۔ میں نے ان وزارتوں کو ٹھوکر مارتا ہوں اور یہ آج جو باتیں ہمارے بارے میں کر رہے ہیں ان کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ یہ خیرات میں ایم۔پی۔اے بن کر اس ہاؤس تک پہنچے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع! میں نے already ایک رکن کو پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دیا ہوا ہے ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، فرمائیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! خدارا!، خدارا! اگر ہم اس ہاؤس میں اکٹھے بیٹھ ہی گئے ہیں اور اب یہ تشریف لے آئے ہیں تو میری آپ کی وساطت سے ان سے التجا ہے کہ آج پوری دنیا پاکستان میں جمہوری عمل اور اس ملک میں جمہوریت کے پودے کو بار بار disturb ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہے۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے floor دیا ہوا ہے۔ اعجاز شفیع! آپ بیٹھیں گے تو بات ہو گی۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ان کی خدمت میں بھی اور یہاں بیٹھے ہوئے پارلیمنٹیرین کی خدمت میں بھی کہ براہ مہربانی ایک دوسرے پر ذاتی نکتہ چینی سے پرہیز کریں۔ خدارا! کسی حکومتی رکن اور اپوزیشن رکن پر اور ایک دوسرے پر نکتہ چینی کر کے اس ایوان کا وقت ضائع نہ کریں، ذاتیات سے پرہیز کریں کیونکہ یہ ایوان اس ملک میں قانون سازی کا علمبردار رہا ہے اور ہم نے اس کو مزید مستحکم کرنا ہے۔ اس ملک میں بار بار آمریت کا جو تسلط قائم ہوتا ہے جس سے مختلف گندی جڑیں پیدا ہوتی ہیں ان کو اکھاڑ کر پھینکنا ہے۔ خدارا! ذاتیات کو بالائے طاق رکھ کر اس ملک میں جمہوریت کے عمل کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی تقویت استعمال کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔ سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ ساجدہ میر: سوال نمبر 52

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو پڑھا ہو تصور کیا جائے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، پڑھا ہو تصور کیا جائے۔

پنجاب میں ٹراما سنٹرز کی تعداد اور دیگر تفصیل

*52۔ محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پنجاب میں اس وقت کتنے ٹراما سنٹرز قائم کئے جا چکے ہیں ان میں کتنے کوالیفائیڈ ٹراماٹولوجسٹ ہیں۔ان ٹراما سنٹرز کے قیام اور ان کو چلانے پر اب تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

پنجاب میں اس وقت پانچ (5) ٹراما سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

1۔ سروسز ہسپتال لاہور، 2۔ جناح ہسپتال لاہور، 3۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد،

4۔ نشتر ہسپتال ملتان، 5۔ بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور

اس وقت صرف جناح ہسپتال لاہور میں ایک ڈگری ہولڈر کوالیفائیڈ ٹراماٹولوجسٹ ہے۔

خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نشتر ہسپتال ملتان:	81.076 ملین روپے
جناح ہسپتال لاہور:	80.000 ملین روپے
بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور:	120.000 ملین روپے
الائیڈ ہسپتال فیصل آباد:	80.000 ملین روپے
سروسز ہسپتال لاہور:	389.613 ملین روپے
کل رقم:	750.689 ملین روپے

اس کے علاوہ ضلع شیخوپورہ، فتح پور، ضلع لیہ اور لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں 195.597 ملین روپے سے ٹراما سنٹر قائم کئے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے میں اس پر مطمئن نہیں ہوں کہ ٹراما سنٹر تو پانچ بنا دیئے گئے ہیں۔آپ کے پاس جب qualified ڈاکٹر نہیں تھے تو آپ نے اتنے ملین جو رقم خرچ کی ہے اس میں دیکھیں کہ 750.689 ملین رقم کا خرچ کیا گیا ہے۔ ٹراما سنٹر کا مطلب ہوتا ہے کہ ناگہانی آفت کے لئے جبکہ اچانک کوئی زلزلہ آ جائے یا ایسا کوئی

طوفان آ جائے جس میں لوگ injured ہوں تو پھر ان کو اس ٹراما سنٹر میں لے جایا جائے۔ آپ کے پاس qualified ڈاکٹر صرف ایک ہے۔ گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے مجھے نہیں پتا کہ یہ کس نے بنائے تھے اور میں اس سوال سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ پہلے دو qualified ڈاکٹر تھے، آپ پورے پاکستان کی یونیورسٹیوں سے ڈگریاں نکلوالیں۔ اب ایک ملک سے باہر جا چکے ہیں اور دوسرے کا نام ڈاکٹر ذوالفقار قریشی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر انہوں نے یہ ٹراما سنٹر عوام کو ریلیف دینے کے لئے بنائے تھے تو پہلے والے وزیر صحت اور اب تو میں وزیر صحت کو blame اس لئے نہیں دوں گی کیونکہ وہ امریکہ میں بھی wanted تھے اور ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ تو یہاں پر ہی ہیں اس کا آڈٹ کیا جائے اور اس کا باقاعدہ حساب لیا جائے کہ پنجاب کے لوگوں کو ہم نے علاج کی سہولت دینی ہے، اس پر اتنے ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں تو یہ قوم کے پیسے کہاں گئے؟ یہاں پر اب سیکرٹری صحت بھی چلے گئے ہیں۔ ریاست کا کام ہے کہ لوگوں کو صحت کے حوالے سے اچھے طریقے سے علاج کی سہولیات دی جائیں۔ میرے خیال میں پہلے والے وزیر صحت ڈاکٹر جاوید اب بھی ملک سے باہر ہیں۔ یہ کیس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو بھیجا جائے اور اس کا آڈٹ کروایا جائے۔ اس ٹراما سنٹر کا اگر آڈٹ نہیں ہوگا۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! خدارا! اس ہاؤس اور 16 کروڑ عوام کا وقت ضائع نہ کریں۔ یہاں ہم عوام کے مسائل حل کرنے آئے ہیں، یہاں ہم سیاسی تقریریں سننے نہیں آئے۔ کم از کم ان لوگوں کو یہ تو بتادیں کہ سوال کے بعد اگر ان کی satisfaction نہیں ہے تو ضمنی سوال کریں۔ اتنی لمبی چوڑی تقریریں کر کے مجھے نہایت دکھ ہے کہ پہلے سوال پر بھی اس ہاؤس کا کم از کم آدھا گھنٹہ ضائع کیا گیا ہے اور اب اگر ان کو کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ بات کریں لیکن اس طرح کی تقریر کر کے وہ عوام کے لئے کیا message دینا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع! آپ کی بات ہو گئی۔ آپ ہر بات کے بعد دس دس منٹ کی تقریر کر رہے ہیں۔ اب آپ بیٹھ جائیں۔ آپ نے اپنی بات ریکارڈ کرا لی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس ہاؤس کو in order چلنے دیں۔ جب میں نے ان کو وقت دیا ہوا ہے اور ان کو میں بولنے کے لئے floor دے رہا ہوں تو میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اس ہاؤس کو چلنے دیں۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ! آپ بات کریں اور ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مجھے تقریر کرنے کا شوق نہیں ہے۔آپ دیکھیں اگر اس سوال کا relevant جواب آیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ گورنمنٹ کی تفصیل کے مطابق 5 ٹراما سنٹرز بنائے گئے ہیں۔یہ خود لکھ رہے ہیں کہ ایک qualified ڈاکٹر ہے جو صرف جناح ہسپتال میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی بات repeat ہو گئی ہے۔آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! اس سوال کے آخر میں ایک لائن ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ:

"ضلع شیخوپورہ، فتح پور، ضلع لیہ، لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں 195.597 ملین روپے سے ٹراما سنٹرز قائم کئے جارہے ہیں۔"

اس سلسلہ میں میرا ایک اعتراض تو یہ ہے کہ ان میں زیادہ تر اپر پنجاب کے علاقے ہیں۔دوسرا یہ کہ لوئر پنجاب میں۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ پچھلے پانچ سال میں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ ہاؤس کو dictate کرنے کی کوشش نہ کریں۔براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔This is very wrong۔عوام کو پتا ہے کہ پچھلے پانچ سال میں یہاں پر کیا ہوتا رہا ہے۔براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ٹراما سنٹر ملتان میں work out ہو رہا ہے۔وہاں پر اس زمین کو بھی دیکھا گیا ہے اور سروے بھی کیا گیا ہے۔ That is in under process.

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! تھوڑا سا آپ لوگ بھی سمجھا کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں نے بات نہیں سننی۔یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔آپ بیٹھ جائیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ اس میں وہ شامل ہی نہیں ہے۔اس میں وہ لکھا ہوا نہیں ہے اس کو لکھا ہونا چاہئے تھا۔

وزیر کھیلیں، امور نوجوانان وثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر کھیلیں، امور نوجوانان وثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ ایمر جنسی جس میں آرتھو پیڈکس ہو وہ ٹراما سنٹر ہوتی ہے۔ ٹراما سنٹر کی کوئی باقاعدہ definition نہیں ہے۔ اگر حکومت بنا رہی ہے تو وہ بہت اچھا اقدام ہے۔ میں اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے ہر ہسپتال میں خصوصاً ٹیچنگ انسٹیٹیوٹس اور ڈی۔ ایچ۔ کیوز میں already ٹرام آرتھوپیڈک سرجن ہوتے ہیں۔ وہاں پر already ٹراما deal ہوتا ہے۔ اس کے لئے جب کوئی خصوصی طور پر ٹراما سنٹرز بنائے جاتے ہیں تو وہاں پر پوسٹیں create کی جاتی ہیں۔ آرتھوپیڈک سینئر سرجنز کو لایا جاتا ہے، سینئر جنرل سرجنز کو لایا جاتا ہے۔ سارے ہسپتالوں میں ٹراما deal ہوتا ہے۔ شکریہ

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میں اس کی چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں وضاحت کی ضرورت نہیں وزیر صاحب اس کام کے لئے ہوتے ہیں۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ معزز ممبر کا جو سوال تھا اگر یہ خود ہی پڑھ لیتیں تو شاید اتنی بحث نہ ہوتی۔ انہوں نے جو پوچھا تھا وہ بڑا مختصر تھا اور debate کسی اور طرف چلی گئی۔ میں ان کا سوال پڑھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اس وقت کتنے ٹراما سنٹرز قائم کئے جا چکے ہیں ان میں کتنے کوالیفائیڈ ٹراما لوجسٹ ہیں، ان ٹراما سنٹر کے قیام اور ان کو چلانے پر اب تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے؟ صرف یہ سوال تھا۔ اس میں یہ نہیں تھا کہ کوالیفائیڈ ڈاکٹر کتنے ہیں اور کیوں نہیں ہیں اور کیسے ہوں گے؟ اس میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں admit کیا گیا ہے کہ پانچ سنٹرز جو بنے ہوئے ہیں ان میں سے ایک سروسز ہسپتال لاہور میں ہے اور دوسرا جناح ہسپتال لاہور میں ہے، تیسرا الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، چوتھا نشتر ہسپتال ملتان، پانچواں بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں ہے۔ اس کی رقم بھی اس میں درج ہے جو انہوں

نے پڑھ لی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کا اس کے علاوہ کوئی اور سوال ہے یا اس کے علاوہ اور یہ تحقیق کرنا چاہتی ہیں تو میرے خیال میں ایک نیا سوال دے دیں پھر میں اس کا جواب دے دوں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں جو منظور شدہ ڈاکٹروں کی اسامیاں ہیں وہ تقریباً 27 ہیں اور کئی سالوں سے وہاں پر ڈاکٹر تعینات نہیں کئے گئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ کب تک تعینات کر دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ٹراما سنٹر سے متعلق ہے؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی، ٹراما سنٹر میں بھی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے آپ علیحدہ سوال ڈال دیں کیونکہ اس سے اس کا کوئی concern نہیں ہے۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ٹراما سنٹرز کی جو تفصیل دی گئی ہے کہ کب بنائے گئے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ملتان میں 14.11.2006 میں بنا ہے، جناح ہسپتال لاہور میں 1.1.2005 میں بنا ہے، بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں 2004 میں بنا، الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں 2004 میں بنا اور سروسز ہسپتال لاہور میں 2007 میں بنا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اسی پر خوش ہو جائیں کہ یہ بن گئے ہیں۔ ہم اس کی performance دیکھ رہے ہیں اور ان میں جو کمی ہے وہ انشاءاللہ دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس ایک ہی سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! میں بات کر رہا ہوں، آپ خاموش ہو جائیں۔ اگلا سوال بھی ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ آپ سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: میرے سوال کا نمبر 54 ہے۔ میں نے یہ سوال پیپلز فارمیسیز کے لئے کیا تھا کہ 1973 میں پیپلز فارمیسیز کا آغاز ہوا جبکہ یہ درست ہے کہ 1993 میں قائم کی گئی، پیپلز فارمیسیز پنجاب میں جو کام کر رہی ہیں ان کو ٹھیکے پر کیوں دیا گیا اور جو ادویات مریضوں کو 50 percent discount پر ملتی تھیں وہ ان کو کیوں نہیں دی جاتیں اور ان فارمیسیز کو ٹیچنگ ہسپتالوں میں کیوں ختم کیا گیا اور ٹھیکے پر کیوں دیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے یا آپ چاہتی ہیں کہ وزیر صاحب پڑھ دیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب میں 1973 اور 1993 میں قائم پیپلز فارمیسیز کی موجودہ صورتحال و دیگر تفصیل

*54 محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ: ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1973 اور پھر 1993 میں قائم کی گئی پیپلز فارمیسیز پنجاب میں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ حکومتی اداروں کے طور پر چلائی جا رہی ہیں یا انہیں ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتالوں کے اندر یا باہر موجود پیپلز فارمیسیز مریضوں کو discount price پر ادویات مہیا نہیں کر رہی ہیں؟

(د) ٹھیکے پر دی گئی فارمیسیز کن شرائط پر پرائیویٹ اداروں، دکانداروں یا افراد کے حوالے کی گئی ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے مگر ان کا نام فارمیکس فیئر پرائس شاپس (Pharmax Fair price Shop) ہے۔ یہ 1995-03-19 سے سیکرٹری ہیلتھ اور متعلقہ کمپنی کے مابین معاہدہ کے تحت کام کر رہی ہیں۔ مزید یہ صرف چند ضلعی ہسپتالوں جن میں شیخوپورہ، میانوالی، منڈی بہاؤالدین، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور جہلم میں چلائی جا رہی ہیں۔

(ب) یہ حکومتی اداروں کے طور پر نہیں چلائی جا رہی ہیں ان کو 20 سال کے ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ یہ نیشنل کمپنی پر 15 فیصد، ملٹی نیشنل کمپنی پر 10 فیصد اور امپورٹڈ ادویات پر 5 فیصد ڈسکاؤنٹ دینے کی پابند ہیں۔

(د) یہ فارمیسیز ان شرائط پر پرائیویٹ اداروں کے حوالے کی گئی ہیں۔ 1) 24 گھنٹے ادویات کی فراہمی، 2) معیاری ادویات کی ڈسکاؤنٹ پرائس پر فراہمی۔ 3) کوالیفائیڈ فارماسسٹ کی زیر نگرانی ادویات کی فروخت وغیرہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بھی کر لیں تا کہ اکٹھا ہی جواب دے دیں۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): محترمہ نے جواب پڑھ لیا ہے یا میں آپ کے لئے پڑھ دوں۔ محترمہ کا اس کے علاوہ کوئی ضمنی سوال ہے تو میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں لیکن میں اس میں یہ کہوں گی کہ اگر پیپلز فارمیسیز بن گئیں تو ان کا نام کیوں تبدیل کیا گیا اور ہسپتالوں کے ایم۔ ایس صاحبان اپنی مرضی سے ٹھیکے دیتے ہیں۔ ہم نے عوام کے ریلیف کے لئے ایک چیز بنائی ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہمیں discount پر دوائیاں نہیں دیتیں تو ایم۔ ایس حضرات کہتے ہیں کہ ہم local purchase کرتے ہیں اور مریضوں کو بھی local purchase سے ادویات دیتے ہیں جس کی ادائیگی محکمہ صحت کرتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر پیپلز فارمیسیز ہوں اور ان کو bound کر دیا جائے کہ آپ ڈسکاؤنٹ پر مریضوں کو ادویات دیں۔ کوئی گوجرانوالہ سے آیا ہوتا ہے۔ میو ہسپتال بہت بڑا ہسپتال ہے، سروسز ہسپتال بہت بڑا ہے یہاں پر کوئی ملتان سے آیا ہوتا ہے، کوئی پاکپتن سے آیا ہوتا ہے لیکن کسی کی جیب میں پیسے ہی نہیں ہوتے اور وہ بے چارہ سڑک پر مانگ رہا ہوتا ہے تو بہتر ہے کہ اگر ان فارمیسیز کو پیپلز فارمیسیز کے نام سے دوبارہ اجراء کر دیا جائے تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب احمد حسین ڈیہڑ: جناب سپیکر! یہ فارمیسیز ہسپتالوں کی supervision کے تحت کام کرتی تھیں اس میں یہ ہوا کہ جو باہر فارمیسیز ہوتی تھیں ان کی sale بہت کم ہو گئی تھی اور ہسپتالوں کے اندر فارمیسیز میں discount کی وجہ سے لوگوں کو بڑا ریلیف ملنے لگ گیا تھا۔ اب ان کے بند کرنے سے یہ ہو گیا ہے کہ لوگوں کو ریلیف نہیں ملتا۔ اگر ان کو دوبارہ ہسپتالوں میں شروع کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اچھی تجویز کوئی اور نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) کا جواب دیا ہے اور ہماری اپوزیشن کے لئے یہ بڑی اہم بات ہے کہ یہ حکومتی اداروں کے طور پر نہیں چلائی جا رہی ہیں ان کو بیس سال کے ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔ ان کو 20/20 سال یا 40 سال یا دس سال یا پانچ سال اتنے لمبے ٹھیکے پر کس Rule کے تحت ہماری گزشتہ حکومت نے دیا ہے؟ تو میری گزارش ہے کہ یہ ٹھیکے cancel کر کے انہیں Rules کے مطابق ایک سال یا چھ ماہ کے لئے دیا جانا چاہئے۔ یہ 20 سال یہ نادر شاہی حکم پتا نہیں کہاں کے دیتے رہے ہیں؟ اس کی وضاحت ان سے ذرا لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ policy matter ہے۔ یہ متعلقہ وزیر خود دیکھیں گے کہ یہ جو پالیسی بنی ہے وہ اسے خود ہی دیکھیں گے۔

(اذان عصر)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت سوال ہوتے ہیں تو اس کے بعد cross talk اور بحث اتنی ہو جاتی ہے کہ منسٹر صاحب سوال کا جواب نہیں دے سکتے اور ٹائم گزر جاتا ہے اور آپ اگلے سوال پر چلے جاتے ہیں تو براہ مہربانی منسٹر صاحب کا جواب دینا ensure کر دیں کہ وہ جواب دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): معزز ممبران سے میں request کروں گا کہ تمام سوالوں کے جواب آئیں گے لیکن مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ یہ ہر issue پر کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں؟ اگر آپ ہاؤس کو چلنے دیں گے تو زیادہ سوالوں کے جواب ہو جائیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے منسٹر صاحب کہ آپ بھی Chair کو address کریں please اور مسئلہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے جواب بھی دیئے ہیں اور جواب تحریری بھی آئے ہوئے ہیں اور جہاں پر ضرورت سمجھتے ہیں وہاں پر explanation بھی مانگ لی جاتی ہے۔ اب وسیم قادر سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنا سوال پکاریں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 82۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وسیم قادر صاحب! اگر آپ کوئی مزید اس میں add کرنا چاہتے ہیں یا ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب وسیم قادر: (الف) کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
پی پی۔144 لاہور میں میڈیکل۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ سوال کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جواب کے متعلق بھی ممبر کی صوابدید ہوتی ہے وہ اگر چاہتے ہیں کہ منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھیں یا پھر اگر وہ سمجھتے ہیں کہ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو اس کے بعد اگر وہ کوئی ضمنی سوال ہو یا بات ہو تو پھر متعلقہ وزیر سے پوچھ سکتے ہیں یا اس کی وضاحت مانگ سکتے ہیں۔

لاہور، پی پی۔144 میں قائم ڈسپنسریوں کی تعداد و تفصیل

*82 جناب وسیم قادر کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔144 لاہور میں میڈیکل ڈسپنسریز کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میڈیکل ڈسپنسریز میں مناسب سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈسپنسریوں میں تعینات ڈاکٹروں نے اپنے پرائیویٹ کلینک کھول رکھے ہیں، جس کی وجہ سے وہ اپنی ڈیوٹی صحیح طریقہ سے انجام نہیں دے رہے، کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں وضاحت بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) پی پی۔144 میں سابقہ ایم۔سی۔ایل کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل ڈسپنسریاں قائم کی گئی تھیں جو کہ اب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تحت کام کر رہی ہیں۔

1۔ بیگم پورہ ڈسپنسری

2۔ بھوگیوال ڈسپنسری

3۔ بھوگیوال ہومیو ڈسپنسری

(ب) درست نہ ہے۔ ان ڈسپنسریوں میں وافر مقدار میں ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔ جنوری 2007 تا دسمبر 2007 میں 8008 مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں سابقہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور (ایم۔سی۔ایل) کے زیر انتظام ڈسپنسریوں میں تعینات جن ڈاکٹروں نے پرائیویٹ کلینک کھول رکھے ہیں۔ جہاں وہ شام کے وقت مریض دیکھتے ہیں نتیجتاً قانونی تقاضا کے مطابق ان ڈاکٹروں کو نان پریکٹس الاؤنس (این۔پی۔اے) نہیں دیا جاتا۔

جناب وسیم قادر: میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 100۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

لاہور، سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹس میں بستروں کی تعداد و دیگر تفصیل

*100 میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں موجود کون کون سے سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹس موجود ہیں، ان میں بستروں کی تعداد کیا ہے، ہر ہسپتال کی علیحدہ علیحدہ فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کے داخلے کی اوسط تعداد کیا ہے؟

(ج) جلے ہوئے مریضوں کو علاج کے حوالے سے سرکاری ہسپتالوں میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں فی الوقت صرف میو ہسپتال لاہور میں ایک باقاعدہ برن یونٹ موجود ہے۔ ہسپتال میں بستروں کی تعداد 12 ہے۔

(ب) ایک وقت میں تقریباً 3 سے 4 مریض ہوتے ہیں یعنی کہ Bed occupancy 35 rate فیصد سے 40 فیصد تک ہے۔

(ج) جلے ہوئے مریضوں کی نبض اور سانس کو جدید Pulse Oximeters کے ذریعے مانیٹر کیا جاتا ہے اور جدید reconstructive سرجری کی سہولت بھی میسر ہے۔

میاں نصیر احمد: اس میں انہوں نے ابھی burn unit کے حوالے سے بتایا کہ "لاہور میں باقاعدہ صرف ایک برن یونٹ ہے۔" میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب سے لاہور میں چونکہ یہ جلے ہوئے مریض آتے ہیں اور یہاں پر ہماری U.N.O کی رپورٹ کے مطابق 5 سے 10 فیصد تک جلے ہوئے مریضوں کو ہسپتال میں وہیں سے treatment دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے لیکن physically انہیں باقاعدہ برن یونٹ میں treatment کی ضرورت ہوتی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں صرف ایک برن یونٹ ہے تو کیا حکومت کا کسی اور ہسپتال میں اس طرح کی سہولت دینے کا کوئی پلان ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): معزز رکن نے جو بات کی اور خود ہی وہ اپنے سوال کا جواب بھی دے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ دیکھ لیا ہے کہ لاہور میں ایک ہی برن یونٹ موجود ہے اور اس کے بعد یہ چاہتے ہیں کہ کچھ اور شہروں میں جو ہسپتال ہیں ان میں بھی برن یونٹ ہونے چاہئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہم initiate کر سکتے ہیں اور اگر

یہ مل لیں تو ہم مل کر کوئی planning کر سکتے ہیں تاکہ اگر ضرورت ہے تو پنجاب کے دیگر ہسپتالوں میں بھی ان کو قائم کر دیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گی کہ محترم وزیر صاحب نے فرمایا کہ ایک ہی برن یونٹ ہے جبکہ میرے علم کے مطابق جناح ہسپتال میں بھی برن یونٹ تعمیر کیا جا رہا ہے تو میں چاہوں گی کہ اس سلسلے میں ایوان کی صحیح راہنمائی کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): انہوں نے خود ہی admit کر لیا ہے کہ ابھی بن رہا ہے۔ یہ تو بنے ہوئے کی بات ہے تو اللہ کرے کہ وہ جلدی بن جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال مخدوم سید احمد محمود کا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: On his behalf Question No. 123 (معزز رکن نے مخدوم سید احمد محمود کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 123 دریافت کیا)

ضلع رحیم یار خان و ضلع گجرات میں آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*123 **مخدوم سید احمد محمود:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ضلع گجرات میں آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو کی تعداد آبادی کے لحاظ سے کم ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ضلع میں متذکرہ ہیلتھ سنٹروں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے بڑھانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اس وقت 19 آر۔ایچ۔سی اور 106 بی۔ایچ۔یو کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع گجرات میں اس وقت 9 آر۔ایچ۔سی اور 89 بی۔ایچ۔یو کام کر رہے ہیں۔

(ج) ضلع رحیم یار خان میں آبادی کے لحاظ سے مراکز صحت کی تعداد مناسب ہے اس لئے کہ اس ضلع میں یونین کونسلز کی تعداد 122 ہے جبکہ 125 مراکز صحت موجود ہیں۔ان میں 106 بنیادی مراکز صحت اور 19 دیہی مراکز صحت شامل ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: اس سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ رحیم یار خان میں، 106 B.H.U,s قائم ہیں تو ان کے اگلے سوال کے جواب میں 104 کی تعداد دی ہوئی ہے۔ پہلے تو وزیر صاحب اس کی صحیح تعداد بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پہلے یہ سوال کر لیا جائے اس کے بعد ہی دوسرے سوال پر بات ہو سکتی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! مطلب یہ تعداد غلط بتائی گئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہاں پر تو جو سوال چل رہا ہے اس میں 106 بنیادی مراکز صحت ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اگلے سوال میں انہوں نے یہی جواب دہرایا ہوا ہے اور اس سوال میں فرق 2 نمبر کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال پر آلینے دیں پھر اس پر بات ہو گی۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تحصیل صادق آباد میں B.H.Us کی تعداد کا بھی بتا دیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ ایک سوال کا جواب۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع! آپ کو بات کرنے کے لئے باقاعدہ طریق کار کے مطابق Chair سے اجازت لینا ہوتی ہے۔ آپ کے ایک معزز ممبر کو میں نے ٹائم دیا ہوا ہے وہ ضمنی سوال پوچھ رہی ہیں۔ انہیں بات کرنے دیں یا پھر آپ بات کر لیں۔ جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں ہی آتی ہے اور اس کی تمام تفصیل بھی وزیر موصوف کے پاس موجود ہو گی تو میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ذرا تعداد بتادیں کیونکہ میرا تعلق رحیم یار خان سے بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کے پاس یہ تفصیل موجود ہے یا نہیں ؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس بارے میں سوال میں پوچھا گیا ہے اور نہ ہی اس کی تفصیل موجود ہے تو یہ اس بارے میں نیا سوال کر دیں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اس کا نیا سوال کر دیں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔ جی، اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 129 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں ذہنی امراض کے علاج کے لئے اداروں کا قیام و دیگر تفصیل

*129 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ذہنی امراض کے علاج کے لئے حکومت کے زیر اہتمام چلنے والے ادارے کتنے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں، کیا آئندہ نئے ادارے بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے، تو یہ ادارے کہاں بنائے جائیں گے ؟

(ب) موجودہ اداروں میں ایک سال میں داخل ہونے والے مریضوں کی اوسط تعداد کیا ہے ؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ذہنی امراض کا سب سے بڑا ادارہ انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ لاہور ہے اس میں کل بستروں کی تعداد 1400 ہے۔اس کے علاوہ صوبہ کے تمام میڈیکل کالجز کے ساتھ منسلک

ہسپتالوں میں ذہنی امراض کے یونٹس (Psychiatry Ward) کام کر رہے ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

لاہور میں جنرل ہسپتال، میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، جناح ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، راولپنڈی میں ہولی فیملی ہسپتال، فیصل آباد میں الائیڈ ہسپتال، ملتان میں نشتر ہسپتال اور بہاولپور میں بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں ذہنی امراض کے یونٹس کام کرتے ہیں۔

(ب) آئی۔ایم۔ایچ لاہور میں آؤٹ ڈور میں آنے والے مریضوں کی سالانہ اوسط تعداد 15000 اور داخل ہونے والے مریضوں کی سالانہ اوسط تعداد 4000 ہے۔اسی طرح صوبے کے تمام سرکاری میڈیکل کالجز سے منسلک ہسپتالوں میں سائیکائیٹری وارڈز (Psychiatry Wards) میں آؤٹ ڈور میں معائنہ کروانے والے مریضوں کی سالانہ اوسط تعداد 36000 اور سائیکائیٹری وارڈز (Psychiatry Wards) میں داخل ہونے والے مریضوں کی سالانہ اوسط تعداد 5000 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (الف) میں کل بستروں کی تعداد 1400 بتائی گئی ہے۔اس میں out door میں سالانہ مریضوں کی اوسط تعداد 15000 ہے اور داخل ہونے والے in door مریض 4000 ہیں۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ کیا وہ یہ بتانا پسند کریں گے کہ 1400 بستروں کی کل تعداد ہے اور چار ہزار مریضوں کا وہاں پر کیا حشر ہوتا ہوگا؟ یہ ایک ہی ہسپتال کام کر رہا ہے، کیا گورنمنٹ نے کوئی نیا مینٹل ہسپتال بنانے کے لئے P.C-1 تیار کیا ہے یا کوئی proposal ہے تو بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ بستروں کی تعداد 1400 ہے جو one time موجود ہے اور جو مریضوں کی 4000 کی تعداد ہے وہ سالانہ اوسط ہے اور پورے سال پر محیط ہے۔اسی طرح جو out door میں 15000 مریضوں کو دیکھنے کا معاملہ ہے وہ بھی پورے سال پر محیط ہے تو at a time کوئی 4000 مریض نہیں آتے جن کے لئے 4000 بستروں کی ضرورت ہو۔ 1400 بستروں کی تعداد کافی ہے اس کی ابھی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ ذہنی مریض ہیں، یہ کوئی اپینڈکس کے مریض تو نہیں ہیں کہ دو دن میں ہسپتال سے فارغ ہو جائیں گے، ان کے علاج کے لئے تو بڑا لمبا وقت درکار ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مریض بیچارہ پوری پوری زندگی بستر پر گزار دیتا ہے اور آپ دیکھتے ہوں گے کہ سڑکوں پر ذہنی مریض بیچارے "رُل" رہے ہیں۔ ان کے ورثاء پریشان ہیں۔ ان کے مریض گھروں کو چلے جاتے ہیں اس کی وجہ ہی یہ ہے کہ ان کو کوئی proper treatment نہیں ملتی۔ میں نے تو ان سے یہ گزارش کی ہے کہ کیا وہ کوئی ایسا ارادہ رکھتے ہیں کہ مستقبل قریب میں کوئی نیا ہسپتال بنا دیں کیونکہ میں خود اپنے حلقے کا ایک مریض وہاں چھوڑنے گیا جس کے لئے کوئی bed نہیں تھا، پھر یہاں شاید سیکرٹری ہیلتھ تشریف فرما ہوں میں نے انہیں request کی، ان کی سفارش پر اس بندے کو وہاں admit کیا گیا اس لئے میں نے پوچھا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں supplementary question ہو سکتا ہے، وضاحت نہیں، پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ bed occupancy rate کتنا ہے جبکہ انہوں نے بتایا ہے کہ سال میں کتنے لوگ آتے ہیں۔ مینٹل ہسپتال کا bed occupancy rate دوسرے ہسپتالوں سے جس طرح میرے بھائی نے ابھی بات کی کہ مختلف ہوتا ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ایک average patient جب آتا ہے تو وہ کتنے عرصے بعد آتا ہے اور at a time اس کی bed occupancy rate کیا ہے جو کہ standard answer ہوتا ہے کسی بھی ہسپتال کے لئے۔ یہ ہسپتال باقی ہسپتالوں سے کیسے vary کرتا ہے اور اس میں overflow کتنا ہے؟ میں صرف یہ جواب چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا relevant question ہے مگر اس کے لئے fresh question کی ضرورت ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال مخدوم سید احمد محمود کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! On his behalf (معزز رکن نے مخدوم سید احمد محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 169 دریافت کیا)

ضلع رحیم یار خان /گوجرانوالہ میں بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی کا آبادی کے تناسب سے قیام کا مسئلہ

*169: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کتنے بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی کہاں کہاں قائم ہیں اور یہ کب قائم کئے گئے؟

(ب) ضلع گوجرانولہ میں کتنے بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی کہاں کہاں کب سے قائم ہیں تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا ان دونوں اضلاع میں بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی آبادی کے تناسب سے قائم کئے گئے ہیں اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں اس وقت 19 آر۔ایچ۔سی اور 104 بی۔ایچ۔یو کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں اس وقت کل 9 آر۔ایچ۔سی کام کر رہے ہیں اور ایک زیر تعمیر ہے۔ 88 بی۔ایچ۔یو کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان دونوں اضلاع میں آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو آبادی کے تناسب سے قائم کئے گئے ہیں کیونکہ ہر یونین کونسل میں ایک بی۔ایچ۔یو اور دیہی ترقیاتی مرکز/تھانہ کی سطح پر آر۔ایچ۔سی کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں اپنا وہی supplementary question دہراؤں گی کہ وزیر موصوف اس کی exact تعداد بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سید مخدوم صاحب کا سوال نمبر 123 ہے اس کے جواب کے جز (الف) میں وہ کہتے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان میں اس وقت 19 آر۔ایچ۔سی اور 106 بی۔ایچ۔یو کام کر رہے ہیں۔ جب سوال نمبر 169 پر آتے ہیں تو اس کے جواب کے جز (الف) میں وہ کہتے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان میں اس وقت 19 آر۔ایچ۔سی اور 104 بی۔ایچ۔یو کام کر رہے ہیں۔ محترمہ نے یہ point out کیا ہے کہ ایک جگہ آپ 106 کہہ رہے ہیں اور ایک جگہ آپ 104 کہہ رہے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جو point out کیا گیا ہے یہ درست ہے۔ یہ میرے پاس نوٹ ہے جب میں نے اس کو چیک کیا تو میں نے لکھ لیا تھا کہ یہ difference ہے اور یہ printing mistake ہے۔ یہ 106 ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بتا رہے ہیں کہ یہ printing mistake ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہ printing mistake نہیں ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ وزیر صاحب نے تیاری بھی کی ہوگی اور جو عملہ ان کو یہ تمام جوابات فراہم کرتا ہے وہ اتنے لمبے عرصے میں بھی ان کو exact answer کیوں نہیں provide کر سکا؟ انہوں نے تو تمام جو نئے bureaucrats رکھے ہیں وہ چن کر بڑے اعلیٰ قسم کے رکھے ہیں کیا ان کی یہی کارکردگی سامنے نظر آرہی ہے کہ وہ دو نمبر کے difference کو بھی نہیں بتا سکتے؟ یہ تمام جوابات ان کی تو tips پر ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے لیکن جس طرح منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ ایک printing mistake ہے اور آئندہ یہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو دیکھیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ printing mistake کیا اسمبلی سیکرٹریٹ کی ہے یا محکمے کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جدھر کی بھی ہے، printing کہاں پر ہوتی ہے، آپ تو خود پانچ سال اس اسمبلی کا حصہ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: printing اسمبلی میں ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسمبلی میں ہوتی ہے تو یہ اسمبلی کی printing mistake ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ printing mistake ہے، اب ان کے پاس کوئی اور بات نہیں ہے تو یہ اسی کو دہراتے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، تشریف رکھئے گا۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 188 ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں H.I.V AIDS کلینک کی موجودگی وعلاج معالجہ کی تفصیلات

* 188 محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام بڑے سرکاری ہسپتالوں میں ایچ۔ آئی۔ وی ایڈز کلینک یا یونٹ موجود ہیں ایوان میں ان ہسپتالوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن سرکاری ہسپتالوں میں H.I.V/AIDs کلینک یا یونٹ موجود ہیں وہاں مریض بھی آتے ہیں اگر ہاں تو ہر ہسپتال کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ H.I.V/AIDs کے مریضوں کے ٹیسٹ انتہائی مہنگے ہیں اس مرض سے متعلقہ تمام ٹیسٹوں اور ان کی فیس کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ H.I.V/AIDs کے مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب کے تمام بڑے سرکاری ہسپتالوں میں H.I.V/AIDs کی تشخیص اور علاج معالجے کی سہولیات مندرجہ ذیل طریقوں سے مریضوں تک پہنچائی جاتی ہیں۔

1- ہر ٹیچنگ اور تمام ڈسٹرکٹ ہسپتالوں، ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں خواتین اور مرد مریضوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ کلینک برائے علاج جنسی امراض قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں پر H.I.V/Aids کے مریضوں کا علاج بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے جنسی بیماری ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام ان کلینکوں کو

جنسی امراض کے لئے ادویات بھی فراہم کرتا ہے جو مریضوں کو مفت دی جاتی ہیں۔

2- خاص H.I.V/Aids کے علاج کے لئے جو تربیت یافتہ ڈاکٹروں کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، شوکت خانم ہسپتال اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا میں سپیشل ہیلتھ کلینک بنائے گئے ہیں جہاں ایڈز کے مریضوں کا علاج ماہرین کرتے ہیں۔یہاں ایڈز کے علاج کی مخصوص دوائیاں اور دیگر ادویات موجود ہیں جو کہ مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اس طرح کے سنٹروں کی تعداد مرحلہ وار بڑھارہا ہے۔عنقریب فیصل آباد اور ملتان میں اس طرح کے سنٹر کام شروع کر دیں گے۔

(ب) خاص H.I.V/Aids کے علاج کے لئے لاہور میں تین سپیشل ہیلتھ کلینک کام کر رہے ہیں۔ مئی 2008 تک میو ہسپتال کے سنٹر پر 120 مریضوں کی رجسٹریشن کی گئی جن میں سے 50 مریضوں کو ایڈز کی مخصوص ادویات پر ڈالا گیا۔اسی طرح سروسز ہسپتال میں 33 مریضوں کی رجسٹریشن کی گئی اور ان میں 15 کو ایڈز کی مخصوص ادویات (اے۔آر۔ٹی) پر ڈالا گیا۔ سپیشل کلینک، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال سرگودھا جس نے حال ہی میں کام شروع کیا ہے، وہاں پر 9 مریضوں کی رجسٹریشن کی گئی اور 3 مریضوں کو ایڈز کی ادویات دی جارہی ہیں۔شوکت خانم ہسپتال کا سنٹر جو کہ گورنمنٹ اور ڈونرز کی support سے چل رہا ہے وہاں پر 150 مریضوں کی رجسٹریشن کی گئی اور 90 کو (اے۔آر۔ٹی) مہیا کی جارہی ہے۔اسی طرح مئی 2008 تک کل 312 مریض رجسٹرڈ کئے گئے اور 158 مریضوں کو ایڈز کی مخصوص ادویات فراہم کی جارہی ہیں۔

(ج) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ H.I.V Aids کی تشخیص کے ٹیسٹ کافی مہنگے ہیں لیکن اس کے باوجود پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام اپنے مریضوں کو یہ سہولت مفت فراہم کر رہا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق درج ذیل ریٹ مارکیٹ سے وصول کئے جارہے ہیں:۔

ایچ آئی وی Rapid Test	300/-
ایچ آئی وی Elisa	300/-

CD 4 Count	1200/-
HIV Viral Load	8000/-

اس سلسلے میں پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام، محکمہ صحت، حکومت پنجاب کے زیر اہتمام صوبہ بھر میں 12 سنٹر ہیں۔ جو کہ H.I.V کے مفت سکریننگ ٹیسٹ کر رہے ہیں۔ جہاں پر کوئی بھی شخص جا کر اپنا بلا معاوضہ ٹیسٹ کروا سکتا ہے۔ دیگر 2 ٹیسٹ Viral Load اور C.D 4 Count کے لئے درکار آلات سرکاری ہسپتالوں میں موجود نہیں ہیں۔ جس کے لئے پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام نے ڈونرز کے تعاون سے شوکت خانم ہسپتال سے معاہدہ کر رکھا ہے۔ جس کے تحت سپیشل ہیلتھ سنٹروں سے بھیجے گئے مریضوں کے یہ ٹیسٹ شوکت خانم ہسپتال میں بلا معاوضہ کئے جاتے ہیں۔ اس سہولت سے اب تک بے شمار مریض فائدہ اٹھا چکے ہیں۔

(د) اس میں کوئی شک نہیں کہ ایڈز کے تمام مریضوں کا علاج بالکل مفت کیا جاتا ہے۔ مفت فراہم کی جانے والی سہولتوں میں ایڈز کی مخصوص ادویات، ایڈز کے دوران قوت مدافعت میں کمی کی وجہ دوسری ہونے والی بیماریوں کی ادویات اور تشخیصی ٹیسٹ ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس میں، میں نے پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ تمام بڑے سرکاری ہسپتالوں میں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کو سوال پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے جواب میں اگر آپ کوئی چیز سمجھتی ہیں تو پوچھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جو پہلے سوال کا answer ہے اس میں جو detail میں نے مانگی ہے وہ نہیں دی گئی۔ میں نے پنجاب کے تمام ہسپتالوں کی detail مانگی تھی، اس میں detail بالکل نہیں دی گئی یہ question incomplete ہے۔ دوسرا انہوں نے لکھا ہے کہ یہ جنسی بیماری ہے تو یہ جنسی بیماری نہیں ہے یہ کسی بھی body fluid سے لگ سکتی ہے، اس کی detail کو correct کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے یہ ایک social taboo بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں 86 ہزار ایڈز کے مریض موجود ہیں لیکن اس کی detail نہیں دی گئی اس میں زیادہ تر لاہور کا بتایا گیا ہے۔ میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال میں کل 158 مریضوں کا علاج ہوا ہے جبکہ I am sure کہ بہت زیادہ number of patients موجود ہیں۔ ان کے علاج کے لئے کیا کیا جا رہا ہے، اس کی

detailاس میں نہیں دی گئی۔اس کے علاج کے لئے جو مفت سہولت دی جاتی ہے مجھے اس میں بھی کوئی detail نظر نہیں آ رہی ہے۔کیا یہ کوئی foreign funds ہیں یا یہ ہمارے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے اس کی look after کی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر صحت!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جوانہوں نے details مانگی تھی اس کے مطابق details فراہم کر دی گئی ہیں اگر اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ مجھے بتادیں ہم مزید ان کو detail دینے کے لئے تیار ہیں۔یہ مفت علاج کی بات پوچھ رہی ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے تمام مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے اور مفت دوائیاں فراہم کی جاتی ہیں۔اس میں اگر یہ سمجھتی ہیں کہ دیگر ہسپتالوں میں کوئی اور arrangement کریں تو اس کے لئے بھی کوشش کی جا سکتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنا انہوں نے سوال کیا تھا اس کا جواب یہاں موجود ہے اگر اس میں کوئی کمی ہے تو مجھے بتادیں، میں اس کو rectify کرنے کے لئے تیار ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہاں پر fresh question کی بات ہو رہی ہے، جوابات نہیں ہو رہے ہیں اگر یہی سلسلہ رہنا ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ اس اسمبلی کا کیا فائدہ ہے؟ چار ماہ ہو چکے ہیں خدارا! اگر وزیر نہیں بنا سکتے تو پارلیمانی سیکرٹریز ہی بنا دیئے جائیں تاکہ اس اسمبلی میں جواب دیئے جا سکیں اور اس ہاؤس کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات صرف اتنی سی ہے کہ جتنے معزز ممبران یہاں بیٹھے ہیں سب کے پاس ان کے جوابات سامنے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ جو سوال کی mover ہیں جب ان کی satisfaction ہو گئی ہے تو پھر آپ ہر چیز کو politicize نہ کریں، اس ہاؤس کو اچھی طرح چلنے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جہاں تک mover کے اطمینان کی بات ہے تو کسی نے بھی اطمینان کی بات نہیں کی سب نے ہی عدم اطمینان کی بات کی ہے۔خدارا! اس ہاؤس کو صحیح معنوں میں چلایا جائے اور یہاں پر صحیح جوابات دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تمام حضرات تشریف رکھیں، اس پر کوئی cross question نہیں ہو گا، آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

وقفہ سوالات کا وقت اب ختم ہو چکا ہے۔ایک گھنٹہ کے لئے وقفہ سوالات تھا،وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔ جو ممبران دیکھنا چاہتے ہوں وہ ان کو دیکھ سکتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ میرا ایک بہت ہی اہم سوال نمبر 223 ہے اس کو لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہوا ہے۔سوال نمبر 223 اگلے سیشن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ پنجاب میں ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کا ریکارڈ اور اس کی روک تھام کی تفصیلات

*189: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے؟

(ب) ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی روک تھام کے لئے کسی منصوبے پر عمل پیرا ہے؟

(د) اگر درج بالا جز کا جواب اثبات میں ہے تو منصوبے کے بارے میں ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائی جائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) جی،ہاں-یہ ریکارڈ یونین کونسل کے Death Register میں بھی ہوتا ہے اور لیڈی ہیلتھ ورکر بھی Covered Area میں یہ ریکارڈ بھیجتی ہیں جس کو Centrally کمپیوٹرائزڈ کیا جاتا ہے-

(ب) ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں-

1-نمونیہ 2-اسہال 3-خون کی کمی 4-پیدائشی کم وزن 5-بچوں کی ٹی بی

6-پولیو 7-خناق 8-کالی کھانسی 9-یرقان 10-خسرہ 11-تشنج

(ج) چائلڈ سپیشلسٹ اور دوسرے ڈاکٹر تمام T.H.Q/D.H.Q اور ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی،آؤٹ ڈور/ ان ڈور میں بچوں کے علاج معالجے کی خدمات مہیا کرتے ہیں- B.H.U/R.H.C کی سطح پر ڈاکٹر اور ایل۔ایچ۔وی چھوٹے بچوں کی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں اور اگر مریض کو ضرورت ہو تو اس کو T.H.Q/D.H.Q اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں ریفر کیا جاتا ہے-علاوہ ازیں محکمہ صحت نے متعدد پروگرام بھی شروع کر رکھے ہیں- جن کا مقصد جان لیوا بیماریوں سے بچاؤ اور لوگوں میں ان بیماریوں سے بچاؤ اور مناسب علاج کا شعور بیدار کرنا ہے-اس سلسلے میں محکمہ صحت کو بین الاقوامی ایجنسیوں بشمول ڈبلیو ایچ او،یونیسف،U.N.F.P.A وغیرہ کا تعاون بھی حاصل ہے-

(د) Expended Program of Immunization (E.P.I) -1

اس پروگرام کے تحت بچوں کو مختلف بیماریوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکے لگائے جاتے ہیں-ان بیماریوں میں بچوں کی ٹی بی،پولیو،خناق،کالی کھانسی،تشنج،یرقان اور خسرہ شامل ہیں-علاوہ ازیں حاملہ عورتوں کو بھی ٹیکے لگائے جاتے ہیں-

National Program for F.P & P.H.C -2

اس پروگرام میں بنیادی کردار لیڈی ہیلتھ ورکرز کا ہے-اس وقت پنجاب میں تقریباً 46000 لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں-ان کا کام لوگوں کو فیملی پلاننگ کے بارے میں آگاہی دینا،لوگوں کو صحت عامہ کے بارے معلومات دینا اور حاملہ عورتوں میں خون کی کمی کا علاج تجویز کرنا،خوراک کی افادیت کے بارے میں بتانا،ماؤں کو Breast Feeding کی افادیت کے بارے میں بتانا،بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریوں مثلاً دست و

اسہال، نمونیہ، نزلہ وزکام وغیرہ کے علاج کے بارے میں آگاہی دینااور عوام میں صاف غذااور صفائی کی افادیت کا شعور پیدا کرنا ہے۔

3- National Maternal newborn & Child Health (M.N.C.H) Program

یہ Federal Funded Program ہے۔اس کی مالیت 80.88 ملین ہے۔یہ 35 اضلاع میں کام کر رہا ہے۔اس کے تحت ہر ضلع میں ایک وقت میں 35 لڑکیوں کو کمیونٹی مڈ وائف کا کورس کروایا جاتا ہے۔ اس کورس کا دورانیہ 18 ماہ ہے دوران کورس 3500 روپے وظیفہ دیا جاتا ہے۔مڈوائف کی ٹریننگ کے بعد گاؤں کی سطح پر ان ٹرینڈ دائیوں کی جگہ یہ تربیت یافتہ مڈوائیوز کام کریں گی تاکہ زچہ وبچہ کو بہتر طبی معاونت و سہولت میسر آسکے۔

سرکاری ہسپتالوں میں کتے کے کاٹنے کا انجیکشن مفت لگانے کا معاملہ

*196: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں حکومت کی طرف سے مفت دوائیاں فراہم کرنے کی واضح ہدایات موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کتے کے کاٹنے کے بعد لگنے والا انجیکشن تمام سرکاری ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں مریضوں کو مفت لگانے کی ہدایات ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا تمام سرکاری ہسپتالوں میں کتے کے کاٹنے کا انجیکشن مفت لگایا جارہا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت کی طرف سے تمام سرکاری ہسپتالوں کو مفت ادویات کی فراہمی کے لئے واضح ہدایات دی گئی ہیں۔تمام ہسپتال ہر مریض کو پہلے 24 گھنٹوں میں ہر قسم کی دوائیاں مفت فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) تمام صوبائی ہسپتالوں میں Anti Rabies Vaccine مکمل طور پر مفت فراہم / لگائی جاتی ہے۔

(ج) پنجاب کے تمام چھوٹے بڑے ہسپتالوں میں کتے کے کاٹنے کا ٹیکہ مفت لگایا جارہا ہے۔ایسا نہ ہونے کی صورت میں متاثرہ مریض اپنی شکایت انتظامیہ کو کر سکتا ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو مفت دوائی فراہم کرنے کا مسئلہ

*215 میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کے لئے علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹس کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شوگر کے مریض کو اپنی ساری زندگی دوائیوں پر گزارنا پڑتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو ادویات مفت فراہم کرنے کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(د) اگر درج بالا جزو کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شوگر کے مریضوں کو مفت ادویات کی فراہمی کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) تمام سرکاری ہسپتالوں میں میڈیکل یونٹ / شعبہ جات قائم ہیں جہاں میڈیکل سپیشلسٹ تعینات ہیں جو شوگر اور اس سے متعلقہ بیماریوں کے علاج کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تاہم چند تدریسی ہسپتالوں مثلاً سروسز ہسپتال لاہور میں باقاعدہ سپیشلائزڈ (Diabetic Clinic) قائم ہیں جہاں پر شوگر اور اس سے پیدا شدہ پیچیدگیوں کا موثر طریقہ سے علاج کیا جاتا ہے۔

(ب) جی، ہاں یہ درست ہے اس لئے کہ اس مرض کا کوئی مکمل علاج (Cure) نہ ہے۔

(ج) جی نہیں۔ صوبے کے تمام ہسپتالوں میں دیگر ادویات کی طرح شوگر کی ادویات بھی بجٹ کے مطابق مریضوں کو مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ لوکل پرچیز بجٹ سے بھی ان ادویات کی فراہمی کی جاتی ہے۔ تاہم 100 فی صد فراہمی تاحال ممکن نہ ہے۔

(د) تمام ہسپتال اپنے مقررہ Resources سے تمام ضروری ادویات بشمول شوگر ادویات مریضوں کو ہر ممکن حد تک مفت مہیا کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔

وہاڑی، پی پی۔237 میں بی۔ایچ۔یوز اور آر۔ایچ سینٹرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*225: جناب محمد نعیم اختر خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔237 ضلع وہاڑی میں کتنے بی۔ایچ۔یوز اور کتنے آر ایچ سنٹرز ہیں، ان کی تعداد اور مقام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا تمام بی۔ایچ۔یوز اور آر۔ایچ سنٹرز میں ڈاکٹر اور دوسرا عملہ موجود ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام بی۔ایچ۔یوز اور آر۔ایچ سنٹرز کی عمارات موجود ہیں؟

(د) اگر جز (ب) اور (ج) کا جواب نفی میں ہے تو کیا محکمہ اس پر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) پی پی۔237 ضلع وہاڑی میں (14) بی۔ایچ۔یوز اور ایک رورل ہیلتھ سنٹر ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔237 ضلع وہاڑی کے تمام چودہ بی۔ایچ۔یوز اور ایک رورل ہیلتھ سنٹر میں ڈاکٹر اور دوسرا عملہ موجود ہے۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ تمام بی۔ایچ۔یوز اور آر۔ایچ سنٹر کی عمارت موجود ہے۔

(د) ۔ایضاً۔

صوبہ میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کی تعداد و تفصیل

*233: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں اس وقت کتنی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز ہیں اور ان میں کتنی لیبارٹریز ورکنگ کنڈیشن میں ہیں؟

(ب) ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کی منظوری کب ہوئی تھی؟
(ج) ملتان کی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کا سامان کب خرید ا گیا تھا اور وہ سامان اس وقت کہاں اور کس کی تحویل میں ہے؟
(د) ملتان کی یہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز کب تک فنکشنل ہوں گی؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب میں 2 ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز لاہور اور ملتان میں ہیں۔اس وقت صرف لاہور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری ورکنگ کنڈیشن میں ہے۔
(ب) ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی منظوری ستمبر 1998 کو ہوئی تھی۔
(ج) ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا ضروری سامان ایکوپیمنٹ، فرنیچر وغیرہ 2002-03 میں خرید ا گیا تھا اور اس کو ملتان بھجوایا جا چکا ہے۔ جو کہ ڈائریکٹر ڈرگ ٹیسنگ لیبارٹری ملتان دفتر سابقہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز ملتان، موجودہ ای۔ڈی۔او (ایچ) ملتان کی تحویل میں ہے۔
(د) یہ لیبارٹری متعلقہ ماہرین کی عدم دستیابی کے باعث اب تک فعال نہیں ہو سکی محکمہ صحت بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ متعلقہ شعبہ کے ماہرین بھرتی کئے جائیں یا موجودہ فارماسسٹس کو تربیت دے کر ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کو چلانے کا بندوبست کیا جائے۔ بصورت دیگر اوپن مارکیٹ سے ماہرین کو بہتر مراعات کے ساتھ "کنٹریکٹ" پر بھرتی کر کے لیبارٹری کو چلایا جائے گا۔اس سلسلے میں جلد ہی فیصلہ کر کے عمل درآمد کر لیا جائے گا۔

انتقال خون کے مراکز اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیلات

*236: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں اس وقت سرکاری شعبہ میں کتنے انتقال خون کے مراکز ہیں،ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے نیز یہ کس کس جگہ پر واقع ہیں؟
(ب) سال 2007 میں ان مراکز میں کل کتنے افراد کا خون چیک کیا گیا؟
(ج) سال 2007 کے دوران کتنے افراد کا ہیپاٹائٹس اور ایچ آئی وی کے لئے خون کا ٹیسٹ کروایا گیا ہے اور کتنے نمونے positive آئے؟

(د) حکومت ایچ آئی وی اور ایچ سی وی کے تدارک کیلئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل بیان کریں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبہ پنجاب کے 35 اضلاع میں اس وقت انتقال خون کے 72 مراکز کام کر رہے ہیں۔جن کی ضلع وار تفصیل "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2007 میں 1181867 افراد کا خون ٹیسٹ کیا گیا۔ سال 2007 میں 445691 افراد نے رضاکارانہ طور پر خون کے عطیات دیئے جس کی تفصیل "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2007 میں

HIV Test کی تعداد	463972
HBV Test کی تعداد	466123
HCV Test کی تعداد	466303
HIV Reactive (Positive)	111
HBV Reactive (Positive)	12647
HCV Reactive (Positive)	25531 جس کی تفصیل "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے H.I.V/AIDs کے تدارک/روک تھام کے لئے پنجاب ایڈز پروگرام شروع کیا ہے۔
حکومت پنجاب نے ہیپاٹائٹس کے تدارک کے لئے Director General Health Services کے دفتر میں علیحدہ سیل کام قائم کیا ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں برن یونٹس کے فنڈز استعمال و نتائج کی صورتحال

*256: چودھری ظہیر الدین، چودھری مونس الہیٰ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میو ہسپتال لاہور اور سروسز ہسپتال لاہور میں کتنے جلے ہوئے مریض سال 2005-06 میں لائے گئے اور کتنے صحت یاب ہو کر واپس گئے؟

(ب) کیا متذکرہ برن یونٹس میں سٹاف اور آلات مطلوبہ تعداد میں موجود ہیں؟

(ج) برن یونٹس کی سکیم برائے توسیع مورخہ 2۔فروری 1997 کو بھجوائی گئی تھی کیا وہ منظور ہو چکی ہے، اگر ہاں تو کتنے فنڈز موصول ہوئے ہیں، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) کیا غریب اور مستحق مریضوں کے لئے کوئی اضافی فنڈز منظور ہو کر محکمہ کو مل چکے ہیں تو کتنے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا ماڈل برن یونٹ کی کوئی سکیم زیر غور ہے، اگر ہاں تو کب تک منظور ہو جائے گی اور کتنی لاگت آئے گی؟

(و) لاہور کے علاوہ اور کس شہر میں برن یونٹ قائم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) میو ہسپتال لاہور میں سال 2005 میں کل 242 مریض داخل ہوئے جن میں سے 207 مریض صحت یاب ہو کر چلے گئے اور 35 مریض وفات پا گئے۔سال 2006 میں کل مریض 244 داخل ہوئے جن میں سے 222 مریض صحت یاب ہو کر چلے گئے اور 22 مریض وفات پا گئے۔

(ب) اس برن یونٹ میں ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد تسلی بخش ہے۔ (لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) تمام آلات بھی موجود ہیں۔صرف Ventilators موجود نہیں ہیں جلد ہی موجودہ Ventilators کو مرمت کروا لیا جائے گا اور ایک نیا Ventilator بھی فراہم کر دیا جائے گا۔ (آلات کی مکمل لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) میو ہسپتال کی طرف سے کوئی سکیم برائے توسیع موصول نہیں ہوئی ہے۔

(د) اس سلسلے میں معمول کے مطابق فنڈز دیئے گئے ہیں۔مزید یہ کہ زکوٰۃ اور بیت المال کے فنڈز سے بھی مستحق مریضوں کی امداد کی جاتی ہے۔

(ہ) لاہور میں فاطمہ جناح برن سنٹر، کے نام سے جناح ہسپتال لاہور میں ایک برن یونٹ تعمیر کیا جا رہا ہے اور اس پر تقریباً 893 ملین روپے کی لاگت آئے گی۔

(و) ملتان میں نشتر ہسپتال برن سنٹر اور فیصل آباد میں الائیڈ برن سنٹر زیر تکمیل ہیں۔

پی پی۔144لاہور میں لائسنس کے بغیر میڈیکل سٹورز

*262: جناب وسیم قادر: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ پی پی۔144میں اکثر میڈیکل سٹور بغیر لائسنس کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ان میڈیکل سٹورز پر ادویات غیر معیاری فروخت ہو رہی ہیں جس سے مریضوں کی جان بھی جاسکتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان جعلی ادویات بیچنے والے میڈیکل سٹورز کے مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک،اگر نہیں تواس کی وجہ بیان فرمائی جائے؟

(د) حکومت میڈیکل سٹوروں کی ادویات کا معیار اور لائسنس کتنے عرصے بعد چیک کرتی ہے؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ای۔ڈی۔او(ہیلتھ) لاہور نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ پی پی۔144 میں تمام میڈیکل سٹورز لائسنس یافتہ ہیں جبکہ صرف شالیمار ٹاؤن لاہور میں تقریباً380لائسنس یافتہ میڈیکل سٹور کام کر رہے ہیں۔

(ب) ای۔ڈی۔او(ہیلتھ)لاہور نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اس حلقہ کے میڈیکل سٹورز پر مجموعی طور پر معیاری ادویات فروخت نہ کی جاتی ہیں۔ڈرگ انسپکٹر شالیمار ٹاؤن نے سال 2007 میں 136ادویات کے نمونے برائے تجزیہ حاصل کئے جن میں سے صرف3نمونوں کو غیر معیاری قرار دیاگیاجبکہ کسی دوائی کو جعلی قرار نہ دیاگیا۔

(ج) سال 2007 میں ضلعی کوالٹی کنٹرول بورڈ نے 32 میڈیکل سٹورز کے خلاف عدالتی کارروائی کرنے کے احکامات جاری کئے جن میں سے ڈرگ کورٹ لاہور نے 20کا فیصلہ سناتے ہوئے339000روپے جرمانہ عائد کیاباقی ماندہ کیس زیر سماعت ہیں۔

(د) قانون کے مطابق سال بھر میں ڈرگ انسپکٹر ہر میڈیکل سٹور کو چار بار چیک کرتا ہے اور سال کے آخر پر ڈرگ انسپکٹر کی رپورٹ پر لائسنس کی تجدید کی جاتی ہے۔

لاہور۔شالیمار لنک روڈ پر واقع پرائیویٹ ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*407: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالیمار لنک روڈ تا مغل پورہ کینال روڈ تک کتنے پرائیویٹ ہسپتال ہیں تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں کبھی انسپکشن کا بندوبست کرتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) مذکورہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں محکمہ کا کوئی عمل دخل بھی ہے کہ نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟ وجوہات سے آگاہ کریں۔

(د) ان مذکورہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں مریضوں کو دیکھنے پر فی کس، کس طرح اور کس حساب سے فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) کیا محکمہ صحت ان پرائیویٹ ہسپتالوں میں چیک اینڈ بیلنس کا کوئی ارادہ رکھتا ہے تاکہ عوام کو صحت کی بہتر سہولیات سے مستفید کیا جا سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (ملک ندیم کامران):

(الف) اس روڈ پر آٹھ ہسپتال موجود ہیں تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1-	وجدان گائنی اینڈ چلڈرن ہسپتال	2-	مشتاق ہسپتال
3-	عارف ہسپتال	4-	شہناز ہسپتال
5-	لاہور میڈیکل سنٹر	6-	علی ہسپتال
7-	شالامار ہسپتال	8-	عبیدہ سردار میموریل ہسپتال

(ب) پرائیویٹ ہسپتال محکمہ صحت کے دائرہ کار میں نہیں ہیں اس لئے ان کی انسپکشن نہیں کی جاتی۔

(ج) محکمہ صحت کا پرائیویٹ ہسپتالوں پر دائرہ اختیار نہیں ہے۔

(د) چونکہ نجی ہسپتال محکمہ صحت کے دائرہ کار میں نہیں آتے لہذا ان کے داخلی انتظامی معاملات کے بارے میں کوئی مستند اور حتمی رائے نہیں دی جا سکتی۔

(ہ) اس ضمن میں وفاقی وزارت صحت کے ساتھ مشاورت کی جا رہی ہے اور جلد ہی فیصلہ کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک بہت important بات جو ہاؤس سے related ہے وہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے یہاں جو درجہ چہارم کے ملازمین ہیں ان کا ایک مسئلہ ہے جسے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں اور آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ درجہ چہارم کے ملازمین کے پیپلز ہاؤس میں سات گھر مسمار کئے جا رہے ہیں جبکہ گڑھی شاہو میں تقریباً چوبیس گھروں کو مسمار کیا جا رہا ہے اور ان کو متبادل جگہ فراہم نہیں کی جا رہی جس کی وجہ سے ان کے بے گھر ہو کر تکلیف میں مبتلا ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔ جیسا کہ سیکرٹریٹ کے ملازمین سے بھی ہاؤس، ان کے کوارٹرز خالی کروائے گئے تھے تو ان کو متبادل جگہ فراہم کی گئی تھی۔ میری گزارش ہے کہ ان درجہ چہارم کے ملازمین کو بے گھر نہ کیا جائے بلکہ ان کو متبادل جگہ فراہم کی جائے اور پھر یہ کہ ان کو تین ہزار روپے دینے کی بات کی گئی ہے جبکہ یہ واضح نہیں ہے کہ یہ تین ہزار روپے ان کو shifting کے لئے دیئے جا رہے ہیں یا پھر ان کو per month کرائے کی مد میں دیئے جائیں گے؟ آیا یہ ایک دفعہ دیئے جائیں گے یا per month payment کی جائے گی؟ ایک تو یہ بہت important issue تھا جو میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی تھی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ کے توسط سے اور آپ کی اجازت سے چودھری ظہیر الدین جو اس وقت Leader of the Opposition کے طور پر اپنی سیٹ پر تشریف فرما نہیں ہیں میں ان کو اپنی طرف سے، ہاؤس کی طرف سے، اپنے ساتھیوں کی طرف سے مبارکباد بھی پیش کرنا چاہتی ہوں اور سپیکر صاحب کی بے حد مشکور ہوں۔ اس کے علاوہ خصوصی طور پر پریس کی بھی مشکور ہوں کہ جس پریس نے اس دوران جب ہم بائیکاٹ کئے ہوئے تھے انہوں نے ہمارے جائز مطالبات عوام تک پہنچائے اور آج الحمد للہ ایک طرف 14۔اگست کا مہینہ ہے اور دوسری طرف آج ہم پہلی دفعہ اپنے لیڈر آف دی اپوزیشن کی سرکردگی میں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو یقین دہانی کراتی ہوں کہ چودھری ظہیر الدین نہ صرف یہ کہ ان کا گھرانہ سیاسی طور پر اور وہ بذات خود کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں بلکہ وہ ایک علمی اور ادبی شخصیت بھی ہیں۔ ہم سے

پہلے ،ہمارے بائیکاٹ کے دوران جس طرح ہاؤس کی روکھی پھیکی اور بالکل بے جان کارروائی تھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس میں رنگ بھر دیں گے اور جمہوریت کا جو اصل حسن ہے، جو اپوزیشن کے ساتھ ہی برقرار ہو سکتا ہے ہم اس حسن کو یہاں پر قائم کریں گے اور دوبالا کریں گے اور انشاء اللہ جمہوریت کے راستے پر چلتے ہوئے جہاں جہاں کوئی mistake ہو گی، جہاں جہاں کسی محکمے میں کوئی خرابی ہو رہی ہو گی آپ کی اس طرف توجہ دلائیں گے۔آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کے آخر میں ایک شعر گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ سابقہ دور میں ہمیں ایک دم سے یہ کہا گیا کہ شاید ہماری مسلم لیگ ختم ہو گئی ہے۔اب اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ان کا اپوزیشن لیڈر بھی نہیں ہے تو ان حالات میں میرا یہ شعر اپنے ممبران اور ہاؤس کی نذر ہے:

اے میرے دوست ذرا دیکھ میں ہارا تو نہیں
میرا سر بھی تو پڑا ہے میری دستار کے ساتھ
وقت خود ہی بتائے گا کہ میں زندہ ہوں
کب مرتا ہے وہ جو زندہ رہے کردار کے ساتھ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! بہت شکریہ۔اب حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا کی تحریک استحقاق نمبر 4 ہے۔ یہ ہاؤس میں پڑھ دی گئی تھی۔حافظ صاحب موجود ہیں؟(قطع کلامی)

پلیز! اب مجھے تحریک استحقاق پر بات کر لینے دیں۔حافظ صاحب موجود نہیں ہیں۔۔۔

حافظ قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب موجود ہیں۔آپ نے یہ پڑھ دی تھی اس کا جواب آنا تھا؟

حافظ قمر حیات کاٹھیا: جی، اس کا جواب آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، متعلقہ وزیر اس کا جواب دیں۔

ڈی۔ایف۔او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثنااللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہوا ہے اس میں جو officer concerned ہیں انہوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ بغیر کسی تمہید کے انہوں نے پہلے تو مجھے " بے غیرت "کہا اور اس کے بعد بغیر کسی وقفے کے غلیظ گالیاں دینا شروع کر دیں اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے یہاں پر ایک تحریک پیش کی ہے اور جواب میں انہوں نے counter allegation لگایا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک proper تحریک ہے کہ اسے privilege کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ اس معاملے کی تحقیق کرے کہ کس طرف سے تجاوز ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اب تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے ہے۔اس کو کون صاحب پڑھیں گے ؟

طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

چودھری عبداللہ یوسف: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Medical and Health Institutions Act, 2003. کے Section (16) کے تحت پنجاب کے تمام Medical and Health Institutions کی سالانہ رپورٹ ہر سال کے اختتام کے تین ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرنا حکومت پر لازم ہے مگر حکومت نے سال 2006 کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں ابھی تک پیش نہیں کی جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ للذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، متعلقہ وزیر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنااللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق صوبہ پنجاب کے تمام Medical and Health Institutions جو کہ The Punjab Medical and Health Institutions Act 2003 کے تحت declare ہیں، نے سال 2006 کی سالانہ reports محکمہ صحت کو جمع کروادی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو کل تک pending فرمالیں تاکہ اس کے بارے میں verify کرنے کے بعد میں معزز رکن کو آگاہ کر دوں گا کہ یہ reports پیش ہو چکی ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ factual بات ہے۔اس کے بارے میں وہ کل تک ہاؤس کو بتادیں گے۔یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب مہر ارشاد احمد خان سیال کی تحریک استحقاق نمبر 8 ہے، یہ ہاؤس میں move ہو چکی ہے اور اس کو پڑھ لیا گیا ہے۔ مہر ارشاد احمد خان سیال موجود ہیں؟۔۔۔موجود نہیں ہیں تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔اب محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ) صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 10 ہے۔ان کے حوالے سے بھی یہ کہ انہوں نے کہا ہوا ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے لہذا اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 12 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے۔

ای۔ڈی۔او ایجوکیشن لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں ہال روڈ میں ایجوکیشن دفتر میں اپنی پارٹی پالیسی کے تحت عوامی مسائل کے حل کے لئے ای۔ڈی۔او ایجوکیشن لاہور چودھری محمد امین کے پاس مورخہ 19۔جولائی 2008 کو بوقت 12:45 بجے دوپہر گئی تو آفیسر موصوف نے انتہائی غلط رویہ اختیار کیا اور مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔ میں نے ان کے پی۔اے کو بتایا کہ میں ایم۔پی۔اے ہوں اور شیخوپورہ میں آئی۔جی پنجاب سے شیخوپورہ کے تمام ایم۔پی۔ایز اور ایم۔این۔ایز کی میٹنگ

ہے اور مجھے ادھر جانا ہے اس لئے مہربانی فرما کر مجھ سے دومنٹ کی ملاقات کر لیں لیکن آفیسر موصوف نے اس کے باوجود بھی بہت غلط رویہ کے ساتھ اپنے پی اے کو جواب دیا اور ملنے سے انکار کر دیا۔ اس آفیسر موصوف کی بدتمیزی سے میری توہین ہوئی ہے، بدتمیزی سے معزز ممبر کے ساتھ پیش آنا اور ملاقات سے انکاری ہونا، اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ہم لوگ ان آفیسرز کے پاس اپنے ذاتی کاموں کے لئے نہیں بلکہ عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں اس قسم کے آفیسر جو غلط رویہ رکھتے ہیں، ان کا محکمے کی سروس میں رہنا قوم وملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک جو محترمہ ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ نے پڑھی ہے اور اس کا جو جواب ہے اس سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ یہ جو معاملہ ہے یہ محترمہ اور ان کے جو پی۔اے تھے ان کے درمیان ہوا ہے۔ محترمہ کی نہ تو concerned officer سے فون پر بات ہوئی ہے اور نہ ہی یہ ان سے اس دن مل سکی ہیں۔ آفیسر نے اپنے جواب میں بھی یہ لکھا ہے کہ میں اس وقت ایک میٹنگ میں مصروف تھا اور میں نے اپنے پی۔اے سے کہا تھا کہ وہ محترمہ کو عزت کے ساتھ بٹھائیں اور چائے پیش کریں وہ یہ اجلاس ختم کر کے جلد حاضر ہوں گے اور وہ جب اپنا سرکاری کام ختم کر کے واپس آئے تو محترمہ جا چکی تھیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ محترمہ کی اس تحریک کو pending فرمادیں۔ میں concerned officer کو بلاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اس پی۔اے کی وجہ سے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اور اس کا کوئی قصور ہو، میں اس معاملہ کو resolve کروا دوں گا تو میرا خیال ہے کہ آپ اس کو دو دن کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کی یہ بات بالکل جائز بھی ہے کیونکہ اگر direct اس کے اوپر attribution ہوتی تو پھر بات اور تھی، بات آپ نے بھی جس طرح لکھی ہے کہ پی۔اے سے اب آگے communicate ہوا یا نہیں ہوا؟ لہذا اس تحریک کو دو دن کے لئے pending کر لیتے ہیں اور پھر ساری صورتحال ہاؤس کے سامنے آجائے گی تو اس تحریک کو پھر

دو دن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 13 ہے۔ ملک شمشیر حیدر وٹو!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اگر کوئی معزز رکن تحریک استحقاق جو ایک بڑا important معاملہ ہے اس کو وہ پیش کرے اور اس کے بعد اگر اس کی request نہ ہو تو پھر اس کو pending نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 14، جناب محمد اعجاز شفیع کی ہے۔

ڈی۔ سی۔ او رحیم یار خان کا نیم عریاں لباس میں کھلی کچہری لگانا

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں حال ہی میں۔ وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔ جولائی 2008 کو میرے حلقہ تحصیل خانپور میں حکومت کی طرف سے ایک کھلی کچہری کا اہتمام کیا گیا جس میں ڈی۔ پی۔ او رحیم یار خان محمد طاہر رائے اور ڈی۔ سی۔ او رحیم یار خان ڈاکٹر راحیل صدیقی کو عوام کے مسائل سننے اور حل کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس gathering میں مرد حضرات اور معزز خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ طرف تماشہ یہ ہے کہ مذکورہ ڈی۔ سی۔ او رحیم یار خان ڈاکٹر راحیل صدیقی نیکر اور T shirt پہن کر (So-called short dress) کھلی کچہری میں آئے اور انکی نیکر گھٹنوں سے اوپر تک تھی۔ نیکر کافی کھلی ہونے کے باعث عریانی اور فحاشی کا واضح منظر پیش کر رہی تھی۔ یہ صورتحال دیکھ کر وہاں پر موجود صحافیوں نے کھلی کچہری کا بائیکاٹ کیا اور یہ منظر مرد حضرات کے لئے اور بالخصوص معزز خواتین کے لئے انتہائی ناگوار اور شرمناک تھا۔ جس کی وجہ سے کافی تعداد میں مرد و خواتین اس کھلی کچہری سے احتجاجاً اٹھ کر چلے گئے اور باقی ماندہ لوگ چہ میگوئیاں کرتے رہے اور ضلع کے عوامی نمائندوں، افسران اور حکومت کے خلاف بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ بعد ازاں کافی تعداد میں مرد حضرات اور معزز خواتین میرے پاس آئے اور ڈی۔ سی۔ او کے conduct پر حیرانگی اور نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ ڈی۔ سی۔ او مذکورہ کا یہ رویہ official discipline

and conduct rules کے سراسر منافی تھا جس کی وجہ سے میرے حلقہ انتخاب میں میری سیاسی حیثیت بطور ایم۔پی۔اے متاثر ہوئی ہے۔ڈی۔سی۔او کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جس واقعہ کا ذکر اعجاز شفیع نے کیا ہے کہ ڈی۔سی۔او صاحب نے جو بڑا مختصر سا لباس پہنا ہوا تھا تو دراصل بات یہ ہے کہ اب یہ دیکھیں کہ جب کوئی برائی چلتی ہے تو پھر چلتے چلتے کہاں تک پہنچ جاتی ہے یعنی یہ اس دور کی بات ہے جب اس ملک پر مسلط ڈکٹیٹر کے کہنے پر عورتوں کو نیکریں پہنا کر سڑکوں پر دوڑایا گیا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم نے تو اس وقت بھی اس شرمناک صورتحال پر احتجاج کیا تھا اور آپ لوگوں سے گزارش بھی کی تھی، منت بھی کی تھی کہ آپ اس فحاشی کو نہ پھیلائیں اور اب یہ دیکھیں کہ یہ فحاشی پھیلتے پھیلتے سرکاری افسروں تک پہنچ گئی ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک غالباً انہوں نے آج یا کل جمع کروائی ہے اور یہ ابھی مجھے موصول ہوئی ہے تو میں اپنے معزز بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے یہ پختہ ارادہ کیا ہے کہ جو فحاشی پچھلی حکومت پانچ سال تک پھیلاتی رہی ہے ہم اسے روکیں گے اور بالکل اس کا تدارک کریں گے۔اس واقعے کی تحقیق ہو گی اور اگر یہ درست پایا گیا تو نہ صرف اس کا جواب میں ایوان میں پیش کروں گا بلکہ متعلقہ آفیسر کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔ویسے بھی آپ نے جو آخر میں یہ فرمایا ہے کہ "ڈی۔سی۔او کے conduct پر حیرانگی اور نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ڈی۔سی۔او کا مذکورہ رویہ آپ نے خود فرمایا کہ official discipline and conduct rules کی خلاف ورزی ہے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ یہ بات گورنمنٹ کے نوٹس میں لائے ہیں۔یہ تحریک استحقاق کا subject نہیں بنتا لیکن ہم اس کا نوٹس لیں گے اور within three days اس پر action بھی ہو گا اور اس کا جواب بھی دیا جائے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج لاء منسٹر صاحب نے پریس اور اس معزز ایوان کے سامنے یہ admit کیا ہے کہ ان کے دور میں بیوروکریسی ان کے ساتھ کیا کر رہی ہے اور بیوروکریسی ان کو یہ پیغام دینا چاہتی ہے کہ آج ہم نیکر میں کھڑے ہو کر آپ کے احکامات کی یہ implementation کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ آج بیوروکریسی ان کے منہ پر اتنا بڑا طمانچہ مار رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کے سیکرٹری بھی اسی طرح ان کے سامنے پیش ہوتے ہوں گے۔ آج یہ ہمارا مذاق کر رہے ہیں اور ہمیں بتا رہے ہیں کہ ہم نیکریں پہنا کر سڑکوں پر لے آئے تھے لیکن آج ان کی بیوروکریسی ان کے منہ پر یہ طمانچے مار رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے کہنے پر یہ کھلی کچہری ہوئی تھی، اگر کہیں گے تو میں نام بھی بتادوں گا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کے کہنے پر اس دن یہ کھلی کچہری منعقد کی گئی تھی۔ لاء منسٹر صاحب! آپ ذرا اپنے دور کی عیاشیوں، اوچھے پن اور لچرپن کے بارے میں سوچیں کہ اگر وہ ڈی۔ سی۔ او عام routine میں کھلی کچہریاں لگاتا ہو گا تو وہ age of stone میں چلا جاتا ہو گا کیونکہ جب وزیر اعلیٰ کے کہنے پر اس کی یہ جرات ہے تو پھر عام دنوں میں اس کی کھلی کچہریوں کا کیا حشر ہو گا؟ آپ ماضی کو چھوڑ کر اپنے حال کی بات کریں کہ آپ لوگ اس ایوان، عوام اور بیوروکریسی کو کیا سبق دینا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کا یہی کلچر ہے تو آج ایوان کے سامنے admit کر لیں تو ہم انشاء اللہ ایوان میں نشاندہی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی اس بات پر جناب اعجاز شفیع کا شکریہ ادا کیا ہے اور جہاں تک بیوروکریسی کو لگام دینے والی بات ہے تو پورا صوبہ اس بات کا گواہ ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ کا کس طرح کنٹرول ہے؟ میں Chair کی وساطت سے جناب اعجاز شفیع کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہم ڈی۔ سی۔ او صاحب کا انتظام کر لیں گے لیکن دراصل وہ اس دن نیکر پہن کر آپ کو کچھ دکھانا چاہتے تھے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اعجاز شفیع! ذرا ایک منٹ بات سنیں- پلیز سب تشریف رکھیں- Order in the House میں بات کر رہا ہوں۔ پلیز! سب تشریف رکھیں- چودھری صاحب! پلیز بیٹھیں- چونکہ یہ تحریک استحقاق ایک معزز ممبر کی طرف سے move ہوئی تھی اس لئے یہ ہاؤس میں لگا دی گئی otherwise اگر آپ Rule-68 پڑھیں تو question of privilege میں ہے کہ:

68. Question of Privilege: A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

لہذا اس میں direct آپ کا breach of privilege نہیں بنتا- جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ وہ اس پر action لیں گے اس لئے میرے خیال میں آپ کی اس بات پر تسلی ہو جانی چاہئے اور آئندہ واقعی بیوروکریسی کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اب وہ دور نہیں رہ گیا بلکہ انشاء اللہ اس دور میں accountability ہو گی اور ان سے پوچھ گچھ بھی ہو گی- (نعرہ ہائے تحسین)

اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے-

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!---

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جناب اعجاز بے شک ایوان میں ڈی۔سی۔او کے خلاف بات کریں لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ کے خلاف بات نہ کریں- اگر یہ بات کریں گے تو ہم ان کی مخالفت کریں گے- یہ پرویز مشرف کی بات کرتے ہیں-

MR. DEPUTY SPEAER: Please order in the House, order in the House.

میں نے ایک معزز ممبر کو floor دیا ہوا ہے- اعجاز شفیع! ایک منٹ میں بات ختم کریں-

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں- لاء منسٹر صاحب نے admit کر لیا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں rules اسے permit ہی نہیں کرتے- اگر اس میں direct آپ کا breach of privilege ہوتا تو پھر اور بات تھی لیکن آپ نے اس میں ایک point

raise کیا ہے اور حکومت کی طرف سے جواب آ گیا ہے کہ آئندہ on the part of bureaucracy اس طرح کی transgresses نہیں ہوں گی اور میرے خیال میں اس کا مناسب جواب بھی یہی بنتا ہے اور حکومت خود اس کو watch کرے گی۔جی، چودھری شفیق!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! اعجاز شفیع اور میں ایک ہی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں۔میرے خیال میں ہمارے ڈی۔سی۔او ڈاکٹر راحیل صدیقی سے بڑھ کر کوئی ایماندار آدمی نہیں ہے۔یہ انتہائی محنتی ہیں۔یہ بلاوجہ ان پر صرف الزامات لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا یہ وہاں پر موجود تھے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے؟کیا انھوں نے وہاں کسی کو دیکھا ہے یا صرف کسی کے کہنے پر ان کا استحقاق مجروح ہو گیا ہے؟لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لئے اسے ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! آپ نے وہ کہاوت سنی ہو گی کہ ایک شخص چوری کر کے بھاگ رہا تھا اور آگے شور ڈالتا جا رہا تھا کہ چور چور چور۔میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ ایسی باتیں چھوڑ دیں اور ان کی تو اپنی پینٹ بھی ڈھیلی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ہاؤس کے اندر اس طرح کی کوئی بات نہیں ہو گی۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور انھوں نے اس سے related مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے لیکن معزز وزیر قانون نے جس طرح اسے ہنسی مذاق اور ٹھٹھے میں اڑا دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بھی ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔انھوں نے جس انداز سے یہ ٹھٹھہ کیا ہے یہ ان کے منصب کو زیب نہیں دیتا اور میں یہ کہوں گی کہ کار بد خود کریں لعنت کریں شیطان پر۔میں اس ایوان میں ایک بات ضرور آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ میں نے ایک قرارداد جمع کروائی تھی جسے نامنظور کر دیا گیا۔میں نے اس قرارداد میں فحاشی اور عریانی کے main گڑھ کو target کیا تھا کہ ہماری کیبلز پر غلط قسم کے ڈرامے، فحش قسم کے مزاح اور غلط قسم کے ڈانسرز دکھائے جاتے ہیں جب کہ پیمرا آرڈیننس کے تحت اس کی اجازت نہیں ہے اور اس بارے میں قانون سازی بھی ہو چکی ہوئی ہے لیکن انھیں روکا نہیں جاتا۔

جناب والا! اگر آج کی یہ گورنمنٹ اس سلسلے میں سنجیدہ ہے کہ فحاشی اور عریانی کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنا چاہئے تو ہنسی مذاق اور ٹھٹھے میں باتوں کو اڑانے کی بجائے میری اس قرارداد کو منظور کیا جاتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، اعجاز شفیع!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔اعجاز شفیع! اب آپ اس کو wind up کریں چونکہ یہ ایک legal and technical بات ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اس تحریک کا محرک ہوں اس لئے آپ مجھے پوری بات کرنے کا موقع دیں۔آپ مجھے موقع نہیں دے رہے اور کہہ رہے ہیں کہ میں بیٹھ جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں۔ایک تو میرے فاضل ممبر نے یہاں بات کی ہے کہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! پہلے ہاؤس in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk. جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں یہاں دو باتیں کروں گا۔ایک تو میرے فاضل دوست نے یہ بات کی ہے کہ میں نے جو تحریک دی ہے یہ ساری جھوٹ کا پلندہ ہے۔میں on oath کہہ رہا ہوں اور آج ہی لاء منسٹر صاحب اس پر کمیٹی constitute کریں تو میں کمیٹی کے سامنے ویڈیوز اور تصاویر پیش کر سکتا ہوں۔اس کی ایک کھلی کچہری نہیں بلکہ تین کھلی کچہریاں ہیں۔ایک کھلی کچہری صادق آباد، ایک لیاقت پور اور ایک خانپور میں ہوئی ہے۔آپ کمیٹی بنائیں اور میں اس کمیٹی میں ویڈیوز اور تصاویر پیش کروں گا کہ وہ اس لباس میں تھا یا نہیں تھا؟ میں دوسری بات یہ کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔مجھے حلقے کی دو لاکھ عوام نے اپنے مسائل کے حل کے لئے منتخب کرکے یہاں بھیجا ہے کہ میں اپنے علاقے کی عزت و آبرو۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! بات سنیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج اس ایوان میں جتنے ایم۔پی۔ایز بیٹھے ہیں یہ حلف اٹھا کر کہیں کہ کیا ان کو ان کی عوام نے اس لئے ووٹ نہیں دیا کہ یہ لوگ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تحریک استحقاق پر ہی رہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب زعیم حسین قادری: یہ اس ملک میں دھاندلی کرتے رہے ہیں۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر اسی طرح ہاؤس چلے گا تو۔۔۔

جناب زعیم حسین قادری: یہ اس ملک پر قبضہ کرتے رہے ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ ہم جیتے ہیں، بتائیں کہاں جیتے ہیں؟ یہ آئی۔ایس۔آئی، ایم۔آئی اور آئی۔بی کے ذریعے ووٹ تبدیل کروا کر اس ملک کے اقتدار پر قبضہ کرتے رہے ہیں۔انھوں نے اس ملک کی سولہ کروڑ عوام کے بنیادی حقوق پر قبضہ کئے رکھا ہے اور آج جیتنے کی بات کرتے ہیں۔یہ کونسی بات کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اعجاز شفیع صاحب! ایک منٹ میں اپنی بات wind up کریں۔

جناب زعیم حسین قادری: یہ اپنے مخالف امیدواروں کو جیلوں میں ڈالتے رہے ہیں، یہ ان کو دہشت گردی کے مقدموں میں جیلوں میں بھیجتے رہے ہیں۔انھوں نے لوگوں پر سو، سو دہشت گردی کے مقدمے کئے ہیں لیکن اگر آج ان کا مائیک نہ چلے تو یہ چیخنے چلانے لگتے ہیں۔یہ وہ ظالم ہیں جنھوں نے 2002 کے الیکشن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو ایجنسیوں سے اغواء کروایا تھا۔ان کو اٹھوا کر ووٹ ڈلوائے گئے اور result تبدیل کیا جاتا رہا۔یہ کون سی جیت کی بات کرتے ہیں؟ انھوں نے اپنا حشر 2008 کے الیکشن میں بخوبی دیکھ لیا ہے۔پورے پاکستان کی عوام نے جنرل پرویز مشرف اور اس کے ٹاؤٹوں کو مسترد کیا ہے۔

(قطع کلامیاں، معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے گو مشرف گو کے نعرے)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، بات سنیں۔اگر نعرے بازی کرنی ہے تو ہاؤس سے باہر جا کر کریں۔یہاں پر ہاؤس کی proceedings کو چلنے دیں۔آپ سارے دوست بیٹھ جائیں۔جب سپیکر بات کر رہا ہو تو پلیز بیٹھ جایا کریں، ہاؤس کے decorum کا خیال رکھا کریں۔بات یہ ہے کہ ہم یہاں پر points score کرنے نہیں آئے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ سب نے مل کر اس ہاؤس کو چلانا ہے۔جہاں تک محترم اعجاز شفیع کی تحریک استحقاق کی بات ہے تو as a Speaker میں سمجھتا

ہوں کہ رول 68 کے اندر جو breach of privilege ہے That is very much clear. اس میں یہ لکھا ہے کہ:۔

> **68. Question of privilege**. - A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اگر آج ایک ڈی۔ سی۔ او نیکر پہن کر کھلی کچہری میں یا عوامی جگہ پر گیا ہے تو یہ غلط بات ہے لیکن ہمارے معزز ممبران کو اُس وقت بھی آواز اٹھانی چاہئے تھی کہ جب اس ملک کے چیف ایگزیکٹو نے کہا تھا کہ اس ملک میں عورتیں نیکریں پہن کر دوڑیں گی۔ ہمیں اس بات پر شرم ہے کہ اُس وقت ہم نے اس بات پر احتجاج نہیں کیا اور اُس وقت ہم اس بات پر کوئی تحریک استحقاق نہیں لے کر آئے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جھوٹ ہے، غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ Order in the House, order in the House.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں جھوٹ کا لفظ تو استعمال نہیں کرتا مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اگر اس طرح کی کوئی بات ہے تو آپ اس کا ثبوت ہاؤس کے اندر لے کر آئیں۔ اگر کوئی documentary proof ہے یا ویڈیو کیسٹ ہے تو وہ سامنے لائیں پھر ہم اس بات کو مانیں گے۔ خدارا! اس culture کو فروغ نہ دیں۔ آج ہمارے ان معزز ممبران کو اس بات کا دکھ لگا ہے۔ خدا کی قسم جتنے معزز ممبران یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں ان کے عوام نے انھیں اپنی عزت نفس، پاکستان کے استحکام، سلامتی اور اپنی حیاء و شرم کی حفاظت کے لئے ووٹ دیئے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اسے اس وجہ سے ووٹ نہیں ملے تو پھر یہ ان کا اپنا culture ہے، یہ ان کا اپنا معاشرہ ہے اور یہ ان کا اپنا حلقہ احباب ہے۔

جناب سپیکر! اس تحریک سے میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ جس حلئے میں وہ ڈی۔ سی۔ او کھلی کچہری میں آیا ہے اور اس کچہری میں بیٹھی ہوئی معزز خواتین نے جس طرح اس کو feel کیا ہے، جس طرح وہ وہاں پر کرسی پر بیٹھا تھا اس سے ان کے اندر نفرت پیدا ہوئی ہے۔ نہ صرف حکومت کے خلاف بلکہ میرے خلاف بھی نفرت پیدا ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ میرا استحقاق کیا مجروح ہو سکتا ہے کہ جن کے ووٹوں سے آج میں اس ہاؤس میں بیٹھا ہوں انھوں نے اس عمل پر نفرت کا اظہار کیا ہے۔

آپ ان کی نفرت کو میرا استحقاق نہیں سمجھتے تو پھر آپ اس پر رولنگ دے دیں۔اس سے زیادہ عزیز مجھے اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟ جن کے ووٹوں سے آج میں اس معزز ایوان کا ممبر بنا بیٹھا ہوں، آپ معزز ممبر بنے بیٹھے ہیں، ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرے اس ہاؤس کے تمام ممبران عوام کی پرچی سے، ووٹ کی طاقت سے اس ہاؤس کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اس issue کی طرف آئیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔اگر میرے عوام کی نفرت، ان کے جذبات سے آپ لوگوں کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا تو نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ایک سرکاری افسر جو ضلع کا سربراہ ہوتا ہے اس کے اس رویے اور لباس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔دوسرا میرے لئے یہ بھی ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک جمہوری حکومت کے ہوتے ہوئے، جو اپنے آپ کو جمہوریت کے بہت بڑے علمبردار کہتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے اسلامی ملک میں ایک بیوروکریٹ عوامی جگہ پر، عوام کے مسائل سننے اور ان کو حل کرنے کے لئے اس طرح کے لباس میں آئے گا تو پھر message کیا جائے گا؟ یہ آپ بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو رولز کے مطابق چلانا ہے۔جہاں تک معزز ممبر کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے تو اس بارے میں Rule-68 بہت clear ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود وزیر قانون نے جو بات کی ہے کہ ہم اس کی انکوائری کروائیں گے اور اگر وہ وہاں پر اس حلیے میں گئے ہیں تو within three days اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات ہے اور Rule-68 کے مطابق اس تحریک استحقاق کو میں rule out کرتا ہوں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہندلی صاحب! آپ ابھی بیٹھیں۔میں بعد میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج صبح گیارہ بجے میں اپنے کمرہ نمبر 307 میں سویا ہوا تھا کہ میرے کمرے کے باہر میرے بھائی کا قاتل جو کہ اشتہاری ملزم ہے بندوق لئے کھڑا ہوا تھا۔ پچھلے دنوں میاں محمد نواز شریف سیالکوٹ گئے تو میں نے انھیں پوری تفصیل بتائی تھی کہ ایک موجودہ اور دو سابقہ ایم۔پی۔اے مجھے قتل کروانا چاہتے ہیں۔ میرا ایک کزن اور ایک بھائی پہلے ہی قتل ہو چکے ہیں۔ میں نے انھیں بتایا کہ مجھے یہ یہ threats ہیں۔ میں انھی threats کی وجہ سے ایم۔پی۔اے ہاسٹل میں shift ہوا تھا۔ آج صبح میرے بھائی کا وہی قاتل جو کہ ایک اشتہاری مجرم ہے بندوق لئے میرے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ جب میرے آدمیوں کو پتا چلا تو وہ بھاگ کر کمرہ نمبر 109 میں چلا گیا جہاں پر سابقہ ایم۔پی۔اے، عبدالرحمٰن گجر، نوشہرہ ورکاں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس کلاشنکوفیں تھیں۔ جب ہم وہاں پر پہنچے ہیں تو اس نے ہماری طرف کلاشنکوفیں سیدھی کر دیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے میرے بھائی کے قاتل کو یہاں کیوں رکھا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرے بھانجے کا کمرہ ہے، یہ یہاں پر رہ رہا ہے اور کون اس کو منع کر سکتا ہے؟ میں نے سپیکر صاحب کو اطلاع دی تو انھوں نے وہاں پر پولیس کو بھجوایا۔ پولیس نے اس اشتہاری کو وہاں سے گرفتار کیا۔ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے۔ وہاں پر کلاشنکوفیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے پولیس کو اس بارے میں بتایا تو انھوں نے کہا کہ یہ ایک ایم۔پی۔اے کا کمرہ ہے ہم یہاں سے کلاشنکوفیں نہیں اٹھا سکتے اور اشتہاری مجرم کو ہم نے پکڑ لیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے میاں محمد نواز شریف کو بھی inform کیا تھا کہ فلاں فلاں بندے فلاں فلاں پولیس افسروں کے ذریعے مجھے قتل کروانا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی کے قتل کا نامزد ملزم ضلع سیالکوٹ میں ایس۔ایچ۔او لگا ہوا ہے اور میرے بھائی کو قتل کروانے والا ڈی۔ایس۔پی لگا ہوا ہے۔ میں نے بارہا میاں صاحب کو اس بارے میں آگاہ کیا ہے۔ اس دن بھی میں نے میاں صاحب سے گزارش کی تھی کہ اس پر کنٹرول کریں کیونکہ یہ لوگ مجھے قتل کروانا چاہتے ہیں۔ آپ اس بارے میں کوئی سدباب کریں لیکن آج تک اس کا کوئی سدباب نہیں ہو سکا۔ آج اس میں اتنی جرأت پیدا ہو چکی ہے کہ ایم۔پی۔اے ہاسٹل میں وہ میرے کمرے کے باہر کلاشنکوف لئے کھڑا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک عوامی نمائندہ ہو کر بھی اس ہاسٹل میں محفوظ نہیں ہوں تو پھر عام لوگ کیسے محفوظ ہوں گے، اس ملک کے شہری کیسے محفوظ ہوں گے؟ پہلے ہی حالات بڑے خراب ہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے اس معاملے کی انکوائری

کروائیں۔ قلعہ گجر سنگھ میں گرفتار ملزم سے تفتیش کی جائے اور اس کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں وہ منظر عام پر لائے جائیں کہ اسے وہاں پر میرے کمرے کے باہر کیوں بھیجا گیا؟ جبکہ وہ میرے بھائی کے قتل کا ملزم ہے۔ میں نے اس سابقہ ایم۔پی۔اے سے پوچھا کہ کیا تو اسے جانتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ تمھارے بھائی کا قاتل ہے، تیرے گاؤں کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تجھے یہ معلوم تھا تو پھر تجھے شرم آنی چاہئے۔ وہاں پر اس نے دست و گریبان ہونے کی کوشش کی اور اس کو بچانے کی کوشش کی۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک عوامی نمائندہ ہونے کے باوجود میں اتنا پریشان ہوں تو لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ میرے گاؤں میں سرعام چرس اور ہیروئن فروخت ہو رہی ہے۔ یہ نشے کا کاروبار کرنے والے لوگ بندوقیں لے کر سرعام پھر رہے ہیں۔ انھیں کوئی انتظامیہ نہیں پوچھتی، کوئی انھیں نہیں پکڑتا، کیا وجہ ہے؟ یہ ہماری کمزوری ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس چیز کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور انکوائری کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہندلی صاحب! جب آپ یہ بات سپیکر صاحب کے نوٹس میں لے کر آئے تھے تو اس پر فوری طور پر کارروائی کی گئی تھی۔ ایم۔پی۔اے ہاسٹل کی security کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس بارے میں مناسب کارروائی کی جائے گی اور حالات کو بہتر کیا جائے گا۔

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

مجلس خصوصی کی رپورٹیں برائے استحقاقات کا ایوان میں پیش جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد وارث کلو مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!

MALIK MUHAMMAD WARIS KALLU: Sir, I lay the reports of Special Committee regarding:

> "That Privilege Motion No. 9 of 2008 moved by Mehr Ishtiaq Ahmad M.P.A(PP-150) and amendment in Rule 24 of the Rule of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab moved by Ch. Tahir Mehmood Hundali, (Advocate), M.P.A (PP-125) under Rule 224-A of the rules Ibid."

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں ایوان میں پیش کر دی گئیں۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! ایک اور رپورٹ بھی میں نے ایوان میں پیش کرنی ہے۔

رپورٹیں (توسیع)

مجلس خصوصی کی رپورٹیں

برائے استحقاقات ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے مجھے دعوت تو دینے دیں۔ اب ملک محمد وارث کلو تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ ملک محمد وارث کلو!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> " تحریک استحقاق نمبر 6-3-2 اور 7 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 30 ستمبر 2008 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6-3-2اور 7 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 30 ستمبر 2008تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6-3-2اور 7 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 30 ستمبر 2008تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں اس کے لئے آدھے گھنٹے کا وقت مختص ہے۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 285 ہے جو کہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک move ہو چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔ متعلقہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

فاروق گنج مصری شاہ (لاہور) میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیبر ٹھیکیدار کی ہلاکت

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنااللہ خان): اس کا جواب بڑا مختصر ہے اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ تفصیل یوں ہے کہ مصری شاہ کے علاقہ فاروق گنج میں تین ڈاکوؤں نے لوہے کے گودام میں لیبر ٹھیکیدار کو مزاحمت کرنے پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جس پر مقدمہ نمبر 430/2008 مورخہ 13-6-2008 جرم 302-392/34ت پ تھانہ مصری شاہ رجسٹرڈ ہو کر تفتیش بذریعہ investigation عمل میں لائی جا رہی ہے۔ جرائم کے انسداد و تدارک کے لئے اور جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی کے لئے موثر اور ٹھوس اقدامات کرتے ہوئے علاقہ میں پیدل

گشت وپٹرولنگ کے نظام کو بہتر بنایا جارہا ہے۔ نیز اس سلسلہ میں محافظ سکواڈ اور موبائل گشت تھانہ سے بھرپور استفادہ کیا جارہا ہے تاکہ آئندہ اس قسم کی وارداتوں کو موثر طریقہ سے روکا جا سکے۔ اس سلسلہ میں یہ جو مقدمہ ہے اس کی investigation میں بھی کافی progress ہے اور امید ہے کہ یہ ملزمان جلد پکڑے جائیں گے اور اس سلسلے میں جو بھی ضروری کارروائی ہے وہ متعلقہ پولیس کر رہی ہے میرا خیال ہے کہ محترمہ اس سے satisfy ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! یہ کب تک ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح وزیر قانون نے بتایا ہے کہ جلدی ہو جائے گا۔ محترمہ چونکہ جواب سے مطمئن ہیں اور اس کو press نہیں کرتیں لہذا اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 286/2008 زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے اور یہ بھی move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ وزیر موصوف اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): مقدمہ نمبر 873/2008 مورخہ 12-6-2008 بجرم 365 ت پ تھانہ نشتر کالونی درج رجسٹر ڈ ہو کر تفتیش بذریعہ investigation wing عمل میں لائی گئی تھی تو جب محترمہ نے تحریک پیش کی اس وقت یہ بچی برآمد نہیں ہوئی تھی لیکن بعد میں دوران تفتیش ملزمان آصف علی، انجم علی، محمد امجد جو کہ ایف۔ آئی۔ آر میں نامزد ہوئے اور دوران تفتیش ان سے یہ بچی معصوم ایمان عمر پانچ سال برآمد ہو گئی اور ان ملزمان کو چالان کر کے عدالت میں بھیجا گیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتی ہوں اور اپنی تحریک کو press نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ تحریک کو press نہیں کرتیں اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 289 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ انہوں نے in writing بھیجا ہے کہ انہوں نے کہیں پر جانا ہے تو اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 293/2008 جناب طاہر احمد سندھو صاحب کی ہے، یہ بھی move ہو چکی ہے اور اس کا جواب pending تھا۔ کیا طاہر محمود سندھو موجود ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں

رکھتے۔اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 339/2008 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔

اوکاڑہ تحصیل دیپالپور میں عمر سکھالا دھو کا سے اٹاری تک سڑک کی پندرہ سال سے تعمیر مؤخر

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار میں یہ رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور میں عمر سکھالا دھو کا سے اٹاری تک سڑک کی تقریباً پندرہ سال پہلے تعمیر شروع کی گئی۔بوقت assessment زمینداروں کے رقبہ اور فصلوں کا بھی نقصان کیا گیا سڑک کی تعمیر کی غرض سے مٹی ڈال دی گئی اور پتھر بھی کچھ حصے پر ڈال دیا گیا لیکن تقریباً پندرہ سال گزرنے کے باوجود یہ سڑک ابھی تک نامکمل ہے اور کام بھی بند ہو چکا ہے۔اس سڑک کی حالت اس قدر خراب ہے کہ وہاں سے گاڑی تو کیا پیدل آدمی کا بھی گزرنا دشوار ہے۔متعلقہ سڑک کے گردونواح میں واقع چھوٹے چھوٹے دیہات کے لوگوں کو اشیاء خوردنی کے حصول کے لئے مذکورہ سڑک کو استعمال کرتے ہوئے روزانہ شہر جانا پڑتا ہے اور منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنا پڑتا ہے۔ سڑک کے نامکمل ہونے کی وجہ سے علاقے کے عوام میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: متعلقہ وزیر موصوف اس کا جواب دیں گے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): مذکورہ سڑک جس کی منظوری حکومت پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات 3-8-1995 کو دی۔اس کی تعمیر پر 58 لاکھ 34 ہزار روپے خرچ ہونے تھے۔اس کی لمبائی 6.40 کلو میٹر دی گئی اور فنڈز جو اس وقت جاری کئے گئے وہ صرف اور صرف 4 لاکھ 62 ہزار دیئے گئے اور جو ٹھیکہ تھا وہ تقریباً 60 لاکھ 62 ہزار 629 روپے کا تھا اور جب یہ فنڈز مہیا کئے گئے تو صرف چار لاکھ دیئے گئے تھے۔اس کے

بعد نہ تو اس کے لئے دوبارہ فنڈز جاری کئے گئے بلکہ unfunded scheme میں یہ شامل کر دی گئی اور جس طرح محترمہ فرما رہی ہیں کہ پندرہ سال کا عرصہ بھی گزر چکا ہے۔اس کے بعد یہ جو system change ہوا تو اس میں 14-8-2001 میں یہ سڑک ضلعی حکومت کے پاس چلی گئی جو کہ ضلع اوکاڑہ میں ہے۔اس کے بعد اب اس کی ترجیحات بدل چکی ہیں۔اب جو بھی معاملہ ہے ضلعی حکومت کے پاس ہے اگر انہوں نے اس کو pursue کرنا ہے تو ضلعی حکومت سے رابطہ کر سکتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ اس پر کچھ کہنا چاہیں گی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس میں پھر کون کام کرے گا اگر ہماری حکومت اس میں کچھ نہیں کر سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سڑک اب کس کے under ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اوکاڑہ کے under ہے، وہی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر اب یہی ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس move کیا جائے، وہی اب اس سڑک کو تعمیر کر سکتے ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پھر اس کا طریق کار کیا ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: طریق کار تو یہ ہے کہ application move ہوگی۔یہ سڑک واقعی اگر پندرہ سال سے pending ہے تو اس وقت اس کی صحیح صورتحال کیا ہے، یہ بن رہی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب یہ نہیں بن رہی اور میں نے پہلے بھی یہ وضاحت کی ہے کہ 60 لاکھ روپے کا ٹھیکہ ہوا تھا لیکن اس وقت یعنی پندرہ سال پیشتر 4 لاکھ 62 ہزار روپے ٹھیکیدار کو ملا تھا۔اس نے اتنا کام کیا۔پھر اس کے بعد جب دوبارہ بجٹ آیا تو اس میں بھی اس کو unfunded scheme میں ڈال دیا گیا جس کی وجہ سے اس کا کام ختم ہو چکا ہے۔اب اس کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تحت convert کر دیا گیا ہے۔اب اگر یہ pursue کر سکتی ہیں تو میرا خیال ہے کہ مناسب یہ ہوگا کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ رابطہ کریں اور وہاں پر اس کو بنوانے کی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے رابطہ کر کے اس کو بنوانا پڑے گا کیونکہ یہ ان کے purview میں آتی ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .It is not pressed بہت شکریہ۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 340/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے ریٹائرڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر مکان کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے پانچ سے سات مرلہ گھر پر تقریباً اٹھارہ لاکھ روپے جمع کروانے کے لئے ریٹائرڈ ملازمین کو نوٹس بھجوا دیئے۔ تفصیل یوں ہے کہ حکومت پنجاب کی ریٹائرمنٹ پر سرکاری ملازم کو گھر دینے کی سکیم میں لاکھوں سرکاری ملازمین اس فاؤنڈیشن کے ممبر ہیں جن کی ماہوار 500 سے 900 روپے قسط کی کٹوتی ہو رہی ہے۔ جو پچیس سال ملازمت کرنے والے کی کم از کم ڈیڑھ لاکھ اور زیادہ سے زیادہ دو لاکھ ستر روپے کٹوتی ہے۔ بقیہ 17 سے 18 لاکھ روپے وہ کہاں سے جمع کروائے گا جبکہ ایک ملازم کو بوقت ریٹائرمنٹ تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے سے 5 لاکھ روپے ملتے ہیں۔ بقیہ رقم یا تو وہ قرضہ لے کر فاؤنڈیشن کو دے کر گھر لے سکتا ہے یا وہ پھر اپنی جمع شدہ رقم واپس لے سکتا ہے۔ اگر ملازم بنک سے قرضہ لیتا ہے تو اس پر اسے سود ادا کرنا پڑے گا۔ اس طرح ملازم بعد از ریٹائرمنٹ بھی اپنے گھر کا خواب پورا نہیں کر سکتا ہے۔ حکومت کو اس سکیم پر غور کرنا چاہئے۔ اس منصوبہ پر ملازم کو اپنا گھر دینے کا وعدہ اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد کمیوٹیشن کو مدنظر رکھ کر کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنا گھر خرید سکے یا بنک سے بلا سود قرضہ جاری کروایا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جس مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے اس میں کافی تفصیل درکار ہے اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ چونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! کب تک pending کیا جاتا ہے کیونکہ عوامی issue ہے اور گھر کا issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Pending کرنے کا مطلب ہے کہ جیسے ہی اس کا جواب آئے جو کہ اسی session کے اندر آ جائے گا۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 341/08۔ سردار خالد سلیم بھٹی، ملک نوشیر خان لنگڑیال!

نارووال تالاہور، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کی سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے نارووال کے عوام کو تلاش معاش میں مشکلات کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع نارووال ایک سرحدی ضلع ہے جس کے تین اطراف بھارت سے ملحقہ سرحد اور صرف ایک طرف راستہ ہے۔ سرحدی ضلع ہونے کی وجہ سے وہاں پر industries اور دوسری کاروباری سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لوگ تلاش معاش کی خاطر لاہور، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کی طرف سفر کرتے ہیں اور سفر ہی حصول معاش کا واحد ذریعہ ہے۔ نارووال تالاہور، نارووال تا گوجرانوالہ اور نارووال تا سیالکوٹ ٹوٹی پھوٹی سڑکیں ہیں۔ ناقص سڑکوں کی وجہ سے ایک گھنٹے کا سفر چار گھنٹوں میں طے ہوتا ہے جس سے نہ صرف لوگوں کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے بلکہ حصول معاش میں شدید دشواری کا سامنا ہے۔ ناقص سڑکیں اور دیگر سفری سہولیات کی عدم دستیابی لوگوں کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ کر رہی ہے کیونکہ سفر کرنا وہاں کے لوگوں کی مجبوری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ضلع نارووال کی جن سڑکوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں نارووال تا لاہور، نارروال تا گوجرانوالہ اور نارووال تا سیالکوٹ کی سڑکیں شامل ہیں۔ یہ تینوں سڑکیں پراونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ اور پراونشل ہائی وے ڈویژن گوجرانوالہ کی مشترکہ تحویل میں ہیں۔ ان تینوں سڑکوں کی مجموعی صورتحال درج ذیل ہے۔

1۔ نارووال تا لاہور روڈ: یہ سڑک نارووال تا مرید کے پراونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ کی تحویل میں ہے جس پر مسلسل patch work کیا جاتا ہے اور اس کو محکمانہ لیبر کے ذریعے اچھی حالت میں رکھا جا رہا ہے۔

2۔ نارووال تا گوجرانوالہ روڈ: نارووال تا گوجرانوالہ روڈ براستہ پسرور سڑک بہت پرانی ہے جس کا بیشتر حصہ پراونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ میں جبکہ بقایا پراونشل ہائی وے ڈویژن گوجرانوالہ میں ہے۔ تاہم اس سڑک پر پڑنے والے گڑھے بند کر دیئے گئے ہیں جب کہ اڈوں اور آبادیوں میں سے گزرنے والے حصوں پر خصوصی مرمت کے ذریعے بہتری لائی جا سکتی ہے جس کے لئے تخمینہ جات تیار کر لئے گئے اور نئے مالی سال میں فنڈز حاصل ہوتے ہی یہ کام کروا لئے جائیں گے جس سے اس سڑک کی حالت بہتر ہو جائے گی۔

3۔ نارووال تا سیالکوٹ روڈ: یہ سڑک سیالکوٹ تا پسرور 30 فٹ چوڑائی میں تعمیر کی گئی اور carpeted ہے۔ اس کی حالت اچھی ہے۔ پسرور تک قلعہ احمد آباد بھی بہتر حالت میں ہے اور کوشش کی جا رہی ہے کہ اس کی حالت مزید بہتر بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ Not pressed. اب تحریک التوائے کار 342/08 سردار خالد سلیم بھٹی، ملک نوشیر خان لنگڑیال!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ابھی میں نے جو تحریک پیش کی ہے وہی same ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: same ہے۔ ٹھیک ہے جی، .Not pressed اب تحریک التوائے کار 343/08۔ شیخ علاؤالدین کی ہے۔ ان کی application آئی ہوئی ہے کہ آج وہ آ نہیں سکتے اس لئے pending کی جاتی ہے۔ اسی طرح 344/08۔ بھی شیخ علاؤالدین کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ 345/08۔ بھی شیخ علاؤالدین کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ 347/08۔ بھی شیخ علاؤالدین کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ 349/08۔ بھی شیخ علاؤالدین کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ 350/08۔ بھی شیخ علاؤالدین کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ 351/08۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

شیخوپورہ، پولیس قتل کے بااثر ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موقر اخبار میں یہ رپورٹ کیا گیا ہے کہ شیخوپورہ میں پولیس نے ایک نوجوان کے قاتل کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا۔ تفصیل یوں ہے کہ نواحی گاؤں خیرپور ملیاں میں چند مسلح افراد نے ایک بے گناہ شخص کو اس بنا پر قتل کر دیا کہ اس نے پولیس کو مخبری کی ہے۔ حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ مقتول کے ورثاء نے مقامی تھانہ میں رپورٹ درج کروائی لیکن پولیس تاحال بااثر ملزموں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے جس سے صوبہ بھر میں امن وعامہ کی صورتحال بگڑ رہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک نمبر 351 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا ہے 351 سے 354 ,353 ,352 اور آگے یہ 366 ,365 ,364 تک جاتا ہے تو ان کی طرف سے یہ تقریباً 20 کے برابر تحاریک التوائے کار ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ان میں سے جن کا جواب موصول ہو چکا ہے ان کو یہ take up کر لیں

اور باقی آپ pending فرمادیں۔ ان میں سے 363 کا جواب موصول ہو چکا ہے اور 366 کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ ان میں سے یہ جو مناسب سمجھتی ہیں اس کو take up کر لیں باقی کو pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 351 ہاؤس میں پیش ہوئی ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ! آپ تحریک التوائے کار نمبر 363 پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھی اس بات کا نوٹس لینا چاہیے کہ 20/20 تحاریک ایک ہی سیریل میں ایک ہی رکن کی نہ ہوں۔ اس میں تھوڑا بہت دوسرے اراکین کی تحاریک کو بھی جگہ ملنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تحریک التوئے کار نمبر 363 پڑھیں۔

جولائی 2007 سے جنرل کیڈر کے ملازمین کو ملنے والے مالی فوائد اور اضافی ترقی سے وفات پانے والے اور ریٹائر ہونے والے ملازمین محروم

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے یکم جولائی 2007 کو صوبائی ملازمین کے جنرل کیڈر (اسسٹنٹ، سینئر کلرک اور جونیئر کلرک) کے سکیل اپ گریڈ کر دیئے تھے اور ایک دوسرے حکمنامہ کے ذریعے ایک اضافی ترقی یکم ستمبر 2007 سے دی گئی تاکہ ان کی حق تلفی نہ ہو، تاکہ ان کو ریلیف مل سکے لیکن یکم جولائی سے 31۔اگست 2007 کے دوران وفات پانے والے ریٹائر ہونے والے اور یکم جولائی سے قبل ترقی پا جانے والے ملازمین سپیشل ترقی جو کہ یکم ستمبر 2007 سے لاگو ہوئی تھی اس سے محروم رہ گئے۔ یہ کہ جن کو اس سپیشل ترقی نہ ملنے سے عمر بھر نقصان ہوتا رہے گا جبکہ انھوں نے سابقہ سکیلوں میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ اس ضمن میں یہ معاملہ یکم جولائی 2007 سے 31۔اگست 2007 کے دوران بالخصوص ترقی پا جانے والے ملازمین اور ریٹائر ہونے والے

ملازمین کو ایک اضافی سپیشل انکریمنٹ دے کر یہ فرق دور کیا جا سکتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی policy کی پیروی کرتے ہوئے یکم جولائی 2007 سے clerical cadre بشمول اسسٹنٹ، ہیڈ کلرک، سینئر کلرک اور جونیئر کلرک کے سکیل اپ گریڈ کئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سکیل 1 سے 4 تک کے ملازمین کو اگلا سکیل دیا گیا ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ ان تمام ملازمین کو جن کے سکیل اپ گریڈ کئے گئے تھے ان کو صوبائی حکومت نے اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اضافی ترقی یکم ستمبر 2007 سے دی۔ حکومت کی مروجہ policy کے مطابق مالی فوائد ہمیشہ notification کے تاریخ اجراء کے مطابق ہی دیئے جاتے ہیں تاہم اگر اضافی ترقی کا اطلاق ان تمام ملازمین پر یکم جولائی 2007 سے کیا جائے تو صرف دو ماہ کے قلیل عرصہ کے لئے 189.04 ملین روپے کے اضافی اخراجات آئیں گے۔ حکومت پنجاب نے حال ہی میں یکم جولائی 2008 سے تمام ملازمین کے pay scale revise کئے ہیں۔ جس کے باعث تقریباً 23۔ ارب روپے کے اضافی اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔ صوبائی حکومت مزید اخراجات برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ لہذا حکومت اس تحریک کی حمایت نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کا کافی مناسب جواب آگیا ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ ملازمین اور ریٹائرڈ ملازمین کی بات ہو رہی ہے۔ اگر اس کے لئے حکومت کچھ کر سکتی ہے تو اس کے متعلق ضرور سوچے۔ ہر کام ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ جمہوریت ہے اور جمہوریت میں ہر کام کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ وہ بزرگ ہیں۔ آپ ان لوگوں کے بارے میں سوچیں کیونکہ ہم نے ہی ان کے بارے میں سوچنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے محترمہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ حکومت ریٹائرڈ ملازمین کے پنشن کے کیسوں پر غور کر

رہی ہے۔اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے اور آنے والے وقت میں مہنگائی اور دیگر مالی مشکلات کے پیش نظر ان کی پنشن میں اضافہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ جواب سے مطمئن ہیں اور اسے press نہیں کرتیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو disposed of کیا جاتا ہے۔اب محترمہ زوبیہ رباب ملک اپنی تحریک التوائے کار نمبر 364 پڑھیں۔

گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر لاہور کی ٹینکی میں گندا پانی آنے سے رہائشی موذی امراض میں مبتلا

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر میں پانی کی ٹینکی چالو نہیں کی جا رہی جس کے باعث کوارٹروں میں گندہ پانی آ رہا ہے۔ گندا پانی پینے سے مکین موذی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اہلکاران نے "پانی" کی لیبارٹری ٹیسٹ رپورٹ بھی جعلی بنوائی ہے۔ جس کو اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کر کے "پانی اچھا" ہونے کی یقین دہانی پیش کرتا ہے جبکہ صورتحال اس کے برعکس، اہلکاران نے اعلیٰ حکام کے کسی بھی سخت نوٹس لینے کے باعث یہ رپورٹ اپنے دفاع کے لئے بنوائی ہے جو اعلیٰ حکام کو پیش کر کے صفائی دے دیتا ہے۔ انسان کے لئے پینے کا صاف پانی بنیادی جز ہے۔ اگر سرکاری رہائش گاہوں میں صاف پانی میسر ہو گا۔ چوبرجی کوارٹرز کے مکینوں کا یہ دیرینہ مطالبہ ہے کہ اسے فوری طور پر حل کرنا بے حد ضروری ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہ تحریک پہلے بھی پیش کی گئی تھی اور اس کا جواب دیا گیا تھا کہ اس کو ایک ماہ کے بعد کھول دیا جائے گا۔ اب انھوں نے پھر یہ تحریک پیش کی ہے تو اس وقت صورتحال یہ ہے کہ موجودہ ٹینکی سے جو پانی سپلائی کیا جا رہا ہے اس کی

quality تسلی بخش ہے اس کی رپورٹ بھی میرے پاس موجود ہے۔ وہاں پر نئی ٹینکی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور نئی ٹینکی سے مکینوں کو صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس سے پیشتر بھی یہ تحریک پچھلے ماہ آئی تھی۔ اس وقت یہ ٹینکی مکمل نہیں تھی۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ چار سے چھ ہفتوں میں ٹینکی مکمل ہو جائے گی۔ وہ مکمل ہو گئی ہے اور اس سے پانی سپلائی کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت نئی ٹینکی سے پانی دیا جا رہا ہے۔ کیا محترمہ! آپ مطمئن ہیں؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، میں مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ زوبیہ رباب ملک اس تحریک کو press نہیں کرتیں اس لئے اس تحریک کو disposed of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

اسمبلی کے درجہ چہارم کے ملازمین کے کوارٹر مسمار کرنے سے انہیں رہائشی مسائل کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ ابھی تحاریک التواء پیش کی گئیں جن میں چوبرجی کوارٹروں کا مسئلہ بھی سامنے آیا اور لوگوں کی ضروریات اور ان کو تحفظ دینے کی بات ہوئی۔ ہم سب اس ہاؤس میں شاید اسی لئے جمع ہیں کہ لوگوں کو بہتر مستقبل اور بہتر زندگی فراہم کی جائے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ آپ اس بات کو سنجیدگی سے لیں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہو گی اگر درجہ چہارم کے ہمارے غریب ملازمین جو کہ اسمبلی کے ملازمین ہیں۔ ان کا جو ایک ایک مرلے کا کوارٹر ہے وہ اس کی طرف نظر لگائے بیٹھے ہیں جو کہ ان سے چھینا جا رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ وہ اس وقت کیا کریں۔ ان کو کچھ بھی clear نہیں ہے کہ وہ اپنے ان کوارٹروں سے نکل کر کہاں جائیں گے؟ ان کو متبادل جگہ فراہم کی جائے جیسا کہ سیکرٹریٹ کے ملازمین کے ساتھ کیا گیا تھا۔

جناب والا! درجہ چہارم کے اسمبلی کے ملازمین کے 7 کوارٹر پیپل ہاؤس میں اور 24 کوارٹر گڑھی شاہو میں ہیں جو مسمار کر دیئے جائیں گے۔ان لوگوں کو اس کے متبادل کوئی جگہ دینے کی ابھی تک کوئی بات نہیں کی گئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ رات بھر سو بھی نہیں پائے ہوں گے کیونکہ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں۔ مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہیے۔ میں اس حوالے سے آپ کو دوبارہ تکلیف دے رہی ہوں کہ ہم یہاں ہاؤس میں موجود ہیں اور کوئی چھت کے بغیر ہو جائے تو میرے خیال میں یہ شدید ناانصافی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل صحیح بات ہے۔ میں اس پر ابھی بات کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جو دو points ہاؤس میں آئے ہیں میں انہیں یہاں discuss کرنا چاہتی ہوں۔ایک یہاں پر درجہ چہارم کی بات ہوئی ہے اس کو ہاؤس کمیٹی نے take up کیا تھا اور اس کی تعمیر تین منزل بلڈنگ کے حساب سے دو کمروں پر مشتمل accommodation کی بات ہوئی تھی۔اب یہ انتہائی dangerous declare ہو چکے ہیں اور ان ملازمین کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ اب اس میں نہ رہیں اور ان کو کسی اور جگہ شفٹ کر دیں۔ پہلے ان کو گڑھی شاہو کوارٹرز میں شفٹ کیا جائے گا اور اس کے بعد وہاں پر تعمیر ہو گی، یہ ہاؤس کمیٹی میں already take up ہو چکا ہے۔ دوسری بات سکیورٹی کے حوالے سے میرے بھائی نے یہاں کی تھی کہ ان کے بھائی کے قاتل دروازے پر آ گئے تھے۔ یہ بھی ہاؤس کمیٹی میں take up ہوا تھا اور چار دیواری اس ہاسٹل کے premises کی access کی گئی تھی اور اس کے لئے فنڈز sanction بھی ہو گئے تھے۔اس کے علاوہ اس کی security grills اور کیمرے تھے وہ بھی sanctioned ہو چکے ہیں۔ میری درخواست ہو گی کہ ان دونوں چیزوں کو ہاؤس کمیٹی میں refer کر دیا جائے خصوصاً سکیورٹی کو اہمیت دی جائے۔ میں ان سے agree کرتی ہوں کہ ہاسٹل secure نہیں تھا لیکن اب اس کی sanctions ہو چکی ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں اور اس کی بھرپور سفارش بھی کروں گی کہ اس کو priorities پر کریں کیونکہ اس کے پیسے بھی sanction ہیں، صرف expedite کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک بات ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! درجہ چہارم کے ملازمین موجودہ حالات میں کن حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں یہ جاننے کے لئے kindly یا تو آپ خود دلچسپی لیتے ہوئے ان کے لئے ٹائم نکالیں اور انہیں خود سنیں یا کمیٹی بنا کر ان کو سنا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ کا بالکل valid point ہے اور اس پر انشاء اللہ دیکھ کر ہم اس پر بات کرتے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے فرمایا ہے کہ already یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کے پاس جا چکا ہوا ہے تو اس کو بھی میں ہاؤس کمیٹی کے پاس دوبارہ refer کرتا ہوں۔ ہاؤس کمیٹی اس کو فوری طور پر دیکھ کر ہاؤس کو رپورٹ دے گی۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قوانین (جو پیش ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

Minister for Law may lay the Punjab Examination Commission Ordinance, 2008.

ہنگامی قانون ایگزامینیشن کمیشن پنجاب مجریہ 2008

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to lay the Punjab Examination Commission Ordinance, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Examination Commission Ordinance, 2008 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduce in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the already functioning Special Committee with the direction to submit its report up to 1st October 2008.

کورم کی نشاندہی

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس کو according to rules چلانا چاہتے ہیں اور اس میں ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم rules کو follow کریں۔ جہاں کورم کی نشاندہی ہوتی ہے تو اس حوالے سے rules یہ کہتے ہیں کہ ہاؤس کے اندر ممبران کی گنتی ہونی چاہئے۔ سب سے پہلے تو مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ جس معزز ممبر نے کورم کی نشاندہی کی تھی وہ خود نشاندہی کرکے ہاؤس میں موجود نہیں رہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ جب گنتی کی گئی ہے تو اس میں کورم پورا پایا گیا ہے۔ میری معزز ممبران اور خاص طور پر opposition سے یہ گزارش ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اور اس ہاؤس کی functioning کے اندر kindly تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ جہاں پر بھی کوئی positive بات ہوگی اس کو ہم بالکل follow کریں گے لیکن اس طرح ہاؤس کی working کو ہمیں خراب نہیں کرنا چاہئے۔

Minister for Law may lay the Ali Institute of Education Lahore Ordinance, 2008.

سرکاری کارروائی

(---جاری)

ہنگامی قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2008

MINISTER FOR LAW: Sir, I move to lay the Ali Institute of Education Lahore Ordinance, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Ali Institute of Education Lahore Ordinance, 2008 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduce in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the already functioning Special Committee with the direction to submit its report up to 1st October 2008.

ہنگامی قانون (ترمیم) مینٹیننس آف پبلک آرڈر پنجاب مجریہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Minister for Law may lay the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Ordinance 2008.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Now Minister for Law may lay the Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Ordinance 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Maintenance of Public Order (Amendment) Ordinance 2008 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduce in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the already functioning Special Committee with the direction to submit its report up to 1st October 2008.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا تو مکمل ہو گیا ہے لیکن میں اپنے محترم لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ ہم اس ہاؤس کو انشاء اللہ تعالیٰ جمہوری روایات کے مطابق چلائیں گے اور Maintenance of Public Order ہی رہنا چاہئے، Maintenance of Public Order جو ہے یہ Political Order نہیں بننا چاہئے۔ اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 7۔اگست 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

111

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7۔اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات آبپاشی و قوت برقی اور اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

مورخہ 6۔اگست 2008 کی فہرست کارروائی سے باقی ماندہ

کارروائی،

اگر کوئی ہو۔

5۔ مسودات قانون (جو زیر غور لائے جائیں گے)

1۔ مسودہ قانون (تنسیخ) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 2008

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2008

113

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

جمعرات، 7۔اگست 2008

(یوم الخمیس،4۔شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 37 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ o وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى هِىَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٌ كَأَنَّهُۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌ o وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ o

سورۃ حم السجدۃ: آیات 33تا35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں o اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے o اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں o

وماعلینا الاالبلاغ o

جناب سپیکر: جی، نعت رسول مقبول ﷺ کے لئے تشریف لائیں۔

نعت رسول مقبول ﷺ جناب خادم حسین فریدی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

خُدا بھیجتا ہے سلام اللہ اللہ
یہ میرے نبی کا مقام اللہ اللہ
مقرب فرشتے قدم آ کے چومیں
کھڑے قُدسی بن کے غلام اللہ اللہ
نہیں کوئی ثانی ، نہیں کوئی سایہ
گواہ ہے خُدا کا کلام اللہ اللہ
یہ میرے نبی کا مقام اللہ اللہ

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر

تعزیت
محترمہ نسیم ناصر خواجہ ایم۔پی۔اے کے بھائی
خواجہ عبدالحئ کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ ہماری ایک ایم۔پی۔اے محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ ہیں ان کے بڑے بھائی خواجہ عبدالحئ صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر قاری نور محمد نے محترمہ نسیم ناصر خواجہ
کے بڑے بھائی کے لئے فاتحہ خوانی کروائی)

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کا بروقت انعقاد

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے بھی دو دفعہ اس ایوان کے floor پر یہ بات ریکارڈ کروائی تھی کہ خُدارا! ٹائم کی پابندی کی جائے یا تو آپ ایسے کر لیں کہ اگر دو گھنٹے late کرنا ہے تو ہمیں دو گھنٹے late کا ٹائم دے دیا کریں کیونکہ ہم بہت دور سے سفر کر کے سارے دوست آتے ہیں۔ ہم یہاں پر 10 بجے بیٹھے ہوتے ہیں اور اجلاس جو ہے آج بھی آپ دیکھ لیں کہ ڈیڑھ گھنٹہ late ہوا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں آپ دو گھنٹے، اڑھائی گھنٹے late ٹائم دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔ میں ہاؤس کے تمام ممبران سے اپیل کروں گا کہ ٹائم کا خیال رکھا جائے۔ میں آپ کا بہت خیال رکھتا ہوں لیکن آپ کو بھی میرا خیال کرنا چاہیے اور اس ہاؤس کے تقدس کا بھی خیال کرنا چاہیے۔ آج کے اخبارات کے تراشے اگر آپ کے پاس پہنچے ہوں تو یقین جانیے کہ وہ آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی کوئی اچھا پیغام نہیں ہے۔ اگر آپ تمام حضرات مل کر دونوں اطراف سے ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھیں گے تو یقیناً عوام کے دلوں میں آپ کا image بڑھے گا۔ آپ اپنے صوبے کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں تشریف فرما ہیں تو پنجاب کا اور پاکستان کا ہر شخص آپ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اسمبلی میں بیٹھ کر خدانخواستہ اس طرح کے کلمات، ایک دوسرے کے اوپر کہنا اور لگانا یہ مناسب نہیں ہے۔ میری آپ سے پرزور اپیل ہے کہ ہاؤس کے تقدس کو برقرار رکھیں۔ میں دونوں اطراف کے حضرات سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس میں آپ کی شان ہے، اس میں آپ کی جمہوریت کی شان ہے، اس میں آپ کے پاکستان کی شان ہے، اس میں آپ کے پنجاب کی شان ہے۔ یہ الفاظ میں نے آپ کو خصوصی طور پر کہنے کے لئے آپ کا وقت لیا۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جب ایک صاحب کوئی بات کر رہے ہوں تو ان کی بات کو سُنا جائے اور اس کا جواب مناسب طریقے سے دیا جائے۔ یہ نہیں کہ irrelevant بات شروع کی جائے اور پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ rules کی بھی خلاف ورزی ہے اور آپ کو ہاؤس کے تقدس کا بھی بڑا خیال رکھنا چاہیے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

دوسری بات میں ایک اور کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ حضرات پنجاب کا monogram لگا کر اپنی گاڑیوں پر چلتے ہیں اور وہ پھر کیمرے کی نظر میں آتا ہے اس پر ایم۔پی۔اے لکھا ہوتا ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی نمبر پلیٹ اپنی کاروں پر ضرور لگائیں۔ جس طرح سے آپ کو ہدایت ہے یا آپ کا جو اختیار ہے اس حد تک آپ اس کو استعمال کریں اور اس قسم کی حرکات سے ہاؤس کا تقدس پامال ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ نے اپنی عزت کو خود بنانا ہے۔ آپ ماشاء اللہ لاکھوں کے نمائندے ہیں اور آپ کا احترام، آپ کی عزت ہر سرکاری ملازم پر لازم ہے اور آپ کو بھی اپنی عزت کا خود خیال کرنا چاہیے۔ میرے بھائیو! ایک بات میں اور آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کی safety کے لئے ہے کہ ہمارے یہاں کے جو سکیورٹی والے ہیں انہوں نے آپ کے لئے passes بنائے ہیں، آپ کے فائدے کے لئے بنائے ہیں۔ اگر یہاں آنے تک آپ محسوس نہ کریں تو وہ کارڈز اگر آپ یہاں تک لگا کر آ جائیں تو میرا خیال ہے کہ آپ کی سکیورٹی اور آپ کے فائدے میں ہے، اگر آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں، نہیں مناسب سمجھتے تو بھائی مجھے تو اس بات پر اعتراض نہیں ہے لیکن میں آپ کے فائدے کے لئے گزارش کرنا چاہتا تھا شکریہ۔ جی، بسرا صاحب!

اجلاس کا انعقاد صبح کی بجائے شام کو کرنے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے یہ بات پہلے بھی کہی تھی کہ جن دنوں میں اجلاس ہو رہا ہو جیسا کہ نیشنل اسمبلی میں جو اجلاس ہے وہ شام کے وقت ہوتا ہے۔ آپ اپنے تجربے کی بنیاد پر ہماری بات کو خوبصورت انداز میں ادھر ادھر کر دیتے ہیں، یہ بات میں نے پہلے بھی کہی ہے کہ آپ کے پاس جتنے بھی منسٹر ہیں، آپ ہیں، آپ کے پاس سٹاف اور عملہ بھی ہے، آپ کے ٹیلی فون پر سارے کام ہوتے ہیں، ہم لوگوں نے تمام offices میں خود جانا ہوتا ہے، دور دراز علاقوں سے ہم لوگ آتے ہیں، میرا تعلق جیسے بہاولنگر سے ہے اس طرح میرے کوئی بھائی راجن پور سے ہیں، ہم لوگوں نے تمام سیکرٹری صاحبان کے آفس میں اور دوسرے آفس میں خود جانا ہوتا ہے۔ پہلے یہ request کی تھی کہ جن دنوں میں اجلاس ہو 2 بجے کے بعد کا ٹائم طے کر لیں جیسے آصف موہل صاحب نے فرمایا ہے اس سے تمام مسائل بھی حل ہو جائیں گے، جب ہم لوگ ادھر آئیں گے تو میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی easy ہو جائے گا کیونکہ بے شک آپ کے پاس سٹاف بھی موجود ہے، سارا کچھ

موجود ہے تو اس working hours میں تمام سیکرٹری صاحبان اور تمام officials اپنے کمروں میں موجود ہوتے ہیں اس طرح ہمارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا تو میری آخر میں یہی گزارش ہے کہ تجربے کی بنیاد پر بات کو مت ٹالئے گا۔اس پر final رولنگ دے دیں تاکہ ہمارا مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس سیشن کے مطابق تو اس کو چلنے دیں، آئندہ سیشن کے لئے ہم بیٹھیں گے اور لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھیں گے تو پھر اس کا کوئی ہم اچھا حل نکالیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس بات کی تائید کرنا چاہوں گا۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے یہ point ایوان کے سامنے take up کیا ہے۔ ایک گاڑی پر ایم۔پی۔اے کی نمبر پلیٹ لگانے سے عزت نہیں ملتی، عزت ہمیں اس صوبہ کی عوام سے اس وقت ملے گی جب ہم ان کے مسائل حل کرا سکیں گے اور یہاں پر نعرہ بازی اور فش مارکیٹ کا ماحول بنانے سے ہم اپنے آپ کو پتا نہیں کس طرح project کرنا چاہتے ہیں کہ عوام کے سامنے بھی ہمارا وقار کم ہونا شروع ہو گیا ہے۔ آپ نے جو باتیں کی ہیں میں ان کی تائید کرتا ہوں اور اپوزیشن کے طور پر ہم اپنا مثبت role ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کریں گے اور کوشش یہی کریں گے کہ اگر آپ جمہوریت کی طرف ایک قدم بڑھائیں گے تو ہم دس قدم بڑھانے کو تیار ہیں، بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بھائی ہراج صاحب جب ان نشستوں پر بیٹھے تھے، میں یہ تنقید برائے تنقید نہیں کرنا چاہتا، ہماری قوم کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہو گیا ہے کہ ہم میں اب وہ ضمیر ہمارے اس وقت جاگتے ہیں جب ہم اس side پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہمارے ضمیر اس وقت کیوں نہیں جاگتے جب ہم اس side پر بیٹھے ہوتے ہیں؟ یہ تو نمبر پلیٹوں کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ضمیر سب کے جاگے ہوئے ہیں۔ ضمیر سب کے جاگ رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو صرف نمبر پلیٹوں کی بات کرتے ہیں، ان کے دور میں تو ان کے جو کونسلر تھے ان لوگوں نے اپنے موٹر سائیکلوں پر کونسلر کی پھٹیاں لگائی ہوئی تھیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی بات مان لی، اگر خدانخواستہ انہوں نے غلط کیا ہے تو کیا آپ بھی غلط کریں گے؟ نہیں کرنا چاہیے۔ شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

وزیر جیل خانہ جات تحفظ ماحولیات اور ترقی سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بس میں آدھا منٹ لوں گا۔ میرے بھائی نے ضمیر کی بات کی ہے تو آج کی جو چودھری پرویز الٰہی صاحب کی statement ہے کہ ہم پرویز مشرف کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی ان کا ضمیر مردہ ہے، ان کا ضمیر نہیں جاگا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، چودھری صاحب! آپ کے پاس بے شمار ٹی وی چینلز ہیں اور اخبارات ہیں تو آپ ان پر جا کر یہ ساری باتیں کریں، اسمبلی میں ہمیں قواعد وضوابط کے مطابق چلنا چاہیے۔ بس آپ تشریف رکھیں! میں نے بات کر دی ہے بہت مہربانی۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد طارق امین!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی لکھ کر دیا تھا کہ subsidy جو ڈی۔اے۔پی پر دی گئی ہے وہ عملاً زمیندار تک نہیں پہنچی۔ زمیندار نے ڈی۔اے۔پی اس subsidy سے پہلے بھی 3200 میں لی اور بعد میں بھی 3200 میں لی۔ اب یوریا کھاد بلیک ہو رہی ہے اور openly بلیک ہو رہی ہے۔ یہ زمیندار کا استحصال ہو رہا ہے، جس وقت گندم purchase کی گئی تھی، جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ زمینداروں کی بھڑولیوں سے گندم نکال لی گئی تھی، آج کھاد available نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بھائی! جب آپ کو ان باتوں کو کرنے کا موقع ملے گا تو آپ اس وقت ضرور کیجئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات سنتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جیسا کہ گاڑیوں کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اس میں ہراج صاحب نے کہا کہ ہمارا رویہ مدبرانہ ہونا چاہیے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے اس کے لئے میں ان کی بات کو second کرتے ہوئے اپنا ایک ذاتی کل کا تجربہ بتانا چاہوں گی کہ کل صبح 11 بجے جب میں اسمبلی میں آئی ہوں تو اکا دکا گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں تو میں نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی یہاں پر پارک کر دی جائے، میں اسمبلی میں آئی ہوں اور جب میں واپس گئی تو گاڑی وہاں ایم۔پی۔اے ہاسٹل پارک تھی۔ میں نے اسے وہاں سے بلوایا اور میں نے کہا کہ تم نے یہاں کیوں نہیں گاڑی پارک کی تو سکیورٹی والوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی گاڑی 3 بجے اجلاس میں آنی ہے تو اس لئے ادھر گاڑیاں پارک کرنے نہیں دی جا رہی ہیں۔ جناب والا! وزیر صاحب کی گاڑی کا سائز کیا ہے؟ (قہقہے)

جناب افتخار علی خان کھتران المعرف بابر خان: چودھری پرویز الٰہی کی گاڑی کے سائز سے چھوٹا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، بس ٹھیک ہے، شکریہ۔ اب ایجنڈے کے مطابق وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

میری بات پر آپ نے کوئی عمل نہیں کیا جو میں نے پہلے بات کی تھی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشاد احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہیے، تقریر نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ارشاد احمد خان: جناب سپیکر! میرا مختصر سا سوال ہے کہ میرے حلقہ میں بستی گنجی اور بستی لشکر پور جو کافی آبادی کی بستیاں ہیں وہ دریائے چناب میں دریا برد ہو رہی ہیں۔ میں نے اپنے منسٹر راجہ صاحب کو بھی request کی ہے اور آج سیکرٹری irrigation بھی آئے بیٹھے ہیں تو kindly میری request ہے کہ اس پر فوری عمل کیا جائے۔ وہاں پر سپر بند کا انتظام کیا جائے۔ ان لوگوں کو جن لوگوں کے مکانات تباہ ہو رہے ہیں انہیں بچایا جائے مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات (محکمہ جات آبپاشی وقوت برقی اوراوقاف)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔ایجنڈے کے مطابق محکمہ آبپاشی وقوت برقی اوراوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے، آپ سنئے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!یہاں گاڑی کھڑی کرنے پر پابندی لگائی گئی ہے میراخیال ہے کہ رکشا کواجازت دی جائے، ہمارے جیسے لوگوں کورکشا پر آنا پڑتا ہے، گاڑیوں کی بات میں نہیں کرتی، مجھے بھی آپ ایک مونوگرام دیں تاکہ میں رکشا پر لگوالوں۔

جناب سپیکر: چلیں!آپ کی بات سنتے ہیں؟ جی، پیر جمیل شاہ صاحب!سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد جمیل شاہ: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 48 ہے۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں سوالات پڑھے جارہے ہیں پلیز آپ ان کو غور سے سنیں۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!ایہہ چوں چوں کردیاں نیں تے جے اسیں بولئے تے پھر روندیاں نیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: کیاایجنڈے کے مطابق کارروائی نہ کی جائے؟پلیز آپ تشریف رکھیں۔میں نے جمیل شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔اس طرح مناسب نہیں ہے۔بی بی!میں نے بارہا آپ سے کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! مجھے دومنٹ کے لئے ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: کس لئے دو منٹ کا ٹائم دوں؟ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور آپ کی کوئی relevant بات ہے تو پھر میں سننے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر آپ irrelevant ہوئیں تو پھر آپ کا مائیک بھی بند ہو جائے گا۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ذرا ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لینے دیں۔ جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے دو منٹ کا وقت دیا۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو دو منٹ کا وقت نہیں دیا۔ میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سننا ہے۔

محترمہ انبساط حامد: جناب کی بڑی مہربانی کہ آپ نے میرا پوائنٹ آف آرڈر سننے کے لئے مجھے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: میں نے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے کہا ہے اگر relevant ہوا تو آپ کی بات سنوں گا لیکن اگر irrelevant ہوا تو پھر نہیں۔

آوازیں: لوٹی لوٹی۔

MR. SPEAKER: Please, Please, Order in the House, order in the House.

جی، محترمہ! Let us speak.

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں بھی اس ایوان کی رکن ہوں اس لئے مجھے بھی اپنی بات کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔

آوازیں: لوٹی لوٹی۔

محترمہ انبساط حامد: جناب والا! انہوں نے پچھلے پانچ سال بھی یہی کیا ہے، کیا انہیں میرے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پاکستان مسلم لیگ کی ٹکٹ پر یہاں آئی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ۔

محترمہ انبساط حامد: جب یہاں میرے لیڈر کے بارے میں بات ہوتی ہے تو مجھے بھی انہیں defend کرنے کا موقع دیا جائے۔یہ عوام دیکھ رہی ہے کہ کس کا ضمیر زندہ ہے اور کس کا مردہ ہے اور بہتر ہے کہ یہ فیصلہ عوام پر چھوڑیں بجائے اس کے کہ اس august House کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ کا مائیک بند کر دیا جائے۔(قطع کلامیاں)

No cross talk please جی، شاہ صاحب!

جناب محمد جمیل شاہ: جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے اس سوال کا جو جواب آیا ہے میں مکمل طور پر اس سے متفق نہیں ہوں۔انہوں نے مکمل جواب نہیں دیا۔لہذا مجھے اس سوال سے متعلق مکمل جواب چاہیے تاکہ میں اس پر کوئی ضمنی سوال کر سکوں اور پھر اس پر کوئی بات آگے بھی بڑھے گی۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

جناب محمد جمیل شاہ: جی، میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر آبپاشی اس سوال کا جواب دیں گے۔

جناب محمد جمیل شاہ: میرے سوال کا پہلا جز ہے کہ یہ مائنر 16 کروڑ روپے سے بنایا گیا ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وہ ایک طریق کار کے مطابق پہلے اپنے سوال کا نمبر پڑھیں اس کے بعد اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ پوچھیں۔

جناب محمد جمیل شاہ: سوال نمبر 48 ہے۔

ریلی مائنر، ایل۔بی۔ڈی۔سی خانیوال ناقص ڈیزائن،
مالکان اراضی کو ادائیگی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*48: جناب محمد جمیل شاہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریلی مائنر جو کہ ایل بی ڈی سی سے خانیوال کے چکوک 10/25 آر، 10/27 آر کو سیراب کرنے کے لئے 16 کروڑ روپے کی لاگت سے نکالا گیا ہے؟

(ب) یہ مائنر کن کن چکوک کی زمین سیراب کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اس سے کل کتنا رقبہ سیراب ہوتا تھا، نیز اس میں کتنا پانی چھوڑا جاتا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مائنر کا ڈیزائن ٹیکنیکلی درست نہ ہے کیونکہ اس میں پانی کا بہاؤ جنوب سے مشرق کی طرف ہے جب کہ اس کا بہاؤ مغرب سے مشرق کی طرف ہونا چاہئے تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مائنر کے لئے جن کاشتکاروں سے رقبہ حاصل کیا گیا ہے ان کو ابھی تک ادائیگی بھی نہیں ہوئی ہے ؟

(ہ) اس غلط پراجیکٹ کو بنانے کے ذمہ دار سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں ؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مائنر جن چکوک کی زمین سیراب کرنے کے لئے نکالا گیا تھا ان کی زمین بھی سیراب نہ ہو رہی ہے اس میں پانی بہت کم مقدار میں چھوڑا گیا ہے ؟

(ز) کیا حکومت اس مائنر کی غلط ڈیزائننگ کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے اور جن کاشتکاروں سے رقبہ لیا گیا ہے ان کو معاوضہ کی ادائیگی کرنے اور اس میں پانی کی مقدار بڑھانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ 16 کروڑ کی لاگت سے ریلی مائنر نکالا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی نے 2004 میں خانیوال ڈویژن میں مختلف نہروں کی توسیع اور ریماڈلنگ پروگرام کے تحت ریلی مائنر کی توسیع کی جس پر دو کروڑ بیاسی لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(ب) پہلے یہ نہر چکوک ہائے 10/30-آر، 10/29 آر، 10/24 آر، 10/23 آر، 10/32 آر، 10/31 آر اور 10/33 آر کو سیراب کرتی تھی توسیع کے بعد یہ نہر چکوک ہائے 15/78-ایل، 15/88-ایل، 15/72 ایل، 15/73 ایل، 10/42 آر اور 10/42اے آر کو بھی سیراب کرتی ہے۔ اس نہر سے پہلے 16925 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا تھا اور اب اس توسیع کے بعد 34925 ایکڑ رقبہ سیراب ہوگا۔ توسیع کے بعد اس کا ڈسچارج 62 کیوسک سے 135 کیوسک ہو گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے تیکنیکی اعتبار سے اس کا ڈیزائن بالکل صحیح ہے اور پانی کے بہاؤ میں کوئی فنی نقص نہ ہے۔

(د) اس کی توسیع پروگرام کے تحت نہر کے لئے جو رقبہ حاصل کیا گیا اس کی قیمت مبلغ 55 لاکھ 44 ہزار روپیہ بذریعہ چیک ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو جون 2005 کو دے دی گئی تھی، معاوضہ کی ادائیگی کی وضاحت ریونیو ڈیپارٹمنٹ دے سکتا ہے۔

(ہ) تیکنیکی اعتبار سے یہ پراجیکٹ درست ہے تاہم یہ مندرجہ ذیل ملازمین کی تعیناتی کے دوران مکمل ہوا۔

نام آفیسران	گریڈ
1-طارق صدیق کھوکھر، عباس علی نسیم (ایکسیئن)	18
2-چودھری عبدالرشید (سب ڈویژنل آفیسر)	17
3-مہر منظور احمد، فہیم جاوید (سب انجینئر)	17

(و) جن چکوک کے رقبہ کے لئے توسیع کی گئی تھی ان چند رقبہ جات کے مالکان نے اپنی ملکیت کے کاغذات محکمہ کو نہ دیئے ہیں جس کی وجہ سے منظوری پانی کی کارروائی نہ ہو سکی اور اسی لئے پانی کم چھوڑا جا رہا ہے۔تمام رقبہ جات کا پانی منظور ہونے کے بعد نہر میں پانی پورا چھوڑا جائے گا۔

(ز) جواب جزوہائے بالا میں دیا جا چکا ہے۔

جناب محمد جمیل شاہ: کیا یہ درست ہے کہ ریلی مائنر جو کہ ایل ڈی اے خانیوال کے چکوک 10/25 آر 10/27 آر کو سیراب کرنے کے لئے 16 کروڑ روپے کی لاگت سے نکالا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کو نہ پڑھیں بلکہ آپ نے صرف اس کا نمبر ہی بولنا ہے۔آپ ان کے جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

جناب محمد جمیل شاہ: جناب سپیکر! میں مطمئن نہیں ہوں اور میں نے کہا ہے کہ یہ جواب نامکمل ہے۔لہذا میرا یہ سوال اگلے اجلاس تک pending کر دیں تاکہ اس کا مکمل جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو جواب دے لینے دیں اس کے بعد اگر آپ نے کچھ پوچھنا ہے تو ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔اگر آپ کے پاس کوئی اور ضمنی سوال ہے تو ضرور کریں۔

جناب محمد جمیل شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے پورے جواب میں کہا ہے کہ یہ جواب دیا جا چکا ہے، توسیع ہو چکی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ انہوں نے partially جواب دیا ہے لیکن پورے مائنر کے

متعلق جو میرا سوال تھا اس کا جواب نہیں دیا۔لہذا میری استدعا ہے کہ اسے pending کر لیا جائے اور آئندہ مکمل جواب دیا جائے۔میں اس بارے میں وزیر صاحب کو ان کے دفتر میں مل کر brief کر دوں گا اور یہ اس کا جواب منگوا کر مجھے بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مکمل جواب دے دیا ہے۔اگر اس میں کہیں کمی بیشی ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد جمیل شاہ: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ یہ 16 کروڑ روپے کی لاگت سے بنایا گیا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ دو کروڑ روپے سے بنایا گیا ہے۔اب اس کی وضاحت یہ ہے کہ اس ریلی مائنر کی جو توسیع ہوئی ہے اس میں آگے گڑکنا اور ریلی سب مائنر کے نام سے دو سب مائنز نکالے گئے ہیں۔میں نے پوچھا تھا کہ اس کی ڈیزائننگ غلط ہوئی ہے اور یہ کس کے کہنے پر ہوئی ہے لیکن انہوں نے جواب دیا ہے کہ ایک ایکسیئن، ایک ایس۔ڈی۔او اور دو سب انجینئروں نے اس کو ڈیزائن کیا ہے اور اسے مکمل کیا ہے۔میں نے یہ بھی سوال کیا تھا کہ یہ ابھی بند ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ چل رہا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایوان کو صحیح اور مکمل معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔لہذا آپ اسے pending کر کے اس کا مکمل جواب منگوا لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! چاہیے تو یہ تھا کہ معزز ممبر پہلے سوال کرتے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ ان کے سوال پر cross question کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہیں to the point رہنا چاہیے کہ یہ ضمنی سوال ہے اور اس کا جواب دیں لیکن یہ کہنا کہ ڈیزائن غلط ہے، یہ درست نہیں ہے۔ وہ یہ کہیں کہ محکمے نے جو معلومات دی ہیں ان میں سے فلاں فلاں چیز غلط ہے لیکن کوئی specific بات کریں لیکن generalize کر کے اس پر ضمنی سوال کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔لہذا معزز ممبر کو specifically یہ بتانا چاہیے کہ فلاں جز میں جو جواب دیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی، شکریہ

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! کیا آپ اس سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

جناب محمد جمیل شاہ: جناب والا! میں مطمئن نہیں ہوں چونکہ یہ نامکمل جواب ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جس طرح شاہ صاحب کہیں گے میں ان کو مطمئن کر دوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! راجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میں میٹنگ میں شاہ صاحب کو مطمئن کر لوں گا۔

جناب محمد جمیل شاہ: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ آپ پہلے بولتے۔جناب وسیم قادر!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چیمہ صاحب کو موقع دیں۔

جناب سپیکر: ویسے چیمہ صاحب کو خود بھی سوال نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے ضمنی سوال کے لئے نہیں کہا اب تو میں اسے disposed of کر چکا ہوں۔اب وہ معاملہ ختم ہوا آئندہ کوئی ہو گا تو آپ ضرور ضمنی سوال کر لینا۔راجہ صاحب سے پیر صاحب کی جو میٹنگ ہونی ہے آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب میں نے اس وقت ضمنی سوال کیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ نے اس وقت ضمنی سوال نہیں کیا تھا۔ before disposal of this question میں نے آپ کی بات نہیں سنی۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: میں چاہتا ہوں کہ میرے سوال کا جواب ایوان میں آئے۔

جناب سپیکر: اب میں اگلے سوال پر پہنچ گیا ہوں۔آپ کیا کرتے ہیں؟ جو میٹنگ ہو رہی ہے آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ میرے ضمنی سوال کا جواب ایوان میں دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت تو بولے نہیں ہیں۔اب تو میں اس سوال سے آگے چلا گیا ہوں۔آپ کی بات مناسب نہیں ہے۔میں آپ سے کہوں گا کہ آپ اس میٹنگ میں شامل ہو جائیں۔اگر ادھر آپ کا جواب نہ آئے تو پھر مجھے بتا دینا۔جی،جناب وسیم قادر!

جناب وسیم قادر: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 81 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب کوئی معزز رکن سوال پوچھتا ہے اور وہ سوال ہاؤس میں آ جاتا ہے تو پھر وہ ہاؤس کی property بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بے شک۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس لئے اس سوال پر جتنے بھی معزز ممبران ضمنی سوالات کرنا چاہیں انہیں کرنے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے میں اس میں غلط ہوں لیکن میں ان کی یہ ضمنی سوال والی بات نہیں سن پایا اس لئے میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔اگر معزز ممبر مطمئن نہیں ہوں گے تو مجھے بتا دینا میں دوبارہ ان سے بات کروا دوں گا۔ جی، جناب وسیم قادر!

لاہور۔قبرستان دربار شاہ گوہر پیر کی چار دیواری کی تعمیر و مرمت

*81: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دربار شاہ گوہر پیر محمود بوٹی قبرستان کی چار دیواری ٹوٹ پھوٹ چکی ہے، جس کی وجہ سے جانور قبروں پر چلتے رہتے ہیں، جس سے قبروں کا تقدس پامال ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے دور حکومت میں قبرستان کی چار دیواری کی مرمت کے لئے کچھ رقم مختص کی گئی تھی لیکن اس پر عمل نہیں ہوا، کیا حکومت اس رقم سے شاہ گوہر پیر قبرستان کی چار دیواری تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار شاہ گوہر پیر محمود بوٹی کے قبرستان کی چاردیواری کی کل لمبائی 2754 فٹ ہے۔اس کی لمبائی میں سے 1412 فٹ دیوار ٹوٹ چکی ہے جبکہ 1342 فٹ اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ پچھلے دور حکومت میں چاردیواری کی مرمت کے لئے رقم مختص کی گئی البتہ دربار شریف کے گنبد کی نئی سرے سے تعمیر کی گئی چاردیواری کے لئے محکمہ نے اگلے مالی سال میں رقم مختص کی ہے۔بجٹ کی منظوری کے بعد موقعہ پر چاردیواری کی مرمت کا کام کروادیا جائے گا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب دے دیا گیا ہے اگر معزز رکن اس میں کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں میں جواب دے دوں گا۔

جناب وسیم قادر: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ دیوار کب تک بنے گی اور اس کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انشاء اللہ یہ دیوار جلد ہی بنادی جائے گی۔اس کے لئے 10 لاکھ روپے کے فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں اور جلد ہی اس کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! انشاء اللہ سے کیا مراد ہے، دو ماہ یا نوے دن؟ کوئی وقت بتادیں کیونکہ یہ قبرستان کا معاملہ ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): میں سمجھتا ہوں کہ کوئی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔انشاء اللہ دو یا تین ماہ کے اندر اندر ہم اسے بنادیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "بجٹ کی منظوری کے بعد موقعہ پر چاردیواری کی مرمت کا کام کروادیا جائے گا" یہ جواب 2-اگست کو موصول ہوا ہے لہذا

اسے updated شائع ہونا چاہیے تھا۔ یہ بجٹ سے پہلے شائع نہیں ہوا۔ جب جواب ہاؤس میں آئے تو مکمل اور updated ہونا چاہیے۔ وزیر صاحب ہاؤس میں آنے سے پہلے جوابات کو پڑھ لیا کریں اور اگر کوئی چیز out of date ہو تو اسے ہاؤس میں آنے سے پہلے update کر لیا کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 118۔ میں چاہوں گی کہ وزیر آبپاشی صاحب اس کا جواب ہاؤس میں پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کی خواہش ہے کہ آپ جواب پڑھ دیں۔

لاہور شہر سے گزرنے والی نہر میں سیوریج کا گندا پانی ڈالنے کا مسئلہ

*118: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر سے گزرنے والی نہر میں متعدد مقامات پر سیوریج کا گندا پانی ڈالا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا گندا پانی قانونی یا غیر قانونی طور پر نہر میں ڈالا جا رہا ہے؟

(ج) اگر غیر قانونی ہے تو حکومت نے اب تک اس کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ اس وقت لاہور کینال میں متعدد مقامات پر سیوریج کا گندا پانی ڈالا جا رہا ہے تاہم 2007 تک تقریباً 40 مقامات پر نہر لاہور برانچ میں گندا پانی ڈالا جا رہا تھا مگر 2008 کے اوائل میں ہربنس پورہ پل سے مغلپورہ پل تک نہر کے دونوں کناروں پر واسا نے سیوریج لائن تعمیر کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے اب نہر میں پڑنے والے سیوریج پائپ بند کر دیئے گئے ہیں لہذا اب صرف پانچ مقامات پر معمولی پانی نہر میں ڈالا جا رہا ہے جو کہ مغلپورہ انڈر پاس کی تعمیر کے بعد ختم ہو جائے گا۔

(ب) نہر میں ڈالا جانے والا گندا پانی غیر قانونی ہے۔

(ج) مغلپورہ پل سے اوپر غیر قانونی ڈالے جانے والے پانی کے خلاف ملحقہ آبادیوں کو قانونی نوٹس دے دیئے ہیں اور کارروائی زیر دفعہ 70 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ زیر کار ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ mover کا حق ہوتا ہے کہ وہ جواب پڑھنے کے لئے کہہ دے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اور ان کے کہنے پر وزیر صاحب نے جواب پڑھ بھی دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات mover کو کہنی چاہیے نہ کہ آپ کو کہنی چاہیے۔ میں ان کی بات سن رہا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ ہاؤس نے جواب سنا ہے۔ میں وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گی کہ وہ مجھے یہ بتائیں کہ جن پانچ مقامات پر گندا پانی نہر میں ڈالا جا رہا ہے وہ کتنی آبادیوں پر مشتمل ہے؟ موصوف نے یہ جملہ استعمال کیا ہے کہ یہ "معمولی نوعیت کا پانی ہے" میں سمجھتی ہوں کہ ایک آبادی کا پانی بھی معمولی نوعیت کا نہیں ہو سکتا۔ وزیر صاحب ایک تو مجھے یہ بتائیں کہ کتنی آبادیوں کا گندا پانی وہاں پر ڈالا جا رہا ہے، دوسرا یہ پانی چونکہ مضر صحت ہے تو اس کے مضر اثرات سے بچاؤ کے لئے کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں اور یہ بھی بتائیں کہ Canal and Drainage Act کی کس شق کے تحت گندا پانی نہروں میں ڈالا جا رہا ہے اور یہ ایکٹ کب بنا تھا؟

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ لاہور میں drainage کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پچھلی حکومت نے بھی اس کو allow کیا تھا۔ اب ہم نے بھی صرف لوگوں کے مسائل کی وجہ سے allow کیا ہوا ہے حالانکہ یہ غیر قانونی کام ہے۔ جب تک وہاں پر سیوریج لائن نہیں ڈالی جاتی اس وقت تک لوگوں کو اس سے منع کرنے سے بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اسی لئے ہم نے وقتی طور پر انہیں relief دیا ہوا ہے۔ جیسے ہی سیوریج لائن مکمل ہو جائے گی ان پانچوں مقامات سے پانی ڈالا جانا بند کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ آج نہیں ہوا بلکہ اس کی منظوری سابق وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب نے دی تھی اور اسی وقت سے یہ چل رہا ہے۔ اگر آج فوری طور پر اس کو بند کریں گے تو لوگوں کے لئے ایک

بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ چونکہ یہ عوامی حکومت ہے اور ہم عوام کے لئے مزید مسائل پیدا نہیں کرنا چاہتے اس لئے ہم وقتی طور پر یہ اجازت دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سے درخواست ہے کہ اس نہر میں کم از کم chemicals کا پانی نہیں جانا چاہیے۔ اس سے فصلوں اور مویشیوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہم آپ سے یہ پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بارے میں خصوصی نوٹس لیں۔ محترمہ! امید ہے کہ اب آپ مطمئن ہو چکی ہوں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! حکومتی بنچز کا رویہ بالکل بچگانہ ہے۔ وہ اپوزیشن کو بات کرنے ہی نہیں دیتے۔ میرا سوال یہ تھا کہ Canal and Drainage Act کب بنا تھا، اس کی کس شق کے تحت لوگوں کو گندا پانی ڈالنے کی اجازت دی گئی ہے اور کتنی آبادیوں کا پانی اس نہر میں جا رہا ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! 1873 میں Canal and Drainage Act بنا تھا اور اس کے مطابق کوئی گنجائش نہیں ہے کہ آپ نہر میں گندا پانی ڈال سکیں۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اس کی اجازت دی تھی اور ہم لوگوں کے مفاد کی خاطر ابھی تک اس غیر قانونی کام کو برداشت کر رہے ہیں۔ جیسے ہی سیوریج لائن مکمل ہو گی اس کو بند کر دیا جائے گا۔ محکمہ نہر میں کوئی قانون نہیں کہ آپ نہر میں گندا پانی ڈال سکیں۔ جس طرح آپ نے حکم فرمایا ہے میں اس بات کو بھی ensure کرواتا ہوں کہ آئندہ فیکٹریوں کا گندا پانی نہر میں شامل نہ کیا جائے، صرف غریب آبادیوں کا پانی ہی اس میں ڈالا جائے۔ اس کے علاوہ جیسے ہی سیوریج لائن مکمل ہو گی اس کو بند کر دیا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

چودھری ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں سیوریج کا مسئلہ کب تک حل ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا جو ضمنی سوال ہے کیا اس کی اس سوال کے ساتھ relevancy بنتی ہے؟

چودھری ظفر اقبال ناگرا: جی بنتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال کس کا ہے؟ (قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا ضمنی سوال غور سے سنیں یہ محکمہ اللہ کے فضل سے ان کے پاس بھی رہا ہے۔آپ کوان کے سوال کا جواب سوچ سمجھ کر دینا پڑے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ۔۔۔

چودھری ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! میرے سوال کا جواب تو آیا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال اصل سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ان کو ضمنی سوال کرنے دیں اس کے بعد کسی کو موقع دیا جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "نہر میں ڈالے جانے والا گندا پانی غیر قانونی ہے" جبکہ ابھی وہ یہ بھی فرما رہے تھے کہ پچھلے دور میں چودھری پرویزالٰہی صاحب نے اس کی اجازت دی تھی۔ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے کہ انہوں نے اس کی اجازت دی تھی؟ جہاں تک مجھے پتا ہے کہ ایسی کوئی اجازت نہیں دی گئی تھی بلکہ Canal and drainage Act میں ترمیم کی گئی تھی اور اس میں environment کے حوالے سے شقیں ڈالی گئی تھیں، کیا وزیر موصوف ان شقوں کا حوالہ دے سکتے ہیں اور ان شقوں کے تحت نہر میں گندا پانی ڈالنے پر کتنی سزا ہے؟ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر کئی معزز اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ I say no آپ بات ہی نہیں کرنے دے رہے۔ چیمہ صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کا یہ fresh question بنتا ہے، بہتر ہے کہ آپ نیا سوال دے دیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! آپ سوال کا جواب پڑھیں، آپ جانبداری کا مظاہرہ نہ کریں۔ Canal and Drainage Act کو پڑھیں، پھر بات کریں۔ وزیر موصوف تیاری کر کے نہیں آئے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! بات سنیں آپ پڑھے لکھے ہیں یا سارا کیا دھرا۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب وزیر موصوف تیاری کرکے نہیں آئے۔ ایک تو میرا سوال relevant ہے دوسرا انہوں نے Canal and Drainage Act نہیں پڑھا کہ اس میں کیا ترامیم ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جو بھی صحیح ہو گا میں اس کا ساتھ دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! آپ جانبداری کا مظاہرہ نہ کریں۔ آپ غلط روایات قائم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ چیمہ صاحب بہادر مجھے آپ threat کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! یہ ضمنی سوال جو میں نے کیا ہے یہ بالکل relevant ہے اس سوال کا اگر آپ جز(ج) پڑھیں بلکہ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو جواب دیا گیا ہے آپ اس کا جز(ج) پڑھ دیں۔ اس سے آپ کو میرے ضمنی سوال کی relevancy سامنے آجائے گی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں جواب کا جز(ج) پڑھتا ہوں۔ آپ سننے کی ہمت رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! آپ جواب کا جز(ج) پڑھ دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا رویہ آپ دیکھیں۔

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات سننے دیں، یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)
یہ درست نہیں ہے۔ ایسے نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں مہذب طریقہ اختیار کریں، آپ کی مہربانی ہو گی اور انہوں نے جو مجھے ارشاد فرمایا ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ جز(ج) آپ پڑھیں۔ میرے بھائی میں پڑھ دیتا ہوں۔

(ج) مغلپورہ پل سے اوپر غیر قانونی ڈالے جانے والے پائپ کے خلاف ملحقہ آبادیوں کو قانونی نوٹس دے دیئے ہیں اور کارروائی زیر دفعہ 70 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ زیر کار ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میرا بھی یہی ضمنی سوال ہے کہ اس دفعہ کے تحت جو کارروائی کی گئی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس بارے میں کافی بات ہو چکی ہے۔ آپ کو اس پر مطمئن ہونا چاہیے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اس کی تفصیل ایوان کو کب بتائی جائے گی؟ یہی میرا ضمنی سوال ہے اور اسی کے متعلق ضمنی سوال ہے۔ یہ fresh question بنتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب میرے خیال میں اس سوال پر کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اس پر کیا قانونی کارروائی ہوئی ہے وہ ہمیں یہ بھی نہیں بتا سکتے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں کب کہتا ہوں کہ آپ چلے جائیں، میں تو آپ کو بلاتا ہوں۔ میرے بھائی میں نے تو کبھی آپ کو جانے کے لئے نہیں کہا۔ (قطع کلامیاں)

تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں جواب تقریباً آ چکے ہیں۔ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ معزز ممبران میں آپ سے اپیل کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! آٹھ سال ان کی حکومت رہی ہے، یہ ہمارے علاقے کے متعلق ہی بتا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Rana Sahib it is not good.

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! آپ ہماری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، پھر میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بابائے پوائنٹ آف آرڈر آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔ راجہ صاحب! میرے خیال میں اس سوال کا جواب آپ نے اپنی طرف سے مکمل طور پر دیا ہے لیکن ساتھی اس سے مطمئن نظر نہیں آ رہے ہیں۔ چیمہ صاحب! آپ کا جو ضمنی سوال تھا میں یہ چاہتا تھا کہ

اگر آپ اس کے بارے میں نیا سوال دے دیں تو ہم تفصیل سے اس کا جواب لے لیں گے اور اس پر اب ہم اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال relevant تھا اس طرح تو آپ ہر ضمنی سوال پر کہہ دیا کریں گے کہ اس پر ایک نیا سوال دے دیں۔ خدارا! ان وزراء سے کہیں کہ وہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب سپیکر: اگر ضمنی سوال irrelevant ہوا تو مجھے کہنا پڑے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! آپ ہماری بات نہیں سنتے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ وزیر صاحب کی بھی بات سن رہا ہوں۔ ان سے اگر آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو آپ کے پاس بہت سے channels ہیں۔ آپ باہر جا کر ان سے بات کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب والا! سرگودھا میں ان کے ساتھ ہی ہمارا علاقہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ – .This is irrelevant. I say irrelevant۔ یہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، بڑی دیر سے عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کھڑی ہیں۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ ان کی بات سن لیں۔ ان کے بعد آپ کی باری، اگر ایجنڈے پر کام نہیں کرنے دینا چاہتے تو آپ کی مرضی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی اور وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ اسمبلی ہال کے باہر کسی ادارے کے ملازمین مظاہرہ کر رہے تھے اور ان پر پولیس نے تشدد کیا ہے تو میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ ان مظاہرین کی بات بھی سنی جائے اور ان پر جو تشدد کیا گیا ہے اس کی بھی رپورٹ لی جائے کہ جو لوگ باہر مظاہرہ کر رہے تھے ان پر کیوں کسی نے تشدد کیا ہے؟ وزیر قانون صاحب اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب۔(قطع کلامیاں)

لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں آپ کو خود احساس ہونا چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے جس مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے یہ پتا کروا لیتے ہیں اور جو مظاہرین باہر موجود ہیں ان سے گزارش کریں گے کہ وہ دو چار آدمی اپنے نمائندے کے طور پر بھیج دیں،ان کا مسئلہ معلوم کرکے کوشش کریں گے کہ اس کو حل کیا جائے۔

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی جناب عامر چیمہ اس محکمے کے منسٹر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں بھائی، ہم اس question سے آگے چلے گئے ہیں۔ رہنے دیں۔(قطع کلامیاں)

جی، نہیں question پر آئیں۔ محترم وسیم قادر!

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 88۔

لاہور پی پی۔144 میں محکمہ اوقاف، اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*88: جناب وسیم قادر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقع ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت اس زمین کو پلاٹوں کی صورت میں لیز پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وضاحت بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ لوگوں نے محکمہ اوقاف کے ملازمین کی ملی بھگت سے محمود بوٹی میں اوقاف کی جگہ پر قبضہ کر رکھا ہے، کیا ان لوگوں نے جگہ لیز پر لی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

الف) پی پی-144 میں 224 کنال 13 مرلے وقف اراضی محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	مرلے	کنال	کیفیت
دربار درس بڑے میاں (محمود بوٹی، لاہور)	00	90	90 کنال اراضی ٹیوب ویل سکیم کے تحت سال 2000 تا 2008 پٹہ پر الاٹ ہے۔
حق نواز ٹرسٹ (محمود بوٹی لاہور)	00	43	43 کنال اراضی زرعی مقاصد کے لئے پٹہ پر دی گئی ہے۔
حق نواز ٹرسٹ (محمود بوٹی لاہور)	00	44	چونکہ وقف 44 کنال اراضی آبادی میں گھر چکی ہے۔ مینجر اوقاف کی رپورٹ کے مطابق 8 کرایہ دار ہیں اور کرایہ کی ادائیگی کر رہے ہیں اور 14 ناجائز قابض ہیں جن کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔
حق نواز ٹرسٹ (محمود بوٹی لاہور)	14	25	22 کنال اراضی عرصہ 30 سال کے لئے برائے فیکٹری و گودام گڈول کی بنیاد پر نیلام کی گئی ہے۔
حق نواز ٹرسٹ (محمود بوٹی لاہور)	10	13	13 کنال اراضی رقبہ برائے سال 2008 کے لئے زرعی مقاصد کے لئے نیلام کی گئی ہے۔
حق نواز ٹرسٹ (محمود بوٹی لاہور)	00	08	8 کنال اراضی زرعی مقاصد کے لئے نیلام کی جارہی ہے۔

(ب) وقف اراضی پلاٹوں کی صورت میں دینے کا محکمہ کا ارادہ نہیں ہے تاہم اگر محکمے کا گڈول ناقابل واپسی کی بنیاد پر دینے کا ارادہ ہوا تو قومی اخبار میں اشتہار دے کر محکمانہ قواعد و ضوابط کے مطابق ماہانہ کرایہ داری کیلئے بر سر عام نیلام کی جائے گی۔

(ج) فہرست ناجائز قابضین ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بابائے پوائنٹ آف آرڈر کچھ کہنا چاہتے ہیں، ذرا ان کی بات سن لی جائے۔ وہ پنجابی میں کہتے ہیں ناں، سُر دے وہیاجے، تہاڈی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: بہت مہربانی، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے آپ کی اور ایوان کی نذر ایک شعر ہے۔

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خون نکلا

جناب سپیکر! اک چُلی بھر پانی جھبڑا نہر وچ پا کے اوہ شور واویلا مچایا۔ کیا اس بات کا احساس ہے کہ سارے لاہور شہر کا گندا پانی راوی میں ڈالا جاتا ہے اور راوی سے جہاں جہاں پر آبپاش علاقوں میں یہ پانی جاتا ہے اور وہی لوگ یہ گندا پانی اپنے جوہڑوں اور تالابوں سے پیتے ہیں ان کا بھی آپ خیال کریں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے وزیر آبپاشی صاحب نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے۔ آپ کی relevant بات ہے اس پر غور کیا جائے۔ جی، جناب وسیم قادر!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتائیں گے کہ محکمے نے جو بتایا ہے اور مجھے ناجائز قابضین کی جو detail دی ہے ان کے متعلق کوئی محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے یا آج تک کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم نے ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی شروع کر دی ہے اور انشاء اللہ ہم یہ قبضے واگزار کرائیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انہوں نے ناجائز قابضین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم نے جو طریق کار adopt کیا ہے ہم ضلعی انتظامیہ سے مدد لے رہے ہیں اور ان سے یہ قبضے واگزار کرائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر اوقاف صاحب سے صرف یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے، اس سوال میں ہے کہ پی پی۔144 لاہور میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقعہ ہے؟ تفصیل فراہم کی جائے۔ جناب! یہ تفصیل فراہم نہیں کی گئی۔ صرف یہی بتایا گیا ہے کہ 224 کنال 13 مرلے وقف اراضی محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہے تو میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنی زمین ہے اور جو زمین ان کی تحویل میں نہیں ہے اس کی تفصیل بتائی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! انہوں نے تفصیل تو بتائی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا question پھر یہی ہے کہ ٹوٹل کتنی زمین اور سوال کرنے والے نے اس کو limited نہیں کیا کہ صرف انہوں نے پی پی-144 کا پوچھا ہے اور یہ میرے بھی ذاتی علم میں ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمین 224 کنال سے زیادہ ہے۔ اس کی تفصیل ہمیں بتا دیں۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جو سوال کیا گیا ہے اس کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ اگر مزید کوئی بات لاہور کے بارے میں پوچھنی ہے تو اس کا نیا سوال دے دیں تاکہ ہم ساری تفصیل آپ کو دے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! انہوں نے صرف پی پی-144 کا پوچھا ہے تو اس کی انہوں نے تفصیل دی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس کو ذرا پڑھیں۔ لاہور میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقعہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ لاہور کا پی پی-144 ہے۔ اسی کے بارے میں particularly انہوں نے question پوچھا ہے۔ یہ اسی طرح سے اس کا sequence آ رہا ہے۔ پی پی-144 لاہور اس کو لکھا جائے گا۔ اسی کے مطابق انہوں نے اس کا جواب دیا ہے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Thank you, sir.

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On his behalf. Question No. 135.

(معزز رکن نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 135 دریافت کیا)

محکمہ آبپاشی، صوبائی دفتر، گاڑیوں کی تعداد اور ان کے ماہانہ پٹرول و مرمت کے اخراجات کی تفصیل

*135: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی کے صوبائی دفتر میں اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں اور جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گاڑی نمبر اور ماہانہ پٹرول و مرمت کا خرچہ بھی بتائیے، ہر گاڑی کی علیحدہ علیحدہ تفصیل دیں؟

(ب) کیا یہ افسران گاڑی استعمال کرنے کے مجاز ہیں اور ان کی موجودہ ذمہ داریوں کی تفصیل دیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ آب پاشی کے صوبائی دفتر میں گاڑیوں کی تعداد 20 ہے دیگر مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گاڑیاں جو افسران کے زیر استعمال ہیں وہ ان کو استعمال کرنے کے مجاز ہیں دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا supplementary question یہ ہے کہ مجھے ایوان سے جو تفصیل ملی ہے اس میں سیکرٹری صاحب سے لے کر نیچے تمام عملے تک ہمارے تمام محکموں میں شاہانہ اخراجات ہمیشہ سے پرانی روایات رہی ہیں لیکن چونکہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے آتے ہی یہ announcement بھی کیا تھا کہ اخراجات کو curtain کیا جائے گا اور محکموں کے شاہانہ اخراجات کے بارے میں نوٹس لیا جائے گا۔ اس میں مجھے حیرت یہ ہوتی ہے کہ ہم بھی گاڑیاں رکھتے ہیں۔ جتنا پٹرول کا کہا گیا ہے اور maintenance کے اوپر ہر مہینے ایک بڑی رقم استعمال ہوتی ہے تو میں اس پر پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزیر موصوف نے اس پر کیا نئی strategy بنائی ہے کہ بیوروکریٹس کی طرف سے جو فضول اخراجات کئے جاتے ہیں اس کو کیسے curtain کیا جا سکتا ہے۔ میں ان اخراجات کو بے جا اسراف کہوں گی کہ ہر مہینے 7/5,7/5 ہزار روپے گاڑی کی maintenance پر کس طرح خرچ کیا جا سکتا ہے، اس کی مجھے تفصیل بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): محترمہ نے جو سوال کیا ہے پتا نہیں ان کے پاس کہاں سے یہ رپورٹ آئی ہے؟ میں کسی اور کا نہیں پڑھتا، محکمے کے سیکرٹری صاحب کا پڑھ دیتا ہوں کہ مئی 2000 میں maintenance پر 1493 روپے خرچ ہوئے، اپریل میں 517 روپے خرچ ہوئے، مارچ میں 1812 روپے خرچ ہوئے۔ ایک دفعہ موبل آئل تبدیل کریں تو یہ خرچ ہوتا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی 20/10 ہزار روپے کا کوئی ثبوت ہے تو میرے پاس لائیں۔

جناب سپیکر! ایک انتہائی افسوسناک بات ہے کہ عامر سلطان چیمہ صاحب اس محکمے کے 5 سال تک وزیر رہے اور انہوں نے ایک سوال نمبر 224 پوچھا ہے۔ یہ ذرا سنیے گا۔ انہوں نے پوچھا

ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ”تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی انہار بی ایس لنک وغیرہ کے دونوں اطراف سرکاری زمین پر ناجائز قابضین ہیں“؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انہیں بات تو کرنے دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ 5 سال سوئے رہے ہیں۔ انہیں سوال کرتے ہوئے یہ سوچنا چاہیے تھا کہ یہ ان کے لئے باعث شرم ہے۔ یہ 5 سال وزیر رہنے کے بعد سوال نمبر 224 میں پوچھ رہے ہیں کہ ان زمینوں پر کس کس بااثر خاندان کا قبضہ ہے؟(قطع کلامیاں)

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ابھی میرے سوال کی باری نہیں آئی تھی اور انہوں نے میرا نام لے کر بات کی ہے تو مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دی جائے۔ میرا سوال انہوں نے out of turn لیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں۔ میری طرف سے کوئی اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے اپنے سوالات کا جواب دینا ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال پوچھا تھا تو یہ جواب نہیں دے سکے۔ ان کو اجازت کیوں دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ ضمنی سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ میں اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

آرڈر۔ آرڈر۔ جی، اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو 20 گاڑیوں کی تعداد بتائی ہے یہ ان کی power بھی بتادیں کہ یہ کس کس power کی گاڑیاں ہیں، یہ کتنی cc کی گاڑیاں ہیں؟ ان کے پاس تفصیل ہے۔ موجودہ حکومت نے وزراء پر ban لگایا ہے کہ وہ 1300cc سے بڑی گاڑی استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی و قوت برقی!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک بات تو یہ ہے کہ بڑی گاڑی کے ساتھ سٹپنی نہیں ہے۔ ان کو سٹپنی کہتے ہیں اور سٹپنی کسی گاڑی کے ساتھ نہیں

ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو جتنی power چاہیے میں ان کو available کر دوں گا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ سینئر نہیں بلکہ یہ وہی وزیر ہے جو میں نے آپ کو کل کہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ 1300cc سے بڑی گاڑی وزیر استعمال نہیں کرے گا۔ میں نے تو وزیر صاحب سے پوچھا ہے کہ یہ کس cc کی گاڑیاں ہیں؟

جناب سپیکر: آپ مجھے یہ بتا دیں کہ آپ کے پاس 1300cc کی کون سی make ہے، ادھر پنجاب میں، پاکستان میں کون سی make ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات نہیں ہے۔ میں گورنمنٹ کی پالیسی کی بات کر رہا ہوں۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا تھا کہ کوئی وزیر 1300cc سے بڑی گاڑی استعمال نہیں کرے گا۔ اگر ان کے پاس یہ 20 گاڑیاں استعمال ہو رہی ہیں جن کے متعلق انہوں نے خود admit کیا ہے۔ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ یہ کس cc کی گاڑیاں ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ اعلان کیا ہے کہ 1300cc سے بڑی گاڑی استعمال نہیں ہو گی اور کوئی گاڑی محکمہ نہ خرید سکتا ہے بلکہ جو بڑی گاڑیاں تھیں وہ فروخت کر دی گئی ہیں۔ میں یہاں پر صرف اتنی وضاحت کر دوں کہ ہمارے محکمے میں World Bank کی aid کی گاڑیاں بھی ہیں کیونکہ XEN اور S.E نے field میں بھی جانا ہوتا ہے۔ اس کے لئے land rover جیپیں ملی ہوئی ہیں، ان کے علاوہ 1300cc سے بڑی کوئی گاڑی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ابھی اعجاز شفیع صاحب جو ہمارے معزز ممبر ہیں وہ وزیر بھی رہے ہیں اور جب وہ یہاں ہوتے تھے تو ہم اس طرف بیٹھتے تھے۔ ان کو شاید تفصیلات کے متعلق اندازہ نہیں ہے کہ جب آپ نے کسی سوال کا جواب لینا ہو تو اس کے annexure اسمبلی میں موجود ہوتے ہیں۔ انہوں نے annexure پڑھے نہیں

ہیں اور بات کئے جا رہے ہیں۔اس لئے جو لوگ پہلے ممبر رہ چکے ہیں جن کے پاس تجربہ ہے ان سے اس قسم کی باتوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر! اب میرا سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ میں نے جو تفصیلات دی ہیں۔ مجھے اس کا الہام نہیں ہوا مجھے جو annexure ہاؤس میں ملا ہے میں نے اسی پر بات کی ہے۔ دوسرے صفحے پر محمد عثمان معظم جو D.S Admin ہیں ان کی جو رپورٹ ہاؤس میں دی گئی ہے اس میں انہوں نے کتنا پٹرول خرچ کیا ہے؟ اس کی تفصیل اس کے اندر موجود نہیں ہے، entitlement لکھی ہے۔اس کے علاوہ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی جس پر میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ سیکرٹری صاحب کے پاس نئی ٹیوٹا کرولا گاڑی ہے اور ان کی maintenance سب سے زیادہ ہے اور باقی سب کی گاڑیاں پرانی ہیں اور ان کی maintenance کم ہے۔ یہ فرق کیوں ہے کہ ان کی گاڑی کو زیادہ maintenance کی ضرورت پڑتی ہے؟اس بارے میں وزیر صاحب وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر آبپاشی!

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محکمہ نے عامر سلطان چیمہ صاحب کے بعد ابھی تک کوئی نئی گاڑی نہیں خریدی، جتنی گاڑیاں خریدی گئی ہیں ان کے دور میں خریدی گئی ہیں۔اس کے علاوہ محمد عثمان معظم کی 150 لٹر پٹرول کی sanction ہے۔انہوں نے مئی میں 145 لٹر،اپریل میں 146 لٹر اور مارچ میں 142 لٹر لیا ہے۔

جناب سپیکر: very good شاباش۔بہت اچھا جواب دیا ہے۔جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ نامکمل دیا ہے۔اس کے اندر ہر محکمے کے ہر بندے کی entitlement کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔اس کے اندر یہ کیوں موجود نہیں ہے؟ یہ محکمے کی نااہلی ہے اور وزیر صاحب کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔وہ اس کا نوٹس لیں گے۔جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔یہاں پر گاڑیوں کی بات ہو رہی ہے تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ نئی حکومت نے آتے ہی

1600cc کی گاڑیاں محکموں سے واپس لے کر انہیں 1300cc کی گاڑیاں فراہم کیں۔ یہ تو خرچہ کم کرنے کی بات کرتے ہیں لیکن اس طرح تو خرچہ زیادہ ہوا ہو گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں گاڑیوں کی بات کو اب چھوڑ دیں۔ اس میں آپ کا نقصان ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ 1600cc گاڑیوں کو ختم کر کے 1300cc گاڑیاں استعمال کرنے کے لئے کہا گیا۔ مجھے وزیر صاحب یہ بتائیں کہ نئی گاڑیاں خرید کر دینے سے خرچہ کم ہوا ہے یا بڑھ گیا ہے کیونکہ 1300cc گاڑیاں نئی خریدی گئی ہیں یا خریدی جائیں گی؟

جناب سپیکر: میری اطلاع کے مطابق ابھی تک کسی محکمے نے کوئی بھی نئی گاڑی نہیں خریدی۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسرا صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میرے دائیں طرف جو دوست بیٹھے ہیں ان کو اپوزیشن کا تجربہ نہیں ہے۔ یہ بے چارے ڈکٹیٹروں کی گود میں بیٹھ کر پلے بڑھے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب ہمارے وزیر قانون ہیں یہ ان سے سیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): میں صرف ایک شعر پڑھوں گا کہ:

اے شیش محل میں رہنے والو ہم پر پتھر مت پھینکو
جب یہ پتھر واپس پلٹیں گے تو شیش محل کا کیا ہو گا

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اجازت لوں گا کہ میری محترمہ بہن آمنہ الفت صاحبہ فرما رہی تھیں کہ سوال کو پڑھیں۔ جب ان کو یہی نہیں پتا اور یہ لکھا ہوا پڑھ ہی نہیں سکتیں تو لکھا پڑھا پنجاب کا نعرہ ان لوگوں نے مارا۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ کی بات ختم ہوئی۔ یہ میرا اور آپ کا ہی حق نہیں ہے بلکہ ہمارے دوسرے معزز ممبران کا بھی حق ہے۔ آپ کا سوال آگیا اور آپ نے اس کا جواب سن لیا۔ اب اگلے سوال پر مجھے جانے دیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میری تمام فاضل ممبران اور بالخصوص اپوزیشن کے ممبران سے درخواست ہے کہ پورا پنجاب آپ کو دیکھ رہا ہے۔ بجائے ان چھوٹی چھوٹی چیزوں، رنگوں اور makes پر جانے کے there are very much important issues کہ جس پر ہم ساری باتیں کر کے اس اسمبلی کی کارروائی کو مثبت رنگ میں لے جائیں۔ بجائے وقت برباد کرنے کے اس کو تھوڑا مثبت طریقے سے چلایا جائے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ! اپنا سوال نمبر پکاریں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بابائے پوائنٹ آف آرڈر! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کو دیا ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ دربار پیر بلھے شاہ کی تعمیر کب سے جاری ہے یا پھر تعمیر رُکی ہوئی ہے، اگر رکی ہوئی ہے تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

جناب سپیکر: آپ پہلے اپنے سوال کا نمبر تو پکاریں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: سوال نمبر 184

دربار حضرت پیر بلھے شاہ کی تعمیر پر اٹھنے والے اخراجات ودیگر معاملات کی تفصیل

*184۔ محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت پیر بلھے شاہ کی تعمیر کب سے جاری ہے یا پھر تعمیر رکی ہوئی ہے، اگر رکی ہے تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

(ب) اب تک دربار کی تعمیر کی مد میں اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے اور کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اور بقایا کتنی ہے؟

(ج) دربار کی تعمیر کا ٹھیکہ کب، کس کو اور کتنے میں دیا گیا نیز تکمیل کی مدت بھی بتائی جائے؟

(د) دربار کا ٹھیکہ پاپوش برائے زائرین کتنے میں دیا گیا ہے نیز گل فروش کار پارکنگ کے ٹھیکہ جات کی بھی تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت بابا بلھے شاہ کی تعمیر 29۔ جنوری 2004 سے جاری ہے، دربار شریف کی تکمیل ہو چکی ہے۔

(ب) اب تک دربار کی تعمیر پر مبلغ 14725826 روپے خرچ ہو چکے ہیں، آخری ادائیگی 19۔ دسمبر 2007 کو کی گئی ہے۔

(ج) دربار کی تعمیر کا ٹھیکہ 29 جنوری 2004 کو میسرز چودھری مقصود احمد، گورنمنٹ کنٹریکٹر کو مبلغ 14270692 روپے میں دیا گیا اور تکمیل مدت تقریباً 18 ماہ تھی۔

(د) ٹھیکہ حفاظت پاپوش:۔

سال 09-2008 میں یہ ٹھیکہ مبلغ 775000 روپے میں نیلام ہوا ہے۔

ٹھیکہ کار پارکنگ:

گزشتہ سال 08-2007 کے لئے یہ ٹھیکہ مبلغ 227500 روپے میں نیلام ہوا تھا جبکہ سال 09-2008 کے لئے بمطابق شیڈول نیلام آئندہ تاریخ نیلام 08-06-14 مقرر ہے۔

ٹھیکہ گلفروشی:

گزشتہ سال 08-2007 کے لئے یہ ٹھیکہ مبلغ 407700 روپے میں نیلام ہوا تھا جب کہ سال 09-2008 کے لئے یہ ٹھیکہ بمطابق شیڈول نیلام آئندہ تاریخ نیلام 2008-06-14 مقرر ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

محترمہ شگفتہ شیخ: میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: پھر اس پر کوئی ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں بتا رہی ہوں کہ تعمیر 29۔جنوری 2004 سے جاری ہے اس حد تک تو جواب ٹھیک ہے۔اس کے بعد لکھا گیا ہے کہ دربار شریف کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جو کہ مکمل نہیں ہے۔ میں آج ہی صبح دربار بابا بلھے شاہ کا visit کر کے آئی ہوں، اس کی کوئی تعمیر مکمل نہیں ہوئی، صحن بھی نہیں بنا، مسجد کا بھی کوئی صحن نہیں ہے، لیٹرین اور وضو کرنے والی جگہ بھی نامکمل ہے، عورتوں کے لئے بھی کوئی علیحدہ انتظام نہیں ہے لہذا اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جو اسے visit کرے اور اس پر سارا جائزہ لے کر وزیر اوقاف کو بتایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس ماشاء اللہ وزیر صاحب موجود ہیں۔ میں ان کو کہوں گا کہ وہ خود موقع پر جا کر دیکھیں۔ اس کے بعد آپ سے بھی ان کی ملاقات ہونی چاہیے اور جتنے بھی ہمارے وہاں معزز ممبران ہیں ان سب سے ان کی ملاقات ہونی چاہیے۔ایک دن آپ سب کو دربار پر جا کر دیکھنا چاہیے کہ جو رپورٹ آپ کو ملی ہے کیا اس میں غلطی تو نہیں ہے؟ میں خود سمجھتا ہوں کہ یہ رپورٹ آپ کو انہوں نے درست نہیں دی اس لئے آپ خود موقع پر جائیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! اس میں تفصیل یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں۔آپ کا سوال آگیا ہے، جواب بھی منسٹر صاحب نے دے دیا ہے۔اب اگر وہ کچھ بولنا چاہیں تو بولیں۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ شاید ایسا ہو تو میں دربار کا visit بھی کر لوں گا اور دوستوں سے بھی ملوں گا۔اگر اس میں کہیں کمی ہے اور جواب درست نہیں ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ محکمے کے جن افسران نے یہ جواب دیا ہے ان کی باز پُرس بھی ہوگی اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہوگی۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! سابق وزیر اعظم جمالی صاحب جب قصور تشریف لائے تھے تو انہوں نے ڈیڑھ کروڑ گرانٹ کا اعلان کیا تھا اور ڈیڑھ کروڑ کا اعلان وزیر اعلیٰ نے بھی کیا تھا، اس طرح رقم تو تین کروڑ بنتی ہے لیکن اس میں ایک کروڑ 47 لاکھ روپے کا ذکر ہے۔اس میں رقم کا ذکر کیا گیا اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ کتنی رقم موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ایک کروڑ 47 لاکھ 25 ہزار 826 روپے اس پر خرچ ہو چکے ہیں اور اتنی ہی رقم تھی جو خرچ کر دی گئی ہے اور بقول ان کے دربار اس وقت مکمل ہو گیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سوال کا محکمہ نے یہ جواب دیا ہے کہ 18 ماہ میں اس کی تکمیل ہونا تھی۔ 29۔ جنوری 2004 کو یہ project شروع ہوا، اب یہ 19 دسمبر 2007 کو مکمل ہوا ہے۔ یہ 18 ماہ میں مکمل ہونے والا کام محکمے کے بقول 48 ماہ میں مکمل ہوا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کام 18 ماہ میں مکمل ہونا تھا، اگر وہ 48 ماہ میں مکمل ہوا ہے تو اس delay کے جو ذمہ دار ہیں اور delay ہونے کی وجہ سے پانچ لاکھ روپے کی رقم بھی زائد خرچ ہوئی ہے یعنی ایک کروڑ تقریباً 42 لاکھ میں مکمل ہونا تھا اور تقریباً ایک کروڑ 47 لاکھ میں یہ دربار مکمل ہوا ہے۔ ایک تو 48 ماہ لیٹ کرنے والے ذمہ داران کے خلاف انہوں نے کیا کارروائی کی ہے اور دوسرا پانچ لاکھ جو ٹینڈر سے زائد خرچ ہوا ہے اس بارے ذرا وضاحت فرما دیں؟ شکریہ

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: پہلے والے ضمنی سوال کا جواب آنے دیں اس کے بعد آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام واقعی دیر سے مکمل ہوا۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk, no comments please.

رانا محمد ارشد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم جواب دیتے ہیں اور یہ اوپر سے عجیب سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اس کا حصہ رہے ہیں اور یہ پہلے کیا کرتے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس بات کو چھوڑیں۔

رانا محمد ارشد خان: آپ ان کو اسمبلی کے rules بتائیں کہ کیسے بات کرنی ہے؟

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑیں۔ آپ کے پاس ٹی وی چینلز موجود ہیں، آپ وہاں جائیں اور وہاں پر ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔ یہاں ایسی بات نہ کریں۔ یہاں پر کوئی cross talk نہیں کر سکتا۔ کسی نے اگر کوئی بات کرنی ہے تو پوائنٹ آف آرڈر پر مجھے address کرے۔ دونوں اطراف سے گزارش ہے کہ یہاں پر ایسی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کو ضمنی سوال کا جواب دینے دیں۔

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کام جتنے ماہ میں مکمل ہونا تھا اس کی بجائے زیادہ ماہ میں مکمل ہوا۔ اس کی ایک وجہ تو محکمے نے یہ بتائی ہے کہ اس میں کچھ قبریں ہیں جن کے لواحقین نے hurdle پیدا کی جس کی وجہ سے یہ کام دیر سے مکمل ہوا۔ اس کے علاوہ اگر اس میں کچھ اخراجات زیادہ ہیں تو اس کی بھی ہم تحقیقات کروا رہے ہیں کہ دیر سے کام کیوں ہوا؟ اگر ہمیں پتا چل گیا کہ کسی پر responsibility بنتی ہے تو انشاء اللہ ہم اس کے خلاف action لیں گے اور ان کو اس کی سزا بھی ملے گی۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اکثر سوالوں کے جواب میں کہا ہے کہ میں محکمے سے پتا کروں گا، افسروں سے پوچھوں گا۔ کیا اس حکومت کی اپنی کوئی پالیسی نہیں؟ کیا ان کے وزیروں کی اپنی کوئی سوچ نہیں؟ کیا انہوں نے ہر چیز بیوروکریسی کے ذریعے ہی کرنی ہے؟ کیا ان کو اپنے محکموں کا خود اندازہ نہیں کہ کیا ہونا چاہیے اور کیا نہیں ہونا چاہیے؟ کیا یہ تیاری کے بغیر ہی ہمیشہ یہاں آئیں گے؟ الیکشن کو پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور ابھی تک یہ حالات ہیں۔ جب بھی بات ہوتی ہے تو میرے معزز بھائی پچھلے دور کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں اس بات سے خوش ہوں کہ ہمیں ہی معیار سمجھا جاتا ہے اور ہم سے ہی compare ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کو چاہیے کہ اپنی پالیسی اور سوچ بنائیں اور ایوان میں تیاری کر کے آئیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ کافی دیر آپ کا انتظار کرتے رہے ہیں کہ آپ آئیں گے اور کوئی اچھی بات، اچھی سوچ آگے بڑھے گی۔ آپ کے یہ منتظر رہے ہیں اور میں بھی آپ کا منتظر رہا ہوں کہ آپ اندر ہاؤس

میں بیٹھ کر اچھی بات کریں گے۔ ہم آپ کی اچھی تنقید کو برداشت کریں گے۔ میں ان کو کہوں گا کہ وہ بھی برداشت کریں، میں تو برداشت کرتا ہی ہوں۔ آپ دیکھ لیں کہ آپ خود ایسا کام کرتے ہیں۔ دیکھیں! اختیار ان کے پاس ہے اور وہ اپنے اختیار کو ضرور استعمال کریں گے، عوامی مفاد کے متعلق ضرور اپنے اختیارات کو استعمال کریں گے۔ آپ بے فکر رہیں جو انہوں نے بات کی ہے اس پر وہ عمل کریں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع جھنگ برانچ نہر سے جھنگ کے لئے منظور شدہ پانی و دیگر تفصیل

*138۔ **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جھنگ برانچ نہر سے ضلع جھنگ کا کتنا پانی منظور شدہ ہے اور اس وقت اس نہر سے کتنا پانی ضلع جھنگ کے علاقہ کو دیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ کے حصہ کا پانی منظور شدہ مقدار سے کم کر دیا گیا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ پانی کس کس ضلع کو دیا گیا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جھنگ کے منظور شدہ پانی کی دیگر اضلاع میں تقسیم کی وجہ سے اس ضلع کے کاشتکار شدید مشکلات سے دوچار ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جھنگ برانچ سے ضلع جھنگ کیلئے منظور شدہ پانی کی مقدار 1676 کیوسک ہے جبکہ جھنگ برانچ سے فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اضلاع کو بھی پانی دیا جاتا ہے۔ تینوں اضلاع کا پانی

جھنگ برانچ میں 3482 کیوسک ہونا چاہیے مگر جھنگ برانچ کا ابتدائی حصہ کمزور ہونے کی وجہ سے 3100 کیوسک سے زیادہ پانی فی الحال چلایا نہیں جا سکتا۔لہذا تینوں اضلاع کی نہروں میں وارہ بندی کی جارہی ہے اور اس وقت ضلع جھنگ کو 1676 کیوسک کی بجائے 184 کیوسک کی کمی کے ساتھ 1492 کیوسک پانی دیا جارہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے البتہ نہر کا ابتدائی حصہ کمزور ہونے کی وجہ سے نہر میں مطلوبہ مقدار سے کم پانی چلایا جارہا ہے۔مزید یہ کہ ضلع جھنگ کے حصے کا پانی کسی اور ضلع کو نہ دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ پانی کی کمی کو تینوں اضلاع میں مساوی تقسیم کر کے وارہ بندی کے ساتھ مہیا کیا جارہا ہے۔

ضلع لاہور میں سرکاری مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*216: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنی سرکاری مساجد ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان سرکاری مساجد میں خطیب، امام اور مؤذن کی تعیناتی محکمہ کی طرف سے کی جاتی ہے؟

(ج) کیا سرکاری مساجد کے بل اور دوسرے اخراجات محکمہ برداشت کرتا ہے یا علاقے کے مخیر حضرات برداشت کرتے ہیں؟

(د) کیا سرکاری مساجد میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مدرسے بھی موجود ہیں نیز جن سرکاری مساجد میں مدرسے موجود ہیں ان کا انتظام و انصرام کیسے چلایا جاتا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور میں کل 111 مساجد ہیں جن کی تفصیل بر نشان "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! اوقاف کی زیر تحویل مساجد میں خطیب، امام اور مؤذن کی تعیناتی آرگنائزیشن کی طرف سے کی جاتی ہے۔

(ج) اوقاف کی زیر تحویل مساجد کے بل اور اخراجات محکمہ برداشت کرتا ہے۔

(د) ضلع لاہور میں کل 9 مدارس قائم ہیں جن کی تفصیل برائے ملاحظہ بر نشان "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حلقہ 218 خانیوال یونین کونسلز کے چکوک کے کاشتکار ٹیل پر پانی نہ ملنے سے شدید مشکلات کا شکار

*144۔ جناب محمد جمیل شاہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔218 خانیوال کی یونین کونسلز نمبر 91، 90، 89، 88 اور 92 کے چکوک کو آبپاشی کے لئے پانی 15-ایل نہر سے ملتا ہے اور یہ یونین کونسلز اس نہر کے ٹیل پر واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کی ٹیل پر پانی نہیں پہنچ رہا نہر کے شروع میں بڑے زمیندار نہر کاٹ کر پانی چوری کر رہے ہیں اور ان کے موگہ جات کا سائز بھی منظور شدہ سائز سے بڑا ہے؟

(ج) اس نہر کی ٹیل پر پانی نہ ملنے سے واقع چکوک کے کاشتکار شدید مشکلات سے دو چار ہیں کیونکہ ان چکوک کا زیر زمین پانی کڑوا اور ناقابل استعمال ہے؟

(د) کیا حکومت اپنی پالیسی کے تحت اس نہر کی ٹیل پر پانی پوری مقدار میں فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ 15-ایل کی ٹیل پر پانی نہیں پہنچ رہا۔ وارہ بندی کے مطابق جب 15-ایل نہر ہیڈ سے ڈیزائن کے مطابق چلتی ہے تو ٹیل پر پانی پورا ہوتا ہے جہاں تک نہری پانی کی چوری کا تعلق ہے جونہی کوئی وقوعہ محکمہ کے علم میں آتا ہے قاصران کے خلاف فوراً حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے علاوہ ازیں 15-ایل نہر کے تمام موگہ جات منظور شدہ سائز کے مطابق چل رہے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ 15-ایل نہر کی ٹیل پر پانی پورا رہتا ہے۔

(د) جواب جزہائے بالا میں دیا جا چکا ہے۔

داتا دربار آئی ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا غریب مریضوں کے ساتھ ناروا سلوک

*311: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داتا دربار آئی ہسپتال لاہور میں غریب لوگوں کا آنکھوں کا آپریشن داتا دربار فنڈز سے کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو لینز بھی ہسپتال کی انتظامیہ فراہم کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو لینز آپریشن تھیٹر انتظامیہ کو دیئے جاتے ہیں وہ تبدیل کر کے دو نمبر لینز مریضوں کو لگا دیئے جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ہسپتال انتظامیہ غریب مریضوں سے آنکھوں کے آپریشن کے پیسے وصول کر رہی ہے؟

(ہ) کیا محکمہ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر انکوائری کروانے اور ذمہ داران کے خلاف قواعد و ضوابط کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) داتا دربار ہسپتال لاہور میں مریضوں کا علاج معالجہ اوقاف فنڈ سے فراہم کردہ رقم سے کیا جاتا ہے۔

(ب) مریضوں کو لینز ہسپتال انتظامیہ فراہم نہیں کرتی۔

(ج) مریض اپنا لینز بازار سے خود خرید کرتا ہے جو اسے لگا دیا جاتا ہے اسے تبدیل کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔

(د) ہر مریض ہسپتال میں معائنہ کے لئے ایک روپے کی پرچی بنواتا ہے اور داخلہ کی فیس مبلغ 50 روپے جمع کروانے کے بعد اس سے مزید کچھ وصول نہیں کیا جاتا۔تاہم غریب اور نادار مریضوں کو اس خرچہ سے بھی استثنائی حاصل ہے۔

(ہ) مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر لاگو نہ ہے۔

نہر 9-ایل ساہیوال، موگہ جات کی تعداد، آبپاش رقبہ اور پانی کی مقدار سے متعلقہ تفصیلات

*146۔ جناب محمد حفیظ چودھری: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نہر 9-ایل ساہیوال کا recommended ڈسچارج کتنا ہے؟

(ب) اس نہر پر کتنے موگہ جات ہیں اور کن کن قبضہ جات اور چکوک کو پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند دن قبل اس نہر کے تمام موگہ جات کو چھوٹا اور اونچا بھی کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان موگہ جات میں پانی بہت کم مقدار میں سپلائی ہوتا ہے؟

(د) اس نہر کے موگہ جات کو چھوٹا اور اونچا کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ کس کے حکم کے تحت ہوا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس نہر میں پانی کا ڈسچارج بڑھانے اور موگہ جات کو بڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) نہر 9-ایل کا منظور شدہ ڈسچارج 68925 کیوسک ہے۔

(ب) نہر 9-ایل پر 144 موگہ جات ہیں قبضہ جات اور چکوک کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نہر 9-ایل کے موگہ جات کو نہ تو چھوٹا کیا گیا ہے اور نہ ہی اونچا کیا گیا ہے تمام موگہ جات ڈیزائن کے مطابق چل رہے ہیں

(د) جواب جز بالا میں دیا جا چکا ہے۔

(ہ) نہر اپنے منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق چلتی ہے اور موگہ جات بھی اپنے منظور شدہ سائز کے مطابق چل رہے ہیں ان کو بڑھانے کا کوئی جواز نہ ہے۔

تحصیل شورکوٹ، جھنگ میں محکمہ اوقاف کی زمین لیز پر دینے کی صورتحال

*436۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں محکمہ اوقاف نے اپنی کتنی کمرشل زمین لیز پر دی ہوئی ہے؟

(ب) کون کون سی کمرشل پراپرٹی کس کس کو کتنے ریٹ پر، لیز پر، دی گئی ہے، تفصیل پراپرٹی وار ایوان میں پیش کی جائے نیز لیز پر دینے کا اختیار کس کے پاس ہے، لیز کے قواعد وضوابط اور شرائط کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ پراپرٹی کوڑیوں کے بھاؤ لیز پر من پسند افراد کے ساتھ ملی بھگت کر کے دی گئی ہے، اگر ایسا ہے تو اس بدعنوانی کے ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف نے تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ میں دربار غازی پیر شور کوٹ سے ملحقہ 4 کنال زمین کمرشل مقاصد کے تحت پٹرول پمپ / سی این جی اسٹیشن کی تنصیب کیلئے 30 سال کے عرصہ کیلئے بذریعہ نیلام عام لیز پر دی۔

(ب) صرف دربار حضرت غازی پیر شور کوٹ سے ملحقہ 4 کنال زمین بذریعہ نیلام عام بعوض گڈول رقم مبلغ-/4،10،000 روپے (ناقابل واپسی) ماہانہ لیز/کرایہ مبلغ 4،000 روپے جس میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ ہوگا۔ مورخہ 27-06-05 کو مسمی شیخ ثناء اللہ ولد جاوید اقبال سکنہ شور کوٹ کو دی گئی ہے۔ لیز پر دینے کا اگرچہ اختیار چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کو حاصل ہے تاہم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے پیشگی اجازت حاصل کر کے زمین لمبے عرصہ کیلئے کمرشل مقاصد کے تحت بذریعہ نیلام عام دی گئی ہے۔ لیز پر قواعد وضوابط اور شرائط کی نقل برفلیگ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ پراپرٹی کو کوڑیوں کے بھاؤ من پسند افراد کے ساتھ ملی بھگت کر کے دی گئی ہے بلکہ بعد از وسیع تر مشتہری ومنادی بذریعہ اخبار روزنامہ "خبریں" لاہور مورخہ 19-06-2005 ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب، زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف فیصل آباد اور منیجر اوقاف کی نگرانی میں مورخہ 27-06-05 بذریعہ نیلام عام لیز پر دی گئی ہے۔ نقل اشتہار اخبار برفلیگ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب میں بھل صفائی مہم کے لئے فنڈز اور اخراجات کی تفصیل

*156: میاں نصیر احمد: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر سال نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے، یہ کس موسم میں کی جاتی ہے؟

(ب) کیا بھل صفائی کی مہم سرکاری خرچ پر کی جاتی ہے یا مقامی سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت کی جاتی ہے؟

(ج) اگر بھل صفائی کی مہم کے لئے حکومت پنجاب فنڈز مختص کرتی ہے تو 07-2006 اور 08-2007 میں اس مہم پر کتنے اخراجات ہوئے، علیحدہ علیحدہ نہر کے حساب سے تفصیل فراہم کی جائے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر سال نہروں اور راجباہوں کی بھل کی صفائی کی جاتی ہے یہ ماہ دسمبر اور جنوری میں سالانہ بندی کے دوران کی جاتی ہے۔

(ب) جہاں پر نہریں حکومت کے کنٹرول میں ہیں وہاں سرکاری خرچ پر بھل صفائی کی جاتی ہے اور جہاں کسان تنظیم کے کنٹرول میں ہیں وہاں وہی بھل صفائی کے اخراجات کے ذمہ دار ہیں۔

(ج) سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران بھل صفائی مہم پر کئے جانے والے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل شورکوٹ، جھنگ میں مسلم اوقاف کا کل رقبہ و آمدن کی تفصیلات

*438۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ میں محکمہ مسلم اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبہ سے محکمہ کو سالانہ کتنی آمدن ہوئی ہے گزشتہ پانچ سالوں کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) تحصیل شورکوٹ میں کون کون سا رقبہ کس کس کو کتنی رقم کے عوض لیز/ کرایہ پر دیا گیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ میں محکمہ مسلم اوقاف کا کل رقبہ 6626 ایکڑ 17 مرلے ہے جس میں سے 5989 ایکڑ 11 مرلے قابل کاشت ہے۔

(ب) سال 09-2008 کے لئے اس رقبہ میں سے 2037 ایکڑ 7 کنال 3 مرلے رقبہ بمطابق رپورٹ مینجر اوقاف شور کوٹ اب تک پٹہ پر دیا گیا ہے۔ جس سے محکمہ کو مبلغ 5572015 روپے وصول ہوئے ہیں، گزشتہ پانچ سال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	رقم
2003-04	9718059/- روپے
2004-05	10936657/- روپے
2005-06	1890971/- روپے
2006-07	14300720/- روپے
2007-08	5572015/- روپے

(ج) سال 09-2008 کے لئے اس رقبہ میں سے 2037 ایکڑ 7 کنال 3 مرلے رقبہ بمطابق رپورٹ مینجر اوقاف شور کوٹ اب تک پٹہ پر دیا گیا ہے۔ جس سے محکمہ کو مبلغ 5572015/- روپے وصول ہوئے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل دیپالپور، اوکاڑہ، انہار کے دونوں اطراف سرکاری زمین پر بااثر خاندانوں کا قبضہ و دیگر تفصیل

*224: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی انہار بی ایس لنک، طاہر کینال، اپر کینال، سہاگ کینال پر نہر کی دونوں اطراف سرکاری زمین پر بااثر خاندانوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے اور انہار کی دونوں اطراف درخت لگانے اور ناجائز قابضین سے تاوان وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے متعلقہ افسران ناجائز قابضین کے ساتھ معاونت کر رہے ہیں، اگر ہاں تو کیا حکومت ایسے افسران کے خلاف محکمانہ کاروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ نہر ہائے راجباہ طاہر اور اپر سوہاگ کینال کی دائیں جانب سرکاری زمین پر ناجائز قابضین نے جزوی طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) ناجائز قابضین سے سرکاری رقبہ واگزار کرانے کے لئے ایکسیئن خانواہ ڈویژن نے ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو اوکاڑہ کو تحریر کیا ہوا ہے۔ نیز نہر ہائے پر درخت لگانا محکمہ جنگلات کی ذمہ داری ہے۔ مزید برآں ناجائز قابضین کے خلاف لگان ناجائز کاشت کے لئے بھی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کو تحریر کیا ہوا ہے۔

(ج) محکمہ ہذا کے متعلق افسران ناجائز قابضین کی ہر گز معاونت نہ کر رہے ہیں بلکہ ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کے لئے کوشاں ہیں۔

داتا دربار ہسپتال لاہور میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*589۔ محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) داتا دربار ہسپتال لاہور میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد، گریڈ وائز اور عہدہ وائز کتنی ہے؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، عرصہ تعیناتی اور ماہانہ تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت ہسپتال میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(د) اس وقت ایمر جنسی وارڈ میں کتنے ڈاکٹرز و دیگر عملہ تعینات ہے؟

(ہ) ایمر جنسی میں کتنے مریض روزانہ داخل ہوتے ہیں اور ان کو کون کون سی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(و) کیا حکومت اس ہسپتال کی ایمر جنسی کی ضروریات کے مطابق مزید سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) داتا دربار ہسپتال لاہور میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 300 ہے، جن کی تفصیل فلیگ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیلات فلیگ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) داتا دربار ہسپتال لاہور میں خالی اسامیوں کی تفصیل فلیگ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) داتا دربار ہسپتال لاہور میں ایمر جنسی وارڈ نہ ہے۔

(ہ) داتا دربار ہسپتال لاہور میں ایمر جنسی وارڈ نہ ہے۔

(و) داتا دربار ہسپتال لاہور میں ایمر جنسی وارڈ نہ ہے۔

ایس ایم لنک کینال کی تعمیر وضرورت سے زائد رقبہ کی واپسی کا مسئلہ

*336: جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس ایم لنک کینال کی تعمیر کے لئے حکومت نے مالکان اراضی سے رقبہ حاصل کیا تھا، مذکورہ نہر کی تعمیر و تکمیل میں کل کتنا رقبہ استعمال ہوا اور نہر کی ضرورت سے کل کتنا رقبہ زائد بچا ہوا ہے؟

(ب) کیا حکومت زائد رقبہ مالکان اراضی کو واپس دینے کو تیار ہے یا زائد رقبہ پر کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت نہر کی ضرورت سے بچ جانے والا رقبہ مالکان کو واپس کر دے گی یا رقبہ کی بجائے موجودہ قیمت دینے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ ایس ایم لنک کی تعمیر کے لئے 4264 ایکڑ رقبہ حاصل کیا گیا۔ متذکرہ کینال کی تعمیر واپڈا کی زیر نگرانی میں کی گئی اور بعد از تکمیل منصوبہ تمام سسٹم محکمہ انہار کو ٹرانسفر کیا گیا۔کینال کی سنٹر لائن سے لیفٹ اور رائٹ دونوں اطراف کم و بیش 300 فٹ سے 500 فٹ تک رقبہ محکمہ کی تحویل میں ہے اور نہر کی ضرورت سے زائد رقبہ نہ ہے۔

(ب) ایس ایم لنک کے ساتھ رقبہ کینال کی ریماڈلنگ اور گنجائش بڑھانے کے لئے مختص ہے۔ جیسا کہ سال 2006 میں ڈسٹرکٹ بہاول پور میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے ایس ایم لنک کینال کی استعداد 10،100 کیوسک سے بڑھا کر 11300 کیوسک کرنے کیلئے ریماڈلنگ کی سکیم منظور کی ہے۔

(ج) ایس ایم لنک کے لئے حاصل کردہ رقبہ اس کی ضرورت کے لئے مختص ہے اور واپس کرنے کا ارادہ نہ ہے متذکرہ رقبہ کی ادائیگی بوقت تعمیر واپڈا کر چکی ہے۔

محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*359: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ ڈویژن میں بیلداروں کی اسامیاں خالی ہیں، اگر ہاں تو ان کی تعداد اور جگہ کیا ہے؟

(ج) کیا محکمہ کا مذکورہ ڈویژن میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ انہار فیصل آباد کینال ڈویژن میں بیلداروں کی منظور شدہ تعداد 89 ہے۔

(ب) محکمہ انہار فیصل آباد کینال ڈویژن میں بیلداروں کی خالی اسامیوں کی تعداد 28 ہے۔یہ اسامیاں ضلع حافظ آباد، ضلع فیصل آباد اور ضلع جھنگ میں واقع ہیں۔

(ج) چونکہ راجباہوں کا انتظام کسان تنظیموں کو منتقل کر دیا گیا ہے۔لہذا راجباہوں پر بیلدار رکھنے کی ذمہ داری کسان تنظیموں پر ہے جھنگ برانچ کینال پر 14 اسامیوں کو بھرتی کرنے کی

ضرورت ہے لیکن حکومت کی طرف سے خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے پر پابندی ہے۔ پابندی ختم ہونے پر بھرتی کی جاسکے گی۔

حویلی لکھا(اوکاڑہ) محکمہ آبپاشی کی اراضی پر ناجائز قابضین کا قبضہ

*389: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہیڈ سلیمانکی روڈ گہل سنگھ نزد حبیب بنک حویلی لکھا شہر کی حدود کے اندر نہر کے ساتھ ساتھ کتنی اراضی محکمہ آبپاشی کی ملکیت ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی کی بیشتر زمین پر لوگوں نے قبضہ کیاہوا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا محکمہ کی اراضی پر لوگوں نے دکانیں بنارکھی ہیں، جن لوگوں نے اراضی پر دکانیں قائم کی ہوئی ہیں، انکے نام اور پتا جات کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی اراضی پر قبضہ محکمہ کے اہلکاران وافسران کی ملی بھگت سے کروایا گیاہے، جن افسران کی ایماپر یہ سب کچھ ہوا، ان کے نام، عہدہ اور موجودہ پوسٹنگ سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا محکمہ جس جگہ قابضین نے دکانیں تعمیر اور تجاوزات قائم کی ہوئی ہیں، ان کو ختم کر کے مقبوضہ اراضی کو واگزار کروانے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) حویلی لکھا شہر موضع گہل سنگھ کی حدود میں حویلی لکھا ڈسٹی برجی 16 تا 17 واقع ہے۔نہر کے بائیں جانب پختہ سڑک ہے اور دائیں جانب تقریبا 18 فٹ کچی سڑک ہے۔

(ب) درست ہے۔ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کے لئے محکمہ حسب ضابطہ کارروائی کر رہاہے۔

(ج) رقبہ محکمہ نہر پر ناجائز قابضین کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے محکمہ کا اگر کوئی اہلکار ملوث پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ہ) ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے اور ناجائز تجاوزات ختم کرانے کے لئے محکمہ حسب ضابطہ کارروائی کر رہا ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں محکمہ انہار کی اراضی و قابضین کی تفصیلات

*416: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ انہار کی کتنی اراضی ہے؟

(ب) اس وقت اس اراضی پر کون کون قابض ہیں، ان کے نام و پتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا محکمہ ان قابضین کے خلاف اراضی کو واگزار کروانے کے لئے کارروائی کر رہا ہے، اگر کر رہا ہے تو جن اہلکاران وافسران نے اس کارروائی میں حصہ لیا، انکے نام، عہدہ اور چیکنگ کی تاریخ سے آگاہ فرمائیں؟

(د) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی کے افسران نے ضلع کے کسانوں کی ترقی کیلئے محکمہ کی طرف سے جو اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی کے کتنے افسران واہلکاران ہیں، جو ایک ہی جگہ پر تین سال سے زائد کا عرصہ گزار چکے ہیں اور کیوں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ انہار کی 164.5 ایکڑ اراضی ہے۔

(ب) محکمہ انہار کی اراضی پر ناجائز قابضین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ مستقبل کی ضروریات کے لئے مختص رقبہ جات بذریعہ نیلامی پٹہ پر دیتا تھا جس پر حکومت نے مئی 2005 سے پابندی لگادی تھی سابقہ پٹہ داروں سے زمین واگزار کرانے کے لئے محکمہ حسب ضابطہ کارروائی کر رہا ہے ایکسیئن شیخوپورہ، ایس ڈی او، شیخوپورہ، ڈپٹی کلکٹر اور ضلعداران ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں۔

(د) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی نے کسانوں کی ترقی کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں جس سے پانی کی فراہمی آخری موگہ تک یقینی بنائی گئی ہے۔

-1 defective اور problematic channel کی بھل صفائی اور موگہ جات کی مرمت عمل میں لائی گئی۔

-2 کاشتکاروں کو سہولیات پہنچانے اور تمام راجباہوں کی ٹیل پر پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے پانی چوری کے اقدام کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے قاصران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

-3 راجباہوں کو پختہ کرنے کا کام ہو رہا جس سے پانی کا ضیاع کم ہوگا اور کاشتکاروں خصوصاً ٹیل کے زمینداروں کو زیادہ فائدہ ہوگا۔

(ہ) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور ڈویژن میں محکمہ اراضی وقابضین کی تفصیلات

*417: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویژن میں محکمہ کی کتنی اراضی ہے اور اس کا تصرف کیا ہے، اس سے محکمہ کیا فوائد حاصل کر رہا ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) محکمہ کی اراضی پر کون کون لوگ قابض ہیں اور ان قابضین سے متعلقہ انتظامیہ انہیں واگزار کروانے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اسکی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ضلع لاہور میں محکمہ آبپاشی کے کتنے آفیسران واہلکاران ہیں جو ایک ہی جگہ پر تین سال سے زائد کا عرصہ گزار چکے ہیں اور کیوں ان کے نام، عہدہ سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کاشتکاروں کو سہولیات پہنچانے اور کسانوں کی ترقی کے لئے محکمہ کی انتظامیہ نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، انکی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) لاہور ڈویژن میں محکمہ کی کل 115 ایکڑ 2 کینال اراضی ہے۔ جس میں موجود تعمیرات، رہائش ہائے، دفاتر و ریسٹ ہاؤس کے علاوہ رقبہ آئندہ محکمہ کی ضرویات کے لئے مختص ہے جسے محکمہ بذریعہ نیلامی پٹہ پر دے دیتا تھا مگر مئی 2005 سے محکمہ نے پٹہ لیز پر پابندی لگا دی ہے۔ اس لئے اب محکمہ اس سے کوئی فوائد حاصل نہ کر رہا ہے۔

(ب) تفصیل ناجائز قابضین (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ناجائز قابضین سے اراضی واگزار کرانے کے لئے محکمہ حسب ضابطہ کارروائی کر رہا ہے۔

(ج) لاہور ڈویژن کے ضلع لاہور میں آبپاشی کے جن افسران واہلکاران جن کی تعیناتی کو تین سال سے زائد ہو چکے ہیں ان کی فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان افسران واہلکاران کو ان کی اچھی کارکردگی کی بنا پر ٹرانسفر نہ کیا گیا ہے۔

(د) کاشتکاروں کو سہولیات پہنچانے اور راجباہوں کی ٹیلوں پر پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے پانی چوری کے اقدام کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے متعلقہ تھانوں میں پانی چور زمینداروں کے خلاف پرچہ جات درج کرائے گئے ہیں اور تاوان کی بھی کارروائی کی گئی ہے جس سے پانی چوری کے وقوعات میں کمی واقع ہوئی ہے۔ راجباہوں کو پختہ کرنے کا کام بھی ہو رہا ہے۔ جس سے پانی کا ضیاع کم ہو گا اور کاشتکاروں بالخصوص ٹیل کے زمینداروں کو فائدہ ہو گا۔

تلہ گنگ: آبپاشی کی سکیم گھمبیر ڈیم کی تیاری کا معاملہ

*610: **ملک محمد ظہور انور:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آبپاشی کی سکیم گھمبیر ڈیم کا دیرینہ منصوبہ واقع تھانہ لاوا تحصیل تلہ گنگ جو ایک عرصہ سے منظور شدہ سکیم ہے اور جس کے لئے فنڈز بھی مختص ہو چکے ہیں، اس پر ابھی تک کیوں کام شروع نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ سکیم پر کام شروع کر دیا جائے گا، اگر نہیں تو کیوں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) گھمبیر ڈیم کی منظوری کی مجاز اتھارٹی وفاقی حکومت ہے اس لئے یہ منصوبہ صوبائی حکومت نے پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ (PDWP) کی منظوری کے بعد سنٹرل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی (CDWP) کی منظوری کے لئے وفاقی حکومت کو بھیج دیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ب) اس منصوبہ کی منظوری کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

میاں چنوں-چکوک نمبر52، 53،54، 55-/ 15ایل کو نہری پانی نہ ملنے کا مسئلہ

*613: رانا بابر حسین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چکوک نمبر55،54،53،52 / 15-ایل تحصیل میاں چنوں جس نہر سے سیراب ہو رہے ہیں یہ اس نہر کی ٹیل پر واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کی ٹیل پر پانی نہیں پہنچ رہا جس کی وجہ سے ان چکوک کی سینکڑوں ایکڑ زرعی اراضی بنجر ہو رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان چکوک کے کسانوں نے اپنی عرض داشت آپ کو گزاری تھی تو آپ نے ٹیلی فون پر ایکسئین متعلقہ کو پانی کی فراہمی کا آرڈر کر دیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آپ کے احکامات کے باوجود ابھی تک ٹیل پر پانی کی کمی ہے اگر ہاں تو حکومت کب تک ان چکوک کو نہری پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ چکوک نمبران55،54،53،52 / 15-ایل راجباہ 1ایل / 15ایل سے سیراب ہوتے ہیں مگر ان میں سے صرف چک نمبر53 / 15ایل راجباہ کی ٹیل پر واقع ہے۔

(ب) درست نہ ہے کہ نہر کی ٹیل پر پانی نہیں پہنچ رہا۔ راجباہ 15ایل / 1ایل کو وارہ بندی پروگرام کے مطابق چلایا جا رہا ہے اور ٹیل پر منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی پہنچ رہا ہے۔

(ج) درست ہے بمطابق ہدایات متعلقہ ایکسئین نے مورخہ 28 مئی 2008 کو ٹیل چیک کی اور ٹیل پر پانی منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پایا گیا۔

(د) درست نہ ہے۔ نہر 15ایل / 1ایل کو منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق چلایا جا رہا ہے اور ٹیل پر بھی پانی کی کمی نہ ہے۔

جھنگ: دریائے جہلم کے بائیں کنارے بند کی تعمیر کا مسئلہ ودیگر تفصیلات

*689: چودھری ظہیر الدین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے جہلم کے بائیں کنارے پر واقع ضلع جھنگ کی ہزاروں ایکڑ پر مشتمل زرخیز اراضی والے کئی دیہات پانی کے کٹاؤ کی وجہ سے نیست و نابود ہونے کے خطرات سے دوچار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل سلیانہ کے گاؤں بھورانہ کی زمین کا تین چوتھائی حصہ تباہ ہو چکا ہے یہ گاؤں تمام قریبی دیہات مثلاً سلیانہ، کھتیانہ، بھلی احمد خان، کابلی، رجانہ، سجاول اور کوٹ خان میں سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے، ان دیہات کی زیادہ تر زمین کٹاؤ کا شکار ہو چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریا کے کٹاؤ سے پہلے ہی سو سے زائد کئی چھوٹی آبادیاں اور دیہات دریا برد ہو چکے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقامی لوگوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر آبپاشی سے اس صورتحال کا جائزہ لینے اور وسیع پیمانے پر ہونے والی تباہی سے بچاؤ کے لئے دریائے جہلم کے بائیں کنارے پر ایک بند کی تعمیر کے احکامات جاری کرنے کی درخواست کی؟

(ہ) اگر مذکورہ بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت اس صورتحال پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ دریائے جہلم کے بائیں کنارے واقع کچھ موضعات کی زرخیز زرعی اراضی دریا کے پانی کے بہاؤ اور کٹاؤ سے متاثر ہوئی ہیں اور مسلسل دریا برد ہونے کے خطرات سے دوچار ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یونین کونسل سلیانہ کے موضعات دریائے جہلم کے کٹاؤ سے متاثر ہوئے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ کچھ چھوٹی آبادیاں وڈیرہ جات دریائے جہلم کے پانی کے بہاؤ اور کٹاؤ سے متاثر ہوئے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) موقع کی صورتحال کے پیش نظر مجوزہ بند کی تعمیر کی سکیم تیاری کے مراحل میں ہے۔ منظور ہونے اور مرکزی حکومت سے فنڈز ملنے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

صوبہ پنجاب میں کاشتکاروں کو نہری پانی کی شدید قلت کا سامنا و دیگر تفصیلات

*717: چودھری ظہیر الدین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب صوبہ پنجاب میں نہری نظام قائم کیا گیا تو کاشت کردہ رقبہ کم تھا اب زیر کاشت رقبہ میں اضافہ کی وجہ سے کاشتکاروں کو نہری پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے؟

(ب) گزشتہ چند سالوں سے نہروں میں پانی کی کمی کی وجہ سے وارہ بندی شروع کی گئی کیا حکومت اس شرح سے کسانوں سے آبیانہ کم لینے کے لئے اقدامات بھی اٹھا رہی ہے؟

(ج) سکارپ ٹیوب ویل سکیم کی اشد ضرورت جو اس وقت صوبہ پنجاب کو ہے، اس کے پیش نظر حکومت اسے دوبارہ جاری کرنے پر تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

(د) نہری علاقوں میں پانی کی شدید کمی کی وجہ سے کاشتکاروں نے اپنے ٹیوب ویل لگا رکھے ہیں جن کے بھاری بھرکم بلوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان سے آبیانہ بھی وصول کیا جاتا ہے کیا حکومت ان کے مالی دباؤ کو کم کرنے کے اقدامات اٹھانے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ نہری نظام جو 1947 میں پاکستان کی آزادی کے وقت صوبہ پنجاب کے حصہ میں آیا اس میں قائم کردہ رقبہ میں اضافہ ہوا ہے۔

(ب) نہروں میں پانی کی کم دستیابی کی وجہ سے ان کو وارہ بندی کے مطابق چلایا جا رہا ہے تاہم کم پانی کے پیش نظر "فلیٹ ریٹ آف آبیانہ" کے نظام میں نہروں کی ٹیل کے 20 فیصد حصہ کے رقبہ جات پر قائمی آبیانہ میں 50 فیصد رعایت دی گئی ہے۔اس کے علاوہ کسی بھی وجہ سے فصلات کے متاثر ہونے کی صورت میں آبیانہ میں کمی یا معافی کا نظام موجود ہے۔

(ج) سکارپ ٹیوب ویل سکیم دوبارہ شروع کرنے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے کیونکہ یہ سکیم سیم و تھور پر قابو پانے اور زیر زمین پانی کی سطح کو مناسب لیول پر رکھنے کے لئے اس وقت شروع کی گئی تھی، جب پرائیویٹ سیکٹر میں ٹیوب ویلز نہ تھے۔سکارپ ٹیوب ویلز سکیم سے مطلوبہ اہداف کافی حد تک حاصل کئے جا چکے ہیں اور اب پرائیویٹ

سیکٹر میں تقریباً آٹھ لاکھ ٹیوب ویلز لگ چکے ہیں۔اس لئے سکارپ ٹیوب ویلز کی اب ضرورت نہ ہے۔اس کے علاوہ سکارپ ٹیوب ویلز کی مرمت اور بجلی کے بلز کی مد میں اخراجات بھی ان کی افادیت سے کہیں زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ سکیم قابل عمل نہ ہے۔

(د) نہری علاقوں میں پرائیویٹ ٹیوب ویل لگانے پر کاشت کار کو 25 فیصد آبیانہ میں رعایت کا نظام موجود ہے اور یہ تخفیف 8 سے 10 سال کی مدت کے لئے دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ٹیوب ویلز کے بجلی کے بلوں میں بھی گورنمنٹ نے 25 فیصد رعایت دے رکھی ہے۔

مغل پورہ اریگیشن ورکشاپ کی 05-2004 کی آمدن واخراجات کی تفصیلات

*845: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 05-2004 میں مغل پورہ اریگیشن ورکشاپ میں اخراجات کے مقابلے میں آمدن زیادہ ہوئی تھی جبکہ مالی سال 06-2005 میں اخراجات کے مقابلے میں آمدن کم ہوئی تھی،اگر ہاں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ میں کچھ مشینری ناقص پڑی ہوئی ہے اگر ہاں تو کون سی اور کب سے پڑی ہے۔ مذکورہ ناقص مشینری کو فروخت کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ ورکشاپ کو مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران حکومت کی طرف سے کتنی رقم فراہم کی گئی اور ان سالوں میں اخراجات اور آمدن کیا ہوئی؟

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ میں مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	اخراجات (ملازمین کی تنخواہ وغیرہ)	آمدن (جتنی رقم کا کام کیا گیا)
2004-05	36151698 روپے	4862820 روپے
2005-06	41733203 روپے	17672225 روپے

درج بالا تفصیل سے واضح ہے کہ دونوں سالوں میں اخراجات آمدن سے زیادہ تھے البتہ مالی سال 06-2005 میں آمدن مالی سال 05-2004 سے زیادہ رہی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مغل پورہ اریگیشن ورکشاپ میں کچھ مشینری ناقص / ناکارہ پڑی ہوئی تھی، تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) ایکسویٹر ڈویژن فیصل آباد کے گیارہ بلڈوزر تقریباً عرصہ 20 سال سے مغلپورہ ورکشاپ میں پڑے ہوئے تھے جن کو جولائی 2008 میں ایکسویٹر ڈویژن فیصل آباد کے حوالے کر دیا گیا ہے جن کی نیلامی کی کارروائی کی جارہی ہے۔

(ii) اس کے علاوہ ناقص / ناکارہ مشینری جو مغل پورہ ورکشاپ کی ملکیت ہے اس کی نیلامی کرنے کے لئے سروے رپورٹس کی منظوری حاصل کر لی گئی ہے اور ریزرو پرائس مقرر کرنے کے لئے تفصیل کمیٹی کو ارسال کر دی ہے۔ ریزرو پرائس مقرر ہونے کے بعد ضروری تفصیل ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایف اینڈ پی) لاہور کو بحیثیت سیکرٹری ڈسٹرکٹ ڈسپوزل کمیٹی برائے نیلامی ارسال کر دی جائے گی۔

(ج) مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران مذکورہ ورکشاپ کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	فراہم کردہ رقم (بجٹ برائے تنخواہ، روپے)	اخراجات (ملازمین کی تنخواہ وغیرہ، روپے)	آمدن (جتنی رقم کا کام کیا گیا، روپے)
2006-07	48617000	45529712	13703307
2007-08	48963000	50364312	23286273

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا وقت دیا۔ آپ نے میری طرف سے کبھی نہیں دیکھا ہو گا کہ میں ہمیشہ rules and regulation کو بھی follow کرتی ہوں اور اپنا حق سمجھتے ہوئے اور بڑی تہذیب سے آپ سے بات کرنے کی جسارت کرتی ہوں۔ میں آپ کے توسط سے صرف اتنی گزارش کروں گی کہ جب تک وہاں سے positive response نہیں ہو گا تو اس کا جواب بھی positive کیسے آ سکتا ہے؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر اس

کارروائی کو اچھے طریقے سے چلانا ہے تو positive باتیں ہوں۔ ابھی میرے بھائی شوکت بسرا صاحب نے جس انداز سے میرا نام لے کر criticize کیا، انہوں نے جو کیچڑ اچھالا ہے میں بھی جواب دینے کا حق رکھتی ہوں کہ وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ انہوں نے ہماری ایک معزز ممبر۔۔۔

جناب سپیکر: میرے نزدیک آپ تمام قابل احترام ہیں۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔ محترمہ! میں نے آپ کو خصوصی وقت دیا ہے، آپ تشریف رکھیں، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ شکریہ

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ اپوزیشن کے بغیر یہ ہاؤس نہیں چل سکتا۔ اپوزیشن والے ہمارے قابل احترام معزز ممبران ہیں۔ ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی عزت کرتے ہیں۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ہوں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کے تمام ممبران ہمارے لئے قابل احترام ہیں، ہمارے لئے عزت کی جگہ ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوستوں کو خاموش رہنا چاہئے اور انہیں پورا موقع دینا چاہئے کہ وہ ہم پر تنقید کریں۔ انہیں پورا موقع ملنا چاہئے۔ آج آپ نے دیکھا کہ پانچ یا چھ سوال ایک گھنٹے میں ہوئے ہیں۔ پہلے بھی یہ دستور رہا ہے کہ ہر سوال پر سپیکر صاحب دو یا تین ضمنی سوالات کی اجازت دیتے ہیں اور جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتے لیکن آج میں اس ہاؤس کے floor پر کھڑا ہو کر اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں اور اپنے ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ خاموشی سے ان کی بات سنیں، انہیں تنقید کرنے کا موقع دیں۔ ہم ان کا جواب دینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کا مثبت جواب دیں گے، ان کی بات سنیں گے لیکن cross talk نہیں ہونی چاہئے۔ ہم نے اب حکومت سنبھال لی ہے اور ہمارے پاس یہ کہنے کا کوئی اختیار نہیں کہ کل انہوں نے کیا کیا تھا؟ وہ وقت گزر چکا ہے جو انہوں نے کیا تھا اس کا خمیازہ یہ بھگت چکے ہیں۔ اب ان کے ساتھ جو چند ممبران رہ گئے ہیں یہ بھی نہیں رہیں گے لیکن اس کے باوجود میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے ان کی بات سننی ہے، ان کی عزت کرنی ہے، یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ آپ ان کو زیادہ وقت

دیں، ان کو زیادہ floor دیں لیکن میری صرف ایک گزارش ہے کہ cross talk ادھر سے اور ادھر سے بند کریں۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش ہے کہ اس طرح یہ کام نہیں چلے گا۔ میں یہاں پر یہ بات واضح طور پر کہہ رہا ہوں۔ میری راناثناء اللہ صاحب سے بھی گزارش ہے کہ پچاس پچاس کا گروپ بنائیں، سیکرٹری اسمبلی کو کہیں کہ روزانہ ایک گروپ کو ایک گھنٹے کی بریفنگ دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں، سب کو بتایا جائے کہ کس طرح اسمبلی میں بیٹھنا ہے، کس طرح بات کرنی ہے، کس طرح سپیکر کی بات سننی ہے۔ ہم بھی ابھی سیکھ رہے ہیں، یہ دوست بھی سیکھ رہے ہیں، بہت سے نئے دوست آئے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ میری دونوں طرف کے ممبران سے گزارش ہے کہ خاموشی سے اور تحمل سے اس ہاؤس کو چلائیں، انشاء اللہ ہم نے اس ہاؤس میں پانچ سال بیٹھنا ہے اور اس صوبے کی خدمت کرنی ہے۔ اپوزیشن ہم پر تنقید کرے، ہماری غلطیاں یہ پوائنٹ آؤٹ نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟ یہ صوبے کی بہتری کے لئے ہی کام کر رہے ہیں اور جہاں ہم غلط ہوں گے تو ہماری گاڑی کو پٹڑی پر یہ چڑھائیں۔ ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ ان کا اپوزیشن لیڈر نہیں بنتا تھا لیکن ہم نے اللہ واسطے بنادیا تاکہ یہ اندر آئیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب کی طرف سے اچھے جذبات آئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس طرف سے بھی اچھے جذبات ہی ہوں گے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی بات کی تائید کروں گا کہ اس ہاؤس کا positive role ہو کیونکہ ہم اس صوبے کے عوام کو جوابدہ ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے بھی جوابدہ ہیں۔ اگر ہم یہاں پر آکر اس ایوان کو مچھلی منڈی بنادیں تو وہ مناسب نہیں ہے۔ میں اپنے بنچوں سے یہی گزارش کروں گا کہ cross talk اور نعرہ بازی سے گریز کریں اور اس ایوان کی کارروائی کو چلانے کے لئے ہم جتنی کوشش کر سکتے ہیں ہمیں کرنی چاہئے۔ میں دوسری بات یہ گزارش کروں گا کہ وقفہ سوالات میں اگر آپ اس کو limited کرنا چاہیں کہ ہر سوال کے تین سے زائد ضمنی سوال نہیں ہونے چاہییں تو وہ آپ کی صوابدید پر ہے، آپ جیسا چاہیں کریں۔ تیسری بات یہ ہے کہ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ ہم تو اس ہاؤس میں ایک چھوٹی minority ہیں۔ اگر آپ لوگ

ہمیں bulldoze کرنے کی کوشش کریں گے تو ہمارا کوئی نہ کوئی reaction تو ہو گا۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ آپ اپنے ممبران کو تھوڑی سی ٹریننگ دلوائیں کہ یہ اس ایوان میں کس طرح conduct کریں اور ہمارے ممبران کو بھی ٹریننگ دلوائیں۔

جناب سپیکر: آپ کس کے ممبر ہیں؟ آپ سب اس معزز ہاؤس کے ممبران ہیں۔ میرے لئے آپ قابل احترام ہیں۔ میں ان کا بھی احترام کرتا ہوں، آپ کا بھی احترام کرتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگلی بات جو معزز وزیر صاحب نے کہی میں اس کی بھی تائید کرتا ہوں کہ ہماری پارٹی کا احتساب 18 فروری کو ہو چکا ہے، اب حکمران پارٹی کی باری ہے۔ اگر یہ ہر بات کے جواب میں یہ کہیں کہ پچھلے پانچ سال میں کیا ہوا ہے تو میں Winston Churchill کی ایک quotation ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا کہ:-

> "Peoples would look to the pass for every answer on the present risk missing out on the future altogether" thank You.

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! صرف بات اتنی سی ہے کہ آج صبح اخبار بھی پڑھا ہے اور اس میں مچھلی منڈی کے کوڈ سے اس اسمبلی کو بلایا جاتا ہے۔ میرے فاضل رکن ہراج صاحب تقریباً آج کے دن میں چھ دفعہ مچھلی مارکیٹ اور مچھلی منڈی کا لفظ استعمال کر چکے ہیں۔ اس سے پہلے بھی یہ House چل رہا تھا لیکن ایک بات سے اختلاف ہے کہ House in order نہیں ہے جس سے ہمیں بھی تکلیف ہوتی ہے ورنہ راجہ صاحب کو یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی کہ اس گریجوایٹ اسمبلی کو کسی سے کلاس لینے کی ضرورت ہے۔ اس میں ہمارے فاضل ممبران چاہے وہ اپوزیشن سے ہیں، چاہے وہ حزب اقتدار سے ہیں لیکن وہ بھی یہ بات کرتے ہوئے جو کوئی بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو ایسے شعبدہ بازوں کی طرح بات کر کے پھر بعد میں پتا نہیں معنی خیز مسکراہٹ سے کیوں بیٹھتا ہے؟ وہ سمجھتا ہے کہ یہ بات میں نے joke کے لئے کی ہے یا کسی کا مذاق اڑانے کے لئے کی ہے یا اور کسی کے لئے کی ہے۔ انہوں نے بہت بہتر کہا ہے کہ پانچ سال کا عرصہ اور راجہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ پانچ سال کا عرصہ سوال جواب دینے کے لئے ان کے لئے کافی ہے لیکن میں کسی پر تنقید نہیں کرتا۔ ہم

ایک پارٹی کے بندے ہیں، آمریت کے خلاف ہیں، جدو جہد کی نشانی ہیں اور یہاں پر آکر بیٹھے ہیں لیکن ایسے ماحول کے متلاشی ہیں کہ کوئی ہمیں اس ایوان کا نمائندہ ہوتے ہوئے بھی برا بھلا نہ کہے کیونکہ ہر بندہ اپنی عزت رکھتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سب بندے قابل ہیں۔ سب بندے اپنی عزت رکھتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سب اپنی عزت اور اپنا وقار رکھتے ہیں اور ووٹ لے کر آئے ہیں، چاہے فرشتوں نے ڈالے، چاہے دھاندلی سے ہوئے اور چاہے آمریت نے ڈالے، کسی طریقے سے بھی اس House میں آئے ہیں، میں خدارا! ان لوگوں سے صرف یہ اپیل کروں گا کہ شاید ہم بطور حزب اقتدار کے بول نہیں سکتے۔ نہیں، ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں لیکن بات اتنی سی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہاں ہنس لیں۔ اس اجلاس سے پہلے بھی اجلاس چل رہے تھے اور یہاں پر کبھی بھی کسی نے کسی پر تنقید نہیں کی۔ پچھلے سات اجلاس ہوئے ہیں۔ اگر آپ کی کمی یا کسی اور کی کمی کی وجہ سے کوئی ایسی بات ہوئی ہو گی تو اجلاس بدستور چلتے رہے ہیں اور کبھی بھی یہ مچھلی منڈی یا کسی قسم کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ اب آٹھویں اجلاس میں اگر یہ آئے ہیں تو ہم انہیں ویلکم کہتے ہیں لیکن یہ بات سوچ لیں کہ کیا یہ کسی سازش کے تحت تو نہیں آئے یا ان لوگوں کو وہ موقع فراہم کرنا ہے جو یہ پانچ سال اپنے پورے کر گئے ہیں کہ ہم ایسا منظر پیش کرنے کے لئے آئے ہیں کہ یہ House چل نہیں رہا یا ہم اتنے نہیں ہیں۔ بہر حال آپ سے ایک ہی لفظ میں اتنی سی گزارش ہے کہ کسی کی عزت کی جائے گی تو اپنی عزت ہو جائے گی۔ اس House کے عزت، وقار اور تقدس کے لئے خدارا! ایسا نہ کرنے دیں۔ آپ بھی یہاں پر منتخب نمائندے بن کر بیٹھے ہیں کہ ایسے لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع مل سکے کہ اس House میں یہ ہو رہا ہے۔ بس میری اتنی سی گزارش ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ میں ایک گزارش کروں کہ House میں بیٹھ کر کوئی صاحب سگریٹ پی سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی اور چیز کھا سکتے ہیں۔ میں کچھ صاحبان کو دیکھ رہا ہوں تو انہیں خود بخود یہ بات سمجھنی چاہئے۔ آپ کی مہربانی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر میری ایک گزارش ہے کہ میں جناب سے صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار 234 کے تحت رول 115 کو معطل

کر کے آپ کے صوابدیدی اختیار سے یہ اجازت چاہتا ہوں کہ ایک قرارداد آپ کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہوں جس کی کاپی آپ کے پاس موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! طریق کار ذرا سامنے رکھیں اور اس کے مطابق ہمیں عمل کرنا چاہئے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس بارے میں ابھی آپ تشریف رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر مہربانی فرمائیں تو اس بارے میں وزیر قانون سے رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی تشریف رکھتے ہیں۔۔۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ کو یہ اختیار ہے کیونکہ اس اسمبلی کے پہلے اجلاس میں جب ساہی صاحب سپیکر تھے تو راجہ ریاض صاحب نے قرارداد پیش کی تھی اور سپیکر صاحب نے انہیں ضابطے کو معطل کر کے اجازت دی تھی اور روایت اس House میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! نہیں، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اسے پھر کر لیں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ وزیر قانون صاحب سے رائے تو لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کا اختیار ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد اگر آپ اپنے صوابدیدی اختیار کے تحت allow کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پہلے آج کی کارروائی مکمل ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پہلے ایجنڈا مکمل ہونے دیں اس کے بعد اس کو دیکھتے ہیں۔ ابھی میں آپ کے ساتھ کوئی commitment نہیں کر رہا لیکن ایجنڈا مکمل ہونے دیں، اس کے بعد دیکھیں گے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو ایک گزارش کروں کہ جس نکتے پر میں قرارداد پیش کر رہا ہوں۔ ملک کے موجودہ سیاسی حالات۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی اور ہمارے ایک دوست نے جو بات کی وہ بھی بہت اچھی ہے کیونکہ اس ایوان پر پورے پنجاب کی نظریں ہیں اور خاص طور پر ہمارا میڈیا اس ایوان کو دیکھ رہا ہے ، ہمارے attitude کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے behaviour کو دیکھ رہا ہے۔ آپ custodian of the House ہیں، آپ کی ذمہ داری ہے اور دوسرا اس ایوان کو مچھلی منڈی بنانے سے روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو in order کرے کیونکہ بزنس حکومت کا ہے ، ہمارا نہیں ہے۔ ہم نے حکومت پر اپنی عوام کے مسائل کو اجاگر کرنا ہے۔ جہاں ہم دیکھیں گے کہ حکومت عوام کے مسائل پر پٹڑی سے اتر رہی ہے وہاں حکومت کو اس پٹڑی پر لانا ہے۔ اس House کو in order کرنا آپ کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو اگر آپ غیر جانبداری سے دیکھیں گے، آپ ہمیں موقع دیتے رہیں گے کیونکہ اگر آپ ہمیں زیادہ بولنے کا موقع دیں گے یعنی اپوزیشن کو کیونکہ حکومت کے پاس تو بہت زیادہ material ہے، بہت سارے forums ہیں اور بہت ساری چیزیں ہیں جہاں وہ بول سکتے ہیں اور اس House میں جو ایک question answer ہوتا ہے اپوزیشن نے ہی اس میں چیزیں pin point کرنی ہوتی ہیں۔ [*************]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔ اعجاز شفیع صاحب!۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے نہایت مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ آج بھی most of the time ضائع ہو چکا ہے۔ ایجنڈے پر انتہائی اہم چیزیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات نہ کریں۔ ٹائم ضائع ہونے کی باتیں نہ کریں۔ یہ الفاظ ٹھیک نہیں ہیں۔ شکریہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو ایجنڈا ہے خدا کے لئے اس کو چلا دیں اور یہاں repetition ہو رہی ہے اور جو لوگ خود اس ایجنڈے کو disturb کرتے ہیں اور پھر وہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ابھی آپ نے ایجنڈے کو آگے بڑھایا تھا اس کے بعد پھر 25 منٹ ضائع ہوئے ہیں۔ مہربانی کر کے ایجنڈے کو چلائیں اور کوئی ضروری مسئلے بھی ہیں، میں نے صبح آپ سے discuss بھی کیا تھا، please ایجنڈے کو آگے بڑھائیں۔ شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جڑانوالہ پولیس تشدد سے ملزم کی ہلاکت

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ یہ پہلا نمبر 40 ہے جو کہ چودھری عبداللہ یوسف، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، چودھری عامر سلطان چیمہ، چودھری ظہیر الدین کی طرف سے ہے۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار مورخہ 4 جولائی 2008 کے مطابق چک نمبر 379 گ ب بچیانہ (جڑانوالہ) میں ملزم مشتاق کی ہلاکت پولیس کی حراست میں تشدد سے ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورثاء نے نعش سول ہسپتال جڑانوالہ کے سامنے روڈ پر لا کر روڈ بلاک کر دی اور پولیس کے خلاف شدید احتجاج کیا؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ذمہ دار پولیس اہلکاران کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے اور اب تک کی گئی کارروائی کی تفصیل کیا ہے؟

(د) کیا حکومت اس سفاکانہ ہلاکت کی انکوائری ہائی کورٹ کے جج سے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ اخبار میں ملزم مشتاق کی پولیس حراست میں ہلاکت کی خبر شائع ہوئی تھی لیکن یہ خبر حقائق پر مبنی نہ تھی۔ مشتاق متوفی رضائے الہیٰ سے فوت ہوا تھا اور جب وہ فوت ہوا اس وقت پولیس کی حراست میں نہ تھا۔

(ب) مشتاق احمد کے ورثاء نے تحریری بیان دیا ہے کہ جن لوگوں نے مشاق احمد کی موت کی وجہ سے روڈ بلاک کی ہے اور پولیس کے خلاف احتجاج کیا ہے ان سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) ایس۔پی صاحب لیول کی انکوائری سے پایا گیا ہے کہ مشتاق متوفی کی موت تشدد سے واقع نہ ہوئی ہے بلکہ اس کی موت قدرتی ہے جس کی وجہ سے وقوعہ ہذا میں دفعہ 174 ضابطہ فوجداری کی کارروائی کی گئی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں جوڈیشل انکوائری کے لئے سیشن جج صاحب کو تحرک کیا گیا ہے۔ دوران انکوائری اگر کوئی ملازم قصوروار پایا گیا تو اس کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں معزز اراکین جنہوں نے اس Call Attention Notice کو دیا ہے ان کی خدمت میں اور عامر سلطان چیمہ صاحب کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بھی بڑا واضح طور پر تحریر ہے اور یہ اس کی مصدقہ کاپی ہے اگر آپ اس کو ملاحظہ کرنا چاہیں کہ:

> On external examination there is no external injury or any disease

اس کے علاوہ جو اس کی وجہ موت پوسٹ مارٹم میں تحریر ہے وہ سینے کا درد ہے لیکن تاہم پہلے اس کی انکوائری تھانہ level پر ہوئی ہے اس کے بعد ایک ایس۔پی level کے آفیسر نے انکوائری کی ہے لیکن اس کے بعد بھی معاملات کو بہتر انداز میں analyze کرنے کے لئے کیونکہ پولیس کی اس میں involvement تھی تو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج فیصل آباد کو لکھا گیا یہ چٹھی میرے پاس ہے اور ان کی سربراہی اور رہنمائی میں ایک جوڈیشل انکوائری ایک ذمہ دار اور honest جوڈیشل آفیسر کر رہا ہے۔ اس کا رزلٹ آنے پر اگر اس میں کوئی پولیس کی involvement پائی گئی تو ان ملازمین کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): انکوائری کی رپورٹ کب تک آجائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چودھری صاحب! کیونکہ یہ جوڈیشل انکوائری ہے اس قسم کی direction گورنمنٹ pass نہیں کر سکتی لیکن امید ہے کہ یہ انشاء اللہ تعالیٰ within two weeks آ جائے گی۔ شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں کہ انہوں نے یقین دہانی کروائی ہے کہ جوڈیشل انکوائری آنے کے بعد اس پر غور کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ جب جوڈیشل انکوائری آ جائے گی تو یہ ہمیں اس سے مطلع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا Call Attention Notice نمبر 47 میاں طارق محمود کا ہے۔

ضلع گجرات متنازعہ پلازہ کا قبضہ لینے کی وجہ سے تین پولیس اہلکاران کی ہلاکت

میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔جون 2008 تھانہ صدر کھاریاں ضلع گجرات میں ایک متنازعہ پلازہ کا قبضہ لینے کے سلسلہ میں فائرنگ کرنے پر تین پولیس اہلکار اور ایک قبضہ گروپ کا آدمی بھی فائرنگ کے دوران ہلاک ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی تین ایف۔آئی۔آر مختلف افراد کی جانب سے کاٹی گئی ہیں، ان ایف۔آئی۔آر کے نمبر اور یہ جن جن کے خلاف درج ہوئی ہیں، ان کے نام اور دفعات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ میں ملوث ملزمان کی بجائے بے گناہ افراد کو حراست میں رکھا ہوا ہے جبکہ اصل ملزمان گھوم پھر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ میں علاقہ کا ایک بااثر سیاسی گروپ ملوث ہے جس کی وجہ سے حقائق کے برعکس انکوائری کی جا رہی ہے بلکہ تفتیش نہیں کی جا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس واقعہ کی انکوائری ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج سے کروانے، اس میں ملوث اصل ملزمان کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف دہشت گردی کی عدالت میں کیس چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر! اگر مجھے تھوڑا سا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے سوال پڑھ دیا ہے اب ان کا جواب سن لیں اس کے بعد اگر آپ نے کوئی اور سوال پوچھنا ہو تو پوچھ سکتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ اس واقعہ کی جو تین ایف۔آئی۔آر درج کی گئی ہیں ان کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ یہ ایک بلڈنگ کا معاملہ تھا اور اس بلڈنگ پر قبضہ کرنے کی پاداش میں دونوں طرف سے معاملہ ہوا۔ اس وقوعہ سے جس میں تین پولیس اہلکاران شہید ہوئے اور ایک قبضہ گروپ کا آدمی ہلاک ہوا اس سے ایک دن پہلے قبضے سے متعلق ایک واقعہ ہوا تھا جس پر مقدمہ نمبر 245 مورخہ 14-6-2008 جرم 452,448, 337,511, 149 ت پ تھانہ صدر کھاریاں درج ہوا جس میں ملزمان محمد رشید اور اس کے ساتھ چھ سات نامعلوم ملزمان تھے۔ اس کے بعد مقدمہ نمبر 246 درج ہوا وہ بھی قبضے کے متعلق تھا اور وہ اگلے روز مورخہ 15-6-2008 کو درج ہوا اور اس میں بھی یہی جرم 452, 448, 337, 511,149 وغیرہ attract ہوئے اور تھانہ صدر کھاریاں درج ہوا۔ یہ برخلاف ظہیر اصغر کائرہ سکنہ لالہ موسیٰ اور اس میں 27 ملزمان ہیں جن کے نام یہاں درج ہیں اگر mover ان کی تفصیل چاہیں تو میں ان کو فراہم کر دوں گا۔ اس کے بعد جس کا یہ ذکر ہے جس میں تین پولیس اہلکاران اور ایک قبضہ گروپ آدمی ہلاک ہوا یہ مقدمہ نمبر 247 ہے، یہ مورخہ 15-6-2008 کا ہے اور اس میں جرم 302, 324,353,148,149 اور 7A.T.A ہے۔ میں mover کی اس بات کو کہ کیا یہ دہشت گردی کی عدالت میں چلایا جائے گا یا نہیں چلایا جائے گا۔ بالکل جب اس میں A.T.A 7 درج ہے تو یہ دہشت گردی کی عدالت میں ہی چلے گا۔ اس میں ملزمان ظہیر اصغر کائرہ سکنہ کھاریاں وغیرہ اور یہ 29 کے قریب ملزمان ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ 16 کس ملوث ملزمان کو گرفتار کر کے اسلحہ ناجائز برآمد کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ مزید اعلیٰ سطحی انکوائری ہو رہی ہے بقایا ملزمان کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ کوئی سیاسی گروہ اثر انداز نہ ہے اعلیٰ سطح پر انکوائری جناب ہمایوں رضا ڈی۔آئی۔جی کی زیر قیادت ہو رہی ہے۔

(ہ) مقامی پولیس کو اس واقعہ کی عدالتی یا کسی بھی سطح کی انکوائری کرانے میں کوئی اعتراض نہ ہے۔ جہاں تک مقدمہ ہذا کا بعدالت انضباط دہشت گردی میں چلانے کا تعلق ہے پہلے جو ملزمان گرفتار ہوئے ہیں ان کا چالان انسداد دہشتگردی عدالت گوجرانوالہ جا چکا ہے جو زیر سماعت ہے۔ دیگر ملزمان کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے بقایا ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت انسداد دہشت گردی میں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مقامی level پر انکوائری مکمل ہونے کے بعد اس وقت انتہائی honest اور بہتر repute کے آفیسر ہیں ہمایوں رضا سفی صاحب جو ڈی-آئی-جی ریج کرائم ہیں ان کی سربراہی میں اور وہ اکیلے نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ دو آفیسر اور ہیں اس طرح یہ تین ارکان کی ایک ٹیم ہے جو اس کی انکوائری کر رہی ہے۔ اس انکوائری کے رزلٹ کے حوالے سے میری آج ان سے بات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ within two weeks ہم اس کو فائنل کر دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ جب within two weeks اس کا جواب فائنل ہو جائے گا اور اس کے بعد بھی اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو میرا خیال ہے کہ اس انکوائری کو اگر آپ کسی اور فورم پر لے جانا چاہیں تو اس پر بھی ہمیں اعتراض نہیں ہوگا لیکن مناسب ہوگا کہ اس وقت اس کی انکوائری ایک اچھے professional کی ٹیم کر رہی ہے تو انہیں اپنا کام کرنے دیا جائے اور ان کا رزلٹ within two weeks آنے والا ہے اس میں اس کو دیکھ لیا جائے۔ باقی جہاں تک آپ نے ملزمان کی بات کی ہے تو ان ملزمان میں سے جو 16 افراد ہیں ان کو گرفتار کر کے اور ان سے باقاعدہ اسلحہ برآمد کر کے ان کا چالان انسداد دہشت گردی کی عدالت میں جا چکا ہے۔ جن افراد کی آپ نے نشاندہی کی ہے کہ ان کو پکڑا نہیں جا رہا ہے تو اس سلسلے میں، میں اس بات سے اختلاف کروں گا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر وہ گھوم پھر رہے ہیں اگر ایسی کوئی اطلاع آپ کے پاس ہے تو مجھے بتائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو باتیں کی ہیں وہ کافی حد تک ٹھیک ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں جو اخبارات میں باتیں سامنے آ رہی ہیں، یہ ایک اخبار ہے یہ لکھتا ہے کہ:

"سانحہ کھاریاں کی تحقیقات کے لئے وزیراعلیٰ کی special monitoring teamکا جائے وقوعہ پر جائزہ، کشمیر پلازہ کا جائزہ لیا اور قریبی دکانداروں سمیت دیگر افراد کے بیانات قلم بند کئے ۔ شہریوں کی بڑی تعداد پہنچ گئی ، سانحہ کھاریاں کی تحقیقات کے لئے وزیر اعلیٰ کی جانب سے تشکیل دی گئی special monitoring teamنے کھاریاں میں کشمیر پلازہ، جائے وقوعہ کا جائزہ لیا اور قریبی دکانداروں سمیت افراد کے بیانات قلم بند کئے ، لاہور سے آئی ہوئی تحقیقاتی ٹیم ڈی۔ ایس۔ پی کھاریاں کے آفس پہنچنے کی اطلاع پر شہریوں کی ایک بڑی تعداد وہاں پہنچ گئی۔"

اس صورتحال میں پولیس کا کریک ڈاؤن، ایک دفعہ پولیس نے واقعی وہاں پر چھاپہ مارا ہے اور کوشش کی ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں، دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک تو یہ جوانکوئری رپورٹ آئی ہے، یہ جو آپ کے پاس موجود ہے، میں اس لحاظ سے بھی رانا صاحب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے واقعی ٹیلیفون کر کے بلایا اور مجھے وہ رپورٹ بتائی۔ میری سپیکر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس رپورٹ کی ایک کاپی مجھے دی جائے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کی وجہ سے ضلع گجرات میں بہت ہی بڑا خوف وہراس پیدا ہوا ہے کہ ایک برسراقتدار گروپ، جیسا کہ آپ نے اس کا نام لیا ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تحصیل ناظم نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر یہ سارا ایکشن کروایا ہے اور جب کوئی عام آدمی ایکشن کرتا ہے تو اس کے خلاف تو ساری کی ساری پولیس چلی جاتی ہے کیا یہ بتادیں کہ یہ جو ظہیر اصغر کائرہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا میری بات سنیے گا۔ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ ہماری ہر وقت کوشش ہوتی ہے کہ ہاؤس کو rulesکے مطابق چلائیں ۔اب اس وقت جو آپ کا Call Attention Noticeہے اس کے اوپر آپ ضمنی سوال توکر سکتے ہیں لیکن منسٹر صاحب نے جو یہاں پر explanationدی ہے اس پر اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو اس پر آپ کوئی supplementaryبات کریں۔

میاں طارق محمود: ٹھیک ہے۔اس میں پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ظہیر اصغر کائرہ کو پولیس نے پہلے دِن دوسرے ملزمان کے ساتھ پکڑ لیا تھا اور اگر پکڑ لیا تھا تو پھر کیوں چھوڑ اگیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو بات آئی ہے اس کے اندر پکڑے جانے کی بات تو نہیں ہے۔ کیوں جی، لامنسٹر صاحب؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترم میاں طارق محمود صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ ظہیر اصغر کائرہ پہلے دن arrest ہو گیا تھا تو اس کو بعد میں چھوڑ آ گیا، اگر ان کے پاس کوئی information ہے وہ مجھے تحریری طور پر دے دیں۔ اس کی جس level پر وہ کہیں انکوائری کروا لیتے ہیں اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ اس ملزم کو پکڑا گیا تھا اور اس کے بعد پھر اگر کسی نے چھوڑا ہے تو جس نے بھی چھوڑا ہے اس کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی اور میں انہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ یہ جس level کے اوپر انکوائری ہو رہی ہے تو وہ یقین رکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بالکل جو حقیقت ہے اس کے مطابق ہو گی اور کسی گروپ کا کوئی پریشر وہاں پر کام نہیں آئے گا اور آپ خود بھی ڈی۔آئی۔جی صاحب کو جانتے ہیں تو اس میں بالکل صحیح ملزمان نامزد ہو جائیں گے تو اس کے بعد اگر آپ انکوائری میں مزید جانا چاہیں تو اس پر بھی بات ہو سکتی ہے اور باقی جو آپ نے یہ آج اب جو بات کی ہے اس سلسلے میں اگر کوئی information ہے تو آپ وہ میرے ساتھ share کریں انشاء اللہ اس پر ایکشن ہو گا۔

وسیم افضل گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی تو بات یہ ہے کہ جب کوئی بات کر رہا ہو تو ان کی بات ختم ہو لینے دیا کریں پھر پوائنٹ آف آرڈر raise کیا کریں۔ جی، فرمائیں!

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! یہ جو مسئلہ اس وقت زیر بحث ہے اس پر گجرات میں جو مسائل رہے ہیں وہاں پر قبضہ forces بڑے بڑے ناموں کے ساتھ چلتی رہی ہیں، even میونسپل کمیٹی جو ہے وہاں پر ان کی زمینوں پر قبضے ہوتے رہے ہیں اور اس case میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کر اس کو highest level پر even out of Gujrat اس انکوائری کو shift کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح کا Call Attention Notice admit کرنے سے پہلے facts کو جانا جائے تاکہ جو پُرانی سیاسی عداوتیں ہیں ان کو اس اسمبلی کے اندر زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ معزز رکن اپنی پرانی جو رنجشیں ہیں ان کو ادھر نہ لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ اس کے rules بڑے clear ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ویسے بھی Call Attention Notice کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ جی، آپ مزید کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: رانا صاحب نے بات کی ہے وہ floor پر کہہ رہے ہیں کہ اگر ظہیر اصغر کائرہ پولیس نے پہلے دن پکڑا تھا اور بعد میں چھوڑا ہے تو میں اس کی انکوائری کراؤں گا اور ان لوگوں کے خلاف ایکشن لوں گا۔ یہ بات درست ہے کہ وہ ان کے خلاف ایکشن لیں گے؟ یہ بات وہ floor پر کر رہے ہیں۔ میں امید رکھوں گا انشاء اللہ تعالیٰ کہ وہ ضرور ایکشن لیں گے، کیا یہ اس بات پر متفق ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب انہوں نے بات کہہ دی ہے، جب floor کے اوپر بات ایک دفعہ کی جائے یا دس دفعہ کی جائے اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔

میاں طارق محمود: دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ نہیں۔ اگر اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمائیں؟

میاں طارق محمود: میرا ضمنی سوال ان سے یہ ہے کہ کیا یہ ظہیر اصغر کائرہ اور ندیم اصغر کائرہ، federal minister قمر زمان کائرہ کے کزن ہیں؟

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House آپ بیٹھیں۔ وارث کلو صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ اس وقت اگر آپ ان سوالات کے ذریعے کسی کی ذاتی تضحیک کرنا چاہتے ہیں تو Call Attention Notice کے ذریعے ہم بالکل اس کی اجازت نہیں دیں گے اور ویسے بھی اب Call Attention Notices کا ٹائم ختم ہو چکا ہوا ہے۔ This is disposed of.

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! بیٹھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو پورا ٹائم دیا گیا ہے۔ آپ آج صبح سے ہاؤس کا ٹائم لے رہے ہیں۔ آپ دیکھیں، ابھی تک ہاؤس کے بزنس کو ہم آگے نہیں بڑھا سکے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر! (قطع کلامیاں)

Let the Law Minister Talk پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک تو انہوں نے اس رپورٹ سے متعلق کہا ہے، اس رپورٹ کی جو کاپی ہے وہ میں انہیں فراہم کر دوں گا اور اس سلسلے میں اگر وہ fair investigations میں contribute کرنا چاہتے ہیں تو بالکل ہم ان کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں اور اس میں ان کا پوری طرح سے احترام کریں گے، وہ اس بات پر مطمئن رہیں۔ اگر اس میں کوئی مزید input دینا چاہتے ہیں وہ مجھے chamber میں علیحدہ مل لیں تو جو مقامی پولیس کے افسران ہیں وہ بھی یہاں پر موجود ہیں، ان سے بیٹھ کر ان کی بات کروا دیتے ہیں۔ اب Call Attention Notices کا تو ٹائم ختم ہو چکا ہے لیکن میں یہ ایک معاملہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ N.C.H.D کے سینکڑوں مظاہرین وفاقی حکومت کے خلاف، جس کے تحت N.C.H.D کی funding بند کر دی گئی ہے وہ اِدھر باہر مظاہرہ کر رہے ہیں اور وہاں پر اب تک کی جو اطلاعات ہیں کہ وہاں پر پولیس نے ان کے اوپر لاٹھی چارج کیا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر صورتحال کافی خراب ہوئی ہے اور چونکہ یہ معاملہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے اور وفاق میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور کائرہ صاحب کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے تو میں چاہوں گا کہ اگر کائرہ صاحب کی سربراہی میں، آپ یہاں سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن یا ملک صاحب کی ایک کمیٹی بنا دیں، اپوزیشن سے بھی کوئی ہمارے ایک صاحب ہو جائیں تو یہ ان مظاہرین سے بات کر کے ان کا ایک نمائندہ وفد جو ہے کیونکہ وہ اب جب اسمبلی کی طرف آ رہے ہیں تو یقیناً وہ اس سوچ کے ساتھ آ رہے ہیں کہ یہاں سے ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے، یہاں سے ہماری آواز آگے پہنچ سکتی ہے تو ہمیں بھی اس بات کا احساس کرنا چاہیے تو یہ دوست ان سے بات کر کے ان کا ایک نمائندہ وفد جو ہے ان کو یہاں پر لے آئیں اور یہاں پر

آپ بھی اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی بیٹھے ہیں تو ہم سب ان سے بات کر کے ان کے جو مطالبات ہیں ان کو بہتر انداز میں وفاقی حکومت تک پہنچائیں تاکہ اس کا کوئی حل ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ بڑی مناسب بات ہے۔ میں کائرہ صاحب، ملک ندیم کامران، میاں مجتبیٰ شجاع رحمٰن، نیلم جبار صاحبہ خواتین کی طرف سے اور ادھر سے چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج اپوزیشن کی طرف سے ان سے درخواست ہے اور راجہ شوکت عزیز بھٹی کہ یہ کمیٹی جا کر ذرا باہر ان سے مذکرات کر لے اور پھر اس کے بعد آ کر ہاؤس کو بتائے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 5، چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ اور محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کی طرف سے یہ move ہو چکی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے چیک کر کے معزز رکن کو یہ بتانا تھا کہ یہ رپورٹ جمع ہو گئی ہے۔ یہ تحریک تو pending ہوئی تھی لیکن محکمے کی طرف سے جواب یہ تھا کہ reports تیار ہیں اور وہ ہم اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا رہے ہیں تو یہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ سے چیک کروا لیں۔ اس کے بعد فیصلہ کریں۔ اس وقت تک اس کو pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب اسمبلی سیکرٹریٹ سے چیک کریں اور دیکھیں کہ یہ reports جمع ہو چکی ہیں؟ یہ کل تک کے لئے pending ہے۔ Reports اگر آ گئی ہیں تو کل اس پر بات ہو گی۔ .Leader of the Opposition شاید آپ بعد میں آئے ہیں، میں نے دیکھا نہیں تھا ورنہ میں آپ سے پوچھ کر آپ کے کسی رکن کو اس کمیٹی میں شامل کرتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): بات یہ ہے کہ ابھی کمیٹی جا چکی ہے لیکن جب وہ کمیٹی کے صاحبان تشریف لائیں تو اس میں اس بات کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے، میں پچھلی بات کر رہا ہوں

جو آپ نے کمیٹی بنا کر بھیجی ہے۔ ان لوگوں پر آج صبح لاٹھی چارج ہوا جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو زیادہ grieved feel کر رہے ہیں اور یہ grievances دور کرنے کے لئے لاء منسٹر کی تجویز پر آپ نے ایک بہت ہی اچھا اور مستحسن قدم اٹھایا ہے، اس چیز کو بھی بیچ میں شامل کیا جائے کہ اگر ان پر undue force استعمال کی گئی ہے تو اس پر بھی آپ کوئی action لیجئے گا۔ اس بارے میں جیسا لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی پتا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ submit ہو گئی ہے یا نہیں، اس وقت تک اس کو pending کر لیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے صبح محترم سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف کرائی تھی اور یہ ایک adjournment motion ہے جس پر لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اس کو out of turn ہم لے لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد جب تحریک التوائے کار کا ٹائم شروع ہو گا تو اس وقت میں پھر آپ کو موقع دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو جی کوٹا کے بارے میں یاد ہو گا کہ پچھلے سال بھی ہم نے کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ ابھی جب تحریک التوائے کار کا ٹائم آتا ہے تو میں آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ out of turn ٹائم دوں گا۔ اب تحریک استحقاق نمبر 8، مہر ارشاد احمد سیال کی ہے۔۔۔ موجود ہیں؟ موجود نہیں ہیں لہذا disposed of کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 10، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کل اس سے متعلقہ آفیسر اور محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کو بلایا تھا تو آج صبح میرے چیمبر میں اس A.E.O نے معذرت کی ہے جن سے ان کو شکایت تھی تو محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ نے تحریری طور پر کہا ہے کہ وہ اس کو press نہیں کرتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Withdrawn as not pressed اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 12، ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے، یہ 9 تاریخ تک کے لئے pending ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس میں بھی یہ بات ہے کہ آج صبح میرے آفس میں جو متعلقہ آفیسر ہیں ان کو بھی اور محترمہ زمرد یاسمین رانا صاحبہ کو بھی بلایا گیا تھا تو ان کو انہوں نے satisfy کر دیا ہے اور معذرت کر لی ہے تو اس کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ میں اس کو اب press نہیں کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگر 9 تاریخ کے لئے pending ہے تو اس دن جو بھی ہے وہ اس کے مطابق ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک استحقاق نمبر 15 رائے محمد شاہ جہاں خاں کی ہے۔

ایس پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

رائے محمد شاہ جہاں خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مفاد عامہ کے ایک کام کی خاطر مورخہ 29۔ جولائی 2008 بوقت 1:30 بجے ایس۔ پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد اصغر علی یوسف زئی کے دفتر میں گیا۔ ماتحت عملے نے مجھے بہت دیر باہر کھڑے رکھا جب میں دفتر ہذا میں داخل ہوا تو میں نے ایس۔ پی موصوف سے کہا کہ منتخب نمائندوں کو دفتر ہذا میں داخل ہونے سے روکنا نامناسب ہے اور یہ حکومت کی اوپن ڈور پالیسی کے خلاف ہے جس پر ایس۔ پی موصوف سیخ پا ہو گئے اور چلانے لگے کہ ہاں میں نے ہی روک رکھا ہے اور مجھے دفتر سے چلے جانے کو کہا۔ موصوف آفیسر نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے اور اس مقدس ایوان کا استحقاق بھی مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم وہ لوگ ہیں جو آٹھ سال تک آمریت کا جور و ظلم سہتے رہے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں آپ کی تحریک استحقاق آ گئی ہے۔

رائے محمد شاہ جہاں خاں: جناب میں comments کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! short statement دے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ذرا لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن رائے محمد شاہ جہاں خاں صاحب نے غالباً کل یہ تحریک جمع کروائی ہے تو آج اس کی کاپی مجھے موصول ہوئی ہے۔ اس کا مجھے جواب ابھی نہیں آیا۔ اس کو pending فرمالیں۔ اس کا جواب آجائے اور اس کے بعد ان کی short statement بھی سنیں گے اور اس جواب کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں جیسے معزز رکن کہیں گے اس کے مطابق ہم کوشش کریں گے کہ ان کا اگر انہوں نے احترام نہیں کیا تو موجودہ حکومت کی یہ بالکل واضح پالیسی ہے کہ جو گورنمنٹ آفیسر ہیں ان کو ہر چیز کی رو رعایت ہو سکتی ہے لیکن اس بارے میں قطعی طور پر کوئی compromise نہیں ہے کہ معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ کوئی آفیسر بد تمیزی سے پیش آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بات بڑی مناسب ہے۔

رائے محمد شاہ جہاں خاں: جناب سپیکر! مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو بالکل اجازت ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب جواب آجائے تب آپ بولیں۔ جی، آپ بات کر لیں!

رائے محمد شاہ جہاں خاں: جناب سپیکر! ہم وہ لوگ ہیں جو آمریتوں کے ساتھ پنجہ تن رہے ہیں۔ آٹھ سال تک ہم نے ان کے جور و ستم برداشت کئے۔ ہم نے ساری مصیبتیں اپنے سینے پر جھیلیں، اپنے قائدین کو ملک میں واپس لانے کے لئے ہر جدوجہد میں شانہ بشانہ رہے۔ آج یہ سلوگن لگایا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے ساری بیوروکریسی ڈرتی ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ساری بیوروکریسی ڈرتی ہے لیکن میں آپ کے توسط سے صاحب ارباب اختیار کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری توقیر کا کوئی خیال نہیں ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میں آئی۔ جی کے دفتر میں گیا ہوں، موصوف مصروف تھے۔ مجھے ایک گھنٹہ باہر بیٹھے رہنے کے بعد ان کے P.S.O آئے اور کہا کہ میرے سے ہی بات کر لیں، پھر ہم چیف سیکرٹری کے دفتر میں جو نوجوان M.P.A,s ہیں وہ جاتے ہیں، کئی کئی گھنٹے باہر بیٹھے رہتے ہیں، پھر اوپن ڈور پالیسی کیوں دی گئی ہے؟ وزیر اعلیٰ صاحب عام لوگوں سے مل سکتے ہیں تو D.P.Os, S.S.Ps اور D.C.Os حضرات کھلی کچہری کر سکتے ہیں، ہمارے اندر کیا لگا ہوا ہے جو ان کو پسند نہیں آتا؟ کیا

ہمارا گناہ ہے، اس صوبے میں کیا ہماری توقیر اور عزت ہے؟ ہم وہ لوگ ہیں کہ جب ذوالفقار علی کھوسہ نے مینار پاکستان پر جلسہ کیا تھا، جب بگٹی صاحب شہید ہوئے ہیں تو روف مینگل کی باتوں کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ میرے پاس شرم سے سر جھکا کر کھڑے ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو نیچے کھڑے تھے جو اس جدو جہد میں ان کے ساتھ تھے جب دوست محمد کھوسہ نے بطور وزیر اعلیٰ کا oath لیا تھا تو انہوں نے پولیس کے محکمے کو نکیل ڈالنے کی بات کی تھی۔ نکیل تو دور کی بات ہے ہماری توقیر تو یہ ہے کہ ان کے دفاتر جائیں تو باہر میٹنگ کا بورڈ لگا ہوتا ہے۔ (شیم، شیم)
میں ایک شعر کہہ کر اجازت چاہوں گا تاکہ اپوزیشن والوں کو زیادہ موقع نہ ملے۔

تیرے ایوانوں میں پرزے ہوئے پیماں کتنے
کتنے وعدے جو ناسودہ اقرار ہوئے
ہم تو مجبور وفا ہیں مگر اے جان جہاں
اپنے اس عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!
جناب محمد یار ہراج :جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے مطابق وفد بنا کر باہر گئے تھے لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ بتا رہا ہوں کہ پولیس کے action کی وجہ سے مظاہرین کے گروپ میں انتشار پھیل گیا اور ڈر و خوف کی وجہ سے وہ اسمبلی سے چلے گئے۔ مجھے پولیس کے action سے بہت افسوس ہوا ہے کہ آج بھی پولیس سٹیٹ والے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ جب حکومتی ملازمین یا کسی بھی پنجاب کے شہری کو کہیں سے بھی انصاف نہیں مل رہا ہوتا اور کوئی بھی ان کی آواز نہیں سن رہا ہوتا تو ان کو یقین ہونا چاہیے کہ یہ اسمبلی اور ان کے نمائندے ان کی خاطر بیٹھے ہیں، ان کی آواز سننے کے لئے بیٹھے ہیں اور ان کے بس میں جو کچھ ہے وہ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ پولیس action کی وجہ سے چلے گئے ہیں لہذا میں استدعا کروں گا کہ میڈیا یا کسی اور طریقے سے اگر ان تک آواز پہنچ جائے اور وہ دوبارہ آتے ہیں تو ہم پھر وفد بنا کر جائیں اور ان کی دادرسی کریں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! این۔آئی۔سی۔ڈی کے جو حضرات آئے تھے وہ پنجاب اسمبلی تک نہیں پہنچے بلکہ اس سے پہلے ہی منتشر ہو گئے تھے۔اس کے باوجود ہم نے ان سے رابطہ کیا ہے۔ ان کی بات سنیں گے، ان کے مسائل پر غور کریں گے اور تحریری طور پر وفاقی حکومت کو بھی بھجوائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں شاہ جہاں صاحب کی تحریک استحقاق کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔آپ نے کہا کہ جواب موصول ہو گا تو پھر اس پر بات چیت ہو گی۔ مجھے نہیں پتا کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جانی چاہیے کیونکہ پولیس کا رویہ سب کے سامنے ہے۔ آئی۔جی کے متعلق یہ کہہ چکے ہیں۔فیصل آباد کے اندر اے۔آئی۔جی، ڈی۔آئی۔جی اور متعدد ایس۔پیز کی جو فوج موجود ہے ان کو تو ایک طرف چھوڑیئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کیا فرمایا؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں چاہ رہا تھا کہ آپ پہلے بات کر لیں تاکہ پھر آپ کی توجہ میری طرف ہو اور میں بات شروع کروں۔ میں کہہ رہا تھا کہ فیصل آباد میں ایس۔پیز، ڈی۔آئی۔ جی اور اے۔آئی۔جی کی فوج کو تو چھوڑیئے یہ تو ایک ریت بن گئی ہے کہ وہ ہماری یا عوام کی بات نہیں سنتے لیکن اب تو حالت یہ ہے کہ ایس۔ایچ۔او بھی بات نہیں سنتا۔ابھی جس ایس۔ایچ۔او کے متعلق یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے وہ میرے ہی حلقے کا ایس۔ایچ۔او ہے وہ تو ٹیلی فون کا جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ آپ ان کو اس طرح موقع دینا چاہتے ہیں کہ وہ جواب دیں۔ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ وہ استحقاق کمیٹی کے اندر آ کر جواب دیں۔یہ بڑی واضح چیز ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔لہذا مہربانی فرما کر آج ہی اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز سارے دوست تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:اس سے جواب لینے کا مطلب تو یہ ہے کہ معزز ممبر کی statement پر کوئی شک وشبہ موجود ہے۔میرے خیال میں ان کی بڑی واضح statement ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ان کی طرف سے جواب کا انتظار کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس میں صرف اتنی بات کروں گا۔

رائے محمد شاہ جہاں خاں:جناب سپیکر! میں صرف ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہیں اتراتا
ورنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں بڑے clear rules ہیں اور basic law میں ہے کہ nobody should be condemned unheard ہمارے معزز ممبران کا استحقاق اور ان کی عزت بالکل موجود ہے اور رہے گی۔بالکل اس کا خیال بھی رکھا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس ہاؤس میں جس شخص کے خلاف بات کی جاتی ہے اسے صفائی کا موقع تو ملنا چاہیے۔آپ دیکھیں کہ ابھی تک ہمارے پاس جتنی بھی تحاریک استحقاق آئی ہیں ہم نے ساری کی ساری استحقاقات کمیٹی کو بھجوائی ہیں لیکن اس کے اندر نظر آنا چاہیے کہ partiality نہیں بلکہ impartiality ہے اور اس کے مطابق یہ کارروائی ہو رہی ہے۔چونکہ اس میں بڑے clear rules ہیں لہذا اس میں مزید بات کی ضرورت نہیں ہے اور آج already ٹائم بہت ہو گیا ہے۔اس لئے اب میں کارروائی آگے چلانا چاہتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا :میں یہ چاہتا ہوں کہ:

> He has not been condemned and hurt. He is being heard and has been heard in the committee.

میری یہی گزارش ہے کہ اسے سنیے لیکن کمیٹی میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ ایک certain principle ہے and we have to follow that

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن شاہ جہاں صاحب اور میجر صاحب نے جو فرمایا ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ رولز ہیں کہ آپ نے جو تحریک پیش کی ہے اس پر میں نے respond کرنا ہے میں of my own تو اس پر respond نہیں کر سکتا بلکہ اس سے جواب لے کر کروں گا اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ میں اس کے جواب سے مطمئن ہو جاؤں گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہاں نوانی صاحب نے ایڈیشنل آئی۔جی فیصل آباد کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی تھی اور وہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بات رولز میں درج ہے کہ جب ایک ممبر تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو جس آفیسر کے خلاف ہو اس سے جواب لے کر لاء منسٹر نے respond کرنا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خود سے جواب دینا نہیں بنتا۔ ان کا جواب آنے دیں اور جیسے آپ نے فرمایا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے انشاء اللہ اسی طرح ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن معزز رکن اپنے علاقے کے ایک منتخب اور ذمہ دار نمائندے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ رولز کو dictate نہیں کر سکتے، اس کے اندر certain rules ہیں لہذا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جب آپ رولز کی بات کر رہے ہیں تو رولز اس کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے تو میری بات ہی نہیں سنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جلدی سے فرمائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مجھے یہ dictate نہ کریں کہ جلدی سے بات کروں۔ میری بات سنیں۔ میں ہاؤس کا ممبر ہوں اور میں نے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس ایوان میں غلط بات کرنے کی اجازت نہیں ملے گی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: میں اپنی بات کرنے کے لئے کھڑا ہوں اور آپ مجھے dictate کر رہے ہیں کہ میں جلدی جلدی بات ختم کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں اگر رولز کے مطابق ہو گی تو میں اجازت دوں گا۔جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ایک معزز ممبر ذمہ دار آدمی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز کی بات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات سن لیں ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیں گے تو میں ویسے بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبر کو پتا ہے کہ ان کے کیا rights ہیں۔آپ ان کی بات نہ کریں بلکہ رولز کے حوالے سے اپنی بات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہاؤس میں جو بات put ہوئی ہے میں اس پر بات کر رہا ہوں۔ میں اس سے متعلق آپ کو advice کر رہا ہوں اور معزز ممبر کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ہمارے ایک معزز ممبر نے تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم اس کا جواب لیں گے۔اس کا مطلب ہے کہ ایک ایس۔ایچ۔او ہمارے معزز ممبر کے برابر آ کر کھڑا ہو گا اور ان کے درمیان cross question ہوں گے پھر یہ تحریک، استحقاق کمیٹی میں جائے گی۔ جب ایک معزز ممبر نے اپنی تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی ہے تو بجائے اس کے کہ اسے straightway استحقاقات کمیٹی میں refer کیا جائے جس کی ذمہ داری بھی یہی ہے۔آپ اس سے پہلے ایک ایس ایچ او کو ایک معزز ممبر کے سامنے بٹھا کر cross questioning کروانا چاہتے ہیں میرے خیال میں اس ایوان اور اس معزز ممبر کی اس سے زیادہ اور کیا تذلیل ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب منسٹر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ پانچ سال تک اس ایوان کے ممبر رہے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ انہیں طریق کار کا بھی پتا نہیں ہے۔معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کا تحریری جواب مجھے موصول ہونا ہے اور میں نے اس جواب کو ایوان میں پیش کرنا ہے۔ پھر اس کے بعد Chair نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ جواب تسلی بخش ہے یا نہیں یا پھر اسے استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا اس سے

پہلے جو ایک روایت اور طریق کار ہے کہ اگر معزز رکن اور متعلقہ آفیسر کو بٹھا کر بات کرائی جائے کہ متعلقہ آفیسر معذرت کر لے۔آج جو دو تحاریک استحقاقات withdraw ہوئی ہیں ان میں متعلقہ آفیسرز نے معذرت کی ہے۔معزز رکن جو سوال کرنے یا آمنے سامنے کی بات کر رہے ہیں وہ تو استحقاقات کمیٹی میں ہوتا ہے۔ہاں یقیناً وہاں پر جو کارروائی ہوتی ہے اس میں ممبر اور متعلقہ آفیسر آمنے سامنے بیٹھتے ہیں، وہاں پر بیان بھی ہوتا ہے اور cross question بھی ہوتے ہیں۔لہذا یہ سارا کچھ وہاں پر ہوتا ہے اور اس عمل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ بجا فرما رہے ہیں اور لاء منسٹر صاحب نے بھی ارشاد فرمایا کہ رولز کے مطابق۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔جناب سپیکر! آپ نے بجا ارشاد فرمایا، میں آپ کے ارشادات سن رہا تھا۔آپ نے ہر دفعہ یہی کہا کہ میں نے رولز سے باہر نہیں جانا اور یہ بالکل صحیح ہے کہ رولز سے باہر نہیں جانا چاہیے۔میں یہ عرض کروں گا کہ:

This House is governed by the rules and precedents also.

ایسی روایات ہیں کہ سپیکر نے جب کسی معزز ممبر کی short statement کو سنا تو on the face of it، اس کو سننے کے بعد تحریک کو admit کر لیا گیا۔میں یہ نہیں کہتا کہ اس تحریک کے بارے میں بھی آپ ایسا ہی کریں لیکن اپنا فرض سمجھتے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رولز کے ہوتے ہوئے بھی یہ آپ کی صوابدید ہے۔وزیر قانون صاحب بھی کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اس کو admit کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔بطور ڈپٹی اپوزیشن لیڈر رانا ثناء اللہ خان صاحب فرماتے رہے ہیں کہ کیا معزز ممبر کی بات پر آپ کو اعتماد نہیں ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے ویسے ہی کیا جائے۔البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ اپنے آپ کو hard and fast rules پر اتنا پابند نہ کیجئے گا۔یہ آپ کے صوابدیدی اختیارات ہیں کہ اگر

آپ سمجھتے ہیں کہ ایک معزز رکن کی بات میں اتنا وزن ہے اور وہ غلط بیانی نہیں کر رہا تو آپ رولز سے ہٹ کر بھی اسے admit کر سکتے ہیں، اپنے صوابدید اختیارات استعمال کر سکتے ہیں اور ایسا ہوتا رہا ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اب آپ جلد از جلد کمیٹیوں کی تشکیل کر دیں۔ کمیٹیاں بن جائیں گی تو آپ کا کام بھی آسان ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بات صرف اتنی سی ہے کہ ایک معزز ممبر کی تحریک استحقاق اس ہاؤس میں پیش ہوئی۔.We are custodians of this House ہم نے یہاں پر معزز ممبران کی عزت کا خیال رکھنا ہے۔ ہم نے اس طرح کام کرنا ہے کہ پورے پنجاب میں یہ پیغام جائے کہ ہمارے ممبران قابل احترام ہیں۔ آپ ماشاء اللہ قائد حزب اختلاف ہیں اور میں آپ سے expect کرتا ہوں کہ آپ اپنے ممبران کو یہ سمجھائیں گے کہ ہم نے اس ہاؤس کو مل کر چلانا ہے۔ یہاں پر معزز ممبر نے کہا کہ آپ dictate نہیں کر سکتے۔ بات تو رولز کی ہو رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے بڑا واضح کہا ہے کہ جب اس پر جواب آئے گا تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اس پر انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی ہو گی۔ اس ہاؤس کی writ انشاء اللہ تعالیٰ establish ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ میں آپ سے متفق ہوں۔ میں نے بالکل اختلاف نہیں کیا، میں نے صرف ایک بات کا اضافہ کیا ہے۔ آج اگر اس معروضی حالات کے اندر وزیر قانون اور آپ نے یہ سمجھا کہ اس طرح کیا جائے تو یہ بھی رولز کے against نہیں ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اب تک آپ نے یہاں پر جتنے بھی ارشادات فرمائے ہیں ان میں یہ نہیں کہا کہ ہم کر سکتے ہیں لیکن اس وقت ہم یہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ رولز اجازت نہیں دیتے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ آپ کے ہاتھ اور آپ کا قلم ان رولز سے بندھا ہوا نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ اگر آپ سمجھیں کہ ضروری ہے تو پھر admit کر سکتے ہیں۔ آپ نے اس وقت جو مناسب سمجھا وہ کیا، میں اس کو مان رہا ہوں۔ میں نے صرف اتنی گزارش کی ہے کہ آپ نے رولز کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے ہماری تھوڑی سی اس سے دل گرفتگی ہوئی ہے کہ شاید آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ آپ اپنے صوابدید کو رولز کے ساتھ نہ باندھیں۔ اپنے قلم کو رولز کی ہتھ کڑیاں نہ پہنائیں۔

رائے محمد شاہ جہاں خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہ جہاں خاں: جناب قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی رکن صحیح کہہ رہا ہے تو آپ اس کی قرارداد کو فوراً admit کر سکتے ہیں۔ کیا ہم on the floor of the House کھڑے ہو کر جھوٹ بول سکتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ اگر کوئی مسئلہ فوری اہمیت کا ہوتا تو میں اس پر فوراً ایکشن لیتا۔ اس سے زیادہ فوری اور اہم مسئلہ کیا ہو سکتا ہے؟ اگر یہ ایوان معزز ہے، اگر اس کے اراکین معزز ہیں تو اس سے زیادہ اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ پنجاب میں کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ پارلیمنٹ کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں تو پھر اس سے زیادہ اہم مسئلہ کوئی اور نہیں ہے۔ میں نے یہ تحریک استحقاق اس لئے نہیں دی کہ میں کوئی اپنی ذاتی satisfaction چاہتا ہوں۔ میں نے ایک symbolic تحریک استحقاق دی ہے کہ بیوروکریسی کا ہمارے نمائندوں کے ساتھ یہ رویہ ہے۔ وہ اپنے دفتروں میں بیٹھ کر آج اس جمہوری حکومت اور جمہوری نمائندوں کا منہ چڑا رہی ہے، ان کا رویہ ہمارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم اس رویے کے خلاف ایوان کے اندر اور باہر آواز بلند کرتے رہیں گے۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے کہ کوئی ایس۔پی ہمارے کام کرے گا یا نہیں کرے گا۔ وہ ایس۔پی موصوف تو یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ مجھے اس سے کام کیا تھا؟ اس نے مجھے سنے بغیر ہی دفتر سے نکل جانے کو کہا۔ میں on the floor of the House جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل سچ کہہ رہا ہوں کیونکہ ہم نے حق کی لڑائی لڑ کر اس ایوان میں قدم رکھا ہے۔ کسی آمر یا ڈکٹیٹر کا سہارا لے کر ہم اس ایوان میں نہیں آئے ہیں۔ ہم جو کہتے ہیں وہ بالکل صحیح اور سچ ہوتا ہے۔ میں نے اس ایوان کے floor پر جو کچھ کہا وہ بالکل سچ ہے۔ آپ اپنے الفاظ کارروائی سے حذف کرائیں۔ فوری اور اہم نوعیت کا مسئلہ اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے کہ اس مقدس ایوان میں کسی کی توقیر خراب کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپنے معزز ممبران سے بار بار گزارش کروں گا کہ جب تک rules کو follow نہیں کریں گے ہم بحیثیت قوم ترقی نہیں کر سکتے، rules کو ہم نے مقدم رکھنا ہے۔ یہ اسمبلی جوش سے نہیں چلنی بلکہ یہ اسمبلی قاعدے اور قوانین سے چلنی ہے۔ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے بھی procedure کو follow کیا جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 289/08 ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے جو کہ ایک انتہائی important مسئلہ کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بیٹھیں، میں ابھی آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی، راجہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا فرمایا کہ rules کو follow کیا جائے گا۔ ہمارے چھوٹے بھائی رائے شاہ جہاں خاں صاحب کی تحریک استحقاق کے حوالے سے رانا ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ درست ہے لیکن یہ بات بھی صحیح ہے کہ اگر آپ چاہیں تو رپورٹ آئے بغیر بھی ان کی تحریک استحقاق کو admit کر سکتے ہیں۔ چونکہ اب آپ نے یہ فرما دیا ہے کہ رپورٹ آنے پر اس بارے میں فیصلہ کیا جائے گا تو میں رائے شاہ جہاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کریں اور رپورٹ آنے دیں۔ رپورٹ آنے پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں غور کریں گے اور اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری تحریک پہلے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ابھی آپ کی تحریک نہیں ہے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک پہلے ہے۔ جیسے ہی باری آئے گی آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

لاہور میں سینکڑوں جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی لوٹ مار

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار مورخہ 26۔ مئی 2008 کی خبر کے مطابق۔ لاہور شہر اور اس کے گردونواح

میں کھمبیوں کی طرح اُگنے والی جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ لاہور میں تقریباً 103 غیر منظور شدہ ہاؤسنگ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں جنہوں نے ایل۔ ڈی۔اے سے منظور شدہ نقشے کی خلاف ورزی کی ہے اور پارکس، سکول، مسجد سڑک اور قبرستان کی مخصوص جگہوں کو غیر قانونی طور پر فروخت کر دیا ہے اور سڑکوں کے لئے مختص زمین کو کم کر کے نقشے کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیاں لوگوں کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کر رہی ہیں اور ان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہیں اور سوسائٹی میں ملنے والی سہولیات بھی فراہم نہیں کر رہیں۔ معصوم عوام کو ان سوسائٹیوں کے مالکان کے ہتھکنڈوں سے بچایا جائے۔ اس تمام صورتحال کے پیش نظر عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متعلقہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس میں جناب سپیکر! جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق ایل۔ ڈی۔اے کا موقف ہے کہ انہوں نے لاہور ڈسٹرکٹ کا سروے کر کے اس میں جو بھی غیر منظور شدہ ہاؤسنگ سکیموں کی sub division کی گئی ہے ایل۔ ڈی۔اے نے ان کے خلاف قانونی کارروائی شروع کر دی ہے۔ اس میں اخبار میں اشتہار دینا، show cause notice جاری کرنا اور چالان کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ کارروائی کا یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ ایل ڈی اے سے پرائیویٹ یا کوآپریٹو سوسائٹیاں منظور شدہ ہیں ان کا بھی land audit شروع کر رکھا ہے اور جن sponsor مالکان نے public sites مثلاً قبرستان مسجد وغیرہ کی جگہ پر ناجائز تبدیلی یا تجاوزات کی ہیں۔ ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ اس تحریک میں اٹھائے گئے مسئلے کا تعلق محکمہ کوآپریٹو سے بھی ہے تو انہوں نے بھی اس سلسلے میں یہ کہا ہے کہ مورخہ 26-5-2008 کے مطابق جو غیر منظور شدہ ہاؤسنگ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں ان کو نہ تو محکمہ امداد باہمی نے رجسٹرڈ کیا ہے اور نہ ہی وہ محکمہ کے انتظامی دائرہ کار میں ہیں، کیونکہ انتظامی دائرہ کار ایل ڈی اے کا ہے۔ انہوں نے بھی کہا ہے کہ اس سلسلے میں اخبار میں اشتہار بھی دیا ہے اور لوگوں کو آگاہ کیا ہے کہ ان سوسائٹیوں کے جھانسے میں نہ آئیں۔ اس کے علاوہ میں محترمہ محرک کی جو تحریک التوائے کار ہے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایل ڈی اے نے اس سلسلے میں جو مہم شروع کی ہے اس کو گورنمنٹ closely monitor کرے گی تاکہ اس قسم کا فراڈ اس شہر اور صوبہ سے ختم ہو۔ باقی اس

سلسلے میں وہ مزید کوئی inputیاcontributeکرنا چاہیں تو میں ایل ڈی اے کے جو ڈائریکٹر جنرل ہیں ان کو بھی یہ کہنے کو تیار ہیں کہ وہ اس سلسلے میں ان کی guidanceمیں کام کرتے ہوئے موثر کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میری گزارش بس یہ ہے کہ وزیر موصوف نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیا ہے لیکن اس میں ایک issueیہ بھی ہے کہ یہ بھی لوگوں کے نوٹس میں ہے اور بڑی عام بات ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کے افسران اور ملازمین کے اندر بھی ایک مافیا ہے جو ان تمام لوگوں کوsupportبھی کرتا ہے اور جو ان تمام چیزوں کو دبا بھی دیتا ہے۔اس لئے میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہوگی کہ ان باتوں کو بھیcurtailکرنے کے لئے اور ان باتوں کا نوٹس لینے کے لئے کیا کیا جائے گا کیونکہ اس میں جو ایل۔ڈی۔اے کے افسران ملوث ہیں اور جو سوسائٹیاں پیسے دے دیں گی وہ سب فارغ ہو جائیں گی اور جو پیسے نہیں دیں گی ان کے خلاف کارروائی ہوگی اس لئے اس پر transparencyکو کیسے ممکن بنایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو ڈی جی، ایل ڈی اے ہیں ان کو ابھی ابھی یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے اور وہ اچھیreputeکے آفیسر ہیں اور اس سلسلے میں وہ کافی محنت بھی کر رہے ہیں ۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ محترمہ بھی اس سلسلے میں contributeکریں۔ان کو تحریری طور پر گورنمنٹ کی طرف سےinstructکر دیا جائے گا کیونکہ جب تک اس قسم کے مافیا کی نشاندہی نہیں ہوگی اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کی eradicationنہیں ہو سکتی۔اس لئے وہ بھیcontributeکریں اور باقی بھی معزز ممبران جن کا تعلق لاہور سے ہے وہ بھی اس سلسلے میں پوری نظر رکھیں۔گورنمنٹ اور ڈی جی، ایل ڈی اے اس سلسلے میں بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور ان کیco-operationسے ہی یہ ممکن ہو سکے گا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا مافیا ہے۔پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کا معاملہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام اراکین اور باقی سب مل کر اس سلسلے میں کوشش کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بہتر رزلٹ آئے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ at a suitable timeجب بھی اس کے بارے میں رپورٹ تیار ہو جائے تو وہ ہاؤس میں بھی پیش کر دی جائے تاکہ لوگوں کو بھی پتا چلے کہ جو جعلی ہاؤسنگ سوسائٹیاں لاہور میں کام کر رہی تھیں گورنمنٹ نے اس پر کیسے actionلیا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب جب رپورٹ تیار ہو تو وہ منگوا لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ .It is disposed of as not pressedاور اس کی رپورٹ آ جائے گی۔ شکریہ۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب اپنی تحریک التوائے کار 473/08 پیش کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ امر اس ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ پچھلے سال حج کے کوٹا میں ایم۔پی۔ایز کو accommodateنہیں کیا گیا تھا اور آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ اسی معزز ایوان میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا اور یہ طے پایا تھا کہ آئندہ حج پر جانے والے لوگوں کے لئے جو کوٹا ایم۔این۔ایز کو دیا جائے گا وہی کوٹا ایم۔پی۔ایز کو بھی دیا جائے گا۔ انتہائی افسوس ہے کہ آج حج کے لئے درخواستیں مانگنا شروع کر دی گئی ہیں اور ایم۔پی۔ایز کو کوئی کوٹا نہیں دیا گیا۔ میں اسی لئے یہ تحریک التوائے کار urgentلایا ہوں اور یہ کہہ کر لایا ہوں اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ اگر یہ معزز ایوان پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے تو پھر آپ یہ بتائیے کہ ہمارا کیا فائدہ؟ ہم ایم۔این۔ایز سے پچاس گنا زیادہ عوام کو faceکرتے ہیں ہمیں اس کوٹے سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے؟ دوسری طرف یہ بھی ایک المیہ ہے کہ حج کے اخراجات دو لاکھ روپے کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ہمارے لئے شرم کا مقام ہے کہ ہندوستان جو کہ غیر مسلم ملک ہے تین سو کروڑ روپے حج پر subsidyدے رہا ہے اور ایک عام حاجی کو ہندوستان میں کرایہ کی مد میں صرف 12 ہزار روپے دینے پڑتے ہیں اور ٹوٹل خرچ 75 ہزار روپیہ ہے۔ ہمارے ہاں یہ مزید ظلم ہوا ہے کہ پی آئی اے کو فائدہ پہنچانے کے لئے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب والا! ان کو rules relax کر کے تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی ہے یا پوائنٹ آف آرڈر پر آپ تقریر کروا رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے پہلے تحریک التوائے کار کے لئے اجازت مانگی تھی ۔ rules relax کر کے تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ پہلے اپنی تحریک التوائے کار پڑھ تو لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ resolution نہیں ہے، تحریک التوائے کار ہے اور اس کی انہیں out of turn اجازت دی گئی ہے اور rules کے تحت اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے، اجازت تو دی جا سکتی ہے لیکن پہلے جو انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اس کو پڑھ تو لیں۔اس کے بعد وہ بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: درست ہے۔

نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سنیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی حج کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ امر اس ایوان کی فوری توجہ کا طالب ہے کہ پچھلے سال حج کوٹا میں M.P.As کو بھی accommodate کیا جائے گا تاکہ زیادہ سے زیادہ مستحق لوگوں کو حج پر بھیجا جا سکے لیکن نئی حج پالیسی میں تمام کوٹا M.N.As اور سنیٹرز کو دیا گیا ہے۔ ہم پارلیمنٹ کا حصہ ہونے کے باوجود حج کوٹا سے کیوں محروم ہیں۔ ہمارا عوام سے رابطہ M.N.As کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ایک المیہ ہے کہ حج کے اخراجات دو لاکھ روپے کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بھی شرم کا مقام ہے کہ ہندوستان ایک غیر مسلم ملک 3 کروڑ روپے حج میں subsidy دے رہا ہے۔ ایک حاجی سے ہندوستان میں صرف 12 ہزار روپے کرایہ، کل اخراجات ملا کر صرف 75 ہزار روپے لئے جا رہے ہیں۔ مزید ظلم یہ کہ پی۔آئی۔اے کو فائدہ پہنچانے کے لئے حاجیوں کے لئے انٹرنیشنل ٹینڈر بھی نہیں دیا

گیا حالانکہ N.A.S Air line بہت کم قیمت پر حاجیوں کی تمام سروس بہم پہنچانے کی ذمہ داری لینے کو تیار ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس پر آج ہی مرکزی حکومت سے بات کی جائے اور ہمیں تمام ایم۔پی۔ایز کو کوٹا بھی دیا جائے اور جناب میں on the floor of the House آپ کو یہ گارنٹی دیتا ہوں کہ ڈیڑھ لاکھ روپے میں، میں حاجیوں کو لے جا سکتا ہوں اور لا سکتا ہوں۔ یہ جس مافیا کی وجہ سے دو لاکھ روپے مانگا جا رہا ہے یہ عوام کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے اور اس پر اس ایوان کو فوری طور پر آج ہی کارروائی کرنی چاہیے۔ صرف آٹھ یا نو دن حج درخواستوں کے لئے دیئے گئے ہیں۔ ہمیں پچھلی دفعہ بھی یہ کہا گیا تھا کہ اس پر فوری طور پر آج ہی عمل ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! یہ تحریک پیش ہوئی اور اس کو out of turn لیا گیا ہے، اس کے جواب کے لئے اگر اس کو ایک دو دن کے لئے pending کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صبح بھی محترم شیخ صاحب نے بات کی تھی۔ یہ معاملہ واقعی بڑی اہمیت کا حامل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو pending کرنے کی بجائے اگر آپ محترم سینئر وزیر یا کائرہ صاحب جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں ان سے کہیں کہ وہ اسی کا جواب وفاق سے لیں کیونکہ اس کا جواب وزارت مذہبی امور سے حاصل کیا جانا ہے اور میرے خیال میں اگر ہم اس طرح سے اس کے جواب میں جائیں گے تو اس پر کافی وقت لگے گا اور اس وقت تک جو شیخ صاحب چاہتے ہیں اس میں بھی دیر ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جائز بات ہے۔ محترم شیخ صاحب نے ایک بڑی relevant بات اس ایوان میں اٹھائی ہے کہ ایم۔پی۔ایز کو بھی ایم۔این۔ایز کی طرز پر کوٹا ملنا چاہیے تو سینئر منسٹر تشریف لے آئے ہیں اگر آپ ان کے ذمے لگا دیں اور وہ اس سلسلے میں وزارت مذہبی امور جو وفاق میں ہے اس سے جواب حاصل کر کے دیں تو میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں بہتر پیشرفت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو point out کیا ہے آج سے تقریباً تین چار دن پہلے فیڈرل منسٹر مذہبی امور سے اسی حوالے سے میری بات ہوئی تھی کہ ایم۔پی۔ایز کو کوٹا دیا جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ یہ کوٹا ہم دیں گے اور اس کو ہم expedite کرواتے ہیں

اور ان سے دو تین دن کے اندر اجلاس کے دوران ہی وہ کوٹا لے کر ہاؤس میں اس کی رپورٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کوٹے کے علاوہ بڑا important issue ہے جس طرح point out کیا گیا ہے کہ حج جیسا مقدس فریضہ اتنا مہنگا ہو گیا ہے تو اس کے بارے میں Monday تک ہاؤس کو بتائیں۔ شیخ صاحب! اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو میں منسٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہوں کہ وہ یہ فرمارہے ہیں کہ ایک دو دن میں، میری گزارش یہ ہے کہ یہ آج ہی بات کر لیں، اس میں انہوں نے ٹائم نہیں دینا، انہوں نے 8 دن رکھے ہیں۔ اس میں ایک مافیا کام کر رہا ہے اور دوسری آپ سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ لوگ ساری ساری عمر اپنا پیٹ کاٹ کر پیسے جمع کرتے رہتے ہیں کہ اب سوا لاکھ ہو گا تو حج پر جاؤں گا، اب ایک لاکھ چالیس ہزار ہو گا تو حج پر جاؤں گا۔ پچھلے سال کی price اور اس سال کی price میں 60 ہزار کا فرق ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ سب سے اہم معاملہ ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس اس کا پورا منصوبہ ہے۔ اگر یہ ہمیں یعنی پنجاب کو دے دیا جائے۔ پنجاب کی حد تک حاجیوں کو لے جانے کا دے دیا جائے تو ہم حکومت کی سرپرستی میں بہت کم قیمت پر یہ کر سکتے ہیں۔ آپ انہیں کہیں کہ یہ صبح اس کا جواب دیں۔ یہ ایم۔ پی۔ ایز کا کوٹا بھی دیں اور اس کو reduce بھی کریں۔ آج آپ انٹرنیشنل ٹینڈر دے دیں، بے شمار کمپنیاں ایسی ہیں جو آپ کو straightway پچاس ہزار کم کر کے لے کر جائیں گی اور لے آئیں گی۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہم جب یورپ جاتے ہیں، ہم جتنے پیسوں میں جانا چاہتے ہیں اتنے پیسوں میں چلے جاتے ہیں۔ جب ہم نے کسی سرکار کے کھاتے میں جانا ہوتا ہے پھر ہم فرسٹ کلاس بھی مانگتے ہیں، پھر ہم جاپان ائیر لائن مانگتے ہیں، پھر ہم فرنچ ائیر لائن مانگتے ہیں تو There are many companies. جو ہمیں بہت سستا لے جا سکتی ہیں اور لا سکتی ہیں۔ یہ بڑا important issue ہے اس پر صبح تک فیصلہ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کائرہ صاحب! کیوں جی، صبح تک یا Saturday تک؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! Monday کا ٹائم ہے لیکن earliest کوشش کریں گے اگر ان سے آج ہی رابطہ ہو گیا تو کل انشاء اللہ ہاؤس میں بتا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں مناسب بات ہے کیونکہ matter واقعی بڑی urgency کا ہے لیکن چونکہ انہوں نے رابطہ بھی کرنا ہے۔ Monday تک کا ٹائم ہے لیکن جتنا جلدی ہو جائے اتنا مناسب ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Monday تک زیادہ ہو جائے گا جتنا بھی جلدی ہو جائے اتنا بہتر ہے کیونکہ ٹائم نہیں ہے انہوں نے پھر بند کر دینا ہے کہ جی، ہمارا تو پورا ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس موقع کو اچھا سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کی بھی خوش قسمتی ہے کہ آج ہماری گیلری کے اندر جناب مجید نظامی صاحب اور جسٹس (ر) جاوید اقبال صاحب موجود ہیں اور یہ ہاؤس انہیں Welcome کرتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر رفیق احمد صاحب اور شعیب رشید صاحب بھی آئے ہیں تو یہ ہاؤس انہیں Welcome کرتا ہے۔ اب محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 340 کو لیتے ہیں اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا تو اگر ان کی next تحریک التوائے کار کو take up کر لیا جائے کیونکہ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 343/08 – شیخ علاؤالدین!

پنجاب بنک میں فراڈ کے اصل ملزموں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بنک کے تمام معاملات، assets کی فروخت، بے نامی قرضوں کا اجراء کے ساتھ بغیر collected کے قرضہ جات اور نیب کی طرف سے ایسے افسران کی گرفتاری جو Signing Authority قطعاً نہ تھے اور اصل چہرے اب تک پس پردہ ہیں جن کو کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے۔ یہ بھی المیہ ہے کہ بڑے کردار ملک سے فرار کیسے ہو گئے؟ اس کے ساتھ دوسرے تمام بنکوں کے قرض داروں پر مظالم،

لوٹ کھسوٹ اور کریڈٹ کارڈ کے ذریعے سالانہ 36 فیصد شرح سود وصول کرنا، ان بنکوں کا منافع صرف 5 سال میں 7۔ارب روپے سے بڑھ کر ایک کھرب 25۔ارب سے تجاوز کیسے کر گیا؟ یہ بنک عوام کو مصنوعی معیار زندگی کی ترغیب دے کر پرسنل لون، کریڈٹ کارڈ کے اوپر لئے جانے والے ناجائز واجبات / شرح سود، سٹیٹ بنک آف پاکستان سے منظوری لئے بغیر وصول کر رہے ہیں اور جس طرح لوٹ مار کا نشانہ بنایا ہوا ہے اور پھر بد معاشوں اور غنڈوں کے ذریعہ شرفاء، سرکاری ملازمین اور متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والی عوام کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں جس کے باعث متاثرین بنک خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور حال ہی میں مرحوم طفیل شاہ اس کی پہلی مثال نہ ہے۔ عوام کو ان 21st century shy loans سے بچانا بہت ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب والا! جب میں نے یہ adjournment motion پیش کی تھی اس میں کچھ وقت گزر چکا ہے اس لئے میں تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب کے معاملات کے اندر آج تک کسی valuer کو نہیں پکڑا گیا جس نے valuation کی ہے، لاکھ روپے، دو لاکھ یا 10 لاکھ کی زمین کو جس نے 50 کروڑ کی value declare کیا ہے اور جس قسم کے لوگوں کو پکڑا گیا ہے وہ تو puppets تھے، بینجر level کے لوگوں کو پکڑا گیا ہے اور اس کے assets کی بھی جو بے نامی فروخت ہوئی ہے میرے علم میں بھی کوئی دو چار cases ایسے ہیں تو اس کے اوپر جو کچھ ہوا ہے اور آج میں یہ بھی بات یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی base guarantee پر یہ بنک بنایا گیا ہے، اس کے basic deposits کوئی اتنے نہیں تھے، نہ ہیں تو اگر اس کے اندر اتنا بڑا فراڈ ہوا ہے تو حکومت پنجاب نے اپنی base guarantee کو آج تک کیوں نہیں چھیڑا؟ یہ بنک اس بنیاد پر بنایا گیا تھا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اس کے اندر جو کچھ ہوا ہے اس معزز ایوان میں daily basis پر بتانا چاہیے کہ اس کا most of the capital آخر کہاں چلا گیا؟ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ معاملہ تحریک التوائے کار نمبر 82/08 اور 308/08 کے تحت پہلے بھی ایوان میں اٹھایا گیا ہے چونکہ تمام بنک سٹیٹ بنک آف پاکستان کے قواعد و ضوابط کے پابند ہیں لہذا تحریک التوائے کار کو فنانس ڈویژن اسلام آباد سٹیٹ بنک آف پاکستان اور بنک آف پنجاب برائے جواب ارسال کیا گیا۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے اپنے جواب میں واضح

کیا ہے کہ بنک آف پنجاب کے چیف ایگزیکٹو آفیسر اور بورڈ آف ڈائریکٹرز کو ان کے عہدوں سے سبکدوش کر دیا گیا ہے اور ان کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کر دیئے گئے ہیں نیز نیب اس معاملے کی چھان بین کر رہا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بنکنگ سیکٹر نے تمام شعبہ جات میں نمایاں ترقی کی ہے جس کا ثبوت بنکوں کے منافع میں اضافے کے ساتھ ساتھ ملازمت کے بڑھتے ہوئے مواقع اور بنکوں کے capital base کی expansion بھی ہے۔ جہاں تک عوامی استحصال کا تعلق ہے لوگ اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق بنک کا انتخاب کرتے ہیں۔ مرحوم طفیل شاہ کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے لہذا اس پر رائے زنی مناسب نہیں۔ بنک آف پنجاب نے جواباً کہا ہے کہ حکومت پنجاب نے سٹیٹ بنک کی مشاورت سے بنک کے مالی نظام کو مستحکم کرنے اور بنک کے اثاثہ جات کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے خاطر خواہ اقدامات کئے ہیں۔ مزید برآں نیب غیر ضروری قرضوں کے اجراء کے معاملے کی تحقیقات کر رہی ہے اور اس سلسلے میں تمام قانونی تقاضے پورے کئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترم منسٹر صاحب نے جو فرمایا ہے ایک تو وہ درست ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو بے نامی قرضوں کی بات کی ہے بہت بڑا ظلم اور زیادتی یہ ہوئی ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ایسے اربوں روپے کے قرضے ایسی فرموں کو دیئے گئے ہیں جن کا وجود ہی کوئی نہ تھا۔ جہاں تک منسٹر صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ سٹیٹ بنک نے اب آ کر یہ کہا ہے میرے علم میں ہے کہ سٹیٹ بنک نے پہلے بھی انہیں آڈٹ رپورٹس میں یہ باتیں کی تھیں لیکن اس وقت کوئی عمل نہ ہوا۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ لوگ اپنی ضرورت کے مطابق قرضے لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماں باپ سے بھی زیادہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ عوام کو educate کرے کہ انہیں قرضے کس percentage اور کس طریقے سے دیئے جا رہے ہیں؟ یہ adjournment motion لانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ عوام کو یہ بتایا جائے کہ جب انہیں قرضے دیئے جاتے ہیں تو ان سے کیا کہا جاتا ہے اور پچھلے دنوں discount rate سٹیٹ بنک نے بڑھایا ہے تمام بنکوں نے قرضوں پر سود بڑھا دیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کے اندر کم از کم اور کچھ نہیں تو آج مجھے محترم وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ اس میں value لگانے والوں کو آج تک کیوں نہیں پکڑا گیا کہ جنہوں نے ان properties کی value لگائی تھی انہوں نے صرف managers کو پکڑا ہوا

ہے۔Board of Directors جو منظوری دیتا ہے اور ایک لاکھ روپے تک کا قرضہ بھی ان کی منظوری کے بغیر نہیں نکلتا اس Board of Directors میں سے کسی آدمی کو نہیں پکڑا گیا۔ اس کے بغیر تو قرضے کی کوئی بھی منظوری نہیں دی جا سکتی تھی اگر ان کا president بھاگ گیا ہے۔ سب کو پتا ہے کہ وہ کیسے بھاگا ہے اور کہاں بھاگ گیا ہے تو Board of Directors کے باقی لوگ تو یہیں پر ہیں۔ آپ چھوٹے چھوٹے لوگوں کو پکڑ کر بنک کی ذمہ داری ڈالنا یا سٹیٹ بنک پر ذمہ داری ڈالنا غلط ہے۔ سٹیٹ بنک تو ہر سال audit report دیتا رہا ہے۔ میں کم از کم یہ چاہتا ہوں کیونکہ اس میں base guarantee پنجاب حکومت کی ہے۔ اس کے deposits کی بات کو ایک طرف چھوڑیں۔ یہ بنک کوئی کمرشل level پر آج تک نہیں چلایا گیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ کمرشل بنک کبھی بھی نہیں چلا۔ اس کی بہت تفصیلی باتیں ہیں مگر حکومت کو تو چاہیے کہ اپنی guarantee کی بات کرے۔ اس وقت اس کی guarantee پر کتنی برانچیں چلائی جائیں گی اور کتنی برانچوں میں کتنے deposits ہیں؟ یہ ایک لمبی بحث ہے لیکن میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت اپنی guarantee کے بارے میں فیصلہ کرلے۔ اس طرح تھوڑے یا بہت جتنے بھی depositors ہیں ان کی رقوم بھی ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو معاملہ شیخ صاحب نے اٹھایا ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اسی لئے ہم نے اس معاملہ کو take up کیا ہے ورنہ تکنیکی بنیادوں پر یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ معاملہ banking کے متعلق ہے اور یہ موضوع وفاق کا ہے۔ اسی طرح آپ نے جو گرفتاریوں کی بات کی ہے کہ وہ کس level پر گرفتاریاں کر رہے ہیں اور کس level پر نہیں کر رہے۔ اب تک اس سلسلے میں جو ایجنسی تفتیش کر رہی ہے اس کا تعلق بھی وفاقی حکومت سے ہے اور وہ پنجاب حکومت کے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ سر دست ہم ایک تفتیش میں دوسری تفتیش شروع کر دیں اور پہلی میں خلل آ جائے۔ اس سلسلے میں N.A.B تفتیش کرلے اس کے جو نتائج آئیں گے اس کے بعد پنجاب حکومت کچھ کرے گی کیونکہ Bank of Punjab میں leading and majority share پنجاب حکومت کا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب پوری توجہ دے رہی ہے اور جو آپ نے observations فرمائی ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ حکومت تک پہنچ گئی ہیں اور ان کے مطابق اس معاملے کو آگے بڑھایا جائے گا۔ اس میں

ہم نے وفاقی حکومت سے جواب لے کر، سٹیٹ بنک سے جواب لے کر اس تحریک کا حصہ بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ جن arguments کو آپ نے ایوان کے سامنے رکھا ہے ان سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ وہ واقعی بڑے وزنی دلائل ہیں۔ اگر آپ ان کے اوپر مبنی کوئی قرارداد بھی ایوان میں لانا چاہتے ہیں تو وہ بھی لائیں۔ یہ ایوان اس کو بھی پاس کر کے وفاقی حکومت سے اس بات کی سفارش کرے گا کہ جن خطوط کے اوپر آپ ان اداروں کا show concern کر رہے ہیں اس میں وفاقی حکومت اور جو ادارہ وہ تحقیق کر رہا ہے اور تفتیش کر رہا ہے وہ بھی اس پر پوری توجہ دے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں۔ میں اب اس میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب اس میں یہ ہدایت جاری کریں کہ value لگانے والے کو ضرور پکڑا جائے۔

جناب سپیکر! آپ banking کو جانتے ہیں۔ value اس میں base کرتی ہے، اس میں ایک value لگانے والے کو بھی نہیں پکڑا گیا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بھی اس معاملے کو دیکھتا رہا ہوں، اس کے اندر جو تحقیقات ہو رہی ہیں اس میں جو بھی ملوث ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور پکڑا جائے گا۔ شیخ علاؤالدین صاحب اپنی تحریک التوائے کار کو press نہیں کرتے۔ اس لئے یہ disposed of کی جاتی ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (تنسیخ) نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 2008

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے۔

The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008. (Bill No. 3 of 2008)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker! I move that:

> The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once.

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that

> The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ نے ترامیم پیش کی ہوئی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم نے ترامیم دی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کب دی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: ہم نے 6-8-2008 کو 8:45 پر ترامیم جمع کروائی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں rules بڑے clear ہیں۔ اگر آپ Rule 105(2) کو دیکھیں کہ:

> "If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved."

اب اس میں 2 days کا بڑا clear لکھا ہوا ہے جبکہ یہ بل اب یہاں پیش ہو رہا ہے جبکہ آپ کی ترامیم کو جمع کروائے کم وقت ہوا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی بات کو سمجھتی ہوں لیکن آپ نے خود ہی پوری شق پڑھ دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے rules کے مطابق بالکل درست observation دی ہے لیکن اس میں اپوزیشن کے احترام اور ان کے کردار کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے پاس rules relax کرنے کا اختیار ہے اس لئے اگر آپ اپنی discretion استعمال کرتے ہوئے اپوزیشن کو ترامیم پیش کرنے کی اجازت دے دیں تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں حکومتی بنچوں کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Now there are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch. Zaheer-ud-Din, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Dr. Samia Amjad, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathia, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs Amna Ulfat and Mrs Samina Khawar Hayat.

جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں پہلے رانا ثناء اللہ صاحب کی بہت شکرگزار ہوں اور حکومتی بنچوں کی بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اتنے اہم اور اتنے prestigious معاملے کے لئے اپوزیشن کو accommodate کیا ہے۔ میں آپ کی بھی شکرگزار ہوں کہ آپ نے rules relax کر کے ہمیں accommodate کیا ہے۔ ہمیں دراصل ایجنڈا ہی دیر سے ملا تھا اس لئے ہمیں بھی ترامیم لاتے ہوئے دیر ہو گئی۔

جناب سپیکر! آج یہ ترمیم لانے سے پہلے میں ایک بات بڑی وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جو ترامیم اس میں لانا چاہتے ہیں وہ اس اصول کے خلاف لانا چاہتے ہیں کہ آخر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ اپنی ترمیم پیش کر لیں پھر اس کے objectives بتا دیجئے گا۔

DR. SAMIA AMJAD: I move that:

> The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August 2008.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that:

> The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August 2008.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I oppose it.

MR. DEPUTY SPEAKER: Dr. Samia Amjad Sahiba! Now you can give your objectives.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا اس ترمیم کو لانے کا یہ مقصد ہے کہ اتنے اہم ٹرسٹ کو جو کہ نظریہ پاکستان کو آگے لانے کو بنایا گیا تھا۔ یہ میاں محمد شہباز شریف کے زمانے میں ہی لایا گیا تھا اور اس کو ٹرسٹ چلاتا تھا۔

Which was latter changed into Foundation on the recommendation of this Government?

اور آج جب وہ حکومت واپس آئی ہے تو انتہائی عجلت میں دوبارہ اس کو ایک ٹرسٹ بنانے کی recommendation دی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی یقیناً مثبت باتیں ہوں گی جن کو اسے مضبوط کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ مجھے صرف یہ پوچھنا ہے کہ آخر آرڈیننس سے یہ تبدیلیاں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس آرڈیننس کو لا کر آپ ایک رواج قائم کر رہے ہیں کہ جب اسمبلی موجود ہے اور سارے ممبران بیٹھے ہیں تو بغیر اس کی تفصیلات جانے اور بغیر اپنی رائے یا سحر انگیز گفتگو کروائے، بغیر ایک opinion لئے، بغیر اس کو اتنی جلدی اور اتنی عجلت میں bulldoze کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے صرف اتنا ہو رہا ہے کہ کل بھی 4 آرڈیننس lay down ہوئے ہیں۔ ایک کمیٹی میں میرا خیال ہے کہ 13 ممبران ہوتے ہیں وہ بیٹھ کر اس کا decision کر لیتے ہیں اور یہاں تقریباً تین چار سو ممبران کا جو ایوان ہے ان کو یہاں بٹھانے کا پھر کیا مقصد ہے؟ اب یہ ordinance سے لانے والا رواج ختم کر دیا جائے۔ میں اس چیز کی آپ سے پُرزور سفارش کروں گی کہ جب یہ گورنمنٹ

کافی زیادہ stabilize ہو گئی ہے، آپ کے وزراء بیٹھ گئے ہیں، opposition بیٹھ گئی ہے تو آپ اس قانون سازی کو اتنی عجلت میں کیوں bulldoze کر رہے ہیں؟ آج نہ صرف ایک نہیں بلکہ دو دو ordinances کے اوپر اس طرح یہ opinion آئی ہے۔ کل بھی آپ لوگوں نے چار اور ordinances یہاں پر lay down کر دیئے ہیں، میرا نہیں خیال کہ اس سے اس کی روح کو کوئی تقویت پہنچے گی۔ آپ یہ سوچیں کہ یہ اتنا اہم معاملہ ہے اور یہ فاؤنڈیشن اب تک بڑی کامیابی سے چلتی رہی ہے، یہ انتہائی زیرک لوگوں کا ایک گروپ ہے جو اس وقت ہاؤس میں بھی موجود ہیں، میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس فاؤنڈیشن کو بہت آگے چلایا اور بہت دور تک لے گئے اور ہمیں ہر طرح سے اس میں input دینی چاہیے کہ اس میں further strengthen ہو اور یہ اور آگے جائے لیکن اگر اس میں کوئی سقم ہے یا loopholes ہیں تو ان کو بھی cover کیا جائے لہٰذا میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ میری اس amendment کو consider کریں اور اس کو discussion کے لئے جانے دیں، Select Committee بننے دیں تاکہ اس میں یہ نہ ہو کہ دوبارہ ہر دس دن بعد کبھی یہ آجائے، کبھی وہ آجائے اور اس میں amendments اتنی جلدی جلدی آجائیں تو اس کی کیا ضرورت ہے؟ اتنا شاندار طریقے سے چل رہا ہے، اس کی museum قابل دید ہے اور اتنی شاندار location ہے لہٰذا میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ اس amendment کا اصل مقصد یہ ہے کہ:

Do not bulldoze the legislation, let the House talk about it, why should it there?

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyone else?

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے اندر mover ہیں؟---I think you are not اس وقت motion کے جو movers ہیں صرف وہی اس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس حوالے سے بات نہیں کر سکتے۔ میں بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے علاوہ محرک چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ،

محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ تھیں ان کی طرف سے amendment آئی تھی اس کے علاوہ ڈاکٹر سامیہ امجد نے بات کر لی ہے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ قانون سازی کو through ordinance bulldoze نہیں کرنا چاہیے، ان کی بات سے ایسے لگ رہا تھا جیسے ordinance کے ذریعے سے اگر قانون سازی ہوتی ہے تو اس سے ایوان قانون سازی سے خارج ہو جاتا ہے یا اس ایوان کو اس پر غور کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ دراصل یہ جو عمل ہے کوئی اتنا مناسب عمل نہیں ہے۔ ہمیشہ گورنمنٹ کی یہ کوشش ہونی چاہیے اور ہماری بھی یہی کوشش رہے گی کہ ordinances کو ضرورت کے وقت ہی لایا جائے ورنہ بل کی شکل میں اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے۔ لیکن یہ بات میں واضح کرتا چلوں کہ bill ہو یا ordinance، اس نے بالآخر اسی ایوان کے سامنے آنا ہوتا ہے جس طرح سے یہ ordinance ایوان کے سامنے lay ہوا اور اس کے بعد یہ Select Committee کے سپرد ہوا۔ وہاں کمیٹی میں آپ ہی کے معزز اراکین نے پوری طرح سے ایک ایک شق کو دیکھا ہے اور جب ان کی رپورٹ ہاؤس میں موصول ہوئی ہے تو اس کے بعد یہ قانون سازی میں جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ فاؤنڈیشن بڑی کامیابی سے چل رہی تھی تو اب اس کی کیا ضرورت پڑی کہ اس کو دوبارہ ٹرسٹ میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت ہمارے کچھ بزرگوں کی رہنمائی اور ان کا سایہ ہمیں نصیب ہے کہ جنہوں نے پاکستان کو بنتے دیکھا، جنہوں نے نظریہ پاکستان کے لئے جدوجہد کی، جنہوں نے پاکستان کی تحریک میں حصہ لیا۔ آج بھی وہ اس نظریے کے لئے کام کرنے اور نئی نسل کو اس کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ ان بزرگوں میں مجید نظامی صاحب کا نام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، انہوں نے نہ صرف خود بلکہ ان کے بھائی حمید نظامی صاحب بھی اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان میں اتنا اہم role ادا کیا۔ اگر ان لوگوں کے role کا ذکر نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک کا ذکر نامکمل رہتا ہے۔ یہی لوگ اس ٹرسٹ اور فاؤنڈیشن کو چلانے والے ہیں، یہ ان کا ہی تجربہ تھا کہ اس کو فاؤنڈیشن میں تبدیل کیا جائے۔ اس کے بعد انہوں نے جب فاؤنڈیشن کو چلایا تو وہ بعد میں اس نتیجے پر پہنچے کہ اس کو ٹرسٹ کے نام کے طور پر زیادہ مناسب اور بہتر طریقے سے چلایا جا سکتا ہے۔ اب گورنمنٹ جو ordinance کے ذریعے قانون سازی کرنے جا رہی ہے تو یہ بالکل

ان کی خواہشات، تجربے اور ان کی direction کے مطابق ہے۔اس سلسلے میں گورنمنٹ نے قطعی طور پر of his own یا اپنا کسی قسم کا کوئی معاملہ نہیں رکھا اور ان کی آج یہاں پر موجودگی بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے تجربے کی بنیاد پر انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ ٹرسٹ اس نظریہ پاکستان کو بہتر انداز پر ان معاملات کو چلا سکتا ہے۔اس میں دراصل یہ ہو گا کہ فاؤنڈیشن کی وجہ سے گورنمنٹ کو تھوڑی سی دسترس اس میں زیادہ تھی اور ٹرسٹ کی بنیاد پر وہ کم ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی سوچ ہے اور دوسرا وہ تجربے کی بنیاد پر اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ اس میں کمیٹی نے کافی considerations کی ہیں، اس پر پورا غور و خوض کیا ہے۔اس کے علاوہ اس idea کے پیچھے جن بزرگوں کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مجید نظامی صاحب اور ان کے ساتھ اور بھی ہمارے بہت سے بزرگ ہیں جو تحریک پاکستان کا حصہ رہے ہیں اور جنہوں نے نظریہ پاکستان کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے تو یہ ان کے تجربے کی بنیاد پر ہی ساری قانون سازی کر رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر further delay یا مزید opinions کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ چونکہ یہ ہاؤس کے floor پر debate نہیں ہوئی تو اگر آپ مناسب سمجھیں کہ before the House, votes on something ان کو تھوڑا سا background بتا دیا جائے کہ سپیشل کمیٹی میں کیا discussions ہوئی ہیں؟ جو یہ کاغذات ہمیں ہاؤس میں circulate کئے گئے ہیں ان میں صرف words کو تبدیل کیا گیا ہے جو ساتھ paper میں attach ہے۔یہ نہیں بتایا گیا کہ کمیٹی میں اس کا کیا background discuss کیا گیا، اس میں کیا اعتراضات تھے یا ممبران کی کیا reservations تھیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ opposition نے کوئی dissenting note اس کے لئے جمع نہیں کرایا تھا، میں سپیشل کمیٹی کا ممبر ہوں تو میں صرف دو باتیں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں یا کسی اور کو دیں تو اگر تین منٹ کے لئے آپ summarize کر دیں کہ یہ کمیٹی میں کیا discuss ہوا تھا کہ اس کو ٹرسٹ سے فاؤنڈیشن بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی، پھر اسی فاؤنڈیشن کو دوبارہ ٹرسٹ بنانے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ کیا ہم ہر decision کو win sickly کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر ایک action لیں پھر

اس کو undo کریں۔ اس point کو اگر ہم discuss کرنا چاہیں تو کر لیں، اگر نہیں کرنا چاہتے تو اللہ خیر کرے کیونکہ تعداد تو حکومتی بنچز کے پاس ہے بہر حال جو بھی آپ مناسب سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اپنے بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ discuss نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ اب یہ جو consideration ہے یہی discussion ہے۔ اگر معزز ممبر اس میں اپنی amendments لاتے تو اس پر discussion ہو جاتی۔ اب ہاؤس کے سامنے discuss ہی ہو رہا ہے اور یہی اس کا مقصد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ Law is very much clear کہ amendments کے جو movers ہیں وہی اس پر بحث کر سکتے ہیں اور جنہوں نے کی ہے۔ that is very much clear.

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved is that:

> "The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion, thereon by 31st August 2008."

The amendment moved and the question is that:-

> "The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion, thereon by 31st August 2008."

یہ وہ amendment ہے جو opposition کی طرف سے propose کی گئی ہے۔

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, is there any second amendment? This is the second amendment is from Chudhry Zaheer-ud-Din, Ch.Amir Sultan Cheema,Mr. Muhammad Mohsin Khan Legahari, Dr. Samia Amjad, Hafiz Muhammad Qamar Hayyat Kathia, Ch. Abdullah Yousaf, Mrs. Amina Ulfat, Mrs. Samina Khawer Hayyat.

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "The Nazaria-e-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended be the Special Committee be referred to a Select Committee consisting of the following members with instruction to report by 10th of September 2008."

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں میری ایک submission ہے کہ رولز بڑے clear ہیں۔ چونکہ آپ پچھلی amendment کی mover تھیں۔

And that amendment has been lost in the House. This has been lost because the mover is not in the House. Now, the motion moved and the question is:

> "That the Nazaria-e-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 as recommended by the Special Committee be taken into the consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

"Clause 3 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker! I move that:

"The Nazaria-e-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that:

"The Nazaria-i-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 be passed."

The motion moved and the question is that:

"The Nazaria-e-Pakistan Foundation (Repeal) Bill, 2008 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

قواعد کی معطلی کی تحریک

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ موجودہ ملکی اور سیاسی حالات کے پیش نظر ایک اہم قرار داد قواعد و ضوابط کو معطل کر کے اور اپنی discretion power سے اجازت دیں جیسا کہ اس ہاؤس میں پہلے بھی روایت موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رولز 234 کے تحت رول 115 کو معطل کر کے آپ کو قرار داد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

قرارداد

آئین پاکستان کی شق 58(2)b کے اختیارات صدر سے واپس لے کر قومی وصوبائی اسمبلیوں کو دینے کا مطالبہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! مہربانی۔

اس ایون کی رائے ہے کہ:

"پاکستان اور پنجاب کے عوام کے حقوق کی پاسبانی کے لئے وفاقی حکومت سے پر زور سفارش کی جاتی ہے کہ آئین میں 58(2)b جو کہ فرد واحد یعنی صدر پاکستان کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ جب چاہے اس کا ناجائز استعمال کر کے عوام کی منتخب شدہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو ختم کر دے اور صوبے میں اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے گورنر راج کو نافذ کر دے اور جب چاہے اس ملک کے عوام کا جمہوری قتل کر دے جس طرح کہ ماضی اس بات کا گواہ ہے، اس طرح یہ ہر دو شقیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وجود کی نفی کرتی ہیں بلکہ پاکستان بھر کے عوام کی رائے کو قتل کرنے کے مترادف ہیں۔ ان ناجائز اختیارات کو جلد از جلد ختم کیا جائے اور اس کا اختیار صرف اور صرف قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو دیا جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"پاکستان اور پنجاب کے عوام کے حقوق کی پاسبانی کے لئے وفاقی حکومت سے پر زور سفارش کی جاتی ہے کہ آئین میں 58(2)b جو کہ فرد واحد یعنی صدر پاکستان کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ جب چاہے اس کا ناجائز استعمال کر کے عوام کی منتخب شدہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو ختم کر دے اور صوبے میں اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے گورنر راج کو نافذ کر دے اور جب چاہے اس ملک کے عوام کا جمہوری قتل کر دے جس طرح کہ ماضی اس بات کا گواہ ہے، اس طرح یہ ہر دو شقیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وجود کی نفی کرتی ہیں بلکہ پاکستان بھر کے عوام کی رائے کو قتل

کرنے کے مترادف ہیں۔ ان ناجائز اختیارات کو جلد از جلد ختم کیا جائے اور اس کا اختیار صرف اور صرف قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو دیا جائے"۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"پاکستان اور پنجاب کے عوام کے حقوق کی پاسبانی کے لئے وفاقی حکومت سے پر زور سفارش کی جاتی ہے کہ آئین میں 58(2)b جو کہ فرد واحد یعنی صدر پاکستان کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ جب چاہے اس کا ناجائز استعمال کر کے عوام کی منتخب شدہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو ختم کر دے اور صوبے میں اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے گورنر راج کو نافذ کر دے اور جب چاہے اس ملک کے عوام کا جمہوری قتل کر دے جس طرح کہ ماضی اس بات کا گواہ ہے، اس طرح یہ ہر دو شقیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وجود کی نفی کرتی ہیں بلکہ پاکستان بھر کے عوام کی رائے کو قتل کرنے کے مترادف ہیں۔ ان ناجائز اختیارات کو جلد از جلد ختم کیا جائے اور اس کا اختیار صرف اور صرف قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کو دیا جائے"۔

یہ قرارداد اکثریت رائے سے منظور کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ قرارداد ابھی جو آپ نے پیش کی اس کو unanimously approve کیا جائے کیونکہ اس پر کسی نے مخالفت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ unanimously approve ہوئی ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): آپ نے اکثریت رائے سے کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! قرارداد تو منظور ہے، منظور ہے، منظور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ یہ تو Constitutional amendment ہے۔ یہ پارلیمنٹ آج تک نہیں کر سکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں تمام اراکین جو یہاں پر تشریف فرما ہیں جنہوں نے اس قرارداد کو پاس کیا ہے ان سب کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور محترم بابائے پوائنٹ آف آرڈر نے جو بات فرمائی ہے اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ بلی کے گلے میں گھنٹی نہیں بلکہ ایک گیدڑ کے گلے میں گھنٹی باندھنے کا انتظام اسلام آباد میں ہو رہا ہے۔ اس وقت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور ان کے شریک چیئرمین جناب آصف علی زرداری اس ملک اور قوم کے لئے جو انہوں نے پچھلے دو دن سے مذاکرات کئے ہیں اور جس طرح کی وہاں سے اطلاعات آ رہی ہیں اور میرا خیال ہے کہ تھوڑی دیر تک مشترکہ اعلانیہ بھی جاری ہونے والا ہے اور جس طرح انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس ملک سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کو دفن کر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس ملک کے 16 کروڑ عوام کا وہ مطالبہ جس میں 9-مارچ سے لے کر آج تک اس ملک کی وکلاء برادری نے بے پناہ جدوجہد کی، انہوں نے سڑکوں پر آ کر ماریں کھائیں، انہوں نے پرچے جھیلے، جیلیں کاٹیں، اپنا خون سڑکوں پر بہایا، معاشی طور پر خود کو نقصان پہنچایا، میں آج اس پوری وکلاء برادری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ آج ان کی جدوجہد رنگ لانے جا رہی ہے۔ آج انہوں نے جس طرح سے عدلیہ کی بحالی کے متعلق پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت میں ایک واضح اور دو ٹوک موقف اختیار کیا ہے۔ آنے والے وقت میں نہ صرف اس ملک میں عدلیہ آزاد ہو گی، 2-نومبر کے تمام جج اور عدلیہ بحال ہو گی۔ اس ملک سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت دفن ہو جائے گی۔ میں اس موقع پر اپنی طرف سے بھی اور اس ایوان میں موجود تمام اراکین کی جانب سے بھی اور جو میرے بھائی اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں، ان کی طرف سے بھی میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کو اس مذاکرتی عمل پر اور اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! اپوزیشن میں صرف بھائی نہیں، بہنیں بھی ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): میں اپنی بہنوں کو بھی شامل کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت 10 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پنجاب کی نمائندگی کرنے والی پنجاب اسمبلی نے جو حق اس کے 8 کروڑ عوام نے اس کو دیا تھا آج اس کا مکمل طور پر پوری آزادی کے ساتھ اور پوری جرات کے ساتھ اظہار کرنے کا حق ادا کر دیا ہے اور سب سے پہلے کسی بھی صوبائی اسمبلی میں اس issue پر جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس میں الحمدللہ پنجاب اسمبلی کا نمبر ون ہے۔ میں اس پر اس قرارداد کے محرک اور جناب کو اور تمام اسمبلی ممبران کو اور بالخصوص پنجاب کی اس غیور عوام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے 18 فروری کو آمریت کے خلاف اپنی رائے کا حق استعمال کرتے ہوئے جمہوری قوتوں کو کامیاب کیا اور آج الحمدللہ ایک طالع آزما کے خلاف، ایک independent اور resolution unanimously پاس ہوئی ہے، انشاءاللہ تعالیٰ ہم آپ کے توسط سے سفارش کرتے ہیں کہ اس دفعہ کو فوری طور پر Constitution سے repeal کر دیا جائے۔ اس کو ختم کر دیا جائے اور اسمبلیوں کو اپنی آئینی مدت پوری کرنے کا موقع دیا جائے اور آپ کو بھی مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور آپ کے مشکور ہیں جنہوں نے اس طرح کی بڑی اہم قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی۔ بڑی مہربانی

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: میں سب سے پہلے اس قرارداد کے محرک کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دوسری یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز رکن میاں صاحب جو کہ ایوان میں "بابائے پوائنٹ آف آرڈر" کے نام سے مشہور ہو چکے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ تمام ممبران کو سختی سے منع کیا جائے کیونکہ اگر کل کو معزز خواتین کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گی تو ان کا بھی nick name پڑ جائے گا تو میری آپ سے التماس ہے کہ سب کو پابند کیا جائے کہ انہیں اس نام سے نہ پکارا جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں قرارداد کے متفقہ طور پر منظور ہونے کے بعد جناب کا شکر گزار ہوں اور اس House میں بیٹھے ہوئے دونوں طرف کے دوستوں کا جنہوں نے پاکستان اور پنجاب کے عوام کے جو حق رائے دہی انہوں نے استعمال کیا اس کے احترام میں، عوامی خواہشات کے احترام میں، جمہوریت کی جو شمع قربانیوں اور حادثوں کے بعد روشن ہوئی اس کے احترام میں یہ جو قرارداد اس پاکستان کے جمہوری سفر کی بقاء اور اس ملک کی سلامتی کے لئے منظور کی میں سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے ایک دوست معزز رکن نے میرے بارے میں کچھ اظہار فرمایا ہے۔ میں تو I feel proud of being called Baba--i point of order کیونکہ میں relevantly کچھ نہ کچھ جہاں پر مجھے ضروری محسوس ہوتا ہے کہنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن افسوس ہے کہ جناب سپیکر کی طرف سے کم، کم ہی موقع ملا ہے۔ ہم لوگ 1985 کی اسمبلی میں بھی یہاں پر ریکارڈ قائم کر کے گئے ہیں، تاریخ لکھ کر گئے ہیں اور اس وقت بھی میرا نام مسٹر پوائنٹ آف آرڈر ہی تھا۔ اس وقت چونکہ میں مسٹر تھا اور اب میں بابا ہوں تو I feel proud of being called Baba-i- point of order.

جناب سپیکر! میں نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں جو پوائنٹ آؤٹ کیا تھا تو میرا اشارہ اسی طرف تھا کہ یہ ایک Constitutional amendment ہوگی جس کی وضاحت جناب وزیر قانون نے فرمائی ہے ہم تو خود عوام کے حق حکمرانی کے لئے آج تک لڑتے رہے ہیں کہ حق حکمرانی عوام کا ہے، حق حکمرانی جرنیلوں کا نہیں ہے اس لئے یہ 58(2)b کا خاتمہ ہم آج نہیں بلکہ 1985 سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں اس ایوان میں فخر کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ 1985 کی اسمبلی میں جب ضیاء الحق یہاں پر خطاب کرنے آیا تھا تو ہم ہی لوگ یہ بات کہنے والے تھے کہ یہ وردی پہن کر آپ کو یہاں آنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے؟ شکریہ

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ جناب سپیکر! میں اس قرارداد کے محرک کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ارکان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کے عوام کے مینڈیٹ کا احترام کرتے ہوئے آج اس قرارداد کا ساتھ دیا اور اسے پاس کرنے میں پورا تعاون کیا۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، طاہر محمود ہندلی صاحب!

قواعد کی معطلی کی تحریک

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

Sir, I move that

> "The requirements of the Rule 95 read with Rule 244-A (7) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispersed with under Rule 234 of the Rules ibid for the immediate consideration of the proposed amendment in the Rule 24 of the Rules ibid as recommended by the Special Committee."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "The requirements of the Rule 95 read with Rule 244-A (7) of Rules of Procedure of the Provincial Assembly of Punjab 1997 may be dispersed with under Rule 234 of the Rules ibid for the immediate consideration of the proposed amendment in the Rule 24 of the Rules ibid as recommended by the Special Committee."

The motion moved and the question is:

> "The requirements of the Rule 95 read with Rule 244-A (7) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispersed with under Rule 234 of the Rules ibid for the immediate consideration of the proposed amendment in the Rule 24 of the Rules ibid as recommended by the Special Committee."

(The motion was carried.)

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کے لئے

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 24 میں ترمیم

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the proposed amendment in Rule 24 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Mr. Tahir Mehmood Hundli!

CH. TAHIR MEHMOOD HUNDLI (Advocate): Sir, I moved that:

> "The proposed amendment in the Rule 24 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that:

> "The proposed amendment in the Rule 24 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in this motion therefore the motion moved and the question is that:

> "The proposed amendment in the Rule 24 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the proposed amendment in Rule 24 Ch. Tahir Mehmood Hundli may move it.

CH. TAHIR MEHMOOD HUNDLI (Advocate): Sir, I moved that:

> "The proposed amendment in the Rule 24 of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Special Committee be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is that:

> "The proposed amendment in the Rule 24 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Special Committee be passed."

The motion moved and the question is that:

> "The proposed amendment in the Rule 24 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 as recommended by the Special Committee be passed."

(The Motion was carried.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا۔ اب اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک 8۔اگست 2008 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

227

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ داخلہ)

3۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ2008

229

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 8 -اگست 2008

(یوم الجمع، 5-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 26 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُشۡرِكُواْ بِهِۦ شَيۡـٔٗاۖ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنٗا وَبِذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡجَارِ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡجَارِ ٱلۡجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلۡجَنۢبِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخۡتَالٗا فَخُورًا o ٱلَّذِينَ يَبۡخَلُونَ وَيَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُونَ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضۡلِهِۦۗ وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗا o

سورہ النساء آیات 36 تا 37

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتاo جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت ﷺ

زمیں میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد ﷺ کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا
محبت کملی والے سے وہ جذبہ ہے سنو لوگو!
یہ جس من میں سما جائے وہ من میلا نہیں ہوتا

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چیئر کی طرف سے سرکاری بزنس کے دوران قرارداد پیش کرنے کی اجازت دینا

راجہ شوکت عزیز بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل میں نے آپ کے Chair سنبھالنے سے پہلے جناب سپیکر کی موجودگی میں اور انہوں نے وزیر قانون صاحب سے رائے لے کر مجھے ایک عام نوعیت کی قرارداد اس House میں پیش کرنے کا موقع دیا اور جسے اس House نے متفقہ طور پر منظور بھی کیا اور بعد میں آپ نے مجھے Rules کو amend کر کے اس کی اجازت بھی دی لیکن میرے فاضل دوست اپوزیشن لیڈر نے جو میں نے اخبار میں پڑھا اور ٹی۔ وی پر سنا کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے دھوکا ہوا۔ کل میں نے صبح اس House کی کارروائی میں Chair سے اجازت مانگی تھی جس پر وزیر قانون سے رائے لے کر ان کی موجودگی میں اس بات کا فیصلہ ہوا تھا کہ سرکاری بزنس کے ختم ہونے کے بعد اگر کارروائی کا وقت بچا تو اس قرارداد کے لئے مجھے وقت دیا جائے گا اور جو وعدہ میرے ساتھ ہوا تھا اس کے مطابق سرکاری بزنس ختم ہونے کے بعد آپ کی طرف سے یہ مہربانی

فرمائی گئی اور اس ہاؤس نے اس تاریخی قرارداد کو جو عوامی رائے کی عکاسی کرتی ہے، جو 16 کروڑ عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرتی ہے، اس سے پہلے ماضی میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں عوام کی رائے سے آنے والے تمام دوستوں کا ضمیر زندہ ہے اور اپنے ضمیر کی آواز کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے اس قرارداد پر اپنا فیصلہ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل دوست نے اس ایوان کے معزز اراکین کے استحقاق کو مجروح کیا کہ ہم سے دھوکا ہوا۔ ہم عوام کی رائے سے پاکستان اور پنجاب کے عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے یہاں آئے ہیں، کسی سے دھوکا کرنے کے لئے نہیں آئے اور پھر میں یہ کہتا ہوں کہ جو آدمی عوام کی رائے کا احترام نہیں کرتا، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں عوامی رائے سے متصادم شقوں کی اگر حمایت کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس جمہوری سفر کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ فاضل دوست نے ہمارے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی جوشیلی گفتگو پر comment تو نہیں کرنا چاہوں گا اور صرف یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو بات کی اور جو کل اعتراضات چودھری ظہیر صاحب نے میڈیا کے سامنے پیش کئے، main چیز یہ ہے کہ آپ جب بھی اس Chair پر آکر بیٹھتے ہیں تو آپ بات کرتے ہیں اور on the record ہے اور ہر بار آپ نے یہی کہا ہے کہ ہم اس ایوان کو rules & procedures کے مطابق چلائیں گے۔ آپ نے کل بھی یہی statement دی اور پرسوں بھی یہی دی اور ہم صرف یہ point out کرنا چاہ رہے تھے کہ کل جب یہ قرارداد پیش ہوئی تو اس پر آپ نے show of hands کروایا تو اس میں چند ممبران نے show of hands میں حصہ نہیں لیا۔ آپ بے شک جو وڈیو کیمرہ ادھر لگے ہوئے ہیں ان سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی ruling آئی جو کہ on the record ہے کہ اکثریتی رائے کے مطابق یہ قرارداد منظور ہوئی۔ اس کے بعد حکومتی بنچوں کے پریشر پر آپ نے یہ کہا کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ بہر حال میں گزارش کرتا ہوں، کل میں ادھر بیٹھا ہوا تھا اور میرے ساتھ دو بھائی اور بھی بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے کہا تھا کہ شاید ہم کسی گنتی میں ہی نہیں ہیں۔ ہماری طرف دیکھا جا رہا ہے اور نہ ہمیں بولنے کا موقع دیا جا رہا ہے تو میں صرف یہ بات کرنا چاہوں گا کہ کل بھی یہی ہماری پارٹی

کے ارکان کو problem تھی جو پرسوں تھی کہ نماز کا وقفہ اس ہاؤس میں نہیں دیا جاتا تو اس وقت کوئی آ رہا تھا اور کوئی جا رہا تھا کیونکہ اذان ہو گئی تھی اور اذان کو بھی ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا تھا اور آپ کو پتا ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو رہا تھا تو اس حساب سے ہماری تعداد بھی پوری نہیں تھی۔ ایک تو میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ نماز کے وقفے کو دوبارہ سے ensure کیا جائے تاکہ یہ ہمارے ممبران جو نماز کی وجہ سے آگے پیچھے ہو رہے تھے وہ مسئلہ بھی نہ سامنے آئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے پرسوں بھی یہی بات کی کہ rules کے مطابق کارروائی کو چلانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپوزیشن کو bulldoze کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ہمیں بتا دیں۔ جب آپ کہتے ہیں کہ یہ ایوان rules کے مطابق چلے گا اور چلتا رہے گا تو آگے سے میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ:۔

تیرے وعدے پہ جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) شکریہ۔ جناب سپیکر! کل جس وقت قرارداد یہاں پیش ہوئی تو میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ قرارداد پیش کرنا، قرارداد کے حق میں ہاتھ کھڑے کرنا یا قرارداد کے حق میں ہاتھ کھڑے نہ کرنا ہر ایک ممبر کا اپنا ایک استحقاق ہے اور اس کا حق ہے اور اس کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنانا یا شعلہ بیانی، جیسے بھٹی صاحب میرے بہت محترم بھائی نے کی ہے۔ ضمیر کی باتیں کی ہیں اور یہ ضمیر کی آواز پر ہی کسی اور ٹکٹ پر منتخب ہو کر کسی اور جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کچھ لوگ ہاتھ کھڑے نہیں کرتے تو وہ اس سے تحریک کا ساتھ نہیں دے رہے ہوتے اور آپ ریکارڈ منگوا لیں، اگر آپ نے کہا ہے کہ یہ اکثریتی رائے سے منظور کی گئی ہے بعد میں آپ نے اپنے ارشاد کو amend بھی کیا اور آپ کا کہا ہوا سر آنکھوں پر لیکن ہم اس کو on the record لانا چاہتے تھے اور وہ میڈیا کے ذریعے لے آئے ہیں اور آج اس ہاؤس میں بھی on the record لے کے آنا چاہتے ہیں۔ 58(2)b جنہوں نے اپنی عمر بھی دے دی کسی ایک لیڈر کو اور انہوں نے یہاں اس کا اجرا کیا اور کرنے کے بعد کبھی وہ اس کو پسند کرتے تھے، استعمال کرواتے تھے اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو over through بھی دو دفعہ انہوں نے

کروایا، کبھی اس کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں یہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔ ہم اس بحث میں پڑے بغیر جو کہ ایک ملغوبہ قسم کی قرارداد پیش کی گئی تھی categorically طور پر جو کہ clear نہیں تھی اور ہم اس سے متفق نہیں تھے، میں record پر لے کر آنا چاہتا ہوں اور اس ریکارڈ کو درست کیا جائے ورنہ ہم تحریک استحقاق لانے کا اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ میں آپ سے نہایت ادب سے یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ ہے کہ کل جب یہ قرارداد اسمبلی میں پیش ہوئی تو باقاعدہ اس قرارداد کا جو طریق کار ہے جس طرح میرے معزز رکن نے بات کی Rules & Procedures کی۔ باقاعدہ rules کو adopt کرتے ہوئے وہ قرارداد معزز ممبر نے پڑھی اور پڑھنے کے بعد میں نے اس کو یہاں پر repeat کیا اور جس وقت میں نے اس کو یہاں پڑھا اور پڑھنے کے بعد اس پر ووٹنگ کروائی ایک تو show of hands جو ہے قرارداد اگر پڑھیں تو اس کے اندر show of hands کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے لئے ووٹنگ کروائی گئی تھی، اس کے اندر کل اگر آپ موجود تھے اور جس طرح legislation ہوئی اس میں "Yes" اور "No" کروائی گئی تھی۔ "Yes" پر تو پورا ہاؤس بولا اور "No" پر اپوزیشن کے بیٹھے ہوئے بھی آپ کا کوئی ساتھی نہیں بولا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب resolution پاس ہو گئی تو میں نے کہا کہ یہ resolution اکثریت سے پاس ہو گئی تو یہاں سے اعتراض آیا کہ جب اس پر اعتراض نہیں کیا گیا، اس کو object نہیں کیا گیا، اس کے خلاف کسی نے آواز نہیں اٹھائی اور object نہیں کیا as per rules تو پھر یہ اکثریت سے نہیں ہوئی بلکہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی ہے۔ جب میں نے "متفقہ طور" والی بات کی تو اس کے بعد بھی آپ کے جو ممبرز یہاں بیٹھے تھے انہوں نے بھی اس پر کوئی object نہیں کیا اس لئے وہ قرارداد as per rules کل اسمبلی نے متفقہ طور پر پاس کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہر بات کا صحیح جواب بھی آپ کو مہیا نہیں کیا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: I am also a law knowing person مجھے خود بھی بہت کچھ پتا ہے۔ آپ بات کریں پلیز!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جیسے ارشاد فرمایا، ہم اسی طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں نے پہلے اکثریتی رائے سے کہہ دیا تھا، آپ اپنے کہنے کو دوبارہ amend کر سکتے ہیں۔ ہمیں علم ہے اور آپ ماشاء اللہ بہت competent lawyer بھی ہیں، عدالتوں میں لوگوں کو آپ سے بہت relief ملتا ہے۔ میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ چیزوں کو پیش کرنے کے اچھے طریقے ہوتے ہیں اور کچھ چیزوں کو پیش کرنے کے برے طریقے ہوتے ہیں۔ کچھ اچھا کام کرنے کے بھی بُرے طریقے ہوتے ہیں۔ ہماری استدعا ہے کہ جب نماز کا وقفہ ختم ہو چکا ہوتا، جب یہاں پر تمام لوگ آ چکے ہوتے، قائد محترم یا ہمارے ڈپٹی لیڈر یا دوسرے لوگ آ چکے ہوتے، انہوں نے باہر سے اندر آتے ہوئے دروازے میں یہ سب کچھ سنا ابھی ہاؤس چل رہا تھا، ابھی تو legislation ہونا باقی تھی اگر آپ اس کو تھوڑی دیر ٹھہر کر پیش کر دیتے۔ ہماری استدعا یہ ہے کہ ہم اپنا حق محفوظ رکھتے ہوئے، اپنا استحقاق استعمال کرتے ہوئے یہ گزارش کریں گے کہ اس ریکارڈ کو amend کر لیا جائے ورنہ جو rules کے مطابق ہمارا حق بنتا ہے اس کو ہم استعمال کریں گے۔ آئندہ وقفہ نماز کے اندر ایسی مبہم قسم کی قراردادوں کو نہ لایا جائے اور لوگوں کے جانے کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ سامنا کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ قائد حزب اختلاف کل کی اپنی کوتاہی کو تاہی کہہ لیں کہ اس کا رونا رو رہے ہیں۔ یہ قائد حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ جب تک ہاؤس چلے وہ یہاں پر تشریف رکھا کریں۔ جہاں تک وہ نماز کی بات کر رہے ہیں کہ میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا اور جب میں واپس آیا تو resolution پاس ہو چکی تھی۔ میرے خیال میں جب resolution پاس ہوئی وہ ٹائم آپ ریکارڈ سے نکلوالیں اور اس بات کی بھی تصدیق کروالیں کہ قائد حزب اختلاف نے کل نماز پڑھی ہے؟ اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق انہوں نے کل کوئی نماز نہیں پڑھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: personal attack کوئی نہیں، personal attack کوئی نہیں ہوگا۔ لاء منسٹر صاحب! آپ بھی کوئی personal attack نہ کریں۔ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ بیٹھ جائیں۔ پلیز! ہاؤس کو چلانے دیں، آپ سب تشریف رکھیں۔ let me control the House۔ میں نے already اس کو point out کر دیا ہے۔ میں ایک چیز کو explain کر دوں کہ نماز کا وقت

2 بجے کا ہے۔ کل جب 2 بجے اذان ہوئی اس کے بعد جو قرارداد پیش کی گئی وہ 2 بج کر 50 منٹ پر کی گئی ہے۔ وہ ساری کارروائی ہاؤس کی سرکاری کارروائی مکمل ہونے کے بعد کی گئی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کو correct کریں۔ آج کل نماز کا ٹائم 3 بجے ہے۔ جو بات 58(2)b کی ہو رہی ہے بہت اچھی بات ہے، ہم بھی چاہتے ہیں کہ اس طرح کا آمرانہ رویہ نہیں ہونا چاہئے لیکن آج میں آپ کی وساطت سے اور اس ہاؤس کی وساطت سے اور اپنے میڈیا کے دوستوں کی وساطت سے اس ہاؤس میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس برائی کو آئین کا حصہ بنانے والے لوگ کون تھے؟ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے 1985 میں اس کو آئین کا حصہ بنانے میں اس آمر اور جابر کا ساتھ دیا تھا؟ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے اس وقت کی 1988 کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے، جمہوری حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک ایسی برائی کو جو آج تک ہمارے گلے اور آج تک وہ ہماری جمہوریت کے اوپر ایک بہت بڑا قدغن لگا ہوا ہے جس کو ہم ہمیشہ مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پھر ہمارے ساتھی ہی اس کا ساتھ دیتے ہیں لیکن آج ہمارے سوچنے کا وقت ہے کہ ہم سوچیں کہ اس 58(2)b کو متعارف کروانے والے کون لوگ تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، ملک ندیم کامران!

وزیر خوراک، صحت (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ resolution آئی اور اس کے بعد جو ہمارے اپوزیشن کے ساتھی یہاں موجود تھے انہوں نے کسی قسم کا اس پر "No" نہیں کہا اور اس کے بعد آپ سے وضاحت طلب کی گئی ہے کہ یہ unanimously ہوا ہے تو اس کے بعد آپ نے اپنی ruling دے دی۔ پھر ہمارے وزیر قانون نے اس پر ایک تقریر کی اور سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور پر جب یہ بات کی گئی کہ ان بھائیوں کا بھی ہم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جو یہاں موجود ہیں اور انہوں نے "No" نہیں کہا۔ مجھے یاد ہے کہ جو پیچھے بیٹھی ہوئی ہماری اپوزیشن کی خواتین ہیں انہوں نے کہا کہ ہم بھی یہاں بیٹھی ہیں، ہمارا شکریہ ادا نہیں کیا گیا تو وہ کہا گیا it is on the record تو آپ یہ ریکارڈ درست کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دیا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ سے کل بھی شکایت کی تھی۔ جس وقت یہ قرارداد اور باقی ہاؤس کی کارروائی چل رہی تھی تو مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑ گیا۔ وہاں میں بیٹھی تھی اور دوسرے patients بھی بیٹھے ہوئے تھے وہاں مجھے کچھ ٹائم لگ گیا اور وہاں T.V نہ ہونے کی وجہ سے ہاؤس کی کارروائی نہ دیکھی جا رہی تھی جس کی وجہ سے میں بروقت ہاؤس میں نہ پہنچ سکی اور بقیہ کارروائی کا میں حصہ بھی نہ بن سکی۔ آپ ٹائم نوٹ کر کے دیکھ لیجئے کہ جب یہ قرارداد پیش کی گئی اس وقت ہماری پارٹی کی اکثریت ہاؤس میں موجود نہیں تھی۔ جس وقت ہم لوگ ہاؤس میں enter ہوئے ہیں تو اس وقت ڈاکٹر سامیہ امجد کی طرف سے احتجاج ہو رہا تھا کہ "ہمارا شکریہ ادا کیوں کر رہے ہو ہم تو اس میں ہیں ہی نہیں" میں اسی وقت enter ہو کر ان کے پاس آئی اور ان سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟

جناب والا! میں اس سلسلے میں آپ سے یہ بھی التماس کروں گی کہ کم از کم ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں بھی ایک ٹیلی ویژن نصب فرمایا جائے تاکہ اگر کسی ممبر کو وہاں بیٹھنا پڑے تو وہ ہاؤس کی کارروائی دیکھ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس trick سے یہ resolution floor پر لائی گئی اس پر میں ضرور احتجاج کروں گی۔ میں جانتی ہوں کہ حکومتی بنچ میں جو آپ کے لیڈر لاء منسٹر صاحب ہیں یہ بڑے زیرک اور گھاگ lawyer ہیں۔ ہم ان کی پہلے بھی پانچ سال تک efficiency دیکھتے رہے ہیں یہ ان کی practice اور efficiency ہی تھی کہ انہوں نے اس وقت کا انتخاب کیا جو انہیں معلوم تھا کہ یہ آنے اور جانے کا وقت ہے اس پر ہم جتنا بھی احتجاج کریں کم ہے۔ "شیر" ان کا نشان ہے، شیروں والے کام کریں۔ لائیں 58(2)b جب پوری floor بیٹھی ہو پھر اس پر سحر انگیز گفتگو ہو سکتی ہے۔ کل ہم نے یہاں بیٹھے ہوئے باقاعدہ اشارہ کیا کہ ہماری باری کب آئے گی؟ نہ مائیک on ہے، نہ کہیں record پر ہے کہ ہم نے اس چیز کی تائید کی ہو اس لئے آپ یہ

ریکارڈ بھی درست کیجئے۔ باقی رہ گئی نماز پڑھنے کی بات تو میرا خیال ہے کہ راناثناء اللہ کا توکل حج ہو گیا تھا وہ اسی لئے نمازیں ہماری گن رہے ہیں۔ ان کے جو حج ہو رہے ہیں وہ ان کو مبارک ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ، personal attack کوئی نہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھاکے بھی بے مزہ نہ ہوا

جناب سپیکر! 58(2)b یہ کل اپنے دور حکومت میں دس دس مرتبہ وردی میں صدر کو کامیاب کرانے کی قراردادیں پاس کرواتے رہے ہیں۔ اسی پر ایک شعر اور:

اب وردی اور بوٹوں والی سرکار نہیں چلے گی
اب راج کرے گی خلق خدا

جناب سپیکر! مجھے اس پر انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ جب میرے یہ ساتھی اسی راستے پر چلتے ہوئے اعتراضات کرتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: لوٹے، لوٹے، این آر او، این آر او۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talking, order in the House, order in the House.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں نے کل بھی floor پر بات کی تھی اور آج بھی اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ یہ اپوزیشن والے ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور یہ اس گاڑی کا حصہ ہیں، ہم نے ان کو ساتھ لے کر چلنا ہے، یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں اگرچہ ہمیں ان کا جو پیچھے ماضی ہے اس پر کافی اعتراضات ہیں لیکن وہ گزر گیا اور قوم نے ان کو اس کا بدلہ بھی دے دیا جو انہوں نے قوم کے ساتھ کیا تھا۔ ماضی میں ان سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: Let him finish پھر اس کے بعد بات کریں گے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ماضی میں انہوں نے جرنیل کو دس دس دفعہ وردی میں صدر بنانے کی باتیں کیں انہوں نے اسی جگہ کھڑے ہو کر جنرل مشرف زندہ باد کے نعرے لگائے اور آج ان کا سر شرم سے جھکا ہوا ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں جھکا، نہیں جھکا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میرا خیال ہے کہ ہمیں انہیں مزید کچھ نہیں کہنا چاہئے ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے۔ میں اپنے ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے انہیں لوٹا نہ کہیں، پوری قوم کو پتا ہے کہ یہ لوٹے ہیں۔ یہ جرنیلوں کے جوتے اٹھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا ماضی، اپنا ضمیر بیچا تھا، کس کو نہیں پتا؟ آج اگر ہم ان کو کہیں گے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ انہوں نے کتنی پارٹیاں بدلیں، ان کے قائد حزب اختلاف جو ہم نے بنائے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔ order in the House یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ آپ پہلے بھی ممبر رہی ہیں، آپ کو اور ہم سب کو یہاں پر Assembly کے decorum کا خیال رکھنا ہے، چونکہ وہ بات کر رہے ہیں، ان کی بات complete ہو جائے تو میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ جو ہمارے قائد حزب اختلاف کل بنے ہیں ان کو میں پہلے بھی کہتا رہا ہوں کہ اپنے (ق) لیگ کے ممبران کی

majority برقرار رکھیں اور کل آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا اور 11 تاریخ کو پھر اس کا نتیجہ انشاء اللہ پورا پنجاب دیکھے گا کہ یہاں پر ان کے ساتھ کون ہے، پورا پاکستان دیکھے گا کہ ان کے اپنے ممبران ان کے ساتھ نہیں ہیں اور قائد حزب اختلاف جو ہیں، کون نہیں جانتا کہ یہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ سے دو دفعہ ممبر بنے ہیں، پھر (ن) لیگ میں گئے، پھر وٹو صاحب کے ساتھ گئے، پھر پرویز الٰہی آیا تو مشرف کے نعرے لگانے شروع کر دیئے تو آج ان کو سارا پتا ہے، ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے، ان کو سارا پتا ہے جو انہوں نے ماضی میں کیا ہے، جو اس ملک کے ساتھ کیا ہے، جو اس قوم کے ساتھ کیا ہے لیکن میں پھر بھی اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ ان کا بھرپور احترام کریں، یہ ہمارے لئے عزت کی جگہ ہیں اگرچہ ان سے غلطیاں ہوئی ہیں لیکن ان کو بھول جائیں اور ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اس لئے میں تو یہی کہوں گا کہ ان کے جو کالے کرتوت تھے ان کو معاف کر دیں اور ان کو ساتھ لے کر چلیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ارشد صاحب!۔۔۔ ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ no cross talking. no cross talking in the House.

رانا محمد ارشد خان: جناب سپیکر! 58(2)b کی بات ہو رہی ہے تو کل جب یہ قرارداد پاس ہوئی ہے تو اس وقت اپوزیشن بنچوں سے کسی بھی دوست نے احتجاج نہیں کیا۔ اب جب ہمارے معزز دوستوں کی کلاس لی گئی ہے، جب یہ واپس گئے ہیں تو اس وقت ان کو یاد آیا کہ ہم نے وہاں پر اس کے خلاف بولنا تھا۔ اب گزارش یہ ہے کہ یہ جمہوریت کے نمائندے ہیں اور یہ ملک جمہوریت کی پیداوار ہے اور ہم نے اس ملک کو ڈکٹیٹر شپ اور آمریت سے بچانا ہے، جب دس دس اور سو سو دفعہ وردی میں صدر کو منتخب کرنے کی بات ہوتی تھی تو آج اگر 58(2)b کی بات ہوئی ہے تو یہ جمہوریت کی بات ہوئی ہے، ان کو ہمیں appreciate کرنا چاہئے تھا کہ آج پاکستان میں جمہوریت کی بات ہوئی ہے تو میں معزز دوستوں کو جو کل ہمیں rules and regulations criteria بتا رہے تھے اور اب جب بات ہوتی ہے تو یہ NRO اور لوٹے لوٹے کی بات کرتے ہیں ان کو بھی بتائیں کہ اسمبلی میں اپوزیشن کا role کیا ہے اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے لیکن اگر یہ پچھلے دور کی غلطیاں ہمارے اوپر ڈالیں گے تو ہم قطعاً ان کو برداشت نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل جو کچھ یہاں پر ہوا، اس کو پہلے خود آپ نے کہا کہ یہ اکثریتی رائے سے ہوا ہے، بعد میں پھر سب کا ذکر آگیا کہ یہ ہوا ہے، اس میں آپ record دیکھ لیں۔ ہمارے چودھری ظہیر صاحب نے بھی اس کی وضاحت کی ہے اور دیکھا جائے تو کل جو بات وہاں اسلام آباد میں ہوئی ہے، جس کو اسلام آباد معاہدہ کا نام دیا جا رہا ہے، اس سے پہلے بھی Murree Declaration ہوا، پھر London Declaration ہوا، پھر دبئی ہوا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کل بھی ہوا ہے اور اللہ کرے کہ یہ کامیاب ہو جائیں کیونکہ یہ حکمران اتحاد کا ایک حق ہے کہ وہ صدر کے خلاف impeachment کریں اور صدر کا بھی حق ہے کہ وہ اس impeachment کا جواب دیں اور یہ جمہوری process ہے اور یہ ہونا چاہئے اور میں خود اس کی تائید کرتا ہوں کہ یہ process جو کر رہے ہیں، اچھی بات ہے یہ اپنا جمہوری حق ادا کر رہے ہیں اور کرنا چاہئے لیکن مجھے کل کے اس واقعے سے ایک اور افسوس یہ ہوتا ہے کہ اسلام آباد میں جب انہوں نے بات چیت کی تو یہ judges کے معاملے کو اب second priority پر لے گئے ہیں، جن judges کو یہ کہتے ہیں کہ یہ PCO کی پیداوار ہیں اور PCO کے judges ہیں، اگر یہ پہلے impeachment کرتے ہیں اور وہ judges جو وہاں پر موجود ہیں تو کیا وہ judges کوئی اور فیصلہ نہیں دے دیں گے؟ کیا وہ impeachment کے خلاف stay نہیں دے دیں گے؟ میاں صاحب میرا خیال ہے کہ بھولے اور شریف آدمی ہیں، وہ زرداری صاحب کی باتوں میں پھر آ گئے ہیں، مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے---(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے اسی طرح لگتا ہے کہ:

کدی تو لندن جانی ایں
کدی تو مری جانی ایں
کدی تو دُبئی جانی ایں
ویکھیا تو کی کری جانی ایں
مینوں ہن وی انج ای لگدا
کی کی کری جاندے نیں

اس میں بھی انہوں نے جو process دے دیا ہے یہ process انہوں نے دو ماہ کا دے دیا ہے، پہلے صوبائی اسمبلیاں قرار دادیں لائیں گی تو خدا را! جمہوریت پر جو شب خون مارنے کا ایک طریق کار یہ لوگ بنا رہے ہیں یہ قوم دیکھے گی اور وقت بتائے گا کہ اس جمہوریت کا گلا کون دبا رہا ہے اور کون دبائے گا؟۔۔۔(شور وغل)

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کل جو آپ نے بات کی اس بات پر آپ قائم نہیں رہے۔ ہاؤس کا رویہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کل کے اس واقعے پر اور قرار داد پر ڈاکٹر سامیہ امجد نے اس پر بات کی ہم اس بات پر پانچ منٹ کا علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے پانچ منٹ
کے لئے علامتی واک آؤٹ کر گئے)

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب! ۔۔۔(شور وغل)۔۔۔ Order in the House, order in the House. بات سنیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! کل جو اسلام آباد کے اندر فیصلہ ہوا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ کا ایک ایسا فیصلہ ہوا ہے کہ جس پاکستان کے لئے میاں محمد نواز شریف، جس پاکستان کے لئے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے fight کی، جس پاکستان کے لئے جناب آصف علی زرداری نے fight کی، میں آج اس فورم سے پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کل کا جو فیصلہ ہے، یہ پاکستان کی تقدیر بدلے گا اور میرے قائد میاں محمد نواز شریف یہی مشن لے کر چلے تھے کہ اب پاکستان کی بات ہوگی، اسلام کی بات ہوگی، پاکستان کے اداروں کو آزاد کرنے کی بات ہوگی، میں آج مبارکباد پیش کرتا ہوں میاں محمد نواز شریف کو جو قائد عالم اسلام ہیں۔ اس قوم کے رہبر ہیں اور آج مجھے اس فورم سے یہ کہنے کا موقع دیجئے کہ میاں محمد نواز شریف ایسے نہیں بنا جاتا۔ میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے پورے خاندان کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو قید کروانا پڑتا ہے، میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے والد محترم کے جنازے کو چھوڑنا پڑتا ہے، میاں محمد نواز شریف بننے کے لئے اپنے گھر کی تمام خواتین کو قید کروانا

پڑتا ہے، نواز شریف بننے کے لئے اٹک کے قلعہ اور لانڈی جیل میں جانا پڑتا ہے، جلاوطنی کاٹنی پڑتی ہے اور آج اس موقع پر میں شہید محترمہ بینظیر بھٹو کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ جو اس ملک اور قوم کی جنگ لڑ رہی تھیں، کاش کہ آج محترمہ یہ سب کچھ دیکھ رہی ہوتیں لیکن پھر بھی ہم یہ سوچتے ہیں کہ یہ ڈکٹیٹر مشرف کہتا تھا کہ اب پاکستان میں کوئی نہیں آ سکتا لیکن آج یہ دیکھ لیں کہ میاں محمد نواز شریف پاکستان کے اندر موجود ہیں، میاں محمد شہباز شریف آج یہاں پر موجود ہیں اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ بھی چاہے گڑھی خدا بخش میں موجود ہیں لیکن آج وہ بھی پاکستان میں موجود ہیں۔ آج اس موقع پر میں جناب آصف علی زرداری کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اتنا bold step لیا اور آج پاکستانی قوم کو میاں محمد نواز شریف نے ایک صحیح سمت پر گامزن کیا ہے۔ یہ آج کا پاکستان ڈکٹیٹر کا پاکستان نہیں ہے، اب ڈکٹیٹر شپ کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا ہے۔ گزرے ہوئے کل کو بھی ہم یہ کہتے تھے کہ:

اب خوشبوؤں کا اک نگر آباد ہونا چاہئے
اس نظام زر کو اب برباد ہونا چاہئے

جناب سپیکر! آج یہ لوگ جو اپوزیشن کے اندر بیٹھے ہیں آپ نے ان پر مہربانی کی ہے کہ ان کے پاس کوئی اکثریت نہیں تھی اس کے باوجود انہوں نے پورے پانچ سال ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس کا بدلہ اس صورت میں دیا کہ ہم چاہتے تھے کہ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں اور ان میں سے ایک شخص کو جس کے پاس کوئی اکثریت نہیں تھی اس کو اپوزیشن لیڈر منتخب کیا لیکن آج جب پاکستان، قائد کا پاکستان بننے جا رہا ہے، جب آج پاکستان علامہ اقبال رح کے خواب کی تعبیر کی طرف جا رہا ہے تو آج یہ اپوزیشن والے پہلے کبھی کیمپ لگاتے تھے اور "شرم آتی نہیں ان کو کوئی مگر" یہ بھول گئے کہ پچھلے آٹھ سالوں میں ڈکٹیٹر کے ساتھ کھڑے ہو کہ جو کچھ انہوں نے کیا، جو اس ملک کی روح پر انہوں نے زخم لگائے، میں اور آپ معاف کر سکتے ہیں، ان کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی اور آنے والی نسلیں ان کے کردار پر تھوکیں گی کہ کون وہ لوگ تھے جو یہ کہتے تھے کہ ہم ڈکٹیٹر کو دس دس دفعہ وردی میں منتخب کریں گے۔ میں آج پوری پاکستانی قوم کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آج کا پاکستان نواز شریف کا پاکستان ہے اور آج کا پاکستان شہید بھٹو کا پاکستان ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں اس پورے ہاؤس کو کل کے اعلان اسلام آباد پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ آج جو رویہ ہم اپنی اپوزیشن کا دیکھ رہے ہیں ان کے ساتھ دوہرا ظلم ہوا ہے۔ ایک تو کل انہوں نے جو حرکت کی اور 58(2)b کی جو قرارداد تھی اس پر ہمارا ساتھ دے کر انہوں نے جو ضمیر کا ساتھ دیا اس پر ان کو جتنی ڈانٹ پڑی ہے اس کی حالت آج آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے بعد پھر کل جو اعلان ہوا ہے اس کے بعد یقیناً اُن کا ہتھے سے اکھڑ جانا میں سمجھتی ہوں کہ justified ہے اور وہ ان کی depression اور شرمندگی نظر آ رہی ہے اور ابھی مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ اپنے ex-minister عامر سلطان چیمہ صاحب کی بات سن کر کہ انہوں نے کالی دال کا ذکر کیا تو مجھے حیرت ہوئی کہ جو سات سال کالی دالیں کھاتے رہے ہیں آج ان کو ہر چیز میں کالی دال نظر آ رہی ہے تو یہ کالی دالیں ان کے حصے میں ہیں، ہماری باتوں کو کالی دالیں کہنا ان کے منہ سے زیب نہیں دیتا کہ وہ اس قسم کی بات کریں اور آج ان ججز کی ان کو فکر ہونے لگ گئی ہے، ان ججز کا دکھ اور درد اچانک سے ان کے پیٹ میں اٹھا ہے کہ ان ججز کا معاملہ ہم بھول گئے تو ان ججز کو آج اس حالت میں پہنچانے والے کون لوگ ہیں اور ان کے کون سے بزرگ ایسے ہیں کہ جن کے ہمیشہ بوٹوں میں اور پیروں میں بیٹھ کر وہ آج تک اس ہاؤس کے اندر resolutions پاس کرتے رہے ہیں اور جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا وہ آپ جانتے ہیں اور آپ اس کے گواہ ہیں کہ میں اس ہاؤس میں ایک ایسی ممبر ہوں کہ جب چوہدری ظہیر الدین جو اس وقت اپوزیشن لیڈر ہیں کے کہنے پر اور ان کے instigate کرنے پر میرے اوپر تین دفعہ اس ہاؤس میں حملہ ہوا اور آپ جیسے ممبران نے میرے آگے کھڑے ہو کر مجھے بچایا تو یہ جو حرکتیں کرتے رہے ہیں ان پر بجائے شرمندہ ہونے کے آج یہ کھڑے ہو کر جس طرح خفگی مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ آج ان کو ہمیں موقع دینا چاہئے اور میں ان کو پھر کہوں گی کہ آج کم از کم ان کے بزرگ جو جا رہے ہیں، جن کا جانا طے ہو چکا ہے، جن کی رخصتی کی final date کی جا چکی ہے تو اس پر ان کو چاہئے کہ اپنی meetings کے اندر بات کریں، الیکشن کے بعد ان کی پارلیمانی پارٹی کی meetings کے اندر categorically کہا گیا کہ ہمارا بیڑہ غرق کرنے والے جنرل مشرف ہیں اور یہ ہر جگہ میڈیا اور اخبارات میں رپورٹ ہوا اور جو بیڑہ غرق کرنے والے ان کے جنرل مشرف ہیں ان کو کس منہ سے آج یہ defend کرنے کی بات کرتے ہیں اور 58(2)b پر resolution کے موقع پر اپوزیشن نے کل خاموشی اختیار کئے رکھی، آپ کیمرہ نکلوا کر دیکھ لیں اور ہمارے پاس computer sim

موجود ہیں، ہماری خواتین بہنیں بھی یہاں پر موجود تھیں اور کچھ بھائی بھی تھے۔ دیکھئے مجھے حیرت یہ ہوئی کہ justification دے رہے ہیں کہ جی نماز کا وقت تھا، پھر کہہ رہے ہیں کہ ہم ڈاکٹر کے پاس گئے تھے تو ان کو ہاؤس میں پورا وقت بیٹھنے کی تنخواہ ملتی ہے، ان کو ہاؤس سے بھاگنے کے لئے ہم نے تو مجبور نہیں کیا تھا، یہ اپنی مرضی سے اٹھ کے گئے تھے اور جو لوگ یہاں موجود تھے وہ رضامندی کے ساتھ یہاں بیٹھے ہوئے تھے، ان کو یہاں گن پوائنٹ پر کسی نے نہیں بٹھایا تھا اور یہ بات بھی ریکارڈ کی بات ہے اور میں ریکارڈ درست کرنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ایک شخص نے کھڑے ہو کر نہ منہ سے ایک لفظ کہا کہ ہم قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی احتجاج اس floor کے اوپر کیا گیا کہ ہم اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ انہوں نے خاموش رضامندی یہاں بیٹھ کر ہمیں دی اور اس لئے ڈانٹ کھا کر آج یہ کہنا کہ ہمیں موقع نہیں دیا اور دھوکا دیا گیا۔ ہم نے دھوکا نہیں دیا، یہ دھوکا دہی ان کا کام ہے، ہم نے دھوکا نہیں دیا، ہم نے resolution کو clear on the floor of the House پڑھا اور قرارداد پڑھنے کے بعد انہوں نے ہماری حمایت کی جس پر میں (ق) لیگ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ (ق) لیگ نے سیاسی پارٹی ہونے کا ثبوت دیا، میں سمجھتی ہوں کہ چھوٹی لوٹی پارٹی ہی سہی لیکن کم از کم جو ہاؤس میں بیٹھنے کا ایک کردار ہے اس کو ادا کرنے کی کل کوشش کی ہے جس پر (ق) لیگ مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پانچ منٹ کے لئے انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا تھا۔ پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ شاید ان کے پاس گھڑی درست نہیں ہے تو آپ کسی ممبر کو یا کسی منسٹر کو بھیجیں تاکہ ان کو وہ لے آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کارروائی اپوزیشن کی موجودگی میں ہی اگر شروع کی جائے تو بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ بہتر بات ہے۔ رانا تنویر صاحب، چنڑ صاحب، عارفہ خالد پرویز صاحبہ اور طیبہ ضمیر صاحبہ جا کر ذرا اپوزیشن کو اندر لے آئیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ کے سوالات ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! ذرا business complete کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میری ایک بہت اہم بات ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: Then let him talk first.

LT COL (RETIRED) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Sir, this is my maiden speech and I feel to appropriate to introduce myself, Col (Retired) Muhammad Shabbir Awan PP-2, Pakistan Peoples Party.

جیئے بھٹو، جیئے بینظیر، جیئے میاں محمد نواز شریف!

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کی بدقسمتی وہاں سے شروع ہوتی ہے جب 1958 میں ایوب خان نے step in کیا۔ اداروں کو تباہ کیا گیا اور جمہوریت کو پنپنے نہیں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر 1947 سے مقررہ وقت پر الیکشن ہوتے رہتے تو آج ہمارے ادارے مضبوط ہوتے اور آج ہم یہاں پر کھڑے نہ ہوتے۔ جب ہر آئین میں جو کوئی بھی شق ڈالی جاتی ہے اس میں logic ہوتی ہے۔ یہ technicalities جو اپوزیشن کے دوستوں نے پوائنٹ آؤٹ کی ہیں کہ کب قرارداد پیش ہوئی اور کب پیش نہیں ہوئی میرے خیال میں یہ irrelevant ہے۔ 58(2)b ایک issue ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف 5 منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

میرے خیال میں ہمارے اپوزیشن کے دوستوں سے اگر اکیلے میں پوچھیں اور یہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ 58(2)b ہونی چاہئے تو میں یقین نہیں کروں گا، وجہ یہ ہے کہ اس میں logic یہ ہے کہ پاکستان کے 16 کروڑ عوام کے mandate کو اگر ایک شخص پلٹنا چاہے تو وہ اجازت نہیں ہونی چاہئے تو issue یہ ہے کہ 58(2)b جو شق ہے یہ آئین میں نہیں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ درمیان میں ٹائم سب کو ملے گا۔

چوہدری عبدالوحید ارائیں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: pleaseآپ بیٹھ جائیں،آپ کو ٹائم ملے گا،میں نے نوٹ کر لیا ہے،میں آپ کو ٹائم دوں گا۔پلیز،آپ بیٹھیں۔

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جناب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے دوسرے اراکین نے ٹوکن واک آوٹ کے بعد اجلاس کی کارروائی میں شرکت کی ہے میں انھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔میں ان سے گزارش بھی کروں گا اور انھیں یقین بھی دلاؤں گا کہ بڑی دیر سے شور ہے کہ دال میں کالا اور کنویں میں کتا لیکن کل اس کی نشاندہی ہو گئی ہے انشاء اللہ چند دنوں میں اسے نکال دیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5 ہے۔

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور میں پولیس / ٹریفک پولیس کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*5: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے اپنا علیحدہ پولیس نظام رائج کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا اپنا ٹریفک پولیس نظام بھی ہے؟

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بتایا جائے کہ یہ نظام کس قانون کے تحت وجود میں آیا ہے اور اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب بڑا مختصر ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں تاکہ معزز ممبران کو اس کی تفصیل کا پتا چل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے اپنا علیحدہ پولیس نظام رائج کیا ہوا ہے بلکہ ڈی ایچ اے نے اپنی سکیورٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے سکیورٹی گارڈ بھرتی کئے ہوئے ہیں جب کہ جرائم کے انسداد کے لئے ڈیفنس میں دو تھانہ جات ڈیفنس (اے) اور (بی) کار سرکار انجام دے رہے ہیں۔ ایف آئی آر کا اندراج بھی انہی تھانہ جات میں ہوتا ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور کا اپنا ٹریفک پولیس نظام ہے بلکہ ڈی ایچ اے لاہور نے اپنا ٹریفک پولیس نظام نہ بنایا ہے اور ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے ٹریفک وارڈنز کار سرکار سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور نے اپنا کوئی علیحدہ پولیس نظام نہ بنایا ہے اور نہ ہی کوئی ٹریفک پولیس نظام رائج کیا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا اگر سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں rules بڑے clear ہیں کہ جہاں پر مختصر جواب ہوں وہاں پر جواب پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے اندر discretion ہے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! اس میں قومی اسمبلی کی بھی یہی tradition رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ادھر کے رولز پڑھ لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میرے خیال میں وقفہ سوالات میں یہی ہوتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ اس میں بڑے clear rules ہیں۔ چونکہ مختصر جواب تھا اور میں نے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ جی، میاں نصیر احمد آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جیسے ابھی وزیر موصوف نے جز (الف) کے جواب میں پڑھا ہے کہ ڈی ایچ اے نے اپنے سکیورٹی گارڈ خود رکھے ہوئے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کوئی بھی ایسا ادارہ جو سکیورٹی سے concern ہو جیسے پولیس، سول ایوی ایشن یا ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی ہے ان کو بالکل یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی سکیورٹی کمپنی بنائیں یا سکیورٹی گارڈ رکھیں۔ میں وزیر صاحب سے تصدیق چاہوں گا کہ کیا قانون میں یہ provision ہے کہ DHA والے اپنی سکیورٹی رکھ سکتے ہیں یا سکیورٹی کمپنی میں اپنے گارڈ بھرتی کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سکیورٹی گارڈ رکھنے اور سکیورٹی کمپنی بنانے کے متعلق علیحدہ رولز ہیں اور اس کے متعلق علیحدہ law ہے۔ کوئی بھی پرائیویٹ فرد، کمپنی یا ہاؤسنگ اتھارٹی ہو اگر وہ ان شرائط کو پورا کرے تو پھر وہ پرائیویٹ گارڈ رکھ سکتی ہے بلکہ ہم تو اس بات کو encourage کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ کمپنیز بلکہ حکومت نے بنکوں کو compulsory کیا ہے کہ وہ اپنے گارڈ رکھیں۔ بڑی مارکیٹوں اور خاص طور پر گولڈن شاپس کو حکومت نے کہا ہے کہ وہ اپنے پرائیویٹ گارڈ رکھیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی یہی ہے کہ پرائیویٹ ادارے جو لاکھوں اور کروڑوں میں اپنا بزنس کرتے ہیں انھیں اپنی حفاظت کے لئے گارڈ بھی رکھنے چاہئیں اور اس سلسلے میں علیحدہ قانون ہے جو اس کی شرائط پر پورا اترے وہ رکھ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں معزز ممبر کا یہ سوال تھا کہ اگر انھوں نے مروجہ طریقہ کی اجازت لی ہوئی ہے تو آپ اس کا پتا کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے اپنی حفاظت کے لئے سکیورٹی گارڈ رکھے ہوئے ہیں اور یقیناً وہ اجازت لے کر رکھے ہوں گے۔ اگر موصوف چاہیں تو اس بارے میں ان کے پاس جو اجازت نامہ ہے اس کی کاپی منگوا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، درست ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ DHA پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے۔تین سال پہلے کراچی ڈیفنس میں بھی اس طرح کے سکیورٹی گارڈ رکھے گئے تھے لیکن سندھ اسمبلی میں قرار داد پاس ہوئی تھی اور جو سننے اور پڑھنے میں بات آئی ہے اور یہ law ہے کہ کوئی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ اس طرح سکیورٹی گارڈ بھرتی نہیں کر سکتا۔DHA کوئی پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے کہ وہ بنک یا کوئی پرائیویٹ ادارہ کی طرح کرے۔اس حوالے سے وزیر موصوف فرمائیں گے کہ D.H.A ایک سکیورٹی کا ادارہ ہے اور سکیورٹی concern رکھتے ہوئے بھی سکیورٹی گارڈ بھرتی کرے تو یہ بات بالکل سمجھ سے باہر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہی بات ہوئی ہے اور جیسے میں نے بھی کی ہے کہ اگر انھوں نے اس کی اجازت لی ہوئی ہے تو وزیر صاحب نے بھی کہا ہے کہ وہ منگوا لیں گے۔آپ ان کے چیمبر میں لے لیجئے اگر نہ ہوا تو پھر اس پر مزید بات کریں گے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ایک ایکٹ ہے جس کے تحت private companies اور ان کا separate organization can be created sole purpose ہوتا ہے کہ وہ سکیورٹی گارڈ hire کریں اور ان کو different purpose کے لئے بطور پرائیویٹ کمپنیز for other services وہ گارڈ provide کریں۔میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ DHA میں جو گارڈ ہیں کیا یہ اسی قانون کو follow کر رہے ہیں جو حکومت پنجاب کا ہے یا کوئی اور طریقہ use کر رہے ہیں؟ کیونکہ جیسے معزز ممبر نے point out کیا کہ سرکاری ادارے یہ نہیں کر سکتے کہ وہ خود یہ کام کریں Separate companies can do it under the ordinance which is defined in the law. میں لاء منسٹر صاحب سے اس کی clarification چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال specific اور focus تھا کہ کیا ڈیفنس اتھارٹی لاہور نے اپنا علیحدہ پولیس کا نظام رائج کیا ہوا ہے یا اپنا علیحدہ ٹریفک پولیس کا نظام رائج کیا ہوا ہے؟ اس کا محکمے نے اتنا ہی جواب دیا ہے کہ ایسا کوئی نظام رائج نہیں کیا۔ انھوں نے اپنے پرائیویٹ گارڈز رکھے ہوئے ہیں، اگر آپ پرائیویٹ گارڈز کی تفصیل چاہتے ہیں کہ ان کے پاس کتنے گارڈز ہیں، ان کے کیا نام اور کوائف ہیں تو وہ بھی منگوا لئے جائیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں صرف clarification کرنا چاہوں گا کہ جو گارڈز رکھے ہوئے ہیں کیا وہ اس Act کے تحت رکھے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہراج صاحب! already یہ بات ہو چکی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ میرے چیمبر میں آ جائیں میں منگوا لوں گا اور check کر لیں گے، اگر نہ ہوا تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کو کنٹونمنٹ بورڈ چلاتا ہے۔ میں اپنے معزز بھائی نصیر صاحب سے کہنا چاہتی ہوں کہ اس کو انتظامیہ بھی چلاتی ہے اور مختلف تھانے بھی چلاتے ہیں۔ اگر سکیورٹی گارڈز کا مسئلہ ہے تو جیسے پرائیویٹ کمپنیاں سکیورٹی گارڈ دیتی ہیں۔ چونکہ یہ اس علاقے کے نمائندے ہیں اس لئے میری ایک تجویز ہے کہ وہاں پر سوشل ویلفیئر سوسائٹیز ہونی چاہییں جو جرائم کو روک سکیں۔ اگر یہ اس علاقے میں اپنے طور پر کوئی ویلفیئر سوسائٹی قائم کر کے اس طرح چوکیدار رکھ سکیں تو یہ ایک بہترین طریقہ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس کو دیکھیں گے۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب پی پی۔155 کا ہے۔

میاں نصیر احمد: میرا سوال نمبر 6 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب تو مختصر ہے لیکن اگر موصوف چاہیں تو اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی-155 لاہور، پولیس تھانوں، عملہ اور مقدمات کی تعداد و تفصیل

*6: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-155 میں پولیس کے کتنے تھانے اور چوکیاں موجود ہیں؟

(ب) ان تھانوں اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) 1999 سے اب تک ان تھانوں میں درج ہونے والے پرچوں کی تعداد کیا ہے، کتنے زیر التواء ہیں اور کتنوں کا فیصلہ ہو چکا ہے، تفصیل سے جواب دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی-155 میں کینٹ ڈویژن کے پانچ تھانے اور چار چوکیاں آتی ہیں-

(ب) ان تھانہ جات میں تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل نفری

ASI	SI	INSP	HC	FC	نام تھانہ / چوکی
4	7	1	6	77	ڈیفنس اے
1	1	-	2	12	چوکی سپر ٹاؤن
7	4	1	9	70	ڈیفنس بی
6	4	1	10	85	فیکٹری ایریا
1	4	1	3	60	جنوبی چھاؤنی
2	1	-	2	15	چوکی نادر آباد
1	1	-	2	13	چوکی کیولری گراؤنڈ
3	2	1	5	27	برکی
2		-	3	14	چوکی ہیئر

(ج) ان پانچ تھانہ جات میں 1999 سے لے کر آج تک 30828 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ان میں سے 3308 کا فیصلہ ہو چکا ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) کے جواب میں ضمنی سوال بنتا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ان تھانوں میں 9 سالوں کے اندر 30828 مقدمات درج ہوئے ہیں اور دس سالوں میں تقریباً ساڑھے ستائیس ہزار مقدمات زیر التواء ہیں تو ان مقدمات کے فیصلوں کی ماہانہ average 8% ہے اور 92 فیصد مقدمات زیر التواء ہیں- میں اس حوالے سے وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ یہ

practice پورے پنجاب میں چل رہی ہے کہ 9 سالوں کے اندر 92 فیصد مقدمات زیر التواء رہتے ہیں اور صرف 5 اور 8 فیصد مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے یا specific صرف میرے حلقے میں ہی اس طرح کی کوئی practice ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس بات کی نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست ہے اور یہی average بنتی ہے کہ 30828 مقدمات میں سے صرف 3308 مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے۔ یقیناً اس میں judicial function بھی آتا ہے، بار کا بھی ہے، پولیس کا کردار بھی ہے اور پراسیکیوشن برانچ کا بھی کردار ہے۔ ہم ان اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ مستقبل میں یہ پوزیشن بہتر ہو لیکن اس وقت معزز ممبر نے درست نشاندہی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ انھوں نے بتایا کہ 92 فیصد مقدمات زیر التواء رہتے ہیں۔ یہ اتنی زیادہ تعداد ہے کہ اس کے لئے کوئی قانون سازی کرنے اور اسے serious لینے کی ضرورت ہے یہ بہت important issue ہے۔ اس میں جائز، ناجائز ہر طرح کے cases ہوتے ہیں اور لوگ بہت بُرے طریقے سے suffer کر رہے ہوتے ہیں۔ ساری زندگی انہیں پولیس تنگ کرتی رہتی ہے اور اکثریت بے گناہ درمیان میں رگڑے جا رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی important issue ہے، اس کو بھی زیر بحث لانا چاہئے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس پر immediately کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، جس دن law and order پر بحث ہوگی تو اس دن آپ اس حوالے سے تفصیل سے بات کر لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست ہے۔ چونکہ اس سے پہلے تقریباً پانچ چھ سال انتہائی نااہل لوگ ان کاموں پر مامور رہے ہیں۔

اسی وجہ سے یہ backlog ہے۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اس کام پر اہل لوگوں کو لایا جائے گا اور وہ اس کام کو بہتر انداز سے کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے وزیر قانون یہ فرمادیں کہ آیا پچھلے پانچ چھ سالوں سے ہی 92% pending cases چلے آرہے ہیں یا اس سے بھی پہلے سے ایسا ہو رہا ہے؟ اگر یہ پہلے سے ہی ایسا ہے تو پھر انھیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ انھوں نے پچھلے پانچ چھ سال کو issue بنا لیا ہے، انھیں پچھلے پانچ چھ سالوں کا فوبیا ہو گیا ہے۔ خدارا! مستقبل کی بات کریں، مستقبل کے لئے سوچیں۔ موجودہ حالات کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ یہ ماضی کی طرف کیوں سفر کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ پلیز، تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ پانچ، چھ سال کی بات نہیں ہے بلکہ یہ 1999 سے ہے اور آپ کو پتا ہے کہ 1999 سے ملک کے اوپر جس قسم کے لوگ مسلط ہیں اور انھوں نے جس طرح سے اداروں کو تباہ کیا ہے تو اس سے پھر یہی صورتحال سامنے آنی تھی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہاؤس میں سوال و جواب کا طریق کار یہ نہیں ہے کہ ہر چیز کو ہم ماضی کی طرف لے جائیں۔ اگر ہم ماضی کی طرف دیکھتے رہیں گے تو پھر ہم مستقبل کو miss out کر جائیں گے تو میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ معزز وزیر صاحب سوالات کے جوابات prepare کر کے آیا کریں۔ یہ نہ کہیں کہ ایک اور سوال جمع کروادیں یا دفتر میں آکر کاغذات دیکھ لیں۔ ہمیں اسی floor پر جوابات چاہئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ جوابات کی تو پوری تیاری ہے لیکن آپ بھی ذرا سوال پڑھ کر آیا کریں۔ یہ دیکھیں، انھوں نے پوچھا ہی 1999 سے ہے یا تو پھر آپ مستقبل کا سوال پوچھیں۔ ہم آپ کو مستقبل کا جواب دے دیں گے۔ جب ماضی کے حوالے سے آپ پوچھیں گے تو پھر ماضی کے حوالے سے ہی جواب آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔ Not present, disposed of. اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 126۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع شیخوپورہ 2003 تا 2007 اغوا برائے تاوان و قتل کے مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیل

*126: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2003 سے 2007 تک ضلع شیخوپورہ میں قتل اور اغوا برائے تاوان کے کتنے مقدمات رجسٹر ہوئے اور ان میں نامزد ملزمان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ واقعات میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور کتنے مفرور ہیں اور کب تک مفرور ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا؟

(ج) متذکرہ واقعات کے کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے زیر کارروائی ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

سال	مقدمات درج رجسٹر ہوئے: قتل	اغوا برائے تاوان	نامزد ملزمان کی تعداد: قتل	اغوا برائے تاوان
2003	255	3	389	7
2004	267	6	411	27
2005	259	3	432	19
2006	271	3	655	6
2007	281	6	540	24

(ب)

سال	ملوث ملزمان میں سے گرفتار ہوئے: قتل	اغوا برائے تاوان	مفروران ملزمان کی تعداد: قتل	اغوا برائے تاوان
2003	357	7	32	-
2004	388	19	23	8
2005	375	19	57	-
2006	579	4	76	2
2007	429	20	111	4

نوٹ: گرفتاری کے لئے سر توڑ کوشش جاری ہے۔

(ج) متذکرہ مقدمات فیصلہ شدہ کی تعداد متذکرہ مقدمات میں سے جتنے زیر کارروائی ہیں

سال	قتل	اغوا برائے تاوان	قتل	اغوا برائے تاوان
2003	215	2	-	-
2004	228	3	-	-
2005	211	3	-	-
2006	220	2	47	-
2007	120	4	119	2

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یقینی بات ہے کہ محکمہ جو جواب لکھ کر دے دیتا ہے وہی یہاں پر آنا ہوتا ہے۔ میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ میں یہ عرض کروں گی کہ کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں، کتنے ملزموں کی نشاندہی کی گئی، کتنے گرفتار ہوئے یا مفرور ہیں؟ یہ سارا جواب جھوٹ کا پلندہ ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی ملزم پکڑا نہیں جاتا اگر کوئی ملزمان پکڑے جاتے ہیں تو ضلع شیخوپورہ میں ایس۔پی سے لے کر نیچے کی سطح تک ہر آدمی پیسے لیتا ہے اور پیسے لے کر ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! 2003 میں ایک قتل ہوا جس کی FIR.No.53/2003 ہے۔ میں نے پہلے بھی اسمبلی کے floor پر اس کو point out کیا تھا۔ اس مقدمہ کے چاروں ملزمان ابھی تک مفرور ہیں، کوئی ملزم بھی پکڑا نہیں گیا۔ باقی ریکارڈ بھی اسی طرح کا ہے۔ راجہ بشارت، سابق وزیر قانون، اسمبلی ممبران اور خصوصی طور پر حزب اختلاف کے ممبران کو یہ بات کہہ کر ٹرخا دیتے تھے کہ جی میں بات کروں گا۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ آج وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب ہیں جن کی کارکردگی حزب اختلاف کے بنچز پر بہت اچھی تھی۔ میں امید رکھتی تھی کہ وہ ذاتی طور پر دلچسپی لے کر ان ملزمان کو گرفتار کروائیں گے۔ شاید ابھی تک انھوں نے اپنی post کا اس طریقے سے حق ادا نہیں کیا جس طرح کرنا چاہئے۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ تھوڑے دن پہلے میں نے رانا ثناء اللہ صاحب سے بھی اس case کے سلسلے میں بات کی اور کہا تھا کہ اب یہ میٹھی گولیاں دینا بند کی جائیں۔ انھوں نے ایس۔پی عثمان کو یہاں بلوایا اور میری ان سے بات کروادی۔ ایس پی صاحب نے کہا کہ ہم ملزموں تک پہنچ گئے ہیں۔ جناب! یہاں تو ملزمان تک پہنچتے پہنچتے صدیاں گزر جاتی ہیں۔ جب تک پوری انتظامیہ کو کھینچا نہیں جائے گا اس وقت تک کوئی ملزم نہیں پکڑا جائے گا۔

میں وزیر قانون صاحب سے یہ عرض کروں گی کہ 2003 میں 255 قتل ہوئے، 357 ملزموں گرفتار ہوئے اور 215 ایسے مقدمات ہیں کہ جن کا فیصلہ ہوا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو 357 ملزم پکڑے گئے تھے کیا وہ سارے کے سارے رہا ہو گئے ہیں یا ان پر کوئی case ثابت بھی ہوا ہے؟ جو ملزم پکڑے جاتے ہیں ان سے بھاری رقوم لینے کے بعد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہاں پر جواب میں لکھا گیا ہے کہ:

"2007 میں 111 ملزمان اشتہاری ہوئے اور ان کی گرفتاری کے لئے سر توڑ کوشش جاری ہے۔"

ضلع شیخوپورہ میں 111 ملزم اشتہاری ہیں جو کہ مختلف جگہوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں، قتل کرتے ہیں لیکن انھیں پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ پانچ سالوں سے یہی کہا جا رہا ہے کہ ان کو پکڑنے کی سر توڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ مجھے ہاؤس کے floor پر شور مچاتے ہوئے آج دو ماہ ہو چکے ہیں کہ میرے حقیقی بھانجے کو قتل کیا گیا اور اس کے ملزم مفرور ہیں۔ ان کی گرفتاری کے لئے یہی کہا جاتا رہا ہے کہ کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات جائز ہے لیکن rules کے مطابق اس کے اوپر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ کا دکھ بالکل صحیح ہے جسے آپ نے point out بھی کر دیا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: تو پھر مجھے بتائیں کہ اس بارے میں کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب ان سے پوچھ لینے دیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یہی تو افسوس ہے کہ رانا صاحب نے پچھلے اجلاس میں بھی متعلقہ آفیسر کو بلا کر کہا تھا کہ ان سے بات کر لیں۔ میں نے رانا صاحب کے کہنے پر بات کی تھی ورنہ میں کبھی بھی ان سے بات نہ کرتی۔ انھوں نے کہا کہ ملزمان پکڑنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ آج دو ماہ ہو چکے ہیں لیکن ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ میرے دروازے پر آ کر فائرنگ کی جاتی ہے۔ میں نے ایس۔پی صاحب کو بتایا کہ ملزمان نے میرے گھر کے باہر فائرنگ کی ہے مگر آج تک اس پر بھی کوئی کارروائی نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! اس کالے قانون کو ختم کیا جائے یا پھر میں یہ سمجھوں کہ میرا بولنا ایسے ہی ہے جیسے کہ کسی بھینس کے آگے بین بجائی جائے۔ اگر اس بارے میں کوئی فوراً ایکشن نہ لیا گیا تو میں احتجاجاً آئندہ سے اسمبلی کے کسی اجلاس میں شرکت نہیں کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ محترمہ نے اپنے بھانجے کے قتل کے مقدمہ سے متعلق اور اس قتل میں ملوث اشتہاری ملزمان کے حوالے سے سوال اٹھایا تھا جس پر ایس۔پی اور ڈی۔پی۔او شیخوپورہ کو یہاں پر بلوایا گیا تھا۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی گئی تھی۔اب اگر اس حوالے سے بہتر طور پر progress نہیں ہو سکی تو محترمہ کو مجھے آگاہ کرنا چاہئے تھا۔ محترمہ نے آج ہی ہاؤس میں بات کی ہے اس سے پہلے انھوں نے مجھے اس بارے میں آگاہ نہیں کیا۔ بہر حال میں اس سلسلے میں مقامی پولیس سے رابطہ کر کے معلومات لیتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ محترمہ کو اس بارے میں satisfy کیا جائے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ جو 111 ملزمان اشتہاری ہیں کیا وہ حکومت سے زیادہ طاقتور ہیں کہ انھیں گرفتار نہیں کیا جا سکتا؟ یہ ملزمان 2003 سے اشتہاری ہیں اور اب تو ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ان اشتہاری ملزمان کو اب تک کیوں گرفتار نہیں کیا جا سکا؟ یہ شیخوپورہ کی تاریخ میں ایک بدنما داغ بن چکا ہے۔آپ یقین کریں کہ پورے پنجاب کے جو criminal لوگ ہیں وہ ان اشتہاری ملزمان کی وجہ سے ضلع شیخوپورہ میں پناہ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ماضی میں بعض وجوہات کی بناء پر شیخوپورہ اور گجرات دونوں اضلاع اشتہاریوں کی جنت بنے ہوئے تھے بلکہ لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ اشتہاری ملزمان کی government houses تک بھی پہنچ تھی۔اب ہم نے ان کے پیچھے forces کو پوری طرح متحرک کیا ہوا ہے۔گوجرانوالہ ڈویژن اور ضلع شیخوپورہ میں اشتہاری ملزموں کی کارروائیوں پر کنٹرول کرنے اور ان کی گرفتاریوں میں خاطر خواہ پیش رفت ہوئی ہے۔چونکہ اس سوال میں اس حوالے سے specific focus نہیں تھا اگر محترمہ چاہیں تو میں یہ figures منگوا کر ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔اس سلسلے میں بھرپور طریقے سے مہم چلائی جا رہی ہے۔

محترمہ آمنہ جہانگیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ!

محترمہ آمنہ جہانگیر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ 25 سوالوں میں سے 11 سوالوں کے جواب نہیں دیئے گئے۔اس لئے ان کو آپ dispose of نہ کریں، pending کر دیں۔اس سے efficiency تو نظر آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے جو بات کی ہے۔آپ ایک دفعہ پھر ان کو جا کر مل لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوری کارروائی کریں گے۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں یہ گزارش بھی کروں گی کہ وہ اس میں ذاتی دلچسپی لیں۔ورنہ میں اس کے بعد احتجاجاً کسی اجلاس میں شرکت نہیں کروں گی۔یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے اس مسئلے میں ذاتی دلچسپی لوں گا اور آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں وہ بھی ذاتی دلچسپی لیں اور اگلے اجلاس کا انتظار کئے بغیر جو بھی پیشرفت ہو وہ مجھے آگاہ کرتی رہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ہراج صاحب! فرمائیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! وزیر قانون صاحب کی اس بات پر میں نے پہلے بھی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمیں اس بات سے اختلاف ہے کہ جب بھی کوئی سوال آتا ہے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ "پچھلے پانچ سالہ دور" ان سے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پارٹی کا احتساب 18۔فروری کو ہو چکا ہے۔اب حکمران پارٹی کے احتساب کا وقت ہے۔میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں ہی ایک معیار سمجھتے ہیں جس کے برابر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کو چاہئے کہ یہ بتادیں کہ 18۔فروری یا نومبر کے بعد کیا کچھ ہوا اور اس کے بعد اب تک کیا اقدامات ہوئے ہیں؟ ان کو چاہئے کہ اب اس پر focus کریں کہ اب ان کی performance کیا ہے؟ ورنہ تو پھر ہم بھی شروع ہو جائیں گے کہ انگریز کے دور میں نہریں بنی تھیں اس لئے نظام خراب ہے۔جناب! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم ہراج صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ یا تو پھر آپ ایسا کریں کہ ایک resolution پیش کر دیں یا پھر Chair کو اس بات سے متفق کر دیں کہ جو سوالات ہیں وہ اپریل 2008 اور اس کے بعد سے ہوں۔ اب یہ جواب 2003,2004,2005,2006 اور 2007 کا ہے۔ جب سوال ان سالوں کا ہے تو میں جواب بھی انہی سالوں کا دے سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رانا تجمل صاحب!

رانا تجمل حسین: جناب والا! ہراج صاحب جو بار بار اس بات سے اختلاف کرتے ہیں کہ ماضی کا ذکر نہ کیا جائے۔ مجھے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ماضی سے خاصے پریشان ہیں۔ آج جمعہ ہے مسجد شہداء اور دیگر مساجد میں بھی دعا کریں اور اعلان کریں۔ خدا! ان سے ان کا حافظہ چھین لے تاکہ عذاب ماضی کی تکلیف سے بچ سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ 18۔ فروری کے متعلق ہراج صاحب نے کہا ہے کہ ہمارا احتساب ہو چکا ہے۔ اگر احتساب ہو چکا ہوتا تو کم از کم ان کے لیڈر اپنا قبلہ درست کر چکے ہوتے۔ میں زیادہ بات اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ یہ سارے ساتھی ہمارے ساتھ رابطے میں ہیں اور تین چار دن بعد انہوں نے ہمارے ساتھ شامل ہونا ہے اس لئے میں ان کو زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! میں بھی گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! ممبران سے گزارش کریں کہ ذاتیات پر نہ جائیں کیونکہ یہ غیر مناسب بات ہے۔ میں بھی کسی کی personal بات نہیں کرتا۔ کبھی نہ مونچھوں پر بات کرتا ہوں اور نہ ہی کسی اور چیز پر بات کرتا ہوں۔ میں ایوان میں آپ سے مخاطب ہوں اور اگر یہ میری مسجدوں میں آنے جانے کی بات کرتے ہیں تو یہ غیر مناسب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ جو بھی بات ہو Chair کو مخاطب کر کے کی جائے اور میرے خیال میں اس House کے ماحول کو ہم نے اچھا رکھنا ہے اور اس House کو اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ اس سوال پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری بہن نے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے یہ بات پچھلے اجلاس میں بھی ہوئی تھی اور رانا صاحب نے اس وقت بھی یہ فرمایا تھا کہ اس کا سد باب کیا جائے گا اور یہ لوگ گرفتار کئے جائیں گے لیکن یہ جو ایک trend آیا ہے اور جو figures آئے ہیں کہ جوں جوں پولیس کو سہولتیں زیادہ ملیں اشتہاریوں کی تعداد بڑھتی گئی ہے۔ اس trend کو ختم کرنے اور ان اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں کتنی کوششیں کر چکے ہیں اور کب تک ان کو گرفتار کر لیا جائے گا؟ اس کے علاوہ ہماری بہن کا جو ذاتی مسئلہ ہے اس کو فوری طور پر حل کرنا چاہئے۔ میں درخواست کروں گا کہ معزز ایوان کو بہن کا ساتھ دینا چاہئے اور ہم سب یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ ہماری اس بہن کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے House میں پہلے ہی assurance دی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کارروائی ہوگی۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میری تمام تر ہمدردیاں اور تمام بہنوں کی ہمدردیاں محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ہے اور موجودہ حکومت سے گزارش بھی ہے کہ جب کسی کے گھر کا کوئی چشم وچراغ اس طریقے سے ناجائز قتل ہو جاتا ہے، ایسی کسی بہیمانہ کارروائی کا نشانہ بن جاتا ہے اس پر جو کچھ بیتتی ہے ہر کوئی اس کو محسوس کر سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس درد کو محسوس کر کے اس کے لئے آگے بڑھ کر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے امید تھی کہ موجودہ situation میں محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا جو مسئلہ ہے اسے بھی وزیر قانون صاحب ہمارے پانچ سالہ دور اقتدار کے کھاتے میں ڈالیں گے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس کا سابقہ حکومت سے کیا تعلق ہے؟ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ وزیر قانون اگر کسی سوال کا جواب نہیں دے پاتے تو وہ ایسی صورت میں کوئی بات کر کے ایوان کو چھیڑ دیتے ہیں تاکہ بحث de-track ہو جائے، اس طرح کے جملوں میں وقت ضائع ہو جائے اور ان کو جواب نہ دینا پڑے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان سے کہیں کہ یہ تیاری کر کے آئیں اور ایوان میں ایسی بات نہ کریں۔ ان کا منصب بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ question hour ہے اور ہمیں ان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں لیکن انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ وزیر قانون ایوان کو چھیڑ دیتے ہیں، ایوان کوئی خوبرو دوشیزہ نہیں ہے، یہ ایک معزز ایوان ہے، اسے چھیڑا نہیں جا سکتا۔ وہ جو سوالات کر رہے ہیں وہ ماضی کے سوالات ہیں اور ماضی کے حوالے سے ہی جواب دیا جائے گا۔ اس لئے میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایوان کو معزز ہی خیال کریں اور دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز ہمارے پچھلے پانچ سال کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ ان کا کھاتہ ہی اتنا بڑا ہے کہ اب اس کھاتے کا کیا کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیہر صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔ میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کے جذبات کی بہت قدر کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عارفہ خالد صاحبہ! پلیز بیٹھیں۔ میں نے ڈیہر صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میں سب سے پہلے تو بیگم صغیرہ اسلام صاحبہ سے اظہار یکجہتی کرتا ہوں۔ آپ ہمارے custodian of the House ہیں کہ جب بھی کسی ممبر کا across the board کوئی مسئلہ ہو تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو آپ look after کریں گے اور اس پر strict اور فوری action لیں گے۔ میں اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ خانیوال میں ایک واقعہ ہوا ہے جس میں مجھے threat کیا گیا ہے۔ پرچہ نمبر 290/08 تھانہ کبیر والہ صدر میں درج ہوا ہے۔ جہاں پر چھ گھر جلائے گئے ہیں اور یہ دن دہاڑے آگ لگائی گئی ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو خود لیٹر دیا ہے اور آئی جی صاحب کو بھی کہا ہے، میں نے فون نمبر بھی دیا ہے اور اگر آپ کہیں تو میں یہاں پڑھ کر بھی بتا دیتا ہوں کہ مجھے فون کرکے انہوں نے threat کیا ہے کہ اگر آپ اس case سے باہر نہ گئے تو آپ کے گھر کو بھی آگ لگا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ آئی۔جی صاحب کے پاس وزیر اعظم کا directive بھی آیا ہے۔ اس کے باوجود ان کو

pressurize کیا جا رہا ہے کہ آپ راضی نامہ کر لیں۔ دہشت گردی کا کیس درج ہوا ہے اور ابھی تک ان سے ملزم پکڑے نہیں جا رہے اور جو اصل ملزم ہیں ان کے نام بھی کاٹ دیئے گئے ہیں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے اور جو personally کسی ممبر کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، میں پھر بتا دیتا ہوں اس مقدمے کا نمبر ہے 290/08 تھانہ صدر کبیر والہ۔ اس پر فوری طور پر action لیا جائے اور خاص طور پر وزیراعلیٰ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس سوال پر بہت بات ہو گئی۔ (قطع کلامیاں)

اب نئے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی موجودہ چیئرپرسن کا نام، عرصہ تعیناتی اور دیگر تفصیلات

*164: **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ادارہ قائم کر رکھا ہے، اس کی موجودہ چیئرپرسن کا نام کیا ہے اور یہ کتنے عرصے سے اس عہدے پر فائز ہیں نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ عہدہ سیاسی بنیاد پر دیا گیا ہے؟

(ب) لاہور میں اس وقت چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں اور ان میں کتنے بچے رہ رہے ہیں؟

(ج) لاوارث بچوں کو ان اداروں میں کتنی دیر رکھا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے کہ بچے یہاں سے جانے کے بعد دوبارہ سڑکوں پر بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں اگر ہاں تو حکومت کب تک اس کے سدباب کے لئے اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے نام سے ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ اس کی موجودہ چیئرپرسن کا نام ڈاکٹر فائزہ اصغر ہے اور وہ نومبر 2007 سے اسی عہدے پر فائز ہیں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر پنجاب اسمبلی کی رکن ہیں۔ڈاکٹر فائزہ اصغر ڈپلومیٹک امریکن بورڈ آف پیڈیاٹرکس کی ممبر ہیں اور ماہر بچگان بھی ہیں۔ڈاکٹر فائزہ اصغر ستمبر 2004 سے اس ادارے سے منسلک ہیں۔

(ب) لاہور میں اس وقت چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے تحت بچوں کے دو ادارے کام کر رہے ہیں۔یہ ادارے چار ہزار سے زیادہ بچوں کو صحت، تعلیم اور ووکیشنل ٹریننگ کی سہولت فراہم کر چکے ہیں۔اس کے علاوہ اوپن ریسیپشن سنٹر اور انسداد منشیات کے سنٹر سے بھی ہزاروں بچے مستفید ہو چکے ہیں۔اس وقت بچیوں والے ادارے میں 65 بچیاں اور 16 کم عمر بچے ہیں جب کہ لڑکوں والے ادارے میں 203 بچے موجود ہیں۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو پندرہ سال تک کی عمر کے لاوارث، بھیک مانگنے والے اور گھر سے بھاگے ہوئے بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیتا ہے اور اٹھارہ سال کی عمر تک بچوں کو ادارہ میں رکھا جاتا ہے یا جب کسی بچے کے والدین مل جائیں اس کے علاوہ بچوں کا ادارے میں رہنے کا عرصہ ان کے انفرادی حالات پر منحصر ہے کہ ان کو کتنی نفسیاتی، تعلیمی اور ہنر کی تربیت کی ضرورت ہے جس کے پورا ہوتے ہی بچے کو اس کے خاندان کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔بچے کی تعلیمی استعداد یا ہنر کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے خاندان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بچے کو تعلیمی ادارے میں داخل کرائیں یا ملازمت پر لگوایا جائے اور بچے کے دوبارہ غیر سماجی رویہ اختیار کرنے پر ادارے کو مطلع کیا جائے۔

بچوں کا ادارے سے نکل کر دوبارہ بھیک مانگنے کا تناسب 7 فیصد ہے اس کے علاوہ بچوں کو ادارے سے والدین کے حوالے بھی عدالت کے احکامات پر ہی کیا جاتا ہے، جس میں والدین سے زر ضمانت پر یقین دھانی لی جاتی ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے یقینی بنائیں کہ بچہ سڑک پر دوبارہ نہ آئے۔بچے کے دوبارہ سڑک پر آنے کی صورت میں والدین کی غفلت شامل ہونے پر انہیں عدالت سے جرمانہ یا قید کی سزا دی جاتی ہے اور بچے کو عدالت کے حکم سے دوبارہ تربیت کے لئے ادارے میں رکھا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا ادارہ کب قائم کیا گیا تھا اور اس کی Chairperson کا نام کیا ہے اور کیا وہ ابھی تک اسی عہدے پر

ہیں؟ مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کب قائم کیا گیا تھا اور اس کے جو عہدیدار تھے یا اس کی چیئر پرسن فائزہ اصغر صاحبہ جو تھیں ان کے بارے میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ ان کو یہ عہدہ کیا سیاسی بنیاد پر دیا گیا تھا اور کیا اس ادارے میں جتنے بھی لوگ تھے وہ سیاسی بنیادوں پر بھرتی کئے گئے تھے اور کیا محترمہ فائزہ اصغر ابھی تک اس عہدے پر کام کر رہی ہیں؟ انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ وہ 2007 سے اسی عہدے پر فائز ہیں۔ اس وقت انہوں نے اس عہدے سے resign ضرور دیا ہے لیکن یہ منظور نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اب اپوزیشن کے دوستوں سے اجازت چاہوں گا کہ میں اس کا جواب دے دوں کیونکہ یہ معاملہ بھی ماضی کے کھاتے کا ہے۔ اب یہ ماضی کا کھاتہ ایسے ہے جیسے کھوہ کھاتہ ہے تو اب اس کا کیا کریں میں اس کا جواب دوں یا نہ دوں۔ (قہقہے) ہراج صاحب! اجازت ہے؟ میں اس کا جواب دے دوں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم انہیں نہیں روک سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ماضی کا کھاتہ کوئی 7/6 سال پرانا کھاتہ نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے بھی ماضی ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کے ماضی کو بھی یاد کریں۔ 84 کو یاد کریں، 85 کو یاد کریں۔ روز ایک ہی بات نہ کریں کہ جی، آمر۔ پہلے بھی جو وردی میں تھے وہ آمر تھے اور یہ 8 سال کی بات ہے، وہ پہلے 12 سال کی آمریت کو بھی یاد کریں۔ روزانہ یہاں ایک ہی بات پر ٹائم ضائع ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کا حافظہ کمزور ہے جو کہ 8/7 سال پر رک گیا ہے اور اس سے پیچھے جاتا نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ اسمبلی کا وقت ایک ہی بات پر ضائع کرنے سے کہ آمر کی حکومت، 7 سال گریبانوں میں جھانک لو، اس طرح کے نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے ممبرز گریز کریں اور کچھ legislation اور کسی کام کی بات کریں، صغیرہ اسلام صاحبہ کے point کی بات کریں، child protection کی بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بیٹھیں پلیز، بیٹھیں پلیز۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ question hour basically ممبرز کا ایک حق ہوتا ہے۔ ممبرز نے اس میں questions دیئے ہوتے ہیں اور بہت سارے ممبرز اسی انتظار میں ہوتے ہیں کہ شاید میرے question کی باری آجائے۔ میں دو تین دن سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہوتا یہی ہے کہ ہم دو تین questions سے آگے نہیں جا سکتے اور ایک گھنٹہ گزر جاتا ہے اور supplementary پر supplementary آتے رہتے ہیں تو پلیز آپ ایسا ایک سسٹم بنا دیں کہ سوالات کے وقفے کا ایک گھنٹہ بڑھا دیا جائے یا پھر آپ supplementary پر کوئی پابندی لگا دیں کہ supplementary دو تین سے زیادہ نہ ہو سکیں تاکہ باقی ممبران کی بھی باری آ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل بڑی اچھی بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

جی، لاء منسٹر! No cross talk, no cross talk.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ نے جو ضمنی سوال کیا ہے تو میں اپوزیشن ارکان کا احترام کرتے ہوئے اس کے جواب میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ ان کے جواب کا پہلا حصہ درست ہے اور دوسرا حصہ بھی درست ہے۔ ورنہ اگر میں اس تفصیل میں جاؤں کہ کس بنیاد پر انہیں چیئر پرسن بنایا گیا تھا اور کس بنیاد پر انہیں اب تک جاری رکھا گیا اور کس بنیاد پر یہ ادارہ بنایا گیا اور کس بنیاد پر یہ سارا کچھ ہوا تو میرا خیال ہے یہ پھر اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ درست ہے کہ یہ تقرریاں بالکل سیاسی بنیادوں پر ہوئی تھیں اور اس وقت ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ نے چیئر پرسن سے resign کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

DR. ZAMURAD YASMIN RANA: Sir, Child Protection and Welfare Bureau has been working for the welfare of the children.

اس میں question یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں تین big industrial cities ہیں جن میں کچھ چھپ چھپا کر اور کچھ کھلے عام child labour ہو رہی ہے۔ ان industrial owners کے خلاف کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک اور supplementary question arise ہوتا ہے کہ:

At least, six thousand rupees have been fixed for the labourer.

گورنمنٹ کے اس rule کی کھلے عام violation ہو رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے معزز بھائیوں سے ایک بات کروں گی جو ماضی قریب اور ماضی بعید کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ اپنی کل کی بات بھول چکے ہیں، میں ان کی خدمت میں صرف اور صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

وقت پر قطرہ ہے کافی ابر خوش اندام کا
جل گئی کھیتی اگر برسا تو پھر کس کام کا

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ لاوارث بچوں کو ان اداروں میں کتنی دیر تک رکھا جاتا ہے؟ کیا یہ درست ہے کہ بچے یہاں سے جانے کے بعد دوبارہ سڑکوں پر بھیک مانگنے نہیں آتے؟ انہوں نے کہا ہے کہ بچوں کا ادارے سے نکل کر دوبارہ بھیک مانگنے کا تناسب 7 فیصد ہے یہ سراسر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ بچے دوبارہ سڑکوں پر بھیک مانگنے نہیں آتے تو کیا کبھی انہوں نے یہ چیک کیا ہے کہ وہاں سے جانے کے بعد بچے کہاں جاتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں ناں کہ بچوں کو ہم تربیت دیتے یا کام سکھاتے تھے اس کا بھی یہ معاوضہ لیتے تھے۔ ان اداروں میں جتنے لوگ کام کرتے ہیں انہیں سیاسی بنیادوں پر بھاری تنخواہیں دے کر رکھا گیا تھا، انہوں نے کوئی بھی اصلاح کا کام نہیں کیا۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ کتنے بچے دوبارہ سڑکوں پر آئے ہیں اور اگر ان میں سے سزا ہوئی ہے تو کتنے لوگوں کو سزا ہوئی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ عدالت سے جرمانہ یا سادہ قید کی سزا دی جاتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کتنے بچے ہیں جو دوبارہ سڑکوں پر نہیں آئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس تفصیل کا ذکر کیا ہے سوال میں وہ تفصیل تو پوچھی نہیں گئی، اس لئے وہ تو میرے پاس موجود نہیں ہے، اگر وہ چاہیں تو اسے دوبارہ ادارے سے منگوایا جا سکتا ہے یا وہ fresh question کر لیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق

ہے کہ جو بچے سڑکوں پر بھیک مانگتے ہیں یا commercial labour والا معاملہ ہے تو اس کو ادارہ حفاظتی تحویل میں لیتا ہے اور اس کے بعد جب ان کے ماں باپ مل جائیں تو ان سے ensurance لی جاتی ہے کہ وہ دوبارہ انہیں اس کام پر نہیں لگائیں گے۔ وہ ensurance کے بعد بچوں کو لے جاتے ہیں لیکن بعد میں بھی کچھ شکایات ہیں کہ وہ بچے دوبارہ بھیک مانگنے میں involve ہو جاتے ہیں تو اس کے متعلق یہ ہے کہ پھر سزا اور جرمانے کا تناسب تھوڑا بڑھا دیا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ ادارہ warning اور سمجھانے پر زور دیتا ہے اور اس کے بعد پھر سزا کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عارفہ صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے پوچھنا ہے کہ ڈاکٹر فائزہ اصغر یو اے ای سے تقریباً 700 بچے لے کر آئی تھیں وہ انہوں نے واپس اپنے اپنے گھروں میں پہنچا دیئے۔ ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ بچے واپس اپنے اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں یعنی وہ دوبارہ بیچ نہیں دیئے گئے اس کے بارے میں انہوں نے کوئی detail کبھی نہیں دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد یار ہراج!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں supplementary question پوچھنا چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سیاسی طور پر appoint کئے گئے لیکن یہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ فلاح و بہبود کے لئے appoint کئے گئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ qualified نہیں تھے اور political favour پر appoint کئے گئے۔ یہاں لکھا ہوا ہے کہ وہ American Board of Pediatrics کے ممبر ہیں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ فیصلہ کب کریں گے کہ وہ سیاسی طور پر appoint ہوئے تھے یا عوام کی فلاح کے لئے appoint ہوئے تھے؟ میرا complete supplementary question یہ ہے کہ اگر یہ political appoint ہوئے تھے تو پچھلے 5 مہینے میں اس کو ختم کیوں نہیں کیا گیا اور اس پروگرام کو آگے چلانے کا حکومت کا کوئی منصوبہ ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہراج صاحب! میں آپ کو ایک بات کہوں گا کہ اگر آپ جواب پڑھیں تو اس میں ہے کہ ”درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود“ کسی اور کی فلاح و

بہبود نہیں، لاوارث بچوں کی فلاح و بہبود کی بات ہو رہی ہے تو یہ آپ کا سوال بنتا نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ کافی بات ہو چکی ہے۔۔۔جی، اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ:

1۔ اگر یہ ادارہ بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہا ہے تو کیا حکومت اس کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات کرنا چاہتی ہے؟

2۔ اگر یہ ادارہ بچوں کی فلاح و بہبود کا کام نہیں کر رہا تو کیا حکومت اس کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو ایک نیا سوال ہو گیا ناں۔ اس میں تو یہ ہے ہی نہیں۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جواب دے دیتا ہوں۔ میں اپنے محترم بھائی اعجاز شفیع صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ادارہ بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے قائم کیا گیا تھا اور اس میں کسی اور کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا قطعاً غلط تھا تو اس میں اس غلطی کا ازالہ کر دیا جائے گا اور اس ادارے کو بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے قائم رکھا جائے گا۔ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ اس کو قائم رکھے گی اور یہ کام کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے اس سوال پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اب اگلا سوال جناب سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: 204 .On his behalf (سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر چودھری عامر سلطان چیمہ نے طبع شدہ سوال نمبر 204 دریافت کیا)

شادمان کے علاقے میں ایک گیسٹ ہاؤس پر ایس ایچ او شادمان کا چھاپہ

*204: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر اخبار کے مطابق مورخہ 7- مئی 2008 شادمان کے علاقے میں ایک گیسٹ ہاؤس پر ایس ایچ او تھانہ شادمان نے چھاپہ مار کر 30 لڑکے اور لڑکیوں کو رنگ رلیاں مناتے ہوئے گرفتار کیا۔ بعد ازاں کچھ لڑکے اور لڑکیوں کو ایس۔ ایچ۔ او تھانہ شادمان نے بھاری رقم رشوت لے کر اعلیٰ شخصیات کی سفارش پر چھوڑ دیا؟

(ب) کیا حکومت بھاری رشوت لینے پر ایس ایچ او تھانہ شادمان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) مورخہ 08-05-07 کو انسپکٹر شاہد رشید ایس ایچ او تھانہ شادمان لاہور مع ملازمان بغرض گشت چوک شادمان میں موجود تھے کہ مخبر خاص نے اطلاع دی کہ شادمان پیلس میں کچھ افراد ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس اطلاع پر ایس۔ ایچ۔ او تھانہ شادمان نے رات تین بجے مع ہمراہیاں ریڈ کیا تو گیٹ پر موجود تین چار افراد یہ کہتے ہوئے بھاگ گئے کہ پولیس آ گئی ہے۔ جب اندر چیکنگ کی گئی تو وہاں پر مختلف کمروں میں عورتوں اور مردوں کو محو عیش و عشرت پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ناجائز اور غیر اخلاقی مقصد کے لئے مالک ہوٹل حاجی محمد اشفاق نے رقم دے کر عورتوں کو حاصل کر کے آگے رقم مردوں سے حاصل کر کے پیش کی ہیں۔ ان تمام 31 مردوں اور عورتوں کے خلاف مقدمہ نمبری 157/08 مورخہ 08-05-07 بجرم 371/A/B ت پ تھانہ شادمان درج کیا گیا اور تفتیش بذریعہ انسپکٹر محمد اسلم انچارج انویسٹی گیشن تھانہ شادمان لاہور عمل میں لائی گئی جس نے دوران تفتیش لیڈی پولیس کو طلب کر کے ملزمہ عورتوں سے دریافت عمل میں لائی اور مرد ملزمان سے خود پوچھ گچھ کی، ان سب ملزمان کے خلاف ثبوت قابل گرفتاری پا کر گرفتار کیا اور مورخہ 08-05-07 کو عدالت پیش کر کے سنٹرل جیل لاہور میں جوڈیشل ریمانڈ پر بھجوایا۔ ملزمان مقدمہ بالا میں گناہ گار پائے گئے ہیں اور ان کا چالان مرتب کر کے ارسال عدالت مجاز کیا گیا ہے۔

(ب) ایس۔ ایچ۔ او تھانہ شادمان نے کسی سے کوئی رشوت نہ لی ہے۔ لہذا اس کے خلاف کسی قسم کی ضابطہ / قانونی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال کیا گیا تھا کہ یہ اخبار کی خبر تھی اور چھاپہ مار کر 30 لڑکے اور لڑکیوں کو رنگ رلیاں مناتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور جز (ب) میں سوال کیا گیا تھا کہ بھاری رشوت لے کر ان کو چھوڑ دیا گیا جبکہ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس میں انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ان کا چالان پیش کر دیا ہے اور ان کو چھوڑا نہیں گیا۔ اب یہ بتایا جائے کہ

ملزمان ابھی بھی باہر پھر رہے ہیں تو وہ کس قانون کے تحت باہر پھر رہے ہیں؟ کیا یہ درست نہ ہے کہ ایس ایچ او نے ان کے ساتھ ملی بھگت کر کے ان کو بے گناہ قرار دے کر خود عدالت سے چھڑوایا تھا۔ اس پر واضح کر دیا جائے کہ اس طرح کے اقدامات کے لئے حکومت آئندہ کیا ارادہ رکھتی ہے کہ معاشرے کی اصلاح ہو اور نوجوانوں کو جو گمراہ کیا جا رہا ہے اور جو ایسے ادارے بنے ہوئے ہیں جیسے rest housesاور قحبہ خانوں کو بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کے خلاف حکومت کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ان میں سے کچھ آدمیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں جو تعداد یعنی 31 مردوں اور عورتوں کے خلاف مقدمہ نمبری 157/08 مورخہ 08-5-7 بجرم 371/A/B (ت پ) تھانہ شادمان درج کیا گیا اور تفتیش بذریعہ انسپکٹر محمد اسلم بروئے کار لائی گئی اور اس کے بعد ان تمام ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت میں پیش کیا گیا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو 31 مرد اور عورتیں تھیں ان سب کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ مجھے پھر بدقسمتی سے یہ کہنا پڑے گا کہ یہ جو رنگ رلیاں منانے والی بات ہے یہ آپ کو پتا ہے کہ 5 سال تک جو رنگ رلیاں منائی جاتی رہی ہیں، 18۔ فروری کو عوام نے ان کو پکڑا اور (ق) لیگ جنرل مشرف کے ساتھ مل کر جو رنگ رلیاں 5 سال تک مناتی رہی اس کو عوام نے پکڑا، مقدمہ درج ہوا (ق) لیگ فارغ ہو گئی اور اب جنرل بھی فارغ ہونے والا ہے۔ ان کا چالان بھی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ حکومت ان کو یہ یقین دلاتی ہے کہ کسی کو چھوڑا نہیں جائے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا ریکارڈ درست کروانا چاہتا ہوں بلکہ ہم نے اپنے campکے اندر eye campبھی لگوایا تھا کہ شاید ان کی آنکھیں کافی کمزور ہیں۔ یہ وقوعہ 07-05-08 کا ہے یعنی یہ 7۔ مئی 2008 کا وقوعہ ہے۔ اب بھی یہ عیش و عشرت کے جو اڈے چلا رہے ہیں یا اس حکومت کے زیر سایہ چل رہے ہیں تو یہ اس کا جواب دیں کہ یہ ان اڈوں، قحبہ خانوں،

ہوٹلوں اور rest houses کو بند کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ان کو اسی طرح continue کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو معاملہ ہے اس میں بڑا واضح 07-05-2008 لکھا ہوا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیس پچھلے 5 سال کا ہے۔ میں نے تو پچھلے 5 سال کی بات کی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجابی کی کہاوت ہے کہ "چور چوری سے جاتے ہیں ہیرا پھیری سے نہیں جاتے" اب یہ جو تھوڑی بہت ہیرا پھیریاں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا تدارک کر دیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب میں پولیس کا موقف بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے ریڈ کیا اور مقدمہ درج ہوا لیکن یہاں پر کسی جگہ ذکر نہیں ہے کہ کس قانون کے تحت، کس مجسٹریٹ سے وارنٹ لے کر انھوں نے یہ ریڈ کیا؟ کیا مجسٹریٹ صاحب موجود تھے جب انھوں نے اس ہوٹل کی تلاشی لی یا اس کے اندر گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو پیچیدگیاں ہیں۔ آپ بھی وکیل ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ this is not ambit of this Assembly مطلب ہے کہ اس کے اندر پرچہ ہو گیا ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابیاں ہوں گی یا کچھ اور ہو گا تو that is ambit of the courts آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ "چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔" اب انھوں نے on the floor of the House یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ ہیرا پھیری پر ابھی قائم ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔ اگلا سوال ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی یہاں پر ایک معزز ممبر نے بات کی تھی کہ جن سوالات کے جوابات نہیں آتے ان کا کیا ہوتا ہے تو

rules یہ ہیں کہ جس کا جواب نہ آئے تو وہ سوال خود بخود pending ہو جاتا ہے کہ جب تک اس کا جواب نہ آ جائے۔اس کے بعد اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 264

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*264: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام مختلف مقامات پر ادارے موجود ہیں، ان اداروں کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ بیورو نے جو ادارے بنائے ہیں ان کے لئے زمین خریدی گئی، مخیر حضرات نے امداد کے طور پر دی یا حکومت نے فراہم کی ہے، علیحدہ علیحدہ ادارے کے مطابق تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ بیورو کے لئے 2005-06، 2006-07 اور 2007-08 کے بجٹ میں کتنی کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بیورو کے لئے اندرون ملک اور بیرون ملک سے مالی امداد ملتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کے آغاز سے اب تک کتنی مالی امداد ملی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ماتحت تمام اداروں کو 2007-08 میں کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام مختلف مقامات پر ادارے موجود ہیں۔یہ ادارے اس وقت لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں جب کہ سیالکوٹ میں عنقریب ادارہ کام کرنا شروع کر دے گا۔لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن کا ادارہ چونا گراؤنڈ انگوری باغ سکیم شالامار لنک روڈ، گوجرانوالہ میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤس ہسپتال روڈ، ملتان میں چونگی نمبر 1 سورج میانی روڈ، فیصل آباد میں

سرگودھا روڈ کمال پور بائی پاس اور راولپنڈی میں کوٹھاکلاں نزد اٹک ریفائنری اور سیالکوٹ میں میانہ پورہ عقب سبزی منڈی میں زیر تعمیر ہے۔

(ب) بیورو لاہور میں محکمہ اوقاف سے مبلغ 13،37،151 روپے کے عوض پٹہ پر جگہ حاصل کی، گوجرانوالہ میں محکمہ انہار اور سیالکوٹ میں محکمہ سوشل ویلفیئر نے جگہ دی جبکہ ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کرایہ کی بلڈنگ میں ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب نے مالی سال 06-2005 میں 122.186 ملین، 07-2006 کے لئے 149.983 ملین اور مالی سال 08-2007 کے لئے 122.186 ملین روپے رقم مختص کی تھی۔

(د) یہ درست ہے کہ بیورو کو اندرون ملک اور بیرون ملک مالی امداد ملتی رہتی ہے جو مختلف سرگرمیوں پر خرچ کی گئی اس کی تفصیل یوں ہے:-

1- یونیسف کی طرف سے بیورو کو مختلف سالوں میں اب تک مبلغ 44810425 روپے ملے ہیں۔ جس میں سے اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کے لئے دفاتر و رہائش، خوراک، لباس، تعلیم، صحت وغیرہ پر خرچ کرنے کے علاوہ مختلف قسم کے سیمینارز، تربیتی ورکشاپس اور بچوں کے حقوق کی آگاہی کے لئے خرچ کئے گئے۔ مزید براں بچوں کو تعلیمی وظائف، بائیسکل کی فراہمی کے علاوہ دیگر ضروریات پر خرچ کئے ہیں۔

2- اقوام متحدہ کے ادارہ برائے ڈرگ کنٹرول نے مبلغ 3079083 روپے مہیا کئے جو نشہ کی لعنت میں ملوث بچوں کی بحالی پر خرچ کئے۔

3- اقوام متحدہ کے ادارہ آئی ایل او نے مبلغ 280060 روپے فراہم کئے جو کہ تربیتی ورکشاپ کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

4- یو۔اے۔ای گورنمنٹ نے مبلغ 10068061 روپے دیئے جو ان بچوں کو تلاش کرنے اور بحالی کے لئے جو 1993 سے لے کر اب تک متحدہ عرب امارات میں اونٹ دوڑ میں استعمال ہوتے آئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر دفاتر کا قیام، سٹاف کی تنخواہوں، فرنیچر و مشینری، گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

(ہ) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو ماتحت اداروں کو علیحدہ سے رقم فراہم نہیں کرتا بلکہ تمام اخراجات لاہور آفس سے کئے جاتے ہیں۔مالی سال 08-2007 میں 122.186 ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ مورخہ 30۔اپریل 2008 تک بیورو نے مبلغ 69405957 روپے خرچ کئے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! unfortunately پھر ماضی سے جڑا ہوا جواب ہے۔ میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ بہت سی عمارتوں کے بارے میں جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ ''ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی میں کرائے کی عمارتوں میں ادارے کام کر رہے ہیں۔'' جب اتنی زیادہ بیرونی امداد موجود تھی تو پھر عمارتیں کرائے پر لینے کی بجائے خریدی کیوں نہیں گئیں؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جز(د) کے جواب میں سیریل نمبر میں بیرونی امداد کا ذکر کیا ہے کہ بیرونی امداد سے ملازمین کو تنخواہ بھی دی جاتی تھی، ملازمین کو تنخواہیں کیوں دی جاتی تھیں؟ جب کہ محکمے کے لئے مالی سال میں فنڈز بھی مختص کئے جاتے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ بات محترمہ کی درست ہے کہ جب اتنی رقم اس ادارے کے پاس موجود تھی تو پھر عمارتوں کو کرائے پر لینے اور لیز پر لینے کی کوشش کیوں کی گئی؟ ہو سکتا ہے کہ اس میں بعض اوقات عمارتوں مالکان کو فائدہ پہنچانے والی بات ہوتی ہے۔ اس میں یہی ہے کہ اس سارے معاملے کو check up کر کے جہاں جہاں بھی کوئی کمی، کوتاہی ہوگی اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جز(د) کے چوتھے نمبر پر لکھا ہے کہ یو اے ای گورنمنٹ نے مبلغ ایک کروڑ روپے سے زیادہ امداد دی جو گمشدہ بچوں کو تلاش کرنے اور ان کی بحالی کے لئے جو 1993 سے لے کر اب تک متحدہ عرب امارات میں اونٹ دوڑ میں استعمال ہوتے رہے ہیں یعنی specifically اس میں بتایا گیا ہے کہ اس مقصد کے لئے ایک کروڑ روپے سے زیادہ رقم دی گئی۔ آگے جواب یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر دفاتر کا قیام، سٹاف کی تنخواہیں، فرنیچر اور مشینری اور گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ misappropriation of funds نہیں ہے کہ جس کام کے لئے

funds دیئے گئے تھے اس پر استعمال کرنے کی بجائے کہیں اور استعمال کئے گئے ہیں۔اس کے اوپر حکومت کیاکارروائی کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی یہ ایک کروڑ روپے کی بہت بڑی رقم ہے اوراس کو خرچ کرنے کا بتایا گیاہے کہ یہ تنخواہوں، فرنیچر، مشینری اور گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کی گئی ہے۔وہ جو پہلے بات ہوئی ہے کہ اب مختلف سرگرمیوں میں وہ رنگ رلیاں بھی آ جاتی ہیں تو ہم ان کی ساری انکوائری کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جب پکڑے جائیں گے تو پھر ہمارے یہ دوست شور مچائیں گے کہ اب ہماری victimization ہو رہی ہے۔ہراج صاحب! ان مختلف سرگرمیوں کی تفصیل بڑی بھیانک ہے، اس لئے آپ اگر ضمنی سوال نہ ہی کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انبساط صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ بڑی دفعہ یہ بات ہوئی ہے۔ میں نے کل بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تو بہت زیادہ یہاں پر hooting ہوئی، شاید اب بھی شروع ہو جائے اور میری آواز دبانے کی کوشش کی جائے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ بار بار رنگ رلیاں، رنگ رلیاں، گریبان اور ضمیر کی باتیں کرتے ہیں۔ میرے خیال میں رانا صاحب تھوڑی سی رنگ رلیاں کہیں جا کر منا آئیں تو situation کافی بہتر ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ personal attack نہ ہی کریں تو بہتر ہو گا۔آپ اپنی بات تک رہیں۔

محترمہ انبساط حامد: جہاں تک بات ہے کہ کن چیزوں پر action لیا جارہاہے اور کن پر نہیں تو اس کے لئے میں یہ کہوں گی کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اقتدار: لوٹی، لوٹی۔۔۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talk, no cross talk. Order in the House, order in the House.

محترمہ انبساط حامد: پاکستان مسلم لیگ(ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی ازل سے ایک دوسرے کے دشمن رہے ہیں۔ان کے مسئلے کبھی حل نہیں ہوں گے۔Thank you very much

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے۔ وہ میری بہن ہیں۔ میں ان پر کوئی personal attack نہیں کرتا لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں ایسی جگہوں سے واقف نہیں ہوں اور مجھے ضرورت بھی نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو پھر ان سے رہنمائی لے لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے موضوع پر مختلف قسم کے سوالات 164,264,265 اور 492 آئے ہیں اور اس میں کافی سارے issues ہیں جس طرح رانا صاحب نے point out کیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں۔ رانا صاحب مناسب سمجھیں تو سپیشل کمیٹی یا کسی بھی کمیٹی کو یہ issue refer کر دیں تاکہ اس کے تمام points thrash out کئے جائیں اور اس کی مکمل انکوائری ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں ہم یہاں پر بیٹھے یہی بات کر رہے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بڑا categorical سوال پوچھا تھا اور اس میں بڑا categorical جواب موجود ہے۔ میں منسٹر صاحب سے صرف یہ یقین دہانی چاہتی ہوں کہ categorically ایک بات سامنے آ گئی ہے کہ misappropriation of funds ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ہمارا کوئی لوکل فنڈ نہیں تھا بلکہ یہ فنڈز دوسرے ملک نے ایک specific کام کرنے کے لئے دیئے تھے جو نہیں کئے گئے تو میں منسٹر صاحب سے assurance چاہتی ہوں کہ misappropriation of funds کا کیس گورنمنٹ کو دائر کرنا چاہئے کیونکہ اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر حکومت کیا action لینے کے لئے تیار ہے اور یہ کیس کب تک درج کر دیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس طرح براہ راست کیس درج نہیں کروایا جا سکتا۔ اس کا آڈٹ یا انکوائری کروائی جا سکتی ہے اس کے بعد پھر جو بھی ثابت ہوگا اس پر کارروائی ہو سکتی ہے۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آج ہی محکمے سے کہتا ہوں کہ اس کی انکوائری کروالیں، audit and report چیک کرلیں اس میں جو بھی چیز پائی جائے اس کے مطابق کارروائی ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بات ہوگئی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کافی بات ہوگئی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: ایک اہم بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ بات کرلیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! بحث تو کافی ہوگئی کہ پچھلے دور میں کیا ہوا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ orphan childs کا جو mission ہے یہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں ہم میں سے کوئی بھی اگر اپنا role ادا کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی کوئی بات نہیں ہے۔ Let's go to that side اس میں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کرائے کی buildings میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ملتان کے حوالے سے میں ایک offer کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے وہاں پر سرکاری زمین کافی موجود ہے وہ ہم provide کروا دیتے ہیں، اگر وہ نہ مل سکی تو ملتان میں اس ادارے کے لئے میں اپنی طرف سے زمین دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ یہ نیک کام ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا بڑا ہی honourable gesture ہے اور منسٹر صاحب اس حوالے سے آپ سے رابطہ کرلیں گے۔ جی، آمنہ صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے ایک بات پر بے حد افسوس ہے کہ ایک انتہائی اہم issue پر بات ہو رہی ہے اگر اسے بھی ہنسی مذاق میں اڑا دیا جائے تو یہ غلط وتیرہ ہے۔ ہم جس منصب پر بیٹھے ہوئے ہیں اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس کو بڑے قاعدے سے چلائیں۔ ان اہم issues کی اگر ہم مدح سرائی نہیں کر سکتے یا اس میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے تو ایک ایسے ادارے جس

کو بڑی نیک نیتی سے چلایا گیا اور جس خاتون نے اسے چلایا اس کے ہاتھ اور اس کا کردار ہر طرح سے پاک ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کی مدح سرائی کی جاتی، داد رسی کی جاتی بلکہ اس کی کردار کشی کی جارہی ہے اور اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں کی جارہی ہیں۔اس میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ۔

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا لیتے ہیں

جناب والا! ایک ایسا مثبت کام ہوا ہے اور یہ Child Protection Bureau کا ادارہ ایسا زبردست ادارہ بنایا گیا ہے کہ ہم سب کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ جس عوام نے ووٹ دے کر ہمیں یہاں بھیجا ہے ان کے بچوں کی تقدیروں اور ان کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے ہم سب یہاں یکجا ہوں اور ایسے ادارے ہر جگہ بنائیں۔ یہ بھی ضروری ہے کیونکہ چھوٹی موٹی غلطیاں اداروں میں ہر جگہ ہوتی ہیں اس لئے اسے شفاف بنایا جائے یہی ہمارا جذبہ اور عمل ہونا چاہئے۔ وزیر قانون "جناب عمر شریف" نہ بنیں بلکہ رانا ثناء اللہ صاحب ہی رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Personal attack آپ نہیں کر سکتیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

MRS. AYESHA JAVED: Sir, I just want to highlight that the opposition does not know only to criticize. But I appreciate your conduct is well and I would like to bring it to notice that the way you are conducting the procedure right now. It is really commendable and the way you are keeping the discipline of the House. We appreciate the way you are giving the time to the opposition to express the views. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں آمنہ الفت صاحبہ کی بات کے جواب میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ادارے کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ان کی بات کا جواب نہیں دینا۔ آپ نے صرف اس سوال کے بارے میں بات کرنی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: کسی بھی ادارے کی transparency بہت ضروری ہے۔ اس لئے ہم یہ سوالات کر رہے ہیں۔ ہمارا personally فائزہ اصغر کی ذات کے اوپر attack کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے but we need to know کہ اس ادارے میں کیا ہوتا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف آتے ہیں۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 265

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈی۔جی چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹیں و دیگر تفصیلات

*265۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے، اسے تعینات کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپوٹ تیار کرتا ہے؟

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے؟

(د) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹیں پیش کی گئی ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اس کی تعیناتی حکومت پنجاب قواعد کے مطابق کسی سرکاری محکمہ سے ڈیپوٹیشن پر کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے۔

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر جناب محمد خالد تعینات ہیں جو کہ عورتوں، نوجوانوں اور بچوں کے حقوق کے بارے میں کام کرنے کا 24 سالہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے اب تک دو پراگریس رپورٹیں تیار کی ہیں جبکہ تیسری سالانہ رپورٹ مالی سال 08-2007 کے بعد پیش کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں مقرر کئے جاتے ہیں ان کی تنخواہ کا پیکج کیا ہے؟ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ ان کو کون سی جگہ پر ٹریننگ دی جاتی ہے کہ یہ عورتوں اور نوجوانوں کی بہبود کے لئے 24 سال کا تجربہ رکھتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس طرح سے ان کی ٹریننگ ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو سوال پوچھا تھا وہ چیف ایگزیکٹو کی تعیناتی کے طریق کار سے متعلق تھا لیکن اس میں تنخواہ کے پیکج کا ذکر نہیں تھا۔ اگر یہ اس کی تفصیل چاہیں تو یہ fresh question دے دیں یا پھر مجھ سے کہیں تو میں ان کو pay package کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی ٹریننگ سے متعلق کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے تو اس میں جہاں تک ڈائریکٹر جنرل، چیف ایگزیکٹو، چیئرپرسن اور دوسرے جو آفیسرز ہیں وہ مختلف محکموں سے لئے جاتے ہیں اس لئے وہ already گورنمنٹ کے trained officers ہوتے ہیں اس لئے as such نئے سرے سے ان کی ٹریننگ کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت جو ڈائریکٹر جنرل تعینات ہیں یہ کب سے تعینات ہیں اور ان کی مدت ملازمت کب ختم ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہیں اور ان کا تجربہ کیا ہے تو اسی کے مطابق جواب یہ ہے کہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر جناب محمد خالد تعینات ہیں جو کہ عورتوں، نوجوانوں اور بچوں کے حقوق کے بارے میں کام کرنے کا 24 سالہ وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور اس سے پہلے وہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے رہے ہیں۔ جو سوال پوچھا گیا تھا اس کے مطابق ہی information دی گئی ہے۔ fresh information کے لئے پھر یہ fresh question دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ fresh information چاہتی ہیں تو منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔ میرے خیال میں اس سوال پر بھی کافی بات ہو چکی ہے۔ اگلا سوال نمبر 283 مخدوم سید احمد محمود صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں، disposed of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 378 میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) کا ہے ان کے سوال کا ابھی جواب نہیں آیا لہذا یہ pending کیا جاتا ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کے سوال نمبر 385 کا جواب بھی نہیں آیا لہذا یہ بھی pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب میں نے یہ سوال بھیجا تھا تو اس کی تاریخ دیکھیں کہ 22 مئی کو بھیجا گیا ہے۔ اتنے دن گزرنے کے باوجود بھی اگر جواب نہ آئے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اپنے معاملات میں سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔ ہم جب تک سنجیدگی سے اپنے معاملات اور کام کو نہیں لیں گے، ہم ملک کو پیچھے کی طرف دھکیلتے چلے جائیں گے اور آگے کی بات کرنے کا کیا بلکہ سوچنے کا بھی تصور نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی اداروں کو تاکید کی جائے کہ وہ سنجیدگی سے معاملات کو لیں اور اس حکومت کی گاڑی کو چلانے میں اپنا رویہ سنجیدہ کریں۔ ہم رویوں کے بحران سے ہی گزر رہے ہیں otherwise ہمارے ملک میں اور کوئی بحران نہیں ہے۔ کسی قسم کے مواخذے کی ضرورت نہیں تھی، کسی قسم کے وکیلوں

کے issues کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف اپنے کردار اور اپنی ذمہ داری کو پہچاننے کی ضرورت ہے لہذا ہمیں ان رویوں کے بحران کے اوپر سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہم جہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس منصب کی پاسداری کریں۔ ہم یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں کوئی "کراؤن تھیٹر" میں نہیں بیٹھے ہوئے کہ ہم اِدھر اُدھر اور ہنسی مذاق کی باتیں کر کے چلے جائیں۔

MR. ACTING SPEAKER: Stick to the point.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! براہ مہربانی ان سوالوں کے جوابات کو regular کرنے کے لئے کوئی سختی کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو رویوں کی بات کی ہے میں بالکل اس کی تائید کرتا ہوں اور میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس وقت تک ہوم ڈیپارٹمنٹ کو جتنے بھی سوال موصول ہوئے تھے، سب کے سب ہم اس answer sheet میں لائے ہیں۔ اس میں 12۔ جون پھر اس کے بعد 13۔ جون کو جواب موصول بھی ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس میں 15 دن کا وقت مختص ہے، وہ جواب بھی اس answer sheet میں موجود ہیں۔ جن سوالوں کے جواب مئی کے مہینے میں کئے گئے اور ان کے جواب آج یہاں پر نہیں ہیں میں on the floor of the House اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں یہ معاملہ نہ صرف ہوم سیکرٹری بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے نوٹس میں بھی لایا ہوں اور اس وقت یہاں پر ڈیپارٹمنٹ کے ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہیں، انہوں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ اس قسم کی کوتاہی بالکل نہیں ہوگی۔ میں خود بھی اس بات کا خیال رکھوں گا کہ جو سوالات within time ہوں ان کا جواب ہر قیمت میں آنا چاہئے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! ایک اچھا point انہوں نے raise کیا ہے کہ سوالات کے جواب جلدی آنے چاہئیں۔ میں پھر ماضی کی بات کروں گی کہ ماضی میں تین تین سال تک سوالوں کے جواب نہیں آتے تھے لیکن وہ بھی ایک اچھی بات نہیں تھی، وہ بھی غلط تھی۔ میری محترم بہنیں پھر یہ

کہتی ہیں کہ یہ ماضی کی طرف بہت جاتے ہیں۔ دراصل ہم نے تو ماضی میں پانچ سال تک یہی دیکھا ہے جو کہ سوال دیا جاتا تھا پورے تین سال کے بعد اس کا جواب آتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گی کہ وقفہ سوالات میں جو بزنس ہے وہ سوالات ہیں اور ان کا جواب ہے۔ سوال ادھر سے ہوتا اور جواب ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر پر آتا ہے۔ یہاں سے اس کا جواب آتا ہے اور ادھر سے پھر سوال کیا جاتا ہے۔ براہ مہربانی اس کو discourage کیا جائے اور

Let's take to the questions and the answers of the questions in this one hour and point of order should be discouraged during the question hour session.

اگر کسی کو بہت ضروری پوائنٹ آف آرڈر کہنا ہے تو business of the House جب ختم ہو جائے تو اس کے بعد zero hour رکھ لیں اس پر یہ discussion کر لی جائے تو بہتر ہے۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 378 جو pending ہو رہا ہے یہ لاہور کے متعلقہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ pending اس لئے کیا جا رہا ہے کیونکہ وزیر قانون میں ابھی اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ ایک ڈی ایس پی اور دو انسپکٹروں کے خلاف جو چارج لگایا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: this is very personal attack ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: حکومت کے علم میں شاید یہ نہیں ہے کہ 11۔جون 2008 کا یہ سوال ہے جس میں دو سب انسپکٹر منصور اکبر اور صادق وڑائچ اور ایک ڈی۔ایس۔پی خالد متین ہے۔اگر یہ issue کسی دوسرے علاقے کا یا دور دراز کا ہو تو وزیر قانون یا حکومت کی بات سمجھ آسکتی ہے کہ ابھی جواب آنے ہیں، ہمیں وہاں سے جواب موصول نہیں ہوا۔ ہم کوئی پرانے زمانے میں نہیں ہیں۔آج تو fax, E.mail, وغیرہ ہر چیز available ہے۔یہ لاہور کے تھانہ سمن آباد سے متعلقہ سوال ہے۔اس کے متعلق اگر حکومت کا یہ رویہ اور یہ طریق کار ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ پولیس اسٹیٹ کو اور مضبوط بنایا جارہا ہے۔پولیس اسٹیٹ آج اتنی مضبوط ہے کہ وہ اپنے خلاف کوئی بات نہیں سننا چاہتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری بات سنے بغیر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں غلط بات کہنے لگی ہوں۔ میں تو آپ سے صرف درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ جو سوالات جن کے جواب نہیں آئے ان کو pending کر دینا چاہئے کیونکہ اگر محکمے نے جواب نہیں دیا تو اس میں متعلقہ ممبر کا قصور نہیں ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ جن سوالات کے جوابات نہیں آئے ان کو آپ براہ مہربانی pending فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ رولز پڑھیں کیونکہ جن سوالات کے جواب نہیں آتے وہ اس وقت تک automatically pending ہو جاتے ہیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔معزز ممبران ان کو دیکھ سکتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوابات میز پر رکھے گئے)

تھانہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اغواء برائے تاوان، ڈکیتی، چوری اور راہزنی کے مقدمات کی تفصیل

*38: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک تھانہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اغوا برائے تاوان، ڈکیتی، قتل، چوری اور راہزنی کے کتنے مقدمات درج ہوئے تفصیل سال وار فراہم کریں نیز ان مقدمات میں اشتہاری مفرور ملزمان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث ملزمان سر عام علاقہ میں پھر رہے ہیں اور پولیس انہیں گرفتار نہیں کرتی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ نمبر 429/05 بجرم 365/اے کا مرکزی کردار ملزم محمد یاسین ولد محمد یار قوم شیخ ساکن آبادی محمد پورہ داخلی طاہر کلاں آج تک مفرور اور اشتہاری ہے گرفتار نہیں ہو سکا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مقدمہ کے مرکزی ملزم کے بھائیوں اور والد کے خلاف بھی تھانہ بصیر پور میں ڈکیتی، قتل اور چوری کے ان گنت مقدمات درج ہیں، وہ علاقہ میں دہشت کی علامت بن چکے ہیں اور دن دہاڑے علاقہ میں وارداتیں کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ نمبری 2006/312، 2006/2006، 2007/382، 695/127 اور 2008/145 درج بالا ملزمان کے خلاف درج ہیں نیز 2008/145 کے بجرم 109/324(149/148) میں مرکزی ملزم نذیر احمد ولد محمد یار قوم شیخ نامزد ملزم کو آج تک گرفتار نہیں کیا گیا؟

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جناب عالی! گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ہیڈز کے ذیل مقدمات جن کا گوشوارہ سال وار مرتب کیا گیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے نیز مجرمان اشتہاری کی فہرست ہائے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال	اغوا برائے تاوان	ڈکیتی	قتل	راہزنی	چوری
2005	1	2	11	20	56
2006	-	10	18	20	85
2007	-	4	16	12	110
2008	-	2	6	3	22

(ب) یہ غلط ہے۔ سنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث ملزمان و مفروران کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو دن رات اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشاں ہیں۔ ملزمان کے وارثان کے خلاف 216 ت پ کے مقدمات کا اندراج کیا جا رہا ہے، انشاللہ جلد از جلد سنگین مقدمات میں ملوث مفرور ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) مقدمہ نمبر 429/05 بجرم 356 اے کے مرکزی ملزم محمد یٰسین تاحال مجرم اشتہاری جس کی گرفتاری کے لئے عبدالستار انسپکٹر I/Inv کی زیر نگرانی اصغر علی ایس آئی، خادم حسین اے ایس آئی، فلک شیر 1641/HC، شمشاد علی 1413/C، محمد اکرم 922/C، محمد طارق 1504/C کی ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ مذکور ملزم کے والد محمد یار کے خلاف مقدمہ نمبر 695/07 بجرم 216 ت پ درج رجسٹر کیا گیا ہے۔ مذکور ملزم کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ انشاء اللہ جلد از جلد ملزم مذکور کو گرفتار کیا جائے گا۔

(د) جناب عالی! محمد یٰسین ملزم کے بھائی نذیر احمد کے خلاف مقدمات نمبری 382/06 بجرم 379 ت پ، 312/06 بجرم 392 ت پ، 127/06 بجرم 392 ت پ، 546/01 بجرم S.A 7/21/91 درج ہیں، جس کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے جو عدالت سے ضمانت پر رہا ہوا اور آئندہ اس کے خلاف مقدمہ نمبر 145/08 بجرم 149/148/109/324 ت پ تھانہ بصیر پور درج ہے جو

زیر تفتیش ہے جس میں مذکورہ کی گرفتاری بقایا ہے۔ جس کو جلد گرفتار کیا جائے گا جب کہ یٰسین کے والد محمد یار ولد علاول کے خلاف ڈکیتی یا قتل کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے صرف مقدمہ نمبر 695/07 بجرم 216(ت پ) درج ہوا جو اپنے بیٹے کو پناہ دینے کے جرم میں درج ہوا جس میں گرفتار ہو کر برضمانت ہے۔

(ہ) مقدمہ نمبری 429/05(ت پ) بجرم 365اے(ت پ) تھانہ بصیر پور کے مرکزی ملزم کے بھائیوں اور والد کے خلاف درج مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ریکارڈ ازاں نذیر احمد ولد محمد یار قوم شیخ سکنہ آبادی محمد پورہ داخلی طاہر کلاں

1۔ مقدمہ نمبر 127 مورخہ 03-03-06 بجرم/392(ت پ) تھانہ بصیر پور

2۔ مقدمہ نمبر 312 مورخہ 02-06-06 بجرم/392(ت پ) تھانہ بصیر پور

3۔ مقدمہ نمبر 382 مورخہ 06-07-06 بجرم/379(ت ت) تھانہ بصیر پور

4۔ مقدمہ نمبر 546 مورخہ 26-11-01 بجرم ایس اے 91/21/7 تھانہ بصیر پور

مذکورہ نذیر احمد کو مقدمات درج بالا میں گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

نوٹ: جبکہ نذیر احمد مقدمہ نمبر 145/08 مورخہ 17-03-08 بجرم 149/109/148/324 (ت پ) تھانہ بصیر پور میں نامزد ایف آئی آر ہے اور مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ جس میں ملزم کی گرفتاری باقی ہے جس کو جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمہ کو یکسو کیا جائے گا جب کہ اس کے والد محمد یار کے خلاف مقدمہ نمبر 695/07 بجرم 216(ت پ) درج کیا گیا۔ محمد یار کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ عدالت سے برضمانت ہے۔

(و) جناب عالی گزارش ہے کہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن طریقہ سے تحرک کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمہ کو یکسو کیا جائے گا۔ رپورٹ مرتب ہو کر پیش خدمت ہے۔

ضلع رحیم یار خان میں 2005-06 میں اغوا برائے تاوان کے مقدمات و دیگر تفصیل

*283: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2005-06 میں ضلع رحیم یار خان اغوا برائے تاوان کے کتنے مقدمات کس کس تھانے میں درج ہوئے، معنوی کا نام اور ایف آئی آر کا نمبر بتایا جائے؟

(ب) کتنے مقدمات میں ملزمان پکڑے گئے، کتنے معنویان برآمد ہوئے، کتنے معنویان تاوان ادا کر کے رہا ہوئے اور کتنا تاوان ادا کیا گیا نیز یہ برآمدگیاں کس طریق کار اور کن ذرائع سے عمل میں لائی گئیں؟

(ج) روز بروز بڑھتے ہوئے اغواء کے واقعات کی روک تھام کے لئے حکومت نے کیا انتظامات کئے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

	نام معنویان	مقدمہ نمبر، تھانہ
1-	فضل غفار ولد عاشق سکنہ موضع گل محمد لنگاہ	مقدمہ نمبر: 05/32 مورخہ 19-2-05 بجرم اے-365 تھانہ ترنڈہ محمد پناہ
2-	معراج مصطفےٰ ولد غلام مصطفےٰ سکنہ موضع گھنیر	مقدمہ نمبر:05/299 مورخہ 2-10-05 تھانہ ظاہر پیر بجرم 149/109/148/اے- 365ت پ
3-	خضر حیات ولد فتح شیر سکنہ قادر پور	مقدمہ نمبر: 05/80 مورخہ 13-5-05 بجرم 149/148/اے-365 ت پ تھانہ بھونگ
4-	غلام یٰسین ولد غلام قادر سکنہ واحد بخش سیال	مقدمہ 05/113 مورخہ 9-4-05 بجرم 395/365-اے، ت پ تھانہ صدر خانپور
5-	فدا حسین ولد خدا بخش سکنہ شیدانی	مقدمہ نمبر:05/54 مورخہ 1 -2-05 بجرم 149/148/395/353/اے/365 ت پ تھانہ شیدانی
6-	احمد علی ولد عاشق محمد سکنہ لغاری کالونی	مقدمہ نمبر: 06/443 مورخہ 6-8-06 بجرم اے-365 ت پ تھانہ سٹی صادق آباد
7-	حافظ سعید احمد ولد احمد بخش سکنہ ترنڈہ محمد پناہ	مقدمہ نمبر:06/257 مورخہ 9-08-06 بجرم اے-365/395 ت پ تھانہ ترنڈہ محمد پناہ
8-	عرفان ولد محمد ارشد سکنہ لیاقت پور	مقدمہ نمبر:06/481 مورخہ 21-8-06 بجرم اے ٹی اے 7 ڈبلیو/آر 392/اے-365 ت پ تھانہ لیاقت پور
9-	منہال الیاس ولد محمد الیاس سکنہ گلشن اقبال رحیم یار خان	مقدمہ نمبر:06/605 مورخہ 5-9-06 بجرم اے-365 ت پ تھانہ صدر رحیم یار خان
10-	منور حسین ولد فقیر بخش سکنہ چک این پی/44	مقدمہ نمبر: 06/345 مورخہ 10 -11 -06
11-	رشید احمد ولد فقیر بخش سکنہ چک این پی/44	بجرم اے- 365 ت پ تھانہ کوٹ سبزل

(ب) تمام مقدمات میں پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے چالان عدالت پیش کیا گیا ہے اور تمام مقدمات کے معنویان خیر و عافیت سے واپس آ چکے ہیں کل 6 معنویان ملزمان کو تاوان ادا کر کے رہا ہوئے تقریباً کل/3565000 روپے بطور تاوان مدعی فریق نے ملزمان کو ادا کیا بقیہ 5 معنویان کو پولیس نے اپنے طور پر دوران تفتیش حکمت عملی اپناتے ہوئے بغیر تاوان ادا کئے ملزمان کے قبضہ سے برآمد کیا۔

(ج) اس قسم کے مقدمات میں ملوث ملزمان جو کہ ضمانت پر یا مقدمہ کے فیصلہ کے بعد سزا کاٹ کر جیل سے رہا ہوئے ہیں ان کو خاص طور پر زیر نگرانی رکھا جانا چاہئے۔ملوث ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا عدالت سے دلوائی جائے۔جدید ٹیکنالوجی استعمال کر کے ملزمان کو ٹریک کیا جائے اور پکڑا جائے ان اقدامات سے ان واقعات کی روک تھام ہو سکتی ہے۔

تھانہ فیروزوالہ شیخوپورہ میں نامزد ملزمان کی گرفتاری کا مسئلہ

*399: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ فیروزوالہ شیخوپورہ میں بحوالہ 34 مورخہ 8-مارچ 2007 بجرم 34/302(ت پ) نامزد ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ تھانہ کی پولیس سے ملزمان نے ساز باز کر لی ہے اور انہیں گرفتار کرنے میں سستی کا مظاہرہ کر رہی ہے؟

(د) متعلقہ انتظامیہ اس قتل کے مقدمے میں تاخیر کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے اور ملزمان کو فوری بلاتاخیر گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ عنوان بالا میں عرفان عرف بگو 2-عدنان عرف دانی 3-احسان پسران نیامت علی اقوام حجام سکنائے سلیم آباد نامزد ملزمان ہیں۔

(ب) یہ درست ہے لیکن نامزد ملزمان کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 87ض ف مکمل کر کے ملزمان کے خلاف زیر دفعہ 512ض ف نامکمل چالان مورخہ 07 - 8 - 21 کو عدالت مجاز میں دیا گیا ہے۔

(ج) ملزمان کی گرفتاری کیلئے پولیس نے کافی کوشش کی لیکن نامزد ملزمان یہاں سے غائب ہونے کی وجہ سے گرفتار نہ ہو سکے 302 جرم کے ملزمان کی گرفتاری میں ساز باز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی سستی کا مظاہرہ کیا ہے۔

(د) مقدمہ ہذا کے اندراج کے بعد مقامی پولیس اور تفتیشی افسر نے نامزد ملزمان کی گرفتاری کے لئے مختلف جگہوں پر کافی ریڈ کئے لیکن ملزمان گرفتار نہ ہو سکے۔ کارروائی زیر دفعہ 87ض ف عمل میں لاکر مقامی پولیس نے مجرمان کو اشتہاری قرار دلوایااور زیر دفعہ 512 ض ف چالان نامکمل بغرض سماعت عدالت مجاز میں دیا مجرمان اشتہاری نامزد ملزمان کو فوری گرفتار کرنے کے لئے مقامی پولیس مختلف مقامات پر ریڈ کر رہی ہے اور انھیں جلد گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی صورتحال کی تفصیل

*419: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی شرح میں پچھلے سال کی نسبت اضافہ ہوا یا کمی واقع ہوئی آگاہ فرمائیں؟

(ب) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی، چوری اور اغوا کی شرح کیا رہی، اغواء کی وارداتوں میں پچھلے سال کی نسبت کمی ہوئی یا اضافہ تفصیل فراہم کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ میں اغواء برائے تاوان اور ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان کو پکڑا گیا؟

(د) ضلع شیخوپورہ کی انتظامیہ ڈکیتی، چوری، راہزنی اور اغواء کی وارداتوں کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھارہی ہے، ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں پچھلے سال کی نسبت 650 مقدمات کی کمی ہوئی ہے۔

2008	2007	فرق
4213	4863	650

(ب) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی، چوری اور اغواء کی وارداتوں میں کمی، اضافہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	یکم جنوری 2007تا 08-06-17	یکم جنوری 2006تا 07-06-17	فرق
ڈکیتی	198	203	-5
راہزنی	496	517	-79
چوری	1800	2044	-244
اغواء	506	438	+68

(ج) مذکورہ عرصہ میں اغوا برائے تاوان میں 27 اور ڈکیتی کی وارداتوں میں 477 ملزمان پکڑے گئے۔

(د) موبائل گشت، پیدل گشت، ناکہ جات اور ٹھیکری پہرہ کو مزید موثر بنایا گیا ہے نیز پرانی دشمنی والی پارٹیوں پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔

محکمہ پولیس میں تفتیش کو تبدیل کرنے کے طریق کار میں تبدیلی کا معاملہ

*463: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ پولیس تفتیش کو تبدیل کرنے کے طریق کار میں کوئی تبدیلی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) لوکل گورنمنٹ آرڈر 2001 کے مطابق کیا پبلک سیفٹی کمیشن کو بااختیار بنانے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو متبادل کون سا نظام متعارف کروایا جائیگا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) عام شہریوں کی آسانی کے لئے محکمہ پنجاب پولیس نے موجودہ طریقہ تفتیش کو تبدیل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سفارشات مرکزی حکومت کو بھجوائی ہیں۔

(i) پہلی تفتیش کا اختیار سی پی او/ ڈی پی او کے پاس ہونا چاہئے جو کہ وجوہات تبدیلی تحریر کرنے کے بعد اپنے کسی بھی ماتحت یا ٹیم تفتیش کے لئے مقرر کرے۔

(ii) اسی طرح دوسری تبدیلی تفتیش کا اختیار ڈی آئی جی / ریجنل پولیس آفیسر کے پاس ہونا چاہئے جو کہ وجوہات تبدیلی تحریر کرنے کے بعد اپنے کسی بھی ماتحت یا ٹیم کو تفتیش کے لئے مقرر کرے جو پہلے تفتیشی سے عہدہ میں کم نہ تھے۔

iii) تیسری تفتیش کی تبدیلی کے حکم پر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب /ایڈیشنل آئی جی انویسٹی گیشن پنجاب بورڈ کی سفارش پر جو کہ ڈی آئی جی انویسٹی گیشن اور سپرنٹنڈنٹ پولیس انویسٹی گیشن پنجاب پر مشتمل ہوگا کریں گے۔

(ب) مزید برآں باوجود اس کے کہ پولیس کا محکمہ اور اس کے متعلق قانون آئین کے آرٹیکل 70 اور جدول چہارم کے مطابق وفاقی حکومت کے قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہ آتے تھے اور باوجود اس کے کہ عدالت عظمیٰ بھی اس امر کی توثیق کر چکی تھی (PLD 1985 SC 159 IGP V MUSHTAQ AHMAD WARAICH) پولیس آرڈر 2002 وفاقی حکومت نے ہی جاری کیا۔ پس حکومت پنجاب پبلک سیفٹی کمیشن کے ضمن میں کوئی متبادل نظام متعارف کروانے کی مجاز نہ ہے۔
اس کے علاوہ آئین کے آرٹیکل 268 اور جدول ششم کے مطابق حکومت پنجاب 31-12-2007 سے قبل (اگر اس تاریخ کی مزید توسیع نہ کی گئی) اس قانون میں کسی ترمیم کی مجاز نہ ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کا بجٹ
سٹاف و گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*492: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈاکٹر فائزہ اصغر، چیئر پرسن چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کس قانون کے تحت ابھی تک ادارے سے منسلک اور مراعات حاصل کر رہی ہیں اور بورڈ کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

(ب) ادارے کا سالانہ بجٹ کتنا ہے، سرکاری بجٹ بین الاقوامی اداروں یونیسیف اور دیگر کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) نئی بلڈنگ کا رقبہ کتنا ہے اور اس پر کتنی لاگت آئی ہے، کتنے بچوں کے لئے بنایا گیا تھا اور موجودہ تعداد کیا ہے؟

(د) سٹاف اور گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کس کس جگہ گشت کرتی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈاکٹر فائزہ اصغر عدم تحفظ اور لاوارث بچوں کے قانون مجریہ 2007 (ترمیمی بل) کے تحت موجودہ بورڈ آف گورنرز کی چیئرپرسن ہیں- موجودہ چیئرپرسن کو کسی قسم کی کوئی مراعات حاصل نہیں ہیں- صرف ان کو سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے دفتر آنے جانے کے لئے گاڑی مہیا کی گئی ہے- موجودہ بورڈ آف گورنرز مورخہ 5- جولائی 2008 کو وجود میں آیا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	وزیر اعلیٰ پنجاب	سرپرست
2	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن
3	سیکرٹری، محکمہ داخلہ، حکومت پنجاب	ممبر
4	سیکرٹری، سماجی بہبود، حکومت پنجاب	ممبر
5	سیکرٹری، محکمہ لوکل گورنمنٹ، حکومت پنجاب	ممبر
6	مسز نازیہ راحیل، ایم پی اے (حکومتی بنچ)	ممبر
7	مسز شبینہ ریاض، ایم پی اے (حکومتی بنچ)	ممبر
8	شمشاد حسین قریشی، پروگرام آفیسر (یونیسف)	ممبر
9	نمائندہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن	ممبر
10	محترمہ کوثر سہیل، پروفیسر نفسیات گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور	ممبر
11	اختر حسین شمسی، پرنسپل گورنمنٹ ماڈل کالج برائے طلبہ ماڈل ٹاؤن لاہور	ممبر
12	چودھری محمد منیر، سوشل ورکر زاعزازی قونصلیٹ جنرل یو اے ای	ممبر
13	مسز نجمہ حمید، ایم پی اے، راولپنڈی	ممبر
14	مسز ثریا انوار، ایس او ایس چلڈرن ولیج، لاہور	ممبر
15	مسٹر امتیاز پرویز، لاہور بزنس ایسوسی ایشن برائے بحالی معذوراں	ممبر
16	مسز نسرین نواز مکان نمبر 257 بلاک ایف، رحمٰن، وحدت روڈ لاہور	ممبر
17	ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو	ممبر / سیکرٹری

(ب) ادارے کا سالانہ بجٹ 122.186 ملین ہے، بین الاقوامی اداروں یونیسیف اور دیگر کی تفصیل درج ذیل ہے- یہ درست ہے کہ بیورو کو اندرون ملک و بیرون ملک مالی امداد ملتی رہی جو مختلف سرگرمیوں پر خرچ کی گئی اس کی تفصیل یوں ہے-

1- یونیسیف کی طرف سے بیورو کو مختلف سالوں میں اب تک مبلغ 44810425 روپے ملے ہیں، جس میں سے اونٹ دوڑ میں استعمال ہونے والے بچوں کے حقوق کی آگاہی کے لئے خرچ کئے گئے، مزید برآں بچوں کو تعلیمی وظائف، بائیسکل کی فراہمی کے علاوہ دیگر ضروریات پر خرچ کئے ہیں۔

2- اقوام متحدہ کے ادارہ برائے ڈرگ کنٹرول نے مبلغ 3079083 روپے مہیا کئے جو نشہ کی لعنت میں ملوث بچوں کی بحالی پر خرچ کئے۔

3- اقوام متحدہ کے ادارے آئی ایل او نے مبلغ 280060 روپے فراہم کئے جو تربیتی ورکشاپ کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

4- یو اے ای گورنمنٹ نے مبلغ 10068061 روپے جو کہ ان بچوں کو تلاش کرنے اور بحالی کے لئے جو 1993 سے لے کر اب تک متحدہ عرب امارات میں اونٹ دوڑ میں استعمال ہوتے آئے ہیں۔اس مقصد کے لئے مختلف جگہوں پر دفاتر کا قیام، سٹاف کی تنخواہوں، فرنیچر و مشینری، گاڑیوں کی خریداری کے علاوہ مختلف سرگرمیوں پر خرچ کئے گئے۔

(ج) نئی بلڈنگ کا رقبہ پچاس کنال ہے اور اس پر سولہ کروڑ روپے لاگت آئی ہے۔یہ ادارہ پانچ سو بچوں کے لئے بنایا گیا تھا جس میں موجودہ بچوں کی تعداد 281 ہے۔ابھی تک بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے ایک ہوٹل کی تعمیر مکمل نہ کی ہے ہوسٹل مکمل ہونے کے بعد بچوں کی تعداد پانچ سو ہو جائے گی۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا عملہ 300 افراد پر مشتمل ہے جو کہ اس وقت لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔کل گاڑیوں کی تعداد اتنی ہے جن میں چند افسران کے علاوہ باقی گاڑیاں ریسکیو آپریشن، بچوں کے خاندان کی تلاش اور بچوں کو والدین سے ملانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں پرچوں کا اندراج و دیگر تفصیلات

*629: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل سرائے عالمگیر کے تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں 18-فروری 2008 سے اب تک کتنے پرچے درج ہوئے اور کتنے خارج ہوئے؟

(ب) مذکورہ تمام پرچوں کی جملہ تفصیل بیان کی جائے کہ کس نے درج کرائے، کن کن دفعات کے تحت درج ہوئے، کن کے خلاف درج کرائے گئے، کب درج اور کب خارج ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تمام پرچے سیاسی اور ذاتی بنیادوں پر انتقامی کارروائی کے طور پر درج کرائے گئے، اگر ہاں تو جو لوگ ان میں ملوث ہیں، ان کے نام اور پتاجات بیان کئے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل سرائے عالمگیر کے تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں 18-فروری سے اب تک 236 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ہیں اور 21 مقدمات خارج ہوئے ہیں۔

(ب) 122 پرچوں میں مستغیث متاثرین وقوعہ عوام ہیں۔ 114 پرچوں میں مستغیث پولیس افسران ہیں اور بلحاظ نوعیت جرائم ہر ایک جرم کی تفصیل کتنے مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے اور کتنے مقدمات خارج ہوئے ان کے علاوہ دیگر تفصیل منسلک ہذا گوشوارہ کرائم فیگرز میں نمایاں کر دیا ہے جو برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تمام مقدمات بربیان مستغیث یا تحریری درخواست ہائے یا استغاثہ عوام کے اشخاص یا دیگر اشخاص کے خلاف درج رجسٹر ہوئے ہیں اور دوران تفتیش جن اشخاص کے خلاف جرم ثابت نہ ہوا ہے ان کے مقدمات خارج از وقوعہ کئے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ تمام پرچے سیاسی اور ذاتی بنیادوں پر انتقامی کارروائی کے طور پر درج کرائے گئے جو متاثرین مستغیث کے بیانات پر یا تحریری درخواست ہائے یا بذریعہ استغاثہ درج رجسٹر ہوئے ہیں تاہم تھانہ صدر سرائے عالمگیر میں عرصہ متذکرہ بالا میں کسی سیاسی شخص نے مقدمہ درج رجسٹر نہ کروایا ہے اور نہ ہی کسی سیاسی شخص کے خلاف مقدمہ درج رجسٹر ہوا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی ہے۔ یہ move ہو چکی تھی اور اسے آج کے لئے pending کیا گیا تھا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تمام رپورٹیں ایوان کی میز پر lay ہو جائیں گی۔ ان میں سے 6 کے قریب مکمل ہو چکی ہیں اور وہ موصول بھی ہو چکی ہیں غالباً دو رپورٹیں رہتی ہیں۔ پیر کو ہم یہ رپورٹیں ایوان میں پیش کر دیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پچھلے تین دن سے ہم یہ سن رہے ہیں کہ صبح پیش ہو جائے گی لیکن پیش نہیں کی گئی اس لئے بہتر ہے کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات یہ ہے کہ چھ تاریخ کو یہ move ہوئی تھی، 7 تاریخ کے لئے وزیر قانون نے کہا کہ ہم رپورٹ منگوالیں گے اس کو pending کر لیا جائے۔ وزیر صاحب on the floor of the House فرما رہے ہیں کہ چھ میں سے چار رپورٹیں آ چکی ہیں۔ باقی دو بھی صرف آپ کی سہولت کے لئے کہ پیر کو وہ ساری رپورٹیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ ابھی رپورٹیں آنے دیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پچھلے دور میں بھی اسی طرح یہ رپورٹیں لیٹ ہوئیں تھیں تو اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا اور وہاں پر thrash out ہو گیا تھا ہم تو سہولت کے لئے بات کر رہے ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے کہ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو جائے تاکہ یہ سارے معاملات thrash out ہو جائیں۔ جو قصور وار ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے۔ ہم تو اس کے حق میں ہیں کہ جو بھی قصور وار ہیں خواہ وہ پچھلے دور کا قصور وار ہے یا اس سے پچھلے دور کا قصور وار ہے یا اب ہے اس کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے۔ اس کی ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے نہ کہ اپوزیشن کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ہاؤس اس بات کی اجازت دے تو پچھلے پانچ سالوں میں میرا خیال ہے کہ احسان اللہ وقاص صاحب کی 100 کے قریب اسی سلسلے میں تحاریک التوائے کار ہیں۔ پھر آپ ان کو بھی put up کروالیں اور اس کو بھی ساتھ ملا کر کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں اور پھر دیکھیں گے کہ کون کون کیفر کردار کو پہنچتا ہے۔ آپ سارے ہی کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم اس معاملے پر بھی agree کرتے ہیں اور جس طرح وزیر قانون نے کہا ہے آپ ان سارے معاملات کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آج ہو ہی جائے تو بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پچھلی اسمبلی کا بزنس تو پچھلی اسمبلی کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں تو وزیر قانون کی بات کو دہرا رہا ہوں، میں کوئی اپنی بات نہیں کر رہا بہر حال اگر آپ اس کو پیر تک pending کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو پیر تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے پھر بات کی ہے اور وہ ماضی کی بات آ جاتی ہے اور پانچ سالوں کی بات، میں کہتا ہوں کہ چھ ماہ پہلے کی بات بھی کر لیں۔ آٹے کی قیمت کی بات کر لیں جو قیمت چھ ماہ پہلے تھی اور جو آج ہے اور پٹرول کی جو چھ ماہ پہلے قیمت تھی اور جو آج ہے، ڈیزل کی کر لیں، لاء اینڈ آرڈر کی بات کر لیں۔ خودکشیوں کو دیکھ لیں، بھوک، افلاس کو دیکھ لیں کہ وہ کتنا بڑھ گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت استحقاق کی بات ہو رہی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح ایک علیحدہ بحث شروع ہو جائے گی، جب اس کا وقت ہو گا تو اس پر بحث بھی کریں گے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جب پچھلا ضمنی بجٹ پاس ہوا تھا تو میں نے دو تین باتیں کی تھیں مگر میری باتیں سنی نہیں گئیں جو میں آج ہاؤس کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے وزیر اعلیٰ صاحب نے صرف چند مہینوں میں 75 کروڑ 20 لاکھ روپے صرف اشتہاری مہم پر خرچ کئے تھے۔ وہ صرف اور صرف اس نے اپنی ذات کو protection دینے کے لئے خرچ کئے تھے۔ 75 کروڑ 20 لاکھ روپے کی رقم کوئی چھوٹی نہیں ہوتی۔ اس نے اپنا طیارہ کھڑا کرنے کے لئے وی آئی پی ہینگر بنانے پر پانچ کروڑ روپے خرچ کئے، اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ وہ لسٹ ایوان میں آئے۔ جو ہمارے معزز ممبران جنہوں نے نقد رقوم لیں، کسی نے تیس لاکھ لیا، کسی نے چالیس لاکھ لیا میں نے ان کے نام بھی نوٹ کئے تھے۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کو اس طرح لوٹا گیا اور اتنی بڑی کرپشن کی گئی تو اس کا حساب کون لے گا؟ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں یہ بات put کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون اس پر خصوصی توجہ دیں اور ان کے سیاہ کارناموں کو منظر عام پر لائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! آپ دو منٹ میری بات سن لیں پھر میں آپ کی بات بھی سن لوں گا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اور اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ اس میں یہاں بھی میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اس وقت یہ تحاریک استحقاق کے لئے وقت ہے۔ دیکھیں! آپ کے استحقاق کا مسئلہ ہے، اسے ختم کر لینے دیں پھر اس کے بعد ہم ساری باتیں کریں گے۔ personal attack کوئی نہیں ہونا چاہئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر ایک چیز طے کر لینی چاہئے کہ چاہے اپوزیشن سے ہو یا حکومتی بنچز سے ان کو personal attack کی قطعی اجازت نہ دیں۔ یہاں پر یہ بات کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس سارے معاملے کو thrash out کر ہی لینا چاہئے، بہتر ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: کیونکہ حکومت میں یہ لوگ ہیں اور پچھلے چار ماہ سے انہوں نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس معاملے پر کافی بات ہو چکی ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: انہوں نے ان لوگوں کو behind the dark کیوں نہیں بھیجا؟ خدارا! یہ لوگ اپنے گریبان میں جھانکیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کو بھیجیں جن لوگوں نے اس ملک کی ایک ایک پائی کھائی ہے، ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ان کی ذمہ داری ہے اور خدارا! ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحریک استحقاق نمبر 15 ہے جو رائے محمد شاہجہاں خان کی ہے۔ یہ 2008-8-7 کو move ہوئی تھی۔ رائے صاحب موجود ہیں؟۔۔۔ یہ آج کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): اسے Monday تک pending کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ Monday تک pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ issue اس House میں debate ہوا تھا کہ جو تحریک استحقاق ہے، اگر کوئی معزز ممبر ہاؤس میں put کرتا ہے تو اس کا procedure جو مجھے سمجھ آیا ہے اس میں Punjab Assembly Rules of Procedure Book میں ہے کہ وہ House میں debate تو ہو سکتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ rule پڑھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: لیکن اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ اس کا جواب وزیر قانون دیں اور اس کے بعد اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں Rules and then precedents, this Assembly is based on this precedents are there and تو اگر Rules کے اندر نہیں ہے تو then it is اس پر پھر بات کریں گے۔ let me! بس اعجاز شفیع صاحب! اب تحریک استحقاق نمبر 16 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ ٹھہریئے گا۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ٹیکنیکل بورڈ کے کنٹرولر کے خلاف کافی تعداد میں طلباء اسمبلی کے باہر مظاہرہ کر رہے ہیں تو میں ملک ندیم کامران صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب، تنویر اشرف کائرہ اور محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ اور اپوزیشن میں سے آمنہ صاحبہ کو کہوں گا کہ وہ اسمبلی سے باہر جا کر ان طلباء سے مذاکرات کر کے اس ہاؤس کو intimate کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل بھی اسمبلی کے باہر کچھ لوگ احتجاج کر رہے تھے اور میں نے آج صبح اخبار میں یہ دیکھا کہ۔۔۔

ڈائریکٹر جنرل ایف۔ڈی۔اے کے پی۔اے کی معزز رکن سے میٹنگ کے بارے میں غلط بیانی

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ وقت تحریک استحقاق کا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور اس کے بعد آپ کو وقت دیا جائے گا۔ جی، محترمہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 26۔ جولائی 2008 کو ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے کے پی اے نے ٹیلی فون پر مجھے اطلاع دی کہ 28۔ جولائی 2008 کو ایف ڈی اے کے کمیٹی روم میں ایک میٹنگ ہو رہی ہے جس میں آپ بھی مدعو ہیں۔ 27۔ جولائی 2008 کی صبح پی اے ٹو ڈی جی، ایف ڈی اے نے دوبارہ اطلاع دی کہ ہونے والی میٹنگ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ملتوی کر دی گئی ہے لہذا آپ زحمت نہ فرمائیں جبکہ 29۔ جولائی 2008 کو فیصل آباد کے تمام اخبارات میں ایف ڈی اے کی ہونے والی میٹنگ کی بابت خبریں شائع ہوئیں تو مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ مجھے تو میٹنگ ملتوی ہونے کی اطلاع دی گئی لیکن میٹنگ بھی ہوئی جو ایک ایم پی اے کے ساتھ نہ صرف غلط بیانی بلکہ ایک مذاق بھی تھا اور میٹنگ ہونے کا ثبوت اخبارات ہیں جن میں اس بابت

خبریں شائع ہوئیں۔ اس معاملے کو واضح کرنے کی غرض سے میں نے ڈی جی، ایف ڈی اے راجہ صفدر حسین سے فون پر بات کی تو وہ کوئی واضح جواب نہ دے سکے جس پر میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا یہ سب کچھ ملی بھگت کے تحت فیصل آباد کی خواتین ممبران پنجاب اسمبلی کو میٹنگ سے دور رکھنے کے لئے کیا گیا تو ان کا جواب تھا کہ آپ ایسا ہی سمجھیں۔ میں نے انہیں باور کروایا کہ میں ایک ایم پی اے ہوں اور آپ کا رویہ میرے ساتھ مناسب نہیں ہے جس کے جواب میں موصوف نے فرمایا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا تو موصوف کے اس جواب پر میں نے کہا کہ میں اس بابت اسمبلی میں بات کروں گی تو راجہ صفدر حسین نے طیش میں آتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے جو کرنا ہے کر لیں۔ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ موصوف ڈی۔ جی، ایف ڈی اے کا رویہ ایک ایم۔ پی۔ اے کے ساتھ انتہائی توہین آمیز تھا جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے تو اس کی کاپی ابھی ملی ہے تو آپ اس کو پیر یا منگل کے لئے pending فرمالیں۔ اس کا جواب لے کر اس ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بڑے serious قسم کے allegations ہیں اور اس کو منگل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے تاکہ اس کا جواب آ جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اگر مجھے اس بابت تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران سے ہی فیصلہ لوں گی کیونکہ یہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور میرے حق میں ضرور فیصلہ دیں گے اور آپ سے انصاف کی توقعات ہیں کیونکہ آپ انصاف کے علمبردار ہیں، آپ جمہوریت کے پائیدان ہیں اور میں اپنے ماہر قانون دان محترم رانا ثناء اللہ خان سے درخواست کرتی ہوں کہ اس پر

فوری طور پر action لیا جائے اور action اس بات کا کہ وہ ڈائریکٹر جنرل پچھلی حکومت کی پیداوار ہے۔ اس نے پچھلی حکومت کو اپنے ساتھ ملایا اور ایف ڈی اے کا اکاؤنٹ الفلاح بنک میں کھول کر کروڑوں روپے کا منافع خود کھایا اور دوسرے مگرمچھوں کو بھی کھلایا۔ ایسے سرکاری اہلکار کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ اس نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں اس coalition کو ساتھ ملا کر ان کو بھی اپنے ساتھ سیڑھی پر چڑھا سکتا ہوں۔ میں یہ کبھی نہیں ہونے دوں گی اور میں اس کے لئے ہمیشہ طوفانی بات کرتی رہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محترمہ نے جب اپنی تحریک استحقاق کا آغاز کیا تو یہ دوپٹا سر پر لینا بھی بھول گئیں اور یہ ایک مسلم خاتون ہیں اور اس طرح سے بسم اللہ پڑھتے وقت سر پر دوپٹا لینا بھول گئیں اور بغیر دوپٹے کے ہی بسم اللہ پڑھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ personal attack اس ہاؤس کے اندر نہ کئے جائیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری حکومتی ارکان سے آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ گزشتہ پانچ سالہ دور حکومت میں پاکستان کی کل آبادی میں جتنے بھی بچے نئے پیدا ہوئے ہیں انہوں نے بھی جو جرائم کئے ہیں اس کی ایک فہرست بنا کر وہ سب ایک ہی دفعہ ہمارے کھاتے میں ڈال دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔ order in the House میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر اعجاز شفیع نے ابھی ایک point raise کیا تھا، میری معزز ممبران سے بار بار صرف ایک ہی گزارش ہوتی ہے کہ ہمارے پاس یہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab ہے اس کو اگر ایک دفعہ پڑھ لیں اس میں Rule 71 کی Sub-clause 3 ہے۔ Rule 71 ہے کہ Mode of raising a question of privilege اس کا Sub-clause 3 میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ A

Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply. مطلب یہ ہے کہ ہم اس طرح کے non issues کو چھیڑتے ہیں اور اس پر ٹائم ضائع کرتے ہیں۔ ہم نے اس ہاؤس کو بڑے اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ اب نگہت ناصر شیخ صاحبہ بات کرنا چاہ رہی ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں آج یہاں بہت اہم issue پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ 2-اگست کو میں نے اپنی ساتھی ایم۔پی۔اے محترمہ کرن ڈار اور میاں محمد شہباز شریف کے کوآرڈینیٹر جناب وحید گل، میاں طارق، نذیر سواتی اور تنویر عالم بٹ کے ساتھ سید پور کے علاقے سے دو لڑکیوں اور ان کے والد کو بازیاب کروایا تھا جو عرصہ 16 سال سے قید تھیں۔ روشنیوں کے شہر، شہر لاہور میں وہ گھر ایسا تھا جہاں ایک عرصے سے بجلی تھی نہ پانی اور نہ ہی گیس تھی۔ اب وہ لڑکیاں ذہنی طور پر بھی ٹھیک نہیں اور ان کی جسمانی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ان کو ایک عرصے سے خوراک اور کوئی بھی سہولت نہیں ملی تھی۔ رفعت اور نگہت ان کے نام ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ تعلیم یافتہ ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس کوئی ضروریات زندگی نہیں ہے اور کھانے تک کے لئے کچھ نہیں ہے۔ میں آج یہی گزارش کرنا چاہوں گی کہ اعلیٰ سطح پر تحقیقات کروائی جائے کہ وہ کون سے محرکات تھے کہ جن کی وجہ سے وہ یہ بدحال زندگی گزارنے پر مجبور ہوئیں۔ ان کے بھائی کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ان کے بھائی کو گرفتار کیا جائے۔ جب تک وہ مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہو جاتیں ان کا مکمل علاج کروایا جائے اور ان کو ایک باعزت زندگی گزارنے کے لئے ان کی ہر ممکن مدد کی جائے۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: محترم لاء منسٹر صاحب کو میں بھی یہ کہوں گا کہ جس طرح کا یہ غیر انسانی فعل ہوا ہے اس کے اندر اس کو دیکھنا چاہئے اور قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 344/08 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

پنجاب میں ناقص واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب سے عوام کے کروڑوں روپے کا ضیاع

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق پورے پنجاب میں لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس مکمل فراڈ اور متعلقہ لوگوں کی نااہلی اور عوام کے ساتھ دھوکے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ واٹر فلٹریشن پلانٹ جو چند یوم بھی نہ چل سکے، قوم کو کروڑوں روپے میں پڑے ہیں۔ یہ پلانٹس خاص الخاص کمپنیوں کے ذریعے لگائے گئے اور وہ کمپنیاں جنہوں نے کروڑوں روپے وصول کرنے کے باوجود ان پلانٹس کی نہ صرف maintenance سے انکار کر دیا بلکہ الٹا متعلقہ عملے سے مل ملا کر پرانی تاریخوں میں ان پلانٹس کو hand over کر کے وارنٹی کلیمز / کیسز سے بھی صاف بچ نکلے اور اس طرح عوام کے ساتھ ایک بھونڈا مذاق کیا گیا۔ اس کی واضح مثال چونیاں کا واٹر فلٹریشن پلانٹ ہے جو بمشکل پندرہ یوم چل سکا۔ یہ معاملہ اس وقت کے ارباب اختیار کے سامنے بھی اٹھایا گیا تھا جس پر متعلقہ فرم M/S Rain Drop کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جو جھوٹ کا پلندا تھا۔ مختصراً زمینی حقائق آج بھی یہ ہیں کہ چونیاں کے ساتھ ساتھ پورے پنجاب میں اس قسم کے تمام پلانٹس اب تک بے کار پڑے ہیں۔ ان تمام اداروں اور افراد کو کیفر کردار تک پہنچانا ازبس ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار نمبر 344/08 کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ جناب صدر اور وزیر اعظم پاکستان کی ہدایات پر وزارت ماحولیات اسلام آباد نے یہ منصوبہ 2005 میں شروع کیا تھا جس کو دو مرحلوں میں مکمل کیا جانا تھا تاکہ لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا سکے۔ پہلے مرحلے میں تحصیل ٹاؤن کی سطح پر پنجاب میں ایک سو چھیالیس water purification plants لگانے تھے جن میں سے 116 پلانٹ لگائے گئے اور باقی 30 پلانٹ دوسرے مرحلے میں لگانے کا پروگرام ہے۔ متعلقہ وزارت وفاقی حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ تین سال تک مجوزہ water purification plants کو چلانے اور

دیکھ بھال کا انتظام بھی کیا جائے گا لیکن اس کا کوئی انتظام نہ کیا گیا جس سے water purification plants مکمل طور پر کام نہ کر سکے۔ ان میں چونیاں کا water purification plant بھی شامل ہے۔ اب وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے ان پلانٹس کو چلانے اور دیکھ بھال کی ذمہ داری حکومت پنجاب محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ operation and maintenance کی ہوگی جس کے لئے ضروری ہدایات وصول ہو چکی ہیں اور وفاقی حکومت کی منظوری کے مطابق محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ چھ ماہ کے لئے operation and maintenance کے ٹینڈر کر رہا ہے تاکہ تمام پلانٹس کو مکمل طور پر چلایا جا سکے۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت نے مجوزہ رقم بھی فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے اور ان پر کام اس وقت شروع کیا جائے گا جب مختص رقم محکمہ کو وصول ہو جائے گی۔ 6 ماہ کے اندر دوبارہ وفاقی حکومت سے درخواست کی جائے گی کہ وہ باقی رقم بھی فراہم کرنے کا بندوبست کرے تاکہ تمام water purification plants کی operation and maintenance کا بندوبست تین سال تک مکمل ہو سکے اس کے بعد پلانٹس کو متعلقہ TMAs کو منتقل کر دیئے جائیں گے اور وہ ان کو چلانے اور دیکھ بھال کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اب یہ پروگرام وزارت صنعت و پیداوار کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے جو کہ پلانٹس کی O.N.M کے لئے تین سال تک مختص رقم فراہم کرنے کی پابند ہے۔

جناب سپیکر! اس میں کافی مفصل جواب ہے اور اس میں جس وجہ سے معاملہ خراب ہوا اس کی بھی تفصیل درج ہے اور پہلے ان کی operation and maintenance وفاقی حکومت کے پاس تھی اور اب یہ صوبائی حکومت محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ کو منتقل ہوئی ہے۔ اب اس میں ٹینڈرز کر رہے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب جن کی کمیونٹی کے معاملات پر بڑی نظر ہوتی ہے وزیر بلدیات بھی اس وقت یہاں پر موجود ہیں تو آپ اگر وزیر بلدیات کو یہ فرمادیں کہ جو ان کے ٹینڈرز کا اور دوسرا آپریشن کا مرحلہ جب ہوگا تو شیخ علاؤالدین صاحب کو اس میں شامل رکھا جائے اور ان کی تجاویز اور ان کے experience سے استفادہ کیا جائے تاکہ لوگوں کو پینے کے صاف پانی کے فراہم کرنے کا معاملہ بہتر طور پر سرانجام پا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے اور اس میں جس طرح اسمبلی کے اندر ہم شیخ صاحب کی input دیکھتے ہیں اگر منسٹر لوکل گورنمنٹ ان کو ساتھ رکھ matters

لیں اور جب آپ نے ٹینڈرز کرنا ہے تو اس میں I think تو make in part of that that will be better

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ کیوں شیخ صاحب؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں صرف دو باتیں اور عرض کروں گا۔ ایک تو انشاء اللہ کی طرف سے بڑا مفصل اور صحیح جواب مجھے مل گیا ہے لیکن میں اس میں صرف دو تین چیزیں add کرنا چاہوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ TMA کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ وہ پنجاب گورنمنٹ کا ambit ہے۔ میں نے documents خود دیکھے ہیں۔ previous date میں کسی بھی product کی delivery لے لینا بہت بڑا جرم ہے، ایک تو میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ TMA آفس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے across the board all over the Punjab دوسری میری گزارش ہے کہ جو بھی اس فرم کی earnest money تھی اس کو ضبط کیا جانا چاہئے اور تیسری میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جو آج تک اس ملک میں ہو رہا ہے کہ اگر کوئی فرم بلیک لسٹ ہوتی ہے تو اگر اس کا نام فرض کیا "طوطا اینڈ کمپنی" ہے تو اگلے دن وہ "کھوتا اینڈ کمپنی" کے نام سے پھر bid دے دیتی ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ persons کو بلیک لسٹ کیا جائے، جب یہ persons کو بلیک لسٹ کریں گے تو قوم کے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں نہیں ہوں گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، میرا خیال ہے کہ جو بات ہو گئی ہے اس کے بعد You are not pressing this. This is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 345/08 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

پنجاب کی سڑکوں پر چلنے والی ٹریکٹر ٹرالیوں اور پیٹر انجن کے رکشوں سے سڑکوں کی تباہ حالی اور جانی نقصان

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت

پنجاب کی سڑکیں انسانی زندگی کے لئے انتہائی خطرناک بلکہ یوں کہیں کہ پوری دنیا میں غیر محفوظ ترین شکل اختیار کر گئی ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ ٹریکٹر ٹرالیوں کے ذریعے شہروں کی طرف اینٹوں کی ترسیل بے ہنگم اور بغیر کسی قاعدے کلیہ کے نان ٹیکنیکل بنیادوں پر بنائے گئے اینگل آئرن کے فریم پر Peter Engine لگا کر بنائے گئے موت کے پنگھوڑوں جس میں 20 تا 25 سواریاں بٹھا کر تقریباً بغیر بریکوں کے چلائے جا رہے ہیں۔ان تمام گاڑیوں اور ٹریکٹر ٹرالیوں کے ڈرائیور بہت اونچی آواز میں میوزک چلائے رکھتے ہیں اور انہیں قطعاً کچھ سنائی نہیں دیتا، نہ دائیں بائیں دیکھتے ہیں اس پر مزید المیہ یہ ہے کہ اربوں روپے سے تیار کی گئی سڑکیں جن کا معیار ویسے ہی انتہائی گھٹیا ہوتا ہے۔ (Courtesy to Commission Mafia) کی جلد تباہی کی ایک اور فوری وجہ یہ بھی ہے کہ بے ہنگم ٹریکٹر ٹرالیاں جن پر بے حساب اینٹوں کا وزن اور دوسری بھاری اشیاء جن کی وجہ سے Central Laden Weight کا کوئی دھیان نہ رکھا جاتا ہے۔سڑکیں درمیان میں سے پہاڑیوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور سائیڈوں سے وزن کی زیادتی کی وجہ سے بیٹھ جاتی ہیں اور اس طرح کاروں اور چھوٹی گاڑیوں کے لئے ناقابل استعمال ہو جاتی ہیں۔اب ایک طرف تو قومی سرمایہ کی یہ تباہی اور دوسری طرف ان ٹریکٹر ٹرالیوں اور Peter Engine والے موت کے پنگھوڑوں کی وجہ سے وسیع پیمانے پر حادثات اور انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔یہ بھی امر واقع ہے کہ 90 کی دہائی سے پہلے تمام اینٹوں ریت وغیرہ زیادہ تر کام صرف Light Commercial Tracks کے ذریعے ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ریت کو ڈھانپ کر شہر میں لایا جاتا تھا ورنہ چالان ہوتا تھا، ٹریکٹر جو اصل میں دنیا بھر میں کاشتکاری کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ہمارے یہاں ان کی زیادہ تعداد اس طرح استعمال ہو رہی ہے اور اربوں روپے جو زرعی قرضہ جات کے تحت ٹریکٹروں کی خریداری کے لئے دیئے گئے تھے کا قطعاً غلط استعمال ہو رہا ہے جو زرعی نقطہ نظر سے بھی نامناسب ہے۔لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں جس انتہائی اہمیت کے معاملے کو نوٹس میں لانے کے لئے محترم شیخ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے اس میں ایک سے زیادہ محکمے involve ہیں اور جو جواب موصول ہوا ہے میں اس سے خود مطمئن نہیں ہوں تو

اس لئے اس کو اگر آپ منگل تک pending فرما دیں تو میں سمجھتا ہوں اس میں جتنے بھی محکمے involve ہیں، transport ہے، local government ہے، C&W ہے تو اس میں تینوں محکموں سے جواب موصول ہو جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بہتر طور پر ایوان کے معزز اراکین کے نوٹس میں لایا جا سکے گا تو اس کو منگل تک آپ pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ مناسب ہے تاکہ اس کا جواب آ جائے لہذا اس کو منگل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

SHIEKH ALA-UD-DIN: Thank you Sir!

MR. ACTING SPEAKER: Thank you!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار نمبر 347، 349 اور ایک 350 ہے تو یہ 350 کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ یہ اس کو پیش کر دیں باقی جو دو ہیں ان کو next کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب 347 اور 349 جو ہے یہ منگل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، جیسے آپ مناسب سمجھیں لیکن میری صرف ایک عرض ہے کہ یہ جو 347 ہے اس پر بہت ہی زیادہ، اس ملک اور قوم کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب چونکہ اس کام کو بہت سمجھتے ہیں کہ Liquidation Board میں جو کچھ ہوا ہے اس کے اوپر detail سے جواب لیں، اس کو pending کرنے پر مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اوپر ہمارے جو صحافی بھائی بیٹھے ہیں ان کو اور اس معزز ایوان کو بھی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس یہ ثبوت ہے کہ آج تک ایک ایسی پراپرٹی کی bidding amount وہاں پر پڑی ہوئی ہے لیکن اس پارٹی کو نہیں بلایا گیا اور اپنے منظور نظر آدمی کو وہ پراپرٹی بیچی گئی ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے اس کی Liquidation Board نے جتنی properties پچھلے دس سال میں بیچی ہیں ان کی ساری انکوائری ہونی چاہئے اور یہاں سے اس معزز ایوان کے کم از کم چار آدمی بیٹھنے چاہئیں اور میں ثابت کروں گا کہ اس میں کیا کچھ ہوا ہے۔ میں اب 350 پڑھوں جناب!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا خیال ہے لاء منسٹر صاحب! بات ٹھیک ہے واقعی Liquidation Board کے اندر ہم بھی دیکھتے رہے ہیں اس کی ایک پوری رپورٹ آنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا مفصل جواب جس طرح سے معزز رکن نے کہا ہے میں کوشش کروں گا کہ منگل تک موصول ہو جائے اور اس کے بعد اگر ہاؤس کی sense ہوئی تو اس پر کمیٹی بنا کر اس سارے معاملے کو چیک کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔اب اسی طرح 349 بھی منگل تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور اس سے پہلے میں چاہوں گا کہ ملک ندیم کامران صاحب، جو کمیٹی بنا کر ہم نے باہر بھیجی تھی وہ ذرا اس کی رپورٹ دے دیں۔

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم باہر گئے تھے اور students کے ساتھ ہماری بات ہوئی ہے اور اس کے بعد ہم نے ان سے request کی ہے کہ آپ یہ مظاہرہ ختم کریں اور انہوں نے ہمارے کہنے پر مظاہرہ ختم کیا۔اس کے بعد ان کے تین نمائندے لے کر ہم اسمبلی میں آ گئے تھے اور وہاں پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کے ساتھ ان کی میٹنگ کروائی ہے اور وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ابھی سیکرٹری ایجوکیشن بورڈ کو بُلا لیا گیا ہے تاکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر معاملہ resolve کیا جائے۔Thank you

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں کمیٹی کا بھی بڑا شکر گزار ہوں کہ وہ گئے ہیں۔اب تحریک التوائے کار 350/08 شیخ علاؤالدین!

جناح باغ میں ہیلتھ کلب پر قبضہ کے خلاف عوام میں اضطراب و بے چینی

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ جناح گارڈن (سابقہ لارنس گارڈن) میں ایک Free Health Club جو مشکل سے دو تین مرلے کے کھلے پلاٹ پر پچھلے 55 سال سے سیر کرنے والے لوگوں اور خاص طور پر نوجوانوں کو Health Care Exercise کی سہولت فراہم کر رہا تھا کو Cosmopolitan Club کی

انتظامیہ نے اپنے سرکاری اثر ورسوخ کو استعمال میں لاتے ہوئے ہیلتھ کلب کے منتظم رانا مختار اور اس کے بیٹے کے خلاف پرچہ درج کرایا اور ایف۔آئی۔آر میں انہیں قبضہ گروپ قرار دیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رانا مختار کو باقاعدہ سیکرٹری agriculture نے تحریری اجازت دی تھی۔ہیلتھ کلب کا exercise کا تمام سامان وغیرہ اٹھا لیا گیا اور لوگوں کو ایک اچھی exercise سے نہ صرف محروم کیا گیا بلکہ سالہا سال سے سیر وورزش کرنے والے لوگوں میں اس مذموم کارروائی کی وجہ سے غم وغصہ اور نفرت کی فضا پیدا کی گئی۔ہیلتھ کلب کے خلاف اس ناجائز کارروائی کو فی الفور ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کا تعلق بھی لاہور سے ہے آپ نے اس ہیلتھ کلب کو دیکھا ہو گا، وہ شخص کوئی پیسا نہیں لیتا، پچپن، ساٹھ سال سے اس کا یہ شوق ہے اور Cosmopolitan Club کو وہاں سے ختم کر کے ان کے ساتھ یہ زیادتی کی گئی میں چاہتا ہوں کہ اس پر آپ بھی خصوصی توجہ دیں، اول تو نوجوانوں کو free exercise کے لئے ایسی جگہ ملتی نہیں ہے اور اگر کوئی آدمی اپنے طور پر یہ کام کرتا ہے تو اس کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق یہ فریقین کے درمیان کوئی تنازعے کی بات کی گئی ہے اور کہا یہ گیا ہے کہ قانونی چارہ جوئی چار ماہ قبل شروع ہوئی تھی اور اب اس میں راضی نامہ ہو گیا ہے اور دوسرا ہیلتھ کلب کو متبادل جگہ تجویز کر دی گئی ہے اور شیخ صاحب نے جس مقدمے کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ 20-06-2008 کو خارج ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس میں صرف لاء منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جس طرح شیخ صاحب نے بھی ذکر کیا کہ لاہور سے تعلق ہے اور جب ہم لوگ باغ جناح میں جاتے تھے تو لاہور کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی فیس کے یہ ہیلتھ کلب نوجوانوں کو services دے رہا تھا، آج کل جتنے بھی Health clubs ہیں وہ بہت زیادہ پیسے لیتے ہیں اور باغ جناح کے اندر یہ service ہو رہی تھی تو اس کو ذرا make sure کیجئے گا کہ متبادل جگہ کا جس طرح یہاں پر ذکر کیا گیا ہے وہ

دی جائے کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب باغ جناح کے اندر سیر کے لئے ایک track بنایا گیا تھا تو وہ ہیلتھ کلب کی جگہ اس track کے اندر آ رہی تھی لیکن اس کو اگر متبادل جگہ دے دی جائے تو یہ بہت اچھا ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں شیخ صاحب نے جن حقائق کا ذکر کیا ہے اور جواب میں ان کے متعلق کوئی واضح مؤقف اختیار نہیں کیا گیا، اگر آپ اس میں مناسب سمجھیں تو اس کو منگل تک کے لئے pending فرما دیں اور جو باغ جناح کا Administrator ہے اس کو بلوا لیتے ہیں اور شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کا بہتر طور پر حل نکالتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ منسٹر Agriculture بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر زراعت، تعلیم، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم اور ترقی خواتین (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس بارے میں کل بات ہوئی ہے جن کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا، وہ پرچہ تو خارج ہو گیا ہے، compromise ہو گیا ہے اور اس کے بعد withdraw ہو گیا ہے، متبادل جگہ بھی فراہم کر دی گئی ہے، اب کوئی تنازع باقی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں پھر بھی بہتر ہے کہ ہم منگل کو ڈائریکٹر صاحب کو بُلا لیں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور بیٹھ کر اس ساری صورتحال کو completely اسمبلی کے سامنے لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ جو بات جواب میں کہی گئی ہے کہ یہ معاملہ فریقین کے درمیان ایک دیوانی نوعیت کا جھگڑا ہے تو یہ مجھے doubt ہے کہ یہ دیوانی نوعیت کا جھگڑا وہاں پر کس طرح سے ہو سکتا ہے؟ اس کو آپ pending فرمائیں، اس کو ہم پوری طرح سے دیکھیں گے۔

شیخوپورہ پولیس قتل کے بااثر ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ منگل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 351/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے، یہ 08-08-06 کو move ہوئی تھی اور یہ پڑھ لی گئی تھی، اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ تحریک التواء کار نمبر 351/08 کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ مورخہ 2008-06-26 کو باحد رقبہ سید پور ملیاں تھانہ صدر شیخوپورہ کی حدود میں ایک کس محسن کو رضاالحق وغیرہ نے قتل کر دیا جو وجہ عناد اسمبلی سوال زیر نظر اور رپورٹ ابتدائی میں تحریر ہے وہ دوران تفتیش سر دست درست ثابت نہ ہوا ہے تاہم ملزمان اسرار ولد رضاالحق اور فریاد علی ولد رضاالحق گرفتار ہو کر شامل تفتیش ہیں جب کہ دو ملزمان رضاالحق اور شہزاد نے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کروائی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، میں مطمئن ہوں۔

خوشاب میں بچی کے اغواء کے مقدمے میں ڈی۔ایس۔پی کی نامزد ملزم کی پشت پناہی کرنا

جناب قائم مقام سپیکر: she is satisfied تو اس لئے not pressed disposed of اب تحریک التواء کار نمبر 352/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک " موقر "اخبار کی رپورٹ کے مطابق خوشاب کی رشیداں بی بی نے اپنی بیٹی کے اغواء میں ملزم جمشید نواز کو نامزد کر کے ایف۔آئی۔آر تھانہ میں درج کروائی لیکن نوشہرہ سرکل کا ڈی۔ایس۔پی بااثر ملزم کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایڈیشنل اے۔آئی۔جی

پنجاب کو بھی فدویہ نے درخواست گزاری لیکن تاحال کوئی شنوائی نہ ہوئی۔پولیس کی واضح عوام دشمن پالیسی کے باعث لوگوں میں محکمہ پولیس کے خلاف سخت نفرت بڑھتی جارہی ہے۔اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے فوری طور پر کوئی موثر اقدامات اٹھائے جائیں۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ نمبر 78 مورخہ 08-06-02 زیر دفعہ 365،ت پ تھانہ نوشہرہ ضلع خوشاب کے متعلقہ ہے۔مقدمہ ہذا مسماۃ رشیداں بی بی زوجہ محمد خان قوم اعوان سکنہ ڈھوک بھنڈت داخلہ ضلع خوشاب کے دیہات پر درج ہوا تھا جس میں مستغیث نے الزام لگایا تھا کہ ملزمان جمشید نواز وغیرہ نے اس کی دختر سعدیہ خان بعمر 16 یا 17 کو اغواء کر لیا۔مقدمہ کی تفتیش مقامی پولیس تھانہ نوشہرہ عمل میں لائی،دوران تفتیش نکاح نامہ مسماۃ سعدیہ خان ہمراہ محمد جمشید نواز پیش کیا گیا جو تصدیق کرنے پر درست ثابت ہوا نیز مسماۃ سعدیہ خان از خود شامل تفتیش ہوئی جس نے بیان قلم بند کرایا کہ وہ عاقلہ اور بالغہ ہے اور اس نے اپنی آزادانہ مرضی سے محمد جمشید نواز کے ساتھ شادی کی ہے۔اس کو کسی نے اغواء نہ کیا ہے اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق زندگی بسر کر رہی ہے۔اس کی والدہ نے جو مقدمہ درج کروایا ہے وہ جھوٹ پر مبنی ہے اور صریحاً خلاف واقعات ہے، مابعد مبینہ مغویہ کو بعدالت جناب مجسٹریٹ خوشاب بمقام جوہر آباد برائے قلم بندی بیان زیر دفعہ 164 ضابطہ فوجداری پیش کیا گیا جہاں پر مورخہ 08-06-23 کو مجسٹریٹ کے روبرو اس نے اپنے سابقہ بیان کی تائید کی،قبل ازیں مذکوریہ نے مورخہ 08-05-31 کو بعدالت جناب محمد اسماعیل بسرا سول جج مجسٹریٹ درجہ اول فیملی جج کوٹ بھلوال کی عدالت میں بھی بیان قلم بند کروایا تھا کہ اس نے عاقلہ اور بالغہ ہونے کی حیثیت سے اپنی آزادانہ مرضی سے نکاح کر رکھا ہے،ان جملہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تفتیش مقدمہ کو حقائق پر یکسو کرتے ہوئے مستغیثہ مسماۃ رشیداں بی بی کا بیان جس کی بناء پر مقدمہ درج ہوا تھا بے بنیاد پایا گیا لہذا مقامی S.H.O تھانہ نوشہرہ نے مقدمہ ہذا میں رپورٹ اخراج مرتب کی،تصدیق،تفتیش D.S.P/S.D.P.O سرکل مٹھہ ٹوانہ نے عمل میں لاتے ہوئے مقامی پولیس تھانہ نوشہرہ کی تفتیش سے اتفاق کیا لہذا تحریک التوائے کار میں لگائے گئے الزامات صریحاً خلاف حقائق ہیں۔D.S.P متعلقہ سرکل نوشہرہ نے قطعاً ملزم کی پشت پناہی نہ کی ہے۔یہ الزام

مذکورہ D.S.P کے خلاف بے بنیاد ہے۔ مقدمہ کی تفتیش غیر جانبدارنہ اور حقائق پر مبنی کی گئی ہے۔ اس قسم کے cases میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب وقوعہ ہوتا ہے تو اس طرح خبر اخبارات میں اسی طور پر آجاتی ہے لیکن اگر بعد میں جس طرح سے ملک کا قانون allow کرتا ہے اگر کوئی عورت عاقلہ اور بالغہ ہے تو اسے یہ حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کے ساتھ شادی کر سکتی ہے تو اس بنیاد پر اس مقدمہ نے خارج ہونا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: OK.This is disposed of as not pressed.

جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح کہ آپ کو پتا ہے کہ پورے پاکستان کے عوام نے کل یہ خوشخبری سنی کہ جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم صدر پرویز مشرف جو کہ ایک غیر قانونی اور غیر آئینی صدر رہے کے خلاف مواخذہ لائیں گے تو پوری قوم نے اس فیصلے کو خوش آمدید کہا۔ ہم بھی اس ہاؤس کی طرف سے جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور پنجاب کے عوام کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے چند دنوں تک خود بھی نہیں رہنا اور ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! ایک منٹ۔ دیکھیں میں نے اس ہاؤس کو چلانا ہے let me tell جب آپ کی طرف سے کوئی بول رہا ہوتا ہے I make sure کہ وہاں سے کوئی نہ بولے تو اسی طرح سے اگر وہاں سے کوئی بات ہو رہی ہے بیشک اگر آپ کو وہ بُری بھی لگ رہی ہے but the thing is کہ مطلب یہ کہ جمہوری حق ہے اور اس ایوان کے اندر بات کرنے کا سب کو حق ہے تو اس لئے پلیز آپ بیٹھیں، وہ بات کر لیں پھر میں آپ کو floor دوں گا۔ جی سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوری قوم جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہے اور خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں پنجاب کے عوام اور تمام دوستوں کی طرف سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پرویز مشرف ہفتے والے دن تک استعفیٰ دے دیں اور اگر اس نے استعفیٰ نہ دیا۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: "گو مشرف گو"، "گو مشرف گو" (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس جگہ نعرہ لگاتے رہے آج اللہ کے فضل سے وہ وقت آگیا ہے کہ اب یہ مشرف جا رہا ہے، اس کو کوئی نہیں روک سکتا اور یہ بیچارے بالکل نہیں روک سکتے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: "گو مشرف گو، گو مشرف گو"۔۔۔(شور و غوغا)

MR.ACTING SPEAKER: Silence in the House. Let the Senior Minister talk.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ہمارے چند ساتھی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہ مٹھی بھر بھی نہیں ہیں۔ یہ اس کو اب نہیں بچا سکتے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سیکنڈ ان کو ذرا بات کر لینے دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب وہ وقت آگیا ہے کہ پرویز مشرف کو ہر صورت جانا پڑے گا اور اس کو انشاءاللہ تعالیٰ اب کوئی نہیں بچا سکتا اور جو لوگ اس کی پیداوار ہیں وہ بھی اپنے بارے میں سوچ لیں کہ جس نے ان کو بنایا تھا وہ جا رہا ہے اور اس کے جانے کے بعد یہ بیچارے اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور یہ سیاسی یتیم ہو جائیں گے اور ان کی اپنی سیاسی موت واقع ہونے والی ہے اور اس پرویز مشرف نے جتنا اس ملک کو نقصان پہنچایا ہے اور جتنا اس ملک کو کمزور کیا ہے اس کے باوجود آج وہ بھی ایوان صدر میں بیٹھ کر ان منتخب اداروں کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پرویز مشرف اپنی سازشوں سے باز آ جائے۔ اب اس کی کوئی سازش

کامیاب نہیں ہو گی اور مطالبہ کرتے ہیں کہ استعفیٰ دے کر عزت کے ساتھ گھر چلے جاؤ ورنہ تمہارا انجام ایسا ہو گا کہ پوری دنیا دیکھے گی۔بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! No cross talk پلیز بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے سینئر منسٹر صاحب سے توقع تھی کہ وہ اس سے زیادہ maturity کا ثبوت دیں گے جیسے یہاں بات کر رہے ہیں اگر یہ بات کسی جلسہ گاہ میں کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ پرویز مشرف کی بات تو بعد میں کریں گے انھیں تو چودھری ظہیر الدین فوبیا ہی ختم نہیں ہو رہا۔ پہلے اس فوبیا سے نکلیں اور فیصل آباد کی مقامی باتوں کو ختم کریں۔ بے شک impeachment ان ایوانوں کا حق ہے، یہ اسے لے کر آئیں۔ ہم بھی یہاں پر کھڑے ہیں ہم impeachment سے کون سا بھاگے جا رہے ہیں؟ فیصلہ ضرور ہو گا، اگر صدر مشرف جائے گا تو کچھ کو لے کر بھی جائے گا۔ جو NRO کے تحت لا سکتا ہے وہ انھیں اسی طرح اڑا بھی سکتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف! Please silence in the House. منڈا صاحب بیٹھئے قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! جمہوری اداروں کے کام اور events پر مسلسل بات ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب جمہوری ادارے اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں تو اس کے اندر impeachment اور vote of no confidence آتے رہتے ہیں اور پھر ان کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ اس کے norms ہیں جس کے پاس اکثریت ہوتی ہے وہ جیت جاتا ہے۔ یہ جو ہلاکو کے انداز میں فتح کے شادیانے منانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہلاکو والا کام بھی پورا کریں۔

1989 میں ہم بھی پنجاب میں اپوزیشن میں تھے، مرکز میں میاں محمد نواز شریف نے بینظیر کے خلاف vote of no confidence move کی تھی۔۔۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ مجھے بات مکمل کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Let him finish میں ان کی بات سن کر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں ایسے کیسے اپنی بات مکمل کروں گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! پلیز بیٹھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری صاحب اس وقت کس کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے تھے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): آپ نے کہا تھا کہ interfere نہیں کرنے دیا جائے گا تو یہ کیسے interfere کر رہے ہیں؟

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House.

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچز کی طرف سے "گو مشرف گو" کے نعرے لگائے گئے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! اگر یہاں ہمیں بات نہیں کرنے دی جائے گی تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پھر کوئی بھی یہاں بات نہیں کر سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سارے دوست تشریف رکھیں۔ لنگڑیال صاحب! پلیز بیٹھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ نے ہمیں کہا کہ وہ بات کر رہے ہیں آپ نہ بولیں اور جب آپ بات کر رہے ہوں گے تو میں ان کو بھی نہیں بولنے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بالکل میں نے روکا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آپ کے بس سے نکلتے جا رہے ہیں۔ میں بات کر رہا تھا کہ جب 1989 میں میاں محمد نواز شریف نے بینظیر کے خلاف vote of no confidence move کی تو وہ defeat ہوئی جو جیت گئے انھوں نے کہا کہ ہم جیت گئے

ہیں اور یہی انداز اختیار کیا جو ابھی یہاں دہرایا جا رہا ہے۔ میری بہن نے کہا کہ انھیں ظہیر الدین فوبیا ہو گیا ہے۔ میں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ ان کو ظہیر الدین فوبیا نہیں ہوا بلکہ اس کے علاوہ انھیں اور کچھ آتا ہی نہیں ہے۔ میں deliberately ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے رہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سیاسی بات نہیں کر رہے بلکہ ہمیشہ مجھ پر ذاتی بات کرتے ہیں لہذا مجھے وہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): آپ ڈر گئے ہیں۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talk please.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں سیاسی اور شیعہ لیڈر ہونے کی وجہ سے بھی ان کا احترام کرتا ہوں۔ یہ بہت بڑے شیعہ لیڈر ہیں اور ان کے بہت بڑے کارنامے ہیں اس لئے میں ان کا زیادہ احترام کرتا ہوں۔ آج جو impeachment کی بات ہو رہی ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): یہ غیر پارلیمانی بات کر رہے ہیں۔ کسی کے مسلک پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ تو مذہب کو چھیڑ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ ابھی بیٹھیں۔ قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں ان کی بات کے دوران نہیں بولنا، ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ بسرا صاحب! پلیز آپ بیٹھیں۔ لنگڑیال صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): وہ انکار کر دیں کہ شیعہ لیڈر نہیں ہیں۔ میں تو شیعہ لیڈر ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کل اعلان اسلام آباد ہوا ہے۔ ایک اعلان لندن ہوا تھا، ایک اعلان دبئی، ایک اعلان مری اور ایک اعلان اسلام آباد اور اب ایک اعلان لاتعلقی ہونا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ اعلان لا تعلقی کے لئے تیار رہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ norms of the democracy ہے آپ ان کے خلاف impeachment کر رہے ہیں اگر آپ کے پاس تعداد ہے تو ان کو نکال دیجئے لیکن ہم ان کی support کریں گے، اگر ہم آپ کو defeat دے سکے تو دیں گے لیکن ان کو نکالے جانے سے پہلے آپ جو چھریاں کلہاڑیاں نکال رہے ہیں یہ کند ہیں یہ ہم پر استعمال نہیں ہو سکیں گی نہ آپ کو استعمال کرنے کی اجازت دیں گے بلکہ آپ کا ہاتھ پکڑیں گے اور آپ کے ہاتھ اپنے گریبانوں تک نہیں آنے دیں گے۔

(حکومتی بنچز کی طرف سے جو "مشرف کا یار ہے وہ غدار ہے" کے نعرے لگائے گئے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے منڈا صاحب کو پہلے ٹائم دیا ہوا تھا۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل دو قومی رہنماؤں جناب آصف علی زرداری اور قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے مشترکہ اعلامیہ میں جو اعلان کیا ہے۔ وہ پورے 16 کروڑ پاکستانی عوام کے دلوں کی دھڑکن اور ترجمانی ہے اس پر ہم انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان پاکستانی رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ سیاسی یتیم جنھیں 18۔فروری کو پوری پاکستانی قوم مسترد کر چکی ہے کل کے مشترکہ اعلان کے بعد جب ایک غیر آئینی صدر کے خلاف impeachment ہو رہی تھی اس پر کل تو یہ خاموش تھے اور قرار داد پر ہمارا ساتھ دیا لیکن رات کو ان سیاسی یتیموں کی کلاس لی گئی تو آج پھر یہی لوگ objection کر رہے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی 18۔فروری کو ان کے ساتھ میدان لگا کر دیکھا ہے۔ کل بھی جمہوریت کی فتح ہوئی تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی جمہوریت کی فتح ہو گی اور سولہ کروڑ عوام کی ترجمانی کرنے والی دو سیاسی جماعتیں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی اس غیر آئینی صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کا مواخذہ بھی کریں گی، یہ تمام ججز بھی بحال ہوں گے اور اگر ہمارے راستے میں کوئی بھی ریت کی جھوٹی دیوار آئی تو پھر سولہ کروڑ عوام کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کو بہا کر لے جائے گا۔ یہ سیاسی یتیم اور لوٹے اپنی موت کے قریب جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ فتح حق کی ہو گی، فتح عوام کی ہو گی۔ بڑی مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اعلان اسلام آباد میں ہوا ہے اس سلسلے میں قائد ایوان اور حکومتی بنچز نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 11-اگست بروز سوموار ایک قرار داد اس ایوان میں پیش کی جائے گی۔ میں یہ بات اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ آج قائد حزب اختلاف نے یہ گلہ کیا

تھا کہ کل جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس کی انھیں proper اطلاع نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن جب قرارداد پیش ہو گی اس کے حق میں بھی اور اپوزیشن سے جو ساتھی oppose کرنا چاہیں تو اس پر بھی بات کرنے کے لئے بڑا وقت ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اگر آج اس debate کو allow نہ کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ لاء منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے اور انھوں نے وقت سے پہلے بتایا تاکہ دونوں اطراف کے ساتھی اپنے اپنے سیاسی نقطہ نگاہ سے یہاں پر بات کر سکیں۔ کل کے اعلان اسلام آباد میں جو چیز miss ہوئی ہے میں چاہوں گا کہ آپ یہاں پر جو لانا چاہتے ہیں یا اعلان کرنا چاہتے ہیں اسے ضرور لایا جائے۔ انھوں نے تو صرف دو باتیں کیں اور غصے سے ایک نام لیا۔ میں چاہوں گا کہ جب آپ اس ایوان میں اعلان کرنے لگیں تو ان چیزوں کو شامل کر لیا جائے کہ ہم آٹے کی قیمتیں 2007 والی کر دیں گے۔ ہم گھی کی قیمتیں 2007 کی کر دیں گے۔ ہم دال کی قیمتیں 2007 کی کر دیں گے۔ ہم ڈیزل کو کسانوں کی پہنچ میں کر دیں گے۔ ہم کسانوں کے ٹریکٹروں کو چالو کر دیں گے اور ہم کھاد کی قیمتیں 2007 کی لے آئیں گے، ہم کسانوں کا گلا نہیں دبائیں گے اور کسانوں کو سانس لینے کی مہلت دیں گے۔ یہ آپ 11 تاریخ کی قرارداد میں شامل کر لیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کی نماز سے پہلے اجلاس کو ختم کرنا ہے لہذا اب آپ مجھے سرکاری کارروائی مکمل کر لینے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: please، آپ بیٹھیں۔ میں آپ کو منگل کو وقت دوں گا۔ بسرا صاحب! بات کو سن لیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی important بات ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2008

جناب قائم مقام سپیکر: آپ please بیٹھ جائیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:۔

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up "The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008." (Bill No.4 of 2008).Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس وقت تقریباً ایک بج کر 10 منٹ ہو چکے ہیں اور جمعہ کی نماز کا وقت بالکل قریب ہے لہذا میرا خیال ہے کہ ہم اس کو منگل پر لے جاتے ہیں۔ یہ سرکاری Bill اس دن take up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی amendment نہیں ہے۔ It will take two minutes only.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس میں ہماری طرف سے کوئی amendment نہیں دی گئی بلکہ ہم اسے support کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے اس سلسلے میں co-operation کی یقین دہانی کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، please move کریں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move that:-

> "The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.4 of 2008)".as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is that:-

"The Punjab Pension Fund (Amendment) Bill 2008" as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once. Since there is no amendment in it,

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 as recommended by the Special Committee be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE-2

MR. ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill''

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-5

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-7

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-8

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR. ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER OF LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 be passed"

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is :

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Pension Fund (Amendment) Bill, 2008 be passed"

(The Bill was passed)

آوازیں: جناب سپیکر! Unanimously passed.

MR. ACTING SPEAKER: Yes, Unanimously passed.

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر قانون صاحب کو Bill پاس ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ میں نے پہلے بھی on the floor of the House کہا تھا کہ اگر آپ جمہوریت کی طرف ایک قدم اٹھائیں گے تو ہم دس قدم آپ کے ساتھ اٹھانے کے لئے حاضر ہیں۔ میں صرف comments کرنا چاہوں گا کہ Special Committee میں ہماری changes، amendments کو consider کیا گیا۔ اس کے بعد یہ بل ہاؤس کے floor پر آیا ہے۔ اسی لئے ہم نے اس پر اپنی دی ہوئی تمام ترامیم کو withdraw کیا ہے تاکہ یہ جمہوری عمل چلتا رہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اس جمہوری عمل کے چلنے میں مدد کر رہے ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ہمارے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور جناب آصف علی زرداری نے قوم کو جو کل declaration دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تاریخی اہمیت ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک step ہے۔ ہم اُس وقت دم لیں گے جب Constitution of Islamic Republic of Pakistan کے Acticle-6 کے تحت high treason کا case چلے گا۔ جس جرنیل نے Constitution کے ساتھ کھیل کھیلا ہے اسے عدالت کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ (ق) لیگ کے ہمارے جو قابل احترام بھائی ہیں ان کے پاس پچھلے گناہ بخشوانے کا ابھی وقت ہے، اب

بھی یہ سوچ لیں۔ میرا خیال ہے کہ آدمی سے غلطی ہو جاتی ہے لیکن اگر صبح کا بُھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بُھولا نہیں کہتے۔اگر یہ اب بھی راہ راست پر آ جائیں تو ہم ان کو welcome کہیں گے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف نے 2007 کی prices کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انھوں نے 2007 میں 2006 کی قیمتیں رکھی تھیں اور 2006 میں 2005 کی قیمتیں رکھی تھیں ؟اب جو ہمیں یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ جمعہ کا وقت قریب ہے اور ہاؤس کی کارروائی بھی کچھ دیر میں ختم ہو جائے گی۔ میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں،وہ یہ ہے کہ یہ اگست کا مہینہ ہے اور 14۔اگست بالکل نزدیک ہے۔چند دن رہ گئے ہیں۔ ہم بحیثیت پاکستانی یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان ہے تو ہم ہیں باقی سب چیزیں بعد میں ہیں۔ ہمارا کس پارٹی سے تعلق ہے، کس سے نہیں ہے وہ ایک الگ issue ہے۔اس میں ہم اپنی وفاداریاں ثابت کرنے کے لئے بڑے جوش و خروش اور بڑے جذبوں سے کام لے رہے ہوتے ہیں۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے بھی ہم بڑا زور و شور اور جذبہ دکھا رہے ہوتے ہیں لیکن ہم 14۔اگست کو بُھولے بیٹھے ہیں کہ جس وجہ سے آج ہم اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے اتنی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!14۔اگست کو منانے کے لئے اس اسمبلی میں بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔اس کے لئے سوچا جائے، یہ معاملہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ مجھے ٹیلیویژن کے ایک پروگرام میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے بہت بڑے بڑے جھنڈے بنائے جا رہے ہیں۔یہ ایک ریکارڈ ہے کہ اتنا بڑا جھنڈا اس سے پہلے نہیں بنا۔ مجھے یہ جان کر بھی حیرت ہوئی ہے کہ یہ جھنڈے جو شخص بنا رہا ہے وہ اسمبلی ہی کا ایک کارکن ہے ۔میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ان جذبوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔جب تک ہم اس جذبے اور جوش کو برقرار نہیں رکھیں گے اس وقت تک ہم بہتر پاکستانی نہیں بن سکتے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اسمبلی کو سجانے کے لئے جھنڈوں کا انعقاد بہتر انداز میں کیا

جائے۔ایک اوراہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلاناچاہتی ہوں کہ کل جولوگ باہر احتجاج کے لئے آئے تھے ان کو پولیس نے بڑی بے دردی سے مارا تھااور آج بھی کچھ لوگ، کچھ بچے اپناissueلے کر آئے ہیں۔ ہمیں کچھ نہیں بتایا گیاکہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ بچے اور وہ لوگ اس لئے آئے کہ ہم یہاں پر اس منصب پر اسی لئے بیٹھے ہیں کہ لوگوں کوreliefدیں۔ ہمیں ان کی بات پہلے کرنی چاہئے ورنہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ ایک اہم بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس دنیا کی تاریخ پر اگر آپ نظر ڈالیں تو بہت سے ڈکٹیٹر گزرے ہیں اور ان ڈکٹیٹروں میں خوبیاں اور خامیاں ہمیشہ ہوتی رہی ہیں لیکن ہر ڈکٹیٹر اپنے دور میں یہ سمجھتا رہا ہے اور اس کے حواری لوگوں کو باور کرانے میں کامیاب بھی ہوتے رہے ہیں کہ اگر میں نہ رہا تو یہ ملک نہیں رہے گا، یہ سسٹم نہیں رہے گا بلکہ میں ہی اس ملک کا، اس سسٹم کا سہارا ہوں۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں کچھ پارٹیاں اس کے ساتھ تھیں اور اس کی وجہ سے وہ کچھ لوگوں میں یہ باور کروانے میں کامیاب رہا کہ میں اس ملک کو بچا رہا ہوں۔ اس نے نظریاتی سرحدوں کا ایک fake سا ideaدیا اور بہت سے اور کام بھی اس killer نے کئے لیکن جو موجودہ dictatorہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ اتنا بد قسمت انسان ہے جس کی اپنی زندگی میں ہی لوگ یہ کہنا شروع ہو گئے ہیں اور دوسرا جو بات میں پہلے کہنا چاہ رہا تھا وہ یہ ہے کہ اس کی زندگی میں تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ملک شاید اس کی وجہ سے بچا ہوا ہے لیکن جب وہ چلا جاتا ہے تو لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اسdictatorکے ہوتے ہوئے ملک قائم کیسے رہا۔ مثلاً ضیاء الحق جب چلا گیا تو لوگ کہتے تھے کہ یہ ہیروئن لایا، کلاشنکوف لایا۔ پتا نہیں اس بد قسمت انسان کے ہوتے ہوئے یہ ملک قائم کیسے رہا لیکن موجودہdictatorایسا شخص ہے جس کی زندگی میں ہی لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ ملک قائم کیسے ہے؟ اس کے جو کالے کرتوت ہیں آپ خود دیکھ لیں، اپنے ملک کو اگر ہمEastمیں دیکھتے ہیں تو وہاںborderپر wireلگی ہوئی ہے۔ اگر ہم چین کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں پر ہمالیہ کھڑا ہے۔ اگر ہم ایران کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں پر اس کے دور میں دیوار بننا شروع ہوئی تھی اور اگر ہم افغانستان کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں پر ان کے چہیتے شوکت عزیز بنکر نے جس کا ابھی نام و نشان بھی نہیں مل رہا جس کا پاکستان میں بھی پتا نہیں ہے بلکہ پوری دنیا میں بھی

پتا نہیں ہے اور ادھر سے وہ بھاگ چکا ہے۔اس کے دور میں اس نے یہ idea دیا تھا کہ ڈیورنڈ لائن کے اوپر وائر لگائی جائے۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز اراکین سے یہ گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کریں۔ order in the House.

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اس پورے ملک کو وہ ایک close country میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ایک شخص جس کی زندگی میں ہی یہ باور ہوا ہے اور جس کے اپنے حواری ابھی شرمائے شرمائے نیچے دیکھتے ہیں۔ان کے ہوتے ہوئے انشاء اللہ 14۔اگست کو ہم محترمہ کو اور سب کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم genuine پاکستان کی آزادی کا دن منائیں گے۔اس وقت اس ملک کے عوام اصل حاکم ہوں گے اور East India Company کے ان کالے انگریزوں کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں گے اور اس ملک میں انشاء اللہ قانون کی حکمرانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: یہ جو سٹیل مل بیچنے والے لوگ ہیں یہ میراتھن ریس کروانے والے، یہ اپنے کلچر کا مذاق اڑانے والے اور اس ملک کے بنکوں کو کھانے والے، آٹا چھپانے والے یہ گندم کے سمگلر جنہوں نے خزانہ خالی کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جمعہ کا وقت ہو گیا ہے please wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ان کو ہم 14۔اگست کو دفن کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 11۔اگست 2008 سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

329

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 11۔اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ مقامی حکومت و کمیونٹی ترقی)

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

قرارداد

صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے خلاف مواخذے کی کارروائی

331

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

پیر، 11-اگست 2008

(یوم السبت، 8-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 27 منٹ پر زیر صدارت رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍo تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَاَنۡفُسِکُمۡ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَo یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَیُدۡخِلۡکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ o وَاُخۡرٰی تُحِبُّوۡنَہَا نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتۡحٌ قَرِیۡبٌ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ o

سورۃ الصف۔ آیات 10 تا 13

مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دےo (وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہےo وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جس میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہےo اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) خدا کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح عنقریب ہوگی اور مومنوں کو (اس کی) خوشخبری سنا دوo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

جناب محمد مقبول قادری نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ
مرحبا سرورِ کونین مدینے والے
ہم گنہگاروں کے سُکھ چین مدینے والے
نام ہونٹوں پہ تیرا آیا تو محسوس ہوا
مل گئی دولتِ دارین مدینے والے
میں کہاں، میری حقیقت ہی ظہوری کیا ہے
تاجِ شاہاں تیری نعلین مدینے والے

نو منتخب رکن اسمبلی جناب شاہد حسین بھٹی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اس ہاؤس کے ایک معزز رکن شاہد حسین بھٹی صاحب منتخب ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان کا حلف ہو جائے اس کے بعد باقی کارروائی شروع کریں گے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر حلف اٹھائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نو منتخب رکن اسمبلی
جناب شاہد حسین بھٹی سے حلف لیا اور انہیں مبارکباد دی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بزنس میرے پاس ہے، مجھے اس کو پڑھنے دیں، اس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھا شاید آپ چیمبر میں پڑھ کے آئے ہیں۔ (قہقہے)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32، قاعدہ 42 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اہمیت عامہ سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32، قاعدہ 42 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اہمیت عامہ سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

LEADER OF THE OPPOSITION (Ch. Zaheer-ud-Din) I oppose it, Sir.

MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose it, Sir.

MRS. AMNA ULFAT: I oppose it, Sir.

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: I oppose it, Sir.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ابھی سنتے ہیں آپ کی بات، ابھی سنتے ہیں آپ کی بات، تشریف رکھیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32، قاعدہ 42 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اہمیت عامہ سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

(شور وغل)

جناب سپیکر: جب میں آپ سے بات کر رہا ہوں تو آپ پر فرض ہے اور لازم ہے کہ آپ میری بات سنیں۔ اس کے بعد اپنی بات ضرور کریں۔ میں آپ کی بات سنوں گا اور میں یہاں پر آپ کی بات سننے کے لئے بیٹھا ہوں۔ میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر (2)115 کو معطل کر کے صدر پاکستان سے اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کرنے یا فوری طور پر مستعفی ہونے اور بصورت دیگر پارلیمنٹ کی جانب سے صدر کے خلاف مواخذے کی تحریک پیش کرنے کی استدعا کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! وزیر قانون موجود ہیں۔ ہم نے oppose کیا ہے۔ ہم اس وقت سے شور مچا رہے ہیں۔ ہمیں بات کرنے کی اجازت ہی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: جب قرارداد کے حق میں یا اس کے خلاف بات ہو گی تو آپ کی بات ضرور سنی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں اس وقت قرارداد پیش کرنے نہیں جا رہا بلکہ میں قرارداد پیش کرنے کے لئے rules suspend کروانے کے لئے تحریک پیش کرنے جا رہا ہوں۔ آپ اس کو oppose کریں اور اس کے اوپر بات کر لیں۔ اس کے بعد پھر آپ قرارداد پر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون rules suspend کرنے کے لئے تحریک پیش کر رہے ہیں اور rules suspend کرنے کا اختیار اس House کو ہے۔ میں اس سے sense لے کر پھر بات کروں گا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ (2)115 کو معطل کر کے صدر پاکستان سے اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کرنے یا فوری طور پر مستعفی ہونے اور بصورت دیگر پارلیمنٹ کی جانب سے صدر کے خلاف مواخذے کی تحریک پیش کرنے کی استدعا کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ (2)115 کو معطل کر کے صدر پاکستان سے اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کرنے یا فوری طور پر مستعفی ہونے اور بصورت دیگر پارلیمنٹ کی جانب سے صدر کے خلاف مواخذے کی تحریک پیش کرنے کی استدعا کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I oppose it.

CH. ZAHEER-UD-DIN: Sir, I oppose it.

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Sir, I oppose it.

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، جناب محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 234 میں بڑا واضح ہے کہ :

> "Whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules, a member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended in its application to a particular motion before the Assembly, and if the motion is carried, the rule in question shall stand so suspended."

جناب سپیکر! اس وقت نہ تو ہمیں کوئی difficulty ہے اور نہ ہی کوئی inconsistency سمجھ آ رہی ہے۔ اس وقت اس کو suspend کرنے کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی، جب 3 دن کے نوٹس کی ضرورت ہے تو ہم regular طریقے سے اس کو جمع کروا

کر 3 دن کے بعد اس قرارداد کو سامنے لائیں تو بہتر ہے۔ یہ قرارداد 3 دن کے لئے یہاں پر circulate کریں، اس کو دیکھیں اور اس کے بعد شاید اس کی drafting میں ہم لوگوں سے ہی کوئی contribution ہو جائے۔ ہم لوگ ہی شاید آپ کے ساتھ، حکومت کے ساتھ ہو جائیں اگر اس کا طریق کار صحیح کیا جائے۔ میری گزارش یہ ہے کہ بات اس قرارداد کی نہیں ہے بلکہ بات اصول کی ہے کہ ہم اس پر طریقے کے ساتھ چلیں۔ اگر ہم اسی طرح rules کو suspend کرتے رہے تو پھر بدقسمتی سے جس وقت پورے کا پورا Constitution suspend ہو جاتا ہے تو پھر ہمیں ہی اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ ہمیں تو قانون کی اور اصولوں کی پاسداری کرنی چاہیے۔ ہم اس کے مطابق چلیں۔ ہمیں یہ قرارداد لانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اس کے طریق کار پر اعتراض کر رہے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے rules کے مطابق چلیں۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ rules کو suspend نہ کیا جائے اور House کو rules کے مطابق چلائیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ House کی sense کو کوئی اہمیت نہیں دیتے؟ House کو یہ اختیار ہے کہ وہ rules کو suspend کر سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Rules suspend کرنے سے معاملات خراب ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا دن ہمارے جاری اجلاس کے اندر جیسے کہتے ہیں کہ "بہتے ہوئے پانی کے اندر کچھ نادان پتھر پھینک دیتے ہیں" تو کسی ایک نادان نے پھر ایک پتھر پھینکا ہے تاکہ اس میں لہریں آئیں اور ارتعاش پیدا ہو۔ آج ایک brute majority کے سر پر ٹکراؤ کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے، اداروں سے ٹکراؤ کا اور اسمبلی کا سہارا لینے کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ rules کی suspension کی جو اجازت لی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے اختیارات سے تجاوز ہے۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk please, no cross talk.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمیں ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کی نیاز مندی حاصل ہوئی ہے اور جیسا کہ آپ نے ابھی میرے ساتھی کو ارشاد فرمایا ہے کہ اسمبلی کو rules suspend کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن rules نے ہمیں بھی اپنا نقطہ نگاہ اور نقطہ نظر پیش کرنے کا اختیار دیا ہوا ہے۔ پہلے مختلف ادوار میں جو ہوتا رہا ہے وہ اب پھر ہونا ہے اور اس کا نتیجہ بھی وہی ہونا ہے جو پہلے ہوتا رہا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہ جو روش ہے، آپ لوگوں نے کتنی قراردادیں پاس کی ہیں، یہ اپنی ہی قرارداد پاس کرنے کے بعد اس کی contradictory کرتے ہیں جیسا کہ کالا باغ ڈیم کی اسی اسمبلی سے میاں محمد نواز شریف نے ایک قرارداد پاس کرائی، پھر پیپلز پارٹی جب وہاں پر shelf کرنے کے لئے پاکستان کی life line کو تباہ، ختم اور دفن کرنے کے لئے قرارداد لائی تو خاموشی اختیار کی۔ یہ قرارداد for the time being کرنے کے عادی ہیں، یہ وقت گزارنے کے عادی ہیں اور آج بلاوجہ rules معطل کئے جا رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ rules عمل کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں اور عملدرآمد کرانے میں کوئی مہینوں یا سالوں کی بات نہیں تھی بلکہ صرف تین دن کا ایک clear notice دینا تھا تاکہ یہ circulate کر دیا جاتا اور circulate کرتے وقت ہم بھی دیکھتے اور اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اس ہاؤس کے ذریعے کچھ contribute کرتے لیکن چار دن پہلے سے اخباروں میں آ رہا ہے کہ حکم صادر ہو چکا ہے کہ فلاں تاریخ کو لایا جائے گا لیکن ان چار دنوں میں سے یہ لوگ چار کے چار دن کچھ اور کاموں میں مصروف رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس معطلی کی روش کو روکیں اور اس کو روکنے کے سلسلے میں پہلے اس کو ختم کر دیں۔ ہر چیز معطل کر دینی، رولز معطل کرنے، آٹے کی سپلائی معطل کر دینی، گھی کی سپلائی معطل کر دینی اور ہر چیز کو معطل کر دینا، یہ معطلی کہیں رکتی نہیں ہے۔ پھر یہ معطلی رکتی ہے کہ اسمبلیاں معطل ہوتی ہیں۔ پنجابی میں باہر آپ کا ایک ساتھی کھڑا کہہ رہا تھا کہ "ہالے تے ساڈیاں کھلیاں وی نئیں اتریاں الیکشن دیاں تے کی ہون لگیا اے" کھلیاں اترنے سے پہلے معطلی کو روکیں۔ خدا کے لئے یہ سمجھئے گا کہ چاروں طرف کیا ہو رہا ہے؟ اس وقت پنجاب کو پیپلز پارٹی والوں نے سازشوں کا گڑھ بنا دیا ہے۔۔۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر: پلیز! غور سے سنیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): اگر یہ نہیں سننا چاہتے تو ان کی مرضی۔

جناب سپیکر: تمام ممبران غور سے سنیں، ان کو بولنے دیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس ایک brute majority ہے لیکن جو ایک majority sometime دنیا کے اندر open to the reasons بھی ہوتی ہے، وہ عقل کی بات سننے کے بعد سمجھ جاتی ہے اور اس پر عمل بھی کرتی ہے جس کی میں ایک مثال بھی دینا چاہوں گا کہ ہمارے لاء منسٹر صاحب اپنی تمام ذہانت کے ساتھ ہمارے بہت ہی محسن پرانے پارلیمنٹیرین ہیں جن کی یہاں تصویر بھی لگی ہوئی ہے اور خود بھی تمام دانشمندی کے ساتھ یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے چیف منسٹر اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس دن کہا کہ پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس ختم کر دیا جائے اور ہمارے منسٹر صاحب اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ ادھر سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اٹھ کر آئے اور کہا کہ ہاں اس rule کو کسی وقت suspend کر کے پانچ مرلہ کے مکان کے لوگوں کے لئے ٹیکس معاف کر دو۔ اس کو کہتے ہیں open to the reasons ہونا اور عقل کی بات سننے کے بعد لوگوں کے مفاد کے لئے اس پر بات کرنا۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا کے لئے، آپ نے معطلیوں کی نہر چلائی ہے اور اس معطلیوں کی نہر کے اندر آپ جس کشتی میں بیٹھے ہیں اس کے نیچے کے پھٹے کمزور ہیں وہ کسی وقت بھی بہہ جائیں گے لہذا مت کریں معطلی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ rules suspend کر کے اس طرح جلد بازی میں ایک قرارداد لانا ٹھیک نہیں۔ اس میں آج ہمارا یہ ہاؤس سات کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہا ہے اور آج یہاں پر ہمارا میڈیا بھی موجود ہے۔۔۔

آوازیں: سات نہیں، آٹھ کروڑ عوام ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: چلیں آٹھ کروڑ سہی۔ جناب سپیکر! نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ مجھے لاء منسٹر صاحب کی یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ اس کی drafting کرتے وقت کم از کم وہ آئین کو تو دیکھ لیتے، کم از کم اس کتاب کو پڑھ لیتے۔ اس میں technically طور پر لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم عدم اعتماد۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں تو بے شمار آرٹیکل ہیں۔ آپ کسی آرٹیکل کا حوالہ دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اسی point پر آ رہا ہوں کہ صدر پاکستان اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ لیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ آئین کی کتاب لاء منسٹر صاحب کو دینا چاہتا ہوں کہ پورے آئین میں کہیں بھی کوئی بھی آرٹیکل ایسا نہیں ہے کہ جس میں صدر مملکت پاکستان اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ لیں۔ اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ تو وزیراعظم لیتا ہے، اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ وزیراعلیٰ لیتا ہے لیکن صدر مملکت پاکستان نہیں لیتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سننے میں کیا حرج ہے؟ براہ مہربانی خاموشی اختیار کریں۔ آرڈر پلیز آرڈر۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! کوئی بھی آرٹیکل ایسا نہیں ہے کہ صدر پاکستان اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ لیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ یہ غلط روایات ایک تو rules suspend کرنے والی اور دوسرا اس طرح کی drafting والی نہ ڈالیں۔ آج اس ہاؤس کی coverage کو صرف پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ اگر آج ہماری حکومت کی اس طرح drafting یا language ہوگی تو ہماری پبلک مذاق نہیں اڑائے گی، میڈیا ہمارا مذاق نہیں اڑائے گا تو پھر کیا کرے گا؟ آپ کی وساطت سے میری لاء منسٹر صاحب سے یہ request ہے کہ اس کو دوبارہ draft کریں اور اس کے proper طریقے کے مطابق اس کی drafting کو صحیح language میں لے آئیں تاکہ اس کو تین دن پہلے ہم بھی پڑھ لیں۔ ہو سکتا ہے جس طرح ہمارے دوست نے کہا کہ ہم بھی اس میں شامل ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ شامل ہو گئے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 47 کے تحت impeachment کا طریق کار ہے، اس میں شامل ہونے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمارے ہاؤس کی power نہیں ہے، وہ power بھی قومی اسمبلی اور سینٹ کی ہے تو میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ اس کو allow نہ کیا جائے کیونکہ basically اس کی drafting ہی غلط ہے۔ شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر پرویز مشرف کو وردی میں صدر بنانے کے لئے رولز کو معطل کر کے قرارداد لائی جا سکتی ہے تو پرویز مشرف کو صدارت سے ہٹانے کے لئے رولز کو معطل کر کے قرارداد کیوں نہیں لائی جا سکتی؟

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! اب یہ آپ نے ہی ریت ڈالی ہے، میں اس میں کیا کر سکتا ہوں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے جو Rules of Procedure کے مختلف ضوابط یہاں quote کئے تھے، اپوزیشن لیڈر اگر ان کے بارے میں کچھ بات کرتے تو شاید ہم سننے کے لئے تیار تھے لیکن انہوں نے یہاں خالصتاً ایک سیاسی تقریر کی ہے۔ یہ قانون کی بات کرتے رہے ہیں لیکن کس قانون کی؟ ان کا جو قانون تھا وہ تو مجھے بھی یاد ہے، آپ کو بھی یاد ہے۔ پھر انہوں نے ایک فقرہ seen to be reason شاید اس طرح کا کوئی فقرہ استعمال کیا تھا جو میرے سر کے اوپر سے گزر گیا تو یہ کون سی reason کی بات کر رہے ہیں؟ اس reason کی جس نے سپریم کورٹ کے Justices کو گھر بھیج دیا تھا، عدلیہ کی بے عزتی کی۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر: سردار صاحب! میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! قواعد کا جو حوالہ دیا گیا ہے اس کا جواب دیتے تو پھر ٹھیک تھا لیکن اپوزیشن لیڈر نے جو تقریر کی وہ بھی political speech تھی۔ انہوں نے آپ کی وساطت سے قانوناً ہاؤس میں جو points ہاؤس کی منظوری کے لئے raise کئے ہیں لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ پیچھے سے ایک اور ان کے ساتھی بولے ہیں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! میرا خیال ہے کہ محترمہ کو بات کر لینے دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: محترمہ سیاسی بات نہ کریں، جو قاعدہ انہوں نے quote کیا ہے اس کا جواب دیں۔ یہاں قانون کی بات جب اُس طرف سے اُٹھتی ہے تو ہمیں شرم آتی ہے۔ بیرون ملک

ہماری reason نہ رہی، بیرون ملک ہم ان کی وجہ سے بدنام ہوئے ہیں۔ اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر وردی کی حمایت کی گئی ہے اور قرارداد اس ہاؤس میں پیش کی گئی ہے۔

آج یہ reason کی بات کرتے ہیں۔ ان کے لیڈر نے openly تسلیم کیا کہ یہ میری پارٹی ہے۔ الیکشن سے پہلے اس نے خود میڈیا کے سامنے بیان دیا کہ اسمبلی کے الیکشن گزر جائیں تو میں اسمبلیوں سے ووٹ لوں گا۔ یہ بات انہوں نے categorically کہی تھی اور اب وہ اعتماد کا ووٹ لینے سے بھاگ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ دونوں کا احترام کرتا ہوں اس لئے آپ دونوں مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): ان کے انداز خطابت کا بھی کہ وہ بات کرتے ہوئے کچھ درمیان میں بھول جایا کرتے ہیں۔ ابھی رولز کی بات کر رہے ہیں، باقی بات میں بعد میں کر لوں گا۔ رولز کے مطابق یہاں پر صرف oppose کرنے والوں نے باتیں کرنی ہیں تو کیا یہ oppose کر رہے تھے اور انہوں نے oppose کرنے کے بعد یہ بات کی ہے اس وقت یہ رولز کو observe کر رہے تھے؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس وقت رولز کو suspend کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ خدارا! یہ بتائیے کہ رولز کو suspend کر کے قرارداد لانے کی بات ہو رہی ہے تو کون سی ایسی urgency ہے، کون سی ایسی قیامت آ گئی ہے، اس ملک میں کون سا سونامی آ گیا ہے جس کے لئے رولز کو suspend کر کے یہ قرارداد لائی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! کیاآپ اخبارات نہیں پڑھتیں، کیاآپ ٹیلی ویژن نہیں دیکھتیں ؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! حقیقی معنوں میں جو urgency ہے، حقیقی معنوں میں جو تباہی ہے، ہمارے ہاں بجلی نہیں ہے اور ہمارے دو صوبے بغاوت کی کیفیت میں ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر، آرڈر۔ ان کی بات کو سنا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آپ نے مجھے floor دیا ہے اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ میری بات کو سنیں۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ ایسی کون سی ایمر جنسی ہے؟ ہمارے ہاں دو صوبے جس حالت میں ہیں، بغاوت کی کیفیت ہے۔ ملک میں پانی نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، اس سے متعلقہ اگر کوئی قرار داد آتی تو ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ اگر کوئی emergency ہے ، اگر کوئی urgency ہے تو ہم ضرور آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے اور تمام رولز کو suspend کرتے۔ جو اصل مسئلہ ہے اس پر مجھے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے، جس کے لئے رولز suspend کرنے کی واقعی ضرورت ہے کہ ہمارے ملک میں اندھیرا ہے، ہمارا سارا پانی بھارت جمع کر رہا ہے۔ باقی رہا سہا سمندر کی نذر ہو رہا ہے۔ بارش آتی ہے تو پورے کا پورا لاہور ڈوب جاتا ہے، سیلاب آجاتا ہے اور پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی urgency ہے، کوئی emergency ہے تو ہمیں کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے قرار داد لانے کی ضرورت ہے۔ اصل ایمر جنسی یہی ہے۔ خدارا طوفان میں گھری ہوئی اس کشتی کو عقل و دانش کے ناخنوں سے بچانے کی ضرورت ہے۔ ایسے بے معنی، غیر ضروری ہتھکنڈے لا کر اصل حالات کو، اصل مسائل کو سبوتاژ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ کسی مواخذے سے یا ججز کے issue کو اٹھانے سے لوگوں کو نہ روٹی ملے گی، نہ مہنگائی کنٹرول ہو گی، نہ پانی جمع ہو سکتا ہے، نہ بجلی مہیا ہو سکتی ہے، نہ ہماری معیشت مضبوط ہو سکتی ہے۔ ایسے issues کے لئے آپ ابھی قرار داد لائیں، تمام رولز کو suspend کریں، ہماری پوری کی پوری جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو گی، پوری قوم آپ کے ساتھ کھڑی ہو گی۔

جناب والا! میں آپ کو بتاتی ہوں کہ 1999 میں عوام کا موڈ کیا تھا؟ اس وقت صاحبزادہ نصر اللہ خان، عمران خان، قاضی حسین احمد اس حق میں تھے جو اس وقت واقعات ہوئے تو اس کا مطلب ہے کہ اگر اس وقت یہ سب کچھ ہوا اور وہ غلط تھا تو آج بھی یہ غلط ہے۔ مجھے کہہ لینے دیجئے کہ یہ

طوفان میں گھری ہوئی کشتی ہے اور اس کو باہر نکالنے کی ضرورت ہے۔رولز234 میں suspension of rules کے تحت واضح الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ:

"Whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules.

یہاں پر کون سی urgency ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں کہ اس کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے اور ہاؤس نے sense دے دی۔اکثریت نے suspension کا فیصلہ دے دیا۔میرے خیال میں آپ خود ہی اس بات کا فیصلہ کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے بھی آج ہی تمام رولز کو suspend کر کے قرارداد کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ ہاؤس کے اختیارات کو curtail کرنا چاہتے ہیں؟ curtailment کوئی اچھی بات ہے؟ جو انہیں اختیار ہے اس کو استعمال کرنے دیں۔شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے پہلے بات کر لی ہے۔اس طرح مناسب نہیں لگتا۔اب آپ کی مہربانی ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔اب وزیر قانون صاحب جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! مجھے یہ بتا دیں کہ کیا emergency ہے؟ مجھے بتا دیں کہ کیا difficulty ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ ان کے جواب سے مطمئن نہ ہوں تو پھر مجھ سے بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے محسن لغاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ تشریف رکھیں میں انہی کی باتوں کا جواب دینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔میں قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے ممبران کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس تحریک کی مخالفت میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے اظہار خیال کیا ہے۔اس میں قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ اس میں کون سی urgency ہے، لغاری صاحب نے بھی اسی بات کو دہرایا۔ دیکھیں! گزارش یہ ہے کہ اس ملک میں آمریت مسلط ہے اور اس ملک کے عوام نے 18۔فروری کو

جمہوریت کے حق میں فیصلہ دیا ہے اور ایک شخص ایوان صدر میں بیٹھا اس جمہوریت کے خلاف سازشیں کر رہا ہے، اس سے بڑی اور urgency کیا ہو سکتی ہے۔ جو محترم قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگ بہتے صاف پانی میں پتھر مارتے ہیں۔ نہیں، ہم بہتے صاف پانی میں پتھر نہیں مارتے بلکہ اس پاکستان کے صاف اور پاک پانیوں سے وہ گند نکال کر باہر پھینکنا چاہتے ہیں کہ جس سے یہ پانی پاک اور صاف ہو جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اعجاز شفیع صاحب نے Constitution کی کتاب ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ اسی Constitution کی کتاب میں وہ سترہویں ترمیم پڑھیں ۔ یہ باقاعدہ جب جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف ایک فراڈ ریفرنڈم کے ذریعے اس ملک کے عہدہ صدارت پر مسلط ہوا تو اس کے بعد سترہویں ترمیم کے ذریعے سے باقاعدہ طور پر ان اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ لیا گیا اور اس ہاؤس میں اس طرف بیٹھے جو چند لوٹے ہیں، ان کے علاوہ باقی لوٹوں کا تو لوگوں نے حشر کر دیا۔ ان لوگوں نے باقاعدہ اس ہاؤس میں بیٹھ کر اعتماد کا ووٹ دیا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تھوڑی سی مہربانی کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں صرف ان کو یاد دلا رہا ہوں کہ باقاعدہ سترہویں ترمیم کے ذریعے سے اس ہاؤس سے اعتماد کا ووٹ جنرل مشرف نے حاصل کیا تھا۔ یہ اسمبلی الیکٹورل کالج ہے اور اس اسمبلی کا صدر کے انتخاب میں باقاعدہ حصہ ہے۔ اس بنیاد پر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس صدر کو اس وقت اس ملک کے اوپر اور عہدہ صدارت پر مسلط رہنے کا اختیار نہیں ہے۔ جہاں تک میرے بھائی چودھری صاحب نے کہا ہے کہ رولز suspend کرنا، یہ کرنا، وہ کرنا۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا اس ہاؤس میں یہ ایک جمہوری ایوان ہے، اس میں عوام اپنے ووٹ کے ذریعے اپنے نمائندے بھیجتے ہیں۔ کیا اس ہاؤس میں وہ شرمناک قرارداد جس کے ذریعے اس ملک میں وردی کو دس سال تک مسلط کرنے کا عہد کیا گیا تھا۔ کیا اس ہاؤس میں رولز کو suspend کر کے یہ پیش نہیں کی گئی تھی؟ یہ مجھے ابھی اس بات کا جواب دے دیں کہ کیا اس وقت انہوں نے رولز معطل نہیں کئے تھے؟ میں ان کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ان کو یہ تو یاد ہے کہ میں نے حزب اختلاف کی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے کہا تھا کہ پانچ مرلہ کے مکانوں پر ٹیکس معاف کر دیا جائے اور یہ کہتے ہیں کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب پتا نہیں کہاں بیٹھے تھے اور وہاں سے بھاگتے بھاگتے آئے اور آ کر انہوں نے یہاں پر یہ معاف کر دیا کیا انہیں وہ قرارداد یاد نہیں کہ جو قرارداد یہاں پر میری جگہ پر ایک وزیر قانون

نے جیب سے نکالی اور سپیکر کو کہا کہ رولز معطل کر دیں، انہوں نے فوری طور پر رولز معطل کر دیئے۔انہوں نے قرارداد پڑھنا شروع کر دی اور ساری اپوزیشن کو ایوان سے باہر نکال دیا کہ ہم آپ کو ایوان سے باہر نکالتے ہیں؟

جناب سپیکر! اس قسم کی قراردادیں اس ایوان میں پیش ہوتی رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے اوپر پچھلے آٹھ نو سالوں سے آمریت آسیب کے سائے کی طرح مسلط ہے جس کی وجہ سے مہنگائی ہے، جس کی وجہ سے لوڈ شیڈنگ ہے، جس کی وجہ سے بے روزگاری ہے، جس کی وجہ سے امن وامان کی صورتحال خراب ہے۔اس آسیب اور اس بلا کو اور اس گند کو ہم جب تک ایوان صدر سے نہیں نکالیں گے تو اس وقت تک اس ملک کا کسی صورت میں بھلا نہیں ہو سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج اس ملک کے 16 کروڑ عوام نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ انہوں نے آج سے اس ملک سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کو دفن کرنا ہے اور اس ملک میں جمہوریت کا وہ سورج طلوع ہو گا جو ہمیشہ ہمیشہ اس دھرتی کو قدم قدم آباد اور شاد رکھے گا۔اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو ہاؤس میں پیش کر کے آپ ہاؤس کی sense حاصل کریں اور مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) جناب سپیکر! رانا صاحب نے مجھ سے جواب مانگا ہے تو آپ مجھے دو لائنوں کا جواب دینے کے لئے وقت دیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے تو آپ کو نہیں کہا۔آپ نے مجھ سے مخاطب ہونا ہے یا ان سے ہونا ہے؟ میں نے ٹائم نہیں دیا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) جناب سپیکر! میں صرف دو لائنوں میں جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) شکریہ۔جناب سپیکر! یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! روایت کو خراب نہ کریں، بڑی مہربانی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ میں نے سن لیا ہے۔آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک ہی بات سینئر ایڈوائزر صاحب نے کہی اور وہی رانا ثناء اللہ خان نے کہی کہ وہ ایک اچھی روایت نہیں ہے جو یہاں پر وردی کے حق میں بات کی گئی۔ اگر وہ بات اچھی نہیں ہے تو اس وقت شاید رانا صاحب موجود نہیں تھے اور غالباً ہمارے سینئر ایڈوائزر صاحب موجود تھے۔ جب ایک جرنیل ضیاء الحق آپ کی کرسی پر یہاں پر وردی میں بیٹھا تھا (شیم، شیم)

جب وردی میں بیٹھا تھا تو یہاں ان میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوئی اور ایک غریب آدمی جو ڈیڑھ مرلہ کے مکان میں رہتا تھا، فضل حسین راہی نے اسے چیلنج کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اب ان کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کریں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 115(2) کو معطل کر کے صدر پاکستان سے اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کرنے یا فوری طور پر مستعفی ہونے اور بصورت دیگر پارلیمنٹ کی جانب سے صدر کے خلاف مواخذے کی تحریک پیش کرنے کی استدعا کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر ایوان "گو مشرف گو، مشرف کا جو یار ہے۔۔۔ غدار ہے، غدار ہے اور ہن مک گیا تیرا شو مشرف۔۔ گو مشرف گو مشرف" کے نعروں سے گونجنے لگا)

قرارداد

صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے استعفیٰ یا مواخذہ کا مطالبہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون! آپ قرارداد پیش کریں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move that:-

"The Punjab Assembly observes;

1. That under Article 41 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan the Punjab Assembly is a part of the electoral college for the election of the office of the President of Pakistan.
2. That notwithstanding the Punjab Assembly's objection to the validity or legality of the election held in October, 2007 for the office of the President of Pakistan, the Punjab Assembly is of the view:

That General (Retd) Pervez Musharraf is unfit to hold the office of the President by virtue of being guilty of violating the Constitution of Pakistan and/or of gross misconduct on the following, amongst other grounds:

i) That General (Retd) Pervez Musharraf has subverted the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan twice by holding it in abeyance.

ii) He has violated and undermined the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and derailed the transition to democracy.

iii) That in terms of Article 41(1) of the Constitution, the office of the President represents the unity of the Republic. General (Retd) Pervez Musharraf has violated the same and has caused to promote inter provincial tension, a deepened sense of deprivation, denied provincial autonomy thus leading to weakening the Federation.

iv) That the policies pursued by General (Retd) Pervez Musharraf during the last 8 years have brought Pakistan to the brink of a critical, political and economic impasse. The incompetence and failure of his policies has plunged the country into the worst power shortage in its history and brought unprecedented misery upon the people. His policies have paralyzed the Federation and

eroded the trust of the Nation in key National Institutions.

In the light of the above, we hereby call upon General (Retd) Pervez Musharraf to take a vote of confidence from his electoral college or resign in terms of Article 44(3) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan immediately. In case he fails to do so, we call upon and urge the Parliament to give Notice of Impeachment in accordance with Article 47 of the Constitution."

MR. SPEAKER: The motion moved that:

"The Punjab Assembly observes;

1. That under Article 41 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan the Punjab Assembly is a part of the electoral college for the election of the office of the President of Pakistan.
2. That notwithstanding the Punjab Assembly's objection to the validity or legality of the election held in October, 2007 for the office of the President of Pakistan, the Punjab Assembly is of the view:

That General (Retd) Pervez Musharraf is unfit to hold the office of the President by virtue of being guilty of violating the Constitution of Pakistan and/or of gross misconduct on the following, amongst other grounds:

(i) That General (Retd) Pervez Musharraf has subverted the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan twice by holding it in abeyance.

(ii) He has violated and undermined the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and derailed the transition to democracy.

(iii) That in terms of Article 41(1) of the Constitution, the office of the President represents the unity of the Republic. General (Retd) Pervez Musharraf has violated the same and has caused to

promote inter-provincial tension, a deepened sense of deprivation, denied provincial autonomy thus leading to weakening the Federation.

(iv) That the policies pursued by General (Retd) Pervez Musharraf during the last 8 years have brought Pakistan to the brink of a critical, political and economic impasse. The incompetence and failure of his policies has plunged the country into the worst power shortage in its history and brought unprecedented misery upon the people. His policies have paralyzed the Federation and eroded the trust of the Nation in key National Institutions.

In the light of the above, we hereby call upon General (Retd) Pervez Musharraf to take a vote of confidence from his electoral college or resign in terms of Article 44(3) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan immediately. In case he fails to do so, we call upon and urge the Parliament to give Notice of Impeachment in accordance with Article 47 of the Constitution."

LEADER OF THE OPPOSITION (Ch. Zahir-ud-Din): Sir, I oppose it.

MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I oppose it.

MUHAMMAD IJAZ SHAFI: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! یہ نہایت ہی اہم قسم کی قرارداد یہاں پر پیش کی گئی ہے جس کی ضرورت نہیں تھی، نہ ہی preview تھا اور نہ ہی اس اسمبلی کا اختیار تھا۔ اس میں جو الزامات لگائے گئے ہیں اور جو allegations اتنے wag ہیں کہ ان کے اوپر کافی دیر تک بھی گفتگو کر کے ان کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر میں ایک بات کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ آئین کو انہوں نے violate کیا اور دو دفعہ کیا لیکن دونوں دفعہ سپریم کورٹ نے اس کو validate کیا اس لئے Constitution کی کسی قسم کی violation لاگو ہو نہیں سکتی۔ پھر بھی ہماری طرف سے، صوبائی اسمبلی کی طرف سے یہ کہنا بالکل مناسب سی بات ہے کہ ہم اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک

ایسی چیز ہے کہ اس وقت کی جو حکومت ہے اس کے پیچھے جو master brain بیٹھے ہوئے ہیں وہ federating units کو ایک pressure lever کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں Federation پر ایک مخلوط حکومت ہے۔ بار بار کہتے ہیں کہ ہمیں یہ mandate دیا گیا ہے، اگر سیٹوں کے حساب سے ان کا mandate گنا جائے تو تقریباً پونے چار سو سیٹوں میں سے کسی کے پاس سو سے زیادہ سیٹیں نہیں ہیں۔ انفرادی طور پر یہ اسمبلی کے اندر داخل ہونے سے بھی reluctant ہوتے ہیں جب تک کسی دوسرے کے کندھے پر ہاتھ نہ رکھیں یا کسی کی کمر پکڑ کر ساتھ لے کر اندر نہ جائیں۔ انفرادی طور پر ان کی یہ صورتحال ہے۔ اب تک یہ اپنے آپ کو یہی کہتے ہیں کہ۔۔۔

معزز ممبران اسمبلی حزب اقتدار: دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا۔ دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا (نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج قائد ایوان یہاں ہمارے پاس تشریف فرما ہیں۔ ہم یہاں پر اپنے صوبے کے مفاد کی باتیں کر رہے ہیں، وہ بھی سنیں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ صاحب نظر اور دانشمند لوگوں کی ہی باتوں پر عمل کریں گے اور جو مکھن لگانے والے ہیں ان سے بچیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان پر ایک الزام اور آتا ہے کہ وہ Provincial Autonomy پر اثر انداز ہوئے۔ پچھلا جو دور گزرا ہے، پاکستان مسلم لیگ کی حکومت جب تین صوبوں میں تھی تو اس وقت ایک صوبے کے اندر ہماری مخالف جماعت ایم۔ایم۔اے کی حکومت تھی۔ پانچ سال تک انہوں نے حکومت کی اور وہاں پر اکرم درانی چیف منسٹر تھے جو اکثر دوروں پر آتے تھے۔ ٹی وی پر آتے تھے انہوں نے کہا کہ میں بالکل comfortable ہوں اور Provincial Autonomy کے حساب سے جب بھی میں ان سے ملا ہوں مجھے کبھی وہاں سے مایوسی نہیں ہوئی۔ یہ مثال دیکھئے گا، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک وہ وقت تھا جب مفتی محمود کی حکومت تھی جو ڈیڑھ ماہ کے اندر اٹھا کر باہر پھینک دی گئی اور انہوں نے پانچ سال تک برداشت کی، ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ Provincial Autonomy نہیں تھی، Provincial respect نہیں دیتے تھے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ اس وقت بات کر رہے ہیں کہ ہم نے ایم۔ایم۔اے کی حکومت کو کام کرنے دیا۔ ایم۔ایم۔اے کی حکومت حسبہ بل لے کر آئی جو انہوں نے پاس نہیں ہونے دیا، ایم۔ایم۔اے کی حکومت جو قانون لے کر آئی یہ اس قانون کو نہیں بننے دیتے تھے، آج یہ کس صوبائی خود مختاری کی بات کر رہے ہیں؟ متحدہ مجلس عمل کی گورنمنٹ نے اپنے زور بازو اور عوام کی طاقت کے ساتھ حکومت کی نہ کہ پرویز مشرف کی کوئی بی ٹیم بن کر حکومت کی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں نیازی صاحب نے نمبر 1 لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! ویسے طے تو یہی تھا کہ جب ہم بات کر رہے ہوں، ہمیں آج تھوڑا سا موقع ملا ہے یہ درمیان میں بات نہیں کریں گے۔ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ان کی حکومت زور بازو پر حکومت کر رہی تھی اور مفتی محمود کی حکومت میں زور بازو نہیں تھا۔ گزارش یہ ہے کہ point scoring کی بات نہیں، آج بات اس چیز کی ہو رہی ہے کہ اس میں رولز کے مطابق کچھ defamatory باتیں بھی کی گئی ہیں جس طرح General Pervez Musharraf is unfit to hold the office of President. یہ defamatory ہے۔ ہمارے رولز کے تحت اس کا سیکشن 116(5)(a) ہے اس میں یہ کہا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کو study کرنے کے بعد اپنی privilege motion دینے کا بھی حق رکھتے ہیں۔ ایک بات یہاں پر یہ کہی گئی کہ جمہوریت کو derail کیا گیا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس شخص نے 60 سال کی history میں جب پہلا الیکشن کرایا اور یہ پانچ سال کے لئے الیکشن ہوا تھا۔ وہ پانچ سال کا جو الیکشن تھا اس کو کہتے ہیں کہ یہ الیکشن کرانے والا ٹھیک نہیں۔

جناب سپیکر: مجھے اس کا بڑا تلخ تجربہ ہے چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنی معروضات پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں اور مجھ سے اختلاف کرنے کا حق سب لوگ رکھتے ہیں، وہ ارشاد فرمائیں گے اور ہم سنیں گے بھی اور اس میں حصہ بھی سب نے لیا اور اس کے دیئے ہوئے نظام کو "نہ" بھی کرتے رہے، جب یہاں پر کچھ خواتین کی percentage آئی تو انہوں نے اپنی تمام عزیزوں کو جو ہماری بہنیں تھیں ممبریاں بھی دیں، تمام کے تمام انہوں نے personal privileges بھی حاصل کئے،

جب وہ تنخواہ لینے جاتے تھے تو لے کر آتے ہی کہتے تھے کہ یہ نظام غلط ہے۔ یہ اس قسم کی صورتحال ہے کہ ان کو derail کرنے کا کہا جاتا ہے کہ اس نے جو ٹائم دیا تھا تو اس ٹائم فریم کے اوپر دوسرا الیکشن کرایا جس کی وجہ سے آپ سب لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں، میرے دوست یہاں پر کچھ بے چین ہیں، اکثریت ان میں سے پہلی دفعہ منتخب ہو کر آئی ہے جب وہ دوسری دفعہ منتخب ہو کر آئیں گے تو نکھرا ہوا ذہن ہو گا اور بہتر باتیں کریں گے، economy کے بارے میں بات کی گئی ہے، economy کی ہی میں بات کرتا ہوں اور economy کا جب ہم سے چارج لیا گیا تو economy میں ہم 17۔ارب ڈالر چھوڑ کر گئے، آپ کی سٹیٹ بنک کی گورنر بار بار کہتی ہے کہ اس میں سے 10۔ارب ڈالر رہ گیا ہے، economy کس نے برباد کی؟ economy کا جو base تھا وہ کس نے برباد کیا؟ ہم 16 روپے کلو آٹا چھوڑ کر گئے تھے، economy سے منسلک ہے اس کو economy سے نہیں نکال سکتے، اب 30۔ارب روپے سے زیادہ کا نہیں ہے، آپ سعودی عرب والا عرب سمجھ رہے ہیں، بیٹھ جائیں، میں دوسرے ارب کی بات کر رہا ہوں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk please, no cross talk تشریف رکھیں۔ آپ بولنے دیں، ان کو بولنے دیں۔ He is Leader of the Opposition آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی، شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آج یہاں پر لیڈر آف دی ہاؤس تشریف فرما ہیں تو کچھ ہاؤس کو in order کیا جا رہا ہے، میرا خیال ہے کہ بعد میں بھی یہی رویہ رہے گا۔ میں پریس کی توجہ بھی چاہتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مواخذہ صدرِ مملکت کا ہو رہا ہے، کسی ایک نام کا نہیں ہو رہا، اس point پر توجہ فرمائی جائے، وہ چند ماہ پہلے منتخب ہوئے ہیں اور اگر اس کے خلاف allegations لے کر آنی ہیں، اس وقت کے صدر مملکت کے لئے لے کر آنی ہیں، وہ کب میجر تھے؟ وہ کیا کرتے رہے؟ وہ کرنل تھے، انہوں نے کتنی چھٹیاں کیں؟ یہ چیزیں اس میں آئیں گی تو آپ کا کیس weak ہو گا، میں آپ کو یہ بتائے دیتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قوم یہ پوچھتی ہے کہ ایک این آر او نام کی بھی کوئی چیز ہے۔ آج اس قرارداد کے اندر ایک یہ بات بھی لے آتے کہ صدر مملکت نے اپنے اس چھ ماہ منتخب ہونے کے بعد جو این۔آر۔او کو پذیرائی بخشی ہے اس این۔آر۔او کے ذریعے جن لوگوں کو حوصلہ ہوا ہے کسی ایسے شخص

کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کر سکتے ہیں جس سے آنکھیں جھکا کر بات کرتے تھے تو اس کو بھی ختم کیا جائے گا، کاش! یہ بھی اس کے اندر لکھا گیا ہوتا۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ رویہ اداروں کو کمزور کرنے کا ہے اور یہ بہت خطرناک بات ہے کہ اداروں کی سلامتی، مملکت کی سلامتی کے ضامن اداروں کے ساتھ ٹکرایا جا رہا ہے اور ان کو ایک اس طرح کا molest کرنے کا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ دو، دو گھنٹے کے بعد تو ان کے فیصلے مرکز میں بدلتے ہیں۔ آئی۔ ایس۔ آئی کو ہم نے فلاں کے ماتحت کر دیا، نہیں نہیں، فلاں نہیں، اب اس کے بھی ماتحت کرنا ہے، یہ ایسے ہیں جو قومی سلامتی کے ادارے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اس وقت یہاں پر دو حکمران جماعتیں ہیں ان میں سے ایک کا اداروں سے ٹکراؤ کا اور ایک adventure کرنے کی جو history ہے اس سے بچا جائے۔ ایسی صورتحال ہے کہ مفروضوں پر مبنی اب قرار دادیں پیش کی جا رہی ہیں۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ جن اداروں میں آپ آئے ہیں اس میں اب رسم پڑ گئی ہے صدر مشرف اور مسلم لیگ کی وجہ سے کہ پچھلے پانچ سال پورے کئے جانے چاہئیں لیکن اس کے لئے رویوں کا صحیح ہونا بڑا ضروری ہے آپ غور فرمائیں، طاقت کے نشے میں ایسی صورتحال پیدا نہ کریں، طاقت ختم ہو جاتی ہے اور طاقت دینے والا اوپر بیٹھا دیکھ رہا ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو قرارداد آپ لے کر آ رہے ہیں یہ federating units کو Federation سے ٹکرانے کے لئے lever کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، اس کو استعمال نہ کیا جائے۔ بہت، بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں چٹھہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ وہ تشریف لے کر جا رہے ہیں اور مجھے ان سے بڑی امید تھی بلکہ میں نے انہیں request بھی کرنی تھی۔ ہم نے یہ سُنا ضرور تھا کہ تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے لیکن آج میں عملی طور پر یہاں پر دیکھ رہا ہوں کہ تاریخ نے اپنے آپ کو دُہرایا ہے اور ان نشستوں پر بیٹھ کر پرویز مشرف کو دس دس بار وردی میں منتخب کرانے والے۔۔۔

محترمہ ماجدہ زیدی: ضیاء الحق کو بیس بیس بار۔۔۔ (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج اُدھر دس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

MR. SPEAKER: Order, order, Please order.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): انہوں نے جو ایک آمر اور ایک وردی والے جرنیل کے حق میں جو قرار دادیں پیش کی تھیں آج اِدھر بیٹھے ہوئے عوامی منتخب نمائندوں نے، اِدھر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں انہیں نہ کسی چیف سیکرٹری نے بنایا ہے، نہ کسی آئی جی نے بنایا ہے، نہ کسی ایجنسی نے منتخب کرایا ہے بلکہ ان لوگوں کو پاکستان کی عوام کی حمایت حاصل ہے اور ان کی حمایت سے یہاں پر پہنچنے والے یہ منتخب نمائندے، آج کا دن ایک تاریخی دِن ہے بلکہ اس اسمبلی کی پوری زندگی میں، میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا دِن نہیں آیا ہو گا کہ وقت کے حکمرانوں کے حق میں تو قرار دادیں پیش کی جاتی رہیں لیکن آج اس اسمبلی کو، اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کو، اس صوبے کے منتخب نمائندوں کو اور اس صوبے کی عوام کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے وقت کے آمر اور ایک صدر کے خلاف قرار داد پیش کی ہے جس کو اب جانا چاہیے۔ میں پورے پنجاب کی عوام کو، پنجاب اسمبلی کے منتخب نمائندوں کو بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان حق پرست نمائندوں کو یہ اعزاز حاصل ہو گا اور اس اسمبلی میں اس سے پہلے کسی کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہوا، کسی منتخب ممبر کو یہ اعزاز اس اسمبلی میں حاصل نہیں ہوا کہ اس نے وقت کے آمر کے خلاف قرار داد پیش کی ہو۔ میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے آج سنہری حروف سے تاریخ کو لکھا ہے اور آج کا جو واقعہ ہے اس اسمبلی کے ریکارڈ پر سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ مشرف کی بات کریں تو مشرف جس دِن آیا تھا تو آئین کو توڑ کر آیا تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کا پورا نام لیا جائے، مشرف تو ان کے والد کا نام ہے۔ (قہقہے)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوری قوم کے ساتھ پرویز مشرف نے وعدہ کیا کہ میں وردی اُتاروں گا، ٹیلی ویژن پر آکر وعدہ کیا، ایک ملک کا حکمران ہو، پوری قوم سے وعدہ کرے اور اس کے بعد وہ وعدہ پورا نہ کرے۔ اس کے بعد اپنی مرضی سے ایک منتخب عوامی حکومت کو ختم کیا اور منتخب عوامی نمائندوں کو ملک سے باہر جانے پر مجبور کر کے ایک مفاد پرستوں اور ابن الوقت لوگوں کا گروہ قائم کر کے اس نے ایک جماعت بنائی، میں اپنے ان اپوزیشن والے دوستوں کا بہت احترام کرتا ہوں اور میں انتہائی دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس جماعت کے ذریعے کبھی چودھری شجاعت جیسے آدمی کو ملک کا وزیر اعظم بنا دیا۔ اس سے بڑا اس قوم کے ساتھ کیا مذاق ہو گا؟ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order, order in the House, order in the House.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں! آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب وہ بول رہے ہیں، ان کو بولنے کا موقع دیں، آپ بعد میں جواب دے دینا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی ہوگی، آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں بار بار آپ کو گزارش کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی تشریف رکھیں، پلیز! آپ بھی تشریف رکھیے گا، آپ کے ساتھی بول رہے ہیں، آپ کو کچھ سوچنا چاہیے، معزز سینئر منسٹر بات کر رہے ہیں، ان کی بات ختم ہو لینے دیں۔ اس کا جواب اگر آپ دے سکتے ہیں، آپ میں ہمت ہے تو دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کے بعد شوکت عزیز کو لے آئے اور شوکت عزیز نے آکر اس پاکستان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں، ایک بنکار نے آکر اس ملک کے خزانہ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ اس طرح آپ ہاؤس کا ماحول خراب کر رہے ہیں، یہ کوئی اچھی بات نہیں، میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں اور آپ تشریف نہیں رکھ رہی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ بات ختم کر لیں گے تو اس کے بعد آپ جواب دے دیں اگر دینا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں چودھری شجاعت کا احترام کرتا ہوں۔ محترمہ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے تو صرف اس لئے اظہار ہمدردی کے طور پر کہا تھا کہ ان کی کچھ طبیعت خراب تھی اور وہ کام اتنا نہیں کر سکتے تھے اور اس کے بعد شوکت عزیز کو لے آئے اور پرویز مشرف صاحب شوکت عزیز کو لانے والے ہیں تو اس کو وہاں سے منتخب کرایا گیا اور پرویز مشرف کی سازش کے ساتھ اس نے اس ملک کے پورے خزانے کو لوٹا اور ملک سے بھاگ گیا اور میں نے تو نہیں کہا، چودھری پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ اس ملک اور ہماری پارٹی کا جو بیڑہ غرق کیا ہے وہ شوکت عزیز نے کیا ہے، یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ اس الیکشن میں بھی

پرویز مشرف نے پوری کوشش کی تھی کہ دھاندلی ہو، محترم نواز شریف نہ آئیں، بینظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف سازشیں کی گئیں لیکن میں سلام پیش کرتا ہوں محترمہ بینظیر بھٹو کو کہ انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف ہم نے تمہارا ہر طرح سے مقابلہ کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے میاں محمد نواز شریف سے جا کر خود personally گزارش کی کہ ہم ان کا مقابلہ کریں، آئیں ہم مل کر الیکشن لڑیں اور بائیکاٹ نہ کریں، ان کی اس گزارش پر میاں محمد نواز شریف نے بائیکاٹ ختم کیا اور یہاں پر کسی کو غلط فہمی ہو گی، یہ جو ہم الیکشن لڑ کر آئے ہیں یہ الیکشن نہیں تھا، میں معذرت کے ساتھ کہوں گا، یہ میدان جنگ تھا۔ پولیس ہمارے خلاف، انتظامیہ ہمارے خلاف اور سکولوں کے ٹیچر ہمارے خلاف، یہ کون کرا رہا تھا؟ ناظم ہمارے خلاف، یہ پرویز مشرف کرا رہا تھا، ادھر سے اٹھتا ہے یہ پرویز مشرف تو جا کر کہتا ہے کہ بگٹی کو مار دو۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے سینئر منسٹر سے کہوں گا کہ میرا نام ناظم ہے اور ناظم ان کے خلاف نہیں تھا۔(قہقہے)

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کا نام نہیں لیا، اگر آپ کا نام لیتے تو شاید ساتھ وہ ناظم شاہ ضرور ملاتے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ پرویز مشرف کے خلاف کیوں آپ کو ایمرجنسی ہے؟ پرویز مشرف نے جا کر بگٹی جیسے ایک سردار کو جو محب وطن تھا، کوئی آدمی آج کہہ دے، پورے پاکستان میں ایک آدمی کہہ دے کہ بگٹی صاحب محب وطن نہیں تھے، اس سے جا کر بات کرنے کی بجائے قتل کر دیا گیا۔ سرحد میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ جو کچھ سرحد میں ہو رہا ہے یہ پرویز مشرف کا قوم کو تحفہ ہے، جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے، وہ قوم کو پرویز مشرف کا تحفہ ہے تو آج یہ تو ہماری ہمت اور حوصلہ ہے کہ ہم نے منتخب ہونے کے بعد تین مہینے تک صبر کیا، بہت سے حالات ایسے تھے اور بہت سی ایسی وجوہات تھیں کہ ہم نے صبر کیا حالانکہ یہ وہ شخص ہے جو اس ملک میں ایک دن بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ وہ شخص ہے جس کا ایک دن کے لئے اس ملک میں رہنا ملک کے لئے بہت بڑا خطرہ اور نقصان ہے۔ یہ ملک کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور یہ ان منتخب اسمبلیوں کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آج قرارداد ہم قومی اسمبلی میں بھیج رہے ہیں میری یہ خواہش ہو گی کہ جلد از جلد اس شخص کو ہٹایا جائے کیونکہ اس شخص کا ایک دن بھی اس ملک میں رہنا اس ملک کے لئے نقصان دہ اور خطرناک ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی

کہ جلد از جلد اس قرارداد کو پاس کر کے صدر کی impeachment کی جائے اور اس کو فارغ کیا جائے۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: جی، مخدوم احمد محمود صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! بڑی دیر سے محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہ ہوا تو میں آپ کو پھر allow نہیں کروں گا۔ I tell you.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ راجہ ریاض صاحب نے اپنی بات کرتے ہوئے شجاعت صاحب کی تذلیل کی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر ہماری قوم کے رویے ایسے ہی رہے اور ایک دوسرے کو اسی طریقے سے ذلیل کرتے رہے، اگر بات کرنا چاہیں تو ہم بھی کر سکتے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف بھی بیمار تھے۔ اس وقت یہ بات نہیں ہے کہ عوام اس وقت رو رہی ہے اور یہ لوگ ایک دوسرے کے اوپر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میری گزارش سنیں۔ جو بھی بیمار ہے اللہ تعالیٰ سب کو شفا دے۔ شکریہ، آپ تشریف رکھیں، بس آپ تشریف رکھیں

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ میاں محمد شہباز شریف اور چودھری شجاعت کے ٹیسٹ کروا لیں، پتا لگ جائے گا کہ کون بیمار ہے اور کون نہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ بس آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کے توسط سے وزیر قانون کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے ایک ایسے وقت میں ایک ایسی قرارداد پیش کی ہے جس کے اس ملک اور قوم پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ پرویز مشرف کو 18۔فروری کے الیکشن کا نتیجہ سامنے آنے پر ہی عہدہ چھوڑ دینا چاہیے تھا اور اس قرارداد کی نوبت بھی نہیں آنی چاہیے تھی لیکن افسوس ہے کہ ناعاقبت اندیش ایڈوائزرز اور ناعاقبت اندیش دوستوں نے ان

کو مجبور کئے رکھا کہ وہ براجمان رہیں حالانکہ پوری قوم کو یہ یاد ہے کہ پرویز مشرف نے خود یہ کہا تھا کہ ابھی میں جاتی ہوئی اسمبلی سے منتخب ہو رہا ہوں اور جونہی نیا mandate آئے گا میں نئی اسمبلیوں سے اعتماد کا ووٹ لوں گا لیکن تین مہینے گزر جانے کے باوجود وہ نہ تو اعتماد کا ووٹ لے سکے ہیں اور نہ ہی عوام کے اعتماد پر پورا اتر سکے ہیں۔لہذا میں اپنی دانش کے مطابق یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی خاطر، اس ملک کی بہتری اور قوم کی اس آواز کی خاطر جو انھوں نے 18۔فروری کو دی پرویز مشرف کو باعزت طریقے سے مستعفیٰ ہو کر اپنے دفتر سے چلے جانا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں جس نے تاریخ ساز موقع دیکھا۔ اس سے پہلے کسی بھی اسمبلی میں impeachment کی قرارداد پیش نہیں ہوئی۔ جیسے راجہ ریاض صاحب نے کہا کہ یہ اس ہاؤس کے لئے بھی ایک باوقار اور عزت والا موقع ہے کہ پہل کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ قرارداد اس ہاؤس میں لائی گئی ہے۔میں یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ اس ہاؤس کا sense تو 18۔فروری کو سامنے آ گیا تھا۔مجھے آج اس بات سے بہت زیادہ مسرت ہو رہی ہے کہ ہمارے (ق) لیگ کے ساتھی جنھیں الیکشن میں یہ کہا گیا تھا کہ آپ فکر مت کریں۔ ناظمین آپ کے ساتھ ہیں، انتظامیہ آپ کے ساتھ ہے، میاں محمد نواز شریف کو واپس نہیں آنے دیا جائے گا، محترمہ کو واپس نہیں آنے دیا جائے گا۔آپ یہ الیکشن walk over کے تحت win over کریں گے لیکن (ق) لیگ کا ایک بہت بڑا دھڑا جسے پہلے فارورڈ بلاک کا نام دیا گیا تھا لیکن وہ آج یونیفکیشن کے نام پر (ق) لیگ کی قیادت سے انحراف کرتے ہوئے، (ق) لیگ کی قیادت سے اختلاف کرتے ہوئے انھوں نے بھی اس قرارداد کے حق میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف: لوٹے، لوٹے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! لوٹا ازم کی روایت بڑی پرانی چلی آ رہی ہے اور ہم نے ہر اسمبلی میں دیکھا ہے لیکن اس وقت (ق) لیگ کے جن لوگوں نے یہ قدم اٹھایا ہے اور اس قرارداد کے حق میں سامنے آئے ہیں انھیں ہرگز لوٹا اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ انھوں نے اس وقت اپنے ضمیر کی آواز پر بغیر کسی لالچ، بغیر کسی طمع، بغیر کسی زور آوری کے یہ فیصلہ کیا ہے۔میں آپ کے توسط سے (ق) لیگ کے ان اراکین کو جو آج مانیکا صاحب کی سربراہی میں اس قرارداد کے حق میں سامنے آئے ہیں انھیں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس حکومت کی اعلیٰ قیادت میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کی سیاسی بصیرت کو بھی سلام پیش کرتا ہوں

کہ انھوں نے بالآخر وہ فیصلہ کیا جس کا پوری سولہ کروڑ عوام کو انتظار تھا۔یقین مانیے کہ جب تک پرویز مشرف صاحب اپنے دفتر میں رہیں گے اس وقت تک اس ملک و قوم کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ آج ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے کہ لوگ یوریا کھاد کے لئے دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔آج آپ کے سامنے ہے کہ آٹے کے ایک تھیلے کی خاطر لوگوں کو لائنوں میں کھڑا ہونا پڑ رہا ہے۔میں کسی تفصیل میں جائے بغیر اس حکومت کو، اس coalition کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرارداد کے ذریعے ایک ایسی تبدیلی لے آنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے اس ملک میں خوشحالی آ سکے، اس ملک کے عام غریب آدمی کے چہرے پر رونق آ سکے، اس ملک میں انصاف کا بول بالا ہو اور جیسا کہ ہم سب کو پتا ہے کہ اس قرارداد کے بعد، اس impeachment کے بعد، صدر صاحب کے چلے جانے کے بعد، ان کے رخصت ہونے کے بعد لیڈران کا یہ بھی وعدہ ہے کہ جوڈیشری پوری عزت اور وقار کے ساتھ بحال ہو گی اور وہ اعلان بھوربن کے ذریعے بحال ہو گی۔

جناب والا!قوم کے لئے نہ صرف یہ خوشخبری ہے کہ صدر مشرف صاحب کی impeachment ہونے جا رہی ہے بلکہ یہ خوشخبری بھی ملنے کی امید ہے کہ انشاء اللہ جوڈیشری بھی بحال ہو گی۔انشاء اللہ اس قرارداد کے پاس ہونے کے بہت دوررس نتائج نکلیں گے۔اس قرارداد کو follow کرتے ہوئے سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کی اسمبلیاں بھی اس قرارداد کو follow کریں گی۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد نیشنل اسمبلی میں ووٹوں کی نوبت نہیں آئے گی اور صدر صاحب چاروں صوبائی اسمبلیوں کی sense دیکھتے ہوئے مستعفی ہو جائیں گے اور اس ملک کی جان چھوڑ دیں گے۔

جناب سپیکر:آپ کے منہ میں گھی شکر۔

مخدوم سید احمد محمود:انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔میں آخر میں اس امید کے ساتھ کہ آج کی یہ قرارداد بہت بھاری اکثریت سے پاس ہو گی۔اس قرارداد کے حق میں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ(ن)، پاکستان مسلم لیگ(فنکشنل)، ایم۔ایم۔اے اور(ق)لیگ کے باضمیر باغیرت اور عزت دار لوگ بھی ووٹ دیتے ہوئے ایک ایسا نمبر سامنے لے کر آئیں گے جو unprecedented number ہو گا۔انشاء اللہ یہ قرارداد unanimously پاس کی جائے گی۔Over well winning majority کے ساتھ پاس ہو گی اور باقی تینوں صوبے دیکھ کر پنجاب کی سیاسی بصیرت پر رشک کریں گے۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہم لوگ اسمبلی میں کم آتے رہے اور کچھ میاں صاحب بھی کم آتے رہے اس لئے ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ interaction نہیں ہو سکا۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میاں صاحب سے استدعا کروں گا کہ سیلاب کے لئے جو اقدامات راجن پور میں کئے جا رہے ہیں میرے حلقہ پی پی۔245 میں بھی سیلاب سے نقصان ہوا ہے لہذا میرے حلقے میں جو سیلاب سے نقصان ہوا ہے اس کے لئے بھی راجن پور کی طرح کوئی ہنگامی بنیادوں پر امداد فراہم کی جائے۔ ساتھ والے لوگ دیکھ کر یہ بات کرتے ہیں کہ شاید ہم لوگوں نے (ن) لیگ کو ووٹ نہیں دیئے اس لئے سیلاب میں ڈوب رہے ہیں اور اسی لئے ہمارے پاس کوئی امدادی سامان نہیں آ رہا۔ میں نے ان لوگوں کو یقین دہانی کرائی کہ انشاء اللہ میں کوشش کروں گا۔

(اذان عصر)

جناب شاہد محمود خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! اذان ہو گئی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ نماز کے لئے وقفہ لازمی کیا جائے تاکہ نماز ادا کی جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے اس قرار داد کو oppose کیا تھا اور اس کو oppose کرنے کا میرا بنیادی مقصد یہ تھا کہ یہ قرار داد ان رولز اور قوانین کے معیار پر پوری ہی نہیں اترتی جو ایک قرار داد لانے کے لئے Rules of Procedure میں مقرر کیا گیا ہے۔ جس وقت میں نے پہلے درخواست کی تھی کہ ان rules کو suspend نہ کیا جائے اس وقت مجھے نہ تو کوئی inconsistency اور نہ ہی کوئی difficulty نظر آ رہی تھی کہ تین دن نوٹس دینے کے period کو ہم observe نہ کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس نے جو Rules of Procedure بنائے ہیں اس میں بڑا واضح طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ Rule-116 کی sub clause (4) ہے۔

116. Form and contents of resolution.-

(4) It shall be clearly and precisely expressed and shall raise substantially one definite issue.

جب میں اس قرار داد کی drafting دیکھتا ہوں تو اس میں مجھے تین مختلف issues ملتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کو اس طرح جلدی میں کرنے کی بجائے اگر اس بارے میں تحمل سے بیٹھ کر deliberate کر لیا جائے تو شاید ہم لوگ بھی اس میں کوئی contribution کر سکیں، شاید اس کی بہتر drafting میں ہم کوئی مدد کر سکیں اور ہم شاید اس کو صحیح طریقے سے پیش کرنے میں مدد دے سکیں۔ اس کو brute majority کے ساتھ bulldoze نہ کیا جائے۔ میری یہ استدعا ہے کہ ہم نے جو قوانین بنائے ہیں اگر ہم ان کو follow کریں گے تو پھر یہ اسمبلیاں مضبوط ہوں گی، جمہوریت مضبوط ہوگی۔ اگر آپ نے زور کے ساتھ کرنا ہے، اکثریت کے بل بوتے پر کرنا ہے تو وہ مناسب نہیں ہے کیونکہ زور تو dictatorship کا ہوتا ہے۔ جمہوریت زور کا نام نہیں ہے، جمہوریت تو اختلاف رائے کو قبول کرنے کا نام ہے۔ میری تو آپ سے یہی درخواست ہے کہ اس کو جلدی میں کرنے کی بجائے اس حوالے سے جو قوانین بنائے گئے ہیں ان کو follow کیا جائے۔ سیاسی تقاریر کرنے کی بجائے ہم قوانین کے مطابق چلیں تو بہتر ہوگا۔ میں پہلے بھی یہی درخواست کر رہا تھا اور اب بھی میری یہی درخواست ہے کہ ہم قوانین کے مطابق چلیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ایک فیصلہ دے چکے ہیں۔ لغاری صاحب ماشاءاللہ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ جب سپیکر صاحب ایک فیصلہ دے چکے ہوں تو پھر اس کو challenge نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ اکیلے سپیکر کا فیصلہ نہیں بلکہ ہاؤس کی اکثریت کا فیصلہ ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ یہ rules suspend کر چکے ہیں تو اس لئے میں لغاری صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ جب سپیکر صاحب ایک فیصلہ کر چکے ہوں تو اس کو challenge نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہ قرار داد کے حق میں یا مخالفت میں بول سکتے ہیں۔ یہ اپنی تقریر کریں، ہمیں بھی حق ہے اور ہم جواب دیں گے۔ میں ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا مگر میں

پھر آپ کے توسط سے ان سے گزارش کروں گا کہ جب سپیکر ایک فیصلہ دے دیں تو اس کو challenge نہیں کیا جا سکتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا مقصد آپ کی رولنگ کو challenge کرنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب تو رولنگ آ چکی، فیصلہ ہو چکا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر میری گزارش یہ تھی کہ جب ہم نے یہ قوانین بنائے ہوئے ہیں، جب یہ Rules of Procedure بنے ہوئے ہیں تو ان کو follow بھی کرنا چاہیے۔ ان رولز میں کہا گیا ہے کہ قرارداد ایک ہی issue کے اوپر ہو گی جبکہ ہماری یہ قرارداد کہتی ہے کہ:۔

1. Demanding the President of Pakistan to obtain vote of confidence from the electoral college.
2. Resign from the office.
3. Call upon the Parliament to give Notice for his Impeachment.

یعنی اس قرارداد میں یہ تین مختلف باتیں کہی جا رہی ہیں۔ ہم نے ان Rules of Procedure میں یہ جو criterion یا yard stick رکھی ہوئی ہے یہ قرارداد اس سے violate کرتی ہے۔ اگر ہم نے اکثریت کے بل بوتے پر قانون کو violate کر کے چلنا ہے تو پھر یہ ایک بڑا غلط precedent ہو گا۔

جناب سپیکر: ہم قطعاً rules کو violate نہیں کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کو amend کر کے ایک نکتہ پر لایا جائے، ہم اس قرارداد میں ایک ہی چیز مانگیں جبکہ ہم تو اس میں تین چیزیں مانگ رہے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح آگے Rule.116(5) کہتا ہے کہ:-

(5) It shall not-

(a) contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements;

جبکہ اس قرارداد میں ہم arguments دے رہے ہیں۔اس میں ہم کہہ رہے ہیں کہ:-

That under Article 41 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the Punjab Assembly is a part of the electoral college for the election of the Office of the President of Pakistan.

جناب! یہ ہم arguments build کر رہے ہیں۔قرارداد کے اندر arguments build نہیں کرنی۔یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ قانون کی کتاب کہہ رہی ہے۔یہ Rules of Procedure جو اس ہاؤس نے بنائے ہوئے ہیں، جن کے مطابق یہ ہاؤس چلایا جانا چاہیے اور چلتا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کے اندر arguments کئے جا سکتے ہیں۔علاوہ ازیں اس قرارداد کے point of view میں drafting کی بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔میری گزارش ہے کہ پہلے ہم بیٹھ کر اس کی drafting بہتر کر لیں پھر اس کو put up کریں۔یہ پہلے resolution کے معیار پر پورا تو اترے، اس کے بعد پھر ہم اس کو ہاؤس میں پیش کریں۔میری یہی استدعا ہے کہ مہربانی کر کے اس قرارداد کی لفاظی، اس کے draft، اس کے متن اور focus کو بہتر کریں تاکہ یہ معیار کے مطابق ایک قرارداد بن کر ہاؤس سے پاس ہو۔یہ ایک proper resolution pass ہو کر قومی اسمبلی کے پاس جائے نہ کہ ایک ایسی flimsy سی چیز جائے جو کہ court of law میں ایک دن بھی نہ ٹھہر سکے۔اس طرح اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔یہاں ہاؤس میں بہت سارے قانون دان بیٹھے ہوئے ہیں، ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف فرما ہیں جو کہ ہمارے بہت اچھے قانون دان ہیں وہ اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ یہ قرارداد قانون کے مطابق معیار پر پوری نہیں اترتی۔میری یہی گزارش ہے کہ اس کو ہم بہتر بنائیں، صحیح کریں اور پھر ہاؤس میں پیش کریں۔شکریہ

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے انتہائی محترم بھائی محسن لغاری صاحب نے راجن پور میں طغیانی اور بارشوں سے جو تباہی آئی ہے اس حوالے سے امدادی کاموں کے بارے میں بات کی ہے۔ الحمد للہ وہاں پر بہت اچھی طرح امدادی کام ہو رہا ہے۔ میں وہاں پر خود گیا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر جانے کا بھی ارادہ ہے۔ انہوں نے چوٹی کے حوالے سے جو فرمایا ہے اس حوالے سے میں ان سے ضرور پوچھوں گا کہ وہاں چوٹی پر کس طرح سیلاب نے تباہ کاری کی ہے، میں حاضر ہوں لیکن چوٹی کے لوگ تو جو کچھ نیچے ہو رہا ہوتا ہے اس کا نظارہ کرتے ہیں، چوٹی پر تو بالکل کچھ نہیں ہوتا۔ بہر حال میں ان کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میاں صاحب! میری درخواست یہ تھی کہ ---

جناب سپیکر: آپ! میاں صاحب سے مخاطب ہو رہے ہیں، یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے میاں صاحب کے نوٹس میں یہ چیز لانا چاہوں گا کہ اس حلقے کے اندر چوٹی ایک شہر ہے۔ درخواست جمال خان ایک یونین کونسل ہے جس کے دو مواضعات ڈوب گئے ہیں۔ چوٹی ایک الگ جگہ ہے، یہ مواضعات الگ ہیں۔ ہمارے حلقے بہت بڑے ہوتے ہیں، لاہور کی طرح چھوٹا سا concentrated area نہیں ہوتا۔ میرا حلقہ تقریباً سو کلو میٹر کا ہے جس میں چوٹی ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ درخواست جمال خان کے علاقے میں جو سیلاب آیا ہوا ہے جو کہ راجن پور کے شہر داجل کے ساتھ ملتا ہے، جس طرح داجل ڈوبا ہوا ہے اسی طرح درخواست جمال خان کا علاقہ بھی ڈوبا ہوا ہے۔ اس کے لئے بھی کوئی relief package announce کیا جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ جو سو کلو میٹر کا فاصلہ بتا رہے ہیں میں ان کے ساتھ چلوں گا یہ مجھے دکھا دیں کہ ان کا حلقہ کیسے سو کلو میٹر بنتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ میرے بزرگ ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ عرض کیا تھا کہ یہ تو میرے والد کے بھی بزرگ ہیں۔ بواٹا سے لے کر جام پور تک اگر سفر کر کے دیکھیں تو تقریباً سو کلو میٹر بنے گا۔ جس دن یہ حکم کریں ہم دونوں انشاء اللہ اکٹھے چلیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! یہ مجھے ڈیرہ غازی خان کا جغرافیہ سکھانے کی کوشش نہ کریں، یہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے جب میں اس اسمبلی کا ممبر تھا اور بواٹا سے لے کر سخی سرور تک سب پہاڑ ہیں۔ وہاں کوئی سیلاب نہیں آیا، پہاڑوں پر کب سیلاب آتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وہاں پر سیلاب آیا ہے اور بات ہو رہی ہے حلقے کی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! یہ مجھے interrupt نہ کریں۔ جب یہ بات کر رہے تھے اور ایک ایک چیز کو دس دفعہ دہرا رہے تھے تو میں کچھ نہیں بولا۔ جن دو مواضعات کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہاں ان کے خاندان کی جاگیر ہے۔ میں وہاں جا چکا ہوں میں نے وہ علاقہ بھی دیکھا ہے، وہاں پر کوئی سیلاب نہیں آیا بلکہ عام رود کوہی کا پانی آیا ہے؟ رود کوہی کا پانی تو سارے ضلع میں آیا ہے۔ تحصیل تونسہ میں رود کوہیوں کی وجہ سے شدید طغیانی آئی ہے وہاں پر امدادی کام جاری ہے۔ ہمیں کسی کی ذات سے کوئی ضد نہیں۔ جہاں جہاں نقصان ہوا ہے وہاں پر امدادی کام جاری ہے۔ ان کی اگر ذاتی فصلات میں پانی آیا ہو گا تو آیا ہو گا۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب والا! لغاری صاحب بھی اپنے بھائی ہیں، جو امداد مانگتے ہیں ان کو دے دیں۔

سردار شوکت حسین مزاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شوکت حسین مزاری: جناب والا! لغاری صاحب نے جو بات کی ہے اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے بھی جو بات کی ہے اس کا اصل مفہوم یہ ہے، لغاری صاحب کا بھی یہ مقصد ہے کہ اگر ان کے علاقے میں امداد نہیں ہو رہی تو وہاں پر امداد دی جائے۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ خود بھی تشریف لائے تھے، ہم بھی وہاں موقع پر گئے تھے، جناب وزیر اعلیٰ بھی تشریف لائے تھے اور انہوں نے واضح ہدایات بھی دی ہیں کہ ہر اس علاقے میں جہاں پر سیلاب کا پانی آیا ہے بغیر کسی تفریق کے امداد ہونی چاہیے۔ مجھے انہوں نے وہاں کا انچارج بنایا ہے اور میں نے خود

وہاں پر کہا ہے کہ اگر کسی نے مجھے ووٹ نہیں دیئے اور میرا مخالف ہے تو پہلے اس کی امداد کی جائے میرے علاقے کی امداد بعد میں کی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں جناب وزیر اعلیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں کہ اس دفعہ ضلع راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے لئے جو سامان وہاں پر آ رہا ہے یہ اسی طرز پر یعنی war foot پر آ رہا ہے۔ جیسے کشمیر میں زلزلہ آیا تھا اس قسم کی امداد وہاں پر آ رہی ہے اور دن رات وہاں پر کام ہو رہا ہے۔ اگر لغاری صاحب کے علاقے میں امداد نہیں پہنچی تو میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ ان کے علاقے میں جہاں نقصان ہوا ہے اگر وہاں پر کوئی نہیں پہنچا تو ہم امداد کے لئے پہنچ جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں۔ پہلی دفعہ ایسا ہو رہا ہے جیسا کہ لغاری صاحب نے کہا کہ آج House میں وزیر اعلیٰ موجود ہیں اور ہم بھی یہاں پر اکٹھے ہیں۔ بہت باتیں ہوئیں ہر ایک نے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی بہت کوشش کی۔ اگر ہم نے اپنی کارکردگی کا یہی وتیرہ بنا لیا ہے یا یوں سمجھیں کہ ایک آلہ بنا لیا، parameter ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کو lead down کر کے اپنے لیڈران کے سامنے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح ہم اپنے منصب سے بھی غداری کریں گے۔ ہم جس مقصد کے لئے اس House میں اکٹھے ہوئے ہیں اس مقصد کو بھی ضائع کر رہے ہیں۔ اس کا ہمیں، ہماری قوم کو، ہمارے ملک کو اور ہمارے وطن کو نقصان ہو رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ کسی بھی House میں موجود لیڈر یا کسی بھی ممبر کی حب الوطنی پر کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے۔ جتنے بھی لیڈران ہیں، سب محب وطن ہیں اور سب ملک اور قوم کی بات کرتے ہیں۔ نظریاتی اختلافات ہو سکتے ہیں، party affiliations ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے اگر ہم کہیں انتقامی کارروائیوں کو سامنے رکھنا شروع کر دیں، ذاتیات پر اتر آئیں تو باخدا یہ کوئی اچھا فعل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کل جس طریقے سے قرارداد پیش کرنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور 90 شاہراہ قائداعظم پر اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ بلائی تھی اس کے لئے انہوں نے ہمیں بھی پیغام بھیجا تھا۔ یہ پیغام ان کی طرف سے ہمیں بھی ملا تھا کہ یہ میٹنگ ہم بھی attend کریں۔ مجھے اس بات پر تعجب بھی تھا میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے ہے؟

آپ غلط فہمی میں تو ہمیں call نہیں کر رہے ؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہ لسٹ ہمیں وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جاری ہوئی ہے۔ میرے وہ معزز بھائی ہیں ایک لیڈر ہیں، میں ان کا احترام کرتی ہوں لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ انہوں نے اس issue پر سب کو اکٹھا کیا یا کرنے کی کوشش کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے زیادہ important issues جو اس وقت ملک میں کھڑے ہیں وہ اور ہیں جیسا کہ تمام rules suspend کر کے یہ قرارداد لائی جا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے میں کہوں گی کہ اس وقت جو اس سے بھی بڑا issue ہے، جو ہمیں اپنے ان دو صوبوں میں در پیش ہے کھلم کھلا لوگ بغاوت اور ملک توڑنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ دنیا نے 2015 کے نقشے پر پاکستان کو پھر سے دولخت دکھایا ہوا ہے۔ اس وقت 1970 کی سی situation ہے۔ ہمارے ملک میں پانی کا ذخیرہ نہیں ہے، ہمارے ہاں بجلی بھی نہیں بن رہی، زرعی ملک ہے لیکن پانی کی کمی کا شکار ہے اور سمندر میں پانی بھی ضائع ہو رہا ہے یہ بہت اہم issues ہیں جن پر بات کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے leaders کو urgency میں بلائیں اور اپنے ساتھ بٹھائیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ جب الوطنی کا حق ادا ہو گا۔ میں یہاں پر ایک بات یہ بھی کہوں گی کہ چودھری شجاعت صاحب کے اوپر بات کرنے سے پہلے میرے معزز بھائی نے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ ہمارے وہی بھائی ہیں، آج پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی coalition ہے یہ وہی پارٹیاں ہیں جو دو دو دفعہ اپنے دور اقتدار میں اپنا tenure complete نہیں کر سکی۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں بھی یہ بات لانا چاہوں گی کہ جب (ن) لیگ نے پیپلز پارٹی پر زرداری صاحب پر بے بہا مقدمات قائم کئے اور ان کو بڑا tough time دیا۔ ایک دوسرے کی حکومتیں گرائی گئیں اور اس کے بعد جب national issues پر اکٹھے ہونے کی بات آتی ہے تو وہ coalition بن کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اچھی بات ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن چودھری شجاعت پر بات کرنے سے پہلے ان کے ساتھی یہ کیوں بھول گئے کہ چودھری شجاعت اور چودھری پرویز الٰہی ان کے وہی پرانے رفقاء ہیں جن کے پلیٹ فارم سے انہوں نے اپنی پارٹی کا آغاز کیا تھا، جنہوں نے ان کی قدم قدم پر رہنمائی کی اور ان کے ساتھ چلتے رہے، اکٹھے حکومت بھی کرتے رہے، وہ بطور سپیکر پنجاب اسمبلی ان ہی کے tenure میں رہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب ان کا پوائنٹ آف آرڈر بھی سنیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے محترمہ کی اس بات پر انتہائی دکھ ہوا ہے کہ پورا پنجاب اور پاکستان اس بات کا گواہ ہے کہ گجرات میں میاں محمد نواز شریف کی جیپ کو کندھوں پر اٹھایا گیا تھا اور شاید پاکستان کی تاریخ میں بھی یہ پہلی دفعہ ہوا کہ ایک سیاسی لیڈر کی جیپ کو لوگوں نے کندھوں پر اٹھایا اور پھر انہی لوگوں نے کس طرح ان کی ٹانگیں کھینچیں اور کس طرح ان کا ساتھ چھوڑا وہ بھی پوری قوم نے دیکھا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم شیم۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ محترمہ کی بات بھی سن لیں۔ محترمہ! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جی، میں بالکل wind up ہی کرتی ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ! ذرا جلدی جلدی wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے بھائی نے point of order پر جو بات کی ہے یہی بات تو میں بھی کہہ رہی ہوں کہ ان سب کو وہ وقت یاد ہونا چاہیے کہ یہ اکٹھے تھے اور جن کے ساتھ ان کے اختلافات تھے، آج ان کے ساتھ اکٹھے ہیں اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلنے والے دور کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ جب مفادات کی بات ہوتی ہے تو N.R.O کو کھل کر تسلیم کیا جاتا ہے۔ N.R.O کے تحت اپنے اقدامات اور اپنا راستہ ہموار کیا جاتا ہے اور جب مطلب نکل جاتا ہے تو پھر آنکھیں بدل لی جاتی ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ہم ان رویوں کے بحران سے گزر رہے ہیں، یہ رویوں کا بحران ہے ہمیں اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہم نے اس ملک کو بچانا ہے، ہمیں اس ملک کو بچانے کے لئے سب کو اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ اس ملک کو سلامت رکھے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔ تشریف رکھئے گا۔(قطع کلامیاں)

ابھی آپ تشریف رکھیں، میں آپ سب کو موقع دوں گا۔ عامر سلطان چیمہ صاحب!۔۔۔ چیمہ صاحب بات نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk please. Order, order please.

تشریف رکھیں۔تشریف رکھئے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اَج دی اس اُچی سُچی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، ڈاکٹر صاحبہ کو میں نے floor دیا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی ساتھی ہیں۔آپ کو خود سوچنا چاہیے۔ I do not allow you. تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں) نہیں، میں آپ کو نہیں پڑھنے دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔میں نے floor انہیں دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر! اَج دی اس اُچی سُچی بھاگاں والی دُدھ پُت والے دانیاں سیانیاں تے پکے پیڈیاں دے پریں وچ جیہڑا اَرولا تُسیں نیا لئی، تنارے لئی تے سیاپے لئی کیتا ہے اوہدے آکھناں دی ونڈاے، پرویز مشرف دا مواخذہ۔ہن گل ٹُر نکلے گی تے فیر بڑی دور تک جائے گی۔مواخذہ، اصل وِچ اوہدی رُوح ایہہ وے کہ میرا خیال اے کہ جس گل دی میں وی حامی آں کہ اک جرنیل دا مواخذہ ہووے لیکن کوئی وی جمہوری طاقت ایہہ نئیں چاہندی کہ فوج آئے تے مداخلت کرے۔ایس ملک وِاچ ایہہ المیہ رہیااے کہ اج دا مواخذہ اک جرنیل دا کرن لئی تسیں اکٹھے ہوئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ایوان میں اردو زبان استعمال ہو سکتی ہے۔اگر کوئی اور زبان استعمال کرنی ہے تو سپیکر سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، چلیں۔نہیں، وہ شعر پڑھنے تھے اور کوئی بات نہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: وہ شعر نہیں تھے لیکن بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی۔بات مواخذے کی ہوئی ہے اور یقیناً یہ ایک جمہوری عمل ہے کہ ایک جرنیل کو ہم نے ہمیشہ democracy کے مطابق condemn کیا ہے کہ یہاں پر فوجی حکومت نہ آئے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! محترمہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں۔پنجاب اور پاکستان کے عوام کی یادداشت ابھی اتنی خراب نہیں ہوئی، یہ وہی اسمبلی ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایک جرنیل کو وردی میں یہاں پر مسلط کیا۔انہوں نے ایک جرنیل کی وردی میں یہاں پر قرارداد منظور کرائی۔آج یہ مواخذے کے حق میں بات کر رہے ہیں تو قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔آج یہ ایوان

مبارکباد کا مستحق ہے جس نے پنجاب کے عوام کی پگ پر لگا ہوا وہ داغ آج مٹا دیا ہے اور آج اس ڈکٹیٹر پرویز مشرف کا مواخذہ کرنے کے لئے قرارداد پیش کی اور آج مجھے فخر ہے کہ میں اس اسمبلی کا ممبر ہوں جو جمہوری روایات کو لے کر آگے بڑھی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے میاں محمد شہباز شریف کو کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو اپنی under nineteen team کے ساتھ آج میدان میں اُتر آئے ہیں تو تھوڑا سا حوصلہ بھی انہیں دینا تھا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بات کرتے چلیں، محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! آپ بات کرتے چلیں، میں سن رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

Order please, order. I say order in the House. Order please, order.

محترمہ! ٹائم ختم ہو رہا ہے، آپ ذرا جلدی بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرا تو ایک بھی جملہ مکمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: تو اب تک کیا آپ کرتی رہی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ اگر اپنا دھیان 2007 کے الیکشن پر لے جائیں تو اس دن جنرل پرویز مشرف نے الیکشن کے بعد جو حلف اٹھایا تھا وہ مسٹر پرویز مشرف کے طور پر اٹھایا تھا۔آج کا مواخذہ اگر جرنیلوں کے خلاف ہے تو اس بات کو یاد رکھیں کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کے پلڑوں پر لکھے ہوئے مسٹر پرویز مشرف کے اس حلف کا یہ مطلب ہے کہ آج کی تحریک آپ ایک Civilian President کے خلاف لائے ہیں۔اس Civilian President کے خلاف اور یہ رواج آپ لوگ قائم کر رہے ہیں کہ یہ کسی جرنیل کے خلاف مواخذہ نہیں، ایک سویلین مسٹر پرویز مشرف کے خلاف ہے اور اس کے بارے میں آپ کو سوچنا چاہیے تھا۔یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اصل میں پرویز مشرف کی ذات سے کچھ دشمنی ہے، کچھ کدورت ہے اور کہہ دیں کہ ہمیں اس سے بدلہ لینا مقصود ہے۔یہ coalition اپنے صدارتی امیدوار کا نام تو لے لیتی تاکہ قوم بروقت یہ فیصلہ کر لے کہ N.R.O کے دودھ سے دُھلا ہوا یہ جو امیدوار ہے وہ کیا آبِ زم زم سے بھی دھل کر میدان

میں آ گیا ہے؟ اس کو اس قوم کے فیصلے کرنے کا یہ حق دے دیجئے کہ N.R.O کے دودھ سے دھلا ہوا آبِ زم زم سے دُھلا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ relevant رہیں۔ آپ relevant رہیں۔ مجھے بار بار interrupt کرنا پڑتا ہے۔ آپ قرارداد کے بارے میں بات کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میری humble submission یہ ہے کہ محترمہ پڑھ کر speech نہیں کر سکتیں لہذا میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں پڑھ کر speech کرنے سے روکا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمیں کارروائی کرنے دیں۔ آپ کی مہربانی، آپ بعد میں بات کر لیں۔ بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں، پلیز!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ 1989 میں بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کی طرف بھی لے جانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آج کے resolution کے بارے میں بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جب انہوں نے کہا کہ یہ مواخذے صرف قوم کے استحکام کو کمزور کرتے ہیں۔ خدارا! اس طرف بھی توجہ دیجئے۔ یہ جو آپ نے جھگڑا ڈال دیا ہے، یہ پانی میں مدھانی مارنے کے مترادف ہے، اس سے مکھن نہیں نکلنے لگا۔ ان کا یہ چار نکاتی ایجنڈا دراصل میں انہوں نے ایک گلابی عینک لگا کر، ایک بدلے کی عینک لگا کر بنایا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جس آئین کی بات کھوسہ صاحب نے کی، جس کے تحت انہوں نے حلف اٹھایا، ان کے وزیر رہے، پچھلے پورے tenure میں انہوں نے تنخواہیں لیں، یہ یہاں ان benches پر بیٹھے رہے، اس وقت تو یہ صدر غیر آئینی نہیں تھا۔ اس کو پوچھتے ہیں کہ کون سا آئین؟ میں پوچھتی ہوں کہ اگر وہ آئین ہی نہیں ہے تو پھر کون سا چیف منسٹر؟ کون سا پرائم منسٹر؟ کون سے منسٹرز؟ کون سی فیڈرل گورنمنٹ اور کون سی coalition؟ اس بدلے کی آگ میں ان لوگوں کو مت جھونکئے۔ عوام جب اپنا فیصلہ دیتی ہے تو وہ کالی نیلی پٹیاں نہیں دیکھتی، وہ یہ دیکھتی ہے کہ کس طرح مسلم لیگ کا ووٹ پیپلز پارٹی کو deliver کر دیا گیا۔ کاش! مسلم لیگ

اپنے پیروں پر کھڑی ہوتی تو میں بھی سر فخر سے اٹھاتی کہ ہاں! شیر آ گئے ہیں لیکن یہ کس قسم کا کام ہے۔(قطع کلامیاں)

میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے اور مواخذے کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، مواخذے کو آنے دیجئے۔ ہم point by point ہر بات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ مواخذہ صرف پرویز مشرف کا نہیں کہیں آپ لوگوں کا مواخذہ نہ ہوتا ہو۔

جناب سپیکر: آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کو اس ڈکٹیٹر کے خلاف قرارداد پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس نے 8 سال پہلے ایک منتخب اور جمہوری حکومت کو بندوق کے زور پر ختم کیا، جس نے پچھلے 8 سال سے اس ملک میں جمہوریت کو gun point پر یرغمال بنا رکھا تھا، جس کے دور حکومت میں پاکستان کے قومی ہیرو ڈاکٹر قدیر خان کو قید میں رکھا گیا، جس نے اس طرح امریکہ کی غلامی کی کہ اس ملک کے نہتے عوام کو خون میں نہلا دیا گیا، جس کے دور میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے اندر خون کی ایسی ہولی کھیلی گئی کہ جس نے چنگیز خان کے ظلم کو بھی مات دے دی، جس کے دور میں پاکستان کے قومی اثاثے سٹیل مل کو کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کرنے کی کوشش کی گئی، جس کے دور میں stock exchange کے اندر پاکستان کے غریب عوام کے اربوں روپے پر ڈاکا مارا گیا، جس نے پوری قوم کے سامنے ٹیلیویژن پر آکر 31۔ دسمبر 2004 کو وردی اتارنے کا وعدہ کیا اور پوری قوم کے ساتھ دھوکہ کیا۔

جناب سپیکر! آج میرے خیال میں جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے خلاف یہ عدم اعتماد صرف پنجاب اسمبلی کے منتخب نمائندوں کا نہیں بلکہ یہ پنجاب کی 8 کروڑ عوام کا عدم اعتماد ہے اور آج کے اس تاریخی دن کے بعد مجھے یقین اور عوام کو یہ امید ہو گی کہ اب ایڑیاں رگڑنے سے چشمے ضرور پھوٹیں گے۔

جناب سپیکر! اب عدل بھی صاحب اولاد ضرور ہو گا۔ مجھے یقین اور عوام کو امید ہے کہ اب انشاء اللہ پاکستان کی دھرتی پر کبھی بھی کوئی جنرل آکر قبضہ نہیں کر سکے گا۔ یہ عدم اعتماد صرف اس ایوان کی طرف سے نہیں، یہ عدم اعتماد اس بوڑھی ماں کی طرف سے بھی ہے کہ جس کی بیٹی کی عصمت

گزشتہ 8 سالہ دور میں تار تار کر دی جاتی تھی اور انصاف کی زنجیر ساقط اور جامد رہتی تھی۔ آج ان بوڑھی آنکھوں میں بھی یہ یقین ہے کہ انشاء اللہ اب زنجیر عدل بھی ہلے گی اور ظالم بھی اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ یہ اس بوڑھے باپ کی جانب سے بھی عدم اعتماد کا اظہار ہے کہ جس کے جواں سال بیٹے کو گزشتہ دور میں قتل کر دیا جاتا تھا اور وہ انصاف کی بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ یہ ان کالے کوٹ والوں کی جانب سے بھی عدم اعتماد کا اظہار ہے جو کڑی دھوپ میں سڑک پر لاٹھیوں کے زخم لئے انصاف انصاف پکار رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اس وقت لاتعداد مسائل کے شکار ہیں۔ ہمارا ملک اس وقت غربت، بے روزگاری اور مہنگائی جیسے مسائل کا شکار ہے۔ یہ جو اس وقت بہت باتیں کر رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو سابقہ 8 سالہ دور میں خوشحالی کے نعرے لگاتے رہے انھوں نے اس ملک کو اتنا غریب کر دیا اور غریب عوام کے منہ سے روٹی کا آخری نوالہ تک چھین لیا، انہوں نے بے روزگاری میں گزشتہ 8 سال میں اتنا اضافہ کیا کہ لوگ آج خودکشیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ غریب بچوں کے ہاتھ میں کتاب دینے کا نعرہ لگانے والوں نے ان کے ہاتھ میں کتاب دینے کی بجائے کلاشنکوف تھما دی اور انہیں دہشت گرد بنا دیا۔ آج پنجاب اسمبلی انشاء اللہ اس قرارداد کو بھاری اکثریت سے منظور کرائے گی۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ، بہت مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! تھانہ ٹانڈا گجرات کا ایک مسئلہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تحریک لے آئیں۔ آپ کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اجلاس کے بعد مجھے مل لیں جو بھی مسئلہ ہو گا میں اس کو حل کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون! آپ قرارداد کے حق میں بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے ان تمام ممبران کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے آج اس کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے اپنے نقطہ نظر کا اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی جمہوریت ہے کہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سنا جائے اور اس کا احترام کیا جائے۔ انہوں نے جو اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے، ہمیں اس کا احترام ہے

لیکن اس وقت ملک کو اس بات کی ضرورت ہے کہ اس ملک میں جمہوریت ہو، اس ملک میں عوام کی حکمرانی ہو۔ ایک ایسا شخص جو کارگل کی مہم جوئی کرے اور اس کے بعد منتخب حکومت کو برطرف کرے، اس کے بعد فراڈ ریفرنڈم کے ذریعے ملک کے اقتدار پر قابض ہو، اس کے بعد وہ ایک ایسے مفاد پرستوں اور ابن الوقتوں کے اوپر مشتمل ایک جماعت بنائے اور اس کے بعد فراڈ ریفرنڈم کو آگے بڑھاتے ہوئے 5 سال کے لئے خود ہی ملک کا صدر بن جائے اور اس کے بعد وہ ملک کو ایک ایسی سمت لے جائے کہ جس کی وجہ سے پورا ملک نہ صرف عدم استحکام کا شکار ہو بلکہ وہ بیرونی دنیا میں بھی اپنا مقام کھو دے، ایسے شخص کا جو ملک کے آئین کو دو مرتبہ توڑنے کی وجہ بنے، جو اس ملک میں عدلیہ کی بے توقیری کی وجہ بنے، جو اس ملک میں عدلیہ کے Judges کو گرفتار اور نظر بند کرے، جو اس ملک اور قوم کے سامنے یہ وعدہ کرے کہ میں 31۔دسمبر 2004 کو وردی اتار دوں گا اور اس کے بعد بھی وہ وردی نہ اتارے، جو اس ملک اور قوم کی سب سے بڑی عدالت میں اس بات کا وعدہ کرے کہ اگر میں اس صدارتی انتخاب کے بعد جو میں ایسی اسمبلی سے کروا رہا ہوں جو کہ چند دنوں کی مہمان ہے لیکن میں آنے والی پارلیمنٹ سے بھی اعتماد کا ووٹ لوں گا لیکن اس کے بعد وہ اعتماد کا ووٹ بھی نہ لے، جو پوری قوم کے سامنے یہ وعدہ کرے کہ یہ لوگ جو میرے ساتھ بیٹھے ہیں یہ لوگ جن کی میں نے جماعت بنائی ہے اگر یہ 18۔فروری کو ایکشن میں ہار گئے تو میں استعفیٰ دے دوں گا لیکن ان کی عبرت ناک شکست کے باوجود اور 18۔فروری کو عوام کے فیصلے کے باوجود وہ نہ مستعفی ہو بلکہ ایوان صدر میں بیٹھ کر جمہوریت کے خلاف سازشیں کرے۔ ہمارا یہ مؤقف ہے اور پنجاب اسمبلی کے اس معزز ایوان کا یہ مؤقف ہے کہ ایسا شخص ایوان صدر میں بیٹھنے کا حقدار نہیں ہے اور unfit ہے بلکہ اس کا بیٹھنا اس ملک و قوم کے لئے اور جمہوریت کے لئے خطرناک اور مضر ہے۔ اس لئے ہم نے یہ قرارداد پیش کی ہے اور آج اس قرارداد کے ذریعے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج اس معزز ایوان میں اس قرارداد کو پاس کرنے کے بعد اس ملک سے آمریت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج کے بعد رہتی دنیا تک کوئی آمر، کوئی جرنیل جرأت نہیں کر سکے گا کہ وہ اس ملک کی جمہوریت پر شب خون مارے۔ آج کے بعد کوئی طالع آزما اس ملک کے اوپر بربریت اور ظلم کی سیاہ رات مسلط نہیں کر سکے گا۔ آج یہ قرارداد جو پہلا قطرہ ثابت ہو گی اس کے ذریعے سے جو جمہوریت کا سورج طلوع ہو گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دھرتی کے اوپر ہمیشہ اپنا سایہ رکھے گا اور یہ دھرتی

قدم قدم آباد اور شاد رہے گی۔ میں اس موقع پر میاں محمد نواز شریف قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) اور جناب آصف علی زرداری شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس قوم اور ملک کی صحیح معنوں میں رہنمائی کی ہے۔ میں اس موقع پر ان تمام سیاسی کارکنوں کو جنہوں نے اس جمہوری جدو جہد کے لئے قربانیاں دیں، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں میں ان سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور سب سے بڑھ کر میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی جان کی قربانی دے کر آج اس ملک اور قوم کو جمہوریت سے ہمکنار کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بات پر اس پورے ایوان کو فخر ہے کہ اس ایوان کے قائد میاں محمد شہباز شریف نے نہ صرف اس جمہوری جدو جہد میں بے مثال کردار ادا کیا بلکہ یہ معاملہ جواب سمٹ رہا ہے اور finalize ہو رہا ہے اس میں بھی میاں محمد شہباز شریف کی جو جدو جہد، محنت اور لگن ہے اس کے اوپر بھی پورا ہاؤس انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ انہی گزارشات کے ساتھ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس قرار داد کو ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Assembly observes;

1. That under Article 41 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan the Punjab Assembly is a part of the electoral college for the election of the office of the President of Pakistan.
2. That notwithstanding the Punjab Assembly's objection to the validity or legality of the election held in October, 2007 for the office of the President of Pakistan, the Punjab Assembly is of the view:

That General (Retd) Pervez Musharraf is unfit to hold the office of the President by virtue of being guilty of violating the Constitution of Pakistan and/or of gross misconduct on the following, amongst other, grounds:

i) That General (Retd) Pervez Musharraf has subverted the Constitution of the Islamic

Republic of Pakistan twice by holding it in abeyance.

ii) He has violated and undermined the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and derailed the transition to democracy.

iii) That in terms of Article 41(1) of the Constitution, the office of the President represents the unity of the Republic General (Retd) Pervez Musharraf has violated the same and has caused to promote inter provincial tension, a deepened sense of deprivation, denied provincial autonomy thus leading to weakening the Federation.

iv) That the policies pursued by General (Retd) Pervez Musharraf during the last 8 years have brought Pakistan to the brink of a critical political and economic impasse. The incompetence and failure of his policies has plunged the country into the worst power shortage in its history and brought unprecedented misery upon the people. His policies have paralyzed the Federation and eroded the trust of the Nation in key National Institutions.

In the light of the above, we hereby call upon General (Retd) Pervez Musharraf to take a vote of confidence from his electoral college or resign in terms of Article 44(3) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan immediately. In case he fails to do so, we call upon and urge the Parliament to give Notice of impeachment in accordance with Article 47 of the Constitution."

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہوں گا۔ جیسا کہ یہاں پر حکومتی بنچز کی طرف سے تقاریر ہوئیں اور اپوزیشن بنچز سے ان کے خلاف تقریریں ہوئی ہیں تو میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج جس قرارداد کو وزیر قانون اس ہاؤس میں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ عام نوعیت کی قرارداد نہیں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کیونکہ آپ پاکستان میں اور خاص طور پر پنجاب میں سیاسی امر کا حصہ رہے ہیں۔ اس اسمبلی میں وہ شرمناک قرارداد بھی پیش کی گئی جہاں ایک باوردی جرنیل کے دوبارہ الیکشن کی حمایت کی گئی۔ یہاں اور بھی اچھی یا بُری قراردادیں پیش ہوئی ہوں گی، اس سے انکار نہیں لیکن آج بالخصوص اس صوبے کا اور پاکستان کی تاریخ کا ایک انوکھا دن ہے کہ ایک اسمبلی بھاری اکثریت سے یہ قرارداد پیش کرنا چاہتی ہے۔ جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کو اب یا تو خود ہی ہٹ جانا چاہیے یا اس کو impeach کیا جائے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں، یہاں بجلی کے بحران کا ذکر کیا گیا، یہاں ایک خاتون نے آٹے کی قلت کا ذکر کیا لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ آٹھ سال کسی شخص کو بلاشرکت غیرے حکومت کرنے کا موقع ملا ہے ماسوائے dictators کے۔ جب جمہوری حکومتیں آئی ہیں تو 12,22 مہینے یا اڑھائی سال اور اس شخص کی حکومت نے اس ملک کے لئے ایک میگاواٹ بجلی بھی نہیں بڑھائی۔ آپ کو یاد ہے اور ان خواتین و حضرات کو بھی یاد ہونا چاہیے کہ دو ملین ٹن گندم پاکستان سے 200 ڈالر فی ٹن کے حساب سے export کی جاتی ہے اس وقت حکومت کو یہ فکر نہیں تھی کہ ہمارے سٹور میں کتنا سٹاک پڑا ہے اور اپریل تک ہم نے لوگوں کو گندم دینی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں وجوہات بتانا چاہتا ہوں۔ آپ نے بڑے صبر سے ان کی باتیں بھی سنی ہیں، ذرا مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بات سنیں، اب آپ سننے کی بھی ہمت رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! ایک ایک خاتون نے ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ یہاں بات کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! جب put question ہو تو کیا پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! سرداری نظام ہر جگہ پر نہیں ہونا چاہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! دو ملین ٹن گندم یہاں سے 200 ڈالر فی ٹن کے حساب سے export کی جاتی ہے۔ اس وقت اس پرویز مشرف کو جس کے حکم کے تحت یہ کیا گیا، یہ خیال نہیں تھا کہ ہمارا سٹاک کتنا پڑا ہے اور ہم نے اپریل تک لوگوں کو گندم دینی ہے۔ پھر یکایک یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ اڑھائی ملین ٹن واپس import کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! relevancy ہونی چاہیے، وہ بار بار آپ کو کہہ رہے ہیں کیونکہ اب سوال put ہو گیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں جس مقصد کے لئے یہ باتیں کر رہا ہوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں نے پہلے جو بات کی ہے مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں رولنگ دوں گا۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: سارے حالات ان کے سامنے ہیں، یہ شرم کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! یہ سرداری نظام ہر جگہ پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پلیز! تشریف رکھیں۔ جی، سردار صاحب! پلیز مختصر کریں اور relevant رہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں اب مختصر کرتا ہوں اور ہاؤس کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اس قرارداد کی اہمیت کے پیش نظر میری آپ سے درخواست ہے کہ باقاعدہ counting کروائی جائے تاکہ پنجاب کے عوام کو آج پتا لگنا چاہئے کہ کون آمریت کے حق میں ووٹ دینا چاہتا ہے اور کون جمہوریت کے حق میں ووٹ دینا چاہتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ سے گزارش کروں گا کہ روایتی "Yes" اور "No" نہ کیا جائے بلکہ باقاعدہ گنتی کرائی جائے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں کہ انہوں نے رولز کی دھجیاں اڑادی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب کا کہنا ہے کہ ہمیں قرار داد کے حق میں ووٹنگ کرانی چاہئے یا ہاتھ کھڑے کرانے چاہئیں تو اس سلسلے میں، میں تمام حضرات سے گزارش کروں گا کہ قاعدہ نمبر 208 کی سب کلاز (2) کے تحت جو اراکین قرار داد کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اور سیکرٹری اسمبلی گنتی کروائیں۔

(اس مرحلہ پر پیش کی گئی قرار داد کے حق میں معزز ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے اور ایوان "گو مشرف گو کے" نعروں سے گونج اٹھا)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

معزز ممبران حزب اقتدار: "گو مشرف گو، مشرف کا جو یار ہے غدار ہے، غدار ہے۔"

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ برائے مہربانی گنتی کرنے دیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: مُک گیا تیرا شو مشرف، گو مشرف، گو مشرف میاں محمد شہباز شریف۔۔ زندہ باد، زندہ ہے بی بی۔۔ زندہ ہے۔

MR. SPEAKER: Please order in the House, order in the House.

معزز ممبران حزب اقتدار: مشرف کے جو یار ہیں۔۔ غدار ہیں، غدار ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر، آرڈر۔ گیلری میں کھڑے پریس کے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ تشریف رکھیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: آصف علی زرداری۔۔ زندہ باد، ایک زرداری۔۔ سب پہ بھاری، نعرہ بھٹو۔۔ جئے بھٹو، گو مشرف گو، گو مشرف گو۔ مک گیا تیرا شو مشرف۔۔ گو مشرف، گو مشرف۔

جناب سپیکر: تمام حضرات اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سوال کا دوسرا حصہ مجھے پڑھنے دیں۔ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ اب جو اس قرار داد کے خلاف ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ بھی اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر، آرڈر۔ گنتی کی جائے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: لوٹے، لوٹے، لوٹے، لوٹے۔

جناب سپیکر: آرڈر، آرڈر۔ اب نتائج سامنے آنے دیں اور ذرا سینے پر ہاتھ رکھیں۔ گنتی کروائی گئی ہے، قرارداد کے حق میں 321 ووٹ آئے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو۔ گو مشرف گو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی طرف سے اپنا رزلٹ سن لیا ہے، اب مجھے دوسری طرف کا رزلٹ بتانے دیں۔ آپ کی مہربانی، خاموشی اختیار کریں اور اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ قرارداد کے خلاف 25 ووٹ آئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر قرارداد کے حمایتی اراکین اسمبلی ایک بار پھر اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر "گو مشرف گو، گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو" کے نعرے لگانے لگے)

(قرارداد منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر ایوان میں موجود معزز اراکین اسمبلی قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کی نشست پر جا کر انہیں مبارکباد پیش کرنے لگے)

جناب سپیکر: معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف لے جائیں۔ اب قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف آپ سے مخاطب ہوں گے۔

صدر جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے مواخذے کی قرارداد منظور ہونے پر مبارکبادیں

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پنجاب نے اپنی پگ دوبارہ پنجاب کے عوام کے سر پر رکھ دی ہے۔ میں اس ایوان کو، تمام بہنوں اور بھائیوں کو سلیوٹ پیش کرتا ہوں اور میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کی قیادت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید کا خون آج رنگ لایا ہے اور آج مشرف اور اس کے حواریوں کا سیاسی قبرستان اس floor میں اپنی طرف سے پیش کر دیا ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ 58(2)b کا استعمال ہو سکتا ہے وہ اپنے دماغ درست کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 58(2)b کیوں لگے گا؟ کیا اس نئی حکومت جس کو 18- فروری کو عوام نے بھرپور mandate دیا؟ کیا بھاشا ڈیم نہ بنانے کا جرم ہم نے کیا؟ کیا جامعہ حفصہ میں قرآن کریم پڑھتی ہوئی یتیم بچیوں کو گولیوں کا نشانہ ہم نے بنایا؟ کیا وزیراعظم پاکستان کو ہتھکڑیاں ہم نے لگائیں؟ کیا اس ملک کے لیڈروں کو جلاوطن ہم نے کیا؟ کیا اس ملک کے آئین کو تار تار ہم نے کیا؟ کیا چیف جسٹس آف پاکستان کو گرفتار ہم نے کیا؟ کیا انصاف کو تار تار ہم نے کیا؟ کیا ماؤں اور بہنوں کے دوپٹوں کو تار تار ہم نے کیا؟ کیا کالے کوٹ والوں کے سر ہم نے پھاڑے؟ یہ ہیں وہ گھناؤنے جرم جو مشرف اور اس کے حواریوں نے کئے ہیں۔

جناب سپیکر! آج پنجاب اللہ کے فضل و کرم سے جاگ اٹھا ہے اور اس ایوان میں جس طرح یہاں پر قراردادیں لائی گئیں کہ وردی میں 10/10 مرتبہ ہم ایک آمر کو جتوائیں گے۔ اس وقت پنجاب کی عزت کو، پنجاب کی پگ کو پاؤں تلے روندا گیا۔ آج میں اس ایوان کو اور راجہ ریاض صاحب پارلیمانی لیڈر پیپلز پارٹی اور اپنے تمام ساتھیوں اور coalition پارٹیوں کو اور تمام معزز ممبران بہنوں اور بھائیوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی پگ کو دوبارہ پنجاب کے عوام کے سر پر رکھ دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ان اشعار کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ:۔

تم نے لوٹا ہے صدیوں ہمارا سکوں
اب نہ ہم پر چلے گا تمہارا فسوں
چارہ گر دردمندوں کے بنتے ہو کیوں
تم نہیں چارہ گر کوئی مانے مگر
میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا

(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آج ہاؤس کے تمام وہ ممبران جنہوں نے اس قرارداد کے حق میں فیصلہ دیا، ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج صوبہ پنجاب کی تاریخ میں ان منتخب عوامی نمائندوں نے ایک ایسا کام کیا ہے جو تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا اوران تمام حق پسند ممبران کو ہمیشہ یہ فخر رہے گا کہ انہوں نے ایک آمر کو اس کے عہدے سے ہٹانے کے لئے قرارداد اتنی majority کے ساتھ پاس کی تھی۔آج میں پنجاب کے عوام کو بھی مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے ان حق پرست لوگوں کو ووٹ دے کر پرویز مشرف اوراس کے حواریوں کے منہ پر طمانچہ مارا تھااور بے شمار دھاندلی، دھونس اور غنڈہ گردی کے باوجود انہیں پورے پنجاب میں چند نشستیں ملی تھیں لیکن ایک بات میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ کو میں ہمیشہ یہ کہتا رہا کہ ان کے پاس majority نہیں ہے، یہ اقلیت میں ہیں لیکن آپ نے ان کا Opposition Leader بنایا اور آج آپ نے انجام دیکھ لیا کہ forward block کے پاس 38 آدمی تھے اوراس نام نہاد اپوزیشن لیڈر کے پاس صرف 25 آدمی نکلے ہیں۔یہ زیادتی ہوئی ہے، دھاندلی ہوئی ہے اور میں اس زیادتی اوراس دھاندلی کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ جس کے پاس majority ہے، جس کو ہاؤس میں لوگوں کا زیادہ اعتماد حاصل ہے اس کو اپوزیشن لیڈر بنایا جائے۔آج کے اس واضح ثبوت کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جو نام نہاد اپوزیشن لیڈر ہے اس کو استعفیٰ دینا چاہیے لیکن یہ پرویز مشرف کا شاگرد ہے، پرویز مشرف کا بالکہ ہے، پرویز مشرف کا چمچہ ہے یہ ہرگز استعفیٰ نہیں دے گا۔جس طرح آج ہم نے پرویز مشرف کو اتارا ہے انشاء اللہ اسی طرح اس کو بھی اتاریں گے۔بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس تاریخی دن پر آپ کا، شہید جمہوریت بے نظیر بھٹو صاحبہ کا۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں محترمہ! اب میں ان کو floor دے چکا ہوں۔آپ نے صبح سے کتنی دفعہ floor لیا ہے ان کو تو باری اب ملی ہے آپ کچھ تو خیال کریں۔میں آپ کا شکر گزار ہوں، اس کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج سب سے پہلے شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی ایک تاریخی قربانی کو یاد کرتا ہوں اور سلام پیش کرتا ہوں۔ میں محترم آصف زرداری صاحب اور میاں محمد نواز شریف کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج کا دن ایک تاریخی دن ہے اور میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ 11-اگست 1947 کو پہلی دستور ساز اسمبلی سے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح ؒ نے خطاب کیا تھا اور باقاعدہ طور پر جمہوری روایات وہاں سے نکلی تھیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں، پاکستان کی اقلیتیں اور خصوصاً پنجاب کی اقلیتیں یہ سمجھتی ہیں کہ جو تحریک یا یہ قرارداد آج یہاں پر منظور ہوئی ہے وہ پاکستان کے تمام مظلوم، محروم، بے بس اور بدحالی کے شکار طبقات کے حق میں ہے۔ آج ہم پاکستان کو جمہوری پٹڑی پر چڑھانے جا رہے ہیں۔ آج کی یہ تاریخ اور قرارداد geocentric state کے لئے نہیں بلکہ democratic state کے لئے ہے کیونکہ قائداعظم محمد علی جناح ؒ نے 11-اگست 1947 کو اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ آپ اس مملکت پاکستان میں آزاد ہیں۔ آپ کا کسی ذات، عقیدہ، مذہب یا فرقہ سے تعلق ہو، کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ آج کا دن 11-اگست میں سمجھتا ہوں کہ یہ symbol of Federation ہے کہ اس Federation کو ہم نے geocentric بنیادوں پر نہیں بلکہ democratic بنیادوں پر چلانا ہے لہذا میں موجودہ حکومت خصوصی طور پر وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو، تمام اپنے معزز اراکین کو اور صوبہ بھر کے عوام کو پنجاب کی تمام اقلیتوں کی طرف سے اور خصوصاً All Pakistan Minorities Alliance کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر رانا مشہود احمد خان ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سید عبدالقادر گیلانی صاحب!

سید عبدالقادر گیلانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آج تمام coalition جماعتوں کو مبارکباد دیتا ہوں بلکہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

اے خاک نشینو! اٹھ بیٹھو
ہے وقت قریب وہ آ پہنچا
جب تخت گرائے جائیں گے
جب تاج اچھالے جائیں گے
ہے سر بھی بہت بازو بھی بہت

یہ جو جھوم کے دریا نکلے ہیں
تنکے سے نہ ٹالے جائیں گے

جناب سپیکر! میں آج تمام political جماعتوں کو یہ التجا کرنا چاہتا ہوں کہ جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کا ساتھ نہ دیں یہ جماعتیں خود عوام کو represent کرتی ہیں، یہ خود عوام کے نمائندے ہیں، یہ political party کا ایک process ہیں لہذا آج میں ان کو بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے جنہوں نے 8 سال ظلم اور تشدد کئے اس غریب عوام اور کسانوں پر جو یہ آج آٹے کی بات کرتے ہیں تو یہ انہی کی مہربانی ہے کہ آج ہمارے ملک میں آٹا نہیں ہے۔ یہ کالا باغ ڈیم کی بات کرتے رہے تو وہ ڈیم بنانے کے لئے نہیں بات کرتے رہے، کالا باغ ڈیم ایک ڈیم نہیں تھا ایک issue تھا جو صوبائی تقسیم کرنے کے لئے یہ اچھالتے تھے اور آج ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ کس فیتے سے ہماری حکومت کو ناپ رہے ہیں؟ یہ کس فیتے سے ہماری حکومت کی accountability کرنا چاہ رہے ہیں؟ چار پانچ مہینے کی حکومت کا اگر آپ موازنہ کریں 8 سال کے ساتھ تو یہ سراسر ہماری حکومت کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اس حکومت کو موقع دینا چاہیے کیونکہ 8 سال جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کو عوام نے دیکھ لیا۔ آج عوام کی ایک ہی آخری امید ہے اور وہ ہے پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن)۔ آج ایک coalition کو ہم نے اکٹھا اور مضبوط رکھنا ہے کیونکہ ہمارے پاس آج قائد اعظم محمد علی جناح رح نہیں ہیں، آج ہمارے پاس (شہید) ذوالفقار علی بھٹو موجود نہیں ہیں، آج ہمارے پاس محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) بھی نہیں ہیں اگر نہیں ہیں تو ہمیں اسی coalition کو مضبوطی سے آگے لے کر جانا پڑے گا کیونکہ جن بحرانوں میں مشرف ڈکٹیٹر نے 8 سال تک رکھا ہے آج اگر قائداعظم محمد علی جناح رح بھی آ جائیں اور ان کو کہیں کہ جناح صاحب! آپ نے یہ ملک بنایا تھا، آج آئیں مشرف نے جو گند کیا ہے اس ملک کو بحرانوں سے باہر نکالیں تو محمد علی جناح صاحب بھی ہاتھ کھڑے کر دیں گے کہ آج کا پاکستان میرے سے بھی درست نہیں ہو سکتا۔ لہذا میں اپیل کرتا ہوں پاکستانیوں سے، چاروں صوبوں کی عوام سے اور ساری جماعتوں سے کہ آج اکٹھا ہو کر اس جنرل (ریٹائرڈ) کا ہمیں مواخذہ کرنا پڑے گا، اس کو impeach کرنا پڑے گا اور پاکستان کو ایک راستے میں لانا پڑے گا۔

میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری، آپ کی اور اس پاکستان کے عوام کی دعائیں قبول کر لی ہیں۔ ہماری دعا اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے کیونکہ جس ظلم اور تشدد میں ہماری جماعتوں نے وقت گزارا، ہم نے جیلیں بھگتیں، ہم نے جلاوطنیاں دیکھیں، ہم نے اذیت دیکھی اور آج اللہ تعالیٰ رنگ لا رہا ہے، آج پاکستان پھر سے آباد ہو رہا ہے، آج ہمارا ملک پھر ترقی کے راستے پر جا رہا ہے اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ:

آہ جاتی ہے فلک پہ رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے
اے خدا! اب موڑ دے رُخ گردشِ ایام کے
طعنہ دیں گے بت مسلم کا خدا نہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔جناب سپیکر! آج سب سے پہلے میں آپ کی وساطت سے پنجاب اور پاکستان کے عوام کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔آج پاکستان کو ایک ڈکٹیٹر نے جس جگہ پر لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ ہم ایک no return point پر کھڑے تھے لیکن آج پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب کے عوام، پاکستان کے عوام کسی ڈکٹیٹر کے ساتھ نہیں ہیں اور مجھے آج یہ کہنے کی اجازت دیں کہ:۔

آج عجب سا منظر دکھائی دیتا ہے
ہر شخص یہ دُہائی دیتا ہے
محل کے سامنے اک شور ہے برپا
کہ امیر شہر کو اونچا سُنائی دیتا ہے

جناب سپیکر! آج ابھی کل کی بات ہے، پچھلی اسمبلی کا آپ بھی حصہ تھے، میں بھی اس کا حصہ تھا۔ ایک شہر میں آگ لگی ہوئی تھی اور ایک چھوٹی سی چڑیا اپنی چونچ میں پانی کے چند قطرے بھر کر اس آگ پر ڈال رہی تھی، کسی نے پوچھا کہ تیرے ان چند قطروں سے کیا یہ آگ بجھے گی؟ اس نے کہا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ آگ بجھتی ہے یا نہیں بجھتی، مسئلہ یہ ہے کہ کل جب کوئی تاریخ لکھنے والا لکھے گا تو میرا نام

آگ بجھانے والوں میں ہو گا، آگ لگانے والوں میں نہیں ہو گا۔ ہمارا نام کل بھی آگ بجھانے والوں میں تھا آج بھی ملک بچانے والوں میں ہے اور میاں محمد نواز شریف جو کل بھی یہ کہتے تھے کہ:۔

سفر اکیلے نہ کٹ سکے گا ساتھیو!
آؤ ساتھ ساتھ چلتے ہیں
تم حفاظت کرو سفینوں کی
ہم ہواؤں کے رُخ بدلتے ہیں

جناب سپیکر ! آج یہ اسمبلی مبارکباد کی مستحق ہے کہ انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا اور جو ہم کل یہ دعا کرتے تھے آج میرے اللہ نے وہ دعا پوری کی کہ:۔

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
یا رب! میرے کسی بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو ، زندگی وبال نہ ہو

بہت شکریہ۔۔۔ میاں محمد نواز شریف زندہ باد، میاں محمد شہباز شریف زندہ باد، محترمہ بے نظیر بھٹو زندہ باد، آصف علی زرداری زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زعیم قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اس تاریخی دن مجھے چند معروضات عرض کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ کا نام مجھے زبانی یاد ہے، تشریف رکھیں، میں ابھی بلاتا ہوں۔

سید زعیم حسین قادری: میں بہت محدود وقت میں چند معروضات اس مقدس ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن ایک تاریخی دن ہے۔ میں اس ایوان کے ہر رُکن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج اس ایوان کی بھاری اکثریت نے جس طرح جنرل پرویز مشرف کی جعلی آمریت کو مسترد کیا اس کی مثال پچھلے ساٹھ برس میں نہیں ملتی اور میں آج اس چیئر کو مخاطب کرکے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ بھی اس سنہری تاریخ کا حصہ بنے کہ آپ کے ہوتے ہوئے اس ایوان نے یہ جمہوریت پسند قرارداد منظور کی۔ میں سلام پیش کرتا ہوں اپنی قیادت قائد عالم اسلام میاں محمد نواز شریف اور جناب علی آصف زرداری کو کہ یہ وہ قیادت ہے کہ جس کے بارے میں شاعر نے خوب کہا کہ:

چراغِ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
وہ جن کے خورشید ہیں آستینوں میں
کہیں سے ان کو بلاؤ بڑا اندھیرا ہے

آج یہ قیادت اس ملک کے سولہ کروڑ عوام کے لئے وہ خورشید ثابت ہوئی، وہ خواب کی تعبیر ثابت ہوئی جو پچھلے ساٹھ برس میں اس قوم کو نصیب نہیں ہو سکی تھی، آج اس قرارداد کے ذریعے ہم نے یہ ثابت کیا کہ اس ملک کے خصوصی طور پر پنجاب کے نو کروڑ عوام صرف اور صرف جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں، آج یہ قرارداد ایک ایسے غاصب، قاتل اور آمر جرنیل کے خلاف پیش کی جس نے اس ملک کی حمیت اور عزت کو داغدار کیا، اس نے نہ صرف اس ملک کی سولہ کروڑ عوام کو اپنے اقتدار کے لئے بیچ ڈالا بلکہ جب بھی اس کے آقاؤں نے اشارہ کیا تو اس نے ملکی معاملات پر اپنے اقتدار کو ترجیح دی۔ آج ہم یہ قرارداد ایک ایسے شخص کے خلاف پیش کر رہے ہیں جو آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن بھارت کی قیادت کے ساتھ بس پر سفر کرکے ساٹھ برس میں پہلی بار اس ملک کی حمیت کو تسلیم کیا، پاکستان کی entity کو مینار پاکستان پر تسلیم کیا، یہ وہ شخص ہے جو کارگل پر چڑھ دوڑا، اس نے نہ صرف اس عمل کو سبوتاژ کیا بلکہ خطے میں رہنے والے مسلمانوں کو جنگ کی طرف دھکیل دیا، یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے جامعہ حفصہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو قتل کیا، بلوچستان میں اس محب وطن سردار اکبر بگٹی کے قتل کا موجب بنا جس نے اس ملک کی قرارداد پر دستخط کئے تھے، آج شمالی وزیرستان

اور جنوبی وزیرستان اس شخص کی وجہ سے آگ و خون میں نہلایا گیا ہے۔ میں اپنی بات کو لمبا نہیں کروں گا، صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جنرل مشرف!

تم نے جس خون کو مقتل میں چھپانا چاہا
آج وہ کوچہ و بازار میں آنکلا ہے

آج پوری قوم یک زبان ہو کر یہ بات کہہ رہی ہے کہ جنرل پرویز مشرف ہم تمہیں اور تمہاری آمریت کو مسترد کرتے ہیں، ہم تمہاری بنائی ہوئی سیاسی جماعتوں کو مسترد کرتے ہیں۔ مجھے بہت دُکھ ہوا کہ ایک بہت سینئر پارلیمنٹیرین، جب اس قرارداد کو پیش کیا گیا تو وہ بیٹھے رہے، جمہوریت کے چیمپئن اور علمبردار بنتے رہے، اسی وجہ سے دھکیلے گئے، نیشنل اسمبلی سے Provincial Assembly میں آ گئے۔ آپ دیکھیں گے کہ آج جن لوگوں نے جنرل پرویز مشرف کا ساتھ دیا ہے یہ قوم، اس قوم کے ووٹر اگلی دفعہ ان کو یونین کونسل کے ناظموں تک محدود کر دے گی۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج پاکستانی قوم نے اپنے تشخص کے لئے جس قرارداد کو پاس کیا ہے وہ قرارداد انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں آمریت کے دروازوں پر ایسے قفل لگا دے گی کہ یہ جنرل رات کے اندھیروں میں کبھی بھی اس ملک کے اقتدار پر قبضہ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے، میں انہی الفاظ سے آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں سب سے پہلے یہ بات کرنا چاہوں گا۔۔۔ تمام معزز ممبران تشریف رکھیں، پلیز۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ یہاں پر بہت زیادہ دوستوں نے نام بھیجے ہوئے ہیں اور ٹائم کی بھی بندش ہے تو مختصر پانچ منٹ کا ٹائم دے دیا جاتا ہے، میرے خیال میں اس میں دوست اپنی بات کو مکمل کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ ہمارے بڑے سینئر پارلیمنٹیرین یہاں پر ممتاز جج صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میرے پاس ان کی بھی چٹ آئی ہوئی ہے وہ بات کر لیں، پھر اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ منسٹر صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔

چودھری ممتاز احمد ججہ: جناب سپیکر! آج اس ایوان کے اندر جو قرارداد پاس ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ 18۔فروری کو قوم نے جو mandate دیا تھا اور اس فیصلے کے بعد اس ملک کی جو سیاسی قوتیں تھیں ان کے اوپر ایک آزمائش تھی، ان کا یہ ایک امتحان تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کے فضل و کرم سے اس ملک کی عوامی قوتیں اب کامیاب ہوئی ہیں، وہ اپنے امتحان میں پاس ہوئی ہیں اور آج اس کا یہ ایک آغاز ہے کہ اس ہاؤس کے اندر اس قرارداد کے ذریعے ہم نے اس 18۔فروری کے mandate کو، قوم کے اس فیصلے کو ہم نے سلام کرتے ہوئے اس کا احترام کیا ہے، قوم نے جو چاہا تھا آج اس کا ہم نے آغاز کیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اس ملک کی عوامی قوتیں اپنے اس mandate کا پاس کرتے ہوئے اس ملک کے اندر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کا خاتمہ کریں گی۔ مجھے یہ یقین ہے کہ اس طرف بیٹھے ہوئے ہمارے ساتھی آج بظاہر ہمارے ساتھ نہیں ہیں لیکن ان کے ضمیر ہمارے ساتھ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے کہ اب اس ملک کے 16 کروڑ عوام سیاسی طور پر بالغ ہو چکے ہیں۔ اب اس ملک کے اندر کبھی بھی کسی آمر کو انشاءاللہ یہ جرأت نہیں ہوگی کہ وہ اس ملک کی سیاسی حکومتوں کا خاتمہ کر کے اقتدار پر قبضہ کرے۔ میں تو ایک اور گزارش کروں گا، اپنے اتحادی دوستوں سے گزارش کروں گا، ان سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ تھوڑی سی ہمت کر لو اور اس آمر کو کیفر کردار تک پہنچا دو۔ اس کا ٹرائل کر لو تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پیچھے سے آنے والی وہ ٹولی جو کاکول سے نکلتے ہوئے اپنے ذہن میں اس ملک کی صدارت کا نقشہ کھینچ لیتی ہے اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باب بند ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت ہے کہ اس ملک کی سیاسی قوتیں مل کر ایک ایسا تاریخی فیصلہ کر لیں کہ پھر کبھی بھی کسی آمر کو اس ملک کی سیاسی بساط لپیٹنے کی ہمت نہ ہو۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے انہوں نے ٹائم مانگا ہوا ہے ان کے بعد پھر بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: please, please, pleaseاپوزیشن کا پورا right ہے ان کی بات سنیں، بیٹھیں، پلیز۔ بیٹھیں، پلیز۔ بیٹھیں۔ آپ لوگ ہاؤس کے اندر آرڈر کا خیال رکھیں۔ دیکھیں! آپ لوگوں کی یہاں پر majority ہے، اپوزیشن کا بھی اتنا right ہے۔.let them talk پلیز بیٹھیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ جی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا اور آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ میری پوری کوشش ہوتی ہے کہ میں جب بھی floor پر کھڑی ہوں تو میں کوئی relevant بات کروں اور کوئی ایسی بات نہ کروں کہ مجھے بعد میں یہ احساس ہو کہ میں ایسی بات کر گئی اتنے اہم منصب پر کھڑے ہو کر جو کہ مجھے زیب نہیں دیتی تھی۔ اپنی ایک دعا سے اپنی اس بات کا آغاز کروں گی کہ یااللہ ہمیں ہوش کے ناخن دے اور ہمیں جوش میں آکر ایسے فیصلوں سے محفوظ فرما جو پاکستان کے لئے کہیں پر بھی نقصان دہ ثابت ہوں۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے اور میرے معزز بھائی راجہ ریاض صاحب نے جو اپنی بات کرتے ہوئے تضحیک کا نشانہ بنایا اور اپوزیشن کے ممبران کو صرف 25 کی تعداد کو issue بنا کر انہوں نے بہت تیر اور نشتر چلائے، میرے معزز بھائی نے بھی لگاتار ہمیں نشانہ بنائے رکھا تو میں یہ درخواست کروں گی کہ جب اس فورم پر کھڑے ہو کر کوئی میرا معزز بھائی جمہوریت کی بات کرتا ہے اور جمہوریت کا علمبر دار بننے کی بات کرتا ہے اور جمہوریت کے داعی ہونے کا واویلا کرتا ہے تو وہ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اپوزیشن کے بغیر جمہوریت نامکمل ہے؟ وہ یہ چیز کیوں بھلا دیتے ہیں اپنے ذہنوں سے کہ اگر ہم اس وقت 25 بیٹھے ہیں یا چار بیٹھے ہیں یا دو بیٹھے ہیں تو جمہوریت کا حسن اپوزیشن میں ہی پوشیدہ ہے؟ اگر یہ اپوزشن نہیں ہوگی اور غلط ہتھکنڈوں سے اس اپوزیشن کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی اور یہاں سے اپوزیشن کو ختم کر کے باہر بٹھا دیا جائے گا تو یاد رکھیے کہ یہ آمریت سے بھی بدترین جمہوریت کی شکل ہوگی۔ ایسی جمہوریت سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جائے تاکہ ہم اپنے پیروں پر کھڑے رہیں اور کسی بھی انتقامی کارروائی یا کسی تضحیک کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ ہم اپوزیشن میں بھی رہتے ہوئے اس ملک کے لئے کھڑے ہیں اور اس ملک کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ محب الوطن ہیں تو ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ آپ محب الوطن ہیں اور آپ بھی اس چیز کا یقین رکھیں کہ ہم بھی محب الوطن ہیں، ہم بھی اپنی سرزمین کے لئے کھڑے ہیں، اپنے لوگوں کے لئے کھڑے ہیں۔ جہاں جہاں اگر حکومتی بنچوں میں کہیں طاقت کے نشے میں چور ہو کر، کہیں اپنی

گدی پر بیٹھ کر اپنی اکثریت کے وجود کو لے کر کہیں نشے میں چُور ہو کر اگر آپ لوگوں سے کوئی غلطی ہونے لگے، قدم ڈگمگانے لگیں تو ہم آپ کی نشان دہی کرتے رہیں۔ خدارا! اپوزیشن کو قائم رکھنے میں اپنا role ادا کریں اور اپوزیشن کے لوگوں کو خریدنے کی بدترین ابتداء نہ کریں اور اپوزیشن قائم ہے تو جمہوریت کا حسن قائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پانچ منٹ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک بات آپ سے اور کرنا چاہتی ہوں۔ just 30 seconds (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز پلیز۔ جی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ بات کہوں گی کہ آج اگست کا مہینہ ہے اور 1947 کا وہ دور جس وقت پاکستان معرض وجود میں آ رہا تھا، آج وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قائداعظم کی روح پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ

لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کر
رکھنا میرے بچو اس دیس کو سنبھال کر

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں، بعد میں، میں ٹائم دوں گا، نہیں، نہیں پانچ منٹ کا پہلے ٹائم جب میں نے آپ کو دیا ہے، اب پلیز! اس پر بحث نہ کریں، آپ کو میں دوبارہ ٹائم دوں گا۔ طیبہ ضمیر صاحبہ!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، طیبہ ضمیر صاحبہ! میں ابھی آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں let me conduct this House in order۔۔۔ جی، اعجاز شفیع صاحب! پلیز میری بات سنیں، میں آپ کو ابھی ٹائم دیتا ہوں۔ پہلے طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج اس مبارک موقع پر اس مبارک ایوان کو اور صوبہ پنجاب کے بالخصوص اور پاکستان کے عوام کو بالعموم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ وہ لمحات ہیں کہ آج کا دن پاکستان کی کروڑوں سال تک آنے والی تاریخ کا ایک حسین باب بن جائے گا اور سنگ میل کی حیثیت اختیار کر لے گا۔ اس میں جو فلسفہ مظہر اور پوشیدہ ہے وہ ہے

آمریت اور جمہوریت۔ I am thankful to you. آپ نے مجھے اپنے مافی الضمیر کے مطابق بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس معزز ایوان کو پھر مبارکباد دیتی ہوں کہ اللہ رب العزت نے آپ کو میاں محمد نواز شریف، پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور شریک چیئرمین پیپلز پارٹی جناب آصف علی زرداری کی بدولت اور ان کی قیادت نے یہ credit receive کیا ہے کہ وہ آمر جس کے لئے پاکستان کی گلیوں، کوچوں میں اور ہر کارنر سے آواز اٹھائی جاتی تھی کہ یارب العزت ہمیں اس ظالم اور جابر حکمران سے نجات دے دے تو یہ ہماری قیادت اس کی نجات دہندہ ثابت ہوئی ہے۔

ہم نے تو ہمیشہ آندھیوں میں جلائے ہیں چراغ
ان کی منشا ہے یونہی اندھیرا رہے

جناب سپیکر! جب ہم مٹھی بھر اپوزیشن کی باتیں سنتے ہیں تو بڑا افسوس ہوتا ہے۔یہ اس وقت کہاں تھے جب اس ظالم ڈکٹیٹر نے جامعہ حفصہ کے اندر قرآن پاک پڑھتی ہوئی زلزلہ زدگان کشمیریوں کی کم سن بچیوں کو کیمیائی گیسوں سے خاکستر کر دیا تھا۔ ہاں! آج ہم نے اس قرارداد کے ذریعے جامعہ حفصہ کے معصوم شہیدوں کا انتقام لیا ہے۔آج ہم نے شہید بے نظیر بھٹو کا انتقام لیا ہے۔ آج ہم نے پرویز مشرف سے انتقام لینا ہے جس نے آئین کی دھجیاں اڑائیں اور آئین کا حلیہ بگاڑا۔ L.F.O اور سترہویں ترمیم کے ذریعے آئے دن آرڈر آتا لیکن کبھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی، کبھی کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی، کبھی کسی کا ضمیر ٹس سے مس نہ ہوا کہ یہ جابر کس طریقے سے پاکستان کو بدنام کر رہا ہے؟ اس نے خارجہ پالیسی کو ناکام بنا دیا۔اس نے سٹاک ایکسچینج کو تباہ کر دیا۔اس نے اپنی ایجنسیوں کے ذریعے پاکستانیوں کو القاعدہ بنا دیا اور امریکہ کے لئے کبھی کوئی ویڈیو جاری کر دیتا اور کبھی کوئی، یہ سب ڈرامائی باتیں ہیں، اس نے یہ سارا کچھ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے کیا۔یہ تو پاکستان کو بیچ بیچ کر ڈالر حاصل کرتا رہا ہے۔اس نے تو پاکستان کی فوج پر بھی خرچ نہیں کیا۔یہ تو قدرت کی طرف سے اس کا مواخذہ آ گیا ہے۔اس نے طاقت کے بل بوتے اور گن پوائنٹ پر جو کرتوت کئے ہیں ان کا اس نے حساب دینا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔پلیز! بیٹھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب اعجاز شفیع!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جب تک میں نہ کہوں آپ نے کھڑے نہیں ہونا۔ Order in the House

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں routine کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں نے آج سے تین دن پہلے اپنے علاقے کا ایک مسئلہ raise کیا تھا جس پر جناب نے تین دن کا ٹائم دیا تھا کہ تین دن کے اندر اندر اس کی انکوائری رپورٹ آئے گی اور لاء منسٹر صاحب نے بھی یہ promise کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔اس لئے آپ پہلے میری بات سن لیں پھر آپ بات کرنا۔ذرا پہلے میری بات سن لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔چونکہ آج سارے بزنس کو معطل کر کے صرف اس کو رکھا گیا ہے۔آپ یہی بات کل کر لینا۔کل اسے take up کریں گے اور اس پر بات بھی کریں گے اس لئے آج اسے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب میں خواجہ اسلام صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

خواجہ محمد اسلام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو اور آپ کی وساطت سے محسن پاکستان، محب پاکستان میاں محمد نواز شریف، قائد ایوان، قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت جناب آصف علی زرداری کو اور جس کی شہادت کے نتیجے میں ہمیں آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو، سردار ذوالفقار علی کھوسہ، راجہ ریاض، رانا ثناء اللہ خان اور یہاں پر جتنے بھی ہیرے بیٹھے ہوئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہیرے نہیں بلکہ آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ ہیرو بن چکے ہیں ان سب کو اور پنجاب

کی پوری عوام کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ ان کی تمام تر محنتوں اور خدمات کے نتیجے میں یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ہم جس تحریک کے نتیجے میں یہاں تک پہنچے ہیں اس میں اگر وکلاء برادری کا خون شامل نہ ہوتا تو شاید ہم آج یہاں نہ بیٹھے ہوتے اس لئے میں اپنے وکلاء بھائیوں کو اس یقین کے ساتھ کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس ملک میں عدلیہ کی بحالی ان کے نصیب میں آ چکی ہے اور ان کا مقدر بن چکی ہے، انشاء اللہ اس ملک میں عدلیہ بھی بحال ہو گی اور چیف جسٹس بھی بحال ہوں گے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کا ڈکٹیٹر، آمر، بد عنوان اور کرپٹ جنرل جو امریکہ کا چیلہ بنا ہوا تھا اسے اس بات سے سبق لینا چاہیے تھا اور ان کو یاد ہو گا کہ 1974 میں امریکہ میں بھی مواخذہ ہوا تھا لیکن اس وقت کا حکمران مواخذے سے پہلے ہی استعفیٰ دے کر جا چکا تھا لیکن یہ اپنے اقتدار کے بھنور میں پھنسا ہوا ہے جسے نہ پاکستان سے، نہ پاکستان کی عوام سے اور نہ ہی کسی اور سے محبت ہے بلکہ اسے صرف اپنے اقتدار سے محبت ہے اور اپنے اقتدار کے لئے ہی سب کچھ کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پاکستان کی عوام میاں محمد نواز شریف کے اس دو ٹوک رویے اور عزم کی بنا پر پہلی مرتبہ یہ محسوس کر رہی ہے کہ پاکستان کے فیصلے پاکستان میں ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی قرارداد پاکستانی عوام کی امنگوں کے عین مطابق ہے اور پنجاب کے لوگوں کے احساسات کی نشانی ہے۔ لہذا اس بات کا کریڈٹ میاں محمد نواز شریف کو جاتا ہے اور آج پنجاب کی عوام پکار پکار کر میاں نواز شریف کو یہ کہہ رہی ہے کہ:

خودی کے زور پہ دنیا پہ چھا جا
مقام رنگ و بو کا راج پا جا
جنگ بہل سہل آشنا رہ
کف سہل سے دامن پھیلاتا جا

جناب سپیکر! آج کی اس قرارداد کے بعد پوری قوم اطمینان اور طمانیت محسوس کرے گی اور محب وطن میاں محمد نواز شریف نے اپنی سیاسی بصیرت۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! چونکہ آج time follow کر رہے ہیں اس لئے تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! مجھے صرف شعر پڑھ لینے دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن! خواجہ صاحب کو شعر پڑھ لینے دیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آج میاں نواز شریف پاکستان کی عوام اور ارض وطن کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ:

گردشیں لوٹ گئیں میری بلائیں لے کر
اپنے ہی کاندھے پر تو اپنی چتائیں لے کر
ہر سو پھیلی تھی گھٹن شہر سخن میں عارف
جب میں آیا تھا تازہ ہوائیں لے کر

بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! Thank you very much for giving me time. میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن پنجاب کی تاریخ میں ایک تاریخی دن ہے کہ پنجاب کی 9 کروڑ عوام جو چاہتے تھے اور جس کے لئے پنجاب کی 9 کروڑ عوام نے ہمیں اس اسمبلی میں بھیجا تھا۔ پنجاب اور پاکستان کی عوام نے 18۔فروری کو اس آمر ،جابر ، غاصب، جنرل پرویز مشرف کے خلاف جو mandate دیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ آج ممبران نے اپنے عوام کے ووٹ کے تقدس کو پامال نہیں کیا بلکہ انہوں نے جس مقصد کے لئے ووٹ دیا تھا۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! محترمہ نے نشاندہی کی ہے کہ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجتبیٰ صاحب! ذرا تشریف رکھیے، یہاں پر کورم کی نشاندہی ہوئی ہے۔لہذا گنتی کی جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب گنتی ہو رہی ہو تو اس وقت کوئی بات نہیں ہو سکتی۔پلیز! تشریف رکھیں۔ No cross talk چونکہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہو چکے ہیں لہذا اب دوبارہ گنتی کی جائے۔ معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 12-اگست 2008، صبح 00-10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

398

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12-اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

2۔ سوالات (محکمہ جات زراعت اور خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودات قانون (جو پیش کئے جائیں گے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سرگودھا مصدرہ 2008

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف گجرات مصدرہ 2008

حصہ دوم

قرارداد (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ سوم (متفرق تحریک)

قاعدہ A-244 کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997
میں ترمیم کی تحریک

حصہ چہارم

عام بحث

400

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

منگل، 12۔اگست 2008

(یوم الثلاثہ، 9۔شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 32 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُل لِّعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُنفِقُواْ مِمَّا رَزَقۡنَـٰهُمۡ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا بَيۡعٌ فِيهِ وَلَا خِلَـٰلٌ o

سورۃ ابراہیم آیت 31

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو گا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیںo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جناب خادم حسین فریدی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

زمین آسماں میں مکاں لامکاں میں
کوئی آپ سا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے
وہ سدرہ کا راہی حبیب الٰہی
کوئی دوسرا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے
سبھی دائیوں نے حلیمہ سے پوچھا
تیرے پاس کیا ہے تو بولی حلیمہ
انہیں دیکھ کر تم بتاؤ کہ ایسا
کسی کو ملا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے
کہاں تک کرے کوئی توصیف ان کی
خدا جبکہ کرتا ہے تعریف ان کی
ظہوری کسی سے نبی کی ثناء کا
ہوا حق ادا ہے؟ نہیں ہے نہیں ہے

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

تعزیت

سابق رکن اسمبلی جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ ہمارے اس ہاؤس کے ایک سابق معزز رکن جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ جو کہ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر بھی رہ چکے ہیں اور بعد میں ایم پی اے بھی رہے، قضائے الٰہی سے ان کی وفات ہو چکی ہے۔ میں مولوی صاحب سے کہوں گا کہ ان کے لئے فاتح خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق رکن اسمبلی جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد افضل چیمہ (مرحوم)
کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں باقی صاحبان تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا ہے، ذرا خیال کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں مختصر عرض کرتا ہوں۔ پنجاب اسمبلی میں جو کل قرارداد پیش کی گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میرے خیال میں اگر کوئی بات relevant ہو تو ٹھیک ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے relevant گفتگو کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو آج کی sitting میں کافی مواقع ملیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

نہ ہے دورِ گورِ نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

جناب سپیکر! میں اپنے بائیں طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں کو جنہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر objection کیا ہے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپوزیشن کا جمہوریت میں بڑا اہم کردار ہے اور اپوزیشن جو ہوتی ہے وہ writ in government ہوتی ہے لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ جمہوریت کے اس سفر میں، جمہوریت کی اس جنگ میں آئین پاکستان کی بالادستی کی خاطر، اپوزیشن بھی ہمارا ساتھ دیتی۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے---

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ اس طرح مناسب نہیں لگتا۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! مستی خیل صاحب بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ پچھلی دفعہ ایم۔ این۔ اے بھی رہے ہیں مگر میں بڑے دکھ کے ساتھ عرض کروں گا کہ last time انہوں نے صدر صاحب کو ووٹ بھی دیا تھا اور ان کے حق میں بڑے جلسے جلوس بھی نکالے تھے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر تقریر کرنا اور اس طرح ہاؤس کا وقت ضائع کرنا ٹھیک نہیں۔ نئے لوگ ایسا کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں مگر مستی خیل جیسے سینئر پارلیمنٹیرین ہاؤس کا، آپ کا اور سب کا وقت ضائع نہ کریں۔ آپ ہاؤس کو routine کی کارروائی کی طرف لائیں۔ اس طرح تقریر کرنی ہے تو بہت سارے مواقع ہیں۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! اب آپ کو موقع بعد میں ملے گا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے ناں۔ آپ تشریف رکھیں، پھر آپ کو موقع مل جائے گا۔ مستی خیل صاحب آپ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب ہمیں وقفہ سوالات شروع کرنا چاہئے۔ آپ تشریف رکھیں۔ نمبر ایک بات تو یہ ہے کہ جب ایک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں تو دوسرے صاحبان کو انتظار کرنا چاہئے۔ مناسب نہیں لگتا کہ پانچ پانچ آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جائیں۔ جب ایک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں تو دوسرے صاحبان کو خود بخود چاہئے کہ وہ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوا تو میں سنوں گا ورنہ آپ کا مائیک بند کرا دوں گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں پچھلے 25 دن سے پٹواریوں کی ہڑتال چلی آ رہی ہے۔ عوام اس سلسلے میں بہت پریشان ہیں۔ منسٹر ریونیو سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ اگر یہ پٹواری ہڑتال ختم نہیں کرتے تو ان کو ہٹا کر نئے لوگ لگائیں تاکہ پنجاب کے لوگوں کی یہ پریشانی دور ہو۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

گلاب دیوی ہسپتال لاہور کے زنانہ وارڈ میں لگے اے۔ سی نہ چلنے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ گلاب دیوی ہسپتال کے زنانہ کارڈیک وارڈ میں اے سی لگے ہوئے ہیں لیکن انہیں چلایا نہیں جا رہا جس کی وجہ سے امراض دل میں مبتلا خواتین بڑے کرب میں مبتلا ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر لفٹ بھی proper نہیں چل رہی، جنریٹر نہیں چل رہے تو یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے اہم بات اور کوئی نہیں ہے کہ مریض بڑے بُرے طریقے سے suffer کر رہے ہیں۔ وزیر صحت کو اس سلسلے میں گوش گزار کیا جائے کہ وہ اس پر کوئی ایکشن لیں۔

جناب سپیکر: جی، وزارت صحت کے انچارج وزیر کون ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے تو اس کا پتا کروا لیتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے کو حل کروا دیتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات (محکمہ جات زراعت و خوراک)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! انتہائی اہم معاملہ کی طرف نشان دہی کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: کون سا ایسا اہم مسئلہ ہے جو کسی کا ضروری نہیں ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم مسئلہ کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ بہت ضروری ہے تو مسئلے سارے ہی ضروری ہیں۔۔۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! معزز خواتین اراکین اسمبلی کے نماز پڑھنے سے متعلق بات ہے کہ اسمبلی میں نماز پڑھنے کے لئے ان کے لئے کوئی مخصوص جگہ نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آپ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ جو قراردادیں پیش ہوئی ہیں، ہمارے بہت سے اراکین جو نئے آئے ہیں، ان کی کبھی باری نہیں آئی۔ کل بھی ہم اس انتظار میں بیٹھے رہے اور 20/20 چٹیں ہم نے دی ہیں لیکن ہماری باری نہیں آئی۔ اتنے اہم issues تھے اور اتنی اہم قراردادیں پیش ہوئی ہیں اور ہم اس پر اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی موقع دیا جائے۔ یہ ستم ظریفی ہے کہ:

عجب دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
جہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! ہمیں بھی یہ موقع دیا جائے کہ جو قرارداد کل اس ہاؤس میں پاس ہوئی ہے تو ہم بھی بہت سے اراکین کل سے اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: چلیں۔آپ تشریف رکھیں۔مہربانی۔اگر آپ نے سوالات کے جوابات نہیں سننے تو آپ کی مرضی ہے۔مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ یہ حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔ جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 68 ہے۔ میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ اپوزیشن کی ان محترمہ کو ٹائم دے دیں۔کل بھی یہ کہتی رہی ہیں۔انہیں تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیسے مجھے کہہ سکتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ سے request کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال کا نمبر پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میرے سوال کا نمبر 68 ہے۔

تحصیل چنیوٹ: گندم کی خریداری کے لئے محکمہ خوراک کے سنٹرز کی تفصیل

*68: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے گندم کی خریداری کے لئے تحصیل چنیوٹ میں سنٹرز بنائے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سنٹرز کے نام مع انچارج اور کہاں کہاں بنائے گئے ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ خوراک جھنگ نے گندم کی خریداری کے لئے تحصیل چنیوٹ میں پانچ سنٹرز کھولے ہیں۔

(ب) تحصیل چنیوٹ کے سنٹروں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام انچارج سنٹر	مرکز خرید گندم
فہیم خان فوڈ گرین انسپکٹر	چنیوٹ
علی اکبر فوڈ گرین انسپکٹر	چک نمبر 11

چودھری منیر احمد اے ایف سی	جامعہ آباد
ملک گلزار حسین فوڈ گرین انسپکٹر	چناب نگر
مہر محمد ستی اے ایف سی	لالیاں

جناب سپیکر: اس کا جواب آ چکا ہے، کیا آپ اس سے مطمئن ہیں یا کوئی ضمنی سوال کرنا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک سوال نمبر 68 تھا جسے توڑ مروڑ کر دو بنا دیئے ہیں۔ ایک نمبر 68، دوسرا نمبر 72 اور جو میرا مسئلہ تھا وہ درمیان سے ویسے ہی غائب ہو گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ ہمارے ضلع میں کم از کم 15/15 اور 16/16 سال سے لوگ لگے ہوئے ہیں۔ میرا اس سوال میں سے وہ جز ہی غائب ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ممکن ہے ایسا نہیں ہو سکتا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں صحیح کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: تو آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔ جو کاپی آپ کے پاس ہے اور جو آپ نے جمع کروائی ہے وہ ہمیں دکھائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میں وہ کاپی تو آج نہیں لایا۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر آپ ضمنی سوال کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ فوڈ آفیسر پچھلے چودہ، پندرہ سال سے تعینات ہیں، کیا وہ ڈسٹرکٹ انہیں الاٹ ہو گیا ہے یا کیا چکر ہے کہ وہ اتنے عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ جب میں نے سوال کیا تھا تو وہ تھے لیکن آج پتا نہیں ان کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے بھائی کو یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ اگر سوال دو حصوں میں بٹ گیا ہے تو محکمہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اسمبلی آفس سے پتا کریں کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے جو سوال نمبر 68 کیا تھا اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اور اس کے بارے میں اگر یہ مطمئن ہیں تو وہ بتا دیں اور اگر ضمنی سوال ہے تو وہ بھی بتا دیں۔ میں حاضر ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو جواب آیا ہے اور جو سوال یہاں ہے میں اس سے تو مطمئن ہوں۔ میں تو انہیں ضمنی سوال کر رہا ہوں کہ ہمارے جھنگ میں ایک مقامی آدمی ہے اور وہ پچھلے 15 سال سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کا نام لیں۔ کیوں اس کا نام لیتے ہوئے گھبراتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ فوڈ آفیسر ایک ہی ضلع میں ہوتا ہے اور وہ کوئی دو تو نہیں ہوتے؟ DFC ضلع میں ایک ہی ہوتا ہے۔ کوئی ڈھب، ڈھب ہے شاید کیونکہ نام تو اس کا مجھے بھی نہیں آتا۔ چلیں جناب! منسٹر صاحب اس کا نام ہی بتا دیں کہ وہاں DFC کون ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے۔ ابھی وہ خود ہی بتا رہے ہیں کہ انہیں ان کا نام بھی معلوم نہیں تو اس کے باوجود اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں مزید انکوائری کرنی ہے یا یہ کیوں وہاں بیٹھا ہوا ہے تو یہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔ ہم بیٹھ کر یہ معاملہ حل کر لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال میں ان کا نام ہی پوچھا ہے کہ ضلع جھنگ میں DFC کون ہیں؟ میں ان کے پاس بھی چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: یہ ڈسٹرکٹ آپ کا ہی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب!

جناب سپیکر: تو آپ کو DFC کا نام بھی معلوم نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس چیز کا پتا نہیں ہو گا تو میں نے وہی پوچھنا ہے۔ اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے وہ نام بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے نام نہیں پوچھا۔ ہمارے 36 اضلاع ہیں اور 36 ہی DFCs ہوتے ہیں۔ اگر یہ نام پوچھتے تو میں ضرور بتا دیتا اور ان کو خود نہیں معلوم تو یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں اور ان کے بارے میں یہ بھی کہہ رہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو support مل گئی ہے تو بتا دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کا نام۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ مطمئن ہو گئے ہیں اور بات پردے میں ہی رہنے دیں۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

گزشتہ دس برسوں کے دوران پنجاب میں زرعی اجناس کی فی ایکڑ پیداوار میں کمی و دیگر تفصیلات

*93: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ دس برسوں کے دوران پنجاب میں زرعی اجناس خصوصاً گندم، کپاس، چاول اور گنے کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنے فی صد کمی آئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اجناس کی مارکیٹ میں فراہمی میں کمی کی وجہ سے ان کی قیمتوں میں عوام کے لئے ناقابل برداشت اضافہ ہوا ہے؟

(ج) کیا اس کی وجہ بڑی لینڈ ہولڈنگز اور غیر حاضر زمیندارانہ نظام نہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو کیا حکومت پنجاب شہید ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے جنوری 1977 میں اعلان کردہ دوسری زرعی اصلاحات پر عمل درآمد کر کے اس فرسودہ جاگیرداری نظام کے خاتمہ کی طرف قدم اٹھائے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پچھلے دس برسوں کی مختلف فصلات کی فی ایکڑ پیداوار مندرجہ ذیل ہے:-

سال	گندم	کپاس	چاول	گنا
1998-99	24.1	16.1	26.3	464
1999-00	28.9	21.0	27.9	437
2000-01	26.7	19.8	28.6	472
2001-02	25.9	17.7	27.7	511
2002-03	27.3	19.2	30.8	489
2003-04	27.1	17.7	30.7	526

2004-05	29.5	24.5	30.7	556
2005-06	28.1	23.4	32.6	502
2006-07	30.1	21.9	31.2	572
2007-08	28.2	19.4	34.5	528

مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں فصلات کی فی ایکڑ پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ گندم کی پیداوار 17 فیصد، کپاس کی پیداوار 20 فیصد، چاول کی پیداوار 31 فیصد اور گنے کی پیداوار 14 فیصد بڑھی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محض اجناس کی کم فراہمی سے ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے قیمتوں میں اضافہ کی دیگر وجوہ بھی ہیں۔ مثلاً inputs کی قیمتوں میں عالمی سطح پر اضافہ، روپے کی قدر میں کمی، آبادی میں اضافہ۔ علاوہ ازیں گزشتہ چند سالوں سے غیر معمولی منافع کی خاطر ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ حکومت پنجاب ہر سطح پر اجناس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کوشاں ہے تاکہ ان کی بہتر فراہمی سے قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو روکا جا سکے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ پیداوار میں کمی بڑی لینڈ ہولڈنگ کی وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ لینڈ ہولڈنگ قانون وراثت کی وجہ سے مزید تقسیم ہو کر کم ہوئی ہے نیز یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کو منسٹر صاحب پڑھیں اور اس کے بعد میں ضمنی سوال کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ "کیا اس کی وجہ بڑی لینڈ ہولڈنگز اور غیر حاضر زمیندارانہ نظام نہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو کیا حکومت پنجاب شہید ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے جنوری 1977 میں اعلان کردہ دوسری زرعی اصلاحات پر عملدرآمد کر کے اس فرسودہ جاگیرداری نظام کے خاتمہ کی طرف قدم اٹھائے گی؟

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ پنجاب میں کہیں بڑی لینڈ ہولڈنگز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ پیداوار میں کمی بڑی لینڈ ہولڈنگ کی وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ لینڈ ہولڈنگ

قانون وراثت کی وجہ سے مزید تقسیم ہو کر کم ہوئی ہے نیز یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔"
تاہم میں یہ بتانے کو تیار ہوں کہ 85 فیصد ہمارے growers ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالک ہیں اور 99 فیصد growers 50 ایکڑ سے چھوٹے مالک ہیں۔ 99 فیصد جو ہمارے total farmers ہیں ان کی تعداد 99 فیصد کم ہے لہذا یہاں پر big land holders تو ہیں نہیں اگر کوئی تھے تو وراثتی تقسیم کے تحت مزید چھوٹے مالک بن گئے ہیں اس لئے پیداوار میں کمی کی وجہ یہ نہیں ہے اور جہاں تک زرعی اصلاحات کا تعلق ہے تو اب اتنی بڑی لینڈ ہولڈنگ رہی نہیں ہے تو میرے خیال میں ابھی کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں آپ کو اس میں تھوڑا سا بتا دوں ۔ ساڑھے آٹھ ہزار یونٹس P.I.Us یعنی Products Inducts Units پنجاب میں اس سے زیادہ رقبہ کوئی نہیں رکھ سکتا اور میری اطلاع کے مطابق نہ کوئی ہے۔ آپ ان کے سوال کا جواب ذرا صحیح طریقے سے دیں تاکہ وہ مطمئن ہو سکیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو پچھلی زرعی اصلاحات ہوئی تھیں اس میں 8 ہزار یونٹس P.I.Us سے چھوٹے زمیندار بچے تھے، بڑے زمینداروں میں تو وہ تقسیم ہو گئی تھیں جو پہلے زمینیں زرعی اصلاحات میں تقسیم ہوئی ہیں۔ اب پنجاب میں land holding نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس میں ابھی بھی کہتی ہوں کہ یہ land holding کم کیوں ہوئی ہے؟ اس کی کیا وجوہات تھیں؟ اس کی جو تقسیم کی گئی ہے وہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں میں کی ہے جن کے پاس پچاس پچاس مربع اراضی تھی۔ بے شک ہمارا تعلق شہر سے ہے لیکن اتنا ہمیں پتا ہے کہ جو یہاں پر feudalism ہے وہاں پر زمینوں کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے اور کتنے کتنے مربعے ان کے پاس ہیں آپ یہ بتائیں کہ پیداوار میں جو کمی ہوئی ہے یہاں پر figures بتائے گئے ہیں اس میں کپاس کی پیداوار میں کمی ہے۔ 2030 تک خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمارا انحصار اسی پیداوار پر ہے اس کو بڑھانے کے لئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر نے کہا ہے کہ پیداوار میں کمی کا سب سے بڑا مسئلہ بڑی land holdings کا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو دوسری طرف بھی دیکھنا چاہیے کہ شہروں میں دولت کی کوئی حد مقرر کر دینی چاہیے کہ لوگ اس سے زیادہ مالیت کی دولت اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ بجا فرما رہے ہیں لیکن دولت نے پیداوار نہیں کرنی زمین سے ہی پیداوار ہونی ہے۔ دولت اور زمین کا بہت فرق ہے لیکن اس فرق کو مٹانے کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ حکومتی سطح پر جو اقدامات ہیں وہ کرنے چاہئیں۔ ہمارے منسٹر صاحب بہت innocent ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ابھی ان کو اتنا پتا نہیں ہے، بے شک ان کا rural area سے تعلق ہے لیکن اگر ان کو بڑھانے کے لئے حکومتی سطح پر آبیانے کو معاف کر دیا جائے جس طرح وہ نمبردار اور پٹواری آبیانہ اکٹھا کرتے ہیں، بڑے land holder آ کر اپنی زمینیں مزارعوں کو دیتے ہیں، ان بیچاروں کو ملتا تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن ان کا طریق کار غلط ہے۔ جو کیڑے مار ادویات ہیں اور کھاد کی حکومتی سطح پر آج کل جو سمگلنگ کی جا رہی ہے اس کو روکا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کا جواب انہوں نے دے دیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ جواب دیتے ہوئے محکمے نے یہ لکھا ہے کہ مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ دس برسوں کے دوران فصلات کی فی ایکڑ پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ غلط statement ہے کیونکہ گوشوارے کے اندر دیکھا جائے تو گندم اور گنا جو ہماری دو بڑی فصلات ہیں ان کے اندر کمی آئی ہے۔ 07-2006 میں 30.1 اور 08-2007 میں 28.2 اور اسی طرح گنے کی صورت میں کمی آئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت جتنا پیسا research پر خرچ کر رہی ہے آیا جو figures اس

پیسے کی مناسبت سے ہیں کیا یہ اس سے satisfied ہیں، یہ محکمہ satisfied ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ:

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ ایک ایک کر کے اپنے سوال کو لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ سارے سوال ایک ہی چیز سے connected ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ ہندوستان جو ہمارا ہمسایہ ملک ہے اس کے حالات اور ہمارے حالات زمین اور فصلات کے لحاظ سے تقریباً ایک ہیں۔ اگر آپ دیکھیں ان کی گندم کی اوسط پیداوار 45 من فی ایکڑ ہے اور گنے کی اوسط پیداوار 1000 من فی ایکڑ سے زیادہ ہے۔ یہ محکمے والے کس طرح سے عوام کو satisfied کر رہے ہیں یہ اسمبلی میں بتائیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری فصل فی ایکڑ اتنی کم کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی میجر صاحب نے درست کہا ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اتنا کوئی امید افزا نہیں ہے۔ ہماری جو پیداوار بڑھی ہے اور یہ بڑھی ہے آپ بھی اوسط نکال لیں یہ پیداوار بڑھی ہے لیکن یہ substitution نہیں ہے، اس میں بہت سارے factors ہیں۔ پچھلے آٹھ نو سال کا جو gap رہا ہے ہماری حکومت کو برسر اقتدار آئے ہوئے ابھی چند ماہ ہوئے ہیں۔ کچھ short term policies ہوتی ہیں، کچھ long term policies ہوتی ہیں۔ short term policies میں ہماری حکومت نے بہت بڑے بڑے اقدام کئے ہیں اور long term policies میں بھی اقدامات کر رہے ہیں۔ اب ان پالیسیوں کو بہتر کرنے کے لئے تھوڑا ٹائم چاہیے۔ جو پیداوار ہے اس کو ہم دیکھیں گے۔ 1999 اور 2000 میں جب مسلم لیگ کی حکومت تھی، گندم 29 من فی ایکڑ، کپاس 21 من اور چاول کی پیداوار 27 من فی ایکڑ تھی۔ مختلف ادوار آئے اب ہم نے پالیسیوں کو upgrade کیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے pesticide کے معاملے میں اور یہ short cut method تھے۔ ہم نے زرعی آلات فراہم کرنے کے لئے بہت ہی اچھے اقدامات کئے ہیں، maganize farming کے لئے حکومت گرین ٹریکٹر سکیم دے رہی ہے اور اس طریقے سے emolument دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ بلڈوزر کا معاملہ ہے، وہ مسئلہ کاشتکاروں کا مستقل حل کر دیا ہے۔ بڑے بڑے اہم اقدامات حکومت پنجاب اور جناب وزیراعلیٰ کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں امید کرتا ہوں کہ تھوڑا انتظار

کریں، ہماری پیداوار بہت زیادہ بڑھے گی اور پیچھے یہ شیڈول ہے۔آپ دیکھیں گے کہ اگلے سال تک پیداوار بہت زیادہ بڑھے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ضمنی سوال پوچھنے کی اجازت دی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے آمرانہ دور میں کھادیں انتہائی مہنگی ہوئی تھیں کیونکہ انہوں نے اپنے منظور نظر لوگوں کو سٹاک کرنے کی اجازت دی تھی تو کیا محترم وزیر یہ بتائیں گے کہ ابھی جو موجودہ چاول کی فصل کاشت ہو رہی ہے تو دیکھا گیا ہے کہ یوریا کی قیمت جو کہ کنٹرول ریٹ پر تقریباً چھ سو روپے ہے لیکن مارکیٹ میں وہ آٹھ سو روپے پر بھی نہیں مل رہی ہے۔ یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں کہ کسانوں کو کھاد گورنمنٹ کے کنٹرول ریٹ پر ملے اس کے لئے یہ کیسے ensure کریں گے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس دفعہ چاول کا زیر کاشت رقبہ بہت زیادہ ہے کیونکہ گنے کے مل آنرز نے کسانوں کا جو استحصال کیا ہے اس کے بعد کسان چاول کی طرف shift ہوا ہے۔ اس دفعہ expected ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے چاول کی بہت bumper crop آئے گی لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت پاکستان نے چاول کی export پر ban لگا رکھا ہے جو چاول ملوں نے پہلے hold کیا ہوا ہے اور ساتھ ہی جب چاول کی فصل مارکیٹ میں آئے گی تو کسان کو دوبارہ اس کی proper قیمت نہیں ملے گی جس کی وجہ سے اس کا دوبارہ پھر نقصان ہوگا۔ کیا حکومت پنجاب وفاق سے رابطہ کر کے چاول کی export پر جو فی الحال ban ہے اس کو relax کروانے کے لئے اقدامات کرے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو کچھ کہا ہے یہ دراصل اس سوال کا ضمنی سوال تو ہے نہیں، انہوں نے general agriculture policy پر بات کی ہے۔ اس بارے میں، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے گنے کی بات کی ہے تو جب ہماری حکومت برسر اقتدار آئی ہے اس وقت چھ ارب روپے farmers کے مل مالکان کی طرف بقایاجات تھے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں Finance Minister، Food

Minister اور میں بھی اس کا ممبر تھا۔ کمیٹی نے مسلسل meetings کیں۔ اب 6- ارب سے کم ہو کر ایک ارب باقی بچا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ 14- اگست سے 20- اگست تک تمام clear ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اس میں آپ کے cane commissioner نے ایک target دیا تھا۔ میری ان سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ پچھلے مہینے کی 31 تاریخ تک ہم کھاتے داروں، کسانوں کو ادائیگی کر دیں گے۔ اب اس میں پیشرفت کیا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): اب چار شوگر ملیں بچ گئی ہیں ۔ باقی ساروں نے clear کر دیا ہے۔ ان کو آخری date دی گئی ہے۔ انہوں نے 20 اگست تک ان کے بقایاجات بے باق نہ کئے تو مل مالکان کے خلاف penalty action ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ انتہائی سخت کارروائی ہو گی۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ کا سوال نمبر 4 ہے۔ آپ 4 نمبر پر ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے وزیر موصوف سے دو ضمنی سوال ہیں، پہلا یہ ہے کہ ادھر انہوں نے جز (الف) میں detail بتائی ہوئی ہے کہ 2007 اور 2008 میں، گندم، کپاس، چاول اور گنا۔ میرا ضمنی سوال گندم کے بارے میں ہے کہ 08-2007 سے پہلے آٹے کی قیمت 14 روپے تھی، اب 24 ہو گئی ہے اور دوسرا یہ کہ چاول جو تھا وہ 50 روپے تھا جو 130 ہو گیا ہے تو میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس بارے میں انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں اور جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہوا ہے، اس پر میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ ذخیرہ اندوزی کی لعنت کو کنٹرول کرنے یا ختم کرنے کے لئے اس محکمہ نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟ ذرا مجھے اس کی detail چاہیے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر متعلقہ!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو انہوں نے آٹے اور چاول کی priceکا کہا ہے تو یہ fresh question ہے اور یہ Food Department سے متعلقہ ہے یہ Agriculture Department سے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! عوام انہیں رو رو کر آٹے اور چاول کی قیمت بتا رہے ہیں اور ابھی تک انہوں نے اس پر کوئی نوٹس ہی نہیں لیا، کیا یہ fresh question ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں، نہیں۔ ذخیرہ اندوزی کا لکھا ہوا ہے، آپ اس کا جواب دے دیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: نہیں، پہلے مجھے اس بات کا جواب دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: یہ ذخیرہ اندوزی کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: ایم۔پی۔اے صاحبہ نے جو سوال دیا ہوا ہے اس کے جز (ب) کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ "معمولی منافع کی خاطر ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے۔" اس حوالے سے بات کی ہے۔ یہ تو جز (ب) کے جواب میں یہ لفظ موجود ہے اس لئے ذخیرہ اندوزی پر کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ محترمہ کا ضمنی سوال بنتا ہے، اس پر یہ بات کریں، بتادیں کیونکہ یہ جواب میں انہوں نے خود کہا ہوا ہے کہ معمولی منافع کی خاطر ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ اس پر محترمہ نے پوچھا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کے حوالے سے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ اس پر یہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ تشریف رکھیں، ابھی جواب آتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ذخیرہ اندوزی کی لعنت کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، جی، آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! چیمہ صاحب اپوزیشن کی محترمہ ممبر کی ترجمانی کر رہے تھے، یہ اسمبلی میں ترجمانی کی اجازت کب سے ملی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے جواب کی نشاندہی کی ہے، جز (ب) میں جو انہوں نے جواب دیا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ بھئی! بات سننے دیں۔ ذرا محترمہ کی بات سننے دیں۔ جی، آپ فرمائیے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: دیکھیں! پہلی بات یہ ہے کہ میں نے وزیر موصوف سے سوال کیا تھا، ساجدہ میر صاحبہ نے سوال نہیں کیا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے خود جز (ب) میں کہا ہے کہ "قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے" ہوا ہے یہ consider انہوں نے خود کیا ہے۔ بتائیں کیوں ہوا ہے، کس طرح کنٹرول کریں گے، یہ صرف صدر کا مواخذہ ہی کریں گے، judges کو بحال کریں گے یا کچھ عوام کو relief بھی دیں گے؟ بہت شکریہ

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ دیکھ لیں۔ اب درمیان میں سیاست کی بات نہ کریں، اب سوالات آ رہے ہیں، ان کے جوابات آنے دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں اجناس کی جو قیمتوں میں اضافہ کی وجہ پوچھی گئی ہے تو آپ کو علم ہے کہ D.A.P کھاد کی پہلے قیمت 900 روپے فی بیگ تھی، اب 3100 روپے فی بیگ قیمت ہو گئی ہے، جو ڈیزل آئل ہے وہ 64 روپے فی لٹر ہو گیا ہے، اب جب inputs کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں، اب farmers کو اگر اس کی قیمت کا معاوضہ پورا نہیں ملے گا تو farmer چھوڑ دے گا اس لئے اب international prices بہت high ہو گئی ہیں، باہر بھی گندم کی قیمت جو حکومت نے import کی تھی وہ 17 لاکھ ٹن import کی ہے وہ انہوں نے 1300 روپے فی من کے حساب سے کی ہے۔ اب یہاں پر تو 650 روپے پر نہ جائیں وہاں پر تو 1200 روپے من گندم کا آٹا نہیں ملتا تو اس لحاظ سے یہ قیمتوں کا بڑھنا فطری بات ہے، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: میرا سوال یہ تھا کہ "آپ کے محکمہ نے ذخیرہ اندوزی کو روکنے کے لئے اور بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟"

جناب سپیکر: جی، آپ نے جواب سن لیا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: نہیں، میں satisfy نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب! میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔ بی بی، آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ چھوٹے زمینداروں کی بہتری کے لئے انہوں نے کیا projects شروع کئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): میں اس کا جواب دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، وہ اس کا جواب دیتے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چھوٹے farmers کے لئے۔۔۔ (شور و غل)

House in order کریں جی۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ ان کی بات سنیں۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اسمبلی کی روایت بھی ہے اور یہ قرین دانش بھی ہے کہ ایک سوال کے اوپر آپ کوئی دو یا تین ضمنی سوالوں کی حد مقرر کر دیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک ہی سوال پر almost پونے گھنٹے سے تکرار ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں یہ ان کا آخری ضمنی سوال ہے۔ اس کا جواب آ لینے دیں۔ بس۔ اس کے بعد سوال آگے چلیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! Nextلے لیں۔ ایک ہی سوال پر ٹائم wasteہو رہا ہے، ویسے ہی غیر ضروری ضمنی سوال ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کے ضمنی سوال کا جواب دے دیں، پھر آگے چلتے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پوچھا ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ ان کی طرف نہ دیکھیں، آپ میری طرف دیکھیں یا جواب دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): House in orderکریں۔

MR. SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے جو اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے لیکن انہوں نے پوچھا ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟ اس حکومت نے چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بہت سارے اقدامات کئے ہیں اور بڑے انقلابی اقدامات کئے ہیں۔

1۔ آپ دیکھیں کہ آج تک پاکستان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا کہ پانچ ایکڑ اور بارہ، ساڑھے بارہ ایکڑ کے جو مالکان ہیں، پچیس ایکڑ کے درمیان چھوٹے مالکان ہیں ان کے لئے 2-ارب روپے کی Green Tractor Scheme اتحاد subsidiesکے لئے رکھے ہیں۔ دو لاکھ فی ٹریکٹر recognized farmerکے لئے رکھا ہے اور یہ شفاف طریقے سے چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے پر فراہم کئے جائیں گے۔ اس میں حکومت پنجاب کی طرف سے دس ہزار ٹریکٹر دیئے جائیں گے، جب دس ہزار ٹریکٹر پنجاب میں آئیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ انقلاب آ جائے گا۔

2۔ مشینی کاشت کے لئے موجودہ حکومت نے پچپن کروڑ روپے کے چھوٹے farmersکے لئے زرعی آلات رکھے ہیں، اس میں drillsہیں، اس میں ploughsہیں، بہت ساری implementsہیں جس سے انشاء اللہ چھوٹے کاشتکاروں کو فائدہ ہو گا اور پھر ہے بلڈوزر، بلڈوزر کا کرایہ پچھلے دور

میں 1300 روپے فی گھنٹہ ہو گیا تھا۔ میں آج پورے ہاؤس کو مطلع کرنا چاہتا ہوں اور خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ اس پر بڑی بحث چل رہی تھی کہ بلڈوزر کا کرایہ تقریباً 1300 روپے فی گھنٹہ پڑتا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی مہربانی کی ہے، یہ سمجھ لیجئے کہ ہم نے ان کو approve کر دیا ہے اور وہ 560 روپے فی گھنٹہ کیا ہے جبکہ یہ 1400 روپے فی گھنٹہ بنتا تھا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا انقلابی کام ہے چھوٹے farmers اس سے استفادہ کریں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اگر co operative farming کی جائے تو اس سے بہتر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جی، میرا اگلا سوال نمبر 94 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ سید حسن مرتضیٰ کا سوال ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: اس کے بعد حسن مرتضیٰ کا سوال ہے

جناب سپیکر: وہ تو آپ کے سوال کا جواب مکمل آ نہیں گیا؟

ضلع جھنگ و تحصیل چنیوٹ میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے سٹورز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*72: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جھنگ اور تحصیل چنیوٹ میں محکمہ خوراک کے کتنے گودام ہیں، کس کس جگہ واقع ہیں اور ان میں سٹور کرنے کی کتنی کتنی گنجائش ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی کمی ہے اور کھلے آسمان تلے پڑی گندم ہر وقت خراب ہونے کا خدشہ رہتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل چنیوٹ و ضلع جھنگ میں نئے گودام تعمیر کرنے اور عوام کی شکایات دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع جھنگ اور تحصیل چنیوٹ میں محکمہ خوراک کے درج ذیل جگھوں پر گودام ہیں۔

نام سنٹر	تعداد گودام	ذخیرہ گنجائش (ٹن)	نام سنٹر	تعداد گودام	ذخیرہ گنجائش (ٹن)
جھنگI	13	11000	چنیوٹ	2	3000
جھنگII	8	9800	چک نمبر 11	8	12000
جھنگIII	12	9000	جامعہ آباد	15	23800
چک کڑیانہ	44	48500	چناب نگر	7	7200
شاہ جیونہ	10	9500	لالیاں	4	2000
موچیوالہ	3	4900	شورکوٹ سٹی	3	3000
چک نمبر 170	4	6000	شورکوٹ کینٹ	9	7000
احمد پور سیال	7	10500	وریام	2	1500
گڑھ موڑ	14	21000	رستم سرگانہ	2	1500

(ب) محکمہ خوراک جھنگ کے پاس گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے 193200 میٹرک ٹن کی گنجائش موجود ہے جبکہ اس سال ضلع کا خرید ہدف 235000 ٹن مقرر ہے۔ گوداموں کی گنجائش سے زائد گندم ہر سال محفوظ گنجیوں میں ذخیرہ کی جاتی ہے جو کہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق تھڑے تعمیر کر کے ان پر لگائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع جھنگ میں اوپن ذخیرہ کردہ گندم آج تک نہ ہی خراب ہوئی ہے اور نہ ہی کبھی اس میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) ضلع جھنگ میں 193200 ٹن گندم ذخیرہ کرنے کے گودام موجود ہیں۔ گوداموں کی گنجائش سے زائد گندم کھلی جگہ وقتی طور پر گنجیوں میں محفوظ ذخیرہ کی جاتی ہے جس کو ڈائریکٹر فوڈ پنجاب کے حکم پر ضرورت مند اضلاع میں ترسیل کر دیا جاتا ہے۔ ضلع میں گورنمنٹ کی طرف سے نئے گوداموں کی تعمیر کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 72 ہے اور یہ 72 بھی وہی سوال ہے، اس سوال کو دوبارہ توڑ کر انہوں نے دو ٹکرے کر دیئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں دو تین دن پہلے

صحت کے متعلق میرا ایک question تھا تو اس پر وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ میں دو دن میں آپ کو جواب دوں گا۔ وہ میرا سوال نمبر 41 ہے تو وزیر صاحب بھی موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں کہ اگر جواب آیا ہے تو اس سے میں مطمئن ہوں، مجھے وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال نمبر 72 کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں سوال نمبر 72 کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب جو relevant بات ہے، وہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: نہیں، irrelevant نہیں کر رہا۔ میری عرض تو سن لیں، آپ نے خود دو دن کا ٹائم دیا تھا تو میں اس لئے آپ کو یاد کروا رہا ہوں کہ اب question بھی میرا ہی ہے اور وزیر صاحب بھی وہی ہیں، وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے آپ متعلقہ بات کر لیں، اس کے بعد وہ بھی بات آپ کر لیں، وہ اس کا جواب دے دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ہاؤس کو in order رہنے دیں، میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سوال ان کا آ رہا ہے، آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کی نظر کرم کا طلب گار ہوں، صبح سے انتظار کر رہا ہوں، آپ ایک ٹائم دے دیں۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے ایک ضروری مسئلہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سوالات کا ٹائم ہے، ان کے سوال کا نمبر پکارا گیا ہے، اب اس کا جواب آنے دیں، اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 94 کا جواب نہیں آیا، میرا خیال ہے کہ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گی اور اس کا جواب آنا چاہیے تاکہ ہمیں پتا چلے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب صفحہ نمبر 28 پر آپ پڑھیں ذرا۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ سوال نمبر 72 پر چل رہے ہیں

جناب سپیکر: نہیں، سوال نمبر 72 کا تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں مطمئن ہوں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): وہ ضمنی سوال کر رہی تھیں یا تو پوچھیں کہ اس پر کسی کا ضمنی سوال ہے؟ نہیں تو پھر آگے forward کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس پر وہ مطمئن ہو گئے ہیں، کسی کا ضمنی سوال آیا نہیں ہے، آپ خود بخود کوئی جواب دینا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہماری اپوزیشن والی بہن کا ہے اور وہ ضمنی سوال کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: کس کے بارے میں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: سوال نمبر 72 کے ضمنی سوال کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، آپ وہ پوچھیں۔ ہم نے تو وہ disposed of کر دیا تھا اور منسٹر صاحب نے خود ہی اس کو اب اٹھایا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں، وہ آپ سے سوال کا جواب مانگ رہے ہیں اور آپ سے ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جی، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 72 جو پڑھا گیا ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 72 تو disposed of ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں، مجھے پتا ہے۔ میں نے ان کو اجازت دے دی ہے، آپ تشریف رکھیں گے؟ جی، میں سمجھتا ہوں آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ سوال disposed of ہو گیا ہے اور وہ اس سے مطمئن ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! ایسے نہیں، ایسے نہیں۔ وہ انہوں نے خود invite کر لیا ہے، سوال نمبر 72 کے answer سے وہ تو مطمئن ہو گئے ہیں لیکن ضمنی سوال کے لئے انہوں نے خود ان کو invite کر لیا ہے۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔ اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! جز(ج) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ ''گورنمنٹ کی طرف سے نئے گوداموں کی تعمیر کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔'' میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ نئے گوداموں کی تعمیر میں کیا امر مانع ہے اور اس کے تدارک کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں کیونکہ جب تک نئے گودام نہیں بنیں گے گندم سٹور نہیں ہو گی تو ہم عوام کو ریلیف کس طرح دیں گے؟ کیا یہ حکومت اپنا سارا جو کہہ لیں کہ یہ سرمایہ جو ہے وہ لندن، دبئی اور مری کی میٹنگوں اور عیاشیوں میں ضائع کریں گے یا عوام کے مفاد کے لئے بھی سوچیں گے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ relevant رہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فوڈ منسٹر صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی جناب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر جو ممبر کا تناسب ہے وہ 321 اور 25 ہے۔ اگر اسی کے حساب سے آپ بولنے کا موقع دیں کیونکہ آپ کی نظر کرم ادھر تو ہے، اگر سامنے اور ادھر بھی ہو جائے تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: Rule out، آپ تشریف رکھیں، میں نے Rule out کر دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق، ٹوبہ ٹیک سنگھ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا گلہ دور کرتے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ ابھی آپ تشریف رکھیں، ان کو بھی سننے دیں، اکٹھے ہی کر لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

MR.SPEARKER: Relevant.

میاں محمد رفیق: جناب وزیر خوراک سے سوال نمبر 72 کے سلسلے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وہ یہ اعداو شمار اپنے محکمے سے منگوا کر اگلے سیشن میں پیش کرنا چاہیں گے؟ سوال یہ ہے کہ محکمہ خوراک کی خریداری سال بھر میں کتنی ہوتی ہے اور اس کا جو damages اور losses وہ دکھاتے ہیں کہ خرید کتنی ہوتی ہے، فروخت کتنی ہوتی ہے اور اس کے losses کتنے دکھائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ ان کو بتائیں۔ میں پھر بات کر لیتا ہوں۔ پہلے تو ان کے سوال کا جواب دے دیں۔ سٹور کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے تو محترمہ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ محترمہ سے request ہے کہ ہر بات کو سیاسی رنگ میں نہ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں نے ان کو تنبیہ کر دی ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): کوئی serious ماحول میں بھی بات کریں، کبھی یہ دبئی کی بات کرتی ہیں اور کبھی کوئی کرتی ہیں جو لوگ عیاشی کرتے ہیں، وہ ان کو بھی پتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ سیر وغیرہ کرتے رہتے ہیں، آپ اس بات کو چھوڑیں، آپ ان کو اپنے سوال کا جواب دیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، انہوں نے جز (ج) کے بارے میں کہا کہ یہاں پر مزید گودام بن رہے ہیں کہ نہیں بن رہے؟ یہ تو پہلے ان کو بتانا چاہتا ہوں، یہ پورے پنجاب کی بات نہیں کی گئی، اس ایوان میں صرف جھنگ ضلع کی بات کی گئی ہے اور جھنگ ضلع میں اس وقت ہمارے پاس 1 لاکھ 93 ہزار 2 سو میٹرک ٹن گندم سٹور کرنے کے لئے گودام موجود ہیں اور اس سے surplus ہمارے پاس تقریباً 78 ہزار procurement ہوئی ہے، ایک گنجیوں کی صورت میں جو پلیٹ فارم بنائے جاتے ہیں وہ temporary اس کی arrangement ہوتی ہے اور جیسے ہی وہ complete ہوتی ہے ان کو shift کر دیا جاتا ہے۔

اس میں سے اس وقت 50ہزار میٹرک ٹن گندم وہ راولپنڈی میں shift کر دی گئی ہے اور جھنگ ضلع میں ضرورت نہیں ہے کہ وہاں پر مزید گودام بنائے جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ پورا سوال بھی پڑھیں اور knowledge کے بعد بات کریں۔ Thank you

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ "گنجی" کا لفظ انہوں نے شاید پہلے کہیں نہ پڑھا ہو۔ آپ میں سے کسی کو "گنجی" کا پتا ہے؟ جانتے ہیں کہ کس کو کہتے ہیں گنجی؟ (قہقہے)

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! گنجے کے مونث کو گنجی کہتے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: دیکھیں! جو term یہاں پر استعمال ہوئی ہے اس کے بارے میں آپ بتائیں؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں ذرا تشریح چاہوں گی کہ مجھے اگر نہیں پتا، مجھے تو "گنجی" کے صرف یہی meaning کا پتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! بس آپ تشریف رکھیں، مہربانی۔ جی، وزیر خوراک!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا وہ سوال میں پھر وزیر خوراک صاحب سے دہراتا ہوں کہ محکمہ خوراک ہر سال target کا اعلان کرتا ہے کہ ہم نے اتنی گندم خریدنی ہے اور جب وہ target بھی پورا کر لیتا ہے کہ ہم نے اتنی گندم خرید لی ہے۔ میرا سوال اس میں یہ ہے کہ سال بھر کے بعد losses اور damages جو ہیں وہ ریکارڈ پر ہوتا ہے، وہ ایوان میں پیش کیا جائے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ کا target جو تھا، ویسے آگے یہ سوال تھا اس میں مکمل جواب تھا لیکن اگر انہوں نے پوچھا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں بتاؤں کہ اس دفعہ ہمارا 30لاکھ میٹرک ٹن کا target تھا اور اس میں سے تقریباً ساڑھے 25لاکھ ٹن گندم گورنمنٹ نے procurement پر لی ہے اور یہ تقریباً ساڑھے 85فیصد جو ہمارا target تھا اس کو ہم نے achieve کیا ہے۔ ہم اس کو sale نہیں کرتے، یہ ہمارے پاس سٹور میں رہتی ہے اور جیسے ہی crushing season شروع ہوتا ہے اس میں ہم crushing کروا کر ملوں کو دیتے ہیں اور سستے ریٹ پر عوام کو آٹا supply کیا جاتا ہے۔ .Thank you

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ گندم گوداموں میں پڑی رہے یا باہر کھلیانوں میں پڑی رہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کہہ رہے ہیں کہ خراب کتنی ہوتی ہے اس کا بتائیں؟

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں سوال پھر دہراتا ہوں کہ محکمہ خوراک جو خریداری کرتا ہے وہ گوداموں میں پڑی رہے یا باہر کھلیانوں میں پڑی رہے، سال بھر کے بعد اس کے جو losses اور damages ہیں ان کا آج تک پتا نہیں چلتا کہ محکمہ خوراک اپنا خریداری کا target جتنا بھی پورا کرتا ہے، فروخت کرنے کے بعد ملوں کو اس میں جو losses ہوتے ہیں وہ محکمہ خوراک اپنے ریکارڈ پر کتنا show کرتا ہے؟ وہ ایوان میں لایا جائے کہ محکمہ خوراک losses کتنا show کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ آپ کوئی fresh Question دے دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):: جناب سپیکر! اگر یہ exact figure چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ fresh question کریں، انشاء اللہ ان کو مہیا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ہم محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کے سوال کی طرف چلتے ہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، آپ کی بھی سن لیتے ہیں۔ اگر یہ کارروائی آگے بڑھنے دیں تو آپ کا فائدہ ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب! اس میں بھی بڑا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کوٹ مومن جو کہ میرا حلقہ انتخاب ہے وہاں جونہی بجلی بند ہوئی تو رائل ٹی وی کے نمائندے پر کچھ لوگوں نے فائرنگ کی لیکن اب تک وہ ملزم trace نہیں ہوئے اور نہ ہی پکڑے جا رہے ہیں۔ اس سے پریس اور ٹیلی ویژن والوں میں خوف و ہراس کی کیفیت پائی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پیارے بھائی! مجھے آپ سے التماس کرنا ہے کہ یہ وقفہ سوالات ہے۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کا وقوعہ ہوا ہے تو اس کے لئے باقاعدہ procedure موجود ہے آپ وہ adopt کریں۔اس پر بحث ہو گی اور جناب وزیر اعلیٰ یالاء منسٹر اس کا جواب دیں گے۔لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اپنا اور اس ایوان کا ٹائم ضائع نہ کریں۔شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! تقریر نہیں پوائنٹ آف آرڈر کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کل کی قرارداد کے بعد اپوزیشن اپنی اکثریت کھو بیٹھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 94 ہے۔

اجناس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ کا سبب مڈل مین کا معاملہ

*94: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اجناس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافے کا سبب مڈل مین ہے جو زمینداروں سے حکومت کی نافذ کردہ قیمت خرید سے بھی کم قیمت پر اجناس خرید کر مارکیٹ میں نہ صرف مہنگے داموں فروخت کرتا ہے بلکہ قیمتوں میں مزید اضافہ کر کے کئی گنا زیادہ منافع کمانے کے لالچ میں ان اجناس کی ذخیرہ اندوزی کر کے عوام کے لئے بے پناہ مصائب پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے؟

(ب) کیا پنجاب حکومت مڈل مین کو ختم کر کے محکمہ خوراک کے مختلف اداروں کے ذریعے زمیندار سے اجناس خرید کر براہ راست مارکیٹ میں فراہمی کے نظام کو فوقیت دینے کے لئے تیار ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مارکیٹ میں زرعی اجناس کی قیمتوں کا تعین طلب و رسد کی بنیاد پر ہوتا ہے۔طلب و رسد میں کمی بیشی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کا باعث بنتی ہے۔جنس کی کٹائی کے وقت منڈی میں اس کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے نتیجتاً اس کی قیمتیں گر جاتی ہیں۔پیداوار بہتر ہونے کی صورت میں قیمتوں میں مزید کمی واقع ہوتی ہے جس سے بعض اوقات کاشتکار کی لاگت بھی پوری نہیں ہو پاتی جبکہ اس کے برعکس اگر کاشتکار کی فصل کسی وجہ سے اچھی نہ ہو تو منڈی میں جنس کی رسد کم ہو جانے کی وجہ سے قیمتیں زیادہ ہو جاتی ہیں جو دوسری طرف صارف کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔زیادہ تر کاشتکار اپنے وقت اور پیسے کی بچت کی وجہ سے اپنی جنس براہ راست صارف کو فروخت نہیں کرتے اسی لئے اسے اپنی جنس فروخت کرنے کے لئے کمیشن ایجنٹ کی خدمات حاصل کرنا پڑتی ہیں۔

(ب) زرعی اجناس میں سے خاص کر گندم کو محکمہ خوراک زمینداروں سے براہ راست خریدتا ہے اور فلور ملوں کو کنٹرول قیمت پر فراہم کرتا ہے تاکہ صارفین کو مناسب قیمت پر آٹا کی سپلائی یقینی بنائی جا سکے جبکہ دوسری اجناس کاشتکاروں سے براہ راست خریدنے کے بارے میں مزید تفصیل محکمہ خوراک بہتر طور پر مہیا کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے صفحہ نمبر 28 پر اس کا جواب دیکھ لیا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، میں نے دیکھا ہے لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے مڈل مین کا کردار ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ مڈل مین کسانوں سے سستے داموں چیز خریدتا ہے اور مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت کرتا ہے۔جب فلور ملوں کو کنٹرول قیمت پر گندم دیتے ہیں تو پھر آٹا اتنا مہنگا کیوں فروخت کیا جاتا ہے؟ لہذا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے مڈل مین کا کردار ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اگر آپ نے سنا ہے تو اس کا جواب بتائیں۔محترمہ! آپ کا ضمنی سوال بنتا نظر نہیں آ رہا۔

محترمہ ساجدہ میر: میرا سوال تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ اجناس کی قیمتوں میں بے پناہ اضافے کا سبب مڈل مین ہے جو زمینداروں سے حکومت کی نافذ کردہ قیمت خرید سے بھی کم قیمت پر اجناس خرید

کر مارکیٹ میں نہ صرف مہنگے داموں فروخت کرتا ہے بلکہ قیمتوں میں مزید اضافہ کر کے کئی گنا زیادہ منافع کمانے کے لالچ میں ان اجناس کی ذخیرہ اندوزی کر کے عوام کے لئے بے پناہ مصائب پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

(ب) کیا پنجاب حکومت مڈل مین کو ختم کر کے محکمہ خوراک کے مختلف اداروں کے ذریعے زمیندار سے اجناس خرید کر براہ راست مارکیٹ میں فراہمی کے نظام کو فوقیت دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ طلب اور رسد کے حساب سے ہوتا ہے۔اگر سپلائی زیادہ آ جائے اور ڈیمانڈ کم ہو تو قیمتیں نیچے آ جاتی ہیں اگر ڈیمانڈز زیادہ ہو اور سپلائی کم ہو تو پھر قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جب کوئی مقرر اپنی بات کر رہا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا مناسب نہیں ہے۔آئندہ اس کا خیال رکھا جائے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ قیمتوں میں جو اتار چڑھاؤ ہوتا ہے وہ رسد اور طلب کے حساب سے ہوتا ہے۔اگر مارکیٹ میں رسد زیادہ ہو اور طلب کم ہو تو قیمتیں نیچے گر جاتی ہیں۔اگر طلب زیادہ ہو اور رسد کم ہو تو پھر قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔اس طرح زرعی اجناس میں مڈل مین کا کردار نہیں ہے۔ویسے ہر شعبے میں مڈل مین کا کردار رہا ہے لیکن ہمارے ہاں مارکیٹنگ کا سسٹم ہے جیسے غلہ منڈیاں ہیں ان میں کمیشن ایجنٹ ہوتا ہے وہ فی سو کلو گرام ایک روپیہ کمیشن لیتا ہے۔ابھی سیزن میں تمام تر گندم محکمہ خوراک نے 625 روپے فی من کے حساب سے خریدی ہے لہذا اس میں مڈل مین کا کوئی کردار نہیں تھا تاہم مڈل مین کا کردار ہر سطح پر ختم ہونا چاہیے۔شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر حکومت براہ راست خود خریدے چونکہ مارکیٹ بھی ہے اور مارکیٹ کمیٹیاں بھی ہیں۔۔۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں- محترمہ ضمنی سوال پوچھ رہی ہیں-ان کے بعد آپ کی باری آ جائے گی-پلیز تشریف رکھیں-

محترمہ ساجدہ میر: اگر حکومت زرعی جناس براہ راست خرید کر بہتر طور پر عوام تک پہنچائے تو میں سمجھتی ہوں کہ جو لوگ گھر سے منافع کمانے کے لئے نکلتے ہیں اور لوگوں کو پریشان کرتے ہیں ان سے جان چھوٹ سکتی ہے-

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میری بہن گندم کے بارے میں فرما رہی ہیں-اس سلسلے میں عرض ہے کہ گندم کی تمام procurement محکمہ خوراک کے ذریعے ہوئی ہے اور حکومت نے 625 روپے فی من ریٹ مقرر کیا تھا-پورے پنجاب میں محکمہ خوراک کے جتنے سنٹرز موجود تھے انھوں نے خریدی ہے لیکن کچھ لوگ جو کمزور ہوتے ہیں یا چھوٹے کاشتکار ہیں وہ وہاں نہیں پہنچ سکتے تو پھر وہ اپنی مرضی سے لاتے ہیں-سبزی منڈیاں اور گندم کے لئے غلہ منڈیاں موجود ہیں اور وہ ایک قانون کے پابند ہیں اس میں صرف ایک روپیہ کمیشن ایجنٹ کی کمیشن ہے-اگر کہیں مڈل مین ہے تو وہ غیر قانونی طور پر ہے زمیندار اس کے پاس نہ جائے-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب ضمنی سوال پر ہیں-

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہماری بہن نے بہت اہم سوال کیا ہے-اصل میں یہ سوال فرسودہ مارکیٹنگ سسٹم کا ہے-اس میں مڈل مین کا کردار صرف گندم کے بارے میں نہیں ہے بلکہ تمام اجناس کے بارے میں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اس مارکیٹنگ سسٹم میں بہتری لانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟ یہاں تو سوال گندم اور جواب جو آ رہا ہے، مڈل مین کا جو سسٹم چل رہا ہے وہاں تو لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اس وجہ سے عوام اور کسانوں کو بھی مسائل در پیش ہیں-اگر کسان کوئی چیز دو روپے کلو بیچتا ہے تو وہ عوام کو 25 روپے کلو پہنچتی ہے-ہمارا مارکیٹنگ سسٹم اتنا فرسودہ ہو چکا ہے کہ اس میں بہتری لانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے-مارکیٹ کمیٹیاں تو صرف پیسا کمانے کے لئے بنی ہوئی ہیں۔ان کے اہلکار، ان کے انسپکٹر اور ان کے

ایڈمنسٹریٹر قیمتیں مقرر کرنے کے لئے دکانداروں کے ساتھ ملے ہوتے ہیں اور عوام کا استحصال کرتے ہیں۔اس حوالے سے حکومت اسے regularize کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کاشت کار کی جو چیز بھی غلہ منڈی یا سبزی منڈی میں آتی ہے اس کے کمیشن کی شرح مقرر ہے وہ سو کلو گرام کے پیچھے ایک روپیہ ہے۔اس میں باقاعدہ لائسنس یافتہ آڑھتی ہیں۔ میں نے خود اچانک جھنگ میں معائنہ کیا تو وہاں منڈی میں زمیندار نہیں آئے ہوئے تھے بلکہ زمینداروں کے نمائندے وہاں آ کر اپنی جنس بیچتے ہیں۔ یہ تو awareness کی بات ہے۔ اگر زمینداروں میں یہ awareness پیدا ہو جائے تو وہ زبردستی ان سے ٹھگی یا دھوکا نہیں کر سکتے لیکن زمیندار اپنے نمائندے منڈی میں بھیجتا ہے اور وہ آ کر آڑھتی سے مل جاتے ہیں۔ ہم نے تو مارکیٹ میں بڑی سختی کی ہوئی ہے اور کہیں بھی monopoly نہیں ہو گی ۔ اگر میرے بھائی کوئی نشاندہی کریں گے تو میں وہاں خود جانے کو تیار ہوں اور over charges ہوئے تو محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب ہمارے نہایت ہی قابل احترام بھائی ہیں، یہ خود بھی زمیندار ہیں اور یہ ان معاملات کو سمجھتے ہیں کہ مڈل مین غریب عوام اور کسان کا کیسے استحصال کر رہا ہے۔ ہمیں اس سسٹم کو دوبارہ سے جانچنا چاہیے کہ اس میں کس طرح سے بہتری لانی ہے، جو کمیشن مقرر ہے ہم وہ دینے کے لئے تیار ہیں اور ہر آدمی دیتا ہے لیکن وہ جو ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں ان کو روکنے کے لئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ کسی particular case کی بات کریں پھر منسٹر صاحب اس کا نوٹس لیتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کسی بھی غلہ منڈی میں چلے جائیں، کسی بھی سبزی منڈی میں چلے جائیں اس میں مڈل مین کو کنٹرول کرنے کے لئے ہم نے جو مارکیٹ کمیٹیاں بنائی ہیں وہ اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر رہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ میں ایک کسان ہوں جو کچھ پہلے ہوتا رہا ہے اس کو بھول جائیں۔ میں آپ کو ensure کراتا ہوں کہ ہم تمام منڈیوں میں جائیں گے۔ فاضل دوست نشاندہی کریں میں خود وہاں پر جاؤں گا اور جو over charging کرے گا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ ہم نے پہلے بھی بندے معطل کئے ہیں۔ جھنگ میں مارکیٹ کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر اور متعلقہ سیکرٹری کو معطل کیا ہے۔ بادامی باغ لاہور میں بھی بندے معطل کئے ہیں اور ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مڈل مین کا کردار ہے۔ میرے بھائی یہاں پر تجاویز دیں تو ہم قانون سازی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں ہمارا consensus ہے کہ واقعی مڈل مین ایک لعنت ہے اگر کہیں سادہ لوح کاشتکار لوٹا جاتا ہے تو ہم مل بیٹھ کر اس بارے میں قانون سازی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد رفیق ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ایک سوال پر تین، چار سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہو سکتے۔ اب کسی اور کا بھی ضمنی سوال آنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اسے میں اس طرح سے لیتا ہوں کہ demand and supply کے بنیادی فلسفہ کو سامنے رکھ کر جواب مرتب کیا گیا ہے۔ یہ جواب ایسے ہی ہے جیسے ایجاب و قبول کے وقت دُلہا تو زور سے ہاں کہتا ہے جبکہ دُلہن نیم خاموشی اختیار کرتی ہے۔ demand and supply سے ہٹ کر اب منڈی کی معیشت اور قیمتوں کو منڈی کی سیاست کنٹرول کرتی ہے۔ اب قیمتوں کو یہ ذخیرہ اندوز، یہ منافع خور اور black market کرنے والے کنٹرول کرتے ہیں اور زمیندار کا استحصال کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی مرضی سے خریداری کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے ہی فروخت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب نے جواب دیا ہے، اس سے آپ کو مطمئن ہونا چاہیے۔ اگر آپ کسی بات پر مطمئن نہیں ہیں تو وہ ان کے notice میں لائیں۔ اس پر وزیر صاحب action لیں گے۔ شکریہ

رائے محمد اسلم خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اصل میں آمدن اور اخراجات کے توازن میں differ ہے۔ میں وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ کاشت کار کی آمدن اور اخراجات میں توازن پیدا کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ زمیندار کو middle man کے پاس اس لئے جانا پڑتا ہے کہ اس کے پاس زرعی ادویات، کھاد اور بیج خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے۔ زرعی بنک آج کل بھی قرضہ نہیں دے رہا، کوآپریٹو بنک بھی کاشت کار کو قرضہ نہیں دے رہا۔ لہذا کاشت کار middle man سے قرضہ لے کر اپنی فصل کاشت کرتا ہے۔ اسی مجبوری کی بنا پر کاشت کار کو middle man کے پاس جانا پڑتا ہے۔ میں وزیر زراعت سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں کہ کھاد، بیج، زرعی ادویات، بجلی اور ڈیزل کی قیمتوں کا زمیندار کی پیداوار سے توازن پیدا ہو جائے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ پاکستان کی زراعت سخت دباؤ کا شکار ہے تاہم اس میں بہت سے بین الاقوامی عوامل کارفرما ہیں، کچھ قومی سطح کے معاملات ہیں جو کہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں اور تھوڑے سے معاملات صوبائی حکومت سے متعلقہ بھی ہیں۔ عالمی سطح پر ڈیزل کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور یہ پنجاب حکومت کے کنٹرول سے باہر ہے۔ ڈی اے پی کھاد کی بوری کی قیمت پہلے -/900 روپے تھی اب عالمی سطح پر اس کی قیمت -/3100 روپے ہو گئی ہے۔ پاکستان میں صرف 15 فیصد ڈی اے پی کھاد بنتی ہے۔ یہ ہمیں import کرنی پڑتی ہے۔ اسی لئے حکومت پاکستان fertilizers پر بوری کے حساب سے ایک ہزار روپے subsidy دے رہی ہے۔ باقی جہاں تک پنجاب حکومت سے متعلقہ معاملات ہیں تو میں ان کے بارے میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم زمیندار کے لئے اچھی اور بہتر پالیسیاں بنائیں گے تاکہ کسان کو تحفظ حاصل ہو سکے۔ بلڈوزر کا کرایہ فی گھنٹہ -/1800 روپے ہے لیکن ڈیزل مہنگا ہونے کے باوجود agriculture purpose کے لئے حکومت پنجاب نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر صرف -/560 روپے کرایہ مقررہ کیا ہوا ہے تاکہ کاشت کار ارزاں نرخوں پر اپنی زمین ہموار کر کے آباد کر سکے۔ اسی طرح حکومت پنجاب نے تین، چار بڑے بڑے projects دیئے ہیں جن میں زرعی ٹریکٹر سکیم بھی شامل ہے۔ قرضہ جات وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے پاس جو figures ہیں ان کے مطابق ایک ارب 76 کروڑ روپے کے قرضہ جات کاشت کاروں کو دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ اس بارے میں کافی وضاحت کر چکے ہیں۔ میں صرف آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت اس ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، خدا کے لئے اسے بچالیں۔ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ساری باتیں ہی اہم ہیں۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ معزز ممبر تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے disposed of کیا جاتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں میاں نصیر احمد کا سوال ان کے behalf پر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب میں نے اس کو disposed of کر دیا ہے تو پھر آپ بولے ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو کھڑا ہوا تھا لیکن آپ نے میری طرف توجہ ہی نہیں دی۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں اس پر نہیں آؤں گا۔ آپ کو پہلے بولنا چاہیے تھا۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ میں جب آگے پہنچ گیا ہوں تو آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ شاید سن نہیں سکے، آپ نے ادھر دیکھا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: میں اندھا تو نہیں ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): نہیں، جناب! آپ ادھر مصروف تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے پہلے میاں نصیر صاحب کا نام پکارا ہے، انھیں دیکھا ہے، پھر آگے چلا ہوں۔ اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اگر آپ اجازت دے دیں تو شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ مناسب نہیں لگتا۔ I am sorry for that. یہ آپ کو اسی وقت اُٹھ کر بولنا چاہیے تھا کہ میں on his behalf یہ سوال کرتا ہوں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 116- جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔

2007-08 میں گندم کی پیداوار کا ہدف و دیگر تفصیل

*116: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال 2007-08 کے دوران پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا تھا؟

(ب) کیا ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار ہوئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) حکومت پنجاب کے سامنے گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیا تجاویز زیر غور ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 2007-08 میں پنجاب میں گندم کا پیداواری ہدف ایک کروڑ پچاسی لاکھ ٹن تھا۔

(ب) ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار نہیں ہو سکی اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) گندم کی بجائی کے وقت بارانی علاقہ جات میں وتر کی شدید کمی

(2) جنوری فروری کے مہینہ میں کورے کے مضر اثرات

(3) ڈی۔اے۔پی کھاد مہنگی ہونے پر اس کے استعمال میں چالیس فیصد کمی

(4) نہری پانی کی کم دستیابی

(5) مارچ کے مہینہ میں گرمی پڑنے سے دانے کا سکڑنا

(ج) گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت پنجاب کے مجوزہ اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ گندم کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتر بیج کی فراہمی

2۔ سیڈ گریڈرز کی کم قیمت پر فراہمی

3۔ کم دستیاب پانی کا مناسب استعمال

4۔ گندم کی بجائی اور کھادوں کے استعمال کے لئے ڈرل کا استعمال اور ان کی کم قیمت پر فراہمی

5۔ اچھی پیداوار کے لئے کاشتکاروں کے درمیان زیادہ پیداوار کے مقابلوں کا انعقاد

6۔ گاؤں گاؤں جا کر کاشتکاروں کی تربیت کا انتظام

7- ہر گاؤں میں اچھی پیداوار کی حامل ٹیکنالوجی کی نمائش
8- فیلڈ اسسٹنٹس کو گاؤں کی سطح پر نمائشی سنٹر پر روزانہ کی بنیاد پر پابند کرنا
9- زرعی توسیع سروس کو مزید فعال کرنا اور ان کے لئے موٹر سائیکلوں کی فراہمی

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ سال 08-2007 کے دوران پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا تھا؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "ایک کروڑ پچاس لاکھ ٹن" میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ کیا ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار ہوئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟ محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ "ہدف کے مطابق گندم کی پیداوار نہیں ہو سکی" اور اس کی وجوہات انہوں نے یہ بیان کی ہیں۔

(1) گندم کی بجائی کے وقت بارانی علاقہ جات میں وتر کی شدید کمی
(2) جنوری فروری کے مہینہ میں کورے کے مضر اثرات
(3) ڈی۔اے۔پی کھاد مہنگی ہونے پر اس کے استعمال میں چالیس فیصد کمی
(4) نہری پانی کی کم دستیابی
(5) مارچ کے مہینہ میں گرمی پڑنے سے دانے کا سکڑنا

جناب والا! باقی تو قدرتی آفات تھیں لیکن ڈی۔اے۔پی کھاد کا مہنگا ہونا حکومت کی نااہلی ہے۔ میں وزیر زراعت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ آج کل بھی ڈی۔اے۔پی کھاد غائب ہے، under ground کر دی گئی ہے اور ہمارا زمیندار اس حوالے سے بہت پریشان ہے کیونکہ اسی کھاد کو زیادہ نرخوں پر black market میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ یہ معاملہ فوری توجہ کا طالب ہے۔ وزیر موصوف اس بارے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ جواب میں نہری پانی کی کم دستیابی کی بات کی گئی ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ہمارے ہاں پانی کا ذخیرہ دن بدن کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا کالا باغ ڈیم یا دوسرے dams بنانے اشد ضروری نہیں ہیں اور اس حوالے سے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ڈی۔اے۔پی کھاد surplus ہے۔ اس کی بالکل shortage نہیں ہے۔ گندم کی کاشت کے موقع پر زمیندار کو انشاء اللہ تعالیٰ ڈی۔اے۔پی کھاد بروقت ملے گی۔

جناب سپیکر! cotton کی کاشت کے وقت نہری پانی کی کمی تھی کیونکہ پنجاب کے share میں 30 سے 40 فیصد shortage تھی۔ پانی کے حوالے سے ارسا والے بیٹھ کر میٹنگ کرتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ کس صوبے کو کتنا پانی دینا ہے۔ dams مزید نہ بننے کی وجہ سے پانی میں جو shortage آتی ہے اسے صوبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ پنجاب کے share میں 30 سے 40 فیصد پانی کم کر دیا گیا تھا۔ اب یہ معاملہ پنجاب حکومت کے preview سے باہر ہے۔ پنجاب حکومت نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے 350 چھوٹے dams بنانے کا پروگرام بنایا ہے۔ بھاشا ڈیم کا معاملہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ہم نے آئندہ کے لئے پنجاب میں 350 mini dams بنانے کا پروگرام بنایا ہے لیکن اس کے لئے کافی وقت درکار ہوگا۔ یہ short term measures نہیں ہیں بلکہ long term measures ہیں۔ پانی کے ذخائر انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر: پانی اور ڈی اے پی کھاد کی وہ بات کر رہی ہیں کہ وہ دستیاب نہیں ہے، اس کے لئے solid قسم کے اقدامات کریں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! پانی کی کمی دور کرنے کے لئے ایک sprinkle اور ۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں! یہاں House میں ایک important بات ہو رہی ہے۔ گپ شپ کم کی جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی پہلے ان کی بات سن لیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! حکومت ابھی sprinkle and lift irrigation کا ایک بڑا project شروع کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ bed planting کا منصوبہ بھی زیر غور ہے جس سے پانی کی بڑی بچت ہو گی۔ Mini dams بھی بنائے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ 350 چھوٹے ڈیم صرف پنجاب میں بنائے جا رہے ہیں۔ اگر ہمیں proper وقت ملا تو یہ long terms measures ہیں فوری طور پر اس کا کوئی حل نہیں ہے کیونکہ پچھلے آٹھ سال میں ایک میگا واٹ بجلی بھی پیدا نہیں کی گئی، اس کے علاوہ پچھلے آٹھ سال میں ایک ڈیم بھی نہیں بنایا گیا۔ یہ سابقہ دور کا معاملہ ہے، اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! گندم کے بارے میں بار بار سوال ہو رہے ہیں۔ گندم کی پیداوار اس لئے زیادہ نہیں ہو رہی، اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ہماری حکومت کو بنے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں، گندم اس سال زیادہ پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ضمنی سوال کریں گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ضمنی سوال آپ نے کیا نہیں، میں کیا جواب پوچھوں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ گندم کا سائز اتنا کم ہو گیا ہے کہ سونف کے دانے کے برابر ہو گیا ہے اور اس کے لئے جو ادویات بنائی گئی تھیں وہ جعلی بھی تھیں۔ اس کا سدباب کرنے کے لئے کوئی نئی ادویات تیار کی گئی ہیں یا نہیں؟ اس کے علاوہ پچھلے آٹھ سالوں میں جو دو نمبر کھاد استعمال کی گئی آیا کھاد کی طرف بھی کوئی توجہ دی گئی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بھی مجھے دے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس پر آپ کی رولنگ چاہیے کہ کیا question hour میں پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر تو ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، پابندی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات نہ کریں۔ اگر کوئی relevant بات ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اگر relevant ہے تو اس کی اجازت مل سکتی ہے اس کو according to rule کہا جا سکتا ہے اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر irrelevant بات کرتا ہے تو اس کو سنا نہیں جا سکتا اور اس کو over rule کر دیا جاتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں سیکرٹری صاحب سے کم پوچھتا ہوں، آپ جیسے بزرگوں سے میرے خیال میں زیادہ guidance لیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ ماسوائے اگر کوئی irregularity ہو رہی ہو۔

جناب سپیکر: میں کیا کہہ رہا ہوں؟ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی پابندی نہیں ہے تاوقتیکہ کوئی irregularity ہو رہی ہو۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس وقت irregularity ہو رہی تھی اس لئے میں نے point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بات clarify کرنے دیں۔ شاہ صاحب میری گزارش یہ ہے کہ سپیکر کو تو کوئی پتا نہیں ہوتا کہ وہ relevant بات کرنا چاہتے ہیں یا irrelevant بات کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے سپیکر کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانی ہوتی ہے اس لئے سپیکر کو allow کرنا پڑتا ہے لیکن اگر وہ irrelevant ہو تو سپیکر کہتا ہے کہ یہ بات valid نہیں ہے، irrelevant ہے۔ لہذا بات سننے کی قوت زیادہ ہونی چاہیے۔

جناب خالد محمود سرگانہ: جناب والا! میرا بھی ایک انتہائی ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضروری سوال اس وقت کیوں نہیں کرتے جب ٹائم ہوتا ہے۔ اب محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو میں نے floor دے دیا ہے۔

جناب خالد محمود سرگانہ: جناب والا! میرا انتہائی ضروری سوال ہے مجھے آپ موقع عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد میں اس کو دیکھوں گا۔ محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: ان کا جو answer نمبر 4 ہے کہ نہری پانی کی کم دستیابی، پانی کی ویسے بھی بین الاقوامی طور پر کم دستیابی ہے۔ ان سے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو حال ہی میں non-governmental organization کے اندر Rome میں ایک بین الاقوامی meeting ہوئی ہے جس میں use of wastage water and use of dirty water پر کام ہو رہا ہے اور خاص طور پر اس کو purification کے بعد زراعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کیا ان کے علم میں یہ بات ہے؟ کیا ان کے محکمے نے اس پر کوئی کام شروع کیا ہے اور اگر نہیں کیا تو کیا وہ اس کی معلومات حاصل کر کے یہ جو ہمارا پانی ہے جس کو ہم گندے نالوں کا پانی کہتے ہیں جو لاہور شہر سے تمام شہروں سے گزرتا ہے اس کو بھی agricultural کے استعمال میں لایا جائے گا؟ کیا یہ بات ان کے علم میں ہے اور اگر ان کے محکمے کے علم میں نہیں تو ان کے علم میں لا کر اس پانی کو استعمال کرنے کی کوشش کریں گے یا اس پر کام کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ پہلے اس محترمہ کے سوال کا جواب دیں، اس کے بعد محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کے سوال کا جواب دیں، باقی تمام باتیں بعد میں ہوں گی۔

ایک آواز: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جب ٹائم ختم ہو جائے گا میں بند کر دوں گا، مجھے پتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری التماس ہے کہ یہ serious issue ہے ہمیں اسے سنجیدگی سے complete کرنے کا موقع دیا جائے۔ اگر کسی نے اپنی کوئی بات کرنی ہے تو وہ اپنا سوال الگ سے put up کر سکتا ہے۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 350 ڈیم ہم بنانا چاہتے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کا جواب بالکل غلط ہے کیونکہ 350 ڈیم جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے لئے بجٹ میں کوئی پیسہ رکھا گیا ہے اور نہ ہی کہیں اور ذکر کیا گیا ہے۔ براہ مہربانی وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں کہ یہ غلط جواب انہوں نے کس بنیاد پر دیا ہے؟ دوسرا ڈی اے پی کھاد جو موجودہ حالات میں مارکیٹ سے غائب ہے، under ground ہے ذخیرہ اندوز ہو چکی ہے اس کا جواب بھی وزیر موصوف کی طرف سے clearly نہیں آیا کہ اس کے لئے وہ سختی سے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ serious issue ہے، زراعت کا issue ہے، لوگوں کے لئے اشیائے خورد و نوش کا معاملہ ہے۔

ایک آواز: یہ وزیر آبپاشی کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے جو 350 ڈیموں کی بات کی تھی اس کا وہ جواب چاہ رہے ہیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ڈیم بنانے کے لئے 350 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ دوسری میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ سوال کو پڑھیں۔ سوال یہ ہے کہ سال 08-2007 کے دوران پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف کیا ہے؟ اب اس کی دو تین بڑی اہم وجوہات ہیں۔ پیداوار کا قیمت سے بڑا تعلق ہوتا ہے۔ گنے کی قیمت بڑھی، سو روپے من ہوئی تو کاشت کاروں نے گنا کاشت کرنا شروع کر دیا۔ جب گندم کاشت ہو رہی تھی تو اس وقت اس کی support price کا اعلان نہ کیا گیا۔ اس وقت گندم کی support price -/425 روپے فی من تھی، بعد میں نگران حکومت کے دور میں -/510 روپے فی من رکھی گئی لیکن اس وقت گندم کاشت ہو چکی تھی۔ کاشت کار کی اپنی economics ہے وہ دیکھتا ہے کہ مجھے کس فصل میں بچت ہوئی تھی یا بچت نہیں ہوئی۔ جب اس کو گندم میں بچت نظر نہ آئی تو کاشت کار سورج مکھی کی طرف چلا گیا، کاشت کار مکئی کی طرف چلا گیا اس لئے گندم کی پیداوار 08-2007 میں کم ہوئی ہے۔ اگر یہ support price گندم کاشت کرنے سے پہلے -/625 روپے رکھی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ گندم کی پیداوار بڑھ جاتی۔ ابھی موجودہ حکومت نے گندم کی support price -/635 روپے فی من مقرر کی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ سال گندم کی پیداوار بڑھ جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا جواب بھی ساتھ ہی دے دیں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): محترمہ فوزیہ بہرام نے کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف پوچھ رہے ہیں کہ سوال repeat کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! پہلے یہ میرے سوال کا جواب دے دیں کیونکہ میرا سوال کچھ اور ہے اور وزیر موصوف نے جواب کچھ اور دیا ہے۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس میں relevant بات کیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا فرما رہے ہیں؟

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس سوال سے relevant کیا چیز ہے؟ سوال نمبر 116 ہے۔ معزز ممبر مجھے بتائیں کہ اس سوال سے کون سی relevant بات ہے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سوال نمبر 116 میں وزیر موصوف نے نمبر (4) میں question کا answer دیا ہے۔ "نہری پانی کی کم دستیابی۔" میں نے ان سے پوچھا ہے کہ حال ہی میں روم میں International Non-Governmental Organization Committee کی میٹنگ ہوئی ہے کیا انہیں پتا ہے کہ اس میں use of wasted water and use of dirty water کو collect کر کے بہت کم خرچے پر purify کر کے زراعت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بات آپ کے محکمے کے علم میں ہے؟ اگر نہیں ہے کیونکہ میں نے جب وہ میٹنگ attend کی تو پاکستان کی طرف سے کوئی نہیں تھا تو میں نے آپ سے یہ request کی ہے کہ آپ اس بات کو اپنے محکمے کی consideration میں لیں اور اس پانی کو usage کے بعد سبزیوں وغیرہ کے لئے استعمال کرنے کے حوالے سے آپ کے علم میں یہ بات ہے یا نہیں ہے؟

وزیر زراعت، تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہماری فاضل رکن پہلے بھی ہمارے ساتھ ممبر رہی ہیں۔ پہلے میری ان سے discussion بھی ہوئی ہے، جو اچھی تجاویز آئیں گی محکمہ زراعت ان پر عمل کرنے کو تیار ہوگا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر خوراک و صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زراعت و تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فلور ملز کا مختص کوٹا و دیگر تفصیل

*102: **میاں نصیر احمد** : کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر فلور مل کے لئے گندم کی فراہمی کا کوٹا مختص ہوتا ہے؟
(ب) کیا فلور ملز گندم کی پسائی کرنے کی پابند ہیں یا گندم بھی فروخت کر سکتی ہیں؟
(ج) اگر فلور ملز گندم فروخت نہیں کر سکتیں تو کیا گندم فروخت کرنے والی ملوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی جاتی ہے؟
(د) 2007 میں کن ملوں کے خلاف محکمہ نے کارروائی کی ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):
(الف) محکمہ خوراک گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق منظور شدہ فلور ملز کو گندم فراہم کرتا ہے۔ فلور ملوں کا گندم کا کوٹا مستقل نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعین ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے۔
(ب) فلور ملز محکمہ خوراک سے اجرا شدہ گندم کی پسائی کرنے کی پابند ہیں اور وہ محکمہ سے حاصل شدہ گندم فروخت نہیں کر سکتیں۔
(ج) جی ہاں ایسی فلور ملوں کے خلاف محکمانہ قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔
(د) 2007 میں مندرجہ ذیل فلور ملوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی:۔

لاہور

فائیو سٹار فلور ملز، ساجد فلور ملز، فردوس فلور ملز، الرمضان فلور ملز، افضل فلور ملز، راوی فلور ملز، لاہور فلور ملز، رحمت فلور ملز، پریمیئر فلور ملز، داتا فلور ملز، بادامی باغ فلور ملز، طارق فلور ملز، شیخ برادرز فلور ملز، فیروز فلور ملز، برکت فلور ملز، النور فلور ملز، ماڈرن فلور ملز، الراعی فلور ملز، گلستان فلور ملز۔

وہاڑی

بسم اللہ فلور ملز

سرگودھا

سرگودھا فوڈ پروڈکٹس، مخدوم فلور ملز، رحمان فلور ملز، کسان فلور ملز، سردار فلور ملز۔

صوبہ پنجاب سے آٹا اور گندم کی دوسرے صوبے میں سمگلنگ کا مسئلہ

*119: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب سے آٹا اور گندم سمگل ہو کر کسی دوسرے صوبہ میں جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کن کن مقامات سے سمگلنگ ہو رہی ہے؟

(ج) سمگلنگ میں ملوث افراد کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے نیز 2006 اور 2007 میں جن افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) حکومت پنجاب اور حکومت سرحد و بلوچستان کے مابین معاہدہ جات ہوئے ہیں جن کے مطابق دوسرے صوبہ جات کو گندم و آٹے کی ترسیل بذریعہ پرمٹ کی جاتی ہے- لہذا پرمٹ کے بغیر نقل و حمل کو غیر قانونی تصور کیا جاتا ہے- صوبہ پنجاب سے غیر قانونی طور پر آٹا اور گندم دوسرے صوبوں کو جانے کے واقعات رپورٹ ہوتے رہتے ہیں-

(ب) مندرجہ ذیل مقامات سے غیر قانونی نقل و حمل کے امکانات ہوتے ہیں-

ضلع	چیک پوسٹ
ڈیرہ غازی خان	ترمن، بواٹہ
راجن پور	شاہ والی
میانوالی	چشمہ بیراج، درہ تنگ، درہ قبول خیل
بھکر	داجل
رحیم یار خان	کوٹ سبزل، دعووالا
راولپنڈی	فاروقیہ، گنگو بہادر، بہاتر موڑ، باڑیاں
اٹک	اٹک خورد، جھاری کس، حاروایم 1، خوشحال گڑھ

ان کے علاوہ دریائی علاقوں سے بذریعہ کشتی بھی گندم اور آٹا کی غیر قانونی نقل و حمل کے امکانات ہیں-

(ج) غیر قانونی نقل و حمل میں ملوث افراد کے خلاف حکومتی ادارے فوڈ سٹف کنٹرول ایکٹ مجریہ 1958 اور فوڈ گرین لائسنسنگ کنٹرول آرڈر 1957 کے تحت کارروائی کرتے ہیں- تاہم سال 2006 اور 2007 میں صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبہ جات کو آٹا و گندم کی نقل و حمل کے سلسلہ میں کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی-

کراپ میکسیمائزیشن پروگرام کے اغراض ومقاصد ودیگر تفصیلات

*147: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کراپ میکسیمائزیشن کا پروگرام جس کی پوسٹیں بھی ایڈورٹائز کی گئی ہیں، کن کن اضلاع میں شروع ہورہا ہے؟

(ب) اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں تفصیلاً بیان کریں؟

(ج) کیا یہ پروگرام حکومت continue کرے گی؟

(د) کیا یہ پروگرام جن اضلاع میں شروع ہوگا وہ ان اضلاع کی تمام تحصیلوں کے لئے ہے یا پھر مخصوص علاقہ جات کے لئے ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کراپ میکسیمائزیشن کا پروگرام وفاقی حکومت کی مالی وتکنیکی معاونت اور نگرانی میں صوبہ پنجاب کے چھ اضلاع ساہیوال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، سرگودھا، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان میں چل رہا ہے۔جس میں صوبہ پنجاب کے 430 گاؤں شامل ہیں۔

(ب) اس پروگرام کے اغراض ومقاصد ذیل ہیں:۔

1- چھوٹے زمینداروں کی پیداوار بڑھانا۔

2- زمیندار طبقہ کو ترغیب دے کر منظم کرنا اور گاؤں کی سطح پر تنظیم بنانا

3- دیہی تنظیم کو رجسٹر کروانا اور اپنے فیصلے کرنے میں بااختیار بنانا۔

4- گاؤں کی سطح پر زرعی مشینری پول قائم کرنا۔

5- گاؤں کی سطح پر کھاد، کیڑے مار زہروں اور بیجوں کے سٹور قائم کرنا۔

6- ایک ریوالونگ فنڈ قائم کرنا اور دیہی تنظیم کے ذریعے فنڈ کو استعمال کرنا۔

7- ایسے طریقے اختیار کرنا کہ پروگرام کے ختم ہونے کے بعد دیہی تنظیم پیداوار بڑھانے کے لئے خود اقدامات کرسکے۔

8- گاؤں کی سطح پر کاشتکاروں کو تمام زرعی عوامل مہیا کرنا۔

9- پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کو جدید طریقوں کی تربیت دینا اور عملدرآمد کروانا۔

10- بیروزگار نوجوانوں کو مرغبانی، ماہی پروری، بے موسمی سبزیاں پیدا کرنے، شہد کی مکھیاں پالنے، زرعی آلات کا مرکز قائم کرنے، بھیڑ بکریاں پالنے، چھوٹے پیمانے پر ڈیری فارم قائم کرنے، فیڈ مل و دودھ اکٹھا کرنے کے مرکز قائم کرنے، پھل دار پودوں اور جنگلی پودوں کی نرسریاں قائم کرنے اور زرعی مداخل کی دکان قائم کرنے کے لئے شراکت کی بنیاد پر بلاسود قرضے فراہم کرنا۔

(ج) یہ پروگرام مخصوص علاقہ جات میں جاری ہے اور آئندہ مرحلہ وار یہ پنجاب کے تمام تحصیل واضلاع پر محیط ہو جائے گا۔

(د) یہ پروگرام ضلع ساہیوال کے 72 دیہات میں (تحصیل ساہیوال کے 40 گاؤں اور تحصیلوں چیچہ وطنی کے 32 دیہات)، ضلع گوجرانوالہ 71 دیہات (تحصیل گوجرانوالہ میں 27 گاؤں اور تحصیل وزیرآباد کے 44 گاؤں)، تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کے 71 گاؤں، تحصیل و ضلع سرگودھا 72 گاؤں، تحصیل و ضلع رحیم یار خان 72 گاؤں، ضلع سیالکوٹ کی تحصیل ڈسکہ کے 65 گاؤں اور تحصیل پسرور کے 7 گاؤں شامل ہیں۔

یہ پروگرام مخصوص علاقہ جات میں جاری ہے اور آئندہ مرحلہ وار یہ پنجاب کی تمام تحصیلوں واضلاع پر محیط ہو جائے گا۔

مخصوص علاقہ جات کے چناؤ میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا گیا ہے

اس پروگرام کے سابقہ گاؤں/یونین کونسل کے اردگرد کے علاقہ کو بڑھانا ہے تاکہ پہلے سے اس پروگرام پر مشتمل علاقہ جات کی ترقی کو دیکھ کر قرب و جوار کی آبادی اس پروگرام کو اپنا سکے۔

اس پروگرام میں چھوٹے کاشتکار جن کا کاشتہ رقبہ 20 ایکڑ سے کم ہو وہ اس کے ممبر بن سکتے ہیں۔

حکومت پنجاب کی صوبہ بھر سے گندم کی خریداری وہدف اور دیگر تفصیلات

*170: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبے بھر سے گندم کی خریداری شروع کر دی ہے، کیا پنجاب کیلئے گندم کی خریداری کا ہدف 30لاکھ ٹن مقرر ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب مقرر کردہ ہدف پورا کر سکے گی کیونکہ حکومت نے ریٹ 625روپے فی 40کلو گرام مقرر کیا ہے جبکہ کسان اس ریٹ پر گندم حکومت کو بیچنے پر تیار نہ ہیں اس مسئلہ پر قابو پانے کے لئے حکومت کون سے اقدامات اٹھا رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے گندم خریداری ہدف 30لاکھ میٹرک ٹن کے ہدف خریداری کے محاذ پر 2557389میٹرک ٹن گندم خرید کی جو کہ ہدف کا85.25فیصد بنتا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے تھے:۔

i- ڈیلیوری چارجز جو کہ علاوہ قیمت گندم کے ادا کئے جاتے ہیں۔ 5روپے سے بڑھا کر 7روپے فی 100کلو گرام کئے گئے۔

ii- علاوہ ازیں 25روپے فی 100کلو گرام بار برداری اخراجات کے لئے ادا کئے گئے۔

iii- کسانوں کو باردانہ 50بوری تک شخصی ضمانت پر ادا کیا گیا۔

iv- گندم فروخت کنندگان کو کیش ادائیگی قیمت گندم بذریعہ بنک کی حد 50بوری سے بڑھا کر 1000بوری کی گئی۔

v- گندم کی خریداری کے لئے صوبہ میں345مراکز (198پی آر اور147فلیگ سنٹرز) قائم کئے گئے تھے۔

زرعی اجناس کی یک دم قیمتیں بڑھنے کی وجوہات

*491:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) زرعی اجناس کی قیمتوں میں ٹھہراؤ کیوں نہ ہے، مثلاً چاول، گندم، دالیں، چینی وغیرہ کی قیمتیں یک دم بڑھیں، کیا وجوہات ہیں، پیداوار کیوں کم ہوئی، ٹارگٹ کے مطابق رقبہ

کاشت کیوں نہ ہوا، آبادی کے مطابق ٹارگٹ کیوں مقرر نہ کیا گیا، آئندہ کیلئے کیا لائحہ عمل ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں زراعت کی مد میں کتنا قرضہ کسانوں کو فراہم کیا گیا، تفصیل سے آگاہ کریں نیز آئندہ آسان شرائط پر قرضوں کی ادائیگی کیلئے کیا پروگرام ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب میں زرعی ترقی کیلئے جدید ٹیکنالوجی، ٹریکٹر و دیگر زرعی آلات، کھاد، بیج اور پھلدار پودہ جات، منی ڈیمز، کنوؤں کی کھدائی غریب کسانوں کیلئے آئندہ کیا منصوبے ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(د) پچھلے سال کسانوں کو دیا گیا قرضہ کتنا معاف کیا گیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی اجناس (چاول، گندم، دالیں اور چینی) کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

- زرعی مداخل (کھاد، بیج ادویات وغیرہ) کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ۔
- تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ۔
- بجلی کی قیمتوں میں اضافہ اور طویل لوڈ شیڈنگ۔
- گیس کی قیمت میں اضافہ۔
- زرعی اجناس کی ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ۔
- امدادی قیمت کا اعلان بروقت نہ ہونا۔
- نہری پانی کی کمی۔
- گزشتہ سال کے ناموافق موسمی حالات اور شدید (کہر) کے دورانیہ میں اضافہ۔

فصلات کا رقبہ اور پیداوار

خریف کے فضلات کماد، مونگ اور چاول کی پیداوار کے اہداف حاصل کر لئے گئے۔

ربیع کے اہداف میں کمی کی وجوہات:۔

- بوقت بجائی بارشوں کا مناسب وقت پر نہ ہونا اور فصل تیار ہونے کے بعد بے وقت بارشوں کی وجہ سے نقصان ہوا۔

- کاشت کے وقت گندم کی امدادی قیمت کا کم ہونا۔
- بعض مقامات پر گندم کی جگہ کاشت کاروں نے سورج مکھی کی کاشت کو ترجیح دی۔
- موسم ربیع کی فصلات گندم، چنا، مسور سردی کی شدت اور کورے کی وجہ سے متاثر ہوئیں اور ان کی پیداوار میں کمی ہوئی۔
- مارچ میں بارش کا نہ ہونا اور درجہ حرارت میں غیر معمولی اضافہ۔
- فاسفورس کھاد کا مہنگائی کی وجہ سے 42 فیصد کم استعمال۔
- گندم کی فصل پر تیلے کا شدید حملہ اور اس کے زیر کاشت رقبہ میں 2.6 فیصد کی کمی واقع ہونا۔
- اس سال بارانی علاقے میں بارشیں بروقت نہ ہونے اور موسم سرما میں شدید کورے کی وجہ سے چنا اور مسور کی پیداوار میں نمایاں کمی ہوئی۔

(ب) کسانوں کو قرضہ جات کی فراہمی محکمہ زراعت کی ذمہ داری میں نہیں آتا۔ تاہم سٹیٹ بنک کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے 5 سرکاری اور نجی بنکوں نے صرف پنجاب میں جولائی 2007 سے جون 2008 تک مجموعی طور پر 176,375.217 ملین روپے قرضے کی مد میں فراہم کئے۔ مشینی کاشت کے فروغ کو یقینی بنانے کے لئے گرین ٹریکٹر کے تحت دس ہزار ٹریکٹر مبلغ 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر دینے کا اعلان کیا ہے اور اس کے لئے مبلغ 2۔ ارب روپے مختص کئے جا چکے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے 1000 ملین روپے کی لاگت سے گندم کی پیداوار بڑھانے اور تحفظ خوراک کے اہداف کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے بیج و کھاد کو بیک وقت بکھیرنے والی 11948 ڈرلیں اور 75000 سپرے مشینیں 50 فیصد سبسڈی پر کاشتکاروں میں تقسیم کا اعلان کیا ہے۔

- فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے لئے وفاقی حکومت کی مدد سے 8۔ ارب روپے لاگت سے ایک منصوبہ خصوصی پروگرام برائے تحفظ خوراک، کراپ میکسیمائزیشن پروگرام 11 شروع کیا گی ہے جس میں سے پنجاب میں 3.2۔ ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جس کے تحت کسانوں کو گاؤں میں

اپنی تنظیم بنانے کی صورت میں ان کے دروازے پر تمام زرعی مداخل بروقت مہیا کر کے ان کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے پر پوری توجہ مرکوز کی جائے گی۔

- صوبہ بھر میں سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے 550.87 ملین روپے کی لاگت سے ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت کاشتکاروں کو 50 فیصد سبسڈی پر پہلے سال ایک ہزار ایکڑ پر درمیانی اور پست جبکہ دوسرے سال 1300 ایکڑ پر ٹنل فراہم کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ شارٹ ٹریننگ اور سیمینار منعقد کر کے ٹنل ٹیکنالوجی کی افادیت کو اجاگر کیا جائے گا تاکہ سبزیوں کی پیداوار بہتر ہو اور کاشتکاروں کا معیار بلند ہو۔
- اسی طرح ضلع شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، گوجرانوالہ اور قصور میں 800 ملین روپے لاگت سے رعائتی نرخوں پر 67902 ہیکٹر بیمار اراضی کو کاشت بنایا جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت بیمار زمینوں کے لئے جپسم اور معیاری پانی کا استعمال کر کے ان کو قابل کاشت بنانے کے علاوہ وہاں مچھلی فارم اور منظور شدہ ٹیکنالوجی کی نمائش کی جائے گی۔ اس سے علاقہ کے کسانوں کو معاشی فائدہ حاصل ہوگا اور غربت مکاؤ مہم کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔
- پنجاب سیڈ کارپوریشن کی طرف سے درآمد مکئی ہائبرڈ مقابلہ میں مقامی طور پر تیار کردہ ہائیبرڈ بیج کی نصف قیمت پر کسانوں کو فراہمی۔
- حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے ایک نیا ترقیاتی منصوبہ "فروٹ اینڈ ویجٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" 6 اضلاع (لاہور، راولپنڈی، سرگودھا، ملتان، رحیم یار خان اور ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں شروع کیا ہے، اس پراجیکٹ میں آم اور ترشادہ پھلدار پودوں کے مدر بلاک اور ملٹی پلیکیشن بلاک لگائیں گے جن کی مدد سے زمیندار کو اعلیٰ اقسام کے پودے فراہم کئے جائیں گے جو کہ کیڑوں اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتے ہوں گے۔
- حکومت پنجاب کے ترقیاتی منصوبے "مشینی کاشت برائے کاشت برائے ضمانت خوراک" کے تحت 35 اضلاع میں زمینداروں کو زرعی آلات 50 فیصد سبسڈی پر دیئے جائیں گے۔

- مختلف ترقیاتی منصوبہ جات "پانی کے ذخیرہ کی بحالی بذریعہ تعمیر منی ڈیم فیز-II" اور "Development of left over Barani areas of Punjab" کے تحت راولپنڈی، خوشاب، اٹک، چکوال اور جہلم کے اضلاع میں منی ڈیمز اور چالیس کنوؤں کی تعمیر۔
- پنجاب کے آبپاش علاقوں میں تقریباً 9۔ارب روپے کی لاگت سے 14470 کھالہ جات کی اصلاح کی گئی ہے جبکہ بارانی علاقہ جات میں 3202 نئی آبپاش سکیمیں لگائی ہیں جس پر کل لاگت تقریباً 45 کروڑ روپے آئی ہے۔اسی منصوبہ کے تحت آئندہ دو سالوں میں مزید 7000 نہری کھالہ جات کی اصلاح اور بارانی علاقوں میں 3000 ہزار آبپاش سکیمیں تعمیر کی جائیں گی جن پر کل لاگت کا تخمینہ 7.5۔ارب روپے ہے۔
- آئندہ سالوں میں ڈراپ اور سپر نکلر کی ترویج کے منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب 7۔ارب روپے کی لاگت سے تقریباً 130, 000 ایکڑ رقبہ پر یہ جدید نظام آبپاشی متعارف کروایا جائے گا۔
- پٹڑیوں پر فصلوں کی کاشت کی ترویج کے قومی منصوبہ کے تحت پانچ سالوں میں صوبہ پنجاب میں 400 زرعی مشینری یونٹ کاشتکاروں کو نصف قیمت پر فراہم کئے جائیں گے۔

(د) کسانوں کو قرضہ جات کی معافی کا تعلق زراعت سے نہ ہے۔

جھنگ، کسانوں کو گنے کی رقم کی بروقت ادائیگی کا مسئلہ

*414: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کشمیر شوگر ملز شور کوٹ جھنگ نے نومبر 2007 سے مارچ 2008 تک کسانوں سے کتنا گنا خریدا، ہر کسان کے لحاظ سے تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(ب) کس کس کسان کی کتنی کتنی رقم بنتی تھی اور اس کو کتنی کتنی رقم کس قدر تاخیر سے ادا کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی سی او جھنگ نے کسانوں کو ادائیگی کے لئے ایک ٹائم شیڈول دیا تھا، اس کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے، کیا ادائیگی اس شیڈول کے مطابق کی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مل متذکرہ کی طرف سے کئی کسانوں کو بوگس چیک جاری کئے گئے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسان زرعی بنک کے مقروض ہوتے ہیں اور بروقت ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے وہ قید ہو جاتے ہیں؟

(و) حکومت کسانوں کی ان مشکلات کے ازالے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز کیا قصوروار شوگر ملز کے خلاف کوئی کارروائی حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) کشمیر شوگر ملز شورکوٹ جھنگ نے نومبر 2007 سے مارچ 2008 تک کسانوں سے 685013 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔ قانون کے مطابق شوگر ملز کین کمشنر آفس کو پندرہ روزہ رپورٹ بابت خریداری گنا بھیجنے کی پابند ہیں اس میں کسانوں کی تفصیل شامل نہیں ہوتی۔ پندرہ روزہ خریداری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کین کمشنر آفس ریکارڈ کے مطابق کشمیر شوگر ملز نے کرشنگ سیزن 08-2007 کے دوران کل 685013 میٹرک ٹن گنا خرید کیا جسکی کل مالیت 1049952998 روپے بنتی ہے۔ جس میں سے 1049383440 روپے قیمت گنا کسانوں کو ادا کر دیئے گئے ہیں اور صرف مبلغ 569558 روپے کشمیر شوگر ملز کے ذمہ واجب الادا ہیں۔

ج) سوال کا یہ حصہ DCO جھنگ سے متعلقہ ہے۔

(د) کین کمشنر آفس کے علم میں ایسی کوئی رپورٹ نہ ہے۔

(ہ) کین کمشنر آفس کو قرضوں کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوتی۔

(و) حکومت پنجاب نے کسانوں کو گنے کی بروقت ادائیگی کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں۔

1۔ صوبہ پنجاب میں ڈیفالٹر ملز والے اضلاع کے DCO's کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسانوں کو گنے کی قیمت کی ادائیگی کو بروقت اور یقینی بنائیں اور بروقت ادائیگی نہ کرنے والی ملز کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائیں۔(منسلکہ ب)

2۔ سیکرٹری فوڈ پنجاب اور کین کمشنر پنجاب نے پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (پنجاب زون) کے ساتھ اجلاس منعقد کر کے کسانوں کو گنے کی قیمت کی ادائیگی کو بروقت اور یقینی بنائیں۔ (منسلکہ ج)

3۔ کسانوں کو گنے کی عدم ادائیگی کے سلسلہ میں تین شوگر ملز(عبداللہ، بابا فرید اور کوہ نور شوگر ملز) کے خلاف DCO اوکاڑہ اور خوشاب نے قانونی کارروائی عمل میں لائی ہے۔(منسلکہ د)

پنجاب میں فصلوں اور پھلوں کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اقدامات کی تفصیل

*494: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 06-2005 میں گندم، چاول، گنا، کنیولہ، کپاس و دیگر پھلوں کی پیداوار کی شرح کیا تھی اور 07-2006 میں مذکورہ فصلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا یا کمی، اگر کمی ہوئی تو اسکی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) موجودہ حکومت مذکورہ بالا فصلوں اور پھلوں کی پیداوار کو بڑھانے کیلئے کون کونسے ٹھوس اقدامات اٹھا رہی ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) موجودہ حکومت زراعت کی مجموعی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پنجاب کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر کیا مثبت اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) محکمہ اپنے خالی اور بنجر رقبے پر گندم کی کاشت کیلئے استعمال کر کے گندم کی پیداوار بڑھانے کو تیار ہے تاکہ مستقبل میں گندم کے بحران سے بچا جا سکے اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

نمبر شمار	نام فصل	پیداوار (ہزار ٹن/گانٹھ) 2005-06	2006-07
1۔	گندم	16776	17853
2۔	چاول	3179	3075
3۔	گنا	28970	37500
4۔	کنولہ (سرسوں)	108.60	120.20
5۔	کپاس	10268	10350
6۔	آم	1391.8	1356.6
7۔	ترشادہ پھل	2385	1401.0
8۔	سبزیاں	634.63	634.45

مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ بڑی فصلات مثلاً گندم، کپاس، گنا اور کنولہ (سرسوں) کی پیداوار میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہی ہوا ہے۔ صرف چاول کی فصل 3 فیصد کم ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ 07-2006 کے موسم خریف میں بارش کم ہوئی۔ اس کے علاوہ پتوں کے جراثیمی جھلساؤ کا زیادہ حملہ ہوا۔ نہروں میں پانی کی دستیابی بھی گزشتہ سال سے 4.2 فیصد کم رہی۔ ان وجوہات سے چاول کی پیداوار شدید متاثر ہوئی۔ پھلوں کی پیداوار میں کمی ان وجوہات کے علاوہ موسم سرما میں کورا اور کم درجہ حرارت ہیں سبزیوں کی پیداوار دونوں سالوں میں تقریباً برابر رہی۔

(ب) فصلات اور پھلوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومتی اقدامات:۔

1. حکومت نے تمام زرعی مداخل پر جنرل سیلز ٹیکس کی چھوٹ دے رہی ہے۔

2. ڈی اے پی کھاد کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کاشتکاروں کو سستے داموں اس کھاد کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے اس پر پہلے سے دی گئی 470روپے فی بوری سبسڈی کو بڑھاکر 1000روپے فی بوری کر دیا گیا۔

3. حکومت نے مشینی کاشت کے فروغ کو یقینی بنانے کے لئے کسانوں کو گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت 10000 ٹریکٹر مبلغ 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر دینے کا اعلان کیا ہے اوراس کے لئے مبلغ 2۔ارب روپے مختص کئے جاچکے ہیں۔

4. حکومت پنجاب محکمہ زراعت (توسیع) نے 1000 ملین روپے کی لاگت سے گندم کی پیداوار بڑھانے اور تحفظ خوراک کے اہداف کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے بیج و کھاد کو بیک وقت بکھیرنے والی 11948 ربیع ڈرلیں اور 75000 سپرے مشینیں 50 فیصد سبسڈی پر کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

5. فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے لئے وفاقی حکومت کی مدد سے 8۔ارب روپے کی لاگت سے ایک منصوبہ خصوصی پروگرام برائے تحفظ کراپ میکسیمائزیشن پروگرام-II شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت کسانوں کوان کے دروازے پر تمام زرعی مداخل بروقت مہیا کر کے ان کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے پر پوری توجہ مرکوز کی جائے گی۔

6. صوبہ بھر میں سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے 550.87 ملین روپے کی لاگت سے ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جارہا ہے۔اس منصوبہ کے تحت کاشتکاروں کو 50 فیصد سبسڈی پر پہلے سال ایک ایک ہزار ایکڑ پر درمیانی اور پست جبکہ دوسرے سال ہر ایک 1300 ایکڑ پر ٹنل فراہم کی جائیں گی۔اس کے علاوہ شارٹ ٹریننگ اور سیمینار منعقد کر کے ٹنل ٹیکنالوجی کی افادیت کو اجاگر کیا جائے گا تاکہ سبزیوں کی پیداوار بہتر ہو اور کاشتکاروں کا معیار بلند ہے۔

7. اسی طرح ضلع شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، گوجرانوالہ اور قصور میں 800 ملین روپے کی لاگت سے رعائیتی نرخوں پر 67902 ہیکٹر بیمار اراضی کو قابل کاشت بنایا جائے گا اس منصوبہ کے تحت بیمار زمینوں کے لئے جپسم اور معیاری پانی

استعمال کر کے ان کو قابل کاشت بنانے کے علاوہ وہاں مچھلی فارم، زرعی آلات کے سنٹر کا قیام اور منظور شدہ ٹیکنالوجی کی نمائش کی جائے گی اس سے علاقہ کے کسانوں کو معاشی فائدہ حاصل ہو گا اور غربت مکاؤ مہم کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔

8. زرعی کارکنان کو بہتر تربیتی سہولتوں کی فراہمی کے لئے زرعی تربیتی اداروں سرگودھا، راولپنڈی اور رحیم یار خان میں 305.931 ملین روپے کی لاگت سے ایک منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ اس کے تحت ان اداروں کو جدید تربیتی سہولتوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہر سال 170 میٹرک سائنس پاس طلباء کو 3 سالہ ڈپلومہ ان ایگریکلچر سائنسز میں داخلہ دیا جائے گا۔ تاکہ فلیڈ کے لئے اچھے کارکن پیدا ہوں۔

(ج) پنجاب کی آبادی جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کے پیش نظر ہمیں خوراک کے معاملہ میں ایک بڑے چیلنج کا سامنا ہے۔ اس چیلنج کا ہم سب نے مل کر مقابلہ کرنا ہے۔

1. غیر آباد قابل کاشت رقبوں کو زیر کاشت لانا۔
2. زیر کاشت رقبوں کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانا۔

ان دو مقاصد کے حصول کے لئے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

1. گندم کی امدادی قیمت 625 روپے فی من مقرر کر کے کسانوں کے اخراجات کا مداوا۔
2. بیج، کھاد، زرعی ادویات و دیگر تمام زرعی عوامل پر جی ایس ٹی ختم کر دیا گیا ہے۔
3. ڈی اے پی کھاد پر 1000 روپے فی بوری سبسڈی کا اعلان۔
4. سبزیوں کی بے موسمی کاشت اور قبل از وقت برداشت کے لئے ٹیکنالوجی پراجیکٹ کے تحت 50 فیصد رعایت پر ایک ایک ایکڑ سائز کی ٹنلز کی فراہمی۔ پہلے سال 09-2008 میں درمیانی اور پست ٹنلز ہر ایک 1000 ہزار ایکڑ پر جبکہ اگلے سال ہر ایک 1300 ایکڑ رقبے کے لئے فراہم کی جائیں گی۔
5. وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کاشتکاروں میں مشینی کاشت کو رواج دینے کے لئے مبلغ 2۔ارب روپے کی لاگت سے 10000 ہزار گرین ٹریکٹروں پر 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی کا اعلان۔

6. کاشتکاروں کی ان کے دروازے پر زرعی تربیت کا انتظام۔
7. کھادوں اور زرعی زہروں کی خالص حالت میں فراہمی کو یقینی بنانے کی زور دار مہم۔

ان سب امور کو بروئے کار لا کر پنجاب کی زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا اور آبادی کی ضروریات پوری ہوں گی۔

(د) محکمہ زراعت کی کوشش ہے کہ جلد از جلد بنجر زمینوں کو آباد کیا جائے اور وہاں گندم اور دیگر فصلات کاشت کر کے ملک کو خوراک کے مسئلہ میں خود کفالت کی منزل تک پہنچایا جا سکے۔ چنانچہ حکومت نے بلڈوزروں کی فی گھنٹہ کرایہ میں کمی کر دی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں اور اپنی بنجر اور بے آباد زمینوں کو مناسب خرچے پر آباد کر سکیں اور ان کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر کے ملک کو غذائی خود کفالت کی طرف بڑھائیں۔

صوبہ کے کسانوں کو بیج فراہم کرنے کے اقدامات و دیگر تفصیلات

*530: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن ایک نیم سرکاری ادارہ ہے اور یہ صوبے میں کسانوں کو بیج کی ترقی دادہ اقسام مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن چند غیر ملکی ایجنٹوں کی ملی بھگت سے گندم کا ایک ایسا بیج امپورٹ / متعارف کرنے کی کوشش میں ہے جس سے بظاہر گندم کی پیداوار تو بڑھ جاتی ہے مگر اس قسم سے مزید بیج حاصل نہیں کیا جا سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کثیر زر مبادلہ اس بیج کی درآمد پر خرچ ہوگا اور ہم گندم کے بیج کیلئے غیر ملکی کمپنیوں کے محتاج ہو جائیں گے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت گندم کی ذخیرہ اندوزی روکنے کے نام پر زمیندار حضرات کے گوداموں میں موجود آئندہ کیلئے رکھا ہوا بیج بھی قبضے میں لے رہی ہے، جس سے آئندہ فصل کی بیجائی کا قحط پیدا ہونے کا اندیشہ ہے؟

(ہ) آئندہ فصل کیلئے حکومت کے مختلف سنٹرز پر اس وقت کتنا بیج موجود ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بات بالکل درست نہ ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن چند غیر ملکی ایجنٹوں کی ملی بھگت سے گندم کا ایک ایسا بیج درآمد کر کے متعارف کرنے کی کوشش میں ہے جس سے بظاہر گندم کی پیداوار تو بڑھ جاتی ہے مگر اس قسم سے مزید بیج حاصل نہیں کیا جا سکتا۔اس سلسلہ میں وضاحتاً عرض ہے کہ باہر سے بیج گندم امپورٹ کرنا نہ تو پنجاب سیڈ کارپوریشن کے چارٹر میں ہے، نہ ہی ایسا کوئی منصوبہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے زیر غور ہے۔

(ج) یہ سوال پنجاب سیڈ کارپوریشن سے متعلقہ نہ ہے کیونکہ ایسا کوئی بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن درآمد ہی نہیں کر رہی۔

(د) زمیندار حضرات کے گوداموں میں رکھے ہوئے بیجوں کو نہ تو پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنے قبضے میں لے رہی ہے، نہ ہی ایسا کوئی منصوبہ ہے کیونکہ عام کسانوں کے رکھے ہوئے بیجوں کو اپنے قبضہ میں لینا PSC کے چارٹر اور اختیار میں نہ ہے۔پنجاب سیڈ کارپوریشن صرف اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں سے تصدیق شدہ بیج خرید کرتی ہے۔

(ہ) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے سٹوروں میں بیج گندم جو پنجاب سیڈ کارپوریشن نے صرف اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں سے فیڈرل سیڈ لیبارٹری سے معیاری قرار دیئے جانے کے بعد تقریباً 520000 بوری بیج گندم (100 کلو وزنی) پریمیئم پر خرید کیا ہے جو مختلف منظور شدہ اقسام پر مشتمل ہے پی ایس سی نے یہ بیج اپنے مختلف سٹوروں میں آئندہ فصل کی کاشت کے لئے رکھا ہوا ہے جس کی مرکز وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پیپلاں ضلع میانوالی کسانوں کا مالیہ، آبیانہ / قرضہ معاف کرنے کا مسئلہ

*548:۔جناب محمد فیروز جوئیہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیپلاں (ضلع میانوالی) کے علاقہ میں گنے کی منظور شدہ ورائٹی ہونے کے باوجود شوگر ملز نے گنا کسانوں سے خرید نہ کیا مجبوراً کسانوں نے گنا سستے داموں مختلف بھٹوں کو بطور ایندھن فراہم کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسانوں کو گنے کی فصل پر خرچ کردہ رقم بھی وصول نہ ہوئی؟

(ج) کیا حکومت اس علاقہ کے گنے کے کسانوں کا مالیہ، آبیانہ، معاف کرنے اور کوآپریٹو بنک کے قرضہ کی ادائیگی موخر کرانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) عرض ہے کہ کین کمشنریٹ پنجاب شوگر ملز، گنے اور چینی کے متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے- تحصیل پیپلاں ضلع میانوالی سے کرشنگ سیزن 08-2007 کے دوران فیکٹو شوگر ملز اور یوسف ملز شاہ پور کے خرید کردہ گنا کی تفصیل درج ذیل ہے-

نمبر شمار	نام ملز	تاریخ شروع کرشنگ	مقدار خرید گنا	تاریخ بند کرشنگ
1	فیکٹو	30-11-07	36.657.750 میٹرک ٹن	15-4-08
2	یوسف (شاہ پور)	26-11-07	7.252.470 میٹرک ٹن	13-3-08
		میزان	43.910.220 میٹرک ٹن	(منسلکہ الف)

(ب) مزید برآں دوران کرشنگ سیزن 08-2007 تحصیل پیپلاں ضلع میانوالی کے کاشتکاروں کی جانب سے دونوں شوگر ملز (فیکٹو، یوسف) کے گنا خرید نہ کرنے یا گنا ضائع ہونے کے بارے میں کین کمشنریٹ میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے-

(ج) جہاں تک علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر کسانوں کا مالیہ، آبیانہ معاف کرنے اور بنکوں کے قرضہ جات کی ادائیگی میں مہلت کا تعلق ہے، یہ محکمہ مال سے متعلقہ ہے-

راولپنڈی کے شہریوں کے لئے سبزی کی کاشت کے لئے ترغیب کا معاملہ

*645: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست کہ موجودہ سال کو ایگریکلچر کے سال کے طور پر منایا جا رہا ہے، حکومت شہری اور دیہی علاقوں بالخصوص ضلع راولپنڈی کے شہریوں کو سبزیوں کی کاشت کے لئے کس طرح ترغیب دے رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

موجودہ سال کو ایگریکلچر کے سال کے طور پر منائے جانے کا حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان نے ابھی تک کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا البتہ موجودہ حکومت بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے سبزیوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے کافی اہمیت دی جا رہی ہے۔

محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے شہری اور دیہی علاقوں بالخصوص ضلع راولپنڈی کے شہریوں کو سبزیوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے ایک منصوبہ بعنوان "فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" شروع کیا ہوا ہے جس میں لاہور، قصور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، ننکانہ صاحب، اوکاڑہ اور بالخصوص راولپنڈی کے اضلاع شامل ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں حکومت پنجاب محکمہ زراعت توسیع نے ان اضلاع میں 78 فارمر فیلڈ سکولز کے ذریعے 1950 سبزیات کے کاشتکاروں کو ایک سالہ پریکٹیکل تربیت دی ہے۔ یہ سکول گاؤں کی سطح پر ہفتہ میں ایک مخصوص دن کو چلایا جاتا ہے۔ جس میں 25 مستقل ممبر شامل ہوتے ہیں۔ ان ممبران کے علاوہ دیگر کسان بھی شامل ہوتے رہتے ہیں۔ فارمر فیلڈ سکول میں ٹریننگ "خود کر کے سیکھنے کے عمل سے" دی جاتی ہے جو نہ بھولنے والا طریقہ ہے۔ ان سکولوں میں بے موسمی سبزیوں کی کاشت کے متعلق کسانوں کو ترغیب دینے کے لئے پراجیکٹ کے تحت بلا معاوضہ ہائی ٹنل لگا کر دی جاتی ہے۔ موجودہ سال میں ان سات اضلاع میں 60 فارمر فیلڈ سکولز شروع کئے گئے ہیں جہاں پر کاشتکار جوش وجذبے سے حصہ لیتے ہیں اور خود کر کے سیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے ان اضلاع میں 50 فیصد رعایتی نرخوں پر 61 ہائی ٹنلز لگا کر دی ہیں جو قرعہ اندازی کے ذریعے دی جاتی ہیں۔ موجودہ سال کے لئے بھی 40 ہائی ٹنلز رعایتی نرخوں پر لگا کر دی جائیں گی، یہ ٹنل ٹیکنالوجی پنجاب کے کاشتکاران میں بہت زیادہ مقبول ہو رہی ہے اور اب تک سینکڑوں ایکڑ رقبہ پر کاشتکاروں نے خود ٹنلز لگا لی ہیں۔ صرف ضلع راولپنڈی میں اب تک 20 سکولوں کے ذریعے 500 کاشتکاروں کی یک سالہ ٹریننگ مکمل ہو چکی ہے اور 15 نئے فارمر فیلڈ سکولز یکم اپریل 2008 سے مختلف گاؤں میں 375 کاشتکاروں کو عملی تربیت دینے میں مصروف ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پچھلے سال میں قائم کردہ فارمر فیلڈ سکولز کے 375 کاشتکاروں کو 15 دن کے وقفہ سے بھی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں رعایتی نرخوں پر 8 ہائی ٹنلز لگا کر دی ہیں اور 7 ٹنلز موجودہ سال میں دی جائیں گی ان فارمر فیلڈ سکولوں میں تجربہ کار زرعی توسیعی افسران / کارکنان مرد و خواتین دونوں اپنے اپنے سکولوں میں کاشتکاروں کو سبزیوں کی کاشت کے متعلق بالخصوص ٹنل فارمنگ کے ذریعے بے موسمی سبزیوں کی کاشت کی ٹیکنالوجی و تربیت فراہم کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ اس کے علاوہ

کاشتکاروں کو سبزیوں کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں اور اب تک طبع شدہ 30000 کتابچے، سبزیات کے ٹریننگ مینوئل برائے ٹنل فارمنگ اور کیلنڈر تقسیم کئے گئے اور مزید دیئے جا رہے ہیں۔

ضلع بھکر اور سرگودھا کے کسانوں کو گنے کی رقم کی ادائیگی کا مسئلہ

*549: جناب محمد فیروز جوئیہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیکٹو شوگر ملز دریا خان ضلع بھکر اور شاہ پور شوگر ملز سرگودھا نے رواں گنے کے موسم میں کتنا گنا کس کس علاقہ سے خرید کیا ہے؟

(ب) آج تک کسانوں کو گنے کی کتنی رقم ادا کی گئی اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان شوگر ملز کے مالکان سے کسانوں کو جلد از جلد گنے کی رقم ادا کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) کرشنگ سیزن 08-2007 کے دوران فیکٹو شوگر ملز دریا خان ضلع بھکر اور یوسف شوگر ملز شاہ پور ضلع سرگودھا (شاہ پور شوگر ملز کے نام سے پنجاب میں کوئی شوگر ملز نہ ہے۔ یوسف شوگر ملز کو علاقے کی نسبت شاہ پور شوگر ملز کہتے ہیں) نے درج ذیل مقدار میں بھکر، میانوالی، سرگودھا، خوشاب اور جھنگ کے اضلاع سے گنا خرید کیا ہے۔ چونکہ گنا خریدنے کے لئے علاقہ کی کوئی پابندی نہ ہے۔ اس کے لئے کسان اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق کسی بھی شوگر ملز کو گنا فروخت کر سکتا ہے اور اسی طرح شوگر ملز کسی بھی علاقہ کے کسان سے گنا خرید سکتی ہیں:-

نمبر شمار	نام ملز	مقدار
1-	فیکٹو شوگر ملز	686،288 میٹرک ٹن
2-	یوسف شوگر ملز	358،237 میٹرک ٹن

(ب) قیمت ادائیگی گنا کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ملز	کل مالیت	ادائیگی	بقایا
1-	فیکٹو	1008140807	891091228	117049579
2-	یوسف	349186314	321251418	27934896

(ج) حکومت پنجاب نے گنے کی قیمت کی بروقت ادائیگی نہ کرنے والی ملز کے خلاف متعلقہ اضلاع کے ڈی سی اوز کو قانونی کارروائی کرنے کی ہدایت کی ہے۔اس سلسلہ میں کوہ نور، بابا فرید، عبداللہ اور فیکٹو شوگر ملز کے خلاف قانونی کارروائی کر دی گئی ہے۔(منسلکہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غریب کسانوں کو زمین ہموار کرنے کے لئے بلڈوزر کرایہ فی گھنٹہ 410روپے کرنے کا معاملہ

*649: کرنل(ر) نوید اقبال ساجد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلڈوزر غریب کسانوں کو زمین ہموار کرنے کے لئے حکومت رینٹ پر فراہم کرتی ہے جس کا کرایہ فی گھنٹہ 410روپے الیکشن 2008 سے قبل تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عبوری حکومت نے یہ کرایہ بڑھا کر 1200روپے فی گھنٹہ کر دیا ہے جس کی کوئی justification نہیں دی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت یہ کرایہ 410روپے فی گھنٹہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت فیلڈ ونگ حکومت پنجاب عرصہ دراز سے غریب کسانوں کو زمین ہموار کرنے کیلئے بلڈوزر سبسڈی پر فراہم کرتا چلا آ رہا ہے جس کا کرایہ الیکشن 2008 سے قبل 358روپے فی گھنٹہ تھا۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ عبوری حکومت نے بلڈوزر کا کرایہ بڑھا کر 420روپے فی گھنٹہ علاوہ خرچہ ڈیزل زمیندار کے ذمہ ہے جو کہ تقریباً 1200روپے فی گھنٹہ بنتا ہے اس کی وجہ سبسڈی کا مرحلہ وار خاتمہ اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ڈیزل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر فی الحال یہ کرایہ 410روپے فی گھنٹہ نہیں کیا جا سکتا بہر حال محکمہ زراعت نے اس سلسلہ میں ایک سمری جناب وزیر اعلیٰ کو بھجوائی ہے جس میں مجوزہ کرایہ 560روپے سے 600روپے فی گھنٹہ بشمول ڈیزل کی تجویز دی گئی ہے۔

پنجاب میں 2002 سے اب تک بھرتی کئے گئے
فوڈانسپکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*557: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2002 سے اب تک محکمہ خوراک پنجاب میں کتنے فوڈانسپکٹر بھرتی کئے گئے ہیں ضلع وار بیان کریں؟

(ب) فوڈانسپکٹر کی بھرتی کا طریق کار کیا وضع کیا گیا تھا، بھرتی کمیٹی کے نام اور عہدے بتائے جائیں؟

(ج) ان اسامیوں کے لئے کل کتنے امیدواروں نے درخواستیں دیں اور کتنے بغیر میرٹ اور سفارشی بھرتی کئے گئے؟

(د) ضلع شیخوپورہ میں اس وقت کتنے مرکز خریداری گندم کام کر رہے ہیں اور ان سنٹروں پر فوڈانسپکٹرز کے نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ہ) سال 2007 میں ضلع بھر کے سنٹروں پر کل کتنی گندم خریدی گئی، تفصیل سے بتایا جائے اور ڈسٹرکٹ فوڈ آفیسر شیخوپورہ کب سے ضلع میں تعینات ہے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) 2002 تا2005 کے دوران کوئی فوڈ انسپکٹر بھرتی نہ کیا گیا ہے جبکہ سال 2006'2007 کی ضلع وار بھرتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام بھرتی گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے جاری کی گئی بھرتی پالیسی 2004 کے تحت کی گئی تھی، اس بھرتی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی ان افسروں کے نام اور عہدے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں کے لئے 14650 درخواستیں وصول ہوئیں اور تمام کامیاب امیدواران بغیر سفارش اور میرٹ پر بھرتی کئے گئے۔

(د) ضلع شیخوپورہ میں اس سال خریداری کے دوران 12 پی آر اور 4 فلیگ (عارضی) مرکز خریداری بنائے گئے۔ان 4 عارضی سنٹروں سے گندم خرید ہو کر سٹوریج سنٹروں پر پہنچ چکی ہے تاہم ان پی آر / فلیگ سنٹروں پر تعینات فوڈ گرین انسپکٹرز کے نام اور تعیناتی عرصہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سال 2007 میں ضلع شیخوپورہ میں 13 مراکز خریداری گندم پر 42343.400 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی تھی۔ سنٹر وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع شیخوپورہ میں موجودہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر مورخہ 10-11-2007 سے تعینات ہے۔

ضلع لودھراں، پاکپتن، حافظ آباد اور بہاؤالدین
میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں نہ ہونے کا مسئلہ

*851: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے اضلاع لودھراں، پاکپتن، حافظ آباد اور منڈی بہاؤالدین میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں نہ ہیں جس کی وجہ سے ان اضلاع کے کاشتکاروں کو دوسرے اضلاع سے رابطہ کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں دینے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع لودھراں، پاکپتن، حافظ آباد اور منڈی بہاؤالدین میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں موجود نہ ہیں اور ان اضلاع میں سے ضلع لودھراں، ضلع حافظ آباد اور ضلع پاکپتن میں یونٹ آفس موجود ہیں۔ جن سے ان اضلاع کے کاشتکاروں کی ضروریات مقامی طور پر پوری کی جارہی ہیں۔ جبکہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے کاشتکاروں کو کام کے سلسلہ میں ضلع گجرات سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔

(ب) موجودہ سیٹ اپ میں ضلع لودھراں میں شعبہ زرعی انجینئرنگ کا یونٹ آفس موجود ہے جہاں پر یونٹ سپروائزر لودھراں اور نائب زرعی انجینئر ملتان کی زیر نگرانی کاشتکاروں کو بلڈوزر و دیگر مشینری کرایہ پر مہیا کر رہا ہے فی الوقت اس یونٹ میں صرف چار عدد بلڈوزر ہیں اسی طرح ضلع پاکپتن میں بھی یونٹ آفس موجود ہے اور یہاں پر تین عدد بلڈوزر ہیں جو کہ یونٹ سپروائزر پاکپتن اور نائب زرعی انجینئر ساہیوال کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ ضلع حافظ آباد میں بھی یونٹ آفس موجود ہے اور یہاں 3 عدد بلڈوزر ہیں جو کہ یونٹ سپروائزر

حافظ آباد اور نائب زرعی انجینئر گوجرانوالہ کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں جبکہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں کاشتکاروں کی ضروریات ضلع گجرات سے پوری کی جا رہی ہیں۔
محکمہ زراعت کے شعبہ فیلڈ ونگ نے مذکورہ بالا اضلاع میں نائب زرعی انجینئر فیلڈ کی اسامیاں پیدا کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہ کی ہے کیونکہ ایک تو ان اضلاع میں بلڈوزروں کی ڈیمانڈ زیادہ نہ ہے اور عرصہ دراز سے نئے بلڈوزر کی خریداری بھی نہیں ہوئی ہے۔دوسرا گورنمنٹ کے اخراجات کو کم سے کم سطح پر رکھنا ضروری تھا تاہم ان اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی نئی اسامیاں صرف اس صورت میں پیدا کی جا سکتی ہیں اگر وہاں بلڈوزر کی ڈیمانڈ زیادہ ہو تاکہ ان پر اٹھنے والے انتظامی اخراجات کو جسٹیفائی کیا جا سکے لہذا محکمہ نے بلا ضرورت یہ اسامیاں پیدا نہ کر کے گورنمنٹ کے اخراجات کی بچت کی ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں بین الصوبائی گندم کی نقل و حمل روکنے کے لئے چیک پوسٹ کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*807: جناب محمد محسن خاں لغاری: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے سخی سرور تحصیل ضلع ڈی جی خان میں بین الصوبائی گندم کی نقل و حمل کو روکنے کے لئے چیک پوسٹ بنائی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کونسے ضابطہ، معیار اور وجوہات کے تحت محکمہ نے تمن لغاری، یونین کونسل کو صوبہ پنجاب کی حدود سے نکال دیا ہے، کیا صوبہ پنجاب کی حد سخی سرور ہے یا بواٹہ، اگر بواٹہ ہے تو تمن لغاری کے رہائشیوں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں روا رکھا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکہ خوراک کی اس ناقص اور غیر انسانی پالیسی کے باعث 29 مئی 2008 کو تھانہ سخی سرور کی حدود میں لواحقین کی طرف سے کی گئی اس پالیسی کی مبینہ خلاف ورزی کی پاداش میں ایک چار ماہ کی بچی جو مذکورہ پالیسی کے تحت تھانہ میں بند کی گئی تھی جاں بحق ہو گئی؟

(د) کیا محکمہ اس ناقص اور غیر انسانی پالیسی کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا محکمہ مذکورہ جاں بحق ہونے والی معصوم بچی کے لواحقین کو معقول مالی امداد فراہم کرنے کے لئے تیار ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بین الصوبائی گندم کی نقل و حمل روکنے کے لئے چیک پوسٹ بنائی گئی ہے۔ چیک پوسٹ کا مقصد گندم کی نقل و حمل کو monitor کرنا ہے تاکہ گندم کے غیر قانونی کاروبار کی حوصلہ شکنی کی جاسکے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ گندم کی نقل و حمل کی صرف نگرانی کی جا رہی ہے۔

(ج) چونکہ سخی سرور سے آگے ضلع ڈیرہ غازی خان کا قبائلی علاقہ ہے لہذا اس علاقہ کے مکینوں کی سہولت کے لئے مقامی حکام کی ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلہ میں گندم کی گھریلو ضروریات کے لئے لیجائی جانے والی مقدار کے لئے بذریعہ پرمٹ یہ سہولت مہیا کی جائے گی جو ضلعی افسر خوراک اور پولیٹیکل اسسٹنٹ قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان کے مشترکہ دستخطوں سے جاری ہوا کرے گا مورخہ 29-05-2008 کو ایک پک اپ جس پر تین مرد اور دو خواتین بمع ایک چھوٹی بچی سوار تھے اور اس پر گھریلو سامان کے علاوہ تقریباً 50 من گندم لوڈ تھی صبح کے وقت 7.45 a.m. کو سخی سرور چیک پوسٹ پر برائے پڑتال روکا گیا تو ڈرائیور (محمد شریف نامی) پک اپ چھوڑ کر فرار ہو گیا چونکہ ان کے پاس پرمٹ نہ تھا لہذا پنجاب ہائی وے پٹرول پولیس نے وہ پک اپ سخی سرور تھانے لیجا کر پولیس عملہ کے حوالہ کر دی اور محکمہ خوراک کے عملہ نے ڈرائیور کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا۔ پک اپ پر سوار خاندان کے متعلق بتایا گیا کہ وہ بھی از خود تھانے چلے گئے جہاں مذکورہ بچی نامعلوم وجوہات کی بنا پر انتقال کر گئی، یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ محکمہ کے عملہ نے ان افراد کے خلاف نہ تو مقدمہ درج کروایا تھا اور نہ ہی ان کو کسی طرح سے ہراساں کیا گیا ان کے ساتھ بد سلوکی کی گئی اور نہ ہی ان کو زبردستی وہاں روکا گیا بلکہ وہ لوگ از خود

وہاں رکے رہے اور یہ افسوس ناک واقعہ رونما ہو گیا۔مزید تفصیلات ضلعی حکومت اور متعلقہ ڈی پی او سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے محکمہ نے کسی قسم کی ناقص اور غیر انسانی پالیسی نہ بنائی ہے۔

ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*852: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ منڈیوں کا رقبہ اور دکانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2006 تا دسمبر 2007 منڈیوں کی دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(د) ان منڈیوں میں دکانات حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں سبزی منڈیوں کی کل تعداد چھ ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	تفصیل/ علاقہ
1	سبزی و پھل منڈی راوی روڈ	راوی لنک روڈ لاہور
2	سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	کوٹ لکھپت لاہور
3	سبزی و پھل منڈی ملتان روڈ	ملتان روڈ لاہور
4	سبزی و پھل سنگھ پورہ	سنگھ پورہ نزد جی ٹی روڈ لاہور
5	سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	جلو موڑ لاہور
6	سبزی و پھل منڈی رائے ونڈ	رائیونڈ ضلع لاہور

(ب) ضلع لاہور میں واقع سبزی منڈیوں کے رقبہ اور دکانات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	رقبہ	تعداد دکانات
1	سبزی و پھل منڈی راوی روڈ	205 کنال	211
2	سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	100 کنال	227
3	سبزی و پھل منڈی ملتان روڈ	294 کنال، 10 مرلہ	239
4	سبزی و پھل سنگھ پورہ	44 کنال، 7 مرلہ	86
5	سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	17 کنال، 13 مرلہ	43
6	سبزی و پھل رائے ونڈ	54 کنال	15

(ج) منڈیوں میں پلاٹ زرعی اجناس کا کاروبار کرنے والوں کو مالکانہ حقوق پر دیئے گئے ہیں صرف کوٹ لکھپت اور سنگھ پورہ کی منڈیوں میں چند دکانات کرایہ پر دی گئی ہیں جن کی یکم جنوری 2006 سے دسمبر 2007 تک آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سبزی منڈی	تفصیل آمدن	تفصیل اخراجات
1	سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	319200روپے	——
2	سبزی و پھل سنگھ پورہ	9000روپے	1586855
3	سبزی و پھل منڈی جلو موڑ	9860012روپے	——

(د) سبزی و پھل منڈیوں میں دکانات پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 67 کے تحت مالکانہ حقوق پر دی جاتی ہیں جس کے تحت ہر منڈی میں 2/3 دکانات پہلے سے زرعی اجناس کا کام کرنے والوں کو دی جاتی ہیں جبکہ باقی ماندہ دکانات کو بذریعہ نیلام عام فروخت کیا جاتا ہے لیکن ان منڈیوں میں کوئی دکان یا پلاٹ ایسا نہ ہے جسے نیلام عام کیا جا سکے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے 2 سوالات 526 اور 528 وقفہ سوالات میں discuss نہیں ہو سکے۔ میری گزارش ہے کہ انہیں pending کر دیا جائے تاکہ اگلے وقفہ سوالات میں discuss ہو سکیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ بار بار interrupt کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کو ایک بات کہہ دی ہے اس کو ختم کریں، بس۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں pending کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کے سوال نمبر 526 اور 528 کو pending کرتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ابھی سوال discuss نہیں ہوا۔ غریب عوام کو آٹے کی فراہمی کے حوالے سے بڑا اہم سوال ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اسے بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا نمبر ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! 425۔

جناب سپیکر: جی، pending ہو گیا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے ایک اہم issue پر بات کرنی ہے۔ ہمارے اسمبلی کے 24 ملازمین گڑھی شاہو کوارٹرز اور 7 ملازمین پیپلز ہاؤس کوارٹروں میں مقیم ہیں۔ انہیں نوٹس ملے ہیں کہ وہ کوارٹروں کو 3 دن کے اندر اندر خالی کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نگہت صاحبہ! اس پر علیحدگی میں بات کر لیں۔ اس کو چھوڑیں۔ اس طرح آپ relevant نہیں ہیں۔ اب تحاریک استحقاقات کا وقت شروع ہوتا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ relevant ہو گی تو سنوں گا، نہیں تو مائیک بند کرا دوں گا۔ ٹھیک ہے؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! اس مسئلے پر بات کرنے کے لئے میں کل سے ٹائم لے رہی ہوں۔ اگر سمجھا جائے تو بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ میں اس ایوان کی توجہ اس مسئلے کی طرف دلانا چاہ رہی ہوں کہ یہاں پر ہم خواتین کی ماشاء اللہ کافی بڑی تعداد موجود ہے۔ گزشتہ پانچ سالہ tenure میں ہمارے لئے نماز کا ایک الگ کمرہ مختص کیا گیا تھا لیکن اس دور حکومت میں جب ہم لوگ نماز پڑھنے کے لئے گئے ہیں تو وہ کمرہ شاید کسی منسٹر کو allot کر دیا گیا ہے اور ہمیں نماز پڑھنے میں بہت دقت ہوتی ہے۔ ہم لوگ اِدھر اُدھر جا رہے تھے کہ ہمیں نماز ادا کرنے کے لئے کوئی جگہ ملے تو کسی محترمہ نے ہمیں بتایا کہ آپ کمیٹی روم میں جا کر نماز پڑھیں۔ ہم نے chairs کے اوپر بیٹھ کر نماز ادا کی ہے۔ کوئی جائے نماز یا کوئی arrange نہیں تھا اور وہاں پر مرد حضرات بھی موجود تھے۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ ہمارے پاس کمرے کم ہیں تو جتنے دن اجلاس چلے گا میں کمیٹی روم (بی) اپنے استعمال میں نہیں رکھوں گا۔ اجلاس کے دوران خواتین کے بیٹھنے اور نماز کے لئے کمیٹی روم (بی) استعمال ہو گا۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! ہمارے دور میں تو وزراء کی تعداد بہت زیادہ تھی، ابھی تو اتنے وزراء ہیں ہی نہیں تو کمرے کس کو allot کر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کے دور میں کچھ اور بات تھی۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! یہاں ensure کروائیں کہ جب ladies وہاں نماز پڑھ رہی ہوں تو کوئی مرد وہاں موجود نہ ہو۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ accommodation ہو گی تو ہم دیں گے ناں، بھئی۔ اگر نہیں ہو گی تو ہم کیسے دیں گے؟ شکریہ۔ میں نے جو کہہ دیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

اب میں نے ایک بات کہہ دی، آپ کو اس پر مطمئن ہونا چاہیے۔ آپ بار بار پھر اسی بات کو دہرا رہی ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! باتھ روم میں پانی تک موجود نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی یہ شکایت دور ہو گی۔ (قطع کلامیاں)

آپ کی شکایت دور کریں گے۔ اب اس مائیک کی جان چھوڑ دیں۔ مہربانی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات ہے۔ محکمہ فشریز کے مطابق برما سے ہمارے ملک میں مچھلی import کی جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاقات کا وقت شروع ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جمعرات کے دن میں نے ایک privilege motion move کی تھی اس پر جناب لاء منسٹر نے فرمایا تھا کہ 3 دن کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ وہ issue 20۔ جولائی کا تھا کہ جس دن چیف منسٹر پنجاب میاں شہباز شریف کے حکم پر وہ کھلی کچہری لگائی گئی تھی تو اس کھلی کچہری کا میں نے جو منظر نامہ پیش کیا تھا اس کی سی ڈی اور فوٹوز بھی میرے پاس موجود ہیں کہ جس فحاشی اور عریانی کے حلئے میں آ کر اس نے چیف منسٹر صاحب کے احکامات کی تعمیل کی۔ مجھے بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ تو چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا حکم تھا اور اس کے باوجود 10 تاریخ کو جس وقت یہ مسئلہ اسمبلی میں put ہوا اور لاء منسٹر صاحب نے on the floor of the House ensure کروایا کہ ہم اس کی رپورٹ 3 دن میں دیں گے۔ اگر اس شخص نے ایسا کام کیا ہے تو ہم اس کے خلاف ضرور ایکشن لیں گے۔ مجھے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ تصویریں میرے پاس موجود ہیں، میں یہ میڈیا اور پورے ہاؤس کو بھی دینا چاہ رہا ہوں۔ دیکھیں! ایک طرف ڈی پی او یونیفارم کے اندر بیٹھا ہے اور دوسری طرف ڈی سی او صاحب بیٹھے ہیں جن کی نیکر گھٹنوں سے اوپر ہے اور اس ہاؤس

کی توہین اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ 11 تاریخ کے روز نامہ "ایکسپریس" نے تصویر چھاپ کر نیچے لکھا ہے۔ڈی سی او رحیم یار خان ڈاکٹر راحیل احمد صدیقی چاچڑاں شریف میں نیکر پہنے کھلی کچہری میں شریک ہیں۔واضح رہے کہ خان پور میں کھلی کچہری میں نیکر پہن کر شرکت کرنے پر پنجاب اسمبلی میں جواب طلبی کی ہے۔

جناب سپیکر! نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج پنجاب اسمبلی کے آرڈر کو بھی وہ کیا مقام دے رہے ہیں جبکہ چیف منسٹر کے آرڈر کو انہوں نے یہ مقام دیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ میں نے move کی ہے تو اس لئے لاء منسٹر صاحب اس کو oppose کریں یا آپ اس کو ہاؤس کے اندر put ہونے کی اجازت نہ دیں، میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ آج ہماری اسمبلی کی ہدایات کے اوپر اگر بیوروکریسی ہمیں یہ message دینا چاہتی ہے جس کی یہ تصاویر ہیں اور اخبار میں ہماری اسمبلی کے متعلق توہین آمیز الفاظ لکھے ہیں۔اگر یہی اسمبلی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اور آپ کو، کسی شخص کو اس مقدس ایوان میں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بیوروکریسی ہمیں آج کیا message دینا چاہتی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کو اور اس کے بعد اس ہاؤس کو نظر انداز کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور جس علاقے کا رہنے والا ہوں وہ انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔جنوبی پنجاب کے لوگ پہلے ہی محرومیوں کے ستائے ہوئے لوگ ہیں لیکن یہ D.C.O اور بیوروکریسی وہاں پر دوبارہ نفرت کی آگ پھیلا کر کیا message دینا چاہتے ہیں، یہ وہاں عریانی اور فحاشی کی نئی روایت ڈال کر کیا message دینا چاہتے ہیں، یہ وہاں کس culture کو فروغ دینا چاہتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ حکومت کی یہ ترجیحات نہ ہوں لیکن خدارا! جو حیاء اور شرم کا تھوڑا بہت رکھ رکھاؤ ہے اس کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔اگر ترجیحات نہیں ہیں، تو رکھ رکھاؤ یا شرم و حیاء، فحاشی و عریانی کے اوپر جو عملدرآمد ہو رہا ہے اس کی دھجیاں نہ اڑائی جائیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ جو 20۔جولائی کو واقعہ ہوا تھا اس واقعے میں ہمارے اس ہاؤس کے دو معزز ممبر بھی وہاں موجود تھے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے اندر بھی بیوروکریسی کے سامنے بات کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں تھی، ان کا سر بھی شرم سے جھک رہا تھا لیکن ان میں اخلاقی جرأت نہیں تھی کہ وہ اس DCO کو کہتے کہ Mr. DCO آپ کھلی کچہری میں آکر عوام کو کیا message دینا چاہتے ہیں؟ میں آپ سے یہی گزارش کروں گا

کہ اس مسئلے پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔ میرے پاس تصاویر اور ویڈیو کیسٹ موجود ہیں۔اس کو کمیٹی میں بلایا جائے اور پوچھا جائے کہ آپ پنجاب میں کیا culture فروغ دینا چاہتے ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تصاویر لا کر بڑا لہرا لہرا کر دکھا رہے ہیں تو میں ان سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ یہ جو marathon race کرواتے رہے ہیں اور اس کے اشتہارات پورے ملک میں لگاتے رہے ہیں، جن میں خواتین بھی بے پردگی کا مظاہرہ کرتی رہی ہیں انھوں نے خواتین کو جس حال میں دکھایا ہے تو یہ اس کی تصاویر بھی لے کر آئیں تو پتا چل جائے گا کہ روشن خیال پاکستان کس نے بنایا تھا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ ایک انٹرنیشنل level کا کھیل ہے جو پوری دنیا میں کھیلا جا رہا ہے۔ ہم اس ملک کے اندر تفریحات کو فروغ دینا چاہتے تھے تاکہ ہماری نئی نسل بے راہ روی پر نہ آئے۔اس event میں کوئی ایسی بات نہیں تھی لیکن آج یہ بیوروکریسی کیا message دینا چاہتی ہے؟

جناب سپیکر: یہ تصاویر وزیر قانون صاحب کو دیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے اور انھوں نے شرم و حیاء کی بات کی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں آپ کے notice کے لئے یہ عرض کروں گا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اعجاز شفیع صاحب نے جو D.C.O رحیم یار خان کا معاملہ دو دن پہلے اٹھایا تھا اس میں انھوں نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے اور ہر بات میں انھوں نے شرم اور حیاء، شرم آتی نہیں ہے، جاتی نہیں ہے کا ذکر کیا ہے حالانکہ پچھلے پانچ سال ہم دیکھتے رہے ہیں کہ ان کا ان چیزوں سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں رہا، اگر اس قسم کی کوئی چیز ان میں ہوتی تو 18 فروری کے بعد ان کو چاہیے تھا کہ اپنے معاملات کو درست کر لیتے۔ انھوں نے یہ تصاویر جو بار بار ہاؤس میں لہرائی ہیں آپ ہاؤس میں سے کسی ممبر کو نامزد کر دیں کہ وہ یہ تصویر دیکھ کر بتا دیں کہ اس میں کون سی شرم والی اور کون سی حیاء والی بات ہے۔ یہ صرف ان تصاویر کو لہرا کر بات کر رہے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ انھوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور انھوں نے یہ معاملہ ہاؤس میں اٹھایا تھا پھر یہ کہا تھا کہ ہاؤس میں اس کا جواب دیا جائے۔ میں اس بات پر تیار تھا کہ ہاؤس میں اس کی رپورٹ منگوا کر پیش کی جائے لیکن جناب نے

ان کی اس تحریک استحقاق کو rule out کر دیا۔ اب جو معاملہ ایجنڈا پر نہیں ہے اس کے متعلق میں ایوان میں رپورٹ پیش نہیں کر سکتا۔ اس سے متعلق انکوائری رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ محترم اعجاز شفیع صاحب ابھی اجلاس سے فارغ ہوں تو یہ میرے office تشریف لائیں ان کو ہر چیز بہم پہنچا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ پرویز مشرف نے ایک statement دی تھی کہ عورتیں نیکر پہن کر marathon race میں شرکت کریں گی، جس نے ٹیلیویژن دیکھنا ہے وہ دیکھے اور جس نے نہیں دیکھنا وہ نہ دیکھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Let him talk جب آپ لوگ بات کرتے ہیں تو میں make sure کرتا ہوں کہ وہاں سے کوئی بات نہ کرے۔

ملک نوشیر خان لنگڑیال: جناب سپیکر! لیکن اس کے باوجود میں اعجاز شفیع صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انھوں نے ایک ایسا مسئلہ اٹھایا ہے۔ D.C.O ضلع کا ایک role model ہوتا ہے۔ اگر وہ نیکر پہن کر اس طرح کھلی کچہریوں میں بیٹھے گا یا اس قسم کی حرکتیں کرے گا تو عوام کے لئے یہ کوئی اچھا message نہیں ہو گا اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وزیر قانون اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور دیکھیں کہ یہ ہمارا culture نہیں ہے، یہ پرویز مشرف کا culture تو تھا لیکن ہم ایک جمہوری حکومت ہیں۔ ہمارا یہ culture نہیں ہے۔ وزیر قانون اس پر سنجیدگی سے notice لیں۔ اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس کو واقعی warning دی جائے یا سزا دی جائے کہ آپ ضلع کے role model ہیں اور آپ نیکر پہن کر کھلی کچہری میں کیوں آتے ہیں؟ آپ کوئی picnic پر نہیں آئے بلکہ duty پر آئے ہیں اس لئے میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش اس میں یہ ہے کہ یہ کسی حکومت پر الزام نہیں ہے بلکہ یہ کسی ایک فرد کا معاملہ ہے۔ جس طرح کی یہ تصویر ہے تو اس سے کوئی بھی آدمی یہ اخذ کر سکتا ہے کہ یہ افسر کس ذہنیت کا ہے اور وہ عوام کی meetings کو یا کھلی کچہری کو کتنا سنجیدگی سے لیتا

ہے۔ وہ تو ایسے آیا ہے جیسے شکار کرنے آیا ہے۔ اس کے چہرے اور لباس سے یہ لگتا ہے کہ وہ جس جگہ پر بیٹھا ہے اس نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ وہ enjoy کرنے کے لئے آیا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ہم نے جہاں بیوروکریسی کے اچھے کاموں کو protect کرنا ہے وہاں اس طرح کے حالات کا notice بھی لینا ہے اور ان کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ جب آپ عوام کے سامنے جائیں تو ان کو اہمیت اور عزت دیں اور عوام میں proper dress میں جائیں کہ وہاں اگر کوئی عورت آئے، کوئی بچی آئے، کوئی لڑکی آئے تو وہ وہاں یہ محسوس نہ کرے کہ ہم کسی انگریز کے سامنے پیش ہو رہے ہیں یا پاکستان کے کسی افسر کے سامنے پیش ہو رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ابھی جب میں اسمبلی کی طرف آ رہا تھا تو میں نے فیصل چوک میں ہمسایہ ملک کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھا اور ایک بورڈ تھا جس پر لکھا تھا کہ " آؤ رل کے روٹی کھائیے" اور غالباً 14۔اگست کو بارڈر پر کوئی mutual programme ہونے جا رہا ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج جب ہم نے شیخ عزیز کا لاشہ اٹھا کر دفنایا ہے، آج پاکستانی جیلوں سے Indians کو ہار پہنا کر بھیجا جاتا ہے اور ہندوستان سے لاشیں وصول کی جاتی ہیں تو کیا آج ہمیں یہ وارہ کھاتا ہے کہ ہم رل کے روٹی کھائیں اور ان حالات میں ان تمام معاملات کو لے کر چلیں؟ ہماری صحافی تنظیم "S.E.S.M.A" ہے۔ انھوں نے بڑے اچھے اچھے کام کئے ہیں لیکن میری آپ کے توسط سے ان دوستوں سے گزارش ہے کہ جب تک لاشیں وصول کرنے کا سلسلہ بند نہیں ہوتا ہم کسی صورت رَل کے روٹی نہیں کھا سکتے۔ اگر ہم نے رَل کے روٹی کھانی ہے تو ہمیں لاشیں وصول کرنے کا سلسلہ بھی بند کرنا پڑے گا اور برابری کی سطح پر تمام معاملات کو لے کر چلنا پڑے گا۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام جناب اعجاز شفیع بڑی دیر سے D.C.O کے بارے میں تصاویر اور دوسری چیزیں دکھا رہے تھے اور انہوں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ ہمارا استحقاق مجروح ہو گیا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ ہمارے قائد میاں شہباز شریف خان پور میں گئے تھے اور خان پور کی حالت زار دیکھ کر کہ جہاں پانچ سال تک کروڑوں روپے کے ترقیاتی کام ہوتے رہے ہیں اور اس کی تشہیر اخبار میں اس انداز میں کی جاتی تھی کہ شاید پورے پنجاب کا پیسا خان پور میں ہی لگ رہا ہے لیکن وہاں حالت یہ تھی کہ وہاں گٹروں کا پانی ابل کر سیلاب بنا ہوا تھا، اس میں سے گزرنا مشکل ہو چکا تھا۔

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Point of explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! آپ کا حق ہوتا ہے کہ جب آپ کی turn آئے تو آپ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ بیٹھیں ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ چودھری صاحب! پلیز آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ D.C.O نے اس طریقے سے عریانی پھیلائی ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ D.C.O کے یہ ذمے لگایا گیا تھا کہ آپ پورے محکمے کو ساتھ لے کر جائیں، چاہے وہ پبلک ہیلتھ کا محکمہ ہو، چاہے ہائی وے کا محکمہ ہو، جہاں جہاں پانی کھڑا ہے آپ اس پانی میں خود بھی جائیں اور ان کو بھی ساتھ لے کر جائیں جس کی بناء پر ان کو یہ لباس پہننا پڑا۔ وہ انتہائی ایماندار آدمی ہیں اور وہ ضلع رحیم یار خان کے لئے بے پناہ کام کر رہے ہیں۔ ان کا اگر ان کے ساتھ کوئی ذاتی یا سیاسی اختلاف ہے تو اس کو issue بنائیں۔ اصل وجہ یہ تھی کہ جب میاں شہباز شریف نے خان پور کی حالت دیکھی تھی تو وہاں پر وہ مجبور ہو گئے تھے اور D.C.O کو کہا کہ میں آپ کو یہاں پانی میں ڈالوں گا، میں اس محکمے کو پانی میں ڈالوں گا لہذا آپ پورے محکمے کو ساتھ لے کر اس پانی میں جائیں اور گٹر میں سے گزاریں جس وجہ سے وہ یہ لباس پہن کر گئے تھے۔ ساتھ ساتھ ان کی یہ بھی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ وہاں سیلاب آیا ہوا ہے، انہوں نے دریائی علاقوں میں جانا تھا، کشتی میں بیٹھ کر جانا تھا جس کی وجہ سے یہ لباس پہنا۔ میں اس کی ساری تفصیل جانتا ہوں۔ یہ فوٹو کھینچنا اور اس کو بطور اپوزیشن ممبر ہونے کی حیثیت سے صرف گورنمنٹ پر تنقید کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے اصل مقاصد کیا تھے، کس لئے وہ لباس پہنا گیا تھا؟ اس میں کسی کی توہین کرنے کا یا عوام

کے سامنے بیٹھنے کا یہ مقصد نہیں تھا بلکہ وہ صرف ان مسائل کو دیکھنے کے لئے، ان کو حل کرنے کے لئے اور ان کے جو ترقیاتی کام ہوئے تھے اس کے علاوہ گٹر اور دوسرے پانی سے جو سارا شہر ابل رہا تھا جس کی وجہ سے وزیر اعلیٰ جا نہیں سکتے تھے اور پھر وہ اپنا دورہ ملتوی کر کے وہاں سے لیاقت پور چلے گئے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات repeat ہو گئی ہے لیکن سمجھ آ گئی ہے۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں یہ بات مان لیتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب خان پور گئے تھے اور D.C.O ان حالات میں چلا گیا لیکن یہ 10 تاریخ کو گیا ہے جس کی اخبار کی فوٹو میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ اس کے ساتھ D.P.O رحیم یار خان وردی میں بیٹھا ہے، A.S.P خان پور وردی میں بیٹھا ہے لیکن D.C.O کیا پیغام دینا چاہ رہا ہے کہ وہ اکیلا اس طرح بیٹھا ہوا تھا؟ 20۔ جولائی والا واقعہ تو چلو ہو گیا، میں نے مان لیا اور یہ ان کی تعریفوں کے بڑے پُل باندھ رہے ہیں۔ 20 جولائی کو تو وہاں کوئی بارش نہیں تھی اور وہاں پر D.P.O اور A.S.P وردی میں تھے اور کینال ریسٹ ہاؤس میں کھلی کچہری لگائی گئی ہے۔ اگر یہی بات ان کی مان لی جائے تو میاں شہباز شریف تو روزانہ پانی میں جاتے ہیں اور میں نے تو انہیں کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس طرح کی "نیکر" پہنی ہو۔ پورا اخبار کہہ رہا ہے اور یہ ایوان بھی بیٹھا کہہ رہا ہے کہ میاں صاحب دو تین بار لاہور کے اندر پانی میں گئے ہیں جو بڑی اچھی بات ہے لیکن میں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ اس طرح "نیکر" پہن کر پانی میں گئے ہوں۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرا D.C.O سے کوئی سیاسی اختلاف نہیں ہے۔ ہم یہاں اداروں کی مضبوطی، اپنے ہاؤس کی مضبوطی اور اخلاقیات کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں، فحاشی اور عریانی کو نہیں دیکھنا چاہتے۔ مجھے دکھ اس بات پر ہے کہ 10۔ اگست کو اس نے آپ کے اس ہاؤس کی عظمت کو دوبارہ پھر "نیکر" پہن کر یہ سلام کیا ہے۔ ایک تو 20۔ جولائی کو یہ واقعہ ہوا اور 10۔ اگست کو پھر ہوا جو میں آپ کو نیشنل پیپر "ایکسپریس" دکھا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کی بات سن لیں۔ میں آپ کو بعد میں دوبارہ ٹائم دیتا ہوں۔ اعجاز شفیع صاحب! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ معزز ممبر اعجاز شفیع صاحب کو اس بات سے روکیں کہ یہ بار بار ہاؤس کا حوالہ دے رہے ہیں کہ ہاؤس کی عزت کیا کی؟ ہاؤس نے اس بارے میں کوئی آرڈر یا کوئی direction نہیں دی بلکہ جو motion انہوں نے پیش کی تھی ہاؤس اور جناب سپیکر نے اس کو reject اور rule out کر دیا لیکن اس میں ہاؤس کا کیا معاملہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا ریکارڈ ہے۔ اس پر کمیٹی بنائیں کیونکہ میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کے خلاف تحریک استحقاق بھی لاؤں گا کیونکہ اسمبلی کا یہ ریکارڈ ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جناب! اس کرسی پر بیٹھے تھے اور لاء منسٹر صاحب نے یہ ensure کرایا تھا کہ تین دن کے اندر اس واقعہ کی انکوائری کروائی جائے گی، اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام معزز ممبران اس بات پر یہی کہہ رہے ہیں کہ اس D.C.O نے اس طرح کا لباس کیوں پہنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ ذرا جلدی سے اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی جو یقین دہانی تھی وہ پورے ہاؤس کی طرف سے تھی کہ ہاؤس کے اندر ایک معاملہ put ہو گیا ہے اور اب ہاؤس اس کی انکوائری کروائے گا۔ اس کی انکوائری اور اس کے احکامات آپ نے اور لاء منسٹر صاحب نے دیئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں۔ اس میں میری ایک گزارش ہے کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk in the House.

جناب محمد اعجاز شفیع: میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس میں عریانی نہیں ہے۔ آپ یہ معاملہ کسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ میں ویڈیو، سی ڈیز اور اخبارات لے آؤں گا لہذا آپ کمیٹی بنا دیں۔

محترمہ زیب جعفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح ہمارے معزز رکن چودھری شفیق صاحب نے بھی بات کی ہے تو میرے خیال میں محترمہ زیب جعفر صاحبہ کا تعلق بھی چونکہ رحیم یار خان سے ہی ہے۔ جی، محترمہ زیب جعفر صاحبہ!

محترمہ زیب جعفر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح چودھری شفیق صاحب کا خان پور سے تعلق ہے میں نے بھی وہاں سے پارٹی کی بنیاد پر دو دفعہ ایم این اے کا الیکشن لڑا ہے۔ جس کھلی کچہری کا یہ ذکر کر رہے ہیں میں بھی اس میں خود موجود تھی کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا آرڈر تھا۔ اعجاز شفیع صاحب اس علاقے کو بخوبی جانتے ہیں کہ رحیم یار خان کے ساتھ چولستان بھی لگتا ہے اور جہاں جیکب آباد میں اتنی گرمی ہے تو اسی معیار کی گرمی رحیم یار خان میں بھی پڑتی ہے۔ اگر یہ بات کرتے ہیں کہ D.C.O صاحب نے نیکر پہنی ہوئی تھی تو اسلام میں آدمی کا جو ستر ہے وہ اس کی ایڑیوں سے لے کر اس کی قمیض تک ہے۔ Within the principles of religion انہوں نے وہ لباس پہنا ہوا تھا۔ آٹھ گھنٹے وہ اس خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے and I as an individual as a female, we did not feel any kind of threat in his presence. اگر یہ لباس پہن کر وہ اپنے دفتر میں بیٹھتے تو then you could have raised the issue کیونکہ وہاں پر females بھی آ رہی تھیں اور میں خود بھی وہاں پر موجود تھی۔ قانون اور discipline کے تحت انہوں نے کوئی ایسی violation نہیں کی بلکہ اگر آپ یہ نوٹ کریں کہ آپ لباس کو کیوں دیکھ رہے ہیں؟ آپ ان کی نیت کو دیکھیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کے point of view کو دیکھیں کہ ہم عوام کو approach کر رہے ہیں اور کھلی کچہریاں لگا رہے ہیں۔ آٹھ سال ان کی جب حکومت رہی ہے تو ان کے D.C.O نے کھلی کچہری کیوں نہیں لگائی؟ ان کے دور میں عوام کی داد رسی اتنے open طریقے سے کیوں نہیں ہوئی؟ لہذا یہ message کو clear vision کریں کہ وہ عوام کے لئے بیٹھے ہوئے تھے اور لباس کو importance مت دیں۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ issue کوئی اور رخ اختیار کر گیا ہے۔ اب یہ ہو گیا ہے کہ شاید اپوزیشن والے ممبر اپوزیشن کی favour کریں گے اور حکومتی ممبر ادھر والوں کی favour کریں گے۔ اس میں نہایت ادب کے ساتھ میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب اور اپنے دوسرے ممبران سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ڈپٹی کمشنر اور ایس پی صاحبان اور جو بھی officials ہیں جس وقت کسی بھی جگہ پر اپنی official capacity میں جاتے ہیں تو they must behave اور وہ جہاں بھی جاتے ہیں ان کو proper dress میں ہونا چاہئے۔ اس

میں ایک اور چیز جو نوٹ کرنے والی ہے، جو اعجاز صاحب نے point out کی بھلے وہ 20۔ جولائی کو چلے گئے، چلیں اس کو ignore کر دینا چاہئے اور وہ ignore ہو گیا۔ جس طرح کہ وزیر قانون صاحب نے پچھلی دفعہ کر دیا تھا لیکن یہ message جب ان تک پہنچا تو یہ ایک psychy ہے۔ اس psychy کو پڑھنے کی ضرورت ہے کہ بیوروکریسی کا رویہ ممبران کے بارے میں کیا ہے؟ اگر ہم لوگ یہ psychy پڑھ لیں، مجھے موقع نہیں مل سکا، میں کل تقریر کرنا چاہتا تھا اور یہ بتانا چاہتا تھا کہ ساٹھ سال کے بعد آج اسٹیبلشمنٹ ایک طرف کھڑی ہے، اسٹیبلشمنٹ کے پٹھو ایک طرف کھڑے ہیں اور عوام اور جمہوری رویوں والے لوگ ایک طرف کھڑے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اور وہاں پر یہ دیکھ لیا جائے، وہاں پر یہ ascertain کر لیا جائے کہ کیا ڈپٹی کمشنر جو ہیں میں ان کو ڈی سی او نہیں کہتا کیونکہ ان میں ڈپٹی کمشنر والی psychy ہے۔ وہ ایک public place پر یہ لباس پہن کر کیوں آئے؟ اس psychy کو ہم نے دیکھنا ہے اور جب تک یہ ممبران اپنا اپنا دفاع کرنا شروع نہیں کریں گے اس وقت تک یہ بیوروکریسی فٹ بال کی طرح، جس طرح ہمیں ساٹھ سال سے نچا رہی ہے اسی طرح سے یہ hit کرتی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بات کو wind up کرتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ ڈی سی او خواہ جتنا مرضی اچھا کام کرتے ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ یا اپنی رائے کا اظہار فرمائیں میری گزارش ہے کہ جب انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی تو میں نے اس وقت on the floor of the House یہ کہا کہ آپ اس کو pending فرمالیں اور اس بارے میں انکوائری کر کے پتا کر لیتے ہیں اور جو بھی معاملہ ہوا اسے ہاؤس کے سامنے رکھیں گے لیکن سپیکر نے ان کی تحریک کو rule out کر دیا۔ اب کوئی معاملہ ہاؤس کے ایجنڈے پر نہیں ہے۔ رپورٹ میرے پاس ہے۔ اعجاز شفیع صاحب کا تعلق رحیم یار خان سے ہے، باقی جتنے ممبران کا تعلق رحیم یار خان سے ہے، ان کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے جیسا کہ محترمہ زیب جعفر صاحبہ نے کہا ہے، ان کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے لیکن اگر یہ دوست اس سے اتفاق نہیں کریں گے تو

ان کی جو feelings ہوں گی وہ accordingly انہیں پہنچائی جائیں گی اور اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے گا لیکن بات یہ ہے کہ کوئی آئیٹم ہاؤس کے ایجنڈے پر نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بحث کرنا اور اس کے بارے میں یہ کہنا کہ کمیٹی قائم کر کے اس کو اس کے حوالے کر دیں مناسب نہیں ہے۔ یہ تمام ممبر آج اجلاس سے فارغ ہونے کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور اگر اس نقطہ نظر سے متفق نہیں ہوں گے جو accordingly اکثریت سے ان کا point of view ہو گا تو نہ صرف اس کو convey کر دیا جائے گا بلکہ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بات صرف یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس میں پہلے بھی بات کی ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو rules and regulations کے مطابق چلانا ہے۔ جہاں پر رولز کے مطابق تحریک استحقاق جس کو سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ یہ نہیں بنتی ہے تو اس وقت بات تو ختم ہو گئی لیکن جو حکومت کی طرف سے assurance آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ وزیر قانون کو ان کے چیمبر میں ملیں۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ This is not proper dress to sit in a Khulli Kachehri۔ آپ وزیر صاحب سے مل لیں اور آپ کی جو feelings ہیں ان کو convey کر دیں گے اور آئندہ کے لئے یہ کام بالکل بند ہونا چاہئے۔ ویسے تو میں نے جو سنا ہے کہ یہ افسر ایک اچھا افسر ہے جیسا کہ وہاں کے جتنے نمائندے موجود ہیں وہ سارے یہی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ understand نہیں کر سکے۔ وہ 20۔ جولائی کا واقعہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے 10-اگست کی بات کی ہے اور یہ بات آپ on the floor of the House کر بیٹھے ہیں۔ آپ کی اس بات کے بعد ہی وزیر قانون نے کہا ہے کہ آپ چیمبر میں آ جائیں اور بیٹھ کر discuss کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مطمئن نہیں ہیں تو پھر اس پر تو ہاؤس کا فیصلہ آ چکا ہے اور سپیکر صاحب نے آپ کی تحریک کو لیا ہی نہیں تھا۔ اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب سپیکر صاحب نے اس پر اپنا فیصلہ کر دیا تو اب رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔آپ رولز کو پڑھ کر آئیں۔جب وزیر صاحب on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کے چیمبر میں آئیں اور دیکھ لیں۔اب ہاؤس کو آگے چلنے دیں، ابھی بہت کام پڑا ہے۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ اس نیکر اور بنیان نے 35 منٹ لے لئے ہیں اور میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ انتہائی burning issues pending ہیں۔ حج کوٹا کے بارے میں آج حکومت نے جواب دینا ہے۔ میں آپ سے ایک اور عرض کرتا ہوں کہ ہم دوسروں کی نیکروں کے بارے میں تو بات کرتے ہیں۔ میں خصوصی طور پر کسی ممبر کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ نے کئی دفعہ رولنگ دی ہے کہ یہاں کوئی چیونگم وغیرہ نہ کھائی جائے، کوئی ببل گم نہ کھائی جائے۔کیا ہم خود اس پر عمل کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ کہ ابھی وقت ختم ہو جائے گا اور بہت سے اہم مسائل pending ہیں تو براہ مہربانی! آپ ہاؤس کو اب ایجنڈے کے تحت چلائیں۔

تحاریک استحقاق

طبی اور صحت کے اداروں کی سالانہ رپورٹیں بابت سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔اب تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری ظہیرالدین ، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری مونس الٰہی، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی طرف سے ہے۔ یہ pending کی گئی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹیں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروادی گئی ہیں۔اب یہ اگلے کسی دن بھی ہاؤس میں پیش کردی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں جمع ہو چکی ہیں اور یہ کسی بھی دن ہاؤس میں پیش کردی جائیں گی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ رپورٹیں ایوان میں جلدی رکھ دی جائیں گی۔ میرے خیال میں اگر رپورٹیں آگئی ہیں تو آج دے دی جاتیں تو بہتر تھا کیونکہ آج کے دن کا وعدہ کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس لئے سرکاری بزنس آج lay نہیں ہو سکتا تھا۔انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! اس حوالے سے رولز بڑے clear ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ ensure کر رہے ہیں کہ کل اس کو lay کر دیا جائے گا تو اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں تاکہ کل ہمیں پتا چل جائے کہ یہ lay کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جب انہوں نے assurance دے دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز اراکین کے نوٹس میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے اور سرکاری ایجنڈا لاء اینڈ آرڈر پر بحث سے متعلق ہے۔اگلے کسی روز یہ رپورٹیں ایوان میں پیش کردی جائیں گی۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر کوئی بحث تو نہیں ہونی ہے۔ صرف رپورٹ ہی lay ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جب رپورٹ آچکی ہے تو lay کرنے میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اگر definite date چاہتے ہیں تو ہم یہ Monday کو lay کردیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!15 تاریخ تک اجلاس ہے تو یہ Monday کو کیسے lay کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ہاؤس کا شیڈول تو 15 تک ہے، Monday کا تو شیڈول ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آئندہ ہفتے ہاؤس چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

When he says that on the floor of the House then it's all right

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس کو Monday تک pending کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چیمہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کا پروگرام ہاؤس کو اگلے ہفتے تک چلانے کا ہے لیکن اگر کوئی otherwise فیصلہ ہوا تو اس سے پہلے 15 کو رپورٹیں اسی سیشن میں lay کر دی جائیں گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو 15 تاریخ تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ اس کو 15 تاریخ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 12 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے۔ یہ 6/8/08 کو move ہوئی تھی اور آج کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ mover کی satisfaction حاصل کر لی گئی ہے اور وہ اس کو press نہیں کرنا چاہتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ بھی ہاؤس میں موجود نہیں ہیں لہذا اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 15 رائے محمد شاہجہاں خاں کی ہے۔ یہ بھی pending کی گئی تھی۔ تحریک استحقاق نمبر 15 جی، رانا صاحب!

ایس۔ پی لائلپور ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے جس کے مطابق متعلقہ آفیسر کا جواب یہ ہے کہ وہ عرصہ 7/6 ماہ سے بطور ایس پی لائل پور ٹاؤن تعینات ہیں۔ اس عرصہ کے دوران رائے محمد شاہجہاں خاں ایم۔پی۔اے ان کے دفتر آئے اور نہ ہی وہ انہیں ذاتی طور پر جانتے ہیں اور نہ ہی ان کے ماتحت عملے نے انہیں ان کے علم کے مطابق روکا ہے تاہم اس کے باوجود بھی اگر معزز رکن اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہوئی ہے یا انہیں due protocol نہ دیا گیا ہے تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے کل متعلقہ پولیس آفیسر ایس پی لائلپور ٹاؤن علی یوسف زئی کو بلوایا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اگر یہ معاملہ غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو محرک کے ساتھ بیٹھ کر اس کو دور کر دیا جائے چونکہ کل دوسرا بزنس تھا اس لئے ان کی آپس میں بات نہیں ہو سکی۔ ویسے اس نے مجھے categorically اس بات کی یقین دہانی کروائی ہے اور وہ ان سے معذرت کرنے کو بھی تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اس سے پہلے مجھے ملے نہیں تھے اس لئے میرے آفس آئے ہیں تو مجھے بعد میں پتا چلا کہ یہ رائے شاہجہاں خاں ایم پی اے تھے۔ اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اگر محرک مطمئن ہیں یا وہ یہ سمجھتے ہیں تو دوبارہ انہیں بلوا کر ان کی satisfaction حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے شاہجہاں خاں: محترم سپیکر صاحب! ہم جس رانا ثناء اللہ صاحب کو بچپن سے جانتے ہیں۔ وہ بڑے اکھڑ مزاج تھے۔ اپوزیشن میں بڑے انقلابی تھے اور ان کے جذبوں کو ہم سلام کیا کرتے تھے لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے وزیر قانون صاحب شاید کوئی اپنا پیر ہن ادھر بھول گئے ہیں۔ اللہ جانے وہ

انقلاب کدھر چلا گیا ہے؟ وہ سارے انقلابی خیالات کدھر چلے گئے ہیں؟ وہ اسٹیبلشمنٹ سے لڑائیاں کدھر چلی گئی ہیں؟ اگر وہ مجھے نہیں جانتے تھے تو ایک عام آدمی کا پروٹوکول کیا ہے کہ کوئی عام آدمی open door policy ہے حکومت کی کہ وہ ادھر اس کے دفتر میں جا نہیں سکتا۔ وہ کسی کو دھتکار سکتا ہے۔ کس نے اس کو یہ حق دیا ہے؟ وہ بالکل یہ ٹھیک نہیں کہہ رہے ہیں۔ میں پارلیمانی زبان میں رہتا ہوں۔ مجھے ان کے عملے نے روکا۔ میں نے ان کو بتایا۔ جب میں ان کے دفتر میں گیا تو میں نے بہت احتیاط سے، بڑے ادب سے اس بیوروکریٹ کو عرض کیا کہ یہ کوئی اچھا رویہ نہیں ہے تو انہوں نے مجھے بھی انتہائی سخت الفاظ کہے۔ پورے پارلیمان کی توہین ہے، پوری اسمبلی کی توہین ہے، اگر میں کہوں کہ اس نے مجھے کہا، اس میں سے ایک لفظ کہہ دیتا ہوں کہ جائیں، آپ میرے دفتر میں سے جا سکتے ہیں۔ اگر رانا صاحب! ان خیالات کے اوپر قائم ہیں، اگر اس پارلیمنٹ کی supremacy چاہتے ہیں، اگر بیوروکریسی کو نکیل ڈالنا چاہتے ہیں تو بلا امتیاز اپوزیشن اور حکومتی ارکان کی تمام تحاریک استحقاق، کوئی بھی صحیح مسئلہ ہو تو اس کو admit کیا جائے اور آج بھی میں اپنے stand پر قائم ہوں کہ یہ سارے ایوان کی توہین ہے، یہ ساری حکومت کی sense ہے اس لئے میری تحریک استحقاق کو admit کیا جائے اور ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

ستم سکھلائے گا رسم وفا ایسے نہیں ہوتا
صنم دکھلائیں گے راہ خدا ایسے نہیں ہوتا
رواں ہیں نبض دوراں گردشوں میں آسماں سارے
جو تم کہتے ہو سب ہو چکا ایسے نہیں ہوتا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ محترم رائے شاہجہاں صاحب کہاں کہاں چلے گئے۔ انقلاب کی طرف اور پھر اسٹیبلشمنٹ کی طرف۔ گزارش یہ ہے کہ میری یہاں پر یہ ڈیوٹی ہے کہ آپ نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کا جو بھی جواب محکمہ کی طرف سے یا متعلقہ آفیسر کی طرف سے آئے میں اسے یہاں پر پڑھوں یہ میری ڈیوٹی ہے اور آپ کا استحقاق ہے کہ آپ کی اس تحریک کے جواب میں جو محکمانہ جواب آئے اسے پڑھا جائے۔ وہ جواب میں نے پڑھا ہے۔ اس پر میں نے اپنی طرف سے تو کوئی اظہار خیال نہیں کیا اور اس جواب میں اس نے آپ سے معذرت بھی کی ہے اور اپنا ایک ڈیفنس بھی پیش کیا ہے۔ اب اگر آپ اس جواب سے

مطمئن نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ مطمئن نہیں ہیں تو استحقاق کمیٹی ہے اور میں پانچ سال تک اس کمیٹی کا ممبر رہا ہوں۔ وہاں پر بھی معاملہ معذرت پر ہی آنا ہے۔ میں تو بھائی یہ معذرت آج کروانے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر آپ اس procedure کو دو، تین، چار ماہ لمبا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس میں قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کروانا چاہتے ہیں تو آپ فرمائیں، اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں اور اگر آپ چاہیں کہ اسے بلوائیں اور بلوا کر وہ اپنے اس رویے کے اوپر معذرت کرے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ میں نے تو دونوں options دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لا منسٹر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو جواب آفیسر موصوف صاحب نے دیا ہے اس جواب کے اندر وہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ ایم پی اے ہیں، ان کا جواب ہی یہ ہے۔ اس وقت آپ کی جو پالیسی اخبارات میں بھی آ رہی ہے کہ عام آدمی کو ریلیف دینا تو جو ایک آفیسر لکھ کر اسمبلی میں بھیج رہا ہے کہ میں نے اس کو عام آدمی سمجھ کر اس کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی کے اندر بات صرف معافیوں تک رہے گی تو بات نہیں ہو گی۔ یہاں پر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے چونکہ استحقاق کمیٹی موجود نہیں ہے لہذا میں اس تحریک کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور وہاں پر ہی اس کا فیصلہ ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ایک interim action اس کے خلاف ہونا چاہئے اور اس کو فوری طور پر وہاں سے ٹرانسفر کرنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ ایک دفعہ ایک معزز ممبر کی بے عزتی کی اور simple معافی مانگ لی۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں لا منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ اس ہاؤس کے attitude اور جو اس کی خواہش ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی اعلان فرمائیں کہ آئی۔ جی کو یہ direct کیا جائے کہ وہ اس کو ٹرانسفر کر دیں اور وہ اتنی دیر O.S.D رہے جتنی دیر استحقاق کمیٹی اس تحریک کو حتمی طور پر disposed of نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! اس کے متعلق استحقاق کمیٹی کا ایک طریق کار ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا تھا کہ اگر محرک اس بات پر متفق ہوتے ہیں چونکہ کل لاا اینڈ آرڈر پر بحث بھی ہے تو اگر ان کو کل بُلا کر میرے چیمبر یا میرے آفس میں اور غالباً آئی۔جی صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں تو اگر یہاں پر بات ہوتی اور محرک کی بات جو کہ یہ فرما رہے ہیں وہ درست ثابت ہوتی تو جو سندھو صاحب نے کہا ہے یہی آرڈر ہوتے لیکن اب جبکہ معاملہ آپ نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے اب یہ کمیٹی ہی اس کی تحقیقات کرے گی۔ اس کے بعد اس کے اوپر جو رپورٹ مرتب ہو گی وہ اس ایوان میں پیش ہو گی۔ اس ایوان کی پھر جو رائے ہو گی اس پر عملدرآمد کروانے کی حکومت پابند ہو گی اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو بھی رپورٹ پیش ہونے کے بعد ایوان کی رائے ہو گی اور جو بھی حکم ہو گا اس پر حرف بحرف انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہو گا۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر: جس آفیسر کے خلاف یہ تحریک استحقاق ہے اس کا تعلق فیصل آباد سے ہے تو میرا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اسے تو ہم نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ آگے بھی بڑے بڑے اہم مسئلے ہیں یعنی کہ ٹائم تھوڑا ہے اور سب کو موقع مل جائے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس سے ہٹ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے وہ ایم۔پی۔اے کے متعلق ہے لیکن جو جواب آیا ہے اور انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے انکار نہیں کیا اس چیز سے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ ایم پی اے ہیں، جیسے آپ نے فرمایا تو اس چیز کے اوپر کم از کم وہ ایکشن ہونا چاہئے جو سندھو صاحب نے فرمایا ہے کیونکہ وہ ایک علیٰحدہ چیز ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں پر بار بار بات کرتا ہوں کہ ہماری جو book ہے اس میں استحقاق کا بھی سیکشن ہے اگر اس کو تھوڑا سا پڑھ لیں کہ جب ایک معاملہ کمیٹی کے سپرد ہوا تو وہاں پر وہ سارا دیکھا جائے گا اور اب یہ ہاؤس اس پر فی الحال بحث نہیں کر سکتا۔ جب سپیشل کمیٹی کو ہم نے دے دیا ہے۔ اگر آپ کی بات بھی اسی بارے میں ہے تو میں اس بات کو نہیں سنوں گا۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد تو کیا ہے لیکن رپورٹ کے لئے تاریخ مقرر نہیں کی۔ اس کے لئے تاریخ مقرر ہونی چاہئے کہ ایک مہینے کے اندر رپورٹ یہاں پیش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! اگر آپ استحقاق کمیٹی کا سیکشن پڑھیں تو اس کے اندر in built ہے کہ:

Within 30 days they have to submit the report in the House.

روایت یہ ہے کہ within 30 days یہ رپورٹ ہاؤس میں پیش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہمارے لاء منسٹر اتنے efficient ہیں کہ وہ اس میعاد سے پہلے ہی کر کے اس کو ہاؤس میں پہنچا دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ایک ایک منٹ کے لئے تینوں ساتھی بول لیں۔ پہلے جناب اللہ رکھا اس کے بعد رانا ارشد صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم اور حساس issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پلیز بیٹھیں۔ یہ ٹائم تحریک استحقاق کے لئے ہے اس طرح آپ کسی ممبر کا right مار رہے ہیں۔ آپ اس وقت بیٹھ جائیں۔ اس کے بعد پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، رانا ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی bureaucracy کو یہ message convey کیا جائے۔ میاں محمد شہباز شریف عوام کو

ریلیف دینا چاہتے ہیں اور یہ تمام D.C.O اور D.P.O یہ میاں شہباز شریف کی ٹیم کا حصہ ہیں۔ یہ نہ ہو کہ بار بار تمام M.P.As تحریک استحقاق جمع کروائیں، آپ ان کو instructions دیں کہ جو M.P.As کا status ہے اور جو M.P.As چاہتے ہیں اور ان کے جو جائز کام ہیں وہ ہونے چاہئیں اور M.P.As کی عزت و احترام ہونا چاہیے۔ یہ پیغام ہماری حکومت کا بھی ہے اور میاں محمد شہباز شریف بھی یہی چاہتے ہیں لیکن جو bureaucracy کے چند افسران ہیں، جو پرانی ٹیم کا حصہ ہیں ان کا way of talking اور ان کے attitude میں اب تبدیلی آنی چاہیے۔ یہ میری گزارش ہوگی کہ آپ یہ general order تمام محکموں کے Heads تک convey کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، تحریک استحقاق نمبر 16 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی ہے۔ یہ انہوں نے 8-6-2008 کو پڑھی تھی اور آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر!

ڈی۔ جی، ایف۔ ڈی۔ اے کا معزز رکن اسمبلی سے میٹنگ کے بارے میں غلط بیانی

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو D.G(F.D.A) ہیں ان کو آج بلایا گیا تھا انہوں نے اپنا موقف بھی پیش کیا اور محترمہ سے معذرت بھی کی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق محترمہ نے ان کی معذرت قبول کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! D.G صاحب آئے تھے اور میرے محترم ماہر قانون دان راناثناء اللہ خان کی موجودگی میں ان سے بات ہوئی، انہوں نے excuse کر لیا، میں نے عفو درگزر سے کام لیا اور ان کو معاف کر دیا لیکن جو ساڑھے تین ارب کی کرپشن اور لوٹ مار ہوئی ہے میں اس کو ہرگز معاف نہیں کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! F.D.A کی جو بچی کھچی زمین ہے اس کی فوری طور پر انکوائری کروائی جائے اور قرعہ اندازی کے ذریعے اڑھائی اڑھائی مرلے اور تین تین مرلے کے پلاٹ غریبوں اور صحافیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں تاکہ ان کو جلدی جلدی چھت نصیب ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کی تحریک استحقاق disposed of as not pressed۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 17 سید ابرار حسین شاہ کی ہے۔ ان کی طرف سے application آئی ہے کہ وہ باہر جا رہے ہیں لہذا اس کو اگلے session تک pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار لینے سے پہلے میں اللہ رکھا صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات کر لیں۔

جناب اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک حساس issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹیکنالوجی کالج ریلوے روڈ میں سکریپ کے معاملے میں ایک میٹنگ ہوئی۔ ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ تیس روپے فی کلو کے حساب سے سکریپ فروخت کیا جائے گا۔ اس کے لئے ٹینڈر طلب کئے جائیں گے لیکن بدنیتی پر مبنی بعد میں ایک اور کمیٹی تشکیل دے دی گئی جس نے اسے 21 روپے 60 پیسے میں بغیر کسی ٹینڈر کے فروخت کر دیا جس سے محکمے کو 5 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس issue پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور جن لوگوں نے یہ بدعنوانی کی ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو یہ بات کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے اس کی ایک کاپی فراہم کر دیں اگر آپ نے ان کو پڑھنے یا پیش کرنے کی اجازت نہیں دی، میرا تو خیال ہے کہ آپ نے اجازت نہیں دی لیکن اگر آپ اجازت دے رہے ہیں تو اس کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ رکھا صاحب! آپ اس کی ایک کاپی دے دیں اور پھر لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب! بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں ایک اہم واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کل گجرات میں ایس پی انوسٹی گیشن کے آفس میں ایک سابقہ M.N.A نواب زادہ غضنفر علی گل نے ایک مقدمہ میں ایس پی انوسٹی گیشن کے دفتر میں وہ ریکارڈ اور مسل طلب کی۔ تفتیش مکمل کر کے S.H.O اور سب انسپکٹر تفتیشی ادھر آئے۔ نواب زادہ صاحب وہاں موجود تھے، انہوں نے ان سے مسل چھین لی اور اس سارے کیس کی جو آخری ضمنیاں تھیں وہ پھاڑ دیں اور کہا کہ آج ہماری حکومت ہے، آج جو بھی کام ہو گا ہماری مرضی سے ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہاں موجود تھے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: یہ بات اخبار میں آچکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو متعلقہ افسر ہے اس نے اس پر کوئی رپورٹ کی ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: اس مقدمے میں ہمارے ملزمان D.P.O صاحب کو بھی ملے ہیں اور ایس پی انوسٹی گیشن کو بھی ملے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرٹ پر ہی ہو گا لیکن یہ واقعہ اخبار پر بھی آ چکا ہے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ اس واقعے پر Call Attention Notice بھی put کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ Call Attention Notice put کریں گے تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس واقعے کی انکوائری کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ put کریں گے تو پھر ہی کریں گے ناں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: آپ کوئی بھی کمیٹی بنادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی اس طرح نہیں بنتی، اس کے rules ہوتے ہیں۔ آپ تحریک التوائے کار لائیں، میں اس کو out of turn لے لوں گا اور اس کو دیکھ لوں گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب طاہر نوید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

مذہبی تفریق کی بنیاد پر سرکاری ملازمتوں پر بھرتی

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر! میں جس مسئلے کی جانب اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ اساس پاکستان کے خلاف بات ہے، وہ آئین پاکستان کے خلاف بات ہے۔ آج کل اخبارات میں خالی اسامیوں کے اشتہارات آ رہے ہیں۔ میرے سامنے یہ Executive District Officer سرگودھا کا خالی اسامیوں کا اشتہار ہے۔ یہ آج کا "جنگ" اخبار ہے۔ اس میں سینٹری ورکر اور سویپر کا اشتہار ہے اور اس میں جو میرٹ اور معیار لکھا ہے وہ غیر مسلم ہونا لکھا ہے۔ یہ religious discrimination ہے۔ یہاں لاء منسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کے بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ practice بن چکی ہے اور اسی practice کی وجہ سے جو بہت سے علاقے ہیں جن میں، میں چوک اعظم اور قصور کی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ انہی افسر شاہی کی وجہ سے وہاں آج بھی حماموں اور ہوٹلوں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ "غیر مسلموں سے معذرت"۔

جناب والا! ہم پاکستان کے برابر کے شہری ہیں اور یہ آئین کے آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی بنتی ہے۔ میری یہ humble request ہے کہ اس واقعے کا خصوصی نوٹس لیا جائے بالخصوص EDO کو فوری طور پر suspend کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی ایسی discrimination کرنے کی جرات نہ کر سکے۔ بہت شکریہ

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک منٹ ذرا، آپ کی بات complete ہو گئی ہے یا رہتی ہے؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: اس سلسلے میں میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرے خیال میں ضمنی سوال اس کا کون سا بنتا ہے؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: محترم سپیکر! یہ جس E.D.O کی بات کر رہے ہیں اس E.D.O موصوف کے پاس پچھلے دنوں ہمارے ایک ایم پی اے صاحب نے کارڈ بھیجا تو اسی دوران ان کا وہاں سے تبادلہ ہو گیا تو موصوف نے وہی میرے بھائی رضوان گل کا کارڈ لگا کر High Court سے stay لے لیا اور اس نے وہاں پر، یہ بڑی clear بات کی ہوئی ہے کہ میں کسی حکومتی شخص کا یہاں پر کام نہیں کروں گا اور پھر جب وہ شخص جو پہلے بیٹھا ہوا تھا ڈاکٹر فردوس بطور E.D.O اس کو وہاں سے بھجوانے کے لئے اس نے پھر اپنی force استعمال کی اور وہاں پر بندوقوں والے لوگ گئے جنہوں نے جا کر اس کو وہاں پر اس کی جگہ بٹھایا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وقت اگر آپ کوئی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بالکل ایک different issue ہے جو آپ بات کر رہے ہیں، اس پر اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو اس پر کوئی motion لے کر آئیں، اس کو دیکھ لیا جائے گا۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جی، درست ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات ضرور لاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم تحریک التوائے کار کو آگے چلاتے ہیں۔

صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے موخذے کے بارے میں پنجاب اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد کو قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی کا غیر اہم قرار دینا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے پہلے تو آپ سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ مجھ سے ایسی کیا غلطی ہو گئی کہ میں کل سے آپ سے ٹائم مانگ رہی ہوں اور مجھے ٹائم نہیں مل رہا، میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اس ہاؤس کے اندر rules and regulations کے مطابق sensible بات کی جائے اور میں اب بھی آپ کی توجہ بہت اہم issue کی طرف دلانا چاہتی تھی، کل قومی اسمبلی میں ہمارے جو اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے یہ statement دی ہے کہ پنجاب اسمبلی کی قرارداد کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو یہ بہت sensitive

issue ہے۔ پنجاب اسمبلی کی ایک بہت بڑی majority نے کل وہ قرارداد پاس کی ہے تو اس پر ایک ایسے صاحب کا یہ کہنا کہ پنجاب اسمبلی کی قرارداد کی اہمیت نہیں ہے، یہ اس ہاؤس کی توہین کی ہے اور پھر میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ان کے صاحبزادے جو اس ہاؤس کے ممبر ہیں انہوں نے اس قرارداد میں اس کے خلاف ووٹ بھی نہیں دیا اور آج وہ کہتے ہیں کہ ہم صدر کا مؤاخذہ کرنے کی بھرپور مخالفت کریں گے جن کے خود صاحبزادے نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا اور C.C کی میٹنگ میں ان کے ممبران نے کہا کہ اگر آپ مشرف صاحب کا ساتھ چھوڑ دیں تو ہم آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں اور معذرت کے ساتھ مجھے بڑا افسوس اور دلی ہمدردی ہے مشرف صاحب کے ساتھ کہ کل کسی بھی اپوزیشن کے ممبر نے ان کو defend کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ بھی اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں، میں بھی اس ہاؤس کی ممبر رہی ہوں جس طرح ان کی شان میں قلابے ملائے جاتے تھے، جس طرح ان کو اس ہاؤس کے اندر ایک قومی ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ہے، کل میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح کہا گیا کہ technicalities, drafting ٹھیک نہیں ہے، اس کے الفاظ ٹھیک نہیں ہیں، اتنی جلدی کیا ہے؟ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ اس کے علاوہ کسی نے جنرل مشرف کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ اس پر کل بات ہو چکی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرے خیال میں پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let her talk پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، Let her talk دیکھیں! یہاں پر اس ہاؤس میں، میں نے ان کو ٹائم دیا ہوا ہے پھر میں اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں، چیمہ صاحب! .You can't dictate the House! اس میں آپ ان کو بات کر لینے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ irrelevant بات کر رہی ہیں، جب کل بات ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ میری سنیں گے دو منٹ۔ جب میں بول رہا ہوں تو آپ میری بات سنیں گے۔ Let her talk پھر اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ کل تک اس ہاؤس کے اندر قراردادوں کی بڑی اہمیت تھی، ایک جنرل کو وردی پہنا کر قراردادیں پاس کرانے کی بڑی اہمیت تھی اور آج جب ایک over whelmed majority نے ایک قرارداد کی حمایت کی ہے تو اس پر کسی ایسے صاحب کا یہ کہنا کہ قرارداد کی اہمیت نہیں ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ان کو condemn کرنا چاہیے، پنجاب اسمبلی اور ان کے ممبران کی توہین کی گئی ہے اور عامر صاحب اس ہاؤس کے وزیر بھی رہے ہیں، انہوں نے بہت اُچھل اُچھل کر قراردادوں کی حمایت بھی کی ہوئی ہے جو کچھ ہم نے دیکھا، آپ نے بھی دیکھا تو میں سمجھتی ہوں کہ کل 25 افراد جو ہیں جن میں majority خواتین کی تھی میں سمجھتی ہوں کہ خواتین ہی اب صرف شاید ان کے پاس رہ گئی ہیں، باقی تو سب لوگ اِدھر اُدھر تتر بتر ہو گئے ہیں اور technicalities پر بات کی گئی ہے، مشرف کو اس ہاؤس میں (ق) لیگ کے بھی کسی بندے نے defend نہیں کیا، یہ اس ہاؤس کا ریکارڈ بھی گواہ ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اب اس کے بعد اپوزیشن ممبر ان کی کوئی logic، کوئی justification نہیں رہتی کہ انہیں کل موقع ملا اور مشرف کو defend نہیں کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں، میں (ق) لیگ کے ممبران کو جنہوں نے technicalities پر نیم بے دلی کے ساتھ ان کی حمایت کرنے کی کوشش کی، میں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ کم از کم انہوں نے کسی نہ کسی طرح جمہوریت کا ساتھ دیا اور مشرف کو defend نہیں کیا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلی بات تو یہ ہے کہ عامر سلطان چیمہ صاحب زیادہ اچھل نہیں سکتے اپنے weight کی وجہ سے (قہقہہ)

جی، آمنہ الفت صاحبہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے floor دیا ہوا ہے، چودھری صاحب میں آپ کو بھی بلاتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے کچھ اور باتیں کرنا چاہ رہی ہوں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ اس وقت اپنی محترم بہن کے سوال کا جواب آپ کے توسط سے دینا پڑ رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہے جیسا کہ آپ لوگ اچھے طریقے سے پورا ہاؤس کیا پوری قوم جانتی ہے کہ

سب سے پہلے زرداری صاحب مشرف صاحب کی گود میں جا کر بیٹھے اور اپنی وفاداریوں کا یقین دلایا اور این آر او کے تحت۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں، میری بات سنیں حسن مرتضیٰ صاحب! دیکھیں۔۔۔

جناب کامران مائیکل: جناب سپیکر! آپ ہمیں ٹائم نہیں دیتے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بیٹھیں گے تاکہ میں ان سے بات کر لوں۔ پلیز! آپ بھی بیٹھیں، آپ بھی بیٹھیں، پلیز آپ تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ آمنہ صاحبہ! میری بات سنیں۔ وہاں سے جتنی بات ہوئی ہے، دیکھیں! آپ personal attack نہ کریں آپ بس بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! انہوں نے آپ لوگوں میں سے کسی کو issue نہیں بنایا۔

محترمہ ماجدہ زیدی: انہوں نے مونس الٰہی کو issue بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وہ تو ایک factual بات کر رہی ہیں کہ کل انہوں نے ووٹ نہیں ڈالا، یہ تو ہاؤس کا ریکارڈ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انہیں personal نام نہیں لینا چاہیے تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ نے اپنے ممبر کو بولنے دینا ہے یا نہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نہ تو کسی کی شان میں گستاخی کر رہی ہوں، کچھ facts ہیں جو پوری قوم جانتی ہے وہ آپ کے ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں اور اپنی معزز بہن کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اپنا ریکارڈ درست کر لیں کہ این آر او کے تحت کس نے ان کو favour دیا تھا، وہ کون

تھاانسان، کیا وہ President Pervaiz Musharaf نہیں تھا تو پھر کون تھا؟ اس این آر او کے تحت انہوں نے اپنے تمام cases معاف کروائے، کیا زرداری صاحب نے این آر او کے تحت اپنے اوپر لگے ہوئے تمام کیس ختم نہیں کروائے؟ مجھے اس سوال کا جواب یہ محترمہ دے دیں۔ یہ کس طرح کہہ سکتی ہیں کہ ان کے ہاتھ صاف ہیں؟ آج یہ جس طرف پلڑا بھاری دیکھتے ہیں یہ ادھر کو roll کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگر پلڑا ادھر ہوتا ہے تو اِدھر ہونے لگ پڑتے ہیں، اس وقت ان کو خطرہ تھا کہ ان کا coalition ٹوٹنے کے قریب ہے تو انہیں میاں محمد نواز شریف کے ساتھ کھڑا ہونا پڑا اور اب انہوں نے اپنے فیصلے اِدھر کی طرف موڑ دیئے ہیں کیونکہ پلڑا انہیں اِدھر بھاری نظر آیا ہے۔ یہ فصلی بٹیرے ہیں، یہ مفاد پرست لوگ ہیں، یہ جدھر پلڑا بھاری دیکھیں گے یہ اُدھر کی طرف لڑھک جائیں گے اور یہ صرف ان کو اپنی گدی، اپنی سیٹ پیاری ہے، یہ صرف اس حکومت پر rule کرنا چاہتے ہیں، President بننا چاہتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کا اور کوئی مقصد یا مطلب نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ کھڑی ہیں، ایک منٹ میں بات کر لیں۔ میں صرف اپنے ممبران سے ایک بات کروں گا، دیکھیں! یہ ہاؤس جمہوری روایات کا امین ہے۔ یہاں پر بات کرنے کا بھی اور بات سننے کا بھی حوصلہ ہم سب کے اندر ہونا چاہیے اور یہ ہاؤس ہم نے مل کر چلانا ہے۔ ہر ایک کے اپنے یہاں پر سیاسی نظریات ہیں اور کسی کے نظریات ہم change نہیں کر سکتے۔ یہاں پر بولنے کا موقع ضرور دیں گے لیکن اس کے اندر سب نے مل کر سننا بھی ہے اور اپنی باری پر بولنا ہے۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری بات کی تائید ہو گئی ہے۔ جو بات میں نے کی کہ جنرل صاحب کو کسی نے کل defend نہیں کیا وہ بات ثابت ہو گئی کہ محترمہ نے اپنی بات میں بھی یہ ثابت کر دیا کہ واقعی انہوں نے کل جنرل صاحب کو defend نہیں کیا اور ان میں سے کسی نے بھی defend نہیں کیا، جہاں تک .N.R.O کی بات ہے تو میری بہنیں وہاں سے بہت دنوں سے N.R.O,N.R.O چلا رہی ہیں، میں ان سے صرف یہ پوچھ لوں کہ N.R.O کس چیز کا abbreviation ہے اور اس کے spelling کیا ہیں تو شاید یہ بھی ان کو معلوم نہیں ہوں گے؟ جہاں تک N.R.O کی بات ہے تو پچھلے 10/9 سال تک جنرل صاحب یہ کہتے رہے کہ ڈنڈے کے زور پر نہیں آنے دوں گا، وہ کہتے رہے کہ ان کے اوپر میں تھوکتا ہوں تو

N.O.R تھوک کر جنرل صاحب کو چٹوایا گیا ہے، وہ تھوک N.R.O کے ذریعے چٹوائی گئی ہے جو ہمارے اوپر تھوکتے رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کیونکہ آج private members day ہے اور private members day پر private members کا یہ حق ہوتا ہے اور اس ایجنڈا پر آپ توجہ نہیں دے رہے کیونکہ اس منگل کو باری آئی ہے، اگلی دفعہ منگل کو معلوم نہیں سیشن ہو گا کہ نہیں ہوگا اور ایک ہی دن یہ private members day ہوتا ہے اور یہ private members سب ممبرز کا حق ہوت ہے۔ خدارا! کل گورنمنٹ بزنس ہوگا، اس میں law and order پر بات ہوگی، اس میں پر باتیں کریں، کھل کر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ کا point بالکل valid ہے اور تحریک التوائے کار کو ہم نے شروع کیا تھا۔ واقعی بات بڑی valid ہے، اب تحریک التوائے کار نمبر 340/08 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ، یہ 08-08-06 کو move ہوئی تھی اور یہ pending تھی، اس میں Minister concerned کیا کہتے ہیں؟

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی جانب سے ریٹائرڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر مکان کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ 340/08 کا جواب موصول ہوگیا ہے اور میں اسے پڑھ دیتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اپنے ملازمین کو سستے داموں گھر دینے کا جو وعدہ کیا تھا، جس کے لئے Punjab Government Servants Housing Foundation بنائی گئی اور سستا مکان حاصل کرنے کے خواہشمند ملازمین اس کے ممبرز ہیں، اس سلسلے میں زمین مفت فراہم کرنا اور ملازمین ممبران سے صرف ترقیاتی اخراجات اور مکان کے تعمیراتی اخراجات وصول کئے جانے کا جو وعدہ تھا اس وعدہ پر مکمل طور پر عمل ہو رہا ہے اور اب تک مطلوبہ

ایک لاکھ کنال زمین میں سے حکومت پنجاب تقریباً 20 ہزار کنال زمین اپنے خرچ پر فراہم کر چکی ہے۔اس سکیم کا بنیادی نکتہ مفت زمین کی شکل میں ممبران کو subsidy فراہم کرنا ہے، جس پر حکومت پنجاب قائم ہے۔یہ درست ہے کہ foundation نے اپنے ممبران کو خط میں لکھا ہے کہ وہ پانچ مرلہ مکان کے لئے تقریباً 13 لاکھ روپے اور سات مرلہ مکان کے لئے تقریباً 17 لاکھ روپے کا انتظام رکھے۔اس سلسلے میں foundation نے ملازمین کی سہولت کے لئے بنکوں سے کم ریٹ پر قرض کی فراہمی کا بندوبست بھی کر رکھا ہے۔foundation ترقیاتی اخراجات ممبران کی جمع شدہ رقوم سے ادا کرتی ہے جو کہ بعد میں مکانات کی فروخت پر وصول کر لئے جاتے ہیں،اس کے علاوہ foundation کے پاس اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے لہذا foundation کے پاس اپنے ترقیاتی اور تعمیراتی اخراجات کی وصولی کے لئے مکانات کی فروخت کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔جہاں تک بلاسود بنک سے قرضے لینے کا تعلق ہے تو بنک بلاسود قرضہ نہیں دیتے اور حکومت پنجاب بھی مفت زمین کی شکل میں ریٹائرڈ ملازمین کو subsidy فراہم کر رہی ہے جو مکان کی market value کا کم از کم پچاس فیصد ہے۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب کسی مزید subsidy دینے کی متحمل نہیں ہے۔پنجاب کے دیگر اضلاع کے علاوہ foundation اپنے ممبران کو صرف لاہور میں پندرہ ہزار ایک سو (15,100)،5 مرلہ گھر اور تیرہ ہزار چھ سو انیس (13,619)، سات مرلہ گھر بنا کر دے گی جن کی قیمت آج کے ریٹ کے حساب سے تقریباً 13 لاکھ اور 17 لاکھ روپے فی گھر ہو گی جس میں حکومت پنجاب بصورت مفت زمین تقریباً 21-ارب 24 کروڑ 9 لاکھ روپے کی subsidy دے گی۔اگر مکانات کی قیمت بالترتیب تین لاکھ اور پانچ لاکھ روپے وصول کی جائے تو حکومت کو تقریباً 25-ارب 16 کروڑ 6 لاکھ روپے مزید subsidy کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا جو فی الحال ممکن نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! جو لوگ ریٹائر ہو گئے ہیں اور ان کا وہ 17 سے 18 لاکھ روپے ادا کریں گے تو ان کو مکان الاٹ ہوں گے تو ان کے لئے کیا کیا گیا ہے؟ یہ وہ رقم کہاں سے دیں گے کیونکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ سود کے بغیر بنک بھی قرضہ نہیں دے سکتے اور انہوں نے کہا ہے کہ شاید آنے والے ٹائم میں کم سود پر ان کو payments ہو سکتی ہیں تو وہ ٹائم کب ہو گا اور ان لوگوں کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں کیونکہ میرا main مقصد ان بزرگ لوگوں سے ہے جو کہ دو سال رہتے تھے اور

وہ ریٹائر ہو گئے، جو سابقہ حکومت تھی اس نے یہ foundation تو بنائی لیکن اس کا solution نہیں نکالا اور میں اب اس حکومت سے یہ رجوع کرتی ہوں کہ کوئی نہ کوئی اس کا حل ضرور نکالیں تاکہ وہ بزرگ لوگ جن کو ہم نے چھت دی ہے، جس کے لئے ہر دنیا کا بندہ ترستا ہے تاکہ ان کی یہ خواہشات دب کے نہ رہ جائیں تو میری لاء منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہے کہ اس کے اوپر ذرا غور کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے آپ فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑی اہمیت کی بات ہے کہ نہ صرف بزرگ لوگوں کو یہ problem ہے۔ مجھے یہ عہد کرنا ہے کہ جو peons ہیں یا جو درجہ چہارم کے ملازمین ہیں ان کے گھر بھی 19،19 لاکھ اور 20،20 لاکھ کے ہیں جبکہ ان کی gratuity اور pensions ساری جا کر چار پانچ لاکھ کی ہو گی۔ یہ ایک unpractically یا unsolved سی چیز ہے۔ اس کے اوپر توجہ دیں کہ آخر جب بھی ان لوگوں کو یا grade four اور five کے ملازمین کو گھر دیئے گئے تو آخر وہ اتنا مہنگا گھر کہاں سے afford کریں گے اور گورنمنٹ کو یہ payments کیسے ہوں گی، یہ اتنا بڑا ایک flaw کس طرح ہے اور اس کی correction کے لئے کیا کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔ جی، محترم منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں mover سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں یہ ایک foundation ہے اور اس کی ممبر شپ کا طریق کار ہے اور یہ foundation اپنے ممبرز کو ہی مکان دے سکتی ہے۔ اگر اس سے باہر کسی کو شامل کرنا ہے تو اس کے لئے پھر foundation کا جو basic law ہے اس میں ترمیم کرنا پڑے گی فی الحال foundation کے جو ممبرز ہیں انہیں انہی شرائط کے تحت جس کا جواب میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے مکان دیئے جا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی یہ ایک کام شروع ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہتری آئے گی۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب بھی کہہ رہے ہیں تو I hope کہ یہ بہتر ہو گا تو مطلب This is disposed of as not pressed.

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور میں نے ایک اہم point اٹھایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اذان کا وقفہ ہو گیا تھا تو ویسے بڑا valid point ہے، مطلب یہ کہ discrimination جو ہے، ایک تو discrimination ہوئی اور تھوڑی سی دل آزاری بھی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو انہوں نے بات کی ہے میں نے اسے سنا ہے، اس discrimination کو نہ ملک کا آئین اور نہ ہی قانون allow کرتا ہے۔ ہمارے مسیحی بھائی بھی ہمارے بھائی ہیں اور اگر کسی جگہ پر اس قسم کی discrimination ہو رہی ہے تو وہ بڑی غلط ہے۔ میں اپنے بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ اتنا غیر اہم نہیں ہے کہ وہ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں اور اس کے بعد وہ بات ختم ہو جائے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کے اوپر وہ باقاعدہ motion لائیں، اس کا متعلقہ E.D.O سے بھی اور جو متعلقہ حکام ہیں ان سے بھی جواب لیا جائے گا اور گورنمنٹ اس سلسلے میں کوئی ایسا طریق کار اپنائے گی کہ اس قسم کی جو شکایت ہے وہ نہ رہے۔

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میرا بھی اپنا ذاتی خیال ہے کہ۔۔۔جی، آپ پہلے بات کر لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑا اچھا کہا ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس پر میں گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے ایک باقاعدہ بل لایا جائے کیونکہ یہ نہ صرف آج کے اس اخبار میں اشتہار آیا ہے اور E.D.O سرگودھا نے دیا ہے بلکہ مختلف اشتہارات جو آج کل چل رہے ہیں ان میں یہ discrimination ہے۔ جب ہم متعلقہ آفیسر سے جس کا نام لکھا ہوتا ہے اس سے بات کرتے ہیں تو وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ rules کا حصہ ہے لہذا اس لئے ہم لکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہو گا کہ گزشتہ اسمبلی میں بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر باقاعدہ اس point کو raise کیا تھا اور اس وقت کی گورنمنٹ نے کہا بہت کچھ تھا، کیا کچھ نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب جو ہماری گورنمنٹ ہے ہم part of Government ہیں اور یہ گورنمنٹ

ایسی ہے جس میں وزیراعلیٰ صاحب بھی اور خود گورنمنٹ کے تمام لوگ بھی یہ چاہتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد پر کوئی discrimination نہ ہو اور ویسے بھی ہم جشن آزادی کے سلسلے میں ساری تقریبات کر رہے ہیں تو بڑا ایک matter of community and dignity ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ اتنا important issue ہے کہ اس کو آپ صرف پوائنٹ آف آرڈر پر نہ کریں، جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس پر باقاعدہ motion لے کر آئیں اور بعد میں take up کر کے اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ میرے خیال میں یہ سب سے بہتر بات تھی۔ آپ اس کو فوری طور پر لے کر آئیں اور اس کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ out of turn لیں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو گورنمنٹ خود لے کر آتی ہے، لاء منسٹر صاحب خود لے کر آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ خود لے کر آئیں، اس کو آپ initiate کریں۔

جناب پرویز رفیق: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ تحریک التوائے کار بڑا important issue ہے۔ میں آپ کو ابھی ٹائم دیتا ہوں۔ ابھی جس طرح چیمہ صاحب کو ٹائم دیا ہے اسی طرح آپ کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ اجلاس دس بجے شروع ہونا تھا اور آدھا گھنٹہ تحریک التوائے کار کا ہوتا ہے۔ مجھے بتائیں کہ ساڑھے چار گھنٹے گزرنے کے بعد بھی اگر اپوزیشن کے بزنس کے لئے آپ لوگ وقت نہیں دے رہے تو اس میں پھر آپ ہم سے کیا expect کرتے ہیں؟ ہم اگر احتجاجاً واک آؤٹ کریں تو بھی آپ کہیں گے کہ یہ interested نہیں ہیں، اگر ہم ٹوکن کریں تب بھی ہے لیکن خدارا! یہ ہاؤس in order نہیں ہے، اس طرح کام نہیں چل سکتا لیکن جب ہماری باری آتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز میری بات سنیں۔ ابھی اس کو ختم کر لینے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ میرا protest on record آنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آگیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: مجھے معلوم ہے کہ آپ اس ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں لیکن ان ممبران کی بھی ذمہ داری ہے کہ آپ سے cooperate کریں۔ اگر دس بجے سے لے کر اڑھائی بجے تک صرف سوالات اور تحاریک التوائے کار ہی چل رہی ہیں تو پھر آپ اس ہاؤس میں کتنا وقت دیں گے، اتنا heavy agenda ہے، اس میں ترمیمی بلز ہیں، قراردادیں ہیں، پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو کیا آج رات گیارہ بجے تک اجلاس کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے ابھی سیکرٹری صاحب بتا رہے تھے کہ آپ لوگ چالیس منٹ تو "نیکر" میں پھنسے رہے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

دوران اجلاس وقفہ برائے نماز کرنے اور خواتین کے لئے نماز کی ادائیگی کے لئے جائے نماز مختص کرنے کا مطالبہ

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! اس ہاؤس کا آٹھواں اجلاس ہے لیکن مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اذان تو ہوتی ہے لیکن وقفہ نماز نہیں ہوتا۔ میں یہاں پر ایک مرتبہ پھر افضل ساہی صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ انھوں نے ہمیشہ اذان کے فوراً بعد وقفہ نماز کیا لیکن موجودہ ہاؤس کے آٹھویں اجلاس میں اب تک ایک بار بھی نماز کا وقفہ نہیں ہوا اور اس بات پر بھی افسوس ہے کہ خواتین کے لئے نماز ادا کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اکثر اوقات ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ پہلے خواتین کے لئے الگ کمرہ ہوتا تھا۔ اب کمرہ نہیں ہے تو پھر جہاں آدمی نماز پڑھتے ہیں وہاں ایک طرف پردہ لگا دیا جائے تاکہ کم از کم ہم بھی نماز پڑھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب نے آپ کے نماز ادا کرنے کے لئے باقاعدہ کمیٹی روم (بی) allocate کر دیا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وہاں پر تو آدمی موجود ہوتے ہیں اس لئے عورتوں کے لئے نماز کی جگہ نہیں ہے۔ میں خود وہاں پر گئی ہوں لیکن وہاں آدمی موجود تھے اور میں نے نماز نہیں پڑھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس کو make sure کرتے ہیں کہ وہاں کمیٹی روم (بی) میں کوئی مرد نہ ہو۔ محترمہ پلیز میری بات تو سن لیں۔ آپ نے ایک point raise کیا ہے میں اس کا حل بتا رہا ہوں کہ جس طرح کمیٹی روم (بی) کی allocation کی گئی تھی لیکن آپ فرما رہی ہیں کہ ادھر مرد حضرات موجود ہوتے ہیں۔ ہم ابھی اسمبلی سٹاف کو کہہ دیتے ہیں کہ نماز کے وقفے کے دوران وہاں کوئی مرد حضرات نہیں ہوں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! اب نماز کا وقفہ کر دیں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو دیکھتے ہیں۔ آج کوٹا پر شیخ علاؤالدین صاحب کی بڑی اہم تحریک التوائے کار ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور جنھوں نے زیادہ وقت ضائع کیا ہے اب انھوں نے ہی یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: لوٹا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: یہ لوٹے ہی آپ کو یہاں تک لائے ہیں۔ ہمارے ووٹوں سے ہی آپ یہاں آئے ہیں۔ خدا کا خوف کریں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Please no cross talk.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہ اس طرح کی بات کریں گی تو پھر میں انہیں بتاؤں گا کہ یہاں پر جتنی خواتین بیٹھی ہیں یہ ہمارے ووٹوں سے بیٹھی ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ہم reserve سیٹوں پر آئی ہیں، ان کے ووٹوں سے نہیں آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair سے بات کریں، direct بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: آپ ہمارے ووٹوں سے آئی ہیں-اگر ہمارے ووٹ نہ ہوتے تو آپ یہاں نظر نہ آتیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! پلیز بیٹھیں۔ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں-شیخ صاحب! پلیز آپ بھی Chair کو مخاطب کریں-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ---

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہاں پر کوئی بھی خاتون ممبران معزز ممبران بھائیوں کے ووٹوں کی وجہ سے نہیں بیٹھیں ہوئیں بلکہ یہ ہمارے اور مرد بھائیوں کے ووٹ لے کر کامیاب ہوئے ہیں-یہ خاتون ممبر کے لئے بے عزتی کا باعث ہے کہ بار بار یہ کہا جائے لہذا آئندہ کبھی بھی اس بات کو برداشت نہیں کیا جائے گا-ہماری پارٹی کے ووٹ جن سے یہ کامیاب ہوئے اس تناسب کی بنیاد پر ہم اپنی پارٹی کی وجہ سے یہاں بیٹھے ہیں ان کی وجہ سے یہاں نہیں بیٹھے-

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں-شیخ صاحب! پلیز اپنی تحریک پر رہیں-

نئی حج پالیسی میں ایم-این-ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم-پی-ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک التوائے کار پڑھ دی تھی اور یہ pending ہوئی تھی-

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ تحریک 2008-8-7 کو ایوان میں پیش ہوئی تھی اور اسے pending کیا گیا تھا-جی، لاء منسٹر صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کار حج کوٹا کے بارے میں تھی کہ ایم-پی-ایز کو حج کوٹا دیا جائے-

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور اس دن پورے ہاؤس کی sense تھی کہ انھوں نے بڑے بنیادی اہمیت کے حامل معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ہاؤس میں discipline کا خیال رکھیں۔ چیمہ صاحب، ڈاکٹر صاحبہ، شاہ صاحب پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): ہاؤس کی رائے تھی کہ اس مطالبے کو تسلیم کیا جائے۔ اس سلسلے میں اس دن غالباً فنانس منسٹر کائرہ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ مرکز میں متعلقہ وزیر خورشید شاہ سے بات کر کے ایوان کو آگاہ کریں گے لیکن آج وہ کسی کام کی وجہ سے اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے کل تک pending کر دیا جائے میں کائرہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ موجود رہیں اور جب تحریک التوائے کار take up ہو تو وہ اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل کا انتظار کئے بغیر آج ہی ان سے رابطہ کر لیجئے تاکہ کل اس کا جواب ایوان میں موجود ہو۔ شیخ صاحب! اسے صبح تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ حج درخواستیں دینے کے لئے صرف آٹھ دن دیئے گئے تھے۔ آپ کے علم میں ہے کہ میں نے پچھلے سال بھی یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ ایم پی ایز کو کوٹا دیا جانا چاہیے۔ اس میں میرا دوسرا issue یہ ہے کہ حج کے لئے اخراجات دو لاکھ روپے ہو گئے ہیں اس کو بھی consider کریں۔ اس میں چار یا پانچ دن تو پہلے ہی گزر گئے ہیں اور باقی ٹائم تو رہا نہیں ہے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ہندوستان جیسا ملک حج کے لئے تین سو کروڑ روپیہ سبسڈی دیتا ہے اور مسلمانوں سے حج کرایہ صرف بارہ ہزار روپے لیتا ہے۔ اگر ابھی اور کچھ نہیں ہو سکتا تو فوری طور پر وفاقی حکومت سے کوٹا لیا جائے اور اسے کچھ subsidies کیا جائے تاکہ جو لوگ حج کی تمنا میں ساری عمر پیسے جمع کرتے رہتے ہیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جب وہ لاکھ روپے جمع کرتے ہیں تو حج کا خرچہ سوا لاکھ ہو جاتا ہے، سوا لاکھ جمع کرتے ہیں تو ڈیڑھ لاکھ ہو جاتا ہے اور ڈیڑھ لاکھ جمع کیا تو اب دو لاکھ روپے خرچہ کر دیا گیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ صبح تک اس پر ضرور کچھ نہ کچھ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں صبح تک اسے pending کیا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں پہلے تو شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً تمام مذاہب کے ہاں یہ معمول ہے کہ جب بھی ان کا کوئی مذہبی فنکشن ہوتا ہے تو وہاں کی ائیر کمپنیز کرایہ میں خصوصی رعایت دیتی ہیں لیکن ہمارے پاکستان کی پی آئی اے کا عجیب طریق کار ہے کہ جب عمرے کا وقت آتا ہے یا حج کا موسم ہوتا ہے تو کرائے میں بے تحاشا اضافہ کر دیا جاتا ہے بلکہ بیس بیس ہزار روپے اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ کراچی سے جدہ تک کی مسافت تقریباً ساڑھے تین ہزار کلو میٹر ہے جبکہ لندن کی مسافت دس ہزار کلو میٹر ہے لیکن جدہ اور لندن کا کرایہ برابر کر دیا گیا ہے اور یہ تقریباً 57000 روپے بنتا ہے حالانکہ جب پی آئی اے کی فلائٹ جدہ جاتی ہے تو وہاں سے اسے آدھی قیمت میں تیل ملتا ہے لیکن جب پی آئی اے کی فلائٹ لندن جاتی ہے تو اسے ڈالروں میں تیل خریدنا پڑتا ہے اور اسے سعودی عرب کے مقابلے میں چار گنا مہنگا تیل ملتا ہے لیکن اس کے باوجود دونوں کا کرایہ برابر کر دیا گیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پی آئی اے ہماری عوام کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔ ابھی میں نے پچھلے دنوں فیصل آباد سے کراچی کا ایئر بلیو سے ٹکٹ خریدا۔ مجھے ایجنٹوں نے بتایا کہ اس کی اصل قیمت 370 روپے ہے جبکہ اس کے اضافے اور ٹیکس ایک ٹکٹ میں چار چار ہزار ڈالے گئے ہیں اور اس وقت مجھے وہ ٹکٹ 5210 روپے میں ملا ہے جبکہ اس کی اصل قیمت 370 روپے ہے۔ کمپنیاں جو یہ ٹیکس حاصل کرتی ہیں یہ حکومت کو نہیں جاتے لہذا اس پر کوئی کمیٹی بنائی جائے اور ان کے کرائے مقرر کرنے کے لئے خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! کل جو قرارداد پیش ہوئی ہے میں اس ناتے سے آپ کی وساطت سے پوری پاکستانی قوم کو مبارک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کو زبردست قسم کا خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے تقریباً 9 سال کا عرصہ بڑی استقامت کے ساتھ گزارا۔ ان کی محنت اور اپنے مشن کے ساتھ خلوص تھا کہ آج ساری جماعتوں نے ان کے مشن کے ساتھ اتفاق کیا۔ میں اس موقع پر جناب آصف علی زرداری، مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر جماعتیں جنھوں نے ہماری اس قرارداد کی تائید کرنے کا وعدہ کیا ہے اور تعاون کر رہے ہیں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اس ضمن میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے انہی دنوں میں اخبارات میں خبریں پڑھیں کہ لندن میں بیٹھے ہوئے ہمارے کچھ سیاستدان کہتے ہیں کہ آج judges کی بحالی اور صدر کا مواخذہ کوئی اصل points نہیں ہیں۔ اصل مسائل روٹی، کپڑا اور مکان ہیں۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ اگر وہ اپنی قوم

کے مسائل کے ساتھ اتنے ہی مخلص ہیں تو لندن میں بیٹھنے کی بجائے یہاں پاکستان میں تشریف لے آئیں تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ یہاں کے مسائل کیا ہیں؟

جناب سپیکر! میں مواخذہ کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قوم کا چاہے کوئی بھی فرد ہو وہ مواخذے سے بری الذمہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس بڑی بڑی مثالیں ہیں۔ تاریخ میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک اہلیہ محترمہ بھی تھیں تو کسی گزرنے والے نے شک کی نگاہ سے دیکھا۔ نبی پاک ﷺ نے اس آدمی کو روک کر کہا کہ تمھارے دل میں کوئی شبہ نہ آئے، یہ میری بیوی ہے اور اس کا یہ نام ہے۔ سیدنا عمرؓ سے اگر ایک چادر کے بارے میں پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ چادر آپ نے کہاں سے لی ہے؟ تو ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ وہ شخص جس نے جامعہ حفصہ اور لال مسجد کو ہیروشیما اور ناگاساقی جیسا بنا کر رکھ دیا ہے اس سے پوچھیں کہ تمھیں یہ سب کچھ کرنے سے کیا حاصل ہوا ہے؟ مجھے اس موقعے پر ہنسی آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے جب پرویز مشرف یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ذرا ان کی بات سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آیا speech ہو رہی ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے، کل کے حوالے سے بات ہو رہی ہے، future کی بات ہو رہی ہے یا کوئی عوامی جلسہ ہو رہا ہے، یہ ہم کس قانون اور rule کے مطابق چل رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں تحریک التوائے کار پر شیخ علاؤالدین صاحب نے بات شروع کی تھی۔ چنیوٹی صاحب! اگر آپ نے مزید بات کرنی ہے تو میں آپ کو بعد میں وقت دے دوں گا۔ تحاریک التوائے کار کے لئے آدھا گھنٹہ ہوتا ہے۔ ابھی کافی زیادہ تحاریک التوائے کار پڑی ہیں اور میں نے آدھے گھنٹے میں یہ ساری ختم کرنی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں پچھلے پانچ دنوں سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔ اگر آج موقع دیا ہے تو بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! Ittehad Airlines, Emirates Airlines and Aero Asia Airlines والے ایک لاکھ 48ہزار، ایک لاکھ 42ہزار اور ایک لاکھ 38ہزار روپے میں حجاج کرام کو لے جانے کے لئے تیار ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر اس کا ٹینڈر کروا دیا جائے تو پاکستان کی عوام کو بہت زیادہ فائدہ ہو جائے گا۔

پنجاب کی سڑکوں پر چلنے والی ٹریکٹر ٹرالیوں اور پیٹر انجن والے رکشاؤں سے سڑکوں کی تباہ حالی اور جانی نقصان

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم اگلی تحریک التوائے کار نمبر 345/08 کو لیتے ہیں۔ یہ شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے جو کہ 2008-8-8 کو move ہوئی اور آج کے دن کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، ایکسائز منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، کامرس و سرمایہ کاری ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی

(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ٹریفک پولیس پنجاب کی رپورٹ کے مطابق شہری حدود کے اندر دن کے اوقات میں heavy traffic، ٹرک اور ٹریکٹر ٹرالی کے داخلے پر پابندی ہے مگر اس کے باوجود کوئی ٹرک، ٹریکٹر ٹرالی یا heavy vehicles داخل ہوتی ہیں تو ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کر کے چالان کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو ٹریکٹر، ٹرالیاں مٹی، اینٹیں یا دیگر سامان کی ترسیل کا کام کرتی ہیں ان کی بابت یہ امر یقینی بنایا جاتا ہے کہ وہ لوہے کی چادر یا ترپال کا استعمال ضرور کریں۔ اس پالیسی کی خلاف ورزی پر رواں سال کے دوران کل 14,044 چالان کئے گئے ہیں۔

اس طرح موصولہ تحریک التوائے کار کے جواب میں مزید عرض ہے کہ گوجرانوالہ اور فیصل آباد کے دیہاتی علاقوں میں peter engine والے رکشے چلتے ہیں جبکہ شہری علاقوں میں نہیں چلتے۔ ان کے خلاف مہم کا آغاز کیا ہوا ہے جس میں ہارن اُتارنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اس بارے میں awareness بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پریشر ہارن کی خلاف ورزی پر 14386

گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں۔ سڑکوں کی ناقص تعمیر محکمہ ٹرانسپورٹ کے متعلقہ نہ ہے بلکہ یہ Highways سے متعلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ وزیر صاحب نے "حسب ضابطہ" کا لفظ بولا ہے۔ اس ایوان کا ہر رکن جانتا ہے کہ حسب ضابطہ کا مطلب تو پیسے ہیں۔ پیسے دے دیں پھر جہاں مرضی آئے ٹرالی لے جائیں۔ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں یہ عرض کیا تھا کہ maximum accidents کی وجہ یہ ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں۔ چنانچہ میں حکومت سے یہ چاہتا ہوں کہ ان کو بتدریج کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جتنا خرچہ ایک ٹریکٹر ٹرالی پر ہوتا ہے اتنا ہی خرچہ ایک medium truck پر آتا ہے لیکن اس سے safety بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عوام کی بہتری کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ٹریکٹر ٹرالیوں سے transportation ختم کی جائے۔ آپ ریکارڈ لے لیں، زیادہ تر حادثات انہی کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ ان کی کوئی light نہیں ہوتی، ان کی tail light نہیں ہوتی، ان کی وجہ سے ہی accidents ہو رہے ہیں لہذا ان کو avoid کرنا چاہیے۔

دوسرا وزیر صاحب نے ابھی جو سڑکوں کے حوالے سے فرمایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ سڑکوں کی تباہی کی وجہ بھی یہی ٹریکٹر ٹرالیاں ہیں۔ اس کا جواب محکمہ ٹرانسپورٹ کے وزیر صاحب دیں یا میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن دیں لیکن ان ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے لوگوں کو تکالیف ہیں۔ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ شہر کی حدود میں ٹریکٹر ٹرالیاں نہیں آسکتیں۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ rate fix ہیں۔ آپ جہاں چاہیں ٹریکٹر ٹرالی لے جائیں لیکن اس کا rate ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ اس کو medium truck کی شکل میں لایا جائے جس کو light duty truck کہتے ہیں۔ وہ اتنی ہی amount میں بنتا ہے اور اس سے بے شمار لوگوں کا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! چونکہ اب ہر جگہ سڑکیں بن چکی ہیں، peter engine والی گاڑیاں بغیر کسی پوچھ گچھ کے چلائی جا رہی ہیں اور ان کی وجہ سے بھی حادثات ہو رہے ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کو لانے کا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ٹریکٹر ٹرالیوں کو avoid کرنے کے لئے ایک system بنایا جائے اور medium light trucks لائے جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی amount میں یہ trucks مل جائیں گے۔ اس سے نہ صرف سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ سے چھٹکارا مل جائے گا بلکہ لوگوں کی زندگیاں بھی محفوظ ہو جائیں گی۔ جتنے بھی accidents ہو رہے ہیں وہ ان ٹریکٹر ٹرالیوں ہی کی وجہ

سے ہو رہے ہیں۔ وزیر صاحب کا جواب ان کی حد تک تو صحیح ہے لیکن جہاں تک roads کا تعلق ہے اس بارے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر آج ایک سڑک دس کروڑ روپے میں بنتی ہے اور محض ٹریکٹر ٹرالیوں کی وجہ سے جو سڑک دس سال میں ٹوٹنا ہوتی ہے وہ دو سال میں ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ بھی ہمارا قومی نقصان ہے۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا بھی کوئی ٹرالیوں کا مسئلہ ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ملک کی 75 فیصد آبادی سے متعلقہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے۔ اس مسئلے سے ان کی زندگی اور موت بندھی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ یہ کھادوں کے بارے میں نہایت اہم معاملہ ہے، 75 فیصد کاشت کار طبقہ، کھیت مزدور جو کہ دیہاتوں میں آباد ہے یہ اس سے متعلقہ معاملہ ہے لہذا اس کو out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس وقت ایک تحریک التوائے کار پر بات ہو رہی ہے۔ پہلے اس کو ختم ہو لینے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات، کامرس و سرمایہ کاری ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! فاضل رکن کی تجاویز بہت اچھی ہیں۔ میں دوبارہ ان سے عرض کروں گا کہ شہری حدود کے اندر دن کے اوقات میں ٹریکٹر ٹرالیوں کے داخلے پر پابندی ہے۔ انھوں نے شاید میرا جواب بغور نہیں سنا۔ ویسے ان کی تجاویز بہت اچھی ہیں۔ میں نے یہ عرض بھی کیا ہے کہ حکومت لوگوں میں awareness پیدا کر رہی ہے۔ ٹریکٹر کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ ہمارا صوبہ پنجاب agricultural based ہے۔ ہمارے کسانوں کے پاس ٹریکٹر ہوتے ہیں اور وہ انھیں multipurposes vehicles کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ کسان ٹریکٹروں کو کھیتی باڑی کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور اپنی فصلوں کو منڈی تک لے جانے کے لئے بھی ٹریکٹر ٹرالی کو استعمال کرتے ہیں مگر آپ کی تجویز پر بھی حکومت غور کرے گی۔

آپ کی تحریک کے ایک حصہ کا جواب عرض کرتے ہوئے میں نے بتایا ہے کہ ہم نے ان ٹریکٹر ٹرالیوں کے تقریباً 14,044 چالان کئے ہیں جو مٹی، ریت، اینٹیں یا دیگر سامان کی ترسیل کرتے ہوئے انہیں لوہے کی چادر یا ترپال سے ڈھانپتے نہیں ہیں۔ اسی طرح گاؤں میں جو peter

engine والے رکشے چلتے ہیں اس کے اوپر بھی پابندی لگانے کے لئے غور کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح آپ نے کہا ہے کہ ہارن میں music system لگے ہوتے ہیں اور پریشر ہارن کے بارے میں کہا ہے تو اس مد میں بھی میں نے بتایا ہے کہ 14386 گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں اور پھر سڑکوں کے حوالے سے یہ related نہیں تھا کیونکہ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اس لئے آپ نے بہت ساری چیزوں کو add up کر دیا تھا، جو کچھ آپ نے تحریک التوائے کار میں کہا تھا اس کا ہم نے آپ کو proper جواب دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! انتہائی ادب سے عرض کروں گا اور میں وزیر موصوف کا ویسے بھی بہت regard کرتا ہوں۔ صرف ایک بات کرتا ہوں ورنہ معاملہ بہت آگے چلا جائے گا۔ میں صرف ٹریکٹر کے بارے میں بات کروں گا اور یہ بات پہلے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ٹریکٹر کو transportation کے لئے رجسٹرڈ ہی نہیں کیا جاتا۔ وزیر موصوف میرے لئے بڑے محترم ہیں وہ صرف یہ جواب دے دیں کہ transportation کے لئے تو وہ رجسٹرڈ ہی نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ تو agriculture purpose کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اس کو transportation کے لئے رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تو اس کا دس ہزار روپے سے کم کسی صورت بھی ٹوکن نہیں ہوگا۔ medium weight کا بھی اس سے کم ٹوکن ٹیکس نہیں ہوتا۔ یہ ساری کی ساری بات ان کی غلط ہے۔ میری صرف یہ تجویز ہے اور میں اس پر مزید بات بھی نہیں کرنا چاہتا کہ ان کو avoid کیا جائے۔ یہ ٹریکٹرز جس مقصد کے لئے ہیں انہیں وہاں لگایا جائے اور جب ایک چیز رجسٹرڈ ہی نہیں ہوتی، حکومت پنجاب اس پر رجسٹریشن فیس بھی نہیں لیتی اور حکومت اسے transportation کے لئے رجسٹرڈ ہی نہیں کرتی تو اس کی بنیاد ہی غلط ہے۔ میں یہ بات ویسے کہنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن اب یہ ریکارڈ پر آگئی ہے تو میں عرض کروں گا کہ ٹریکٹر اس کام کے لئے رجسٹرڈ ہی نہیں ہوتا۔ ٹریکٹر جس مقصد کے لئے رجسٹرڈ ہوتا ہے صرف اس مقصد کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ بہت شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات، کامرس و سرمایہ کاری ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ تجویز دی اور اس پر عمل درآمد کرنے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ ان کی تجویز بہت اچھی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں This is disposed of as not pressed

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! اب تو یہ تحریک التوائے کار disposed of ہو گئی ہے۔ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میں ایک منٹ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے فاضل دوست شیخ علاؤالدین صاحب اور وزیر ایکسائز نے بھی پیٹر رکشوں کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ پیٹر رکشوں کو مستقل بنیادوں پر ختم کرنے کے لئے ایک مہم چلائی جا رہی ہے۔ ایک latest report جو ہمارے ضلع شیخوپورہ اور ننکانہ کی آئی تھی اس کے مطابق دس ہزار خاندانوں کا روزگار ان پیٹر رکشوں کے ساتھ منسلک ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ جو پیٹر رکشے ہیں ان پر کوئی check and balance بنایا جائے۔ ان کے کوئی ایسے parameter بنا دیئے جائیں ان کو standardize کر دیا جائے اور طے شدہ standard کے مطابق رکشہ رجسٹرڈ ہو اور پھر اس کا باقاعدہ ایک route مقرر کر دیا جائے۔ ان کو بڑے roads پر آنے سے منع کر دیا جائے لیکن گاؤں کے علاقوں میں لوگوں کو جو سستی سواری میسر ہے اس کو ختم نہ کیا جائے۔ مہنگائی نے پہلے ہی لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اگر انہوں نے locally ایک سہولت develop کی ہے تو وہ بھی ہم ان سے چھین رہے ہیں۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے اور اس کو مزید polish کرنے کے لئے ایسے steps لئے جائیں جس سے حادثات کم سے کم ہوں اور غریب لوگوں کا روزگار نہ چھینا جائے اور غریبوں کے منہ سے نوالہ نہ چھینا جائے۔ میری یہی آپ سے گزارش تھی۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔ متفرق تحاریک اور عام بحث۔ اب اس کے اندر

Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.1 of 2008). Mrs. Tayyaba Zameer may move the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008.

MRS. TAYYABA ZAMEER: Sir I move:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008)''

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. The motion moved is:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008)"

The motion moved and the question is :

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس motion کو oppose نہیں کرنا چاہتا۔ آپ اس کو leave grant کر دیں اور یہ بل پیش کر دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008"

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Mrs. Tayyaba Zameer may introduce the Bill.

MRS. TAYYABA ZAMEER: Thank you very much Mr. Speaker!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! مجھے اس کی کاپی عنایت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن کو بل کی کاپی دی جائے۔

MRS. TAYYABA ZAMEER: I introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 has been introduced in the House under the Rule 90 sub clause 4 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 94 it is referred to the Special Committee already constituted for the consideration for Nazria-e-Pakistan Foundation Repeal Ordinance, 2008 with the direction to submit his report up to 30th of September 2008.

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the Forest (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 2 of 2008). Mr. Mohsin Khan Lagari may move the Forest (Amendment) Bill, 2008.

MR.MUHAMMAD MOHSIN KHAN LAGARI: Sir, I Move:

> "That Leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That Leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill, 2008."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بل جس میں ہم amendment لا رہے ہیں یہ ایک بہت پرانا بل ہے جس کو آج کے وقت کے مطابق update کر رہے ہیں۔ اگر آپ پرانے بل میں دیکھیں تو ہاتھی کے لئے دس روپے کا جرمانہ، بھینس کے لئے دو روپے کا جرمانہ، بچھڑے، گدھے اور مینڈھے وغیرہ کے لئے آٹھ آنے کا جرمانہ ہے۔ ان کو آج کے وقت کے مطابق لانے کے لئے update کر رہے ہیں۔ ہم اس میں کوئی major change نہیں لا رہے۔ ہم نے اس کو آج کے زمانے کے ساتھ لانے کے لئے bill move کیا ہے۔ وزیر قانون صاحب اس بل میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہم کوئی major changes لا رہے ہیں۔ ہم اس کو up to date کرنے کے لئے بل لا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلا جو بل پیش ہوا ہے۔ گورنمنٹ کی یہ بالکل واضح پالیسی ہے کہ اگر ممبران بل کے ذریعے legislation میں حصہ لینا چاہیں تو ان کی

حوصلہ افزائی کی جائے تو میں محسن لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو opposeمیں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ alreadyایک summary محکمہ قانون نے moveکی ہوئی ہے اور اس کی vettingہو رہی ہے تو ہم ان تجاویز کو بھی اس میں شامل کر لیں گے۔ جس concernکو آپ نے showکیا ہے یہ درست بات ہے کہ یہ جرمانے آج کے وقت کے مطابق ہونے چاہئیں لہذا حکومت بہت جلد اس پر بل لا رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! وزیر موصوف کی اگر یہ assuranceہے کہ اس پر جلد بل آنے والا ہے تو پھر ہم لوگ اس کو pressنہیں کرتے۔ اگر یہ cold storageمیں چلی جائے گی تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! جو already vettingہو رہی ہے اس کے اندر You may become a part of it. اس وقت جو Houseکے سامنے question ہے وہ یہ ہے کہ ایک بل آپ نے پیش کیا ہے۔ ادھر سے opposeہوا ہے۔ اب ہم اگلی کارروائی کر لیتے ہیں اور باقی پھر اس کو دیکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ اپنے بل کو withdrawکر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اپنے بل کو withdrawکرتے ہیں؟

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LAGARI: If there is an assurance from the Minister that this is going to be introduced.

MR. DEPUTY SPEAKER: Yes given that on the floor of the House.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس کے لئے کوئی ٹائم بتا دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You may meet him in the Chamber.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! hopefully next sessionتک انشاء اللہ یہ بل ہم لے آئیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is withdrawn as not pressed.

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! بالکل مختصر وقت لوں گا۔ میں اس ایوان میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو اپنے آفس میں بالکل available نہیں ہیں۔ Kindly ذرا ensure کروایا جائے تاکہ ہم public health اور دوسرے کام ان سے کرواسکیں۔ جب بھی گئے ہیں سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو available نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر نے سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کے بارے میں نشاندہی کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی یہ گئے ہیں اور وہ انہیں available نہیں ہوئے تو میں انشاء اللہ کل اس کے بارے میں رپورٹ پیش کروں گا اور سیکرٹری صاحب سے request کروں گا کہ وہ اپنے آفس میں بیٹھیں تاکہ معزز ممبران جب جائیں تو

He should be available there. Thank you, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اس کے اوپر کل تک کا ٹائم لے رہے ہیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم ایک practice ensure کرلیں کہ ہمارے ممبران جب کسی افسر سے ملنے کے لئے جاتے ہیں تو ہر کوئی اپنا visiting card چھوڑ دیتا ہے تو میں آپ کے توسط سے وزراء کرام سے request کروں گا کہ وہ افسران سے کہیں کہ جب وہ واپس آئیں تو visiting card چھوڑنے والے معزز ممبر سے رابطہ ضرور کرلیا کریں۔ اتنی ہمیں عزت دے دیں کہ اگر کوئی کسی کے دفتر آیا تھا تو وہ اس سے رابطہ ضرور کرلے۔

جناب محمد اخلاق: جناب سپیکر! میں ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کے پاس اپنا visiting card چھوڑ کر آیا تھا لیکن No body has contacted with me.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب منسٹر صاحب نے آپ کو کل تک کے لئے کہا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد نواز: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں عوام نے ووٹ دیئے ہیں۔ ہمیں کسی سیکرٹری نے نہیں جتوایا۔ منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ میں ان سے request کروں گا، یہ انہیں order کریں کہ وہاں بیٹھا کریں۔ بہت شکریہ

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، انہوں نے میری اصلاح کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے، انشاءاللہ order ہی ہو گا۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سرگودھا مصدرہ 2008

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ کا order obey کیا جائے گا۔

The University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.9 of 2008). Aamar Sultan Cheema may move the University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008.

CH. AAMAR SULTAN CHEEMA: I move:

> "That Leave be granted to introduce the University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہم چونکہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں شاید اس وجہ سے یہ oppose کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں کہ اس میں، میں نے صرف syndicate میں judiciary کی نمائندگی مانگی ہے کیونکہ صوبہ کی 12 یونیورسٹیوں میں سے 9 یونیورسٹیوں کے syndicate میں عدالتی نمائندگی موجود ہے جبکہ 3 یونیورسٹیوں میں یہ نمائندگی نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ جب یہ بل introduce کیا گیا تھا تو شاید غلطی سے یہ چیز نہیں آ سکی ہو گی۔ میں تو گورنمنٹ کی مدد کر رہا ہوں تاکہ ان 3 یونیورسٹیوں کے syndicate میں بھی عدالتی نمائندگی کر دی جائے۔ میرے خیال میں گورنمنٹ کو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے تھا اس لئے oppose کیا جا رہا ہے چونکہ ہم اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم نے انہیں نشاندہی کی ہے اس میں لاء منسٹر صاحب سے میری یہی گزارش ہو گی کہ ان 3 یونیورسٹیوں کے syndicate میں بھی عدالتی نمائندگی کے لئے اس ترمیم کو ہاؤس میں منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب کی خدمت میں ایک تو یہ گزارش ہے کہ یہ سارے بل انہی کے دور میں پاس ہوئے ہیں۔ اگر یہ نمائندگی اتنی ضروری تھی تو پھر انہیں چاہیے تھا کہ اس وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا لیکن ویسے بھی عدلیہ کا کام بالکل مختلف کام ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججز بھی اس بات کو کوئی اتنا زیادہ پسند نہیں کرتے کہ وہ ان معاملات میں الجھیں، جن معاملات کا ان کی judicial line سے تعلق نہ ہو، تو ویسے بھی ججز کی shortage ہے اور ان کی اپنی اتنی مصروفیات ہوتی ہیں کہ جس کی بناء پر وہ اتنا ٹائم نہیں نکال پاتے کہ وہ دور دراز یونیورسٹیوں میں جاکر syndicates کی میٹنگز میں حصہ لیں کیونکہ اس سے کافی time consume ہوتا ہے۔ پہلے سے جو نمائندگی ہے وہ بھی زیادہ تر ان جگہوں پر ہے جہاں پر judiciary کے benches ہیں اور جہاں پر benches نہیں ہیں، یا تو یہ کہتے کہ اگر سرگودھا میں ان کا خیال تھا تو وہاں پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی نمائندگی کے لئے کہہ دیتے لیکن انہوں نے تو کہا ہے کہ The Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore or his nominee یعنی اب چیف جسٹس کو اگر syndicate کا ممبر بنانا چاہتے ہیں تو آپ یہ دیکھ لیں کہ ان کے پاس اپنے معاملات جو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں تو ان کے لئے ان کے پاس کون سا ٹائم بچے گا تو اس مقصد کے لئے کہ judicial side پر یا law سے متعلق input ان یونیورسٹیوں یا ان اداروں میں ہے اس کے لئے سینئر وکلاء اور ریٹائرڈ ججز کو ان یونیورسٹیوں کے مروجہ acts کے مطابق ممبرز نامزد کیا جا سکتا ہے اس لئے اس amendment کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے اس کو allow نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چیمہ صاحب! آپ نے اپنا point of view دے دیا اور objector نے اپنا point of view دے دیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بات کی ہے کہ یہاں پر اس لئے نمائندگی نہیں دی جا رہی کہ چیف جسٹس کی نمائندگی کے لئے کہا جا رہا ہے۔ ہم نے تو کہا ہے کہ Chief Justice or his nominee اس کا nominee سیشن جج بھی ہو سکتا ہے تو syndicate میں ان کی نمائندگی کرنے کی اس لئے استدعا ہے کہ ان یونیورسٹیوں میں جو ریسرچ اور ترقی ہوتی ہے، جو تعلیمی سرگرمیاں ہوتی ہیں انہیں بہتر انداز سے پرکھا جا سکے اور قانونی پیچیدگیوں

سے بچا جاسکے۔ اگر یہ نہیں چاہ رہے کہ ان 3 یونیورسٹیوں میں ہو تو پھر باقی 9 یونیورسٹیوں سے بھی ان کی نمائندگی نکال دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، وہ تو اس وقت اس کا حصہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ محترم چیمہ صاحب نے یہ amendment کسی سے draft کرائی ہے، انہوں نے خود draft نہیں کی۔ یہ فرما رہے تھے کہ ہم نے کہا ہے کہ چیف جسٹس یا اس کا nominee، وہ سیشن جج بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ذرا اپنی amendment تو پڑھیں۔

> The Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore or his nominee from among the judges of the Lahore High Court.

یہاں پر کیسے سیشن جج ہو سکتا ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سیشن جج nominee بھی ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): سیشن جج کیسے nominee ہو سکتا ہے؟ یا تو آپ یہاں پر یہ کرتے کہ ایسا فرد جو ہائی کورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو وہ نامزد ہو، تب بھی کوئی بات بنتی تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: اس کو آپ اردو میں پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اردو میں اور ہے، انگلش میں اور ہے تو اس کا پھر میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: چیف جسٹس یا اس کے نامزد کردہ کسی بھی جج کو شامل کرنا۔ کسی بھی جج کی بات کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں بڑا clear ہے، آپ نے اس کے اندر جو amendment کی ہے وہ یہ ہے کہ:

The Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore or his nominee from among the judges of the Lahore High Court. It is very much clear.

The motion moved and the question is:

"That Leave be granted to introduce University of Sargodha (Amendment) Bill, 2008.''

(The motion was lost)

(Interruptions)

مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Please no cross talk. The Government College University, Faisalabad (Amendmend) Bill, 2008 (Bill No. 10 of 2008). Mrs. Amna Ulfat may move the Government College University, Faisalabad (Amendment) Bill, 2008.

MRS. AMNA ULFAT:

"That leave be granted to introduce the Government College University, Faisalabad (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Leave be granted to introduce the Government College University, Faisalabad (Amendment) Bill, 2008."

Mrs. Amna Ulfat, please.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی وزیر قانون صاحب نے oppose کیا تو ظاہر ہے انہوں نے اس کا بھی یہی کچھ جواب دینا ہے۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے، just بات کو تھوڑا سا سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب 9 یونیورسٹیوں کے syndicate میں ہائی کورٹ کے ججز ممبران کے طور پر موجود ہیں تو آپ سمجھ لیں کہ 3 یونیورسٹیوں کے syndicate میں غلطی کی بنیاد پر رہ گئے ہیں یا ہم فروگزاشت کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں تو اس کو balance کرنے کے لئے یا تو پھر ہر طرف ایک ہی policy ہو، ساری یونیورسٹیوں کے لئے ایک ہی policy ہو۔ وہاں پر بھی سنڈیکیٹ کے ممبران ایک سے ہی ہوں یا پھر 12 کی 12 یونیورسٹیوں میں ہی نہ ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو 3 یونیورسٹیاں رہ گئی ہیں۔ جیسا کہ فیصل آباد کی یونیورسٹی ہے۔ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ اور issue نہیں ہے۔ اس میں بھی اگر شامل کر لیا جائے تو سب جگہ پر برابری کی سطح پر چیزیں آ جائیں گی اس کا اصل point of view یہ ہے اس لئے میری وزیر قانون سے یہ درخواست ہو گی کہ اس کو تھوڑا سا سمجھ لیں۔ اس کو issue نہ بنائیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں۔ ہمارے دور حکومت میں یہ Bill لایا گیا تھا اگر اس میں تھوڑی بہت کوئی غلطی رہ گئی ہے تو یہ لوگ اپنی حکومت میں اس کو سدھار دیں اور اس کو سیدھا کر دیں۔ میری گزارش ہے کہ اسے کمیٹی کو بھیجیں۔ اگر اس کے علاوہ بھی کسی اور درستی کی ضرورت ہے تو اسے بھی کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ same amendment ہے جو University of Sargodha اور University of Gujrat کی بھی ہے۔ اس میں میری وہی گزارش ہو گی کہ اس چیز کی ضرورت اس لئے بھی نہیں ہے کیونکہ پہلی یونیورسٹیوں میں جن جج صاحبان کو سنڈیکیٹ میں membership دی گئی ہے ان کی جو اپنی عدالتی مصروفیات ہیں ان میں سے وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں حکومت غور کر رہی ہے کہ اگر اس ترمیم کو اس طرح سے کر دیا جائے کہ کوئی ایسا شخص جو ہائی کورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو یعنی لازمی طور پر وہ کوئی senior lawyer ہو گا یا کوئی ایسا جج جو ہائی کورٹ کا جج رہا ہو تو ان کو ویسے بھی اس وقت سنڈیکیٹ میں member نامزد کرنے کی provision موجود ہے اور نامزد کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس میں کوئی اضافہ کرنا ہو تو اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ ترمیم binding ہو گی۔ اس لحاظ سے اس کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اس سے عدلیہ کے معاملات میں کوئی بہتری آنے کی توقع نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے محرک نہیں ہیں۔ اس معاملے میں Rules بڑے clear ہیں۔ آپ اگر Rules کو پڑھ کر آ جائیں تو اس میں بڑا clear ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جناب وزیر قانون صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش یہ ہے کہ اس کو تھوڑا سا balance کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ اگر تمام

ممبران برابر ہیں اور ان کو ہر چیز برابری کی سطح پر مل رہی ہے تو آپ اس میں سے 3 کو محروم کر دیں تو اس سے balance قائم نہیں ہوتا اس لئے انصاف کا یہ تقاضا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر جو Rules ہیں۔آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور انھوں نے اپنا objection دے دیا ہے۔ Let the House proceed with it

The motion moved and the question is:

"That leave be granted to introduce the Government College University Faisalabad (Amendment) Bill, 2008.''

(The motion was lost)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف گجرات مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, this is the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 8 of 2008) Dr. Samia Amjad may move the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

''That leave be granted to introduce the University of Gujrat (Amendment) Bill,2008.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

''That leave be granted to introduce the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر دونوں اطراف سے پہلے ہی بات ہو چکی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک اضافی point پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس بات کو سمجھتی ہوں کہ یہ 3 ایک جیسے Amendment Bills ہیں اور 3 یونیورسٹیوں کے ہیں۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ جو stake holders کسی بھی سنڈیکیٹ میں ہوتے ہیں اس میں جب تک وہ law supported نہ ہوں تو اتنی بڑی یونیورسٹیوں کے جب بجٹ move ہوتے ہیں اور جو law

کی Vice Chancellors جو ان کی ہوتی ہے and order situation appointments ہوتی ہیں ان کا فیصلہ کرنے کے لئے وہاں پر کسی بھی جج کا ہونا بہت ضروری ہے اور عدلیہ کو اس کے اندر شامل ہونا چاہیے۔ جہاں پر عدلیہ کی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں وہاں پر وزیر قانون کا یہ کہہ دینا کہ ان کے پاس وقت ہی نہیں ہے تو اس سے مجھے بہت حیرت ہوئی ہے۔ کیا یہ 3 شہر فیصل آباد، گجرات اور سرگودھا میں کون سی ایسی بات ہے یا کون سا ایسا flaw ہے کہ باقی تمام شہروں یا باقی تمام یونیورسٹیوں میں موجود ہیں کیا ان شہروں کے خلاف جج صاحبان کو کوئی objection ہے یا وہاں کے جج صاحبان بہت زیادہ مصروف ہیں؟ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس Bill کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس پر بحث کی جائے کہ جج صاحبان کے لئے ہر کام کے لئے وقت ہے تو اس کے لئے وقت کیوں نہ ہے۔ جب اتنی زیادہ جگہوں پر یونیورسٹیاں قائم ہوتی ہیں تو یہ ایک ایسی supportive اور اتنی زیادہ اہم چیز ہے کہ ان یونیورسٹیوں کی dignity کو قائم کرنے کے لئے Chief Justice یا دوسرے Justice وہاں اپنے عہدے اور منصب کے مطابق ہیں۔ یہاں پر یہ کہا جا رہا ہے کہ اتنے جج نہیں ہیں۔ اب تو بے تحاشا جج بحال ہو گئے ہیں ان کے پاس وقت ہی وقت، فرصت ہی فرصت اور بہت کچھ ہو گا۔ جج صاحبان کی اتنی quantity شاید امریکہ یا کسی اور ملک میں بھی نہیں ہے جتنے کہ اب پاکستان میں allow ہو گئے ہیں۔ یہ بات کہہ دینا کہ اتنے جج صاحبان ہی نہیں ہیں یا ان کے پاس وقت ہی نہیں ہے، مجھے وزیر قانون صاحب کی یہ بات بڑی عجیب لگ رہی ہے۔ لہذا میں آپ سے یہ کہوں گی اور بھرپور التجا کروں گی کہ جہاں پر تعلیم کی prestige کا سوال ہے جو کہ ہر ملک اور ہر معاشرے کی prestige کا سوال ہے وہاں پر جج صاحبان کے پاس کیوں وقت نہیں ہے یا وہ اتنے کم کیوں پڑ گئے ہیں کہ یہ چیز جس پر قوموں کی بنیاد رکھی جاتی ہے، یہ یونیورسٹیاں ملک کا ایک اثاثہ ہوتی ہیں، ان کے پاس ان میں آنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ مجھے صرف اس ایک جملے کی بہت تکلیف ہوئی ہے ورنہ شاید میں introduce ہوتے ہی اس کو جانے دیتی۔ مجھے رانا ثناء اللہ سے یہ امید نہ تھی کہ وہ یہ کہیں گے کہ جج صاحبان کے پاس وقت ہی نہیں ہے یا اتنے جج صاحبان ہی نہیں ہیں کہ ان کے پاس فرصت ہی نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹیوں جیسے بے حد prestigious institutions کے لئے وقت نہیں دے سکتے اور پھر apology with میں اس میں political چیز نہیں لانا چاہ رہی تھی، ان کو ایسی کون سی مصروفیات اور مصیبت پڑ گئی ہے کہ تعلیم جو کسی بھی معاشرے کا ستون ہے اور یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے اتنے پولے منہ سے وزیر قانون صاحب

یہ commit کریں کہ نہ تو جج صاحبان ہیں اور نہ ان کے پاس وقت ہے۔ مجھے اس چیز کا بڑا افسوس ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ kindly آپ اس پر شفقت کریں اور اس ترمیم کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ مجھے وزیر قانون سے یہ امید نہیں تھی تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مجھ سے امید نہ ہی رکھا کریں تو بہتر ہے کیونکہ یہاں پر تو House business کی بات ہے۔ اس میں جو بات قانون کے مطابق ہوگی تو وہی جواب دینا میری مجبوری ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس بات پر بڑی حیران ہیں کہ جج صاحبان کے پاس وقت نہیں ہے۔ جج صاحبان کے پاس وقت ہے لیکن ان کا جو primary function ہے کہ وہ عدالتوں میں بیٹھیں اور لوگوں کو انصاف فراہم کریں۔ اب اگر ایک جج صاحب اپنی عدالت میں موجود نہ ہوں اور وہاں پر جو لوگ اپنے cases کے سلسلے میں انصاف کے لئے آئے ہیں وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ پریشان ہوں اور وکلاء اپنا کام نہ کر سکیں اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ جس کا کام ہے وہی اپنا کام کرے۔ جہاں تک آپ نے یہ بات کی ہے کہ وہاں پر کوئی ایسی ضرورت ہے کہ وہاں پر قانون سے متعلقہ معاملہ ہے تو پہلے بھی جس طرح آپ نے یونیورسٹی کا حوالہ دیا ہے اس میں وکلاء ممبر ہیں اور دوسری یونیورسٹیوں میں بھی ممبر ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ تمام طبقوں میں انتہائی لائق فائق اور integrity کے لوگ موجود ہیں۔ اگر آپ اس ترمیم کو اس طرح سے لے آتے کہ سنڈیکیٹ کے ممبران میں سے ایک ممبر کم از کم ایسا بھی ہو جو کم از کم ہائی کورٹ کا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی سینئر قانون دان یا اس profession سے تعلق رکھنے والا آدمی وہاں پر ممبر بنایا جا سکتا ہے اس لئے اس معاملے کی قطعی طور پر کوئی ضرورت محسوس نہیں کی جا رہی لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو allow نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب ہمارے لئے انتہائی محترم اور زیرک lawyer ہیں جن کے بارے میں پہلے بھی میں ہمیشہ کہتی تھی کہ He was the uncrouned Prince of the opposition last time. اللہ نے ان کو یہ منصب دیا ہے تو

اگر یہ اس کاٹکا کر جواب دیں کہ یہ قوم مجھ سے امید نہ رکھے تو میں ان سے کہوں گی کہ یہ اس بات کو correct کر لیں، اپنا دل اور کلیجہ بڑا کریں۔ یہ انہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف ہاؤس کو لے کر چلیں بلکہ اپوزیشن کے لئے بھی جگہ بنائیں۔ اب وہ یقین کر لیں کہ وہ اپوزیشن میں نہیں ہیں اور وہ اب لاء منسٹر ہیں لیکن اس طرح کی بات مت کریں کہ مجھ سے امید نہ رکھیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بل کے اوپر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the University of Gujrat (Amendment) Bill, 2008.''

(The motion was lost)

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Can I have one minute please?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہو گی کہ اپوزیشن کی طرف سے law کے اندر جو ہماری amendments آئی ہیں ان میں پہلے بل کے اوپر جب لاء منسٹر صاحب نے assurance دی کہ اس پر حکومت کام کرے گی اور اگلے سیشن تک ہم لاء کو update کر لیں گے تو ہم نے in good faith اس کو withdraw کر لیا۔ اب ہماری بعد والی amendments کو صرف اس بناء پر reject کر دیا جائے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں تو میرے خیال میں ہم کوئی اچھی روایت نہیں ڈال رہے، ہم سب کو اکٹھے مل کر کام کرنا چاہیے اور اسے کمیٹی کو refer ہونے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ وہ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر جج ہو یا اس کی qualification جج کے برابر ہو تو پھر ہمیں یہ قابل قبول تھی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہی باتیں کمیٹی میں discuss ہونے کے لئے ہوتی ہیں تو میری آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ہم اپوزیشن والے جو کہ تھوڑے سے ہیں، ہمیں ساتھ لے کر چلیں۔ brute force of majority کی dictatorship کی بجائے ساتھ لے کر چلنے میں سب کی بھلائی ہے۔ یہ ہاؤس زیادہ بہتر چلے گا اگر یہ ہمیں ساتھ لے کر چلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم محسن خان لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو amendment وہ دے رہے ہیں تو جب یہ معاملہ کمیٹی میں جائے گا تو کمیٹی اس scope سے باہر نہیں جا سکتی۔ میں نے پہلے جو عرض کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں جو بھی amendments لائیں گے ہماری یہ پالیسی ہے کہ ہم آپ کو encourage کریں گے اور کوشش کریں گے کہ پرائیویٹ ممبرز کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ بل اس ہاؤس میں introduce ہوں۔

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب یہ بات decide ہو گئی ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈا کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد جناب اعجاز احمد خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اب اجازت دے دی ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: ایک اہم بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آج کے اجلاس کا کتنا ٹائم ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ساڑھے تین بجے تک ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ نے ٹائم extend نہیں کیا اس لئے میں نے درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ساڑھے تین ہو جائیں گے تو پھر اس کے بعد extend کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ نے پہلے تین بجے کہا تھا اور اب ساڑھے تین بجے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساڑھے تین بجے تک اجلاس کا ٹائم ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: اس کا مطلب ہے کہ آدھا گھنٹہ extend ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ابھی تو سوا تین بجے ہیں۔ لگتا ہے آپ کو بھوک زیادہ لگ گئی ہے۔ جی، اعجاز احمد خان!

وزیراعظم کا صدر سے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کی سفارش کو واپس لینے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری قرارداد یہ ہے کہ:

"ایک اطلاع کے مطابق سابق وزیراعظم پاکستان وچیئرپرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد ہونے والی سالگرہ کے موقع پر وفاقی حکومت کی طرف سے کچھ اعلانات کئے گئے ہیں جن کی رو سے راولپنڈی اسلام آباد ایئرپورٹ، جنرل ہسپتال راولپنڈی اور مری روڈ راولپنڈی کو محترمہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جو کہ ان کی وطن عزیز میں جمہوریت کی بحالی، آئین کی عملداری غریب اور مظلوم عوام کے حقوق کی پاسداری کے لئے گرانقدر خدمات کے ضمن میں ایک انتہائی مستحسن فیصلہ ہے۔ تاہم اسی موقع پر وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے پاکستان کے متنازعہ صدر کو ایک سمری بھجوائی ہے جس کی رُو سے تعزیرات پاکستان کے تحت درج شدہ مقدمات زیر دفعہ 302 میں عدالتوں کی طرف سے سزائے موت پانے والے ملزمان کی سزا کو عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے جبکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں اور نامعلوم کتنے بے گناہ افراد ان کے سفاکانہ اور بہیمانہ عمل کی وجہ سے ناحق قتل ہو چکے ہیں اور ان کے ورثاء اس ملک کی عدالتوں، انصاف کے رکھوالوں اور ارباب اختیار کی طرف اس امید سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پیاروں کا ناحق بہنے والا خون ضائع نہیں ہوگا اور ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ آج جبکہ ان سزا یافتہ قاتلوں کی سزا میں تخفیف کر کے عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے تو اس طرح محترمہ کی اس سوچ کی نفی ہوتی ہے جو وہ پاکستان کے مظلوموں، غرباء اور انصاف کے حصول

کے لئے بھٹکتی ہوئی عوام کے لئے رکھتی تھیں۔ ہم وفاقی حکومت اور جناب وزیراعظم سے اس بات کا پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قوم کے قاتلوں کی سزا میں تخفیف کی سفارش براہ کرم واپس لے لیں اور اس قول کے مصداق کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے سزائے موت کے ملزمان کو معاف کرنے کی بجائے کیفر کردار تک پہنچنے دیں تاکہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پہلی سالگرہ کے موقع پر قاتلوں کو شادیانے بجانے کا موقع فراہم کرنے کی بجائے مظلوموں کے زخموں پر مرہم رکھی جاسکے اور یہ کہ انصاف کے حصول کے لئے انتہائی دشوار اور لمبا سفر طے کر کے انصاف ملنے کے عین وقت مظلوموں کی آخری امید ٹوٹنے نہ پائے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے کہ جمہوری حکومت سے عوام کی بڑی توقعات ہیں جبکہ ایسے کسی عمل سے حکومت کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

" ایک اطلاع کے مطابق سابق وزیراعظم پاکستان وچیئرپرسن پاکستان پیپلز پارٹی محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد ہونے والی سالگرہ کے موقع پر وفاقی حکومت کی طرف سے کچھ اعلانات کئے گئے ہیں جن کی رو سے راولپنڈی اسلام آباد ایئرپورٹ، جنرل ہسپتال راولپنڈی اور مری روڈ راولپنڈی کو محترمہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جو کہ ان کی وطن عزیز میں جمہوریت کی بحالی، آئین کی عملداری غریب اور مظلوم عوام کے حقوق کی پاسداری کے لئے گرانقدر خدمات کے ضمن میں ایک انتہائی مستحسن فیصلہ ہے۔ تاہم اسی موقع پر وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے پاکستان کے متنازعہ صدر کو ایک سمری بھجوائی ہے جس کی رُو سے تعزیرات پاکستان کے تحت درج شدہ مقدمات زیر دفعہ 302 میں عدالتوں کی طرف سے سزائے موت پانے والے ملزمان کی سزا کو عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے جبکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ انسانی خون سے رنگے ہوئے ہیں اور نامعلوم کتنے بے گناہ افراد ان کے سفاکانہ

اور بہیمانہ عمل کی وجہ سے ناحق قتل ہو چکے ہیں اور ان کے ورثاء اس ملک کی عدالتوں، انصاف کے رکھوالوں اور ارباب اختیار کی طرف اس امید سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پیاروں کا ناحق بہنے والا خون ضائع نہیں ہو گا اور ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ آج جبکہ ان سزا یافتہ قاتلوں کی سزا میں تخفیف کر کے عمر قید میں بدلنے کی سفارش کی گئی ہے تو اس طرح محترمہ کی اس سوچ کی نفی ہوتی ہے جو وہ پاکستان کے مظلوموں، غرباء اور انصاف کے حصول کے لئے بھٹکتی ہوئی عوام کے لئے رکھتی تھیں۔ ہم وفاقی حکومت اور جناب وزیر اعظم سے اس بات کا پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قوم کے قاتلوں کی سزا میں تخفیف کی سفارش براہ کرم واپس لے لیں اور اس قول کے مصداق کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے سزائے موت کے ملزمان کو معاف کرنے کی بجائے کیفر کردار تک پہنچنے دیں تاکہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پہلی سالگرہ کے موقع پر قاتلوں کو شادیانے بجانے کا موقع فراہم کرنے کی بجائے مظلوموں کے زخموں پر مرہم رکھی جا سکے اور یہ کہ انصاف کے حصول کے لئے انتہائی دشوار اور لمبا سفر طے کر کے انصاف ملنے کے عین وقت مظلوموں کی آخری امید ٹوٹنے نہ پائے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے کہ جمہوری حکومت سے عوام کی بڑی توقعات ہیں جبکہ ایسے کسی عمل سے حکومت کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتا ہے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں لیکن اس گزارش کے ساتھ کہ اس سلسلے میں جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ اس ضمن میں تحریر ہے کہ محکمہ داخلہ حکومت پنجاب سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے یا مؤخر کرنے کے بارے میں وزارت داخلہ حکومت پاکستان کی طرف سے کسی قسم کی اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔ مجوزہ قوانین و قواعد کے مطابق باقاعدہ سزائے موت پر اسی طرح سے عملدرآمد ہو رہا ہے جیسا پہلے سے ہو رہا ہے۔ یعنی ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اپنی طرف سے ہی یہ جواب دیا ہے۔ ایک تو میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں وفاقی حکومت اور وفاقی محکمہ داخلہ سے جواب لے لیا جائے اور دوسرا یہ ہے

کہ اس بارے میں مجھے ایک information ہے جس کو میں confirm تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں بھی subjudice ہے۔ میری mover سے گزارش ہو گی کہ اس کو آج pending کروا دیں۔ وفاقی حکومت سے بھی اس پر واضح پالیسی اور اس کا جواب لے لیں گے اور pendency کے بارے میں بھی اس کا جواب لے لیں گے اور پھر اس کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کے اندر میں یہ ایک بات کروں کہ اگر یہ subjudice ہوا تو پھر تو ہم یہاں پر ویسے ہی اس قرارداد کو پیش نہیں کر سکتے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر آپ میری بات بھی سن لیں تو مسئلہ کا حل نکل سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے وزیر صاحب نے خود ہی بتایا ہے کہ ایسی کوئی سمری move کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی pending ہے اور دوسرا میں آپ کو بالکل کہہ رہی ہوں کہ سپریم کورٹ میں یہ matter subjudice ہے اس لئے اس کو pending کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور میری آپ سے گزارش ہے کہ جب قراردادوں کی balloting ہوتی ہے اور جب ان کو منظور کیا جاتا ہے تو براہ مہربانی ان کو scrutinize کر لیا کیجئے کہ کیا وہ قرارداد ہاؤس میں پیش ہونے کے قابل ہے یا نہیں، کیا ایسا کوئی معاملہ subjudice تو نہیں ہے؟ اس قسم کی باتوں کو اس طرح floor پر لا کر ایک تو مذاق بننے والی بات ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آئندہ اس کو scrutinize صحیح طریقے سے کر لیا جائے اور ہاؤس میں ایسی قراردادیں آنی چاہییں کہ جن پر کوئی اور pending issue نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل، آپ کی بڑی valid بات ہے۔ میں اسمبلی سٹاف کو ہدایت کروں گا کہ جو بھی قرارداد یا کوئی اور matter اسمبلی میں پیش ہونے کے لئے آئے تو اس کو دیکھ لیا کریں۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح وزیر قانون نے یہاں پر بات کی ہے تو اس پر ہم اگر crystal clear ہو جائیں تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ اس کو pending کر لیتے ہیں اور Monday کے لئے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس کو next private members day تک کے لئے pending کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کو next private members day تک کے لئے pending کیاجاتاہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر! اس کو pending نہیں کیاجاسکتا۔جب ایک بات پہلے ہی subjudice ہے تو اگر دوبارہ پتا چلے گا کہ یہ subjudice نہیں ہے تو پھر اس کو دوبارہ لے آئیں اس کو pending کرنے کا مطلب ہی نہیں ہے۔جب ایک issue exist ہی نہیں کرتا تو اس کو آپ کس بات کے لئے pending کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی we are not sure کہ یہ subjudice ہے یا نہیں ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر! یہ دوبارہ بھی move ہو سکتی ہے۔اس میں تو کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن ایک ایسی قرارداد جو exist ہی نہیں کرتی،وزارت داخلہ میں کوئی ایسی سمری گئی ہی نہیں ہے تو پھر آپ اس کو کیوں pending کرنا چاہتے ہیں؟اگر ایسی کوئی اطلاع مل جائے کہ یہ subjudice نہیں ہے اور ایسی سمری جاچکی ہے تو یہ دوبارہ move کر سکتے ہیں لیکن ابھی اس کو pending کرنے کا مطلب ہوگا کہ ہم ایک wrong resolution کو pending کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! ایک تو pendency کے بارے میں بات clear کر لی جائے گی دوسرا جو مجھے آج جواب موصول ہوا ہے وہ صرف وزارت داخلہ ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے دیا ہے انہوں نے وفاقی حکومت سے پوچھا ہی نہیں ہے۔میں خود سمجھتا ہوں کہ ان کو چاہئے تھا کہ وہ وفاقی حکومت سے اس بارے میں clearance لیتے اور اس کے بعد جواب دیتے۔وفاقی حکومت سے clearance لینے پر پتا چلے گا کہ انہوں نے سمری move کی ہے یا نہیں کی۔ہو سکتا ہے کہ وفاقی حکومت کا جواب یہ ہو کہ ہم نے سمری move کی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کا یہ اعتراض valid نہیں ہے۔اس کو آپ pending فرمادیں اور next private members day پر اس کو take up کرلیں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! میں نے floor حاجی صاحب کو دیا ہے۔ ان کو بات کر لینے دیں، اس کے بعد میں آپ کو دوبارہ floor دیتا ہوں۔

وزیر مال(حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں صرف یہی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعظم صاحب نے صرف یہی تجویز دی تھی لیکن اس کی سمری بھی نہیں گئی اور اتھارٹی صدر تھے۔ اس وجہ سے وہ بھیجی ہی نہیں گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ میں قانون کی ابھی بہت چھوٹی سی طالب علم ہوں۔ جناب وزیر قانون یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ میری صرف تصحیح فرمادیں کہ کیا ایک ایسا issue جو وفاقی حکومت سے وابستہ ہو اور محکمہ داخلہ پنجاب اپنے own پر کوئی جواب دے سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ داخلہ of his own information جواب دے سکتا ہے۔ یہ جواب ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے اپنے طور پر ہی دیا ہے۔ وفاقی حکومت سے کوئی clearance نہیں لی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ بات بڑی clear ہے۔ اس میں کوئی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے یہ اگلے private members day تک pending کی جاتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ قرارداد جہاں سے شروع ہوتی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ایک اطلاع کے مطابق یہ ہو رہی ہے۔یہاں پر ابھی جب محترمہ نے اس کو oppose کیا ہے اور بڑے authoritative انداز میں کہا ہے کہ اس کو دیکھ لیا جائے، اس کو پڑھ لیا جائے۔ میں دو تین چیزیں clarify کرنا چاہتا ہوں۔پہلی بات یہ ہے کہ یہ Federal Government related issue ہے۔ پنجاب کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اگر اس پر کوئی جواب دیا ہے تو وہ صرف پنجاب کی حد تک ہے۔ میں قرارداد کے حوالے سے عرض کروں گا کہ میرے پاس evidences موجود ہیں کہ یہ ایوان صدر میں بھی گئی ہے۔ میں دوسری بات یہ گزارش کروں گا کہ میری قرارداد پیش ہونے کے بعد یہ matter سپریم کورٹ میں agitate ہوا ہے۔ سپریم کورٹ میں اگر اس issue پر agitation ہوئی ہے تو definitely اس میں کوئی movement تھی تو issue ہوا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے پاس اگر کوئی subjudice issue ہو تو یہ legislative ادارہ جو ہے یہ bound نہیں ہو جاتا کہ یہاں پر قرارداد نہیں لائی جا سکتی اور ہاؤس کا consensus نہیں لیا جا سکتا۔ ہاؤس کا consensus ہمیشہ لیا جا سکتا ہے اور یہ ادارہ legislative ادارہ ہے اور یہ کورٹ کا bound نہیں ہے۔اب جبکہ وزیر قانون نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ کمیٹی کو refer کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔ یہ کمیٹی کو refer نہیں کی جا رہی یہ آئندہ private members day تک کے لئے pending کی جا رہی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کی بات سنتا ہوں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! اعجاز احمد خان صاحب ہمارے محترم بھائی ہیں انہوں نے جو قرار داد پیش کی ہے۔ یہ محترمہ، ہماری بہن پتا نہیں کہ کیوں اس قرار داد کے خلاف ہیں۔ خدا نخواستہ اگر ان کا کوئی بھائی قتل ہوا ہو، کوئی باپ قتل ہوا ہو، کوئی بہن قتل ہوئی ہو تو ان کو پتا چلے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ personal بات نہ کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب والا! personal کیوں نہیں۔ یہ بار بار کیوں اس کی مخالفت کرتی ہیں۔ دیکھیں! ہر روز جو قتل و غارت ہو رہی ہے، لاء اینڈ آرڈر کے جس طرح مسائل ہیں اس کے باوجود یہ بار بار press کر رہی ہیں کہ this account and this account۔ اب عرض یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا کہ محکمہ داخلہ نے جواب دیا ہے، ابھی ادھر سے جواب نہیں آیا۔ اس کے علاوہ یہ جو سمری کی بات کر رہے ہیں۔ سمری تو ہر آدمی نے دیکھی ہے یہ تو public document ہے، پریس یہاں پر بیٹھی ہے۔ یہ کتنی دفعہ پریس میں آ چکا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو ہماری قرار داد ہے:

That is the expression of opinion of this House. In other words, that is the expression of the opinion of the general public of the Punjab

تو میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ اس issue کو بار بار agitate کرتی ہیں۔ پہلے بہتر یہ ہے کہ یہ لاء دیکھیں۔ اس کے بعد یہ دیکھیں کہ لوگوں کا حال کیا ہے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیا ہے؟

Just for the sake of opposition,

یہ انتہائی غلط ہے۔ میرے حلقہ میں تین قتل ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بڑی بات ہو گئی ہے اور میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔ آپ نے جو بات کرنی تھی وہ آپ نے پہنچا دی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آہ! ظل ہما اگر میں آج بھی نہ بولی تو شاید بہت ظلم ہوگا۔ اس لئے کہ یہ resolution ہماری پنجاب اسمبلی کا ذاتی معاملہ ہے۔ یاد کریں وہ وقت جبکہ ایک پاگل دیوانے نے ہماری اتنی پیاری ساتھی ایک efficient پارلیمنٹیرین کو shoot کر دیا تھا اور اسے سزائے موت ہوئی تھی۔ ہمارا دل نہیں مانتا کہ اس کی سزائے موت معاف کر دی جائے جبکہ اس شخص نے ٹی۔ وی پر آ کر یہ کہا تھا کہ میں نے تو بے نظیر بھٹو کو بھی shoot کرنا تھا۔ کیا ستم ہے کہ بے نظیر بھٹو کو قتل کرنے کی خواہش والا اس کے قتل کی خوشی میں بری ہو جائے؟ میرا یہ احتجاج ہے کہ یقیناً یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے، اگر ہم خواتین ممبر پنجاب اسمبلی، ہمارا یہ ذاتی معاملہ ہے، وہ ہماری تھیں، وہ ہماری اپنی تھیں اور اس حساب سے میں کہتی ہوں کہ عظمیٰ کی اور پیپلز پارٹی کی representative کے طور پر اور رانا ثناء اللہ کی (ن) لیگ کے representative کے طور پر ایک special meeting رکھ دیں یا کمیٹی بنا دیں تاکہ (ن) اور پیپلز پارٹی جو کہ ایک قدرتی لڑائی ہر معاملے میں چل رہی ہے خدارا! اس معاملے کو انہیں بتا دیں کہ یہ آپس میں مت لڑیں۔ یہ تو ہمارے جذبات ہیں اور میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ براہ مہربانی کہیں نہ کہیں اپنے اختیارات میں سے اتنی سی جگہ ہمارے ذاتی معاملے پر نکال لیں۔ ہماری ظل ہما کی خاطر، اس کی یاد کی خاطر، ہم خواتین جب ہم لوگ بھی اس دنیا میں نہیں ہوں گے اس کی خاطر، بے نظیر بھٹو کی خاطر کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا رہا کہ میں نے اس کو قتل کرنا ہے، اس کے مرنے پر اگر اس کی سزائے موت معاف کر دی جائے تو پھر انصاف کہاں چلا جائے گا؟ کیا انصاف اندھا رہ جائے گا؟ خدارا! یہ باتیں مت کریں۔ صرف میں یہ کہوں گی ان دونوں سے ثناء اللہ صاحب اور پیپلز پارٹی کی محترمہ عظمیٰ سے بھی کہ خدا کے واسطے یہ ہمارا ذاتی معاملہ تھا اور اس کو اسی طرح آگے پہنچا دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحبہ! تشریف رکھیں۔ جی، عظمیٰ صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے دکھ اور تکلیف صرف یہ ہے کہ شاید یہاں پر کچھ لوگوں کو یا تو بات کی سمجھ نہیں آتی ہے اور اگر ہے تو وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ بات یہ ہے کہ ان contents میں تو بات ہی نہیں ہو رہی۔ بات یہ ہے کہ ایک issue exist ہی نہیں کرتا اور میں نے اس سے پہلے بھی آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ جو issue exist نہیں کرتا تو اسے آپ pending اس لئے بھی نہیں کر سکتے کہ ایک تو خود محرک نے بھی accept کر لیا حالانکہ یہ اس سے پہلے کی بات ہے

اور ان کا خیال ہے کہ ان کی قرارداد کے بعد سپریم کورٹ نوٹس لے چکی ہے اور محرک on the floor of House خود admit کر چکے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ سپریم کورٹ نے اس کو without any date adjourn کیا ہے تو میں آپ سے صرف ruling چاہتی ہوں کہ اگر ہمارا اسمبلی کا سیشن اس کی date سے پہلے آ جائے تو پھر اس قرارداد کا کیا ہوگا یہ مجھے بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس بات کی ہمارے پاس clearance نہیں ہے کہ یہ سپریم کورٹ میں گیا ہے، یہ surety نہیں ہے کہ یہ سپریم کورٹ میں گیا ہے یا نہیں؟ اس ہاؤس کو چلانے کا ایک طریق کار ہوتا ہے جب تک in writing ہمارے پاس نہیں آئے گا let it come اگلے پرائیویٹ ممبرز day تک یہ pending کی جاتی ہے۔ ہاؤس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ اب دوسری قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

چیک کیش کروانے پر 0.3 فیصد ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ بنک کے چیکوں پر نقد رقوم کی ادائیگی پر اب 0.3 فیصد مرکزی حکومت نے جو ٹیکس مزید بڑھا دیا ہے کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یہ ٹیکس عوام اور خاص طور پر کاروباری طبقے پر بڑا ظلم ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ Foreign Currency پر چاہے ایک دن میں اربوں روپے کی transaction ہو، کوئی ٹیکس نہ ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ cash liquidity اب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے banks کو بھی liquidity کے بحران کا سامنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ بنک کے چیکوں پر نقد رقوم کی ادائیگی پر اب 0.3 فیصد مرکزی حکومت نے جو ٹیکس مزید بڑھا دیا ہے کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یہ ٹیکس عوام اور خاص طور پر کاروباری طبقے پر بڑا ظلم ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ Foreign Currency پر چاہے ایک دن میں اربوں روپے کی

transaction ہو، کوئی ٹیکس نہ ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ cash
liquidity اب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے banks کو بھی
liquidity کے بحران کا سامنا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی objection نہیں ہے اور کسی نے مخالفت بھی نہیں کی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ بنک کے چیکوں پر نقد رقوم کی ادائیگی پر اب 0.3 فیصد مرکزی حکومت نے جو ٹیکس مزید بڑھا دیا ہے کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یہ ٹیکس عوام اور خاص طور پر کاروباری طبقے پر بڑا ظلم ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ Foreign Currency پر چاہے ایک دن میں اربوں روپے کی transaction ہو، کوئی ٹیکس نہ ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ cash liquidity اب اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے banks کو بھی liquidity کے بحران کا سامنا ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کا شکر گزار ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال آپ کو یاد ہو گا کہ یہی قرارداد میں نے پیش کی تھی اور اس معزز ایوان نے وہ قرارداد پاس کر دی تھی اور اس وقت 0.1 فیصد صرف ٹیکس تھا اور وہ قرارداد پیش ہونے کے بعد وفاقی حکومت نے 0.2 فیصد ٹیکس کیا اور اب 0.3 فیصد ٹیکس کیا ہے۔ میں یہ بات ایوان کے علم میں اس لئے لانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی قراردادیں جو انتہائی وزن رکھتی ہیں جب وہ منظور ہو جاتی ہیں تو ہمارے ہاں کوئی ایسا طریق کار بھی ہونا چاہئے کہ ان پر وفاقی حکومت سے کسی طرح اس کی compliance بھی کروائی جائے۔

جناب سپیکر! یہ کاروباری طبقے کو ایک اچھا message جائے گا کہ ایک لاکھ روپے پر صرف تین صد روپے ٹیکس کاٹا جا رہا ہے اور اگر اب یہ بڑھتا جائے گا اور اس سے اربوں روپے ضائع ہو رہا ہے کیونکہ آپ خود جانتے ہیں کہ بہت سے بزنس ایسے ہیں جن میں 0.3 فیصد تو آمدن ہی نہیں ہے جیسے سٹیل کا ہے، جیسے آڑھتوں کا کام ہے تو میں چاہتا ہوں اور میں بہت شکر گزار ہوں کہ آج یہ بہت اچھا کام ہوا ہے اور ہم سب نے کیا ہے لیکن وفاقی حکومت کو اس قرارداد کے ساتھ اس طرح کا کوئی

message بھی دیا جائے کہ ہم نے 0.1 فیصد پر بھی قرارداد پاس کی ہے، 0.2 فیصد پر بھی کی ہے اور اب 0.3 فیصد پر کر رہے ہیں۔اس کے لئے میں آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔اب تیسری قرارداد چودھری ظہیر الدین، چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر سامیہ امجد اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی ہے۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

وفاق اور دیگر صوبائی حکومتوں کی طرز پر صوبائی حکومت پنجاب کے ملازمین کو بھی ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"وفاقی حکومت اور دیگر صوبائی حکومتوں کے precedent کے پیش نظر صوبائی حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو House Requisition سہولت دینے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"وفاقی حکومت اور دیگر صوبائی حکومتوں کے precedent کے پیش نظر صوبائی حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو House Requisition سہولت دینے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ I oppose پھر بڑی دل کو لگی ہے کیونکہ میں آپ کے سامنے یہ 2005 کے مباحثات رکھنا چاہتی ہوں۔صفحہ 934 پر آپ اس کو پڑھ لیں کہ یہی قرارداد move کی تھی اور اس وقت رانا ثناء اللہ نے انتہائی دھواں دار تقریر اور اپنی تمام تر abilities سے اسی کے بارے میں بات کی تھی۔اب انہوں نے یہ کہا اور اس وقت بھی یہ الزام دھرا تھا کہ وزراء کو تو اس قسم کی سہولتیں دے دی جاتی ہیں لیکن گورنمنٹ ملازمین کو نہیں تو اس وقت کے منسٹر نے انہیں approach کر کے کہا تھا کہ جب آپ منسٹر بنیں گے تو ہم اس وقت آپ سے بھی پوچھ لیں گے۔لہذا آج میں ان سے پوچھ رہی ہوں کہ اب جبکہ یہ منسٹر بن گئے ہیں اور انہیں بھی یہ تمام مراعات حاصل

ہیں تو میں ان کے تمام دلائل انہی کو واپس کرتے ہوئے ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کو کم از کم یہ سہولت دینا انتہائی ضروری ہے۔آپ جانتے ہیں کہ اس مہنگائی کے دور میں جہاں پر سرکاری ملازمین کے لئے گھر کرائے پر لینا بہت بڑا عذاب ہے۔ان کے rent کے گریڈ یہ ہیں۔گریڈ 1 کا 1337، گریڈ 16 کا 2749، گریڈ 17 کا 4433، گریڈ 18 کا 8810، گریڈ 19 کا 8858، گریڈ 20 کا 10505، گریڈ 21 کا 11646 اور گریڈ 22 کا 12446 rent جو allowed ہے لیکن آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس قلیل رقم میں ایک ڈیسنٹ ہاؤس کا ایک ڈرائنگ روم بھی گریڈ ایک والے غریب ملازم کو نہیں ملتا۔میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس کے اندر ایک نئی چیز یہ آئی ہے کہ اس میں discretion بھی کی جارہی ہے کہ وہ سرکاری ملازمین جو بیوروکریٹس ہیں، ان کو تو سارا کچھ اور ان کے لئے گھر لینا بڑا آسان ہے لیکن جو پروفیشنلز یعنی ڈاکٹر اور ٹیچرز کو یہ سہولت کسی بھی طرح سے نہیں دی جارہی اور نہ ہی انہیں گھر الاٹ کئے جاتے ہیں، اگر مکانات کم ہیں تو کم از کم ڈاکٹرز اور ٹیچرز جو کہ اس قوم کی خدمت کرتے ہیں ان سرکاری ملازمین کے لئے ہی first step کے طور پر ریکوزیشن کے لئے پیسے رکھوادیں ورنہ یہ تمام سرکاری ملازمین کے لئے بھی ہونی چاہئے۔یہ میری آپ سے استدعا ہو گی۔یہ ایک وہ زمانہ ہے کہ جہاں پر گورنمنٹ کی طرف دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے سرکاری ملازمین کی تمام ضروریات کو supplement کرے گی۔ان کو ایک عزت دار سفید وائٹ کالر ایک respect دے گی جبکہ رانا ثناءاللہ خود اس کے بہت strong believer ہیں اور انہوں نے even commitment بھی کی ہوئی ہے تو آج وزیر بن کر کیا ان کی توجہ عوام کی طرف سے ہٹ گئی ہے، کیا ان کے مسائل کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے، کیا ان کے دلائل بدل گئے ہیں، کیا ان کی زبان بدل گئی ہے، کیا ان کے ارادے بدل گئے ہیں اور کیا ان کا دل بدل گیا ہے؟ کیونکہ یہ وزیروں کے بادشاہ وزیر قانون ہو گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ سے میری یہ گزارش ہے کہ جب وہ اسمبلی کے ہاؤس میں بیٹھیں تو کوئی چیز دل کو نہ لگایا کریں کیونکہ اس سے ان کی صحت اچھی نہیں رہے گی کیونکہ جو انہوں نے فرمایا ہے یہ بالکل درست ہے کہ یہ resolution پچھلی اسمبلی میں، میں نے پیش کی تھی اور میں اس بات کا بالکل believer ہوں کہ یہ house requisition کی سہولت ملازمین کو ملنی چاہیے لیکن اس resolution کو

oppose کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ہمارا یہ ارادہ نہیں ہے یا حکومت یہ چاہتی نہیں ہے۔ سر دست جو حکومت کے مالی وسائل کا معاملہ ہے کیونکہ جب ہم نے سارے معاملات کو دیکھا تو پچھلے حکمرانوں نے جس طرح سے اس ملک کے خزانے کو لوٹا ہے، جس طرح سے اربوں روپے کی official building جن کی ضرورت نہیں تھی 90 شاہراہ قائداعظم اتنی بڑی جگہ ہے وہاں پر کروڑوں روپے کی لاگت سے اتنا بڑا ہال بنایا اس کے بعد پھر 8 کلب بھی بنالیا۔ جس طرح اس ملک کے وسائل کو لوٹا گیا ہے، جس طرح سے شاہ خرچیاں کی گئی ہیں، جس طرح سے شہنشاہیت کرنے اور اپنے اخراجات کو بڑھانے یعنی وزیر اعلیٰ ہاؤس اور گورنر ہاؤس کا خرچہ انہوں نے اس میں پہلے سے 500 گنا اضافہ کیا ہے، میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے اس خرچے میں بھی 70 percent cut لگایا ہے، ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح سے بچت کر کے وسائل جمع کریں گے اور ان غریب ملازمین کے لئے house requisition کی سہولت ضرور لائیں گے لیکن سر دست چونکہ ہماری مجبوری ہے اس لئے میں اس قرارداد کی حمایت نہیں کر رہا ہوں لیکن آنے والے وقت میں جب ہم وسائل کو صحیح طور پر regulate کریں گے اور پچھلی جو عیاشیاں ہوئی ہیں، جو غلط اخراجات ہوئے ہیں ان کو کنٹرول کر کے اس صوبے کے وسائل میں اضافہ کریں گے تو انشاء اللہ یہ سہولت ملازمین کو بہم پہنچائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ سے کہنا چاہتی ہوں کہ میرے دل کا خیال کرنے کا بہت شکریہ۔ بات یہ ہے کہ دل جو ہے وہ آلہ جذبہ وفا ہے، وہ سچا ہے، وہ اتنا سچا ہے کہ حضرت جبرائیل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب قرآن لے کر نازل ہوئے تھے تو ان کے دل پر نازل ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پورے جسم میں دل وہ واحد عضو ہے جو خدا کی گواہی دیتا ہے، محبت کرتا ہے، عشق کرتا ہے اور میں دعا کروں گی کہ میرا دل اتنا مضبوط رہے کہ قیامت والے روز جب اللہ کی محبت کی گواہی دینی ہے تو یہ دل اس وقت بھی سلامت رہے اور میں ان سے کہوں گی کہ یہ اپنے دماغ کو استعمال کرنے کی بجائے کبھی کبھی دل کا بھی استعمال کر لیا کریں۔ دوسری رہ گئی عیاشیوں کی بات۔ بے شک ان لوگوں نے ائیر کنڈیشنڈ گاڑیاں لے لیں، بلٹ پروف گاڑیاں لے لیں، دراصل اس کے پیچھے بھی ان کی ایک چھوٹی سی سوئی ہوئی خواہش تھی، یہ چاہتے تھے کہ یہ اب منسٹر سارے کے سارے چالیس چالیس پچاس پچاس سائیکلیں لے لیں اور سائیکلیں لے کر مال روڈ سے جایا کریں، سیکرٹریٹ

سے گھر اور گھر سے سیکرٹریٹ تک۔ جب وہ نیلامی مکمل ہو جائے گی تو ان سائیکلوں پر وہ ان کی چھپی ہوئی خواہش پوری ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ عیاشیاں تھیں تو پھر جہازوں پر پوری پوری کابینہ سعودی عرب اور دبئی کی سیریں کرتی ہے، جب پوری پوری رات چار چار دن میاں محمد نواز شریف کے پیچھے اور میاں محمد شہباز شریف کے پیچھے پورا پورا پٹرول خرچ ہوتا ہے تو ان شاہ خرچیوں کو کون دیکھے گا؟ وہ بھی ہم لکھ رہے ہیں۔ بات کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے وہ چیف منسٹر پنجاب کے نام کا سیکرٹریٹ بنا تھا، چودھری پرویز الٰہی کا نہیں بنا تھا جس کو یہ اس طرح کہہ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں اور بھی priorities موجود تھیں لیکن ہماری حکومت نے پیسا بھی بہت کمایا تھا، G.D.P ریٹ 8 to 7 فیصد چھ سال رہا انہوں نے تو ایک سال ہی میں اس کو کہیں کا کہیں 300 فیصد تک پہنچا دیا۔ اس پر اگر discussion کرنی ہے تو اس کے لئے کوئی اور دن رکھ لیں یہ topic کچھ اور ہے۔ باقی رہ گیا کہ 84۔ ارب روپے، ان کے اپنے الفاظ اسی کتاب میں اس وقت تھے کہ 84۔ ارب روپوں کا سوال ہے اور یہ گورنمنٹ کے بجٹ میں ایسا ہے جیسے something .0۔ یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں میں انہی کے الفاظ میں ان کو جواب دیتی ہوں کہ اگر آپ عوام کو سہولت روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا رہے ہیں تو پھر یہ percent .0 جو آپ کے بجٹ میں آ رہا ہے یہ بالکل قطعاً زیادہ نہیں ہے۔ آپ وسائل کو جہازوں کے پٹرول اور پروٹوکول پر خرچ کرنے کی بجائے اس طرف divert کر دیں تو آپ لوگ یقیناً اس قوم کی خدمت کریں گے جیسا کہ آپ کا اصل mandate ہے۔ آپ کا mandate یہ ہے کہ لوگوں کو سہولت دیں۔ خدارا! اپنی توجہ اس طرف بھی لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"وفاقی حکومت اور دیگر صوبائی حکومتوں کے precedent کے پیش نظر صوبائی حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو house requisition کی سہولت دینے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو کل جو پنجاب کے غیور عوام کی ایک غیور صوبائی اسمبلی کے نمائندوں نے ایک غیر آئینی صدر کے خلاف ایک بھرپور طریقے سے ایک قرارداد، میری مراد جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف جس کو "وڈا پرویز" کہتے ہیں اس کے خلاف پیش کی گئی اس پر میں پوری پنجاب کے عوام اور پنجاب اسمبلی کے تمام معزز اراکین جنہوں نے اس قرارداد کی حمایت میں اپنی رائے کا اظہار کیا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ کل رش کی وجہ سے تمام ہمارے ممبران اس میں شامل ہونا چاہ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات جو کرنا چاہ رہے ہیں وہ بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): میں اس موقع پر آج سرحد کے غیور عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے 102 اراکین نے جنرل مشرف کے خلاف قرارداد میں اپنا حق رائے دہی استعمال کیا اور صرف 5 ووٹ جو جنرل مشرف کے حق میں ڈالے گئے۔ اس طرح پختونوں نے اپنی غیرت کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے اور پنجاب اسمبلی نے جو کل رحمت کا پہلا قطرہ، جو شیشے میں بیٹھے ہوئے اس غیر آئینی صدر مشرف کے خلاف کل پہلا پتھر پھینکا تھا آج سرحد کے عوام کی نمائندہ اسمبلی نے دوسرا بھرپور پتھر مارا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تقلید کرتے ہوئے اور پاکستانی عوام کے دلوں کی آواز کی ترجمانی کرتے ہوئے کل سرحد، سندھ اور بلوچستان اسمبلی بھی اسی اکثریت کے ساتھ ہمیں امید ہے کہ قرارداد پیش کریں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ہفتے اس غیر آئینی صدر کے خلاف joint session میں یہ مواخذے کی قرارداد پاس کر کے اس کو باہر نکال کر پھینک دیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس پاکستان سے آمریت کا جنازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اٹھ جائے گا اور جمہوریت کی صبح روشن ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں اگلی قراردادلوں ایک بہت ہی اہم matter ہے اور یہ اسمبلی کے floor پر بات ہوئی تھی جو محترمہ آمنہ الفت نے کی تھی وہ اسمبلی ملازمین کے کوارٹروں کا مسئلہ تھا۔ اس پر آج ہم نے ایک میٹنگ بلائی تھی جو ساڑھے تین بجے شروع ہونی تھی چونکہ وہ جگہ گڑھی شاہو کے اندر fall کرتی ہے۔ یہاں منسٹر ایکسائز اور محسن لطیف صاحب بیٹھے ہیں میں ان دونوں سے گزارش کروں گا کہ وہ میٹنگ میں تشریف لے جائیں۔ منسٹر صاحب head کریں گے اور محسن لطیف صاحب اپنی input دیں گے اور آمنہ الفت صاحبہ! آپ بھی چونکہ اس کمیٹی کی ممبر ہیں آپ جاکر ان تمام معاملات کو دیکھ لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کر لیں، بات کر کے پھر چلی جائیں۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہیں وہ بھی تشریف لے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کروں گی اور ان غریب ملازمین کی طرف سے بھی جو آپ کے لئے بے حد دعا گو ہیں کہ آپ نے ان کا ایک اہم مسئلہ کہ ان کے سروں سے چھت جا رہی تھی اور آپ نے اس کو seriously لیا اور کمیٹی کے سپرد کیا تو وہ دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

اس کے علاوہ میں نے ہاؤس میں ایک اور point بھی raise کیا تھا کہ 14۔اگست قریب ہے اور 14۔اگست کی تیاری کے حوالے سے میں بات کرتے ہوئے آپ کے نوٹس میں یہ بات لائی تھی کہ ہمارے یہاں کے ایک ملازم ہیں جن کا نام محمد مبشر منظور ہے اور ان کے والد حاجی محمد منظور (مرحوم) بھی اسی اسمبلی میں ملازم تھے۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان کی history کا سب سے بڑا جھنڈا بنایا ہے تو میری آپ سے استدعا ہے کہ 14۔اگست بھی قریب ہے تو ایک ایسا انسان جس کا یہ کارنامہ ہے اگر یہ کسی اور ملک میں ہوتا تو اس کو ایوارڈز دیئے جاتے، اس کو انعامات دیئے جاتے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہاؤس کی طرف سے، ممبران کی طرف سے کہ جو اتنا بڑا ایک محب وطن انسان ہے، اس کے جذبے کی قدر اور حوصلہ افزائی کے لئے کوئی ruling دیں کہ ہمیں اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بارے میں، میں صرف اتنا بتا دوں۔۔۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جیسے اسمبلی کے ملازمین کے حوالے سے بات ہوئی۔ حاجی محمد منظور (مرحوم) صاحب جو ہماری اسی اسمبلی کے ملازم تھے، ان کی وفات کے بعد یہ جھنڈے بنانے کا کام ان کے بیٹے محمد مبشر منظور جو صوبائی اسمبلی پنجاب میں بطور رپورٹر ملازم ہیں وہ انجام دیتے ہیں اور ہمارے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ سب سے بڑا جھنڈا بھی انہی کی طرف سے بنایا جاتا ہے جو ہر 14۔اگست کو لہرایا جاتا ہے تو میری بھی خواہش ہے اور میں اپنی بہن کی بات کی تائید کرتی ہوں کہ ایسا شخص جس

کے لئے ٹی۔ وی پر پروگرام کیا جائے " جیو" جس کا انٹرویو لے وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے تو میری ایوان سے گزارش ہے کہ ہمیں اپنی اسمبلی کے اس ملازم کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور حوصلہ افزائی کا یہی طریقہ ہے کہ نہ صرف تعریفی سرٹیفکیٹ دیں بلکہ انہیں انعام واکرام سے بھی نوازا جائے۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں بھی یہی کہنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ہاؤس کو صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ matter جو ہے وہ آمنہ الفت صاحبہ اور شمیلہ اسلم صاحبہ جب نوٹس میں لے کرآئیں تو جو اس دفعہ ہم نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ 14۔اگست کو جب پنجاب اسمبلی کو سجایا جاتا ہے اور اس کی جو ڈیکوریشن کی جاتی ہے اس کے اندر ہم اپنے اس اسمبلی کے جو ملازم ہیں جن کا اتنا بڑا کارنامہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو appreciate کرنے کے لئے اسمبلی کی تاریخ میں پہلی دفعہ 14۔اگست کو جو اسمبلی سجائی جائے گی وہ ان کے بنائے ہوئے جھنڈوں سے سجائی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی ہمت افزائی کے لئے پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی باقاعدہ ان کو کچھ انعام دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر appreciate کرنا چاہوں گا کہ ہماری ممبر محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ ہیں جنہوں نے 14۔اگست والے دن ان کے لئے cash prize رکھا ہوا ہے جو ان کو دیا جائے گا۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ باقی ممبران بھی اور پہلی دفعہ ہم 14۔اگست کا function پنجاب اسمبلی کی premises میں پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے ساتھ منائیں گے اور وہاں پر باقاعدہ ایک شایان شان طریقے سے ان کو وہاں پر appreciate بھی کیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی positive بات ہے۔ اب ہم اگلی قرارداد کی طرف چلتے ہیں، چوتھی قرارداد ہے محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی، وہ اسے پیش کریں۔

لاہور چوبرجی کوارٹرز ڈسپنسری کا درجہ بڑھا کر سول ہسپتال کا درجہ دینے کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بہت شکریہ۔ سب لوگوں نے مجھے ٹائم دیا۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ کو اپ گریڈ کر کے گورنمنٹ سول ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے اور توسیع ہسپتال کے لئے مزید جگہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع ویران اور بے آباد مارکیٹ کو مختص کیا جائے نیز یہ بات واضح ہو کہ چوک یتیم خانہ سے لے کر چوبرجی چوک تک کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے، چوبرجی کوارٹرز اور پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی کے مکینوں کو ناگہانی اور ایمرجنسی کی صورت میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔" شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ کو اپ گریڈ کر کے گورنمنٹ سول ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے اور توسیع ہسپتال کے لئے مزید جگہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع ویران اور بے آباد مارکیٹ کو مختص کیا جائے نیز یہ بات واضح ہو کہ چوک یتیم خانہ سے لے کر چوبرجی چوک تک کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے، چوبرجی کوارٹرز اور پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی کے مکینوں کو ناگہانی اور ایمرجنسی کی صورت میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے کہنا چاہوں گی کہ "جان ہے تو جہان ہے۔" وہ ہزاروں لوگ جو ملازم ہیں، ان چوبرجی کوارٹروں میں رہتے ہیں، کیا ان کا یہ قصور ہے کہ وہ ملازم ہیں؟ میری پنجاب گورنمنٹ سے صرف یہ گزارش ہے کیونکہ میاں محمد شہباز شریف صحت میں ماشاء اللہ بہت اچھا کردار ادا کر رہے ہیں کہ وہاں کے مکینوں کے لئے شام نگر، چوبرجی، سمن آباد، بکر منڈی، یتیم خانہ چوک سب جگہ لگتی ہیں، کیا ان کا یہ قصور ہے کہ وہ غریب ہیں، کیا ان کا یہ قصور ہے

کہ وہ گورنمنٹ کے ملازم ہیں؟ میری صرف ان سے یہ request ہے کہ ٹھیک ہے اس کو ابھی نہ کریں لیکن اس پر مزید غور کیا جائے کہ ایک کوارٹر میں وہ واقع ہے، ایک چھوٹا سا وہ کوارٹر ہے جس میں وہ واقع ہے جو کہ عوام کے لئے بہتر نہیں ہے اور جب ایمرجنسی ہوتی ہے تو لوگوں کی جان چلی جاتی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ لہذا میں گورنمنٹ سے یہ التجا کروں گی کہ یہ ہمارے ملازموں کی جگہ ہے اس کو کیا جائے یا اس کے اوپر کوئی بھی ردعمل ہے اس کو کریں پلیز!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر متعلقہ!۔۔۔ عارفہ صاحبہ! آپ کو بھی میں نے کمیٹی کا ممبر بنایا ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں جو اصل صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ سرکاری ملازمین کی رہائش گاہ کوارٹر نمبر 9 میں واقع ہے جس میں یہ ڈسپنسری بنائی گئی ہے۔ یہ ہمارے صوبائی پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے کنٹرول میں ہے اور محکمہ صحت کے نام ٹرانسفر شدہ نہ ہے۔ اس ڈسپنسری میں چار ڈاکٹر، دو میڈیکل آفیسر اور دو ویمن میڈیکل آفیسر صبح شام کی دو شفٹوں میں فرائض سرانجام دے رہی ہیں جو کہ سرکاری ملازمین کے لئے ابتدائی طبی امداد کے لئے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور شہر میں کئی بڑے ہسپتال موجود ہیں جہاں پر ہمہ وقت جدید علاج کی سہولت میسر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری صورتحال میں already یہ جو بار بار ذکر کیا جا رہا ہے کہ وہاں پر سرکاری ملازمین ہیں اور غریب لوگ ہیں تو دو میڈیکل آفیسر اور دو ویمن میڈیکل آفیسر already وہاں پر کام کر رہی ہیں۔ دوسرا یہ ڈسپنسری ایک چھوٹے سے کمرے میں بنائی گئی ہے اور تیسری بات اس میں یہ important ہے کہ یہ صوبائی پبلک ورکس کمیشن کے ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ ہے جو کہ محکمہ صحت کو ٹرانسفر نہیں ہو سکتی تو اس لئے وہاں پر تو ہسپتال بننا مشکل ہے اور اس کے لئے اگر بعد میں کوئی اور جگہ مل سکے تو پھر اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے اب اس کے اوپر جو طریق کار ہے وہ ہمیں adopt کرنا پڑے گا کیونکہ ادھر سے object ہوا ہے اور جواب آگیا ہے۔ اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ کو اپ گریڈ کر کے گورنمنٹ

سول ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے اور توسیع ہسپتال کے لئے مزید جگہ
چوبرجی کوارٹرز میں واقع ویران اور بے آباد مارکیٹ کو مختص کیا جائے نیز
یہ بات واضح ہو کہ چوک یتیم خانہ سے لے کر چوبرجی چوک تک کوئی
سرکاری ہسپتال نہ ہے، چوبرجی کوارٹرزاور پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی
کے مکینوں کو ناگہانی اور ایمرجنسی کی صورت میں انتہائی دشواری کا سامنا
کرنا پڑتا ہے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 13-اگست 2008 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

بدھ 13، جمعتہ المبارک 15، پیر 18، منگل 19، بدھ 20 -اگست اور جمعتہ المبارک، 5 - ستمبر 2008

(یوم الاربعاء 10، یوم الجمع 12، یوم الاثنین 15، یوم الثلاثہ 16، یوم الاربعاء 17- شعبان المعظم اور یوم الجمع، 4- رمضان المبارک 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: آٹھواں اجلاس

جلد 8 (حصہ دوم) : شمارہ جات 6 تا 10

جلد9 : شمارہ 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

آٹھواں اجلاس

بدھ،13 ۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا	------------	550
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	552
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	553
	پوائنٹ آف آرڈر		

4-	امریکہ میں مقید ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں امریکی عدالت کے غیر اخلاقی حکم کی مذمت	------------	553
5-	اجلاس کا تاخیر سے انعقاد	------------	554
6-	ڈاکٹر عافیہ صدیقی ودیگر لاپتا پاکستانیوں کو امریکی جیلوں میں رکھنے اور ان پر مظالم کرنے پر مذمت	------------	555

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)		
7-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	562
8-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	584
	تحاریک التوائے کار		
9-	کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو مشکلات کا سامنا	------------	615
10-	گلاب دیوی ہسپتال سے متعلق ایک سوال کا جواب	------------	617
11-	نئی ج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا (---جاری)	------------	621
12-	لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیدادوں کی تفصیل	------------	624
13-	گاڑیوں کی چوری روکنے کے لئے ٹریکر سسٹم شروع کرنا	------------	626
	پوائنٹ آف آرڈر		
14-	مال روڈ پر ٹریفک نظام کی خرابی	------------	628
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
15-	صوبہ میں امن وامان کی صورت حال پر عام بحث	------------	630

جمعتہ المبارک، 15 ۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	ایجنڈا ------------	698
17۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	700
18۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	701
	تعزیت	
19۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں ایم۔پی۔اے کے بھائی حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------	701
	پوائنٹ آف آرڈر	
20۔	اسمبلی اجلاس کا آغاز قومی ترانہ سے کرنے کا مطالبہ ------------	702
21۔	14۔اگست کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد کرنے پر جناب سپیکر کو مبارکباد کا پیش کیا جانا ------------	704
22۔	وزیراعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ مالی امداد سے محروم ------------	705
23۔	یوم آزادی کے موقع پر ٹریفک وارڈنز کی اندھیر نگری ------------	708
24۔	صدر پرویز مشرف کے خلاف پنجاب اسمبلی اور دیگر صوبائی اسمبلیوں سے قرارداد پاس ہونے کی روشنی میں مستعفی ہونے کا مطالبہ ------------	709
25۔	حلقہ پی پی۔228 پاکپتن میں میاں چنوں پولیس کا مقابلے میں دو بے گناہ نوجوانوں کو ہلاک کرنا ------------	710
	سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)	
26۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	721
27۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	739
	پوائنٹ آف آرڈر	

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
28۔	وقفہ سوالات کے دوران سوالوں کی ترتیب پر اعتراض	------------	758
	تحاریک استحقاق		
29۔	ٹی۔ایم۔او سیالکوٹ کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	------------	759
30۔	کورم کی نشاندہی	------------	761
	تحاریک التوائے کار		
31۔	کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو درپیش مسائل (۔۔۔جاری)	------------	769
	سرکاری کارروائی		
	عام بحث		
32۔	ضروری اشیاء کی رسد اور قیمتوں کے معاملے پر عام بحث	------------	787
33۔	کورم کی نشاندہی	------------	833
	پیر، 18 ۔اگست 2008		
	جلد 8 : شمارہ 8		
34۔	ایجنڈا	------------	836
35۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	838
36۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	839
37۔	نومنتخب رکن کا حلف	------------	839
38۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	840
	قرارداد		
39۔	صدر پرویز مشرف کے مستعفی ہونے پر ایوان کی جانب سے عوام کو مبارکباد کا پیش کیا جانا	------------	841

40۔	کورم کی نشاندہی ------------	869

منگل،19 ۔اگست2008

جلد 8 : شمارہ 9

41۔	ایجنڈا ------------	870
42۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	872
43۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	873
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	انڈیا کے اخبار روزنامہ ''ہندوستان'' میں نبی کریمﷺ کی فرضی شبیہ سازی پر قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ ------------	873
45۔	پوائنٹ آف آرڈر قواعد و ضوابط کے مطابق اٹھانے کی ضرورت ------------	878
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت و سماجی ترقی)	
46۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	882

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	912
	تحاریک استحقاق	
48۔	سبزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف۔آئی۔آر درج کرنے اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاخیر ------------	940
49۔	ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ ------------	941
50۔	موٹر وے پولیس کے اہلکار کی فون پر خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ بد تمیزی ------------	943
	تحاریک التوائے کار	
51۔	لاہور کے پانچ ٹاؤنز میں میونسپل آفیسروں کی تعیناتی ------------	948
52۔	اشتہاری بورڈ آویزاں کرنے پر پابندی کا مطالبہ ------------	948

-53 شاہراہ قائداعظم پر چلنے والی بسوں میں کرایہ کی زائد وصولی ------------ 950
-54 کوٹ ادو مظفرگڑھ کے سکول کے چوکیدار کو تنخواہ مانگنے پر تشدد ------------ 951
-55 سرکاری ہسپتالوں کی ابتر حالت ------------ 954
-56 توہین آمیز خاکوں کے خلاف قرارداد پیش کرنے کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 956

قرارداد

-57 روزنامہ "ہندوستان" میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے پر مذمت ------------ 957

بحث

-58 کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت پر بحث ------------ 959

بدھ، 20 ۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 10

-59 ایجنڈا ------------ 1006
-60 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 1008
-61 نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 1009

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

پوائنٹ آف آرڈر

-62 اجلاس کا تاخیر سے انعقاد ------------ 1009
-63 فوڈ سپورٹ سکیم فارم کی اپوزیشن حلقوں میں تقسیم ------------ 1010
-64 وزیراعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ
مالی امداد سے محروم (۔۔۔جاری) ------------ 1012

سوالات (محکمہ لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ)

-65 نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 1018

66- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 1041

تحاریک استحقاق

67- سبزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف آئی آر درج کرنے
اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاخیر (---جاری) ------------ 1062

68- ایس۔ایچ۔او تھانہ ریس کورس لاہور کا خاتون رکن اسمبلی
سے ناروا سلوک (---جاری) ------------ 1063

تحاریک التوائے کار

69- نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز
کا بھی کوٹا مقرر کرنا (---جاری) ------------ 1066

پوائنٹ آف آرڈر

70- ایم۔پی۔ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کے حوالے سے پنجاب اسمبلی
کی پاس کردہ قرارداد پر عملدرآمد کروانے کا مطالبہ ------------ 1068

71- قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 1077

قرارداد

72- پنجاب اسمبلی کے ایوان کی جانب سے ڈیرہ اسماعیل خان میں خودکش
حملہ میں ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت
اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار ------------ 1078

73- قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 1081

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

قرارداد

74- کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کی ہندوستانی فوج
کے ہاتھوں قتل کی بھرپور مذمت ------------ 1082

پوائنٹ آف آرڈر

75۔	دوران اجلاس خواتین کے لئے جائے نماز مختص کرنے کا مطالبہ ------------	1084
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
76۔	تحصیل کینال ڈویژن میں موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ سسٹم پر غور و خوض کے لئے کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ ------------	1085
77۔	شوگر ملز مالکان کی جانب سے کسانوں کو واجب الادا اربوں روپے کی ادائیگی میں تاخیر ------------	1087
78۔	ووکیشنل انسٹیٹیوٹس میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی سے طلباء و طالبات میں احساس محرومی ------------	1088
79۔	ایس۔پی۔انوسٹی گیشن آفس گجرات میں سابق ایم۔این۔اے نوابزادہ غضنفر علی گل کی کارِ سرکار میں مداخلت ------------	1090
80۔	کوٹ ادو مظفر گڑھ میں نائب تحصیلدار اور تین قانون گو حضرات کی پالیسی کے خلاف تعیناتی ------------	1092
81۔	لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیداد کی تفصیل (۔۔۔جاری) ------------	1094
82۔	کورم کی نشاندہی ------------	1098
83۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	1099

جمعۃ المبارک، 5۔ستمبر 2008

جلد 9 : شمارہ 1

84۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ------------	1
85۔	ایجنڈا ------------	3
86۔	ایوان کے عہدے دار ------------	5
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
87۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	9
88۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
89۔	چیئرمینوں کا پینل	10
	سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور ٹرانسپورٹ)	
90۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	11
91۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	50
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
92۔	مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور، مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب مینٹیننس آف پبلک آرڈر مصدرہ 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 2 اور 18 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	57
	پوائنٹ آف آرڈر	
93۔	سرگودھا میں 11 سالہ مسیحی بچی سے زیادتی اور ملزم کا صلح کے لئے مدعی پر دباؤ	57
94۔	تحصیل علی پور میں ہیڈ پنجند کو بھاری ٹریفک کے لئے بند کرنے سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا	59
95۔	فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ پر بسوں کی تیز رفتاری کے باعث سکول کے بچوں کا زخمی اور ہلاک ہونا	59
96۔	حلقہ پی پی۔165 شرقپور شریف میں آتش گیر مادہ پھٹنے سے کئی متاثرہ بچوں کی مالی امداد	60
97۔	Wheat Pills کھانے سے خاتون کی ہلاکت	61
	تحاریک استحقاق	
98۔	ایس۔ایچ۔او تھانہ ریس کورس لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک	66
99۔	سی۔پی۔او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا	66

100۔ ایس ایچ او منصور آباد (فیصل آباد) کا معزز رکن اسمبلی
کے ساتھ نامناسب رویہ ------------ 70
101۔ ڈی ڈی او (آر) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی
کے ساتھ توہین آمیز رویہ ------------ 72
102۔ ڈی او زراعت ضلع خوشاب کی معزز رکن اسمبلی سے غلط بیانی
اور نامناسب رویہ ------------ 73

تحاریک التوائے کار

103۔ تحصیل کینال ڈویژن میں موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر غور و خوض
کے لئے کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ ------------ 74

پوائنٹ آف آرڈر

104۔ نئی ج پالیسی میں ایم۔ این۔ ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔ پی۔ ایز
کا بھی کوٹا مقرر کرنا (---جاری) ------------ 77

سرکاری کارروائی (رپورٹیں جو پیش ہوئیں)

105۔ سال 2006 کے لئے پنجاب کے میڈیکل اور ہیلتھ کے اداروں کی سالانہ
کارکردگی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------ 85
106۔ اسمبلی چیمبرز کو صدر کے الیکشن کے لئے الیکشن کمیشن کو بطور پولنگ
سٹیشن استعمال میں دینے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب
1997 قاعدہ 240 کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا ------------ 86
107۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 86

قرارداد

108۔ انگور اڈا میں اتحادی فوج کے حملے کی مذمت اور شہید ہونے
والوں کے لواحقین کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار ------------ 87
109۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 98

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
110۔	صوبہ بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ درگور کرنے کی پُرزور مذمت ------------	98
111۔	جناب سپیکر کی جانب سے صدارتی انتخابات کے بارے میں اعلانات ------------	100
112۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	102
113۔	انڈکس	

550

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13-اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر عام بحث

552

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

بدھ، 13-اگست 2008

(یوم الاربعاء، 10-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِo الَّذِیۡ خَلَقَکَ فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَo فِیۡۤ اَیِّ
صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ o کَلَّا بَلۡ تُکَذِّبُوۡنَ بِالدِّیۡنِo وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَo
کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ oیَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَo اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ o وَّ اِنَّ الۡفُجَّارَ
لَفِیۡ جَحِیۡمٍ o یَّصۡلَوۡنَہَا یَوۡمَ الدِّیۡنِo وَ مَا ہُمۡ عَنۡہَا بِغَآئِبِیۡنَo وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ
مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِo ثُمَّ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِo یَوۡمَ لَا تَمۡلِکُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَیۡئًا
وَّ الۡاَمۡرُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِo

سُوۡرَۃُ الانفطار آیات 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔o اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے o اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے o اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے ؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے ؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
بنا ہے بگڑا ہوا کام یا رسول اللہ
لیا ہے جب بھی تیرا نام یا رسول اللہ
ہمیں بھی اپنے فقیروں میں کر لیا شامل
یہ ہم پہ خاص انعام یا رسول اللہ
لیا ہے جب بھی تیرا نام یا رسول اللہ
بنا ہے بگڑا ہوا کام یا رسول اللہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے میں محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

امریکہ میں مقید ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں امریکی عدالت کے غیر اخلاقی حکم کی مذمت

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں نے گزارشات کی ہیں، بارہا کی ہیں اور آپ سے استدعا کی ہے۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ایک انتہائی ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔ مجھے آج کے ایجنڈے کے متعلق تو بتا لینے دیں اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر raise کر سکتے ہیں اور وہ آپ کا حق ہے لیکن اس حق کو آپ استعمال کرتے وقت دیکھیں کہ یہ وقت اس کو استعمال کرنے کا ہے یا نہیں، شکریہ۔ اب آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر کی طرف آئیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں House کی توجہ ایک بڑی important بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ٹی وی اور اخبارات میں ڈاکٹر عافیہ جو کہ حال ہی میں امریکہ کی عدالتوں میں اپنی ضمانت کے لئے اور اپنے طبی معائنے کے لئے پیش ہوئیں، وہاں پر امریکی عدالت نے جو فیصلہ دیا اس پر میں جتنی بھی مذمت کروں یا اس پر اظہار افسوس کروں وہ کم ہے کیونکہ ڈاکٹر عافیہ ایک انسان ہے، ایک عورت ہے، پاکستان کی شہری ہے اور مسلمان ہے۔ پانچ سال تک تو اس کا پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں پر ہے، آخر جب قسمت نے اس کو امریکہ کی عدالتوں میں پہنچا دیا اور وہ اپنی مدد کے لئے، اپنے انصاف کے لئے گئی تو وہاں پر انسانیت کی دعویدار جو حکومت ہے، یہ جذبات کی بات ہے اور کوئی معمولی بات نہیں ہے اس لئے مجھے اس پر بات کرنے کے لئے وقت دیجئے، اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ جب بھی اپنے کسی وکیل کو ملے گی یا اپنے کسی رشتہ دار کو ملے گی تو اس کے بعد اس کو اپنی تلاشی بالکل ننگا ہو کر دینی پڑے گی۔ ایسی مثال آج تک دنیا میں کہیں بھی کسی عدالت نے نہیں دی۔ ملنا تو ان کے وکیلوں نے ہے، کوئی پاکستانی وکیلوں نے نہیں ملنا جن کو وہ terrorist کہہ رہے ہیں جبکہ اپنے ہی وکیلوں پر اس کو اعتبار نہیں تو یہ جو آج کا امریکہ بادشاہ ہے یہ دنیا کو جنگل کی کس age میں لے جانا چاہتا ہے؟ کس پتھر کی age میں لے جانا چاہتا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت وقت عوام کے جذبات وہاں تک ضرور پہنچائے کیونکہ المیہ یہ ہے کہ جب ان کا ایک third rate officer بھی یہاں پر آتا ہے تو ہم اسے red carpet reception دیتے ہیں، ہم اس کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں، ہم اس کو سر پر بٹھاتے ہیں اور وہ ہمارے ہی لوگوں کے ساتھ جن پر ابھی تک جرم ثابت نہیں ہوا، مزید بات یہ ہے اس کو اتنی بڑی سزا دینا کہیں کا انصاف نہیں ہے اور کہیں کی انسانیت نہیں ہے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

اجلاس کا تاخیر سے انعقاد

MRS. AYSHA JAVED: Point of order.

جناب سپیکر: محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

MRS. AYSHA JAVED: Thank you very much honourable Speaker. I would like to bring to your notice and in fact I would like to educate myself that whenever the time of the Assembly session is given, it is always

delayed by at least one or more than one and half an hour or so. So it should always be believed that when the time is written, we should read it one hour or more than what exactly the time is fixed and what precedents are we setting? The ministers follow when the honourable Speaker is seated.

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کی بات درست ہے۔ میں اس کو clear کر دوں کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو اللہ کے فضل و کرم سے ٹائم سے پہلے آپ کی خدمت کے لئے یہاں حاضر ہو جاتا ہوں لیکن آپ صاحبان جو کہ معزز اراکین ہیں میں آپ سے استدعا ہی کر سکتا ہوں۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے کہ میں آپ کو اخلاقی طور کے علاوہ اور کسی طریقے سے بلواؤں۔ یہ آپ کا اور میرا ہم سب کا فرض ہے کہ ہمیں پنجاب کے عوام نے یہاں اپنے مسائل کے حل کے لئے بھیجا ہے تو ہم سب کو اس میں دلچسپی لینی چاہیے۔ شکریہ

ڈاکٹر عافیہ صدیقی و دیگر لا پتا پاکستانیوں کو امریکی جیلوں میں رکھنے اور ان پر مظالم کرنے پر مذمت

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔ میجر صاحب نے یہاں پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں اپنے جن جذبات کا اظہار کیا یقیناً انہوں نے پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے لیکن مسیحی رکن ہونے کی حیثیت سے میں عرض کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی مسلمان ہیں لیکن میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری پاکستانی خاتون ہیں، ہمارے پاکستان کی عزت ہیں اور ہم سب چاہے وہ مسیح ہیں، مسلمان ہیں یا ہندو ہیں ہم سب اس واقعہ کی پر زور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں بھی اسی میں add کرنا چاہوں گا کہ میجر صاحب نے جو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بات کی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ باقی سب چیزوں کے متعلق تو ہم

resolutionلاتے ہیں ہمیں اس مسئلے پر بھی House میں ایک unanimous resolutionلانا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے روکا تھا کہ آپ resolutionنہ لے کر آئیں؟ گورنمنٹ لے کر آئے، ہم اس کو supportکریں گے۔ اگر ہمیں کہتے ہیں تو ہم لے آتے ہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اس کاcredit گورنمنٹ لے۔

جناب سپیکر: چلیں، ابھی بات ہو رہی ہے، وہ آپ کو ensureکرائیں گے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! جس طرح میجر صاحب نے فرمایا اور میرے دوسرے مسیحی بھائی نے بھی فرمایا، میں خود بھی Christian Community سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہم سب بطور پاکستانی اس بات کی مذمت کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ڈاکٹر عافیہ صدیقی جو ہماری بہن ہیں بلکہ آج میں ایک کتاب "In The Line of the Fire" پڑھ رہا تھا جو کہ ان کے ایک جرنیل نے لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ اس نے 689لوگوں کو پکڑا ہے اور ان میں سے 395 کے عوض پیسے وصول کئے ہیں تو میں اس ایوان کی توجہ اس اہم بات کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ تمام ملکوں کا قانون یہ کہتا ہے، چاہے وہ نیب کا قانون ہو، چاہے کوئی قانون ہو کہ ہر وہ شخص جسے گرفتار کیا جاتا ہے اسے 24 گھنٹے میں کسی competent court میں پیش کیا جائے تو میں آج ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ ساتھ باقی ان بے چارے لوگوں کی ماؤں اور بہنوں نے پورا رمضان شریف سپریم کورٹ کی سڑکوں پر باہر گزارا ہے اور وہ افطاری بھی وہیں پر کرتی رہی ہیں انہیں وہاں سے امید تھی کہ شاید سپریم کورٹ انہیں relief دے گی لیکن پھر اس کو میں کیا کہوں۔

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

اس نے تو ان لوگوں کی سسکیوں کا خیال نہیں کیا اور میں خود اپنے طور پر بڑا embarrass ہوتا ہوں، جب ہمارے بھائی اٹھ اٹھ کر اس کی تعریف میں باتیں کرتے ہیں لیکن یہاں پر اپوزیشن والی میری مائیں اور بہنیں بیٹھی ہیں ان پاکستانیوں کا بھی کچھ خیال کیجئے جنہیں

ڈالروں کے عوض بیچ دیا گیا اور ان کا آج تک جرم کوئی نہیں ہے تو ہماری بہن ڈاکٹر عافیہ کے ساتھ ساتھ باقی بیچے گئے لوگوں کے بارے میں بھی ان صاحبان کو کچھ سوچنا چاہیے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

ایک منٹ صرف:

جس نے لوٹے ڈوبتے ہوئے پانیوں میں لوگوں کے گھر
اب کے اس سیلاب میں اس کا بھی گھر بہہ جائے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے جو شعر پڑھا ہے میں اس کی داد دیتا ہوں، بڑا برمحل اور آج کے حالات کے مطابق بڑا focus تھا۔ اپوزیشن سے بھی اور treasury benches سے بھی میرے جن معزز ممبران نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے حکومت ان دوستوں کے جذبات سے نہ صرف متفق ہے بلکہ اس بارے میں فکر مند بھی ہے اور اس بارے میں وفاقی حکومت نے امریکہ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور ان کے تینوں بچوں کو پاکستان کے حوالے کرے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کس طرح سے لوگوں کو لاپتا کیا گیا اور یہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی 5 سال سے لاپتا تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اور اس کے گھر والوں کی خوش قسمتی ہے کہ اس کا اب پتا چل گیا اور وہ منظر عام پر آ گئی ورنہ سینکڑوں لوگ لاپتا ہوئے اور اس کے بعد آج تک ان کا کوئی نام و نشان نہیں ملا۔ لعنت ہو ایسی حکومتوں کے اوپر اور ایسے حکمران کے اوپر جو صرف اور صرف اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر اپنے ہم وطنوں کو غیر ملکیوں سے گرفتار کروا کر ان کی جیلوں میں بھیجے اور اگر اس ملک کی عدالتیں ان لاپتا افراد کے حوالے سے writ petition پر notice لیں اور ان لاپتا افراد کے گھر کے افراد، ان کی مائیں، ان کی بہنیں، ان کی بیٹیاں اور ان کی بیویاں جب سڑکوں پر دھکے کھائیں اور کوئی کورٹ اس کا notice لے اور اس حکومت سے پوچھے کہ یہ لوگ کہاں ہیں تو لعنت ہو اس حکومت کے اوپر کہ وہ نہ صرف ان کے بارے میں بتانے سے گریز کرے بلکہ وہ اعلیٰ عدالت کے اوپر بھی چڑھ دوڑے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو پارٹیاں حکومت میں ہیں انہوں نے نہ صرف پچھلے 5 سال اس معاملے کے اوپر جدوجہد کی ہے، لاپتا افراد کے لئے struggle کی ہے، لاپتا افراد کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہے اور جب کورٹ نے ان

کی بازیابی کے لئے notice لیا تو اس کی بھی حمایت کی اور جب court کے اوپر وہ حکمران چڑھ دوڑے اور لعنت ہو اس حکمران کے اوپر جو اپنی آپ بیتی لکھے اور اس میں admit کرے کہ میں نے ڈالروں کے عوض اپنے ہم وطنوں کو گوانتاناموبے جیل میں بھیجا ہے۔ گوانتاناموبے جیل میں لوگوں کے ساتھ جس قسم کے ظلم اور زیادتیاں ہوئیں اس کے اوپر پورے یورپ کا پریس اور پورا امریکہ تڑپ اٹھا کہ وہ اس طرح کا عقوبت خانہ تھا۔ آپ اس شخص کا حال دیکھیں کہ وہ خود اپنی آپ بیتی میں یہ admit کرتا ہے کہ میں نے ڈالروں کے عوض لوگوں کو وہاں پر بھیجا۔ اب اگر میں ان لوگوں کے لئے لعنت کا لفظ استعمال کروں گا تو شاید یہاں پر بیٹھے کچھ لوگوں کو یہ بات ناگوار گزرے گی کہ جو ایسے لوگوں کی حمایت کرتے رہے۔

جناب سپیکر: آپ ماشاء اللہ بڑے civilized ہیں، ذرا اچھے طریقے سے بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس معزز ایوان اور ان معزز اراکین کے اس جذبے کی قدر بھی کرتا ہوں جنہوں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے اظہار یکجہتی کیا ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے میں حکومت غافل نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بازیابی کے لئے ہم سے جو کچھ بن پڑا اور دوسرے جو لوگ لاپتا ہیں ان کی بازیابی کے لئے حکومت کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ہم نے یہ ایجنڈا بھی پورا کرنا ہے۔ سوالات آرہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) ڈاکٹر سامیہ صاحبہ! Sorry، میں سن نہیں سکا، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بھی ٹائم ضرور دے دوں گا، مجھے کیا اعتراض ہے۔ جی، محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت ممنون ہوں کہ آپ نے اس طرف بھی تھوڑی توجہ فرمائی، اپوزیشن کی طرف آپ کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں ہاؤس میں جو معاملہ discuss ہو رہا ہے میرا point اسی سے متعلقہ ہے۔ جامعہ حفصہ اور لال مسجد کی معصوم بچیاں اور بچے قرآن سینے سے لگائے شہید کئے گئے ان کا قتل بھی ڈالروں کے زمرے میں آتا ہے۔ وہاں تخریب کار نہیں رہتے تھے، وہاں طلبہ اور طالبات قرآن حفظ کرتے تھے۔ ان کا بھی حساب کتاب باقی رہتا ہے۔

ایوان میں اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کو بہت برا لگے گا لیکن وہ جرم بھی اُنہی کے زمرے میں آتا ہے۔(قطع کلامی)

جناب سپیکر: دیکھیں! کتنی اچھی بات انہوں نے کی تھی، وہ آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ اچھا ماحول ہے، اس کو خراب نہ کیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے غیر پارلیمانی زبان کا ریکارڈ پچھلے 5 سال میں بھی توڑا تھا، kindly لفظ "لعنت" کو کارروائی سے حذف فرما دیں، ورنہ کہنے کو ہم ان کے لفظ کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جنہوں نے اب re-assure کیا ہے، نیٹو فورسز اب جو بمباری کر رہی ہیں، جو کچھ اب وہاں پر ہو رہا ہے وہ کس کے کھاتے میں جا رہا ہے؟ میں اس کا جواب ان کی زبان میں قطعاً نہیں دوں گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اب relevant بات نہیں ہے، آپ چھوڑ دیں۔ آپ کی مہربانی۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور میں نے کہہ دیا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میری بہن نے یہ کہا ہے کہ یہ "لعنت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، یہ پاکستان پتا نہیں کتنی قربانیاں دے کر بنایا گیا اور صرف اس لئے نہیں بنایا گیا کہ کوئی اٹھے اور کبھی کہے کہ میں اپنی نانی کے برقعے میں لیٹر ڈالتا تھا اور وہ ساتھ والے ایک پڑوسی کو دے دیتی تھی۔ اس وقت بھی میرے پاس کتاب "In The Line of the Fire" ہے۔ اس پر یہ "لعنت" کا لفظ تو بہت چھوٹا ہے اور میں اپنی بہن سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس آ جائیں، انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں کہہ دیا ہے۔ آپ کا شکریہ، آپ کی مہربانی، آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنی وفاقی حکومت اور اپنے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس حکومت کے وجود میں آنے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہوا ہے اور اس پارٹی کی پالیسی اور جو موجودہ coalition Government ہے، پچھلے 8 سال میں کسی نے اتنا شدید notice نہیں لیا جتنا

اب لیا گیا ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ نے بڑا clear کہا ہے کہ ہم اسے واپس بھی لائیں گے اور اسے تمام قانونی سہولت بھی فراہم کریں گے، انشاء اللہ ہم یہ کریں گے لیکن جو کچھ پچھلے دور میں ہوا ہے وہ پوری قوم کے سامنے ہے کہ لوگوں کو ڈالروں کے عوض بیچا گیا ہے۔ میں ''لعنت'' تو نہیں ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ ان سے اس کا حساب ضرور لے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایسی بحث ہے کہ اس پر جتنی بھی بات کی جائے وہ کم ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ جو لوگ ابھی بھی یہ ساری صورتحال جاننے کے بعد ان کی حمایت کر رہے ہیں تو ان کو خود بھی اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کو support کر رہے ہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہ support نہیں کر رہے اگر یہ support کرتے ہوتے تو پرسوں بھی کر دیتے۔ یہ ابھی بھی اسی جگہ پر کھڑے ہیں لیکن ہماری پھر بھی یہ درخواست ہے کہ اگر یہ اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ یہ جائز اور صحیح ہے تو آئندہ آنے والے اجلاس میں یا اسی اجلاس میں قرارداد آئے گی تو یہ انشاء اللہ اس کی حمایت کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہاؤس میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر مسئلہ اٹھایا تھا جس پر سپیکر صاحب نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ اس کے بارے میں پتا کر کے ہاؤس کو بتائیں۔ یہ issue گلاب دیوی ہسپتال سے متعلقہ تھا۔ اس کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہاں جنریٹر خراب ہیں اور لفٹ کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے---

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو آپ اس کا جواب دیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! سیکرٹری (C&W) کے بارے میں بھی ہاؤس نے duty لگائی تھی۔ میں اس کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری (C&W) سے میری بات ہوئی ہے۔ انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ جب

بھی کوئی معزز ممبر تشریف لائیں تو کوشش کریں کہ مجھ سے پہلے فون پر رابطہ کر لیں کیونکہ ہمیں آج کل ہفتہ میں دو دن field میں رہنا پڑتا ہے۔اس کے علاوہ meetings ہوتی ہیں لیکن میں نے ان سے یہ بات کہی ہے کہ آئندہ کسی کا فون آئے یا کوئی معزز ممبر وہاں پر تشریف لائیں تو وہ اپنا کارڈ یا پیغام چھوڑ کر آئیں تو ان کو call back کریں تو انھوں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ ایسی شکایت نہیں ہو گی اور وہ ان سے رابطہ میں رہیں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ سب کے لئے ہے۔یہ صرف آپ کے محکمے کے لئے یا C&W کے لئے نہیں ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سمندری میں کل پولیو کے بارے میں تشخیص ہوئی ہے۔جس ڈاکٹر نے، child specialist نے پولیو کی تشخیص کی تو اس نے فوراً اس واقعہ کے متعلق E.D.O Health کو بتایا۔اس پر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس ڈاکٹر نے اطلاع دی کہ علاج کیا جائے لیکن وہاں پر E.D.O Health نے اس ڈاکٹر کو معطل کر دیا۔میری آپ سے گزارش ہے کہ اس واقعہ پر انکوائری کے لئے فوراً ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا طریق کار اختیار کریں اور اس کے مطابق چلیں۔آپ اس بارے میں تحریک دے دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے جو بات کی ہے۔وہ اس حوالے سے مجھے مل لیں اور تفصیل بتادیں انشاء اللہ کل تک جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! آپ وزیر صاحب سے مل لیں۔

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد: On his behalf سوال نمبر2(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر2دریافت کیا)

لاہور: پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کی الاٹمنٹ، آمدنی و دیگر تفصیلات

*2: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کا لیگل سٹیٹس کیا ہے؟

(ب) پی۔ایچ۔اے کے منظور شدہ کتنے تشہیری بورڈز لاہور میں کس کس جگہ پر آویزاں ہیں؟

(ج) پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کن کن افراد یا کمپنیوں کو الاٹ کئے گئے ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

(د) پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کس قانون اور قاعدے کے تحت الاٹ یا فروخت کئے جاتے ہیں؟

(ہ) پی۔ایچ۔اے کے قیام کے بعد تشہیری بورڈز سے اب تک کتنی آمدنی ہوئی ہے، ہر سال کے حساب سے تفصیل بتائی جائے؟

(و) کیا پی۔ایچ۔اے نے تشہیری بورڈز تاحیات الاٹ / فروخت کئے ہیں یا مقررہ مدت تک کے لئے کئے ہیں؟

(ز) پی۔ایچ۔اے کے کون سے افسران تشہیری بورڈز کی نیلامی کرتے ہیں اور کیا نیلامی سے قبل اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے جاتے ہیں نیز اب تک کی نیلامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) گورنمنٹ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SO(D-1)3-4/98 بتاریخ 26-دسمبر 1998 اور SO-1(I&C) 1-102/99-CS بتاریخ 8-دسمبر 1999 کے تحت پی ایچ اے کو تشہیری بورڈز کی الاٹمنٹ کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی حدود میں لگے تمام تشہیری بورڈز پی ایچ اے کے مجوزہ قانون اور مجاز افسران کی اجازت کے بعد لگائے گئے ہیں تاہم شہر کے اندر موجود پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں، چھاؤنی اور ڈیفنس وغیرہ کا علاقہ پی ایچ اے کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

(ب) بورڈز کی تعداد اور آویزاں جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دی گئی تفصیلی فہرست میں ان افراد اور کمپنیوں کی بھی تفصیل موجود ہے جن کو یہ بورڈز الاٹ کئے گئے۔

(د) پنجاب گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر SO(D-I)3-4/98 بتاریخ مورخہ 26-دسمبر 1998 اور SO-1(I&C)1-102/99-CS بتاریخ 8-دسمبر 1999 کے تحت پی ایچ اے کو تشہیری بورڈز کی الاٹمنٹ کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ سٹی ایکٹ 1976 میں بھی مروجہ قانون موجود ہے۔ محکمہ صرف بورڈ لگانے کی اجازت دیتا ہے جبکہ بورڈز کی تنصیب و فروخت کا کام اجازت لینے والی کمپنیاں کرتی ہیں۔

(ہ) تشہیری بورڈز سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ایک بار بورڈز لگانے کی اجازت دینے کے بعد ہر چھ ماہ بعد جنوری اور جولائی میں اس کی توسیع کی جاتی ہے۔

(ز) تشہیری بورڈ زبذریعہ نیلامی نہیں بلکہ محکمانہ اجازت کے بعد لگائے جاتے ہیں تاہم 30- جون 2008 کے بعد تشہیری بورڈز کی بذریعہ نیلامی اجازت دی جائے گی جس کا طریق کار ابھی وضع کیا جا رہا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس میں جو جوابات دیئے گئے ہیں اس سے بڑا واضح ہے کہ منظور نظر لوگوں کو نوازا گیا ہے اور بہت سے بورڈ سرکاری افسران کی مدد سے ایسے لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو ان بورڈز کو بار بار انہی کمپنیوں کو بیچتے رہے ہیں۔ اس کے بارے میں مکمل تحقیق کی ضرورت

ہے۔ ہر بورڈ کی آمدن یا قیمت فروخت بھی مہیا نہیں کی۔ انھوں نے ایک list فراہم کی ہے جس میں کوئی بھی قیمت یا اس بورڈ سے حاصل ہونے والی آمدن کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک کمیٹی بنائیں جو اس معاملے کی پوری طرح سے چھان بین کرے کیونکہ یہ بہت بڑا معاملہ ہے اور جگہ جگہ یہ بورڈ لگائے جا رہے ہیں۔ یہ بورڈ بڑے مہنگے داموں بیچے جا رہے ہیں اور اپنے ہی لوگوں کو نوازا جاتا ہے ان کے جو منظور نظر ہوتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں یہ چیز بہت بڑھ گئی ہے۔ اس پر کمیٹی بننی چاہیے اور ملک و قوم کو نقصان پہنچانے والوں کا محاسبہ ہونا چاہیے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا بھی ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ تشہیری بورڈوں سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تو سالانہ کل کتنی آمدن ہے؟ اس کے متعلق ایوان کو بتایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

جناب سپیکر! میری دونوں بہنوں نے جو ضمنی سوالات کئے ہیں اس میں ان کا concern بجا ہے کہ اس سے پہلے واقعی ان بورڈوں کو ایسے لوگوں کو دیا جاتا رہا ہے جو بعد میں اس سے زیادہ پیسے کماتے رہے ہیں لیکن اب ان کی نیلامی ہو گئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب اس طرح کا احتمال نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں تھوڑی سی تفصیل پڑھ دیتا ہوں کہ اس مرتبہ جو پہلی نیلامی ہوئی ہے تو passes under کے faces پر جو بورڈ لگتے ہیں ان کی آمدن 08-2007 میں 28 لاکھ 94 ہزار 872 روپے تھی اور اس مرتبہ 30۔ جون 2008 کے بعد ان کی نیلامی کی گئی ہے اور نیلامی 3 کروڑ 34 لاکھ روپے کی ہوئی ہے تو یہ 3 کروڑ 5 لاکھ روپے کا فرق ہے۔ اس طرح سے اب اس بارے میں کوئی احتمال نہیں رہا کہ وہاں پر کسی کو نوازنے یا favour کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔ اسی طرح سے جو Pole sign کی 08-2007 میں ایک کروڑ 64 لاکھ 83 ہزار 250 روپے کی آمدن ہوئی ہے اس کو بھی ہم نے اس مرتبہ نیلام کیا ہے اور یہ 11 کروڑ 75 لاکھ 85 ہزار 520 روپے میں نیلامی ہوئی ہے۔ اس میں 10 کروڑ روپے کا فرق ہے۔ اسی طرح سے جو bill boards ہیں جن کا سائز 90X30 ہے تو اس کی آمدن 08-2007 میں 43 لاکھ روپے کی تھی اور اس مرتبہ اس کی نیلامی 4 کروڑ 51 لاکھ روپے میں ہوئی ہے تو اس میں بھی تقریباً 4 کروڑ 8 لاکھ روپے کا اضافہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ تقریباً 20/18 کروڑ کا فرق بنتا ہے اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ پچھلے سالوں میں یہ 20/18 کروڑ روپیہ اپنے چاہنے والوں یا اب ان کے بارے میں کیا لفظ استعمال کیا جائے، محترمہ نے میرے ایک لفظ پر اعتراض کر دیا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی اس ملک وقوم کی بہن، بیٹی اور ماں ہے۔ اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ کوئی غیرت مند مسلمان اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اسے اٹھا کر دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ تقریباً 20/18 کروڑ روپے کا فرق اس دفعہ حکومت کے اس فیصلے کی وجہ سے کہ یہ نیلامی ہو گی، پیدا ہو گیا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ دونوں معزز ممبران جنھوں نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں اس کا احتمال نہیں رہا۔

محترمہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جیسے الفلاح بلڈنگ اور پلازوں پر بڑے hoarding board لگا دیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد پتا نہیں چلتا کہ اس کی سکیورٹی کا کیا بندوبست ہے؟ اس کے لئے کیا قانون سازی ہے؟ جس طرح کراچی میں کچھ ایسے مصائب اور واقعات ہوئے تھے کہ وہاں بورڈ گر گئے تھے اور اس سے بہت سارا جانی نقصان ہمیں اٹھانا پڑا تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے لئے کیا قانون سازی ہے اور اس کی روک تھام کے لئے گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بورڈوں کے جو سائز ہیں اس کے متعلق گورنمنٹ نے rules میں location wise amendment کی ہے، اگر location کسی بلڈنگ کے اوپر ہے تو وہ وہاں پر لاگو نہیں ہو گا لیکن اگر location کسی چوک یا روڈ کے اوپر ہے تو پھر specific ایک سائز ہے اور اس سائز سے بڑا بورڈ نہیں لگایا جا سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے سال کی آمدنی کا اور اس نئے ٹھیکے کا حکومت کو جو نقصان پہنچتا رہا ہے، کیا یہ اس چیز کی تحقیقات کروا رہے ہیں اور جو ذمہ دار آدمی ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔order in the House منسٹر صاحبان! توجہ دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: وزیر صاحب نے جو بتایا ہے کہ پچھلے سالوں کی آمدن اور اس سال ان بورڈوں کے جو ٹھیکہ جات ہوئے ہیں ان کی آمدن میں بہت زیادہ فرق ہے تو کیا یہ نقصان جو حکومت کو ہوتا رہا ہے، کیا وزیر اس کی انکوائری کروانے کا اور انکوائری کے بعد اس ہاؤس کو بتانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ کون لوگ اس کے ذمہ دار تھے اور ان کو کیا سزا ملی؟ شکریہ

جناب سپیکر: یقیناً وہ آپ کو بتائیں گے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس حوالے سے جو نقصان ہوا ہے اس کے لئے کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آپ کو بتا چکے ہیں اور وہ ان معاملات میں بڑے vigilant ہیں، آپ فکرمند نہ ہوں۔ میرے خیال میں وہ کمیٹی یا جو بھی طریقہ انہوں نے بنانا ہو گا یقیناً اچھا طریقہ ہی اختیار کریں گے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ حکومت میں شامل ہیں اور حکومت کے نمائندے آپ کو یقین دہانی بھی کروا رہے ہیں۔ جس طرح سے یہ کام چل رہا ہے مجھے نہیں امید کہ اس میں کوئی ہینکی پھینکی کر پائے گا۔ میں قوی امید رکھتا ہوں لاء منسٹر اور گورنمنٹ سے جس انداز سے انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): میں Chair کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے میری طرف سے معزز رکن کو اطمینان دلوایا اور میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں data collect کیا جا رہا ہے اور اس کی انکوائری ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس کے بعد جو لوگ ذمہ دار پائے جائیں گے ان کے خلاف باقاعدہ قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے پہلے محترمہ قمر عامر چودھری کھڑی ہیں۔ جی۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے اور اسی کے end پر انہوں نے لکھا ہے کہ تشہیری بورڈ کی بذریعہ نیلامی کا طریق کار وضع کرنا تھا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ تشہیری بورڈ کی بذریعہ نیلامی کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کا طریق کار بتائیں، اگر نہیں تو کیوں؟ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ 30۔ جون 2008 کے بعد اجازت دی جائے گی۔ اب تو مہینہ ڈیڑھ ہو گیا ہے تو میرے خیال میں کوئی نہ کوئی طریق کار وضع کر لیا گیا ہو گا ذرا ہمیں بھی بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز! ذرا غور سے سنیں۔ آرڈر پلیز آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں نہ صرف طریق کار وضع کر لیا گیا ہے بلکہ اس طریق کار کے مطابق auction بھی کر دی گئی ہے۔ یہ figures جو میں نے پڑھے ہیں یہ auction ہی کے figures تھے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دیر سے آئی ہیں۔ میرے خیال میں آپ کے سوال کا جواب آ رہا تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سڑک پر پانی بہت زیادہ تھا جس وجہ سے تھوڑی دیر ہو گئی۔

جناب سپیکر: اچھا ماشاء اللہ۔ چلو ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ماشاء اللہ تو نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس پر ہمیں افسوس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ اللہ کی رحمت ہے اور خدا کرے کہ رحمت کی بارش ہو۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر جو لسٹ ملی ہے اس کے مطابق 1109 کمپنیاں ہیں جن کو hoardings الاٹ کی گئی تھیں۔ ان کمپنیوں کا کیا PHA میں رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے؟ ایک تو ان کی رجسٹریشن ویسے ہی لازمی ہونی چاہیے، دوسرا یہ ہے کہ کیا یہ PHA میں بھی رجسٹرڈ ہیں اور کیا ایسا کوئی قانون ہے کہ جس کے تحت سب سے پہلے یہ PHA میں رجسٹرڈ ہوں۔ وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ PHA میں رجسٹرڈ کمپنیاں ہیں جنہیں یہ hoardings

الاٹ کی گئی ہیں اور کیاان میں سے کوئی کمپنی ایسی ہے کہ جو رجسٹرڈ نہیں ہے اور اس کو hoarding الاٹ کی گئی ہو؟

جناب سپیکر: آپ اس دور کی بات کر رہی ہیں یا پرانے دور کی کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: کوئی بھی ہورڈنگ چاہے وہ موجودہ دور میں ہو یا سابقہ دور میں کیا ایسا کوئی قانون ہے کہ PHA میں بھی کمپنیوں کا رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے، اگر ہے تو کیا اسی قانون کے تحت وہ اپنے نام الاٹ کروا رہی ہیں؟ موجودہ صورتحال میں ان کا جو auction کیا گیا ہے کیا اس میں رجسٹرڈ کمپنیوں کو ہی بلایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ کا سوال مکمل ہو گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی۔

جناب سپیکر: پھر جواب سنیں اور اپنا مائیک بند کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس جانب توجہ دلائی ہے یہ بات specifically سوال میں نہیں پوچھی گئی تھی اس لئے میں اس کے بارے confirm نہیں ہوں لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ جب auction کا فیصلہ ہو گیا تو auction کے rules علیحدہ ہوتے ہیں اور ان کے مطابق ایک specific bid money ہوتی ہے جو کمپنی یا فرد جمع کروائے تو اس کے بعد وہ bid میں حصہ لینے کا اہل ٹھہرتا ہے۔ اس سے پہلے جب کمپنیوں کو نیلامی میں حصہ دیا گیا تو اس حوالے سے میرا جو اپنا ذاتی خیال ہے کہ PHA سے لازمی طور پر ان کو regularize کیا جاتا ہوگا اور اس کے بعد ہی انہیں allow کیا جا رہا ہوگا۔ چونکہ یہ specifically نہیں پوچھا گیا اس لئے مجھے confirm نہیں ہے لیکن اب یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ اب نیلامی ہے اور نیلامی کی جو شرائط ہوتی ہیں اس کے مطابق جو بھی پورا اترے گا وہ اس میں حصہ لے سکتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ موجودہ حالات میں کیا قانون بنایا گیا ہے جس کے تحت نیلامی میں کمپنیاں شریک ہو سکتی ہیں؟ اس کے علاوہ وزیر قانون سے ایک سوال یہ ہے کہ سابقہ ادوار کے ادارے کے ملازمین جو ڈائریکٹرز تھے ان کو نیب میں بھی refer کیا گیا ہے اور ان کو معطل بھی کیا

گیا ہے، انہوں نے ایسا کیا کام کیا ہے کہ ان کو برطرف کیا گیا ہے اور ان کو نیب کے حوالے بھی کیا گیا ہے یا انہوں نے کیا لاقانونیت کی ہے ؟ اس حوالے سے بھی ہمیں تھوڑی سی تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو information پوچھی ہے اس کے لئے fresh question بنتا ہے لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ جہاں تک انہوں نے auction policy کی بات کی ہے تو وہ گورنمنٹ کی ایک ہی پالیسی ہے۔ محترمہ اگر چاہیں تو میں اس کی کاپی ان کو فراہم کر دوں گا۔ باقی واسا کے وہ لوگ جن کو arrest کیا گیا ہے جن کے خلاف انکوائری چل رہی ہے وہ ابھی تک ابتدائی مرحلے میں ہے، وہ جونہی مکمل ہو گی تو اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ ان کا چالان عام عدالت میں جائے گا یا نیب کورٹ میں جائے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں اور اب میں وہ سوال چھوڑ چکا ہوں۔ اگلے سوال پر دھیان کریں۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 519 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

موضع رتوچھ چوا سیدن شاہ میں واٹر سپلائی کا مسئلہ

*519: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع رتوچھ تحصیل چوا سیدن شاہ میں واٹر سپلائی سکیم تعمیر کی گئی تھی کس سال اور اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے واٹر سپلائی سکیم تو چالو کر دی ہے، مگر وہاں کے رہائشیوں کو خاطر خواہ کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا کیونکہ ایک ماہ میں صرف تین دن چند منٹوں کے لئے پانی سپلائی کیا جاتا ہے ؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ واٹر سپلائی کا شیڈول روزانہ پانی مہیا کرنے کی بنیاد پر ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی اور انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی پڑھ، رتوچھ نالی کے نام سے 89-1988 میں بنائی گئی اور اس پر تقریباً 37لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) موضع رتوچھ میں واٹر سپلائی 1989 میں چالو کر دی گئی اور پچھلے تقریباً 19 سال سے یہ سکیم چل رہی ہے۔ موضع رتوچھ میں اس وقت تقریباً 470 واٹر یوزر کنکشن موجود ہیں اور پچھلے 8 سال سے گاؤں کی یوزر کمیٹی اس سکیم کو چلا رہی ہے۔ منہالہ واٹر ورکس سے رتوچھ گاؤں کو آٹھ گھنٹے پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ سورس اور انٹر میڈیٹ سٹیشن پر مشینری کی خرابی اور یوزر کمیٹی کے غیر تکنیکی طریق کار کی وجہ سے گاؤں کے کچھ حصوں میں باقاعدگی سے پانی مہیا نہ ہو رہا ہے۔ پانی کے کمی کی ایک اور وجہ بجلی کی لوڈشیڈنگ بھی ہے۔

(ج) اس سکیم کے واٹر سورس میں اضافہ کے لئے محکمہ نے رتوچھ گاؤں کے عقبی طرف ایک ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ بنایا ہے جس کی انتظامی منظوری مورخہ 29-09-2007 کو 46.83لاکھ روپے ہو چکی ہے۔ مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے پر اس منصوبہ پر کام شروع کر دیا جائیگا جبکہ موجودہ واٹر سپلائی سسٹم کو جو کہ 20 سال پرانا ہے کو بھی Rehabilitate/Improve کرنے کے لئے جلد منصوبہ بنایا جائیگا۔ منصوبہ ہائے کی تکمیل کے بعد گاؤں رتوچھ میں پانی کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ پانی جو انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ یہاں پر رتوچھ گاؤں ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اس گاؤں کو آٹھ گھنٹے پانی فراہم کیا جاتا ہے جو سراسر جھوٹ کی بنیاد کے اوپر ہے۔ یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ ایک ٹیوب ویل جس کی منظوری بھی ہو گئی ہے اور اس کو فنڈ بھی مہیا کر دیا گیا ہے۔ اگر ایک سکیم کے لئے فنڈ بھی مہیا کر دیا جائے اور اس کی منظوری بھی دے دی جائے تو اس کے باوجود ایک سال تک اس فنڈ کو استعمال نہیں کیا گیا میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا وہاں پر لوگوں کو پانی کی ضرورت نہیں ہے یا ان کو پانی دیا نہیں جانا چاہئے؟ وہاں پر پانی کا ایک قطرہ تک نہیں آ رہا اور ٹیوب ویل جس کی منظوری بھی ہوئی ہے، فنڈ بھی مہیا کر دیا گیا ہے، سکیم بھی منظور ہو گئی ہے لیکن ایک سال تک کسی نے اس پر توجہ نہیں دی۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ جن لوگوں نے ابھی تک اس پر عمل نہیں کیا، کیا وہ ان کو سزا دیں گے یا ان سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ رتوچھ گاؤں کی بہت بڑی

آبادی ہے جس کو مکمل طور پر پانی سے محروم کیا گیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے اس کا جواب چاہوں گی۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو کہا ہے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ جس طرح آپ کو پتا ہے کہ پچھلے آٹھ سال میں تمام اداروں کا نظام تباہ کر دیا گیا تھا۔ ابھی محترمہ نے کہا ہے کہ احتساب ہونا چاہئے۔ بالکل ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ مشرف کا احتساب کر لیں اس کے بعد نیچے بھی انشاء اللہ یہ تلوار چلے گی اور جنہوں نے ملک کو لوٹا ہے وہ نہیں بچ سکیں گے۔ میں محترمہ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ 46 لاکھ کی یہ سکیم منظور ہوئی ہے لیکن ابھی تک اس کے لئے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔ اس سال ہم فنڈز مہیا کر رہے ہیں۔ آگے بھی آپ سوال دیکھیں گے اور یقین جانیئے کہ اس محکمے کا کوئی وارث ہی نہیں تھا۔ اس محکمے کو لوٹا گیا ہے جس طرح ابھی رانا صاحب نے بتایا کہ کروڑوں، اربوں روپے لاہور میں گجرات سے لوگوں کو لا کر بورڈ دیئے گئے اسی طرح اس محکمے کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آگے میرے سوال ہیں۔ میں نے جب پڑھے تو مجھے شرم آ رہی تھی لیکن اس وقت کے حکمرانوں کو شرم نہیں آئی۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سال انشاء اللہ فنڈز مہیا کر کے اس سکیم کو شروع کر دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہیں، ابھی ضمنی سوال چل رہے ہیں۔ آپ کی مہربانی وقت دیکھیں کتنا گزر چکا ہے۔ باقی سوالات ہیں۔ یہ درمیان میں رہ جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے اور میں یہ کہوں گی کہ پچھلے tenure میں پانچ سال جن ایم پی اے صاحبان نے اپنے فنڈز لگائے ہیں ان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بلا کر پوچھا جائے۔ اگر آپ سرکاری افسروں کو بلاتے ہیں تو ان سے بھی پوچھا جائے کہ آیا ان کے فنڈز کہاں خرچ ہوئے ہیں اور جو دختر چکوال کل تک کہلواتے تھے ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے پانچ سال تک اپنے فنڈز سے چکوال کے لوگوں کو پانی مہیا نہیں کیا تو کیا کیا ہے؟ میرا خیال ہے اگر وہ male ہے تو اس کو بھی بلایا جائے، اگر وہ female ہیں تو ان کو بھی بلایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! کافی جگہوں پر کھدائی ہو رہی ہے اور وہاں پر black colour کا پائپ لگایا جا رہا ہے۔ کیا یہ صحت کے لئے ٹھیک ہے اور کیا اس کی thickness ٹھیک ہے؟ اس بارے میں بھی وضاحت کریں اور جہاں جہاں واٹر سپلائی کے یہ پائپ ڈالے جا رہے ہیں وہاں پر نئی سڑکیں کھودی گئی ہیں اس طرح حکومت کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے کیا اسی گرانٹ میں سے سڑک کو اکھاڑنے کے بعد کوئی فنڈز مخصوص کئے گئے ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب بھی کوئی محکمہ کام کرتا ہے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پاکستان میں عرصہ دراز سے محکموں کی آپس کی understanding نہیں ہے۔ ایک سڑک بنتی ہے اگلے دن واٹر سپلائی والے آکر وہ سڑک توڑ دیتے ہیں، پھر بنتی ہے پھر سیوروالے آجاتے ہیں، اس نظام کو جس طرح میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اب ہم نے ایک تو یہ انتظام کیا ہے کہ کوئی بھی محکمہ کام کرنے سے پہلے سی اینڈ ڈبلیو سے این او سی ضرور لے گا دوسری بات یہ کہ جو محکمہ کسی جگہ کھدائی کرے گا اس کے لئے رقم وہ محکمہ پہلے ادا کرے گا اور اس کے بعد وہ وہاں پر کام کر سکے گا۔ جہاں تک انہوں نے پائپ کا کہا ہے کہ میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ اس پائپ میں صحت کے لئے کسی قسم کا کوئی problem نہیں ہے۔ وہ ٹھیک پائپ ہے اس کی منظوری لی گئی ہے۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! It's a related question

جناب سپیکر: اگر آپ کو اس بات پر تسلی نہیں ہوئی تو آپ ان کو علیحدہ مل لیں۔ میرے خیال میں ان کا جواب کافی ہے۔

راناتنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کا پراجیکٹ محکمہ خود launch کرتا ہے یا اس کو CCPs کے ذریعے launch کیا جاتا ہے۔ اس میں دو فیصد CCPs جمع کرواتی ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بعض سکیمیں لوکل CCPs کے ذریعے ہوتی ہیں اور بعض سکیموں کے لئے حکومت پنجاب رقم دیتی ہے اور اس کے ذریعے کروائی جاتی ہیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس پندرہ بیس منٹ ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ سارا ایجنڈا مکمل ہو اور سب کی بات سنی جائے۔ مہربانی کریں کہ دو تین سے زیادہ ضمنی سوال نہ کریں۔ میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس طرح کی ناقص سکیمیں ننکانہ صاحب میں بھی ہیں۔ کیا حکومت پنجاب بھر کی تمام سکیموں کی details اکٹھا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس طرح کی سکیموں کے مسائل کو حل کیا جاسکے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! صاف پانی مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے بہت زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے لیکن اس دفعہ ہم نے اس کے لئے کثیر رقم رکھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم مرحلہ وار پورے صوبے میں لوگوں کو صاف پانی مہیا کریں۔ شکریہ

محترمہ قمر عامر چودھری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اب ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ آپ خیال کریں۔ اس کے لئے وقت ایک گھنٹہ ہے اور ابھی دیکھیں کہ کتنے سوال رہتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ضد سے باز نہیں آئیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ قمر عامر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ جز (ب) میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اوپر سے پڑھ کر بات نہ کریں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب والا! میں سوال پڑھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! اس میں user committee کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ user committee کن ممبران پر مشتمل ہے۔ کیا آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ پڑھے لکھے ہیں۔ آپ کو ماشاء اللہ خود پڑھ لینا چاہئے کہ ہر گاؤں کی علیحدہ علیحدہ user committee بنائی ہوئی ہے۔ یہ تو کوئی سوال نہیں ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں particular سکیم کا ذکر کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب! بتائیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو انہوں نے وہاں کے لوگوں کے نام پوچھے ہیں، محترمہ کو میں وہاں کا ایڈریس دے دیتا ہوں۔ وہاں سے جا کر یہ ان کے نام پتا کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

MEHR ISHTIAQ AHMAD: On his behalf Q. No.9

MS ARIFA KHALID PERVEZ: On his behalf Q. No.9

جناب سپیکر: چلیں! آپ دونوں ہی کر لیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: یہ سوال نمبر 9 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (میاں نصیر احمد کے ایماء پر معزز ممبر نے طبع شدہ سوال نمبر 9 دریافت کیا)

سوڈیوال کوارٹرز اور طیب کالونی ملتان روڈ لاہور پانی کی فراہمی اور واسا کی جگہ پر قبضہ و دیگر تفصیلات

*9: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوڈیوال کوارٹرز اور طیب کالونی (مہاجر آباد) ملتان روڈ لاہور میں عوام کو پانی سپلائی کرنے کے لئے عرصہ دراز سے واسا کا ایک ٹیوب ویل (ٹینکی) موجود ہے؟

(ب) ایل ڈی اے واسا کی یہ جگہ کتنے رقبے پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل ایل ڈی اے واسا کی جگہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر لیا تھا؟

(د) کیا اب یہ جگہ قابضین سے واگزار کروا لی گئی ہے؟

(ہ) اگر یہ جگہ واگزار کروا لی گئی ہے تو کیا اس جگہ پر حکومت بچوں اور خواتین کے لئے خوبصورت پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سوڈیوال کوارٹرز میں واسا کا ایک ٹیوب ویل موجود ہے جو کہ پچھلے 14 سالوں سے سوڈیوال کوارٹرز اور طیب کالونی کو صاف پانی پینے کے لئے مہیا کر رہا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے واسا کی جگہ کا رقبہ 22050.00 مربع فٹ (یعنی 5 کنال) ہے۔

(ج) ایل ڈی اے واسا کی جگہ پر فی الحال کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

(د) کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

(ہ) یہ جگہ متبادل ٹیوب ویل کے لئے مختص کی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس میں جز (ہ) کا جو جواب آیا ہے کہ یہ جگہ متبادل ٹیوب ویل کے لئے مختص کی گئی ہے اس کے لئے میرا سوال ہے کہ پانچ کنال جگہ ہے تو کیا اس جگہ بچوں اور خواتین کے لئے خوبصورت پارک بنانے کا کوئی ارادہ ہے؟ کیا ٹیوب ویل بنانے کے بعد اتنی جگہ بچے گی اور حکومت کا ارادہ ہے کہ وہاں پر بچوں اور خواتین کے لئے ایک پارک بنا دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

جناب سپیکر! محکمہ کا مؤقف یہ ہے کہ یہ جگہ واسا کی مستقبل کی ضروریات کے لئے مختص کی گئی ہے اس لئے یہاں پر پارک بنانا ممکن نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جگہ جو مختص کی گئی ہے اس کا رقبہ پانچ کنال ہے۔ اگر اس میں ٹیوب ویل لگا بھی دیا جائے تب بھی اس میں اتنی جگہ بچ جاتی ہے کہ بچوں کے لئے پارک بآسانی بنایا جا سکتا ہے اور پارک کی ایسی صورت ہوتی ہے کہ اگر کل کو مزید ٹیوب ویل لگانے کے لئے جگہ چاہئے بھی ہو تو اسی پارک کو مزید استعمال کیا جا سکتا ہے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ وہ ٹیوب ویل بھی وہاں پر لگائیں اور وہاں پر پارک بھی بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ سوال تو نہیں ہے بلکہ یہ تو تجویز ہے۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا اور ارادہ انہوں نے بتا دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اسے تجویز ہی سمجھ لیں۔

مہر اشتیاق احمد: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب!

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ آبادی بہت گنجان ہے اور وہاں پر لوگوں کے لئے کوئی ایسا پارک موجود نہیں ہے اور ٹیوب ویل تو دو مرلے کے اندر لگ سکتا ہے۔ وہاں پر پانچ کنال جگہ ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر پارک بنایا جانا چاہئے کیونکہ وہ مہاجر آباد بہت گنجان آباد علاقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):
جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو محکمہ کا مؤقف ہے وہ تو میں نے عرض کر دیا ہے لیکن اس سلسلے میں غالباً یہ حلقہ مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہو گا یا میاں نصیر احمد صاحب کا ہو گا جنہوں نے سوال raise کیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: یہ حلقہ رانا مشہود احمد خان صاحب کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):
جناب سپیکر! معزز ممبران نے جو تجویز دی ہے تو اس سلسلے میں میری ان سے گزارش ہے کہ یہ حکومت کو تجویز دیں اور اگر یہ ممکن ہوا تو حکومت اس سلسلے میں کارروائی کرے گی۔

جناب سپیکر: مہر صاحب اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ آپ ان کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ صفحہ 17 پر میرا بڑا اہم سوال نمبر 421 ہے تو اسے out of turn لینے کی اجازت چاہوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ out of turn کیسے آئے گا؟ ابھی ہم اس سے بہت پیچھے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ آپ کی discretion ہے اور آپ اس کو out of turn لے سکتے ہیں۔ اہم عوامی نوعیت کا مسئلہ ہے اور لاہور کے اندر پانی پینے کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ ساری بات پینے کے پانی کی ہو رہی ہے۔ محترمہ! جب آپ کا نمبر آئے گا تو دیکھیں گے۔ اگلا سوال پیر ولائت شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا محمد اقبال خان صاحب کا ہے۔ جی، رانا صاحب!

لاہور میں گزشتہ آٹھ سالوں میں ہولز کے ڈھکن نہ ہونے کی وجہ سے ہلاکتیں و دیگر تفصیلات

*50: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی حدود میں گزشتہ آٹھ سالوں میں مین ہولز کے ڈھکنوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کتنے افراد ہلاک و مضروب ہوئے، ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں- اس ضمن میں مذکورہ بالا عرصہ میں کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان کا فیصلہ کیا ہوا، کیا محکمہ ہذا یا کسی اور محکمہ کی

جانب سے مرحومین و مضروبین کے لواحقین کو کوئی معاوضہ دیا گیا، ان کے نام، پتا جات اور معاوضہ کی رقم کیا تھی؟

(ب) لاہور کی حدود میں اس وقت کتنے مین ہول (گٹر) ڈھکنوں کے بغیر ہیں اور کیا حکومت اس ضمن میں کوئی انقلابی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پچھلے آٹھ سالوں میں واسا لاہور میں صرف دو ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کی تفصیل درج ہے:-

1- پہلا واقعہ نشتر ٹاؤن ڈویژن میں پیش آیا جس میں ایک اڑھائی سالہ بچے کی لاش مین ہول سے ملی تھی جو کہ گمشدگی کے چار دن بعد ورثان نے مین ہول سے نکالی تھی جو کہ پبلک ہیلتھ سٹور میں رہائش پذیر تھا، سٹور پبلک ہیلتھ کمپلیکس بلاک نمبر 2 سیکٹر سی-1 ٹاؤن شپ میں واقع ہے۔اس بچے کی فوتیدگی کی ایف آئی آر تھانہ گرین ٹاؤن میں وقوعہ ہونے کے تقریباً پانچ دن بعد والدین کی طرف سے درج کروائی گئی۔ والدین / ورثان کی طرف سے کیس کی پیروی نہیں کی گئی تھی کیونکہ بچے کی موت مشکوک تھی۔

2- دوسرا واقعہ مصری شاہ سب ڈویژن میں گوجر پورہ چائنہ سکیم میں مورخہ 4۔مارچ 2008 کو پیش آیا تھا۔ مکان نمبر 212 بلاک بی-1 گوجر پورہ کا رہائشی بچہ محمد احمد ولد طارق محمود گھر کے نزدیک مین ہول میں گر کر فوت ہو گیا۔بچے کے والد مسمی طارق محمود ولد محمد صدیق نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ مورخہ 03-03-08 کو وہاں ڈھکن موجود تھا جو چوری ہو گیا تھا محکمہ نے بچے کے لواحقین کو مبلغ ایک لاکھ روپے معاوضہ ادا کیا تھا اس واقعہ کی ایف آئی آر بچے کے والد نے درج نہیں کروائی تھی۔

(ب) فیلڈ سٹاف کی رپورٹ کے مطابق تمام مین ہولز پر ڈھکنے موجود ہیں۔چونکہ ڈھکنے چوری ہونے کی واردات بھی ہوتی ہیں اور ہیوی ٹریفک کی وجہ سے بعض اوقات ڈھکنے ٹوٹ جاتے ہیں۔اس صورت میں اطلاع ملنے پر فوری طور پر ڈھکنے رکھ دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ

لاہور میں دوسری ایجنسیوں کے مین ہول بھی موجود ہیں اور ہر مین ہول واسا کا مین ہول نہیں ہوتا۔

رانا محمد اقبال خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مین روڈ پر ڈھکنوں کا مسئلہ تھا اور میرا حلقہ شاہدرہ ہے جہاں کے مین ہولوں پر ڈھکن نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کا مؤقف موصوف نے پڑھ لیا ہے اور میں نے بھی اسے پڑھ لیا ہے اور اگر موصوف یہ سمجھتے ہیں کہ جواب درست نہیں ہے تو آپ اس کی نشان دہی کریں اور پھر اسے verify کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ نے ان کی بات سنی نہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ شاہدرہ میں کسی بھی مین ہول کا ڈھکن نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا سوال بھی یہی تھا۔ ان کا سوال یہی ہے اور اب محکمہ کا مؤقف یہ ہے کہ انہوں نے جو آخری سروے کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس فیلڈ رپورٹ کے مطابق تمام مین ہولز پر ڈھکن موجود ہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں رانا اقبال صاحب کے حلقہ میں ہی رہتا ہوں اور وہاں میری رہائش ہے اور میں خود اس بات کا شاہد ہوں کہ وہاں پر مین ہولوں کے اوپر ڈھکن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہاں پر ڈھکن نہیں ہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: جی، جناب! ڈھکن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا جواب غلط آیا ہے اور آپ اس کا نوٹس لیں کیونکہ دو معزز ممبران نے اس بات کی تائید کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران جو فرما رہے ہیں تو میں اس کی تردید نہیں کرتا اور نہ ہی میں کہتا ہوں کہ ان کا فرمانا درست نہیں ہے لیکن اب انہوں نے ایک سوال کیا تھا جس کا جواب محکمہ نے دے دیا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جواب درست نہیں ہے تو سیکرٹری ہاؤسنگ یہاں پر موجود ہیں۔ میں اس بات کو arrange کروا دیتا ہوں کہ دونوں معزز ممبران یا جن کا حلقہ ہے وہ ساتھ چلے جائیں اور آج ہی موقع پر جا کر اس بات کو confirm کر لیتے ہیں اور اگر اس میں واقعی یہ پایا گیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی ڈھکن بھی موجود نہیں ہے تو پھر جو متعلقہ ذمہ داران ہوں گے، ان کے خلاف action لیا جائے گا اور اس بارے میں بھی کارروائی کی جائے گی کہ ڈیپارٹمنٹ نے ہاؤس میں جو غلط جواب دیا ہے۔ اب یہ دونوں مؤقف آمنے سامنے ہیں اور اس کا without spot verification کے اور تو کوئی حل نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! رانا اقبال صاحب کے سوال سے ہی متعلقہ ضمنی سوال ہے کہ جو مین ہول واسا بناتا ہے اس کی گہرائی تقریباً 10 سے 15 فٹ ہوتی ہے اور جب واسا کا ملازم اس کی صفائی کے لئے نیچے اترتا ہے تو آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ وہاں پر کئی ملازم بھی مر گئے اور ایک بچے کی height دو یا تین فٹ ہو اور پانچ سال کی عمر ہو۔ اگر وہ اس میں گرتا ہے تو وہ بے چارہ expire ہی ہو جاتا ہے۔ نہ اس کے ماں باپ کو پتا چلتا ہے کہ بچہ گھر سے کھیلنے کے لئے گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑا اہم سوال ہے اور اس کو آپ اس طرح آسانی سے نہ لیں۔ آپ اس محکمے کو باقاعدہ طور پر بلا کر پوچھیں کہ اس کا طریق کار کیا ہے کہ جس کی 15/20 deep فٹ تک ہے اور ایک سینیٹری ورکر جب اس کے اندر جاتا ہے تو وہاں جا کر وہ اس کی گیس کی وجہ سے مر جاتا ہے اور اگر بچہ وہاں پر گر جاتا ہے تو وہ مر جاتا ہے تو اس کے لئے حکومت کو proper اقدامات کرنے چاہئیں۔ جب ہمیں آپ فنڈز دیتے ہیں، PCC بنواتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ tough tile لگوا دیں لیکن مین ہول جو گلیوں اور بازاروں میں نظر آتا ہے یہ لاہور کے شہریوں کے لئے ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو آگے لے کر چلنا ہے، یہاں تک کہ اس زد پر میری ایک آفس بیئرر بڑی سینئر رہنما لوکل باڈیز الیکشن کے دوران گٹر میں گر گئی تھی اور اخبارات میں آیا تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر آپ خصوصی توجہ دیں

اور لاہور کے ضلع ناظم کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بلایا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ آیا یہ کیا وجہ ہے کہ یہاں پر ایسے کام ہو رہے ہیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے اگر گورنمنٹ یا واسا گٹر کے ڈھکن پورے بھی کرتی ہے تو کچھ عرصہ بعد نشئی، چرسی اور چور اچکے گٹر کے ڈھکنے چوری کر کے انہیں سکریپ میں بیچ ڈالتے ہیں، یہ سلسلہ لگاتار چلتا جا رہا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ایک دفعہ ڈھکن لگا دیئے جائیں بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اس کو مستقل بنیادوں پر کیسے حل کیا جائے؟ جو گٹر کا ڈھکن آج لگ جائے گا پھر مہینہ ڈیڑھ مہینہ بعد کوئی چور، اچکا، نشئی یا چرسی بیچ کر کھا جائے گا۔ پھر یہی صورتحال ہو گی اور کوئی بچہ ڈوب کر مرے گا۔ جس طریقے سے Child Bureau Protection میں قانون بنایا گیا تھا کہ ایسے بچے جو بھیک مانگتے تھے ان کو پکڑ کر وہاں داخل کروایا جاتا تھا۔ اسی طرح علاقے میں نشئی، چرسی اور چور اچکے لوگوں کے لئے کوئی سخت قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ وہ اس سلسلے میں اس کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کے لئے کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے ضمنی سوال کے حوالے سے جو تقریر فرمائی ہے اس کے points میں نے نوٹ کر لئے ہیں اور متعلقہ محکمے کو کہا جائے گا کہ ان points کا پوری طرح خیال رکھا جائے اور اس سلسلے میں کارکردگی کو بہتر بنائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ایک بہت اہم سوال ہے اور میں واسا کا وائس چیئرمین بھی رہا ہوں۔ میں اس پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے گٹر اور مین ہولوں کے ڈھکن چوری ہوتے ہیں، یہ لگائے ضرور جاتے ہیں، ان کا لوہا بک جاتا ہے، نشئی وغیرہ چوری کر لیتے ہیں۔ یہاں مسئلے کا اصل حل یہ

ہے کہ اس کو proper design اور lockable design کیا جائے۔ وہ اس مضبوطی سے لگایا جائے کہ اس کو صرف واسا کا عملہ ہی کھول سکے، عام آدمی اس کو نہ کھول سکے۔ دوسرا حل اس کا یہ ہے کہ اس کو composite material سے بنایا جائے، اس کا لوہا بک نہ سکے، اس کے اوپر واسا کا نام لکھا ہو اور یہ بھی لکھا ہو کہ جو اس کو چوری کرے گا اس کو سزا ملے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس چیز کی گارنٹی دیں کہ وہ اس کو ڈیزائن کروا کر مستقل حل کریں گے کیونکہ یہ ہر شہر کا ہر روز کا مسئلہ ہے۔ اس کو آپ by proper design درست کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اصل میں وزیر موصوف کو قادری صاحب نے گھیرا ہوا تھا شاید انہوں نے بات سنی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ان کی پوری بات سن لی ہے، رانا افضل خان صاحب نے بڑی valuable تجویز دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تجویز پر واقعی عمل ہونا چاہیے۔ میں اس سلسلہ میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ محکمے کو کہا جائے گا کہ اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے اس انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں صوبے کے تمام چھوٹے بڑے شہر میں ان سب کو یہ ہدایت ہونی چاہیے جس طرح وہ کہہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب سوالات کا وقت تو ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 664 ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو ابھی بہت دور ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 605 کو بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آپ کی توسط سے ایک سوال پوچھنا تھا کہ کل یہ ہمارے علاقے میں گئے تھے جہاں flood آیا ہوا ہے، میں نے پوچھنا تھا کہ ہمارے علاقے کے لئے بھی کچھ کیا ہے یا نہیں کیا؟

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! وہ آپ سے متعلقہ کوئی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے راجہ ریاض صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کل آپ ہمارے flood affected areas میں گئے تھے، میں نے اس دن چیف منسٹر صاحب سے بھی request کی تھی کہ میرے حلقے کا جو علاقہ flood سے affected ہے وہاں پر relief operation نہیں ہو رہا ہے۔ میرا پورا حلقہ نہیں بلکہ اس کی ایک یونین کونسل جو "راجن پور" کے ساتھ لگتی ہے اور داجل شہر کے ساتھ لگتی ہے وہ علاقہ بھی flood سے ڈوبا ہوا ہے لیکن relief operation راجن پور اور تونسہ کے اندر تو بڑے اچھے طریقے سے ہو رہا ہے لیکن میری constituency میں flood relief operation کی کافی کمی دیکھنے میں آرہی ہے۔ میں نے اس دن چیف منسٹر صاحب سے بھی گزارش کی تھی اور آپ سے میں پھر پوچھنا چاہوں گا کہ کل آپ وہاں گئے تھے آپ نے اس سلسلہ میں کوئی حکم صادر فرمایا ہے جو علاقہ پی پی۔245 کے اندر flood affected ہے، اس کے لئے بھی کوئی کام کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محمد محسن خان لغاری نے جس بات کی نشاندہی کی ہے میں اور وزیر اعلیٰ صاحب کل راجن پور گئے تھے اور وہاں پر ہم نے دیہات کے اندر جا کر لوگوں سے پوچھا کہ کیا آپ کو مکمل ریلیف مل رہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہمیں مکمل طور پر آٹا، چینی، ڈاکٹر ہر چیز available ہے۔ جہاں تک ڈی جی خان کا تعلق ہے تو ان کا علاقہ ڈی جی خان میں آتا ہے وہاں پر D.C.O راجن پور اور D.P.O راجن پور اور ہمارے پنجاب کے ریلیف کے انچارج تھے ان کو چیف منسٹر صاحب نے کل خصوصی طور پر ہدایات دیں کہ آپ راجن پور کے ساتھ ڈی جی خان کو فوراً cover کریں کیونکہ جس طرح راجن پور میں تیزی سے کام ہو رہا ہے وہاں نہیں ہو رہا ہے۔ کل اس کی ہدایت دی گئی ہے اور انشاء اللہ لغاری صاحب کو ایک دو دن میں اس کا رزلٹ نظر آجائے گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی-220 کے دیہات میں میٹھا پانی مہیا کرنے و دیگر صورتحال کی تفصیل

667: پیر ولایت شاہ کھگہ: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-220 میں واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں ہیں اور ان میں سے کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی-220 میں واٹر سپلائی سکیمیں جو بند ہیں ان کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-220 میں زیادہ تر ایریا میں زیر زمین پانی کڑوا ہے، اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت کڑوے پانی والے دیہات میں میٹھا پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قصبہ نور شاہ میں منظور شدہ اکلوتی واٹر سپلائی سکیم اس وقت بند ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت اس سکیم کو کب تک چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و برقی قوت انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) حلقہ پی پی-220 میں محکمہ ہذا نے 9 عدد دیہی واٹر سپلائی سکیمیں مکمل کی ہیں ان میں سے 3 سکیمیں چل رہی ہیں اور 6 سکیمیں بند ہیں۔ (فہرست مع تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) جو سکیمیں بند ہیں ان کی بحالی کے لئے رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے لئے 165 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ پالیسی کے مطابق ہر وہ

کمیونٹی جو Operation & Maintenance کی مد میں 2 فیصد حصہ جمع کروائے وہ حکومت سے دیہی واٹر سپلائی سکیم بنوا سکتی ہے۔ لیکن حلقہ پی پی۔220 کی بند سکیموں کے لئے اہل دیہہ نے ابھی تک مطلوبہ 2 فیصد رقم جمع نہ کروائی ہے۔ حلقہ پی پی۔220 کی 6 عدد بند سکیموں کا تخمینہ بحالی لاگت 55.370 ملین روپے ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔220 میں زیادہ تر دیہات میں پانی کڑوا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ حکومت ان دیہات میں میٹھا پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے رواں مالی سال 2008 تا 2009 میں 2335 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس مختص رقم سے ہر وہ کمیونٹی جو Maintenance & Operation کے لئے 2 فیصد حصہ جمع کروائے حکومت سے دیہی واٹر سپلائی سکیمیں بنوا سکتی ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ قصبہ نور شاہ کی سکیم اس وقت بند ہے اور یہ سکیم 83-1982 میں مکمل ہوئی اور مقامی سی بی او چلا رہی تھی۔ ٹیوب ویل کا کام کرنا چھوڑ جانا اور پائپوں کے پھٹنے سے سکیم بند ہو گئی۔ علاوہ ازیں مشینری اور پمپ ہاؤس بھی موقع پر موجود نہ ہیں اور ٹینکی بھی بوسیدہ حالت میں ہے۔ ان وجوہات کی بناپر سکیم 1992 سے بند ہے۔ حکومت اس طرح کی سکیمیں چلانے کے لئے پالیسی وضع کر رہی ہے اور عنقریب عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

حلقہ پی پی۔225 میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

672: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔225 چیچہ وطنی میں واٹر سپلائی کی سکیمیں کتنی ہیں، ان میں کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں جو واٹر سپلائی سکیمیں بند ہیں، ان کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) کیا حلقہ پی پی۔225 کے لوگوں کے لئے کوئی نئی واٹر سکیم دینے کا ارادہ ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) حلقہ پی پی۔225 میں محکمہ ہذا نے 2 عدد دیہی واٹر سپلائی سکیمیں مکمل کی ہیں، یہ دونوں سکیمیں مالی سال 65-1964 میں مکمل ہوئی ہیں جن میں سے دیہی واٹر سپلائی سکیم 14/4 بجلی کے بلوں کی عدم ادائیگی اور ٹینکی کی مرمت کی وجہ سے مالی سال 2006 سے

بند حالت میں ہے-جب کہ واٹر سپلائی سکیم 12 / 45 ٹیوب ویل کا کام کرنا چھوڑ جانا، بجلی کا کنکشن کٹ جانا وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے مالی سال 1990 سے بند حالت میں ہے-فہرست مع تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) جو سکیمیں بند ہیں ان کی بحالی کے لئے ترقیاتی پروگرام میں حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے لئے رواں مالی سال 09-2008 میں 165.00 ملین روپے کی رقم مختص ہے-اس مختص رقم سے حلقہ پی پی-225 کی دو عدد بند سکیموں کا تخمینہ بحالی لاگت 8.370 ملین روپے ہے-

(ج) حکومت تمام دیہات میں میٹھا پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس مقصد کے لئے حکومت موجودہ مالی سال 09-2008 میں صوبہ بھر کے لئے 2335.00 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے-حکومت اس طرح کی سکیمیں چلانے کے لئے پالیسی وضع کر رہی ہے اور عنقریب عملدرآمد شروع ہو جائے گا-

لاہور سبزہ زار بلاک ایچ ون میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*57: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور میں محکمہ ایل ڈی اے نے پلاٹ مالکان سے ترقیاتی اخراجات بشمول سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی وصول کر لئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم میں جزوی طور پر سوئی گیس کی سپلائی کی گئی مگر ایچ ون میں تاحال بشمول سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی فراہم نہ کی گئی جس کے باعث وہاں کے رہائشیوں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک ایچ ون سے صرف 150 فٹ کے فاصلے سے مین سوئی گیس پائپ لائن گزر رہی ہے اور متذکرہ بلاک کو سوئی گیس سے محروم رکھا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک ایچ ون کے مکینوں نے سال 1998 سے سوئی گیس کنکشن کے حصول کے لئے اپلائی کیا ہوا ہے، مگر تاحال سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی مہیا نہیں کی گئیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سبزہ زار کے رہائشیوں کو سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب، اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور کی نظامت لینڈ ڈویلپمنٹ سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں واقع بلاک ایچ ون کے رہائشی پلاٹوں کے مالکان سے مروجہ پالیسی نمبر DF/LDA/527 بتاریخ 7-دسمبر 2004 کے تحت ترقیاتی اخراجات بحساب ایک لاکھ روپے فی کنال وصول کر رہی ہے جبکہ سوئی گیس کے اخراجات مبلغ 35 روپے فی مربع میٹر کے حساب سے وصول کر رہی ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے لیکن اس کی وجہ فی الحال ترقیاتی کاموں کا نہ ہونا ہے۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے نے سبزہ زار بلاک ایچ ون میں ترقیاتی کام 08-05-03 سے شروع کروا دیئے ہیں جس میں سڑکوں کی تعمیر، واٹر سپلائی و سوئی گیس، سیوریج شامل ہیں اور انہیں تقریباً 6 ماہ میں مکمل کرنے کا تہیہ رکھتا ہے۔

حلقہ پی پی-4 میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*674: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-4 راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیمیں کتنی ہیں، ان میں سے کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں جو واٹر سپلائی سکیمیں بند ہیں ان کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) کیا حلقہ پی پی-4 کے لوگوں کے لئے کوئی نئی واٹر سکیم دینے کا ارادہ ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی، انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) حلقہ پی پی-4 راولپنڈی میں کل واٹر سپلائی 38 سکیمیں ہیں ان میں سے 17 سکیمیں چالو حالت میں اور 21 سکیمیں بند پڑی ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) تحصیل گجر خان میں واٹر سپلائی سکیموں کی دیکھ بھال ٹی ایم اے گجر خان ویوزر کیٹیاں کر رہی ہیں۔تاہم حکومت کی پالیسی کے مطابق جوCBOs بحالی کے لئے تخمینہ لاگت کا 2فیصد پہلے جمع کروائیں اور آئندہ کے لئے سکیم چلانے کی ذمہ داری لیں اوراس کے علاوہ بجلی کے بقایاواجبات (بل وغیرہ) بھی اداکریں توان سکیموں کی بحالی ہوسکتی ہے۔

(ج) گورنمنٹ نے سالانہ بجٹ 09-2008 میں بلاک ایلوکیشن کے تحت نئی واٹر سکیموں کے لئے 2335 ملین روپے مختص کئے ہیں۔گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق سکیمیں بنائی جائیں گی۔

لاہور جلو پارک، ماڈل ٹاؤن پارک، ریس کورس پارک میں صفائی کا معاملہ و دیگر تفصیل

*79: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ جلو پارک، ماڈل ٹاؤن پارک اور ریس کورس پارک میں صفائی کا انتظام نہیں ہے، جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اگر یہ درست ہے تو کوڑاکرکٹ کی صفائی کے لئے کیاانتظامات کئے جارہے ہیں،ان پارکوں کے لئے کتنے ملازم رکھے ہوئے ہیں تفصیل بیان کریں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

ماڈل ٹاؤن پارک پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کے زیرانتظام وانصرام نہ ہے بلکہ اس کی نگرانی ماڈل ٹاؤن سوسائٹی لاہور کے ذمے ہے یہ کہنا کہ ریس کورس پارک میں صفائی کاانتظام نہ ہے درست نہ ہے یہ لاہور کا بہترین پارک ہے کسی جگہ بھی گندگی کا ڈھیر نہ ہے بلکہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ڈسٹ بن نصب ہیں اور متواتر صاف کئے جاتے ہیں۔صفائی کے کام پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے جس پر تین شفٹوں میں کام ہوتا ہے اور 36 خاکروب مامور ہیں۔

لاہور۔2007 میں یو سی۔43 فتح گڑھ میں ناقص واٹر سپلائی پائپ ڈالنے کا مسئلہ و دیگر تفصیل

*109: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2007 میں محکمہ نے یو سی۔43 فتح گڑھ لاہور میں واٹر سپلائی فراہم کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واٹر سپلائی کے لئے ڈالے گئے پائپ ناقص اور گھٹیا مٹیریل سے تیار کئے گئے ہیں جو سکیم کی تکمیل سے قبل ہی خراب ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناقص واٹر سپلائی پر اہل علاقہ نے احتجاج کیا مگر کسی ذمہ دار نے توجہ نہ دی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ناقص واٹر سپلائی فراہم کرنے والے ٹھیکیدار اور ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟ نیز محکمہ اس واقعہ کی کسی دوسرے محکمہ کے غیر جانبدار افسران سے انکوائری کروائے اور انکوائری رپورٹ مکمل ہونے تک ٹھیکیدار کو ادائیگی نہ کرے، ورنہ اس قومی نقصان کے ذمہ دار محکمہ کے متعلقہ افسران ہونگے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ 2007 میں محکمہ واسا نے یو سی۔43 فتح گڑھ لاہور میں واٹر سپلائی کی لائنیں فراہم کی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ واٹر سپلائی کے لئے ڈالے گئے پانی کے پائپ ناقص اور گھٹیا میٹریل سے تیار کردہ ہیں استعمال شدہ پانی کے پائپ ASBESTOS اور سیمنٹ سے تیار کردہ ہیں اور پاکستان میں واحد کمپنی DADEX یہ پائپ تیار اور فراہم کرتی ہے اور یہ پائپ پورے پاکستان میں استعمال ہو رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ اہل علاقہ نے اس معاملہ میں کبھی احتجاج نہیں کیا اور نہ کبھی واسا ذمہ داران کو اس بارے میں مطلع کیا گیا ہے۔

(د) محکمہ واسا لاہور نے نہ تو کوئی ناقص واٹر سپلائی فراہم کیا ہے اور نہ ہی متعلقہ ٹھیکیدار یا افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے مزید برآں اطلاع ہے کہ مہیا کردہ واٹر سپلائی کامیابی کے ساتھ زیر استعمال ہے اور اس سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہے۔

لاہور-سب ڈویژن مغل پورہ واسا میں عرصہ دراز سے تعینات افسران اور اہلکاران کا مسئلہ

*110: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سب ڈویژن مغل پورہ لاہور واسا میں افسران اور اہلکاران کی تعداد، نام، عہدہ اور سکیل بتایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سب ڈویژن میں تعینات افسران عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں جس کی وجہ سے متعلقہ ڈویژن میں رشوت کا بول بالا ہے اور افسران و اہلکاران کے رویے بھی تبدیل ہو چکے ہیں؟

(ج) محکمہ کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے ایک افسر زیادہ سے زیادہ کتنی دیر تک ایک ہی جگہ پر تعینات رہ سکتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ کوئی ٹھوس ٹرانسفر پالیسی بنانے کو تیار ہے تاکہ محکمہ کے افسران واہل کاران عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ تعیناتی سے اپنے قدم نہ جما پائیں اور رشوت میں مبتلا نہ ہو سکیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور سب ڈویژن مغل پورہ واسا میں تعینات افسران اور اہلکاران کی کل تعداد 203 ہے، جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کیونکہ متعلقہ سب ڈویژن میں صرف ایک افسر ہے جو کہ بطور ایس ڈی او کام کر رہا ہے اور اس کی تعیناتی مورخہ 21-2-2006 کو کی گئی تھی اور اس کا عرصہ تعیناتی تین سال سے کم ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی جاری کردہ ٹرانسفر پالیسی بموجب نمبری ایس او (کوآرڈ)1-13/79 مورخہ 16-3-1980 کے مطابق اور محکمہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ملازمین کی تبدیلی/تعیناتی عمل میں لائی جاتی ہے۔مذکورہ پالیسی ہی پر یہ محکمہ عمل درآمد کرتا ہے اور اس کی کوئی الگ وضع شدہ پالیسی نہیں ہے۔

(د) جواب ندارد

ایل ڈی اے کے زیراہتمام سکولوں میں اہلیت پر پورا اترنے والے سینئر اساتذہ کی تعیناتی کا مسئلہ

*181: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیرانتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 22-اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن برانچ کے لئے ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹر کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم۔اے،ایم۔ایس۔سی اور پانچ سالہ تجربہ ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کے علامہ اقبال ٹاؤن والے سکول میں اس اہلیت اور تجربہ کے اساتذہ موجود ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ کو براہ راست بھرتی کا اشتہار دینے کا کیا جواز ہے،کیااس عمل سے سینئر اساتذہ کی حق تلفی نہیں ہوئی؟

(ہ) کیا محکمہ براہ راست بھرتی کی بجائے سینئر اساتذہ کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور،انچارج وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی(راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیرانتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) درست ہے کہ مورخہ 22-اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن سکول میں ایک مرد اور ایک خاتون برائے پرنسپل کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے اشتہار کی کاپی ایوان کی میز

پر رکھ دی گئی ہے۔جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم اے، ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن، بی ایڈ فرسٹ ڈویژن اور کسی اچھی شہرت کے حامل ادارے میں کام کرنے کا پانچ سالہ انتظامی تجربہ ہو۔

(ج) ایل ڈی اے کے علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ میں سے اس اہلیت اور تجربہ کے حامل کسی فرد نے مطلوبہ اسامی کے لئے درخواست دائر نہ کی جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر تین سال کے لئے ہیں جبکہ علامہ اقبال ٹاؤن سکول کے اساتذہ مستقل بنیاد پر ملازمت کر رہے ہیں اور وہ مستقل ملازمت چھوڑ کر عارضی ملازمت کے لئے تیار نہ ہوں تاہم اس ضمن میں ان پر اس اسامی کے لئے درخواست دینے پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی تھی۔

(د) جز(ج) کے جواب کی روشنی میں علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ کی کوئی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) ترقی مستقل اسامی خالی ہونے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جیسے ہی مستقل اسامی خالی ہو گی سینیارٹی اور قواعد وضوابط کی بنیاد پر ترقی دی جائے گی۔یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ(سکولز ونگ)نوٹیفکیشن نمبر SO(S-III)2-16/2007 مورخہ 05-03-2008 ایل۔ڈی۔اے سکول علامہ اقبال ٹاؤن میں حقدار اساتذہ کا سکیل نمبر 17 کر دیا گیا ہے۔

لاہور۔پنڈی سٹاپ سے گرین ٹاؤن تک سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*246: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنڈی سٹاپ سے گرین ٹاؤن لاہور تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر نو کیلئے تیار ہے، تو کب تک؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی، ہاں۔یہ درست ہے۔

(ب) جی، ہاں۔مالی سال 2008-09 میں متعلقہ سڑک کی تعمیر کی جائے گی۔

لاہور۔ٹاؤن شپ میں سوک سنٹر اور سبزی منڈی کے رقبہ پر خانہ بدوشوں کا قبضہ و دیگر تفصیل

*247: **ملک جہانزیب وارن:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیلی فون ایکسچینج ٹاؤن شپ سے رحمت علی میموریل ہسپتال ٹاؤن شپ لاہور کی شمالی سمت کا ایریا سوک سنٹر کیلئے مختص کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں کچھ ایریا سبزی منڈی کیلئے مختص کیا گیا تھا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ایریا پر خانہ بدوشوں نے قبضہ کر رکھا ہے، اگر ایسا ہے تو قابضین کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ کو کچی آبادی ڈیکلئر کیا گیا ہے، اگر ایسا ہے تو ماسٹر پلاننگ میں تبدیلی کس کے حکم سے عمل میں لائی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس ایریا کو ناجائز قابضین سے خالی کروانے اور ماسٹر پلان کے مطابق اس جگہ کو استعمال کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ) میں ٹیلی فون ایکسچینج سے رحمت علی میموریل ہسپتال تک ایریا محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے سوک سنٹر کے لئے مخصوص کیا تھا جو کہ بدستور موجود ہے۔کاپی سکیم پلان تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور مذکورہ رقبہ برنگ سرخ ظاہر کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ) میں قائم شدہ سوک سنٹر محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے سبزی و فروٹ منڈی کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ علاقہ سوک سنٹر قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ) میں کچھ ایریا پر محکمہ ایل ڈی اے کے چارج لینے سے پہلے محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے سبزی و فروٹ منڈی کے لئے مختص شدہ پلاٹ پر خانہ بدوشوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

(د) متذکرہ جگہ پر ضیاکالونی کے نام سے ایک کچی آبادی (بعد از 1985) ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبری DG (KAUI)10-01/2007-179 مورخہ 27-10-2007 کے تحت ڈکلیئر کی لیکن بعد ازاں برائے چٹھی نمبری DG(KAUI)10-5/-07-679 مورخہ 05-12-2007 کے تحت ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز پنجاب نے آرڈر/ڈکلیئر معطل کر دیا۔ کاپی تتمہ (ب) و(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جز(د) میں ذکر کیا گیا ہے کہ علاقہ سوک سنٹر میں قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ) کے ماسٹر پلان/سکیم پلان میں ایل ڈی اے نے کوئی تبدیلی نہ کی ہے اور مذکورہ رقبہ ماسٹر پلان/سکیم کے مطابق سوک سنٹر میں فروٹ و سبزی منڈی کے لئے مختص ہے۔

مذکورہ رقبہ کے بارے میں محکمہ ایل ڈی اے نے محکمہ بورڈ آف ریونیو، حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبری LDA/DEM(QAT)/2623 مورخہ 19-05-2008 تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے میں واضح کیا ہے کہ ڈائریکٹوریٹ جنرل کچی آبادی پنجاب اور اربن امپروومنٹ حکومت پنجاب کی جاری کردہ چٹھی مورخہ 17-11-2007 تتمہ (ح) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس کے مطابق محکمہ بورڈ آف ریونیو نے 27-10-2007 کو مذکورہ رقبہ کی محکمہ کچی آبادی کو منتقل کرنے کی منظوری دی اور محکمہ کچی آبادی نے اس ایریا (ضیا کالونی) اور دیگر کچی آبادیوں کا نوٹیفکیشن مورخہ 27-10-2007 کو ہی جاری کیا۔ بعد ازاں مذکورہ نوٹیفکیشن مورخہ 17-11-2007 جاری کردہ چٹھی کے مطابق محکمہ کچی آبادی پنجاب نے معطل کر دیا نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اس رقبہ پر کی گئی تعمیر سوک سنٹر قائداعظم ٹاؤن کی خوبصورتی میں حائل ہو رہی ہے۔ یہ رقبہ ایل ڈی اے کا ریگولر کمرشل پلاٹ ہے جو کہ سبزی و فروٹ منڈی کے لئے مختص ہے۔

مزید کارروائی سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مذکورہ رقبہ کے بارے میں حتمی جواب موصول ہونے پر عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور، یو سی۔37 میں علی پارک، محمود پارک
اور نیو کرول میں سیوریج کا مسئلہ

*257: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی۔37 لاہور میں علی پارک، محمود پارک اور نیو کرول کی گلیوں کا سیوریج اکثر بند رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گلیوں میں پائپ سیوریج پانی کے حساب سے چھوٹا ہے جس کی وجہ سے گلیوں میں سیوریج اکثر بند رہتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج کا بڑا پائپ ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) علی پارک، محمود پارک اور نیو کرول کی گلیوں کا سیور تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے جب بھی سیوریج بند ہونے کی شکایت ہو تو اسے مشینری کی مدد سے فوراً ٹھیک کر دیا جاتا ہے۔

(ب) ان گلیوں میں سیوریج گھریلو استعمال کے حساب سے ڈالا گیا تھا لیکن رہائشی علاقہ میں سٹیل ملز لگنے کی وجہ سے پانی کی مقدار غیر معمولی طور پر زیادہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات سیوریج اوور فلو ہو جاتا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج کا بڑا پائپ ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ اگر رہائشی علاقہ سے سٹیل انڈسٹری کو ختم کر دیا جائے تو گھریلو استعمال کے لئے موجودہ سیوریج کا سائز کافی ہے مزید عرض ہے کہ واسا انجینئرنگ برانچ بند روڈ محمود بوٹی روڈ پر "72 سائز کا بڑا سیوریج ڈالنے کا منصوبہ رکھتی ہے اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد مذکورہ آبادی کے سیوریج کو اضافی سہولت میسر ہو گی۔ اس علاقے کا سیوریج کا مسئلہ مستقل بنیاد پر حل ہو جائے گا۔

لاہور شہر کے گندے نالوں پر قبضہ و صفائی کا مسئلہ

*263: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں گندے نالوں پر قبضہ گروپوں نے پختہ مکان بنا رکھے ہیں؟

(ب) لاہور شہر میں کتنے گندے نالے ہیں، ان کی تعداد، لمبائی اور چوڑائی بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی پی۔144 سے گزرنے والے نالہ سکھ نہر کی پہلے سے چوڑائی کم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بارش کا پانی نالے سے باہر آکر گھروں اور سڑکوں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

(د) کیا حکومت ان نالوں کو چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کے نالوں کی صفائی کافی عرصہ سے نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے نالوں میں گند جمع ہو جاتا ہے، کیا حکومت لاہور شہر کے گندے نالوں کی صفائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہیں ہے جب بھی کوئی شکایت ملتی ہے تو قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) لاہور شہر میں بڑے نالوں کی تعداد گیارہ ہے جن میں دوسرے چھوٹے چھوٹے نالے شامل ہوتے ہیں اور نالوں کی کل لمبائی 212 کلو میٹر ہے ان نالوں کی چوڑائی مختلف مقامات پر مختلف ہوتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سکھ نہر نالہ کی چوڑائی کم ہو گئی ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ آبادی کے بڑھنے سے گندے پانی کی مقدار میں اضافہ ہوا ہے اور واپڈا کالونی تا محمود بوٹی ڈسپوزل تک نالے کی پختہ دیواریں نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات بارشی پانی کناروں سے باہر آ جاتا ہے۔

(د) محکمہ واسا کا نالوں کو چوڑا کرنے کا کوئی منصوبہ نہ ہے کیونکہ دونوں طرف آبادی ہونے سے سکھ نہر کی مزید چوڑائی ممکن نہیں ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ ہر نالے کی صفائی پروگرام کے مطابق ہوتی رہتی ہے اور حال ہی میں نالوں کی صفائی کے لئے محکمہ نے کریش پروگرام کے تحت نالوں کی صفائی شروع کی ہوئی ہے جس کو مختلف ٹیمیں اور عوامی نمائندے گاہے بگاہے چیک کرتے رہتے ہیں۔

لاہور۔مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک میں سیوریج کا مسئلہ

*284: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 1 (پہلی پلی، رانا بلڈنگ میٹریل سٹور) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں پانچ سال قبل سیوریج کے پائپ ڈالے گئے تھے جو آج تک صفائی نہ ہونے کی وجہ سے گند اور مٹی سے بھرے پڑے ہیں اور آئے روز بند رہتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی نمبر 1 اور ملحقہ گلیوں کو اس کی وجہ سے ایک عرصہ سے سیوریج کی آمیزش والا سرکاری پانی پینے کو مل رہا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے مکین بیمار ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 1 میں ڈالے گئے سیوریج کی صفائی کے ساتھ پینے کے سرکاری پانی میں سیوریج کی آمیزش کے نقص کو دور کرنے کو تیار ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ واسا نے عرصہ پانچ سال قبل گلی نمبر 1 مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ میں سیوریج کے پائپ بچھائے تھے یہ درست نہ ہے کہ ان کی آج تک صفائی نہ ہوئی ہے اور یہ مٹی اور گارے سے بھرے ہوئے ہیں کیونکہ واسا لاہور کا عملہ ان کی بار بار صفائی کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی کا بہاؤ درست حالت میں چل رہا ہے۔مزید اس سیوریج کی صفائی واسا کے عملہ نے مورخہ 08-06-12 کو شکایت نمبر 66 کے تحت دوبارہ کر دی ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے واسا اپنے صارفین کو صاف پانی مہیا کر رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے واسانے سیوراور پانی کے پائپوں کی صفائی کر دی ہے جس کی وجہ سے پانی کا بہاؤ بھی درست ہے اور پینے کا پانی بھی صاف مہیا ہو رہا ہے۔مدینہ کالونی گلی نمبر 1 سے لئے گئے پانی کے نمونہ جات کی ٹیسٹ رپورٹ جس کے مطابق صارفین کو صاف پانی مہیا کیا جارہا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کھاڑک گلی نمبر 3 میں سیوریج کے نئے پائپ ڈالنے کا مسئلہ

*285: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 1 (پہلی پلی، رانا بلڈنگ میٹریل سٹور) اور گلی نمبر 2 (دوسری پلی پولیس چوکی جناح فاؤنڈیشن سکول) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں حکومت نے گندے پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج اور پینے کے سرکاری پانی کے پائپ بچھادیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج بالا دونوں گلیوں کو ملانے والی چھوٹی گلی نمبر 3 (سلامت دودھ والا) جس کی چوڑائی بھی گلی نمبر 2 کے برابر ہے، میں گندے پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج اور پینے کے سرکاری پانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے ہیں، جس کی وجہ اس گلی کے مکین سخت مشکلات سے دوچار ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 3 (سلامت دودھ والا) میں بھی گندے پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج اور پینے کے سرکاری پانی کے پائپ ڈالنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! گلی نمبر 1 پہلی پلی رانا بلڈنگ مٹیریل سٹور میں سیوریج اور پانی کے پائپ بچھا دیئے ہیں اور گلی نمبر 2 (دوسری پلی پولیس چوکی جناح فاؤنڈیشن سکول) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں صرف پانی کا پائپ بچھایا ہے اور سیوریج نہیں بچھایا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گلی نمبر 3 (سلامت دودھ والا) میں ابھی تک سیوریج اور پانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے۔

(ج) جی ہاں! سیوریج بچھانے کی سکیم جس کا تخمینہ 38.65 ملین ہے حکومت پنجاب سے منظوری ہو گئی جس کے تحت ڈبن پورہ میں مین سیور بچھانے کا کام تیزی سے جاری ہے۔ جیسے ہی مین سیور کا کام پایا تکمیل کو پہنچے گا گلیوں میں بعد میں سیوریج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ جس کے تحت گلی نمبر 3 میں بھی سیوریج ڈالا جائے گا، ڈبن پورہ کے لئے نئے ٹیوب ویل کی تنصیب اور پانی کے پائپ بچھانے کی منظوری حکومت پنجاب سے لے لی گئی ہے جس کا تخمینہ 68-24 ملین ہے۔ موجودہ مالی سال 09-2008 میں فنڈز ملتے ہی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

سرگودھا۔لوانکم ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*355: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم تیار کی گئی تھی، اگر ہاں تو کب اور اس کے لئے کتنی اراضی حاصل کی گئی تھی اور پلاٹوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ سکیم میں تمام پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں، اگر ہاں تو الاٹیوں کے نام اور پتاجات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سرگودھا میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم نمبر 1 400 ایکڑ پر 1976 میں شروع کی گئی جو 1985 میں مکمل ہوئی۔ پلاٹوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

رہائشی پلاٹ

1-ایک کنال	67
2-دس مرلہ	830
3-سات مرلہ	84
4-چھ مرلہ	1153
5-پانچ مرلہ	918
6-تین مرلہ	2306
ٹوٹل	5358

کمرشل پلاٹ

1۔ایک مرلہ مارکیٹ بلاک زیڈ	155
2۔ایک مرلہ کمرشل سنٹر بلاک ایکس	238
3۔فلیٹ سائٹ	84
4۔محلہ شاپ	93
5۔دس مرلہ کمرشل کم ریذیڈنیشل	77
ٹوٹل	647

(ب) مذکورہ سکیم میں درج ذیل پلاٹ الاٹ / نیلام کئے جا چکے ہیں۔

ٹوٹل الاٹمنٹ بقایا

	ٹوٹل	الاٹمنٹ	بقایا
(1) کنال رہائشی	67	67	-
(2) دس مرلہ "	830	817	13
(3) سات مرلہ "	84	84	-
(4) چھ مرلہ "	1153	1144	-
(5) پانچ مرلہ "	918	915	3
(6) تین مرلہ "	2306	2246	60
(7) ایک مرلہ کمرشل بلاک زیڈ	155	155	-
(8) فلیٹ سائٹ بلاک زیڈ	84	27	57
(9) ایک مرلہ کمرشل سنٹر بلاک ایکس	238	113	125
(10) محلہ شاپ	93	53	40
(11) دس مرلہ کمرشل کم ریذیڈنیشل	77	70	7

الاٹیوں کے نام و پتاجات کی فہرست ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں ایک اور لوانکم ہاؤسنگ سکیم (ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر 2)172 ایکڑ پر تیار کی جارہی ہے جو مالی سال 09-2008 میں مکمل ہو جائے گی۔اس سکیم کے پلاٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔اس سکیم میں فی الحال کوئی پلاٹ الاٹ یا نیلام نہیں کیا گیا۔

رہائشی

1-ایک کنال	112
2- 10مرلہ	231
3- 7مرلہ	264
4- 5مرلہ	1543
ٹوٹل	2150

کمرشل / کمرشل کم ریذیڈنیشل

1- 10مرلہ کمرشل، کم ریذیڈنیشل	25
2- 7مرلہ کمرشل، کم ریذیڈنیشل	09
3- 5مرلہ کمرشل، کم ریذیڈنیشل	58
4-محلہ شاپ	84
5-کمرشل سنٹر	01
ٹوٹل	177

لاہور۔ جلال پارک اور محمود پارک کے رہائشیوں کے لئے پینے کے پانی کا مسئلہ

*356: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پارک محمود روڈ شرقی بالمقابل سہراب فیکٹری شاہدرہ لاہور کے رہائشیوں کی درخواست پر محکمہ واسا لاہور نے 1998 میں جناب محتسب اعلیٰ پنجاب کی عدالت میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جلال پارک اور محمود پارک کی گلیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ پارکوں میں پینے کا پانی مہیا کر دیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور محتسب اعلیٰ کے حکم پر عمل نہ کرنے والے کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ واسا نے صوبائی محتسب اعلیٰ کے دفتر میں مذکورہ آبادیوں میں سیور لگانے کا وعدہ کیا تھا جب کہ بعد ازاں ان آبادیوں میں پانی کے پائپ لگانے کا تخمینہ سال 2001-02 کے اے ڈی پی میں شامل کیا گیا لیکن فنڈ کی منظوری اسی سال وصول نہ

ہوئی اور کام شروع نہ کیا جا سکا بعد ازاں 2004 میں اہل علاقہ نے صوبائی محتسب اعلیٰ کے پاس Implementation Petition دائر کی جس پر معزز دفتر نے کام کی فوری تکمیل اور اجراء کا حکم جاری فرمایا جس کی تعمیل میں اسی سال یعنی 2004 میں ان علاقوں میں پانی کی لائنیں لگادی گئیں۔

(ب) اس وقت جلال پارک اور محمد علی پارک کی آبادیوں میں واسا کا پانی موجود ہے اور وہاں سے پانی کا بل وصول کیا جا رہا ہے۔

لاہور۔لاجپت روڈ گلی نمبر 2 شاہدرہ کے مین ہولز کے ڈھکنوں کا مسئلہ

*379: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 لاجپت روڈ شاہدرہ، لاہور کے مین ہول کے ڈھکن ایک عرصہ سے غائب ہیں اور ان کھلے مین ہولوں کی وجہ سے علاقہ کے کچھ لوگوں کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کو بار ہا شکایت کرنے کے باوجود مین ہولوں کے ڈھکن نہیں لگائے گئے، اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت محکمہ کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ گلی نمبر 2 لاجپت روڈ میں کوئی ڈھکن غائب نہیں ہے اور نہ ہی کھلے مین ہولوں کی وجہ سے کوئی زخمی ہوا جب کبھی واسا کا عملہ پٹرولنگ کے دوران دیکھے کہ مین ہول کا ڈھکن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو وہاں فوری طور پر نیا ڈھکن لگا دیا جاتا ہے۔

(ب) واسا کے متعلقہ دفاتر میں اس ضمن میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی تھانہ متعلقہ کے ریکارڈ میں کسی کے زخمی ہونے کی کوئی رپورٹ ماضی میں ریکارڈ کی گئی، آج مورخہ 24-06-08 کو دوبارہ سروے کیا گیا اور گلی نمبر 2 لاجپت روڈ میں کوئی ڈھکن غائب نہ پایا گیا۔

لاہور-سیوریج اور عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کی تفصیل

*421: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنے ایسے محلے یا یونین کونسلز ہیں جن میں پینے کے پانی کے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں یا اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں اور ان کو ابھی تک تبدیل نہیں کیا گیا اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) لاہور شہر میں متعلقہ انتظامیہ لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنے کیلئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس کے لئے 09-2008 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور کی مختلف یونین کونسلز میں تقریباً سات سو کلومیٹر لائنیں ایسی تھیں جو یا تو ناکارہ ہو چکی تھیں یا اپنی میعاد پوری کر چکی تھیں ان میں اکثر لائنیں گیسٹر و پیکج کے تحت تبدیل کی جا چکی ہیں-کیونکہ اے سی پائپ کی مارکیٹ میں کمی تھی اس وجہ سے کچھ لائنیں بروقت تبدیل نہ ہو سکیں اور محکمہ ہذا کو تقریباً ایک صد پچاس ملین روپے سرنڈر کرنا پڑے-

(ب) لاہور میں لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں:-

1- پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملایا جا رہا ہے-

2- اکثر و بیشتر واٹر سپلائی کی وہ لائنیں جو پرانی یا ناکارہ ہو چکی تھیں تبدیل کر دی گئی ہیں جو تھوڑی بہت رہ گئی ہیں ان کا تخمینہ جات لگایا جا رہا ہے-

3- پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کیا جا رہا ہے-

4- رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھا جاتا ہے سال 08-2007 میں جو لائنیں تبدیل نہیں ہو سکیں، ان کے لئے موجودہ مالی سال 09-2008 میں گیسٹر و پیکج کے تحت 500 ملین کے فنڈز رکھے جا رہے ہیں تاکہ ان کو بھی تبدیل کیا جا سکے-

5- 69 عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد تقریباً ختم ہو چکی ہے ان کو موجودہ مالی سال 09-2008 میں تبدیل کیا جا رہا ہے- جس کے لئے 412.309 ملین روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں- تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جاسکے-

6- اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے واسا کو 674.390 ملین روپے مہیا کئے ہیں جن سے لوڈ شیڈنگ کے دوران پانی کی ترسیل برقرار رکھنے کے لئے جنریٹر خرید کر ٹیوب ویلوں پر نصب کئے جائیں گے-

گوجرانوالہ شہر میں واسا کی طرف سے کئے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*422: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر 09-2008 میں سیوریج کے نظام کیلئے کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ شہر میں پینے کے پانی کیلئے نئے پائپ کب بچھائے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) گوجرانوالہ شہر میں اب تک کتنی آبادیوں / علاقوں کو واسا نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کیلئے اقدامات اٹھائے ہیں، انکے نام فراہم کئے جائیں؟

(د) 2002 سے اب تک گوجرانوالہ شہر میں واسا نے جو ترقیاتی کام کئے انکی سال وائز تفصیل فراہم کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مالی سال 09-2008 میں سیوریج کے نظام کے لئے 150.00 ملین فنڈز مختص کئے گئے ہیں جس سے کھیالی شاہ پور، قلعہ دیدار سنگھ، اروپ اور نندی پور ٹاؤنز کے موجودہ سیوریج، ڈسپوزل سٹیشن کی بحالی و توسیع (اپ گریڈیشن) شامل ہے-

(ب) واسا گوجرانوالہ مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں پینے کے پانی کے لئے 193.885 ملین روپے کی لاگت سے 21 عدد نئے ٹیوب ویل اور تقریباً 130 کلو میٹر واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں بچھائی جا رہی ہیں-

(ج) واسا نے اب تک مندرجہ بالا سکیم کے تحت واٹر سپلائی کی لائنیں مدینہ کالونی، جناح روڈ، بیکو پور، علی آباد، عثمان کالونی، چک جگنہ، گلزار کالونی، نوشہرہ سانسی، مدینہ کالونی، کھیالی، شاہین آباد، سمن آباد، دھلے، راجکوٹ، زاہد کالونی، رسول پورہ، عطامحمد روڈ، طارق آباد، قاسم ٹاؤن، سلیم کالونی، فرید ٹاؤن، چمن شاہ، بلال پورہ، عرفات کالونی، فقیر پورہ، عثمان پارک، علی پارک، سیالوی ٹاؤن، میاں سانسی، مومن آباد، مختار کالونی، گرجاکھ، افضل پورہ، کلر آبادی، حمید پورہ میں بچھائی جارہی ہیں۔واسا کو اس سے پہلے کوئی فنڈز مہیا نہ کئے گئے ہیں۔

(د) واسا نے 2002 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی میں سرکاری ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیل

*478: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پچھلے پانچ سالوں میں راولپنڈی میں کل کتنی سرکاری طور پر ہاؤسنگ سکیمیں بنائی گئیں اور کہاں کہاں؟

(ب) لوئی بھیر ہاؤسنگ سکیم کا منصوبہ آج تک کیوں شروع نہیں کیا گیا اور اس میں تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) کوئی نہیں۔

(ب) سال 1991 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے رکھ لوئی بھیر کی 200 ایکڑ زمین آر ڈی اے کو الاٹ کرنے کی منظوری دی تھی مگر الاٹمنٹ سے پہلے ہی مختلف ہاؤسنگ سوسائٹیوں نے اس زمین پر تجاوز کر کے قبضہ کر لیا۔بعد ازاں سال 1998 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے رکھ لوئی بھیر کی کل 1087 ایکڑ زمین آر ڈی اے کو منتقل کرنے کی ہدایات جاری کیں۔مگر بوجوہ یہ زمین بھی آر ڈی اے کو ٹرانسفر نہ ہو سکی اور مزید یہ کہ اردگرد کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں نے مزید تجاوز کر لیا۔سال 2003 میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے آر ڈی اے کو رکھ لوئی بھیر میں محکمہ جنگلات کے اعتراض کی وجہ سے زمین الاٹ کرنے کی منظوری نہ دی۔

راولپنڈی میں واسا کی طرف سے نئی پائپ لائنیں بچھانے کا مسئلہ

*483: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں واسا اس وقت پانی کی نئی پائپ لائنیں بچھانے کے سلسلے میں کس کس علاقہ میں سڑک پر کام کر رہا ہے؟

(ب) مذکورہ منصوبے کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

(ج) راولپنڈی میں آر ڈی اے اس وقت کون سے منصوبوں پر کام کر رہی ہے اور آئندہ سالوں کے لئے مزید کون سے منصوبہ جات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) راولپنڈی واسا میں، PMU، راولپنڈی انوائر نمنٹل امپرومنٹ پراجیکٹ (REIP) کے تحت مندرجہ ذیل علاقوں میں نئی پائپ لائنیں بچھانے کا کام کر رہا ہے۔

	تاریخ کام تکمیل
1۔ بھابرا بازار/ صرافہ بازار/ اردو بازار	05-12-2008
2۔ جامعہ مسجد روڈ (سر کلر روڈ سے غزنوی روڈ)	16-10-2008
3۔ غزنوی روڈ (فوارہ چوک سے گنج منڈی چوک	"
4۔ کشمیر روڈ	"
5۔ کمرشل مارکیٹ سیٹلائیٹ ٹاؤن	"
6۔ 4th اور 5TH روڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن	"
7۔ مری روڈ (اصغر مال روڈ سے بھابرا بازار)	25-09-2009
8۔ غزنوی روڈ (چونگی نمبر 4 سے ہملٹن روڈ)	"
9۔ غزنوی روڈ (راجہ بازار، ہملٹن روڈ سے فوارہ چوک)	"
10۔ سید پور روڈ (صدیقی چوک سے واٹر ورکس)	"
11۔ گنج منڈی روڈ برتج کراسنگ	"
12۔ اصغر مال روڈ سے سٹی چوک	"
13۔ سر کلر روڈ (سٹی چوک سے مری روڈ)	"

(ب) مندرجہ بالا پائپ لائنوں کی بچھائی کا کام ہر ایک کے سامنے دی گئی تاریخ تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ آرڈی اے کے مندرجہ ذیل منصوبہ جات سال ADP،2008-09 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کئے ہیں۔جن پر آرڈی اے کام کر رہا ہے۔

1-نالہ لئی ایکسپریس وے

2-راولپنڈی رنگ روڈ-II(سٹی بلیوارڈ)

3-راولپنڈی ڈویلپمنٹ اینڈ سٹریٹجک پلان

4-لنک روڈ ہائی کورٹ تا اسلام آباد ہائی وے۔

5- UTS سسٹم مری روڈ راولپنڈی

آرڈی اے کے اپنے فنڈ سے مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیر تجویز ہیں

1-آرڈی اے ہاؤسنگ سکیم (آرڈی اے وسٹا)

2-آرڈی اے پارکنگ پلازہ فوارہ چوک راولپنڈی

3-آرڈی اے بزنس ہائٹس شیر پاؤ سکیم کمیٹی چوک راولپنڈی

مرکزی حکومت کی جانب سے ملنے والی گرانٹ سے مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر بھی آر ڈی اے کام کر رہا ہے۔

1- تعمیر و توسیع اسلام آباد ہائی وے (جناح پارک تا فلائنگ کلب موڑ) راولپنڈی

آئندہ کے لئے مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیر تجویز ہیں۔

1- تعمیر و توسیع اسلام آباد ہائی وے (جناح پارک تا فلائنگ کلب روڈ) راولپنڈی

2- تعمیر و توسیع سڑک جناح پارک تا آرمی ہاؤس راولپنڈی

3- ایلیویٹڈ ایکسپریس وے مری روڈ راولپنڈی

آئندہ کے لئے مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیر تجویز ہیں۔

1-تعمیر راول روڈ-11 (مسلم ٹاؤن تا مری روڈ) راولپنڈی

2-تعمیر و توسیع ڈھوک کھبہ روڈ (حمید خان روڈ) راولپنڈی

3-تعمیر و توسیع مریڑ چوک راولپنڈی

لاہور-ایچ بلاک گلبرگ III میں سیوریج پائپ ڈالنے کے مسائل

*687: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایچ بلاک گلبرگ III میں سیوریج کا پائپ ڈالا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج کا پائپ ڈالنے کے لئے جو کھدائی کی گئی ہے، اس سے متعدد گھروں کے واٹر سپلائی پائپ ٹوٹ گئے ہیں اور لوگ پینے کے پانی کے لئے بھی پریشان ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیا سیوریج پائپ ڈالنے سے پہلے ہی پرانا سیوریج سسٹم بند کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھدائی کے بعد اس جگہ کو بھرا نہیں گیا جس کی وجہ سے وہاں گارا اور کیچڑ موجود ہے اور بہت سی گاڑیاں اس میں گرتی ہیں اور بچے بھی زخمی ہوئے ہیں؟

(ہ) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مثبت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ایچ بلاک گلبرگ تھری میں سیوریج پائپ ڈال دیا گیا ہے-

(ب) دوران کام جو سیور کنکشن یا واٹر کنکشن ٹوٹے تھے بروقت مرمت اور منسلک کر دیئے گئے-

(ج) درست نہیں ہے- پرانا سیوریج ابھی تک چالو حالت میں ہے اسے بند نہیں کیا گیا اور نیا سسٹم بھی چلا دیا گیا ہے-

(د) درست نہ ہے-کام مکمل ہونے کے بعد مناسب بھرائی کے بعد پتھر ڈال دیا گیا ہے اور ہموار کر دیا گیا ہے-

(ہ) واسا نے سیوریج پائپ ڈالنے کے بعد کھدائی بھر کے پتھر ڈال کر اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اس لئے مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے مزید برآں سڑک کو کشادہ کرنے کے لئے محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی زیر نگرانی کام جاری ہے-

لاہور۔واسا میں کنکشن لگانے کے لئے مختلف شرح سے ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*691: جناب رمضان صدیق بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا لاہور نئے کنکشن لگانے کے لئے مختلف شرح سے ڈیمانڈ نوٹس جاری کرتا ہے، رقبے کے لحاظ سے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور اب بھی بغیر میٹر کے کنکشن لگاتا ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور اپنے صارفین سے 1997 سے پہلے کے صارفین سے کم شرح سے بل وصول کرتا ہے اور 1997 کے بعد کے صارفین سے زائد بل وصول کرتا ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا حکومت تمام صارفین کے ساتھ اس کے رقبے کے مطابق بل وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) واسا لاہور نئے کنکشن کے لئے واسا کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق گھریلو/ خیراتی، تعمیراتی اور کمرشل نوعیت کے کنکشنوں کے لئے مختلف شرح سے میٹر سائز اور کنکشن سائز کے مطابق ڈیمانڈ نوٹس جاری کرتا ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے صرف تعمیراتی کنکشن میں تعمیراتی چارجز وصول کئے جاتے ہیں۔ پالیسی حسب ذیل ہے:-

1-گھریلو/ خیراتی کنکشن

کنکشن سائز/ میٹر سائز	1/4″	3/8″	1/2″	3/4″	1″	2″
سکیورٹی	50	50	50	50	50	50`
فیس پانی	300	600	1200	1500	3600	7200
قیمت میٹر	1032	1500	1032	3012	4500	8032
سیور فیس	400	400	400	400	400	400
ایڈوانس	300	300	300	300	300	300
ٹوٹل	2082	2850	2982	5762	88520	15982

2-کمرشل کنکشن

کنکشن سائز/ میٹر سائز	1/4"	3/8"	1/2"	3/4"	1"	2"
سیکورٹی	50	50	50	50	50	50`
فیس پانی	300	600	1200	1500	3600	7200
قیمت میٹر	1032	1500	1032	3012	4500	8032
سیور فیس	500	500	500	500	500	500
ایڈوانس	300	300	300	300	300	300
ٹوٹل	2182	2950	3082	5362	89520	16082

3-کاروبار کی نوعیت کے لحاظ سے سیوریج فیس مختلف شرح سے حسب ذیل وصول کی جاتی ہے:-

نوعیت کاروبار	سیوریج فیس
i) جنرل سٹور، کلاتھ شاپ، درزی، سبزی اور گوشت کا کاروبار، پٹرول پمپ بغیر سروس سٹیشن، چھوٹے پرائیویٹ سکول، دفتر ڈاکٹر کلینک ڈسپنسری اور لیبارٹری کے ساتھ، پرنٹنگ پریس، کپڑا رنگائی شاپ، سویٹ شاپ، بڑے سکول ایک سو طالب علم سے زیادہ، چرغہ ہاؤس وغیرہ	500روپے
ii) ریسٹورنٹ، پلاسٹک انڈسٹری، شوز انڈسٹری، صابن کی انڈسٹری	7500روپے
iii) شاپنگ پلازہ، شاپنگ مارکیٹ وغیرہ	9000روپے
iv) سیمنٹ پائپ فیکٹری، گھی ملز، ڈیری، ہوٹل بی کلاس، سٹیل مل، کیمیکل اینڈ ربڑ فیکٹری وغیرہ	12000روپے
v) کارپٹ واشنگ اڈا، ڈائینگ فیکٹری، پٹرول پمپ سروس سٹیشن کے ساتھ اے کلاس ہوٹل، آئس فیکٹری، گھی ملز، پرائیویٹ ہسپتال، سیوریج انڈسٹری	15000روپے

4-تعمیراتی کنکشن:

تعمیراتی گھریلو/ خیراتی کنکشن کے ڈیمانڈ نوٹس میں سیوریج کنکشن فیس مبلغ/400 روپے وصول کی جاتی ہے جب کہ کمرشل تعمیراتی کنکشن کے ڈیمانڈ نوٹس میں سیوریج فیس کاروباری نوعیت کے لحاظ سے وصول کی جاتی ہے اور تمام تعمیراتی ڈیمانڈ نوٹس میں ایڈوانس تعمیراتی چارجز کی شرح حسب ذیل ہے:-

رقبہ بلحاظ مرلہ	تعمیراتی عرصہ برائے ایک منزل	تعمیراتی ایڈوانس بحساب 30000 گیلن ماہانہ
3 مرلے تک	2 مہینے	3158روپے
3.1 سے 5 مرلے تک	3 مہینے	4737روپے
5.1 سے 10 مرلے تک	6 مہینے	9475روپے

10.1 سے 20 مرلے تک	9 مہینے	14212 روپے
20.1 سے 40 مرلے تک	12 مہینے	18955 روپے
40.1 اور زائد	16 مہینے	25272 روپے

(ب) تمام نئے کنکشن مورخہ 01-07-1997 سے بطور میٹرڈ پاس ہوتے ہیں۔ کوئی کنکشن مورخہ 01-07-1997 سے بغیر میٹرڈ پاس ہوا ہے اور نہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ میٹر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں میٹر نہیں لگایا جاتا اور بل محکمہ کی پالیسی کے تحت اوسط تخمینہ / پلاٹ سائز اور کاروباری نوعیت کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) اصل صورتحال یہ ہے کہ مورخہ 30-06-1997 سے پہلے گھریلو اور خیراتی کنکشن بغیر میٹرڈ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی سالانہ تشخیص کے مطابق پاس ہوتے تھے اور تشخیص شدہ ایسسمنٹ (ARV) کے مطابق بل جاری کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی کی ایسسمنٹ کم ہے تو کم بل جا رہا ہے۔ اگر ایسسمنٹ زیادہ ہے تو بل بھی زیادہ جاری ہوتا ہے جبکہ کوئی کنکشن مورخہ 01-07-97 سے (ARV) ایسسمنٹ پر پاس ہوا ہے نہ کیا جا سکتا ہے البتہ میٹر کی عدم دستیابی پر اوسط استعمال تخمینہ اور پلاٹ سائز کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(د) تمام بغیر میٹرڈ کنکشنوں کو میٹر میں تبدیل کرنے کی پالیسی پر کام جاری ہے اس سلسلہ میں 10 مرلے اور اس سے زائد رقبہ کی حامل پراپرٹیوں کے کنکشنوں کو میٹر میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ البتہ میٹر نہ ہونے کی صورت میں کاروباری نوعیت اور اوسط استعمال تخمینہ / پلاٹ سائز کے مطابق بل جاری کیا جاتا ہے اور بقایا بغیر میٹرڈ کنکشنوں کو میٹرڈ میں تبدیل کرنے کے سلسلہ میں کام جاری ہے۔

لاہور شہر میں پی ایچ اے کی تحویل میں پارکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*730: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر کی حدود میں پی ایچ اے کی تحویل میں کتنے چھوٹے، بڑے پارک ہیں ان پارکوں کا رقبہ اور کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 2005 سے آج تک ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنی رقم سال وار خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان پارکوں کی دیکھ-بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کررہے ہیں؟

(د) جن پارکوں میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے ان کے نام اور جگہ کی تفصیل نیز ہر ایک کی انٹری فیس کتنی ہے؟

(ہ) جن میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے کیا ان کی انٹری فیس کا ٹھیکہ دیا گیا ہے یا محکمہ خود انٹری فیس وصول کرتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور شہر کی حدود میں پی ایچ اے کی تحویل میں بڑی پارکوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جیلانی پارک جیل روڈ	88ایکڑ
گلشن اقبال پارک علامہ اقبال ٹاؤن	67ایکڑ
نیشنل بینک پارک گلبرگ	13ایکڑ
لبرٹی پارک گلبرگ	40ایکڑ
ناصر باغ شاہراہ قائداعظم	13ایکڑ
مینار پاکستان سرکولر روڈ	57ایکڑ

(ب) سال 2005 سے آج تک ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2005-2006	58663000روپے
2006-2007	63183000روپے
2007-2008	69124000روپے
ٹوٹل	190970000روپے

(ج) ان تمام مندرجہ بالا پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے 4600ملازمین کام کررہے ہیں۔

(د) جن پارکوں میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جیلانی پارک جیل روڈ	2 روپے فی کس
گلشن اقبال علامہ اقبال ٹاؤن	2 روپے فی کس
نیشنل بنک پارک گلبرگ	2 روپے فی کس

(ہ) پی ایچ اے کی تحویل میں موجود جن پارکوں میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے۔ان کا باقاعدہ سالانہ ٹھیکہ کیا جاتا ہے۔اس ٹھیکے کی مدت پوری ہونے تک متعلقہ ٹھیکیدار انٹری فیس وصول کرتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔ میں معزز اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 83-E کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جاچکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں کیونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے آج کا دن یعنی 13۔اگست کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ ان کے نمبر میں بولنا چاہتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 351 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 352 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 354 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 357 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 388 چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے،400 شیخ علاؤالدین کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 405 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 415 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 421 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 422 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 428 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 436 الحاج محمد الیاس چنیوٹی اور شوکت محمود بسرا کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 440 جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب محمد محسن خان لغاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 442 محمد اعجاز شفیع، جناب شفیع محمد کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 443 میاں طارق محمود، جناب شفیع محمد کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 444 چودھری عبداللہ یوسف، چودھری خالد اصغر گھرال کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 445 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 447 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 448 حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 462 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 464 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 465 جناب علی حیدر نور خان نیازی کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 471 لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ شبیر اعوان کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 477 جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 479 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔ یہ تمام تحاریک

التوائے لاء اینڈ آرڈ سے متعلقہ ہے تو لاء اینڈ آرڈر پر آج جنرل بحث ہو گی اس لئے میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا بھی وقت بچانا چاہتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری عرض ہے کہ جتنے صاحبان کے آپ نے نام پڑھے ہیں تو کیا ان سب کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کا موقع دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جتنا بھی ہو سکا اتنا زیادہ موقع دیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو پھر جن کی باری آ گئی وہ ٹھیک ہے اور جن کی نہ آ سکی تو ان کی بھی تحاریک رہیں گی یا ختم کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ automatic جدھر جانی ہیں وہ تو اُدھر جائیں گی۔ آپ کو پتا ہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): امن وامان کی صورتحال پر بحث کے لئے آپ نے اس کے لئے آج کا پورا ٹائم رکھا ہے اور اگر کوئی معزز ممبر بات کرنا چاہے اور اسے آج وقت نہ ملے تو ہم اسے ایک دن اور بڑھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ سب دوستوں کی بات سنیں گے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اہمیت عامہ رکھنے والے مسئلہ کو خصوصی طور پر ایوان میں پیش کرنے کے لئے rules کو suspend کرنے کی اجازت دی جائے۔ مسئلہ کھادوں سے متعلقہ ہے جس سے 75 فیصد کاشتکار، مزدوروں اور کھیت مزدوروں کی زندگی کی ڈور بندھی ہوئی ہے۔ آج کھادوں کی بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی پر میں نے یہ تحریک التوا کار پیش کی ہے۔ اہمیت عامہ کا مسئلہ اس سے زیادہ اور کوئی ہو نہیں سکتا ہے۔ کسانوں کو کھاد ملتی نہیں ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت
اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو مشکلات کا سامنا

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے rules کو suspend کر کے خصوصی طور پر میری اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 28۔ جولائی 2008 روزنامہ "جنگ" کی ایک خبر کے مطابق شکر گڑھ میں کھاد ذخیرہ کرنے اور بلیک میں بیچنے والے ڈیلروں کے خلاف کریک ڈاؤن، بیشتر ڈیلر گرفتار۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی صوبہ بھر کے کھاد ڈیلروں نے کھاد چھپا لی اور کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کر کے بلیک میں فروخت کرنا شروع کر دی ہے۔ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت سے متعلق مورخہ 29۔ جولائی 2008 کو چودھری فتح محمد صاحب صدر پاکستان کسان کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے ایک فیکس مجھے موصول ہوئی ہے۔ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت کرنے کی وجہ سے نہ صرف فصلوں پر بُرا اثر پڑ رہا ہے بلکہ کسان بیچارہ مہنگے داموں کھاد خریدنے پر مجبور ہے۔ نیز کھادوں کے نرخ سرکاری طور پر مقرر نہ ہونے کی وجہ سے کھاد ڈیلر اپنے مرضی کے ریٹ پر فروخت کرتے ہیں۔ کھادوں کے سرکاری نرخوں کا اخبارات اور مقامی اضلاع میں اعلان نہ ہونے، کھاد ڈیلروں کی کھاد ذخیرہ کرنے اور بلیک میں فروخت کرنے کی وجہ سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں محمد رفیق صاحب نے جس مسئلے کی جانب توجہ دلائی ہے اس کے important ہونے اور اہمیت کا حامل ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ اس کی کاپی ابھی مجھے ملی ہے تو آپ اسے pending فرما لیں تاکہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے اس کا ایک مفصل جواب آ جائے اور اس کے بعد پھر اس پر بات ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار 15۔اگست تک pending کی جاتی ہے۔

میاں محمد رفیق: میں آپ سے اتفاق کر لیتا ہوں۔ صرف ایک pero verb ہے کہ "عراق سے تریاق آتے آتے بڑھیا مر جائے گی"۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ یقین رکھیں۔ اب انہوں نے بات کر دی ہے تو آپ کو اس بات سے مطمئن ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں 15 تاریخ تک ہم نے اسے pending کر دیا ہے اور اس وقت تک اس کا جواب آ جائے گا۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میاں صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے وہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ بے شک اسے pending کیا گیا ہے، ٹھیک ہے لیکن اس پر فوری ایکشن لیا جائے کیونکہ آپ بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ کھاد پورے ٹائم پر دینی چاہئے۔ آج کل ہر فصل کو کپاس کو، گنے کو، مونجی کو ہر چیز کو اس کی ضرورت ہے اور اس کو لیٹ نہیں کرنا چاہئے۔ وزیر قانون جو کہ یہاں تشریف فرما ہیں، وہ فوراً اس پر ایکشن لیں اور اس کو یقینی بنائیں کہ زمینداروں اور کسانوں کو کھاد پورے نرخوں پر دستیاب ہو۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ کل میں نے ایک سوال وزیر قانون کے گوش گزار کیا تھا اور مجھے پتا چلا ہے کہ وہ اس کا جواب بھی دینا چاہ رہے ہیں۔ میرا گلاب دیوی ہسپتال کے حوالے سے سوال تھا۔

جناب سپیکر: وہ ان کی آمد تک pending کیا تھا Food minister صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں۔ انہوں نے جواب لے کر آنا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اچھا جی۔ ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی لیکن وہ شامل نہیں ہے۔ حالانکہ میں نے وہ دس دن پہلے کی دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کس میں شامل نہیں ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جو لسٹ آپ نے ابھی announce کی ہے اس میں شامل نہیں ہے۔ کھاد سے متعلق ہی میری تحریک التوائے کار تھی چونکہ انتظامیہ کھاد ڈیلروں سے ملی ہوئی ہے لہذا اس پر فوری ایکشن لینا چاہئے۔ زمیندار بیچارے مر رہے ہیں اور جلوس نکال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو کہہ دیا ہے، بھائی اب آپ دو دن کا انتظار کریں تو ان سے جواب بھی لیں گے۔ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس میں دو دن انتظار والی کوئی بات نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ تحریک table کر دی ہے تو ابھی جب اس کے جواب کے لئے متعلقہ آفیسران اور ڈیپارٹمنٹ سے کہا جائے گا تو اس پر ایکشن ابھی سے شروع ہو جائے گا اور انشااللہ تعالیٰ پرسوں تک آپ کو اس بارے میں تفصیل سے آگاہ کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، وزیر صحت!

گلاب دیوی ہسپتال سے متعلق ایک سوال کا جواب

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے ان کے آنے سے پیشتر بھی جواب دینے کی کوشش کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ وہ آئیں گی تو جواب دیں۔ آپ نے گلاب دیوی ہسپتال کے بارے میں پوچھا تھا کہ جہاں پر ایک مریضہ ممتاز بیگم داخل ہے تو ان کے بارے میں، میں نے ایم۔ ایس سے بات کی ہے اور ابھی مجھے صبح جو رپورٹ ان کی آئی ہے تو وہ وہیں پر داخل ہے اور ان کی investigations ہو رہی ہیں اور ان کا آپریشن کروا دیا جائے گا اور اس کے ساتھ آپ نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں ذکر کیا کہ زکوٰۃ فارم دیا گیا تھا لیکن اس پر عمل نہیں ہوا تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ وہ فارم نامکمل تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے ہدایات

جاری کر دی ہیں اور ان کا فری آپریشن کر دیا جائے گا۔اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہاں پر جنریٹر خراب ہیں اور وہاں پر پانی کی فراہمی کا بھی مسئلہ تھا تو میں نے اس سلسلے میں بھی بات کی ہے اور جنریٹر ٹھیک ہو چکا ہے چونکہ 200 کے وی کا جنریٹر تھا اور عام وہاں پر لگ نہیں سکتا تھا وہ ٹھیک ہو چکا ہے اور لفٹ بحال ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہے تو پلیز آپ وہ کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!وہاں پر لفٹ بھی خراب ہے،اس کا بھی ذکر کیا تھا۔ میں وزیر موصوف صاحب کی ممنون بھی ہوں کہ انہوں نے فوری طور پر اس کا action لیا اور دعائیں بھی ہوں گی جس، جس کا کام ہو گا وہ ان کے لئے دعائیں بھی کریں گے تو لفٹ کے حوالے سے بھی مریض بڑے پریشان ہیں۔

جناب سپیکر: اب ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہیے۔جی!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی،وہ لفٹ بھی اس میں شامل ہے،لفٹ بھی وہاں پر شروع ہو گئی ہے اور یہاں سے اس محترمہ کے کوئی عزیز تھے ان کو میں نے ہسپتال بھجوا بھی دیا ہے،ان کا علاج بھی ہو رہا ہے اور جلد ہی ان کا آپریشن بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،جناب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے ساؤنڈ سسٹم میں کوئی ایسا defect ہے کہ آپ پورے ہاؤس کے ممبران سے پوچھ لیں کہ جب بھی کوئی ممبر بولتا ہے تو اس کی سمجھ نہیں آتی،اس کی آواز بالکل پھٹ سی جاتی ہے اور سمجھ نہیں آتی تو میری یہ request ہے کہ آپ کسی بھی expert سے چیک کروائیں،اس سسٹم کی آواز میں واقعی defect ہے اور اس کے سمجھنے میں کافی دقت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جو خرابی ہے اس کو دور کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب کل یہاں سے احمد علی اولکھ جواب دے رہے تھے تو ایک تو ان کی بات سمجھنا ویسے ہی بڑا مشکل ہے اور دوسرا اس میں تو بالکل سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہی آپ نے سنی ہو گی اس لئے آپ کہہ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جو نوانی صاحب فرما رہے ہیں یہ پچھلے پانچ سالوں سے problem ہو رہی ہے کہ یہ sound system کی problem جو ہے بارہا پہلے افضل ساہی صاحب سپیکر تھے، آپ بھی یہاں موجود تھے، ہم بھی تھے تو اس وقت بھی یہ مسئلہ point out کیا گیا تھا، مگر اس کا آج تک حل نہیں ہو سکا تو اس لئے میں نے تو کہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جب تک ہمیں کسی کی بات کی سمجھ نہ آئے تو اس وقت تک ہم debate میں کیسے حصہ لے سکتے ہیں؟ اس لئے اس کو فی الفور ٹھیک کروایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو ٹھیک کروائیں، دو دن آپ کے پاس ہیں، دو دن میں ٹھیک کروائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سپیکر جو خراب ہے، یہ ساؤنڈ سسٹم جو خراب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں خراب نہیں ہوں۔ (قہقہے)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سپیکر نہیں، سپیکر نہیں۔

جناب سپیکر: یہ لاؤڈ سپیکر ہے۔ دیکھیں! بات سنیں، بیٹھیں، آپ کا بنایا ہوا سپیکر خراب نہیں ہے۔ یہ جو انہوں نے بنایا ہے، وہ لاؤڈ سپیکر ہے، وہ لاؤڈ سپیکر خراب ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر معذرت کرتی ہوں اور اپنے الفاظ ٹھیک کرتی ہوں کہ ساؤنڈ سسٹم کا جو مسئلہ تھا وہ پچھلی گورنمنٹ میں بھی بہت دفعہ take up ہوا تھا کہ بولنے کی دقت ہوتی تھی لیکن اس کے اوپر جو estimate لگا تھا وہ تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کا لگا تھا اور

یہ decide ہوا تھا کہ جب نئی اسمبلی کا ہال بن رہا ہے تو یہ سسٹم ادھر install کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ یہ چھوٹی close meetings کے لئے رکھا جائے گا لہذا اس کو ٹھیک کیا گیا اور یہ بڑا اچھا سسٹم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اتنی خطیر رقم خرچ کرنے کی بجائے یہ نئی اسمبلی میں جب ساؤنڈ سسٹم لگے گا تو وہ ٹھیک رہے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تک یہ نیا حال بنتا نہیں ہے تو اس کا ساؤنڈ سسٹم خراب رہے، ہم کسی debate میں حصہ نہ لیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ ہم اس کو چیک کروائیں گے، کیوں ہم ایسے چھوڑیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! دیکھیں بات یہ ہے کہ اس کو ٹھیک کروائیں، جب نئے ہاؤس میں جائیں گے تو پھر دیکھا جائے گا کہ وہاں پر کیا ہے، کیا نہیں ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! کل ٹی وی پر Leader of the Opposition نے سپیکر خراب ہونے کا الزام ہماری گورنمنٹ پر لگایا ہے تو اس کو وہ ذرا explain کر دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کیا الزام لگایا، میرے اوپر کہ آپ کے اوپر؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: یہی کہ اپوزیشن نے اور سب نے مل کر سپیکر ہم نے سارے توڑ دیئے ہیں اور دوسری ایک ضروری بات میں آپ کے سامنے لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں House in order ہو تو بات سمجھ میں ضرور آتی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! Leader of the Opposition نے کہا ہے کہ یہ ہم نے توڑ دیئے ہیں، پچھلی اپوزیشن نے، وہ اس کو ذرا explain کر دیں۔ دوسرا میں نے یہ کہنا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا توڑے ہیں، مجھے ابھی سمجھ نہیں آئی؟
محترمہ عارفہ خالد پرویز: کل انہوں نے ٹی وی پر سپیکر کے بارے میں کچھ کہا ہے۔ وہ ذرا دوبارہ بتا دیں؟
جناب سپیکر: وہ میرے بارے میں یا اس ساؤنڈ سسٹم کے بارے میں؟ (شور وغُل)

نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز
کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کدھر ہیں شیخ صاحب!
شیخ علاؤالدین: جی، جناب سپیکر!۔۔۔
جناب سپیکر: آپ کی یہ تحریک پڑھی گئی تھی؟ میرے خیال میں آج 13 تاریخ تک یہ pending تھی۔ رانا صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک پڑھی گئی تھی، یہ آج تک pending کی تھی، اس کے بارے میں کوئی آپ بیان فرمائیں گے؟
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سب سے پہلے جو حج کوٹا کا معاملہ ہے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں، اگر آج اس پر کوئی فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ آپ کو پتا ہے کہ تھوڑے سے دن ہیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو حج کوٹا سے متعلق محترم شیخ صاحب نے یہ معاملہ اٹھایا تھا، واقعی یہ بڑی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن ہاؤس کی بھی sense یہی تھی، تمام ممبران یہ چاہتے تھے کہ اس میں ایم پی ایز کا کوٹا ہونا چاہیے تو اس سلسلے میں کائرہ صاحب نے اس دن ذمہ داری لی تھی، کائرہ صاحب آج پھر موجود نہیں ہیں لیکن میری information کے مطابق شیخ صاحب کا بھی میرا خیال ہے کہ اس بارے میں knowledge کافی update ہوتا ہے۔۔۔(شور وغُل)

جناب سپیکر:.Order please ,order in the House کتنی ضروری بات ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایم این ایز کے دس اور ایم پی ایز کے پانچ کا کوٹا مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس کو مزید confirm کرنے کے لئے اگر شیخ صاحب اس بارے میں کوئی بات کرنی چاہتے ہیں تو کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے کہ اس میں پہلے بھی چھ دن ضائع ہو گئے ہیں، درخواستوں کا ٹائم شاید دو دن باقی رہ گیا ہے تو میں یہ چاہ رہا تھا کہ آج اس پر حکومت یہ کہہ دے کہ ایم پی ایز کو پانچ سیٹیں، اول تو ایم پی ایز کو دس سیٹیں ملنی چاہییں، اگر ایم پی ایز کو پانچ سیٹیں بھی مل رہی ہیں تو آج ہی کہہ دیں تاکہ دو دن میں درخواستیں مکمل ہو جائیں اور میری دوسری گزارش اس میں یہ تھی کہ مرکزی حکومت سے یہ کہا جائے کہ انہوں نے بغیر tender کے پی آئی اے کو یہ سارے کا سارا contract دیا ہے جس کی وجہ سے دو لاکھ روپیہ حج کا خرچ بن گیا ہے تو اس کو subsidize کیا جائے یا کم از کم اور کچھ نہیں ہو سکتا تو جو ہمیں ایم پی ایز کو سیٹیں مل رہی ہیں اس میں تو کوئی subsidize کیا جائے، فیڈرل گورنمنٹ کوئی subsidize کرے تاکہ غریب لوگ اور عام لوگ بھی حج کر سکیں۔ اب دو لاکھ روپیہ تو بہت بڑی رقم ہے اور اس کے اندر صرف دو دن رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر کائرہ صاحب تو یہاں تشریف نہیں رکھتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ کائرہ صاحب کافی دنوں سے نہیں آرہے لیکن ہمارے الحمدللہ انتہائی قابل رانا ثناء اللہ صاحب یہاں پر موجود ہیں، یہ بات کر لیں، پانچ، چھ دن سے یہاں سے یہ معاملہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب کل تو اجلاس نہیں ہوگا، اب تو یہ 15 تاریخ کو اجلاس آئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ بہت ہی اہم نوعیت کا معاملہ ہے، آج اگر فیصلہ کر دیں تو سب کو پانچ پانچ سیٹیں مل جائیں حالانکہ پانچ سیٹیں کم ہیں لیکن چلیں پانچ ہی مل جائیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک کوٹے کا معاملہ ہے وہ تو جیسے میں نے عرض کیا کہ پانچ حج درخواستوں کا کوٹا مقرر ہو چکا ہے۔ اب اس میں جو شیخ صاحب دوسری بات کر رہے ہیں تو اس میں ایک ہی طریقہ ہے، شیخ صاحب نے بھی اور غالباً یہاں پر اور دو تین معزز ممبران نے بھی اس کی طرف توجہ دلوائی تھی کہ اس کو open tender کر دیا جائے اور دوسری جو فضائی کمپنیاں ہیں ان کو بھی یہ allow کیا جائے کہ وہ اس میں bid کریں اور یہ کم سے کم کرایہ جو کمپنی offer کرے اس کو موقع دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں ٹائم ہے یا اب اتنے عرصے میں یہ سارا کچھ ممکن ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا، اس بارے میں وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے ہی اس کا کوئی واضح جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کے بعد جب کارروائی یہاں سے ختم ہو گی، راناصاحب اپنے آفس میں بیٹھیں گے تو آپ ان سے دو منٹ وہاں بیٹھ کر بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: اچھا، بہت شکریہ لیکن میں ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب pressed or not pressed.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ NAS airline جو تھی اس نے اس سے بہت کم پیسوں میں حاجیوں کو لے جانے کے لئے کہا تھا اور استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ حج کا سارا process صوبائی حکومت کو دے دیا جائے اور میں گارنٹی دیتا ہوں کہ میں فی حاجی پچاس ہزار روپے کم کروا کر دوں گا۔ لہذا میں دوبارہ عرض کروں گا کہ پنجاب کے حاجیوں کا معاملہ پنجاب کو دے دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی تجویز راناصاحب نے سن لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بیٹھیں گے تو آپ کا معاملہ settle ہو جائے گا اور اس میں بہتری ہو گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 465 ہے۔ میں نے اس میں یہ لکھ کر دیا تھا کہ سابقہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کے باعث اموات ہو رہی ہیں اور خودکشیاں ہو رہی ہیں لیکن اس میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کے باعث ذرا اس کی تصحیح کی جائے کہ سابقہ حکومت کی پالیسیوں کے باعث اموات ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: ریکارڈ درست کر لیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 347 بھی شیخ صاحب کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز. Order in the House. وہ تحریک پڑھ رہے ہیں۔

لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیدادوں کی تفصیل

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لیکویڈیشن بورڈ نے جتنی بھی کوآپریٹو کمپنیوں کی جائیدادیں فروخت کی ہیں ان کی مکمل سکروٹنی ہونا بے حد ضروری ہے جس کی تازہ ترین مثال رحمان پلازہ کوئنز روڈ پر بیچی گئی پراپرٹی ہے جس میں ایک ایسی پارٹی کو جو زیادہ رقم دینے پر تیار تھی اور جس کی earnest money بھی پوری تھی کو بدنیتی کی بنا پر main bid میں شامل نہ کیا گیا۔ اسی طرح لیکویڈیشن بورڈ نے بہت سی کوآپریٹو کمپنیوں کی جائیدادیں جس طرح بیچی ہیں ان کو ایوان کے علم میں لانا بہت ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں لیکویڈیشن بورڈ نے جو جواب بھیجا ہے اس سے پہلے بھی شیخ علاؤالدین صاحب نے تحریک التوائے کار نمبر 22 پیش کی تھی۔ یہ جواب اس طرح سے ہے کہ P.C.B.L تمام پراپرٹی open auction کے تحت فروخت کرتا ہے۔ P.C.B.L سب سے پہلے جائیدادیں evaluate کراتا ہے۔ اس کے بعد اخبارات میں اشتہارات برائے فروخت دیتا ہے۔ اس کے بعد seal bids مقررہ تاریخ پر auction committee بولی

دینے والوں کی موجودگی میں کھولتی ہے۔تین زیادہ بولی دینے والوں کے درمیان قیمت بڑھانے کے لئے مقابلہ کروایا جاتا ہے۔سب سے زیادہ بولی دینے والے کی bid کو P.C.B.L میٹنگ میں پیش کر دیا جاتا ہے اور بورڈ کی منظوری کے بعد جائیداد فروخت کر دی جاتی ہے۔جہاں تک رحمان پلازہ کا تعلق ہے۔رحمان پلازہ میں مندرجہ بالا طریق کار کو اپناتے ہوئے فروخت کرنے کے لئے اخبار میں مورخہ 20۔مئی 2006 کو اشتہار دیا گیا۔سب سے زیادہ بولی 75 لاکھ 15 ہزار آئی جسے بورڈ میٹنگ میں منظور ہونے کے لئے رکھا گیا مگر قیمت کم ہونے کی وجہ سے بورڈ نے اسے نامنظور کر دیا اور ہدایت کے مطابق اس جائیداد کو دوبارہ فروخت کرنے کے لئے اخبارات میں مورخہ 14۔جون 2007 کو اشتہار دیا گیا۔زیادہ بولی دینے والوں کی موجودگی میں seal bids کھولی گئیں جن کی تعداد پانچ تھی۔ان میں سے قیمت کے لحاظ سے اور سابق طریق کار کے مطابق تین زیادہ بولی دینے والوں کے درمیان قیمت بڑھانے کے لئے مقابلہ کروایا گیا۔سب سے زیادہ قیمت دینے والے کی پیشکش کو بورڈ میٹنگ میں پیش کیا گیا جو بورڈ نے سب سے زیادہ offer ایک کروڑ 26 لاکھ بنام احمد ظفر منظور کر لی۔

جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا یہ جواب ہے لیکن یہ وہی جواب ہے جو تحریک التوائے کار نمبر 22 کے ضمن میں دیا گیا تھا۔جن خدشات کا اظہار شیخ صاحب نے کیا ہے وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔میں نے آج تین بجے چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ کو بلایا ہے لہذا آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں، شیخ صاحب بھی تین بجے میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور ان کی موجودگی میں اس معاملے کو sort out کر لیا جائے گا اور اگر اس میں کوئی ایسی کوتاہی پائی گئی یا جس خدشے کا اظہار شیخ صاحب نے کیا ہے اگر ہوا تو اسے sort out کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ مطمئن ہو جائیں گے اور اسے pending کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے محترم لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں آپ اسے pending کر دیں۔میں ان کے سامنے بات کروں گا اور یہ بات ثابت کروں گا کہ ابھی تک وہ bid ان کے سامنے پڑی ہوئی ہے لیکن انھوں نے اس کو ignore کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 349/08 بھی آپ کی ہے۔

گاڑیوں کی چوری روکنے کے لئے ٹریکر سسٹم شروع کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں چوری شدہ گاڑیوں کی بازیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔لاہور کے علاوہ صوبے کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں روزانہ بے شمار گاڑیاں چوری ہوتی ہیں یا چھینی جاتی ہیں۔یہ امر بھی کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں افغانستان سمگل کر دی جاتی ہیں اور بہت سی گاڑیاں dismantle کر کے پارٹس کی شکل میں فروخت کر دی جاتی ہیں۔اگر نئی یا 10 سال تک پرانی گاڑیوں کو accidental rate سے پرکھا جائے تو یہ کباڑ مارکیٹوں میں دستیاب پرزہ جات کی بھرمار سے کسی صورت مطابقت نہیں رکھتا۔یہ وہ نکتہ ہے جس میں ارباب اختیار کو سمجھ کرنا سمجھی کا سامنا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر پنجاب میں تمام گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کو ایک Tracker System کے تحت منسلک کیا جائے جس کے لئے پنجاب Excise Department میں بہت کم سرمایہ سے حکومت کو Tracker System شروع کرنا چاہیے۔جن کو بہت تھوڑے معاوضے پر ٹوکن ٹیکس کے ساتھ وصول کیا جائے۔یہ سارا کام پولیس کے انٹی کار لفٹنگ ڈیپارٹمنٹ پر اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم سرمائے سے مکمل ہو سکتا ہے۔جس کا بڑا حصہ بھی انشورنس کمپنیوں سے وصول ہو سکتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح محرک نے اس تحریک میں یہ درج کیا کہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ سے کہا جائے وہ اس سسٹم کو شروع کروائے۔اس لئے یہ تحریک ایکسائز اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئی تھی لیکن ان کی طرف سے جواب آیا ہے کہ یہ معاملہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے تو اب یہ تحریک التوائے کار ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئی ہے اور 15-8-2008 تک اس کا جواب آ جائے گا لہذا اسے مورخہ 15-اگست تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار مورخہ 15-اگست تک pending کی جاتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پہلے بھی ساؤنڈ سسٹم کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ ابھی رانا صاحب نے جو فرمایا ہے ہمیں سمجھ نہیں آیا۔ اس لئے ان کا سپیکر، آپ نہیں بلکہ یہ سپیکر تھوڑا سا بڑا کر دیا جائے چونکہ رانا صاحب بڑے حلیم طبع ہیں۔ سنا تو یہ تھا کہ بڑے انقلابی ہیں لیکن آج کل زیادہ ہی حلیم طبع ہو گئے ہیں اور ان کی گفتگو بڑی نرم ہوتی ہے اور لہجہ بھی بڑا نرم ہوتا ہے مگر ہم سننے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اسے ٹھیک کروایا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس لئے ان کا سپیکر ذرا بڑا کر دیا جائے جیسے سابقہ لاء منسٹر راجہ بشارت کا تھا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: آپ کی بات کی سمجھ آ رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ کو پہلے سمجھ نہیں آتی تھی لیکن اب آئے گی۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے میری گزارش پر توجہ نہیں دی۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھے اور میں نے اسی دوران کہہ دیا تھا کہ اس کو درست کرائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: بہت مہربانی۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مال روڈ پر ٹریفک نظام کی خرابی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔معاملہ یہ ہے کہ کل اچانک مال روڈ پر ریگل چوک سے لے کر سٹیٹ بنک تک یعنی ہائی کورٹ چوک تک مال روڈ کی مین ٹریفک جو ٹیمپل روڈ کی طرف سے آتی ہے اسے سروس روڈ پر ڈال دیا گیا ہے جس وجہ سے نہ صرف مال روڈ کی ٹریفک کا نظام درہم برہم کر دیا گیا ہے بلکہ پارکنگ بھی ختم کر دی گئی ہے۔میں نے اس سلسلے میں ایس پی ٹریفک حسین حبیب سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ میں نے مال روڈ پر ٹریفک کے لوڈ کو divert کیا ہے۔میں نے کہا کہ کوئی قانون یہ اجازت نہیں دیتا کہ آپ مین ٹریفک سروس روڈ پر ڈالیں۔اس وجہ سے مال روڈ کے تاجروں میں بہت زیادہ غم وغصہ ہے۔وہاں پر تو پارکنگ بھی نہیں رہنے دی گئی اور سروس روڈ پر ٹریفک چلائی جا رہی ہے۔لہذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ محترم رانا ثناء اللہ صاحب سے کہا جائے کہ ٹریفک والوں سے پوچھیں کہ آخر انھوں نے یہ زیادتی کیوں کی ہے؟ اگر ہم نے اس بارے میں آج کوئی action نہ لیا تو ابھی وہاں پر کالے بیز لگیں گے پھر ہنگامہ ہو گا۔ایک ٹریفک جو 60 سال سے service road پر کبھی نہیں چلی، وہ customers کی parking کے لئے ہے، لوگوں کی facility کے لئے ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر آپ ابھی حکم صادر فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب یہ معاملہ ابھی ہاؤس کے notice میں لائے ہیں۔ میں اس کے متعلق معلومات لیتا ہوں اور اس کا جو بھی جواب موصول ہوا وہ میں ان کی نذر کر دوں گا۔ شیخ صاحب نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے، کوشش کریں گے کہ ٹریفک والے اس عمل کو روک دیں اور service customers کے لئے جو جگہ ہے اس کو انہی کے لئے خالی رہنے دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب! بہت شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شاہ صاحب! آپ کو میری بات سمجھ آ رہی ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: کچھ آئی ہے، کچھ نہیں آئی۔رانا صاحب! دراصل آپ کا مائیک راجہ صاحب کی طرح ذرا بڑا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! معاف کرنا، آپ میرے لئے بہت ہی محترم ہیں مگر میں جو بات کر رہا ہوں وہ غلط نہیں۔ میں آپ کو خدانخواستہ کوئی ایسی بات بھی نہیں کہہ سکتا لیکن آپ کو اجازت لے کر اور مجھ سے مخاطب ہو کر بات کرنی چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ: I am sorry. میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بھی مجھے بہت عزیز ہیں، بہت پیارے ہیں اس لئے میں بھی آپ سے پیار و محبت کی بات کر سکتا ہوں، کوئی اور بات نہیں کر سکتا۔ میرا رانا صاحب کو کوئی قطعاً taunt کرنے کا مقصد نہیں تھا۔ حقیقت یہی ہے اور میں نے آپ سے یہی گزارش کی ہے جس پر آپ نے مہربانی فرمائی۔ رانا صاحب نے کہا "سمجھ آئی؟" تو میں نے حقیقت بیان کی ہے کہ کچھ آئی ہے اور کچھ نہیں آئی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آج صبح جب میں فیصل آباد سے لاہور آ رہا تھا تو میں نے یہ دیکھا کہ فیصل آباد سے لاہور کی سڑک کے اوپر، خاص طور پر شیخوپورہ تک ٹریفک پولیس کو ہٹا کر ہائی وے پٹرولنگ کو یہ ڈیوٹی دے دی گئی ہے کہ وہ ٹریفک کو کنٹرول کریں۔ میری یہ استدعا ہے کہ ہائی وے پٹرولنگ ٹریفک کے حوالے سے trained نہیں ہے۔ میں جس چوک سے بھی گزرا ہوں وہاں پر ٹریفک کنٹرول نہیں ہو رہی تھی تو یہ بغیر کسی وجہ کے جو تبدیلی کی گئی ہے صحیح نہیں ہے۔ یہ ڈیوٹی ان لوگوں کو دے دی گئی ہے جو کہ trained نہیں ہیں۔ اس سے ٹریفک کے حادثات بڑھیں گے لہذا اس کا فوری notice لیا جائے۔ شکریہ

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اپوزیشن کی ایک خاتون ممبر جس طریقے سے بیٹھی ہوئی ہیں کیا اس طرح ہاؤس میں بیٹھنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: کیسے بیٹھی ہوئی ہیں؟ میں نے notice نہیں لیا۔ I am sorry میں دیکھ نہیں سکا۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: [*********************]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ غلط بات ہے، میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔اس کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

صوبہ میں امن وامان کی صورت حال پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے میں امن وامان پر بحث ہے۔بحث کا آغاز وزیر قانون اپنی تقریر سے فرمائیں گے۔دیگر معزز اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔رانا صاحب کے بعد قائد حزب اختلاف بات کریں گے اور پھر باقی ممبران اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔درمیان میں کوئی cross talk نہیں ہوگی۔یہ بڑی اہم بحث ہے اور جن صاحبان نے حصہ لینا ہے وہ اپنے نام بھجوادیں۔آج جتنے ممبران بات کر سکتے ہیں وہ کر لیں گے باقی ممبران انشاء اللہ تعالیٰ اگلے امن وامان پر بحث کے دن بات کریں گے۔جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آج ہم امن و امان پر بحث کا آغاز کرنے جارہے ہیں۔بنیادی طور پر ریاست کا concept اسی بات سے منسلک ہے۔انسان کو جب ریاست کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلی بات یہ تھی کہ اس کی جان و مال، عزت اور کاروبار کی حفاظت ممکن ہو سکے۔کسی معاشرے، state یا ملک میں بسنے والے انسانوں کو اپنی عزت، جان و مال اور کاروبار کی حفاظت درکار ہوتی ہے۔اس کے بغیر کوئی معاشرہ یا کوئی ملک نہ تو آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی قائم رہ سکتا ہے۔یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری ہے کہ اس میں بسنے والے شہریوں کی حفاظت کو ensure کیا جائے اور ریاست اس ذمہ داری کو قبول کرے۔

جناب سپیکر! آج کے ترقی یافتہ دور میں ویسے تو ہر طبقہ امن وامان کی صورتحال میں اپنا اپنا کردار ادا کرنے کا پابند ہے کیونکہ جب تک تمام طبقات اپنا اپنا حصہ ادا نہ کریں اس وقت تک ایک مثالی امن وامان کی صورتحال قائم نہیں ہو سکتی لیکن law enforcing agencies کا کردار نمایاں ہے اور اس میں پولیس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اس کے بعد انصاف فراہم کرنے والے ادارے ہیں

جس میں عدلیہ کا ادارہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے، جب تک یہ دونوں ادارے اپنا اپنا کام merit پر اور صحیح انداز میں سرانجام نہ دیں تو کوئی بھی معاشرہ یا ریاست امن وامان کو یقینی نہیں بنا سکتی۔

جناب سپیکر! ویسے تو تقریباً پچھلے 60 سالوں سے پاکستان میں یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ پولیس کو service oriented force بنایا جائے۔ وہ صرف crime fighter نہ ہو بلکہ وہ لوگوں کی خدمت کے اوپر مامور ہو۔ سب سے بڑی بات جس کی لوگوں کو شکایت ہے کہ تھانہ کلچر کو اس انداز میں بہتر بنایا جائے کہ ایک عام آدمی، ایک شریف آدمی اور ایک law abiding citizen جب تھانے میں جائے تو وہاں پر وہ سکون محسوس کرے، حفاظت اور تحفظ محسوس کرے۔ وہ وہاں پر جانے سے کسی طور پر بھی خوفزدہ نہ ہو۔ اس سلسلے میں مجھے یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ آج تک جتنی بھی کوششیں کی جاتی رہی ہیں وہ اس حد تک بارآور نہیں ہوئیں جیسا کہ اس ملک میں بسنے والے 16 کروڑ عوام کی سوچ یا نظریہ ہے کہ ہماری پولیس کا نظام یا تھانہ کلچر اس طرح کا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس وقت موجودہ حکومت کو جو سب سے بڑی مشکل صورتحال کا سامنا ہے وہ پولیس آرڈیننس 2002 ہے۔ اس کو نافذ کیا گیا لیکن نافذ کرنے سے پہلے نہ تو وفاقی سطح پر اور نہ ہی کسی صوبے میں زیر بحث لایا گیا۔ پولیس ایک Provincial subject ہے لیکن اسے کسی منتخب ادارے میں یا اس ہاؤس میں پیش نہیں کیا گیا۔ یک طرفہ طور پر اسے ترتیب دے کر، ہماری ground realities کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے نافذ کر دیا گیا اور نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے 6th schedule میں ڈال کر اس بات کی پابندی بھی لگا دی گئی کہ غالباً 2009 تک یہ ہاؤس اس میں amendment نہیں کر سکتا جو کہ ایک Legislative ادارہ ہے اور جسے اس صوبے کے آٹھ کروڑ لوگوں نے اپنے قوانین کو بنانے اور ان قوانین میں عوام کی ضروریات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق amendment کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔ اسے بھی اس بات سے روک دیا گیا کہ اس میں کسی قسم کی amendment نہ کی جا سکے۔ اس مجبوری اور limitation کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت within the rule جو کچھ کر سکتی ہے اس کے مطابق ہم نے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات شروع کئے ہیں۔ میں مختصراً وہ ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! انصاف فراہم کرنے والا معزز ادارہ جسے ہم عدلیہ کے نام سے جانتے ہیں ہم نے سب سے پہلے وہاں پر موجود کام کرنے والے judges کی بنیادی تنخواہ میں تین گنا اضافہ اس امید

اور یقین دہانی کے ساتھ کیا ہے کہ عدلیہ merit کے اوپر یعنی جو تقاضے ہیں، جو اس قوم کی امیدیں ہیں اس کے مطابق اس قوم کو انصاف فراہم کرے گی۔اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے special efforts کیں کیونکہ عدلیہ ایک آزاد ادارہ ہے وہ گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے، گورنمنٹ کسی قسم کی direction pass نہیں کر سکتی۔ ہم نے ایک request کے انداز میں، وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی اور میں نے خود جا کر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے ملاقات کی اور اس بارے میں ہمارے پاس جو informations ہیں، ہمارے پاس اس بارے میں جو معاملات تھے وہ ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کئے ہیں۔ حکومت کی طرف سے انہیں یہ convey کیا گیا ہے کہ موجودہ حکومت اس صوبہ میں بسنے والے لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لئے ہر وہ وسیلہ خرچ کرنے کے لئے تیار ہے جو اس کے بس میں ہے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے اور اس صوبہ کے عوام کو انصاف کی فراہمی سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس سلسلے میں انہیں buildings، allowances اور salaries کے معاملے میں جو ان کی خواہشات تھیں اس کے مطابق پورا کیا جا رہا ہے۔judicial academy کا قیام ہوگا اور اس میں judicial officers اور law officers کی training کا اہتمام ہوگا۔اس کے لئے فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ جس جس field میں انہوں نے نشاندہی کی ہے اس بارے میں ان کو وہ سہولتیں فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے اور صرف ایک request کے ساتھ کہ وہ عدلیہ سے bad elements کو eliminate کریں اور عدلیہ کے متعلق جو لوگوں میں تاثر پایا جاتا ہے اس تاثر کو دور کریں اور ایک ایسا انصاف فراہم کرنے والا ادارہ بنادیں جو نہ صرف اس ملک اور اس صوبہ میں انصاف فراہم کرے بلکہ وہ جیسے کہتے ہیں کہ انصاف صرف فراہم نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہوتا نظر بھی آنا چاہیے، لوگوں کو نہ صرف انصاف ملے بلکہ لوگوں کا اس ادارے کے اوپر یقین ہو کہ انہیں انصاف فراہم کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں دوسرا سب سے اہم ادارہ جو ہے وہ پولیس کا ہے۔ سب سے پہلے آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری پنجاب کے عہدے کے اوپر محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پوری طرح سے اس بات کو focus کر کے کہ ایسے لوگ جن کا career بالکل neat اور clean ہو اور وہ honest ہوں/ وہ نہ صرف اپنے محکمے میں بلکہ پورے معاشرے میں، پورے صوبے میں اور اپنی سروس میں بھی نیک نامی کے حوالے سے جانے جاتے ہوں۔انتہائی بہتر آفیسرز کا بطور آئی۔ جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کی تعیناتی کی گئی ہے۔آج یہ بات بھی میں معزز House

کے نوٹس میں لاتا چلوں کہ پچھلے پانچ سال اپوزیشن یہاں پر اس بارے میں مسلسل احتجاج کرتی رہی کہ جب بھی کبھی امن وامان کے مسئلے پر بحث کی بات ہو تو آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کو گیلری میں موجود ہونا چاہیے لیکن یہ بات ہمارے احتجاج تک ہی محدود رہی۔ انسپکٹر جنرل پولیس تو کبھی کبھار تشریف لاتے رہے لیکن ہوم سیکرٹری صاحب یہاں پر ایک ایسے صاحب جو ان پانچ سالوں میں زیادہ عرصہ رہے ہیں، جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ ایک بہت اوپر بیٹھے آدمی کے ذاتی دوست ہیں انہوں نے کبھی بھی اس معزز House میں آنا گوارا نہ کیا اور کبھی بھی انہوں نے یہاں پر آکر بیٹھنا گوارا نہ کیا۔

معزز اراکین حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جو سلوک ان کے آفس میں معزز اراکین کے ساتھ ہوتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر مجھے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے تمام اضلاع میں جو DPOs صاحبان ہیں ان کے متعلق مختلف انداز میں شکایات موصول ہوئی ہیں اور ان کا حکومت اور آئی جی پولیس اپنے طور پر جائزہ لے رہے ہیں اور ان میں سے بھی جو شکایات درست پائی گئیں کہ اگر کسی جگہ پر کسی DPO نے معزز ممبران کو due protocol اور عزت نہیں دی تو اس کے خلاف بھی action لیا جائے گا کیونکہ یہ بھی ہماری گورنمنٹ کی ترجیح ہے کہ معزز اراکین کو ان کے اضلاع میں اس law and order کی صورتحال سے پوری طرح سے منسلک رکھا جائے اور ان کو due protocol عزت اور احترام دیا جائے۔ نہ صرف معزز ممبران کو بلکہ عام آدمی کو بھی تھانے میں اور پولیس افسران کے دفتروں میں پوری طرح سے عزت و احترام دیا جائے لیکن corruption کے بارے میں حکومت کی جو پالیسی ہے وہ zero tolerance ہے۔ کسی بھی سطح پر یعنی District level، حلقہ level اور S.H.O level پر corrupt officer کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں جو بھی شکایات معزز ممبران کے through اور دوسرے ذرائع سے موصول ہوئی ہیں ان کے اوپر فوری طور پر action لیا گیا ہے اور آئندہ بھی اس بارے میں جو شکایت موصول ہو گی تو اس سلسلے میں قطعی طور پر کوئی tolerance نہیں دکھائی جائے گی۔ اس کے علاوہ جو سروس 15 ہے اور جو elite force ہے اس کو re-organize کیا جا رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پچھلے دور میں ایک یہ غلط روایت چلی تھی کہ سروس 15 کو اور elite force کو زیادہ تر protocol duty سے منسلک کیا جاتا تھا اور elite

forceکے جو جوان اور گاڑیاں تھیں وہ وزراء اور دوسرے V.I.Pاور V.V.I.Pکی حفاظت کے لئے مامور تھیں، گورنمنٹ نے یہ پالیسی اپنائی ہے کہ elite force کا کوئی بھی جوان crime fightingکے علاوہ کوئی اور ڈیوٹی سرانجام نہیں دے گا۔protocol duty کو ان سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔اسی طرح سے جو اشتہاری ملزمان ہیں یہ ایک بہت بڑا معاملہ ہے کہ اشتہاری ملزمان crime rateمیں اضافے کا موجب بنتے ہیں۔شیخوپورہ کا ڈسٹرکٹ اور گوجرانوالہ ڈویژن، خاص طور پر اس میں جو ڈسٹرکٹ گجرات ہے یہ اشتہاریوں کی جنت بنے ہوئے تھے اور یہاں پر لوگ دندناتے پھرتے تھے اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ہم نے اس معاملے کو بھی پوری طرح سے focus کیا ہے اور اس سلسلے میں اشتہاری ملزمان کی کافی بڑی تعداد نہ صرف گرفتار ہو چکی ہے بلکہ ہم نے اگلے تین ماہ میں اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ جو اشتہاری ملزمان ہیں اور اشتہاری ملزمان بھی وہ جو targeted offenderہیں، جو لوگ قتل اور ڈکیتیوں کی وارداتوں سے منسلک ہیں وہ اشتہاری نہیں جو صرف چھوٹے موٹے مقدمے میں عدالت سے مفرور ہیں اور وہ اشتہاری ہیں پولیس ان کو پکڑ کر اپنی گنتی پوری کر لیتی ہے بلکہ ایسے لوگ جو ڈکیتی اور دوسرے سنگین جرائم میں ملوث ہیں ان کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس کو targetدیا گیا ہے اور اس سلسلے میں جو head money ہے وہ بھی اہم ملزموں کی مقرر کی گئی ہے اور وہ لوگ جوان کی نشاندہی کریں گے ان کو اس انعام سے بھی نوازا جائے گا اور ان کا نام بھی صیغہ راز میں رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ جس طرح میں نے عدلیہ کا ذکر کیا ہے پولیس کو ہم نے یہ بات باور کروائی ہے کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی مراعات میں ، ان کی تنخواہوں میں یا ان کے operational apparatus میں اضافہ کیا جائے تو اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں نہ صرف موجودہ پولیس سروس کے لوگ ہیں بلکہ ایسے لوگ جو ریٹائر ہو چکے ہیں لیکن ان کے پاس تجربہ ہے اور انہوں نے اس صوبے کو serveکیا ہے انہیں بھی اس کا ممبر رکھا گیا ہے اور پولیس ڈیپارٹمنٹ سے as a Department یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ ایک ہاتھ وہ مراعات یا وہ deficiencies جو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں کم مل رہی ہیں وہ لائیں اور دوسرا ساتھ ہی ایک ایسا road mapاس صوبے کے عوام کو اور اس House کو پیش کریں کہ وہ کس طرح سے پولیس کا نظام درست کر سکیں گے، وہ کس طرح سے پولیس سے bad اور corrupt elements کو eliminateکریں گے اور وہ کس طرح سے لوگوں کو یہ یقین دہانی کروائیں گے کہ تھانے میں آنے

والا ہر شخص تحفظ محسوس کرے گا، خوف محسوس نہیں کرے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے آئی جی پولیس کو یہ کہا ہے کہ اگر ان کا یہ road map جس میں انہوں نے اس صوبے کے عوام کو ان کے جان و مال، کاروبار اور ان کی عزت کے تحفظ کی یقین دہانی کروانی ہے اگر وہ reasonable ہوا اگر وہ اس صوبے اور اس معزز ایوان کو قابل قبول ہوا تو جو وہ اس بارے میں مراعات کہیں گے وہ سب تسلیم کر لیں گے۔ میں معزز House کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہوں گا کہ law and order کی ایک میٹنگ میں آئی جی پولیس پنجاب نے یہ بات وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لائی کہ یہ جو ٹیلی فون کے اوپر وارداتیں ہوتی ہیں اور خاص طور پر جو اغواء برائے تاوان کی وارداتیں ہوتی ہیں وہ سب موبائل فون پر manage کی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب اس قسم کی کوئی واردات ہو جاتی ہے تو وہ موبائل فون detect کرنے کے لئے ہمیں پہلے ایک اور intelligence agency کے پاس جانا پڑتا ہے پھر ان کو information دینی پڑتی ہے اور پھر وہ وہاں سے detection کر کے ہمیں بتاتے ہیں اور بعض اوقات اس بارے میں کافی کوتاہی ہو جاتی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ مشین بڑی مہنگی ہے تو اس لئے یہ پولیس کے پاس نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے there and then orders کئے کہ اس کے لئے آپ کو جتنی بھی مشینیں چاہئیں، ایک چاہیے، دو چاہئیں، تین چاہئیں، اس کے اوپر جو بھی خرچ ہوا اور انہوں نے یہ بات سننا بھی گوارا نہیں کی کہ اگر وہ بہت قیمتی ہے تو اس کی کتنی قیمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ابھی یہ order کرتا ہوں کہ آپ اس کو منگوائیں، اس میں اپنے لوگوں کو trained کریں کیونکہ لوگوں کے جان و مال سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے سے متعلق کارکردگی ہے۔ آٹے کی سمگلنگ روکنے میں بھی 33 پوسٹیں بنائی گئی ہیں، اس کے اوپر بھی پولیس نے کافی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ marriage functions ہیں اور پتنگ بازی کی وجہ سے ڈور سے جو لوگ ہلاک ہوتے تھے گو اس قسم کے اکا دکا واقعات ہوئے ہیں لیکن جس طرح سے پچھلے سالوں میں یہ واقعات ہوتے رہے ہیں اس میں پولیس نے اس مرتبہ کافی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہاں لاہور میں جو ایک واقعہ ہوا تھا تو اس کے اوپر بڑا سخت ایکشن لیا گیا اور اس کے بعد ان واقعات کا تدارک ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام بنکوں اور بڑی مارکیٹوں میں بھی کیمروں کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس کی مدد سے کافی سارے لوگ پکڑے بھی گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک اور منصوبہ ہے۔ایک فرم کے لوگ مجھے ملنے کے لئے آئے تھے،ان کے پاس کوئی اس قسم کی ٹیکنالوجی ہے کہ جس طرح وائرلیس کے ذریعے سارا شہر آڈیو level پر connected ہوتا ہے توان کے پاس کوئی ایسا سسٹم ہے کہ وہ پورے شہر کو through video camera in one room کنٹرول کرتے ہیں۔اس کے بارے میں بھی گورنمنٹ کا یہ خیال ہے کہ اس تجویز میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو کوئی بہتری نظر آئی تو اس کے اوپر بھی جتنا پیسا خرچ ہوا گورنمنٹ وہ خرچ کرنے کو تیار ہے تاکہ لوگوں کو امن وامان کی بہتر صورتحال میسر آئے۔اس کے ساتھ ہی کچھ اور باتیں ہیں تو جب میں اس بحث کو conclude کروں گا تو وہ میں معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔معزز ایوان اور تمام ممبران سے میری یہ گزارش ہو گی کہ وقت کی کوئی قید نہیں ہے اس سلسلے میں آج کے بعد کوئی دوسرا یا تیسرا دن بھی مختص کرنا پڑا تو کریں گے کیونکہ اس وقت تمام معاملات in making ہیں۔پولیس نے اپنا road map کہ کس طرح سے انہوں نے اپنی پولیس کو بہتر بنانا ہے، کس طرح سے انہوں نے اسے service oriented بنانا ہے اس کی تیاری ہو رہی ہے اور اسی طرح سے حکومت نہ صرف پولیس آرڈر میں ترمیم بلکہ اس حوالے سے باقی معاملات کے اوپر غور کر رہی ہے اس لئے یہ انتہائی اہمیت کا حامل وقت ہے کہ اس سلسلے میں اگر اس وقت اس معزز ہاؤس کی تجاویز سامنے آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پولیس ڈیپارٹمنٹ بھی استفادہ کرے گا اور گورنمنٹ بھی استفادہ کرے گی اور ہم جو کام کر رہے ہیں اس سے ہمیں معزز ایوان کی تجاویز سے بہتر طور پر رہنمائی ملے گی تو میں اس سلسلے میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے لیکن وہ اپنے آپ کو emphasize رکھیں، focus رکھیں اور اس میں قطعی طور پر میرا یہ کہنا نہیں ہے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ پر تنقید نہیں ہو سکتی، پولیس ڈیپارٹمنٹ پر تنقید ہو سکتی ہے، آپ اس کی کارکردگی کا بھرپور طریقے سے تنقیدی جائزہ لیں لیکن ایک میری گزارش ہے کہ آپ تجاویز ضرور رکھیں کیونکہ ہم نہ صرف پولیس آرڈر کو آنے والے دنوں میں amend کرنے جا رہے ہیں بلکہ پولیس کے پورے سسٹم کو ہم re-organize کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پولیس افسران کا بڑا مصمم ارادہ ہے۔ان کی تجاویز انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے اور اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے رہنمائی کا باعث بنیں گی۔اس کے ساتھ میں آپ کا اور معزز ہاؤس کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ہاؤس کے لئے بحث کو open کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ابتدا میں یہ ارشاد فرمادیا کہ ان کے بعد میں بھی بات کروں گا اور پھر میں رانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تفصیل کے ساتھ ترجیحات بیان فرمائی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation، امن وامان کی ابتری پر اگر نظر نہ رکھی جائے تو لوگ بھوک تو برداشت کر لیتے ہیں لیکن اپنے گھروں کو لُٹا پُٹا دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ آج بھی کچھ ہمارے دیہی علاقوں میں پرانے آدمی جب ملتے ہیں تو گورے کے وقت کو یاد کرتے ہیں تو اس میں یہ نہیں کہ اس وقت کوئی خوشحالی تھی یا روزگاری زیادہ تھی یا انڈسٹری زیادہ لگی ہوئی تھی۔ اس وقت بھی مالی حالات بہتر نہیں تھے لیکن انہیں امن وامان کا تحفظ اس طرح کا تھا کہ وہ آج بھی اس دور کو یاد کر رہے ہیں۔ میں اپنی معروضات کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔ رانا صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے کہا کہ جتنا مرضی وقت لیا جائے لیکن تھوڑی سی تجاویز اور کام کی بات جو direct کر دی جائے تو وہی کافی ہوتی ہے۔ پہلے مرحلے میں تو میں آج کی صورت حال کے بارے میں آگاہ کروں گا اور بعد میں تجاویز کے حوالے سے اپنی کچھ معروضات پیش کروں گا۔ رانا صاحب کا ایک اور بھی شکریہ کہ انہوں نے آج اپنی تمام تقریر کے اندر یہ نہیں کہا کہ پچھلے 5 سالوں کی وجہ سے کل ڈاکے پڑے اور آج انہوں نے یہی کہا کہ اس وقت کے ذمہ دار ہم ہی ہیں یعنی انہوں نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ انہوں نے دو ضلعوں کا ارشاد فرمایا، شیخوپورہ اور گجرات میں واقعی crime rate زیادہ ہے لیکن میں لاہور کی بات کرنے لگا ہوں جو شاید ان کی نظر کرم کے نیچے نہیں ہے تو اب آ جائے گا کہ 12 تاریخ کے اخبار کے مطابق لاہور میں 17 ڈاکے پڑے اور 17 ڈاکوں کو چوری کی وارداتوں میں رجسٹر کیا گیا اور اتنے ہی واقعات رجسٹر کرنے سے انکار کیا گیا۔ ایک صوبائی دارالحکومت کے اندر ایک دن کے اندر 60 ڈاکے پڑ رہے ہوں تو پھر واقعی اس کے اوپر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا، اس وقت اس قسم کی صورت حال ہے کہ بے روزگاریاں، معطلیاں اور ہر اس طرح کی صورت حال کہ لوگ اپنے گھروں میں چولہا جلانے سے بھی قاصر ہو رہے ہیں، اپنی سانس کا ناتا قائم رکھنے سے بھی قاصر ہیں تو پھر اس طرح کی situations آتی چلی جاتی ہیں۔ اب صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ میں لاہور کی کالونیوں کی بات کر لیتا ہوں۔ وہ کبھی اس طرح کی بنی تھیں کہ وہ walk base کی طرح کی نظر آتی تھیں لیکن اب ایک ایک گلی کے اندر gates لگائے جا رہے ہیں اور وہ خود اپنے تحفظ کے لئے اپنے گارڈز رکھ رہے ہیں، وہ

سٹیٹ کے اوپر اعتبار نہیں کر رہے، سٹیٹ کے اوپر ان کا اعتماد مفقود ہونا یہ بات ہی ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے منہ سے نوالہ چھین کر اور بچوں کی pocket money curtail کر کے اپنے محلوں کے اندر گارڈز رکھ رہے ہیں۔ یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ سٹیٹ ایسا ماحول مہیا کرے۔ اب آپ اقبال ٹاؤن کو لے لیں، ٹاؤن شپ کو لے لیں، کسی بھی ٹاؤن کو لے لیں۔ پہلے چند ایک گلیاں تھیں اب ساری کی ساری گلیوں کے دونوں اطراف پر گیٹ لگ گئے ہیں اور ایک اس طرح کا ماحول ہے جس کا ذکر کرنا ایک آزاد مملکت کے زمرے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت خصوصاً کاروباری طبقہ بہت ہی زیادہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔ پچھلے دنوں اخباروں میں آیا ہے کہ انہیں کہا گیا ہے اور انہوں نے ٹیلی وژن پر آ کر حکومت کے لئے اپنی معروضات پیش کی ہیں، دکانداروں کو کہا گیا ہے کہ آپ لوگ اپنے گارڈز خود رکھیں۔ ان سے کہا گیا ہے کہ آپ اپنے خرچے پر close circuit cameras لگائیں۔ اگر انہوں نے ہی اس طریقے سے سب کچھ کرنا ہے تو ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ حکومت نے کیا کرنا ہے۔ لوگوں پر پہلے ہی بہت بوجھ ہے انہوں نے آٹے کے لئے لائنوں میں لگنا ہوتا ہے، انہوں نے گھی کے لئے لائنوں میں لگنا ہوتا ہے، انہوں نے کھاد کے لئے لائنوں میں لگنا ہوتا ہے اور رات کو گھر آ کر انہوں نے اپنی چوکیداری کرنی ہوتی ہے، یہ ایک ناممکن سی صورت حال بنتی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے میرے محترم لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب نے ارادے فرمائے ہیں کہ اس کو بہتری کی طرف لے کر جائیں گے۔ میں یہ گزارش کروں کہ دیہی علاقوں میں اب صورتحال یہ ہے کہ رات کو پانی لگانے کے لئے لوگوں نے جب جانا ہوتا ہے تو وہ ٹھیکری پہرے کی طرح لوگوں کو اکٹھا کرتے ہیں۔ ریڑھی بان یا سائیکلوں پر جو لوگ سبزیاں بیچنے والے جایا کرتے ہیں۔ ان کا کل اثاثہ سائیکل کے پیچھے رکھا ہوتا ہے۔ اس کی قیمت ہی صرف چار پانچ سو روپے ہوتی ہے جس کو گھر لے جا کر اس نے کھانا پکانا ہوتا ہے۔ ان سائیکل والوں سے سائیکل بھی چھین لئے جاتے ہیں اور وہ ٹریڈ بھی مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! ابتر صورتحال کے اندر بھی ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اس چیز کے لئے اگر اپوزیشن کی طرف سے انھیں کسی بھی قسم کا تعاون چاہیے یہاں مقصد صرف تنقید برائے تنقید نہیں ہے بلکہ اس وقت صورتحال ایسی ہو چکی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ترجیحات بدل گئی ہیں۔ یہ اس طرح بدل گئی ہیں کہ پولیس کو کسی اور کام پر لگا دیا گیا ہے کہ سیاست دانوں کو دبانا ہے اور جہاں کسی کیمرے اور صحافی نے پہنچنا ہے تو جو تصویر نہیں لی جانی چاہیے وہ تصویر روکنی ہے، چاہے وہ کیمرہ ایک کروڑ کا ہو

اس کو تم نے توڑنا ہے۔ تمھیں تو صرف تین دن کی معطلی ہو گی، بعد میں کسی اور تھانے کا S.H.O لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ہمیں اپنے رویے بدلنے ہیں یہ کہہ کر جان نہیں چھوٹ سکتی کہ ایوب خان نے یہ کیا تھا، ذوالفقار علی بھٹو نے یہ کیا تھا، فلاں نے یہ کیا تھا۔ ہم سب اپنے اپنے کئے کے ذمہ دار ہیں۔ جیسا کہ بائبل میں ہے کہ قیامت کے روز ہر کسی نے اپنی صلیب خود اٹھائی ہو گی۔ اب کہ یہ صلیب آپ نے خود اٹھانی ہے۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اپنی ترجیحات کے ساتھ ساتھ رویوں میں تبدیلی لائی جائے۔ ایک decency culture introduce کرایا جائے۔ میں نہایت ادب سے خصوصاً یہ بات آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں آپ بہت اعلیٰ روایات کے حامل خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی سے عزت کروانے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔ پولیس والے بھی پاکستان کے شہری ہیں، ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ان میں سے ایک پولیس میں چلا جاتا ہے، ایک آرمی میں چلا جاتا ہے اور ایک سیاستدان بن جاتا ہے لیکن سیاستدان بننے کے بعد اگر وہ اس دائرہ کار کے اندر رائیونڈ سے لے کر گلبرگ کے احاطے میں رہتا ہو تو اس کو یہ culture نہیں دینا چاہیے کہ اب پولیس کی عزت نفس ہے ہی نہیں۔ اب پولیس منہ چھپائے پھرتی ہے، اس نے کسی کو تحفظ کیا دینا ہے جو خود عدم تحفظ کا شکار ہے؟ ان کو اعتماد دیجئے اس سے ان میں جرأت آئے گی اور معاشرے کے مخالف لوگوں سے لڑنے کی جرأت آئے گی اور بڑے لوگ بڑی روایات پیدا کرتے ہیں اور بڑے لوگوں کے امین بڑی سوچ رکھتے ہیں اور بڑے لوگوں کے جو وارث ہوتے ہیں وہ ان کی اچھی روایات کے امین ہوتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ مسلم لیگ والے چاہے کسی بھی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مسلم لیگ کا نام آپ لوگوں کے ساتھ لگتا ہے۔ مسلم لیگ کی جو روایات ہیں، جو پاکستان بننے سے پہلے کی ہیں اور پاکستان بننے سے بعد کی بھی ہیں وہ ساتھ چلنے کی روایات ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا تھا ہم اس میں تو نہیں بولے اب اگر بعد میں جو مرضی بات کر لیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انصاف میں تاخیر اور تفتیش میں تاخیر بھی جرائم کو آگے بڑھاتی ہیں۔ اگر تفتیشی آفیسر کے لئے کوئی time frame دے دیا جائے کہ تم نے اپنی تفتیش اتنی دیر میں مکمل کرنی ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ صوبے کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کماتے ہیں اگر ہمارا جھگڑا ہو گیا تو میری پہلی بچی جس کی میں نے شادی کرنی ہے تو اس کا

جہیز تو آج تھانیدار کے سپرد ہو گیا۔ اگر تفتیش لمبی ہو گئی تو میری دوسری بچی جس کی میں نے شادی کرنی تھی اس کا زیور بھی اس کے حوالے ہو گیا۔ یہ سب کچھ تاخیر ہونے کی وجہ سے ہے۔ آپ تفتیش کا time frame fix کر دیں۔ اس سے فوری طور پر آپ کو جو گواہیاں ملتی ہیں وہ بھی انصاف پر مبنی ہوتی ہیں لیکن جیسے جیسے یہ چکر لمبا ہوتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے یہ کام خراب ہوتا چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے بڑے اچھے اور دھیمے انداز میں ہمیں بتایا کہ وہ access to Justice کے لئے بھی کچھ کر رہے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ یہ کوئی ایسا مصالحتی سسٹم بنا دیں کیونکہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو لڑائی ہوتی ہے، بعد میں proclaim defender باہر نکلتے ہیں، اشتہاری ہو جاتے ہیں، اپنے چچا، اپنے ماموں اور اپنے رشتہ دار کو مارنے کے بعد اشتہاری ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی کہ جو صورتحال اس وقت access to Justice کے حوالے سے بن رہی ہوتی ہے، اگر تو عدالت میں زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے تو مدعی جو پہلے کسی کا باپ ہوتا ہے، بھائی ہوتا ہے جو کہ victim ہوتا ہے وہ اپنا بدلہ لینے کے لئے چل پڑتا ہے لیکن عدالتوں کے ذریعے اکثر اب دیکھا گیا ہے اور رجحان بن گیا ہے کہ عدالتوں کے فیصلوں کے پر لڑائیاں رکتی نہیں ہیں، جرائم رکتے نہیں ہیں، اگر فیصلہ مدعی کے حق میں ہو گیا اور قاتل پھانسی پر چڑھ گیا تو اس کے بھائی نے اگلے دن بندوق اٹھا لی اور اگر قاتل بری ہو گیا تو مقتول کے بھائیوں نے بندوق اٹھا لی۔ اس سے پہلے اگر ایسا کوئی مصالحتی سسٹم دے دیا جائے کہ جسے ہمارے علاقے میں رسائی کہتے ہیں، رسائی سے دشمنیاں ختم ہوتی ہیں۔ عدالتوں کا سسٹم اس قسم کا ہو گیا ہے۔ مجھے یہاں اسمبلی میں بات کرنے کا تحفظ حاصل ہے تو میں یہ بات کرتا ہوں ورنہ contempt کا کوئی بھی متحمل نہیں ہو سکتا کہ عدالتوں پر لوگوں کا اعتماد نہیں رہا۔ اس لئے نہیں رہا کہ عدالتوں کے جج صاحبان انصاف دینے سے عاری اس وجہ سے نظر آتے ہیں کہ ماحول کرپشن کا ہے۔ میں آج سے کوئی چھ ماہ پہلے کی بات یا بعد کی بات نہیں کرتا۔ یہ معاشرے کی بہتری کے لئے بات ہو رہی ہے اس لئے میں یہ بات کر رہا ہوں۔ اس وقت جج صاحبان یہ سوچتے ہیں کہ اگر میں نے انصاف دے دیا تو میرے نام پر کرپشن لگے گی تو مجھے انصاف دینے کا کیا فائدہ؟ اس لئے لوگوں کو انصاف بھی نہیں مل رہا، لوگوں کو انصاف دیا جانا ترجیح ہونی چاہیے۔ مجھے افسوس ہے کہ شاید میں جو کہوں وہ صحیح figure نہ ہو، اس دفعہ بجٹ میں access to Justice کے لئے تقریباً پیسے نہیں رکھے گئے۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ بجٹ کو ملاحظہ فرمالیں اور اپنی ترجیحات میں اس کو لے کر آئیے access to justice کے لئے بجٹ

میں کچھ رقم reflect ہو جانی چاہیے تاکہ اس کے لئے کام ہو سکے اور اس معاشرے کو کچھ نہ کچھ مل سکے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی ہماری کوئی بہن لٹتی ہے تو وہ نہ اپوزیشن بنچوں کی ہوتی ہے اور نہ وہ حکومتی بنچوں کی ہوتی ہے۔ جب کسی کے گھر میں ڈاکا پڑتا ہے اور مزاحمت کرنے والا کوئی غیرت مند بیٹا جب اپنی بہن کے کانوں سے چھینی گئی بالیوں کو بچانے کے لئے گولی کھالیتا ہے تو نہ وہ (ن) کا ہوتا ہے اور نہ وہ (ق) کا ہوتا ہے اور نہ وہ MMA کا ہوتا ہے اور نہ وہ پیپلز پارٹی کا ہوتا ہے۔ وہ ایک پاکستانی شہری ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے ہم نے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت امن عامہ کی صورتحال بہت ابتر ہے۔ اس کو سنبھالنے کے لئے اپوزیشن کے تمام ساتھی آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس سے کسی قسم کا road block نہیں ہوگا۔ ہم اپنا تعاون آپ کو پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں تمام بھائیوں کو معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ہمیں تعصب کی عینک اتار کر یہ بات کرنی چاہیے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی ایک آدھ دفعہ ارشاد فرمایا تھا۔ آپ کے منصب پر میرا جواب دینا مناسب نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ سپیکر بننے کے بعد کسی پارٹی کے ممبر نہیں رہے اور آپ غیر جانبدار ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے پارٹی کی بات نہیں کی۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ آپ جو بھی کام یہاں ہاؤس میں کر رہے ہیں وہ اچھا کام کر رہے ہیں، وہ تعصب کی عینک اتار کر کریں تو میرے خیال میں اس سے بہتری اور نکھار آئے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں نے تو اپنا تعاون پیش کیا ہے۔ اس میں اگر کوئی تعصب نظر آتا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ بہر حال میری طرف سے آپ کے منصب کا جواب دینا بنتا نہیں ہے۔ آپ ہمارے custodian ہیں اور جو ارشاد فرماتے ہیں وہ بجا فرماتے ہیں۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امن وامان پہلی ترجیح ہے۔ اس وقت امن وامان ابتر ہے۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے اگر یہ حکومت کچھ کرنا چاہتی ہے تو اس کو میں آخری تجویز دینے کے بعد اپنی معروضات ختم کروں گا کہ پچھلی حکومت نے تھانہ culture تبدیل کرنے کے لئے ہائی وے پٹرولنگ

پوسٹیں بنائیں تھیں اور ان کو ختم کرنے کی بجائے ان کو بہتر طریقے سے جاری رکھا جائے۔انھوں نے پولیس کی تنخواہیں بڑھائیں تھیں۔اس حکومت نے یہاں پر access to justice کے لئے بہت زیادہ کام کیا تھا،اس کو آگے بڑھایا جائے۔جیسا کہ انھوں نے کسانوں کو اعتماد دینے کے لئے 12 ایکٹر تک tax free کیا تھا اور آپ 18 ایکڑ تک کر دیں،انہوں نے پانچ مرلے کے مکان کے لئے ٹیکس معاف کیا تھا اور آپ ایک کنال تک ٹیکس معاف کر دیں۔ہم تو تعاون پیش کر رہے ہیں۔لوگوں کو یہ کہنا کہ پانچ مرلے کی بجائے دس مرلہ تک ٹیکس معاف کر دیں،اگر یہ تعصب کی بات ہے تو میں یہ بھی واپس لیتا ہوں۔میں تو یہاں پر اپنا ایک حق سمجھتے ہوئے بات کر رہا تھا کہ ہر شخص کا اپنا نکتہ نگاہ ہوتا ہے اور ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو اپنے آپ کو کامل خطیب سمجھتے ہیں۔ہم میں غلطیاں ہوتی ہیں لیکن اس کی درستی کرنا آپ کا کام ہے۔ادھر سے ارشاد فرمائیں ہم وہ سن لیں گے کہ تم نے یہ غلط بات کی تھی اور آئندہ اس کو amend کر لیں گے۔رانا صاحب نے بہت سی باتیں کیں لیکن ایک اچھی بات یہ ہے کہ انہوں نے اس وقت کی ڈکیتیوں،چوریوں اور بدامنی کو پچھلے پانچ سال سے منسوب نہیں کیا جس پر میں نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔آپ یقین کر لیجئے گا کہ میں اپنے سیاسی فرائض اور پارٹی کی ہدایات کے اندر رہتے ہوئے کام کروں گا۔صوبے اور پاکستان کے لئے ہم سب لوگ مخلص اور محب وطن لوگ ہیں۔ہم سے کسی قسم کے تعصب کی بالکل امید نہ رکھیے گا۔ہم لوگ آپ کی بہتری کے لئے آپ کے ساتھ ہیں لیکن جب آپ رکیں گے،بھاؤ اچھائی کے لئے نہیں ہوگا،ترجیحات غلط ہوں گی، انتقام بڑھے گا اور لوگوں کو دبانے کی کوشش کی جائے گی تو پھر ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر:بہت مہربانی۔شیخ علاؤالدین صاحب کا نام ہے،ان کے بعد چودھری عامر سلطان چیمہ، میجر عبدالرحمٰن،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ،رانا محمد افضل خان،چودھری ممتاز احمد ججہ،محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور محمد سعید مغل کا نام ہے۔لسٹ کافی لمبی ہے جن جن کا نمبر آئے گا اس حساب سے پکارتے جائیں گے۔شیخ صاحب! جتنا ہو سکے مختصر بات کیجئے گا۔گزارش یہ ہو گی کہ پانچ منٹ سے زیادہ ٹائم نہ لیا جائے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! میرا نام بھی ہے۔

جناب سپیکر:جب آپ کا نمبر آئے گا تو میں ضرور آپ کا نام پکاروں گا۔نمبر وار چلیں گے۔ first come first serve

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! تمام کے نام پکاریں تاکہ سب کو پتا ہو۔

جناب سپیکر: چلیں! مجھے نام بولنے دیں، ان کی یہ خواہش ہے۔ رانا محمد ارشد، معین وٹو، ماجدہ زیدی صاحبہ، محمد وارث کلو، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ، محترم محمد رفیق کا بھی نام ہے لیکن T.T.Singh نہیں لکھا ہوا تھا، آگے جناب محمد شفیق خان، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ، جناب محمد مسعود لالی، جاوید حسن گجر، جناب خالد جاوید گھرال، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، شیخ ممتاز احمد، مہر محمد اشتیاق، ملک جلال الدین ڈھکو، ملک جاوید اعوان، جناب خلیل طاہر سندھو، رانا تنویر ناصر، محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا نام ہے یہ کوئی 28 نام میرے پاس آئے ہیں۔ اب جو ترتیب ہے اس کے مطابق چلنا پڑے گا۔ چودھری صاحب! میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ ٹائم کو اب آپ کسی طریقے سے بھی ایک منٹ بھی ضائع نہ کریں، یہ اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ہے۔ اب میں شیخ علاؤالدین کو ٹائم دے رہا ہوں لیکن آپ پانچ منٹ اپنی گھڑی پر نوٹ کر لیں اس سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔ اب ایک بج کر 35 منٹ ہوئے ہیں اور 1:40 پر آپ کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن جتنا بھی مختصر ہوا کر دیتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ وہ مملکتیں جہاں انصاف نہیں ہو گا وہ نہیں رہیں گی اور وہ مملکتیں رہ جائیں گی جہاں پر چاہے وہ کفر پر مبنی ہوں گی اور ان کا constitution کفر پر ہو گا، میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے مارچ اور جون کے اندر ڈکیتیوں، چوریوں اور اغواء وغیرہ پر توجہ دلاؤں گا کہ 564 قتل ہوئے ہیں، 2369 ڈکیتیاں ہیں، 842 گاڑیاں چوری ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: کتنے عرصے میں یہ ہوئی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: یہ میں مارچ اور جون کے درمیان کا بتا رہا ہوں۔ ان کی میرے خیال میں بڑی وجوہات یہ ہیں کہ اوپر کی سطح پر پولیس افسران کی محنت کے باوجود نچلی سطح تک افسران کا رویہ، ان کے درمیان کرپشن اور معاملات جانتے بوجھتے کے باوجود prime and important سیٹوں پر ان کی تعیناتی ہے۔ آج بھی یہ سلسلے بند نہیں ہو رہے اور میں ذاتی طور پر یہ تجربہ رکھتا ہوں کہ میں نے اگر ایک جگہ سے دس دفعہ SHOs کو بدلوایا ہے تو اس کی جگہ جو بھی SHO آیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ کرپٹ اور غلط ثابت ہوا ہے۔ جہاں تک DSPs کا کردار ہے تو ان میں زیادہ تر تعداد rankers کی ہے اور یہاں ہر معزز رکن یہ بات جانتا ہے کہ وہ ایسی لائن سے آتے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اس

طرح سے بنالیا ہوتا ہے کہ ان میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے کوئی فلاح کی امید ہوتی ہے۔ اس کے باوجود تحصیل ہیڈکوارٹروں میں DSPs کی تعیناتی آج تک رک نہیں سکی۔ ASPs کہاں ہیں؟ حالانکہ آپ خود ایک active politician بھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ اپنے صوبے کے ملازمین کا بھی خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! چونکہ میں عوام کا نمائندہ ہوں اس لئے میرا فرض بنتا ہے کہ میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی خدمت میں اصل حقائق پیش کروں لیکن آپ نے تو پہلے ہی پانچ منٹ کی پابندی لگا دی ہے۔ اب آپ نے دو منٹ لے لئے ہیں اس لئے وہ بیچ میں سے کٹ گئے ہیں۔ SHOs کی تعیناتی کے ساتھ ان کے جو ذرائع آمدنی ہیں ان سے زیادہ ان کا رہن سہن ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جس طریقے سے SHOs رہ رہے ہیں، جتنی مشروبات نقلی بِک رہی ہیں، جتنے کام اس وقت چاہے وہ drugs کی شکل میں ہوں، چاہے وہ کسی بھی قسم کے قحبہ خانوں کی شکل میں ہوں وہ بغیر SHOs کی مرضی کے نہیں ہو سکتے۔ یہاں پر سب جانتے ہیں کہ SHOs کے ساتھ جو ذاتی طور پر گارڈ ہوتے ہیں وہ زیادہ تر اشتہاری ملزم ہوتے ہیں اور ان کے پاس اتنا ہتھیار ہوتا ہے، ایسی ایسی گاڑیاں ہوتی ہیں آخر ان کو feed کرنے کے لئے بھی کچھ آمدنی چاہیے ہوتی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ جب ایک پولیس افسر کے بارے میں سب کو پتا ہوتا ہے کہ اس کے source کیا ہیں تو وہ پوری کوششوں کے باوجود کیسے اچھے سے اچھے تھانے کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں جن لوگوں کی بھی involvement ہے اس کو آج تک نہ توڑا جا سکا ہے اور نہ ہی ان کی تعیناتی کو توڑا جا سکا ہے۔ دوسرا یہ جو متنازعہ جائیدادوں سے آمدنی کا قصہ ہے یہ بہت دور تک جاتا ہے، اس میں جس جس پولیس افسر کا نام ہے اس کے بارے میں کن کن لوگوں کا کیا کیا کردار ہے لہذا اس کے اندر میری ایک تجویز ہے کہ تمام پولیس کی گاڑیوں میں فوری طور پر ٹریکر سسٹم لگنے چاہئیں تاکہ پولیس کے افسران کی movement اور اوپر IGP تک پتا ہو کہ میرا فلاں DPO فلاں DSP اس وقت کہاں move کر رہا ہے؟ movement جس پر اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے، movement جو جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف ایک deterrence ہے اور ان کو پتا لگے کہ ڈی پی او یا ڈی ایس پی کہاں ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ وہ پولیس ملازمین جو خود ڈکیتیوں یا سنگین جرائم میں ملوث پائے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں لیکن ابھی کچھ وقت باقی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: میرے ابھی تین منٹ باقی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا جلدی کریں۔

شیخ علاؤالدین: میں جلدی ختم کر دیتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ ان کو نوکری سے برخاست کیا جائے، ان کو پھر prime posts دی جاتی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ایوان میں بیٹھے ہوئے رکن سے زیادہ یہاں پر کچھ خواتین اس قسم کی ہیں جو قحبہ خانہ چلاتی ہیں اور ان کا ہماری سوسائٹی میں اتنا کردار ہے کہ ہم اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اسے نکال نہیں سکے۔ جوہر ٹاؤن میں جہاں ایک سابق وزیراعلیٰ رہتے ہیں ان کے گھر کے قریب ایک خاتون بصد کوشش آج تک پکڑی بھی گئی ہے تو within days واپس آئی ہے اور اپنا دھندا چلا رہی ہے۔ اس کو آج تک کیوں نہیں پکڑا جا سکا؟ کیوں ختم نہیں کرایا جا سکا؟ اس کے کہاں تک تعلقات ہیں؟ یہ سوچنے کا مقام ہے۔

جناب والا! بغیر لائسنس کے اسلحہ کی بھرمار ہے۔ مخالفین کو اسلحہ دکھانا بھی آج کل اس معاملے میں ایک بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ میں اس میں صرف دو تین تجاویز دوں گا اور اس کے بعد ختم کر دوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آئی جی پنجاب کو تعیناتیوں کے حوالے سے free hand دیا جائے تاکہ ان سے پوچھا جائے کہ ہم نے آپ کو تو کہا تھا کہ آپ جس کو مرضی appoint کریں لیکن پھر یہ معاملات کیوں آ رہے ہیں؟ میں معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ آئی جی پنجاب کو تعیناتیوں میں جب تک free hand نہیں دیا جائے گا، معاملات سنبھلیں گے نہیں۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آئی جی کو پتا بھی ہوتا ہے کہ یہ آدمی کرپٹ ہے اس نے وہی کرنا ہے جو پچھلے دس سال سے کر رہا ہے۔ وہ مجبور ہوتے ہیں، وہ اس کو تعینات کرتے ہیں اور نتیجہ وہی کہ ڈھاک کے تین پات آتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب! میں صرف ایک منٹ اور لوں گا۔ میری ایک عرض یہ ہے کہ Operations اور Investigation کے جو ڈیپارٹمنٹ بنائے گئے ہیں ان کو فوری طور پر merge کر دیا جائے۔ اس سے کرپشن کی دو برانچیں ہیں۔ دونوں سے عوام کو مصیبت پڑی ہوئی ہے لہذا اس کو ایک جگہ پر کر دیا جائے۔ یہ تجربہ عوام کو بہت مہنگا پڑ رہا ہے اور خاص طور پر میں پھر عرض کروں گا کہ ہر پولیس افسر کا source ضرور دیکھا جائے کہ اس کا source کیا ہے؟ rankers

سے ہماری جان چھڑوائی جائے اور پولیس کے پاس بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں rankers جا کر لگ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف آخری بات عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تو لازماً ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے اچھی تقریر کی، انہوں نے کچھ تجاویز سامنے رکھیں اور لاء منسٹر صاحب نے بھی ان تجویزوں کو نوٹ کیا ہے اور ان کا یہ کہنا کہ پچھلے دور میں کوئی سنجیدگی سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ مجھے یہ سن کر دکھ ہوا کیونکہ اس وقت بھی بہت سارے افسران اسی طرح گیلری میں بیٹھا کرتے تھے جیسا کہ آج آئی جی صاحب اور ایڈیشنل آئی۔ جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں اور وہ نوٹ کر رہے ہیں۔ مجھے دکھ اس بات پر ہو رہا ہے کہ بڑی سنجیدگی کا یہ معاملہ ہے اور حکومت کے کافی وزراء ہیں مگر ان میں سے صرف دو وزراء ایک سینئر وزیر صاحب اور وزیر قانون صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں۔ باقی وزراء آئے ہی نہیں اور ان کی سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ ان کو بھی اس صورتحال میں بیٹھنا چاہئے تھا بہر حال آج اگر ہم دیکھیں تو پچھلے چار ماہ سے لے کر اب تک کی۔۔۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے کافی سارے وزراء نہیں ہیں۔ صرف 18 وزراء ہیں ہمارے پاس وہ فوج نہیں ہے جو چودھری پرویز الٰہی نے یہاں پر مسلط کی ہوئی تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! دو وزراء یہاں پر ہیں اور 16 وزراء غیر حاضر ہیں اس سے آپ کی حکومت کا سنجیدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ وقت ضائع نہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! روز بروز لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور پچھلے چار ماہ سے اگر دیکھا جائے تو آپ اگر روز اخبار پڑھیں تو روزانہ اخبار میں یہی سلسلہ ہوتا ہے کہ کتنی ڈکیتیاں، کتنی وارداتیں ہو رہی ہیں، کتنی قتل و غارت ہو رہی ہے، کتنے شہری پریشان ہو رہے ہیں، ان کی کاریں چوری ہو رہی ہیں۔ آئے دن street crime کے بڑھتے ہوئے رجحان سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت کی ترجیحات کس طرف جا رہی ہیں۔ روز موبائل فونز کو چھینا جاتا ہے، پھر ان موبائل فونز کے ذریعے ڈاکا اور چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے دیہی علاقوں میں مویشی چوری کی وارداتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور پولیس اس بارے میں سوچنے پر گوارا نہیں کرتی کہ ان لوگوں کے بارے میں بھی سوچ لیں۔ پولیس ڈکیتی کی وارداتوں کو چوری کی وارداتیں بنا کر ایف آئی آر درج کرتی ہے۔ اسی طرح پولیس ٹارچر بنائے جاتے ہیں اور لوگوں پر ناجائز پرچے دیئے جاتے ہیں اور سیاسی بنیادوں پر ان پرچوں کا اندراج ہو رہا ہے۔ یقیناً جب پولیس کو سیاسی طور پر استعمال کیا جائے گا تو اس کا لامحالہ حشر یہی ہو گا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اخبارات دیکھیں تو روزانہ کے اخبارات پر یہی معاملات آتے ہیں۔ میں نے بھی چند تحریک التوائے کار اسی سلسلہ میں دی تھیں اور ایک جو افسوس ہوتا ہے کہ ماڈل ٹاؤن میں پروفیسر طاہر مسعود جو کہ چلڈرن ہسپتال کے ڈین ہیں، ماڈل ٹاؤن میں ان کی رہائش ہے اور ماڈل ٹاؤن جو ہماری بڑی بڑی سیاسی ہستیوں کا علاقہ ہے وہاں پر دن دہاڑے ان کے ساتھ ڈکیتی کی جاتی ہے اور پولیس نے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی اور ملزمان پکڑے نہیں گئے۔ اسی طرح اگر آپ میرے شہر سرگودھا میں دیکھیں تو وہاں پر بھی آئے دن یہ وارداتیں بڑھتی جا رہی ہیں اور یہاں تک کہ تاجر بنکوں سے پیسے لے کر باہر نکلتے ہیں تو ڈاکو ان سے پیسے چھین لیتے ہیں اور انجمن تاجران نے اس پر احتجاج کیا لیکن اس پر کوئی نظر نہیں ڈالی گئی۔ اگر دیکھا جائے تو دن بدن کی یہ بڑھتی ہوئی وارداتیں، پولیس کا moral جو دن بدن گر رہا ہے، صرف suspending کر کے ان کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر سیاسی طور پر ڈی ایس پیز کی تعیناتی کی جا رہی ہے اور یہ کیوں کی جاتی ہے اس لئے کہ ڈی۔ایس۔پی ایک سیاسی آدمی کا حکم اچھے طریقے سے مان لیتا ہے جبکہ اے ایس پی میرٹ کی بات کرتا ہے۔ یہاں پر میرٹ کی بات اور قانون کی بات ہوئی تو میرا خیال ہے کہ یہاں پر آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، میں آپ کی وساطت سے انہیں کہوں گا

کہ خدارا! ان کی تقرریاں میرٹ پر کریں تاکہ عوام کی یہ جو بے حالی ہے اور آئے دن کی یہ جو وارداتیں ہیں ان پر قابو پایا جاسکے۔

جناب والا! میں یہ چاہوں گا کہ محلہ اور گاؤں کی سطح پر ٹھیکری پہروں کا اقدام کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا ایک منٹ باقی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہاں پر مصالحتی کمیٹیاں بنائی جائیں تاکہ یہ سلسلہ بہتر ہو سکے۔ پولیس آرڈر پر بہتر طریقے سے عملدرآمد کروایا جائے۔ پبلک سیفٹی کمیشن کو مزید فعال کیا جائے تاکہ پولیس کا moral بہتر کیا جا سکے۔ یہاں پر ناجائز اسلحہ تو لوگ عام لے کر پھرتے ہیں لیکن ایک عام شہری کو لائسنس لینے کے لئے کتنی دشواریاں ہوتی ہیں ان کو خدارا! اپنے تحفظ کے لئے اسلحہ لائسنس کا اجراء کیا جائے تاکہ بہتر طریقے سے وہ اپنا تحفظ کر سکیں۔ یہاں پر پولیس کی آمد و رفت کو بہتر کرنے کے لئے پچھلے دور میں جو جدید اسلحہ دیا گیا تھا اس کو مزید بہتر کیا جائے اور پولیس کو اچھے ہتھیاروں سے لیس کیا جائے۔ آمد و رفت کو بہتر کرنے کے لئے پولیس اور اچھی گاڑیاں دی گئیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پولیس کے بڑے بڑے افسران اپنے بچوں کو سکول لے جانے کے لئے ان گاڑیوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اس سلسلے کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ پولیس والے ان کو صحیح معنوں میں پولیس پٹرولنگ کے لئے اور ملزموں کو پکڑنے کے لئے استعمال کریں نہ ان double cabins کو اپنے بچوں کو سکول لانے کے لئے استعمال میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! گھنٹی کا وقت ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! خودکشی کے رجحان جو بڑھ رہے ہیں اسی وجہ سے بڑھ رہے ہیں کہ یہ معاملات بڑھتے جا رہے ہیں۔ خصوصی عدالتوں کے نظام کو بہتر کیا جائے کیونکہ خصوصی عدالتیں تو ہیں لیکن اکثر خصوصی عدالتوں کے جج وہاں پر بیٹھ کر وقت نہیں دیتے اس لئے اس نظام کو بہتر کیا جا سکے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سابق وزیر موصوف نے پولیس آرڈر 2002 کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ پہلے ان سے پوچھا جائے کہ پولیس آرڈر 2002 بنایا کس نے تھا؟ اس کے تحت جو اس وقت تفتیش کا طریق کار ہے وہ انتہائی غلط ہے۔ صرف ایک جگہ سے investigation ہوتی ہے وہ ناانصافی پر مبنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں عرض کروں کہ یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ جب ان کی باری آئے گی تو یہ وہاں پر speech کر لیں۔ میں نے تو کہا ہے کہ پولیس آرڈر میں جو خامیاں ہیں ان کو دور کر کے اس کو بہتر اور فعال کیا جائے۔ میں نے وزیر قانون صاحب کو یہ تجویز دی ہے کہ پبلک سیفٹی کمیشن کا جو سسٹم بنایا گیا تھا، مصالحتی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں، ان کو فعال کیا جائے تاکہ ایک عام آدمی کی نمائندگی ہو اور وہاں پر سیاسی کلچر کی بجائے، سیاسی رشوت دینے کی بجائے purely merit پر کام ہو۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جیسے تفتیشی نظام کے بارے میں بات کی گئی ہے تو naturally اس کو بہتر کرنے کا وقت ہے اور مجھے امید ہے کہ اس پر بھی لاء منسٹر صاحب غور کریں گے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! خدارا! ہمیں بھی سن لیا کریں، شاید ہم ایسی کوئی تجویز دے دیں جس میں حکومت کو بہتر طور پر کام کرنے کا موقع مل سکے۔ جیل کے ماحول کو بھی بہتر کیا جائے کیونکہ وہاں پر ملزم جاتے ہیں تو وہ سزا کو کاٹنے کے بعد بجائے اس کے کہ وہ معاشرے کے بہتر شہری بن سکیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ وہاں کے سسٹم میں جا کر انہیں اور تربیت دے کر بھیجا جاتا ہے۔ وہاں اسے یعنی ایک عام شہری کو اس طرح رکھا جاتا ہے کہ جو بڑے ڈکیت چور ہیں وہ یہاں پر آکر گینگ بنتے ہیں۔ وہاں پر آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ ان کی تربیت اور نشوونما بڑے گینگ کے ملزموں کے ساتھ ہوتی ہے اور اکثر جب پولیس والے تفتیش کرتے ہیں تو وہ ایسے گینگ کو پکڑتے ہیں تو پتا چلتا ہوگا کہ یہ گینگ کیسے بنے تو پتا بعد میں یہی چلتا ہے کہ وہ جیل میں اکٹھے ہوئے اور وہاں سے انہوں نے ایک

گینگ بنایا اور انہوں نے یہ ڈکیتی اور راہزنی کی۔ خدارا! جیلوں کا نظام ایسا بنایا جائے کہ وہاں پر جانے والے ملزم سزا کاٹ کر معاشرے کے مفید اور بہتر شہری بن سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: عبدالرحمن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بغیر کسی تمہید کے عرض کروں گا کہ امن وامان کی جو حالت ہے وہ سب پر عیاں ہے اور پولیس کی پوزیشن اور کارکردگی بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ میں اس میں نہیں جاؤں گا۔ عام طور پر الزام لگایا جاتا ہے کہ پولیس کی کارکردگی اس لئے بہتر نہیں ہے کہ یہ پولیس politicize ہو گئی ہے اور پولیٹیکل پریشر بہت زیادہ ہے۔ میں اس چیز کو رد کرتا ہوں کہ جڑانوالہ تحصیل جو میری تحصیل ہے اور یہ واحد تحصیل ہے جہاں پر جب سے یہ نئی حکومت آئی ہے ایک بھی تبادلہ سیاسی بنیادوں پر نہیں ہوا۔ نہ کسی ایم این اے نے، نہ کسی ایم۔پی۔اے نے کوئی سفارش کی، کسی SHO کے تبدیل کرنے کی لیکن پھر بھی ہر تیسرے دن وہاں کا SHO تبدیل ہوتا ہے اور جس SHO کو تبدیل نہیں کرنا چاہے وہ ایم۔پی۔اے، ایم این اے ان کی ہزار سفارش کریں وہ نہیں ہوتا۔ یہ کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر پولیس کے کچھ سینئر افسران جو جرائم کی پشت پناہی کرتے ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ ایک SHO ٹھیک کام کر رہا ہے، ان کے چاہنے والوں کے خلاف کام کر رہا ہے تو اس کا تیسرے دن تبادلہ ہو جاتا ہے۔ یہ پولیس صرف ایک نعرہ بن چکی ہے کہ یہ politicize ہو چکی ہے۔ کمزوری ان کے اندر کی ہے اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ سب سے بڑی problem لاء اینڈ آرڈر کی اس وقت ہوتی ہے جب عوام کو یہ پتا چلے کہ ہمیں انصاف نہیں مل رہا اور یا اگر ملتا ہے تو دیر سے ملتا ہے تو ہر آدمی لاء اینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ میں اس کے لئے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت پانچ یا چھ قسم کی پولیس بنائی جا چکی ہے اور lower level کے اوپر ان کا کوئی command structure ہے اور ان کے اندر کوئی co-ordination نہیں ہے۔ جب پولیس ایکٹ میں ترامیم ہو رہی ہیں تو اس کو آرڈینیشن کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہئے اور اس کے ساتھ یہ تفتیش اور watch & ward کا محکمہ الگ الگ کیا ہے۔ پہلے رشوت ایک جگہ دینی پڑتی تھی اور اب دو جگہ دینی پڑتی ہے۔ اس کے لئے میرا خیال ہے کہ ہم واپس اسی مقام پر آ جائیں تاکہ لوگوں کی یہ تکالیف دور ہو جائیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری recommendation ہے کہ رواج تھا کہ پیرول کے اوپر لوگوں کو رہا کرتے تھے۔ اس سسٹم کو بہتر بنایا جائے تاکہ جیل کے اوپر لوڈ کم ہو کیونکہ جو بھی آدمی جیل میں جاتا ہے وہ اگر پہلی دفعہ جرم کر کے گیا ہے تو وہاں سے وہ پکا مجرم بن کے نکلتا ہے تو وہاں پر تربیت کی ضرورت ہے اور یہ تربیت اسی وقت ہو گی جب وہاں پر لوڈ کم ہو گا۔ پیرول کے اوپر زیادہ سے زیادہ لوگ جو چھوٹے چھوٹے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں، کوشش کی جائے کہ ان کو پیرول کے اوپر رہا کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! لڑائیوں والے کیس ہیں، لوکل گورنمنٹ آرڈیننس یہ کہتا ہے کہ مصالحتی کمیٹیوں کے اجراء کو ممکن بنایا گیا ہے لیکن آج تک ان کو نافذ نہیں کیا گیا۔ اگر یہ قانون بن جائے کہ یہ لڑائیوں والے مقدمے مصالحتی کمیٹیوں سے ہو کر پولیس کے پاس آئیں گے تو پولیس کے اوپر جرائم کا بوجھ کم ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد چھوٹے جرائم کے اوپر بجائے ملزم کو جیل بھیجنے کے اگر اس کے اوپر جرمانے کئے جائیں تو حکومت کو مالی فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور جیلوں کے اوپر جو بوجھ ہے وہ بھی کم کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح عدالتوں کے اوپر بوجھ کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے مقدمات مصالحتی انجمن یا مصالحتی کمیٹیوں کے پاس by law بھیجیں اور پنچایت کمیٹیوں کے فیصلوں کو قانونی شکل دی جائے تاکہ عدالتوں کے اوپر جو بوجھ زیادہ ہے اور بہت زیادہ مقدمات زیر التوا ہیں اور عدالتوں کے اندر انسان کی اور آدمی کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے۔ وہاں پر ملزم، مدعی، مدعا علیہ، گواہ جو حکومت کی مدد کرتے ہیں سب کو ایک جیسا سلوک ملتا ہے۔ چاہے وہ تھانہ ہو، چاہے وہ عدالت کے باہر ہو، آج آپ چلے جائیں ایک آدمی اگر گواہی دینے کے لئے، گواہی کی مدد ہے کہ وہ حکومت کی مدد کر رہا ہے، اس کو صبح سے لے کر شام تک وہاں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے اور شام کو اسے پتا چلتا ہے کہ اگلی تاریخ پر آئیں۔ جب تک یہ حالات بہتر نہیں ہوں گے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے تو میرا نہیں خیال کہ یہ کوئی بہتری ہو سکتی ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے ایک اچھا قدم اٹھایا کہ ججز کے الاؤنس تین گنا کر دیئے تاکہ وہ اپنا کام تسلی سے اور بغیر کسی ذہنی دباؤ کے کر سکیں لیکن اصل مسئلہ عدالت کے نچلے level

کے ملازمین کا ہے۔اگر کرپشن ہے تو ان کے اندر ہے۔اگر وہاں پر inefficiency ہے تو وہاں پر بھی موجود ہے۔ان کے متعلق بھی خیال کیا جائے تاکہ ان کی حالت کو بہتر بنا کر، عدالتوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے تاکہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔

اس کے ساتھ تحصیل level پر میں گزارش کروں گا کہ اگر ممکن ہو جیسے مجھ سے پہلے ایک فاضل ممبر نے مشورہ دیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ DSPs کی جگہ پر جو خاص طور پر بڑی تحصیلیں ہیں وہاں پر ASPs آنے چاہئیں کیونکہ ان کی کارکردگی تقریباً باقی اپنے DSP جو ہم عہدہ ہیں ان سے بہتر ہوتی ہے۔ جتنی بڑی تحصیلیں ہیں، معیار مقرر کر دیا جائے کہ وہاں پر DSP کی بجائے ASP آئیں۔ بہت شکریہ، مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ کا ٹائم جس طرح پہلے رکھا گیا ہے۔تو پورے پانچ منٹ پر bell بجا دی جائے گی۔اب ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ بات کریں گی۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے ڈاکٹر صاحبہ کو ٹائم دیا ہے اس کے بعد آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں صرف دو نکات پر بات کروں گی۔سب سے پہلے تھانہ کلچر میں جو loop hole ہے اس کے بارے میں ذکر کروں گی کہ تھانے کی جو promotion ہے اور تھانے میں جو لوگ SHO وغیرہ ہیں، ان کی جو promotions ہیں اس میں FIR کاٹنے کا بڑا عمل دخل ہے۔انعام کے طور پر کہ جس SHO نے جتنی FIRs کاٹی ہوتی ہیں، اس کو promotion بھی دی جاتی ہے اور مراعات بھی دی جاتی ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی ایف آئی آر کی کہ number of FIR جو کاٹی جاتی ہیں ان SHOs کو promotion دینے یا تھانے کی مراعات بڑھانے میں ان کو بھی consider کیا جاتا ہے۔اس سے یہ ہوتا ہے کہ پبلک کو زیادہ disturb کیا جاتا ہے۔SHO اپنی خاطر پبلک کو اس سے بہت زیادہ penalize بھی کرتے ہیں اور victimize بھی کرتے ہیں۔ میری یہ

suggestion ہے کہ criteria کو revise کیا جائے۔SHO یہاں تک کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے investigation کرنی ہو تو پبلک کے نمائندے سے گاڑی بھی منگواتے ہیں اور اگر انہوں نے لکھنا ہو تو ان سے سٹیشنری اور پنسلیں تک منگواتے ہیں اس پر بھی تھوڑا check and balance کیا جائے۔ میں خانیوال میں Public Safety Commission کی three tenure تک ممبر رہی ہوں اس میں بھی یہی تھا کہ جب Public Safety Commission جو check and balance تھا پولیس کی performance پر جب ہم نے ان کے تقریباً تین چار سو کیس کئے تو وہ refer ہو کر اسی District کے DPO کے پاس جاتے تھے جبکہ DPO کے پاس جانے کی بجائے Provincial Safety Commission یا Home Department کے پاس ان کی findings آنی چاہیے تھیں۔ اس لئے kindly جب Safety Commission, District Safety Commissions کام کرتے ہیں تو جو ان کے provincial feed back ہیں ان کو authorize کیا جائے نہ کہ اسی District کے DPO کو۔ اگر آپ نے انہی کی شکایت انہی کو کرنی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کے check and balance کا کیا سلسلہ ہوگا؟ دوسری بات جو میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کی تھی کہ خواتین کے خلاف جب بھی جرائم سامنے آئے ہیں تو وہ ایک بہت بڑی extreme پر ہوتے ہیں۔ ان میں rape cases ہیں، مار دھاڑ، قتل و غارت کے cases ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس female police نہیں ہے۔ آپ کو ہر District میں باقاعدہ ایک heavily female employed police چاہیے۔ جب ایک خاتون بھرے تھانے میں جائے جہاں پر Investigation Officers کی language بڑی substandard ہوتی ہے اس کے سامنے خواتین بات کرتے ہوئے جھجکتی ہیں اسی وجہ سے چھوٹے پیمانے پر جب جرائم کی رپورٹنگ کے لئے خواتین جاتی ہیں تو ان کو نہیں پکڑا جاتا۔ میں ادھر DCO کو ثر غفار کا ذکر کروں گی جو ہمارے خانیوال کی DCO تھیں وہ ایک بڑی مزیدار بات سناتی تھیں کہ ایک خاتون تھی جس نے سوچا کہ اب یہاں پر female D.C.O آ گئی ہے تو میری شنید ہو گی۔ اس کا خاوند اس کو ہر روز مارتا تھا، وہ بڑا protocol follow کر کے DCO کے پاس پہنچی اور کہا کہ آپ اپنے ڈی آئی۔ جی یا ایس۔ پی یا جس کو بھی آپ Commission کریں کہ وہ آ کر میرے خاوند کو منع کرے۔ شام تک جس شخص کو اس کے ساتھ بھیجا گیا وہ ایک سپاہی تھا اور سپاہی اس عورت کو راستے میں سمجھاتا گیا "اوہ بی بی! خاوند کے خلاف شکایت نہیں کرتے۔ چھوٹی موٹی خاوند کی چھیڑ چھاڑ کو برداشت کر لیتے ہیں" لیکن وہ عورت

قتل بھی ہوئی اور اس چپیڑچٹک والے خاوند نے اس کے ناک کان بھی کاٹے اور اس کی نشتر ہسپتال میں پلاسٹک سرجری ہوئی۔ میرا قصہ سنانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جب تک female crime کو چھوٹے level پر females ہی حل نہیں کریں گی اور یہ اب ایک gender کی طرف بڑھتا ہوا ادارہ ہے GRAP اور GRVI پروگرام ہیں تو female police کی بھرتی پر میں suggestion دوں گی۔یہاں اسمبلی میں 22 فیصد خواتین بیٹھی ہیں تو کم از کم 10 فیصد، 15 فیصد اور 20 فیصد female police بھرتی ہونی چاہئیں۔جب آپ کے سپاہیوں کی بھرتی کھلتی ہے اور آپ کوٹا بھی دیتے رہے ہیں کہ اتنے سپاہی بھرتی کرالیں تو خواتین، خواتین کو کیوں نہیں بھرتی کروا سکیں؟ ہمارے ضلع خانیوال میں سات یا آٹھ خواتین پولیس ہیں اور اس کے علاوہ ڈی۔ ایس۔پی شاید ایک ہے۔جب گاڑیاں آتی ہیں تو male D.S.Ps کو تو بڑی لمبی لمبی اور نئی گاڑیاں دی جاتی ہیں اور بیچاری اس رابعہ کو تھکی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی گاڑی دیتے ہیں۔ میں خواتین پولیس کے حق میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی بھرتی کو ensure کیا جائے، legislate کیا جائے اور یہ consider کیا جائے کہ کم از کم 20,22,30 فیصد خواتین پولیس ہر ضلع میں قائم کی جائے۔ہر ضلع کے تھانے میں ایک female wing قائم کیا جائے تاکہ خواتین جو 51 فیصد ہیں اور وہ صرف اور صرف مردوں کی اجارہ داری میں زندگی گزار رہی ہیں اس کا sense change ہو۔یہ میری suggestions ہوں گی۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، رانا محمد افضل خان ملائیشیا returned!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں جو تجاویز اور جو پروگرام رانا ثناء اللہ صاحب نے حکومت کی طرف سے پیش کئے۔ان چند لمحوں میں جو آپ نے مجھے دیئے میں directly تجاویز پر جاؤں گا۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ بالخصوص پولیس کے دفاتر میں اور DCOs کے دفاتر میں ایک عام شہری کی application وصول نہیں کی جاتی اور جب وہ شہری درخواست لے کر جاتا ہے تو اس کو one window operation کے تحت اس پر مہر لگا کر درخواست کا نمبر اور تاریخ جاری نہیں کی جاتی۔ میں گزشتہ آٹھ سال سے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ ہمارے DPO صاحبان اور DCO صاحبان اس شخص کو فوراً فارغ کر دیں، اس کو کہیں کہ آپ کی درخواست اس نمبر کے تحت وصول ہو گئی ہے اور اب آپ کو بلایا جائے گا یا آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ basic حق ہے ایک درخواست دہندہ کا جو آج ہمارے پنجاب میں اس کو حاصل نہیں ہے۔ میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ جو ججز کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ کیا گیا لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہوں

گا کہ عدلیہ ہو یا ہمارے پولیس کے افسران ہوں، سرکاری اہلکار پر حکومت کا check and balance ہونا چاہئے۔ ہمیں ان کو سہولیات بہتر کرکے دینی چاہئیں۔ آپ نے مجھے ملائیشیا کہا تو یقیناً میں وہاں کی مثال دینا چاہوں گا، میں نے اس چیز کو وہاں چیک کیا کہ ججوں اور پولیس افسران پر کس طرح سے کنٹرول کیا جاتا ہے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم ان کو compounds میں رکھتے ہیں، ان compounds میں ہمارا گیٹ سسٹم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے سول جج اور ہمارے پولیس افسروں کو کون ملنے جارہا ہے۔ ہم نے سہولیات میں ان کو کلب مہیا کئے ہیں جس میں وہ exercise کریں، swimming کریں، ہم ان کو سہولیات دیتے ہیں، ان کو ٹرانسپورٹ مہیا کرتے ہیں لیکن سپیشل برانچ جیسے جو ادارے ہیں جو صرف مخالفین اور سیاسی رہنماؤں پر نظر رکھتے ہیں وہاں وہ حکومت کے اہلکاروں پر نظر رکھتے ہیں کہ ان سے کون ملتا ہے۔ وہ کس کو ملنے جاتے ہیں ان کی سرکاری غیر سرکاری وقت میں کیا کارروائیاں ہیں؟ ہمارے شہروں میں پپو اور بلو نام کے agents ہیں جو ایک A.S.P آج سے بیس سال پہلے فیصل آباد میں آیا اور آج وہ I.G بن کے ریٹائرڈ ہو گیا ان سب کے ساتھ تعلقات چلتے رہتے ہیں۔ جب ہم ان افسروں کے دفتروں میں جاتے ہیں تو وہ پرانے ٹاؤٹ ہوتے ہیں، وہ ہمارے سے بہتر پوزیشن میں وہاں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس کی کمی صرف یہ ہے کہ ہمارے چیک کرنے والے ادارے ان کو چیک نہیں کرتے کہ ہمارے افسران اپنے ٹائموں میں کیا کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تھانہ کلچر کے سلسلے میں دنیا کے اندر دو ranks ہیں۔ ایک ranker جب نوکری شروع کرتا ہے تو وہ سارجنٹ کے level پر اور حوالدار کے level پر ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد officer cadre شروع ہوتا ہے۔ ہم نے درمیان میں ایک DSP کا cadre رکھا ہوا ہے۔ اب ایک DSP کے پاس جو powers ہیں وہ اپنی نوکری کے آخری مراحل میں DSP بنتا ہے اور اس کو پتا ہوتا ہے کہ دو تین سال تک میں نے ریٹائر ہو جانا ہے تو وہ مال اکٹھا کرنا شروع کر دیتا ہے میں چاہتا ہوں، میری تجویز ہے کہ ہماری پولیس کے اندر ASPs کی تعداد کو بڑھایا جائے، ایک آفیسر کیڈر کی پوری pyramid ڈیزائن کی جائے جو نیچے سے ASPs ہوں اور پانچ سال کے بعد ایک سٹار ان کو اور لگے پھر وہ SPs بنیں، ان کو بھی اسی طرح سے ہم ہر شہر کے اندر لگائیں کیونکہ جو ایک career officer ہوتا ہے، جو ASP join کرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ ایک دن میں I.G Punjab بنوں گا تو

اس کو اپنے career کا حساب ہوتا ہے، نہ کہ ایک DSP کو جس کو پتا ہے کہ میں نے چند دن کے بعد ریٹائر ہو جانا ہے اور میں مال کیوں نہ کماؤں؟

جناب سپیکر! تیسری چیز جو آپ سے منسلک ہے اگر آپ ملک کے اندر crime کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں اور Law and Order کو establish کرنا چاہتے ہیں تو اپنے ہاؤس کی committees کو فعال بنائیں ، آپ دوسری parliaments کو دیکھیں جہاں پر committees کے پاس Suo motu notice لینے کی powers ہیں۔ جہاں پر آپ کے ہاؤس کی جو committees ہیں وہ Public complaints کو directly receive کر کے ان کے اوپر action لینے کی powers رکھتی ہیں اور اگر ہاؤس کی committees میں آپ ان ممبران کو powerful بنائیں گے اور یہ ممبران جو ہیں effectively ان چیزوں کے اوپر نظر رکھیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت مثبت development ہو گی جو پنجاب میں تبدیلی لا سکے گی۔

جناب سپیکر! میری آخری درخواست ہے کہ دو areas ہیں جن کے اندر آج ہم بے بسی کے شکار ہیں ایک prostitution ہے جس کے اوپر پولیس والے ہاتھ نہیں ڈالتے، ایک منشیات کا معاملہ ہے اس کے اوپر بھی پولیس والے ہاتھ نہیں ڈالتے، ان کے اوپر میری تجویز ہے کہ حکومت پنجاب کمیشن بنائے اور وہ کمیشن کے اندر پارلیمنٹ کے ممبران ہوں اور اس کے اوپر seriously ایک planning کے تحت ان دو areas کو کیونکہ جس طرح سے بے روزگاری بڑھ رہی ہے، جس طرح سے بے روزگاری کے ساتھ یہ allied مسائل ہیں۔ ان دو areas میں ہمیں کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم معین وٹو صاحب!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں sorry، بالکل میں نے آپ کو کہا تھا۔ وٹو صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، فرمائیں میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک اختلافی اور اصولی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے نیچے کوئی ایسا کمپیوٹر لگا ہوا ہے جو پسند اور ناپسند کی بنیاد پر list تیار کر کے آپ کو بھیجتا ہے؟ آپ نے جب امن عامہ پر بحث کے لئے نام مانگے تو سب سے پہلے میں نے اپنا نام لکھ کر آپ کی کرسی تک پہنچایا اور یہ آپ کے آدمی گواہ کھڑے ہیں لیکن جب نام announce ہوئے تو میرا

نام پچاس معزز ممبران کے بعد پکارا گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ discrimination کیوں ہے؟ پسند اور ناپسند کوئی پہلے سے موجود ہوتی ہے جو آپ کو لسٹ پہنچائی جاتی ہے کہ کن لوگوں نے پہلے بولنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہ لسٹ جو ہے اس کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔ آپ کا پندرہواں نمبر ہے اور آپ کی نمبر پر باری آئے گی۔ تشریف رکھیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: اس کا تو جواب دے دیں کہ آپ کے پاس کمپیوٹر موجود ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ ادھر سے ہی لسٹ بن رہی ہے۔ (قہقہ)

معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا جو بحث کا دن ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی اہم ہے اس لئے کہ جس ملک اور صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہ ہو وہاں نہ تو کوئی شہری اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے اور نہ ہی وہ ملک اور صوبہ کسی لحاظ سے ترقی کر سکتا ہے۔ جب ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو discuss کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں پولیس اور عدلیہ کا ایک ساتھ ذکر کرنا پڑتا ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ آج تک جتنے ادوار گزرے ہیں اور with the passage of time لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کی جتنی اصلاحات کی گئی ہیں اس کا result بالکل اس کے برعکس ہوتا گیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں مسلسل decay آتا گیا ہے اور خاص طور پر جب ہم سابقہ ادوار میں دیکھتے ہیں تو جہاں تک پولیس کی معاشی ضروریات ہیں اس کے لئے یقیناً incentives دیئے گئے ہیں۔ میں سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر یہ موضوع discuss کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ایک ایسا موضوع ہے کہ جس میں ہمیں ایک دوسرے پر الزام تراشی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لئے غور و فکر کرنا چاہیے۔ اس کے لئے تجاویز دینی چاہئیں اور اس کی وجوہات پر غور کرنا چاہیے۔

جناب والا! اگر ہم غور کریں تو جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ہے اسی طرح پولیس کے فنڈز میں، انتظامی معاملات میں incentives دیئے گئے ہیں لیکن افسوس سے کہنا یہ پڑ رہا ہے کہ جرائم اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے اور اس میں بہت ساری وجوہات ہیں کہ اب وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف سے لوگوں نے یقیناً بڑی امیدیں وابستہ کی ہوئی ہیں کہ جب وہ وزیراعلیٰ بن جائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ حالات ٹھیک ہو جائیں گے میں کسی سیاسی

وابستگی کے بغیر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج پورے ملک میں، پورے صوبے میں، جتنی بھی DPOs صاحبان کی postings ہوئی ہیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کسی سفارش کے بغیر ہوئی ہیں اور یہ بھی میں بتادوں کہ میں بحیثیت ایم پی اے ہو سکتا ہے کہ میں بھی کبھی کبھی aggrieved feel کرتا ہوں کہ میری پسند پر کوئی SHO نہیں لگایا جارہا، میری پسند پر کسی sub inspector کا تبادلہ نہیں کیا جارہا مگر یہ بات درست ہے کہ آج سفارش کے بغیر پولیس افسران کی postings ہو رہی ہے اور صرف اس نکتہ کو مدنظر رکھا جارہا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے؟ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہیں ہو رہی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر عدالتی نظام میں بہتری پیدا کی گئی تو اس سے بھی خرابی پیدا ہوئی جیسے magisterial system اور عدالتی نظام کو جو کچھ سیکشن مجسٹریٹ صاحبان کے پاس ہوا کرتے تھے وہ ایک قانونی، آئینی اصلاح کی گئی اور وہ magisterial system ختم کیا گیا اور وہ تمام جو ایسے سیکشن تھے جیسے P.P.C 379 ہے، 506 ہے، 382 ہے جن کا براہ راست لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سے تعلق تھا، ان sections سے، جب مجسٹریٹ صاحبان کی powers ختم کر دی گئیں اور ان کو civil judges صاحبان کو دیا گیا تو اس سے یقین کیجئے کہ عدالتی نظام میں بہتری نہیں آئی بلکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں خرابی پیدا ہوئی ہے اس لئے کہ جب magisterial system تھا تو اس میں ایک تھانے کا ذمہ دار جہاں SHO کو جواب دہ تھا وہاں SHO مجسٹریٹ کو بھی جواب دہ تھا اور ان کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کا دائرہ اختیار اور ان کی حدود جو ہیں کم از کم مجسٹریٹ اس میں اپنی گرفت رکھتے تھے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے مسئلے میں وہ vigilant رہتے تھے۔ اس سسٹم سے بھی خرابی پیدا ہوئی اور پھر اس کے بعد جو 302 کے مقدمات تھے ان کا جب چالان submit کیا جاتا تھا تو وہ پہلے مجسٹریٹ کی کورٹ میں پیش کیا جاتا تھا اور وہاں sifting کی جاتی تھی کہ کیا یہ چالان درست ہے؟ کیا یہ ملزمان صحیح ہیں؟ اس طرح اس میں double عدالتی سسٹم بھی involve تھا۔ اب اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج عدلیہ اور پولیس کا ایک دوسرے کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ inter linked اور Inter dependent department کام نہیں کر رہے بلکہ پولیس والے جو کیس بھیج دیتے ہیں عدالت فائل پر دیکھ کر کام کر دیتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ وٹو صاحب! basically اتنے زیادہ ممبران کی لسٹ ہے، پانچ منٹ کا ٹائم رکھا ہوا ہے آپ ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

جناب محمد معین وٹو: جی، میں مختصر کرتا ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ جب پولیس اصلاحات کا آرڈیننس 2002 پیش کیا گیا تو اس سے جو بھی اس میں اصلاحات کی گئیں ان کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اس میں خاص طور پر جیسے میرے فاضل دوست نے پہلے بھی point out کیا کہ investigation department میں اور دوسرا S.H.O اور ان کا آپس میں جو ایک علیحدہ علیحدہ سسٹم کر دیا گیا ہے اس سے بھی لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے، لوگوں کی مشکلات میں آسانی نہیں ہوئی۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ سب سے زیادہ جو ذمہ داری ہے وہ پولیس افسران پر ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے عوامی نمائندگان کو اس میں شامل کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں وٹو صاحب سے یہ کہوں گا کہ جو باقی آپ کے مشورے رہ گئے ہیں وہ in writing منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا کیونکہ تمام ممبران کا right ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، چودھری ممتاز احمد ججہ!

چودھری ممتاز احمد ججہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے لاء منسٹر صاحب کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جن اقدامات کا ذکر کیا ہے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاءاللہ ان steps کو لینے کے بعد یقیناً بہتری پیدا ہوگی۔ ہمارا سب سے بڑا یہ المیہ ہے کہ اس ملک کے اندر آمروں نے جس طریقے سے اس پوری سوسائٹی کو upset کیا ہے اور سب سے پہلے ان آمروں نے اور خاص طور پر موجودہ آمر نے جس طریقے سے ہماری بہت ساری سیاسی قیادت کو جن کے اس نے ضمیر سُلا دیئے، اس وجہ سے پوری سوسائٹی کے اندر ایک بہت بڑا upset ہوا ہے۔ ہمارے نظام کے اندر ہمارے جتنے departments ہیں ان سب کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ بے یقینی کی صورتحال پیدا ہو گئی ہے اور کہیں بھی کوئی بندہ اپنی ذمہ داری محسوس کرنے والا نہیں رہا۔ اب انشاءاللہ یہ جو عوامی حکومت ہے اور جس طریقے سے ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف خاص طور پر امن عامہ کے بارے میں فکر مند ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ بہت جلد انشاءاللہ ہمارے صوبے کے اندر امن وامان کا مسئلہ بہتری کی طرف گامزن ہوگا۔

جناب سپیکر! میں بات کو مختصر کرتے ہوئے اپنے وزیراعلیٰ صاحب کو چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر rural area کے اندر تھانوں کے اوپر ایک پریشر

رہتا ہے، وہ بہت چھوٹے چھوٹے مقدمات ہوتے ہیں، لین دین کا سلسلہ ہوتا ہے، چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی ہیں، درخواست بازی ہوتی ہے جن کی وجہ سے وہاں ایک رشوت کا دروازہ بھی کھلتا ہے، اس بات کو کم کرنے کے لئے، اس کے اندر بہتری لانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم یونین کونسل level پر مصالحتی کمیٹیاں بنانی چاہئیں اور میری تجویز ہے کہ یونین کونسل level پر اگر آپ کمیٹیاں بنانا پسند کریں تو وہاں یونین کونسل کا ناظم ہو اور دوسرا اس کے مدمقابل ہارا ہوا جو candidate ہے وہ ہوتا کہ دونوں طرف سے نمائندگی آجائے۔ اس طریقے سے بہت سارا load تھانوں پر سے کم ہو جائے گا اور جو پولیس آفیسر ہیں ان کو باقی معاملات جو زیادہ اہم ہیں ان پر توجہ دینے کا وقت ملے گا۔ ایک بات میں اور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تفتیش کا سلسلہ ہے، ایک مقدمے کی دو، تین، چار بلکہ پانچ مختلف آفیسرز investigation کرتے ہیں، ان میں ایک investigation officer مدعی کو سچا ثابت کرتا ہے، دوسرا investigation officer مدعی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے، تیسرا پھر مدعی کو سچا ثابت کرتا ہے اور finally پتا نہیں قرعہ کس کے نام پر نکلتا ہے تو میں یہ سفارش کروں گا کہ جہاں مدعی اگر جھوٹا پرچہ دیتا ہے تو اس کو جو سزا تجویز ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سزا کو بھی بڑھانا چاہیے تاکہ یہ جو ہمارا ایک culture develop ہو چکا ہے کہ ہم نے جھوٹ ضرور بولنا ہے اس کو condemn کیا جائے اور دوسری طرف جو investigation officer ہے، اگر ثابت ہو جائے کہ اس نے غلط تفتیش کی ہے تو اس کے لئے بھی تعزیرات میں سزا تجویز کرنی چاہیے، اس طریقے سے ان کے اندر بھی اپنی احساس ذمہ داری پیدا ہو گی کیونکہ ابھی ماضی میں جو کچھ ہو رہا ہے کہ ایک پولیس افسر مدعی سے پیسے لے کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے، دوسرا پولیس آفیسر ملزم سے پیسے لے کر اس کی favour کر جاتا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس طریقے سے ایک تو ہم جھوٹ کو condemn کریں گے اور دوسری طرف جو پولیس آفیسر corruption کی وجہ سے کسی غلط آدمی کو support کرتے ہیں تو ان کی بھی حوصلہ شکنی ہو گی۔ بہت شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی ٹائم نہیں دیا، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے، اگر کوئی بات ہے تو بتائیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جی، بہتر۔جناب سپیکر! میں ایک بات کروں گی۔ابھی میرے فاضل رکن محترم جناب سدابہار منسٹر عامر چیمہ صاحب نے law and order کی situation پر کڑی تنقید کی ہے اور میں اس میں یہ کہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں، نہیں۔پلیز آپ بیٹھیں۔دیکھیں! یہ سب کا right ہے، آپ کا نام لکھا ہوا ہے، آپ کی باری آئے گی۔پلیز! آپ تشریف رکھیں۔آپ اپنی باری پر بات کیجئے گا۔تشریف رکھیں۔محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! جیسا کہ آج law and order کا subject ہے تو یہ ایک بہت ہی important subject ہے جس کے اوپر آج ہم بات کرنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور وزیر قانون صاحب نے جس طرح فرمایا تھا کہ اس کے لئے بہت وقت ہے، اگر اس کے لئے ہمیں دو دن یا تین دن مزید بھی دینے پڑے تو دیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گی، ابتداء جب ہوئی تو وزیر قانون صاحب نے جیسا کہ یہ important subject ہے اس کی اہمیت کی سنجیدگی کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ اس کے لئے ایک دن یا دو دن بھی مجھے دینے پڑے تو ہم اس کو آگے بڑھائیں گے ان کی اس بات سے میں بالکل اتفاق کرتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے پانچ منٹ کا جو آپ نے ٹائم دیا ہے یہ بہت کم ہے۔پانچ منٹ کے اندر تو ہم کسی بھی چیز کا مکمل طور پر احاطہ کر کے کسی ایک مسئلہ کو یا کسی ایک problem کو بھی پیش نہیں کر سکتے بہر حال میں کوشش کروں گی، میں نے تو جیسے ہی اس subject کا عنوان پڑھا تو یقین کیجئے کہ جب میں نے یہ سوچا کہ مجھے اس پر بات کرنی ہے تو یہ اتنا وسیع و عریض مضمون ہے اور اس میں اتنے مسائل ہیں اور اتنے گھمبیر مسائل ہیں کہ پوری کی پوری مملکت اسی ایک مسئلہ کی بنیاد پر stand کرتی ہے۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں اس کا کس، کس subject کا کہاں کہاں پر احاطہ کر سکوں گی۔میں نے اس کو مختصر کرتے ہوئے تین points سامنے رکھنے کی کوشش کی ہے، جس میں ایک ہمیں مسئلہ کی اصل وجہ کی طرف جانا چاہیے کہ یہ مسئلہ law and order کا جو ہے یہ کیوں ہے، ہمارے ہاں ہی کیوں ہے؟ باہر کے ممالک یورپ اور امریکہ میں اتنی گھمبیر situation کیوں نہیں ہے جبکہ وہاں پر بھی ہے، یہ تو ازل سے ابد تک law and order کا مسئلہ چلتا آیا ہے۔ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبر آئے، تمام قانون بنے، یہ تو چلتا رہے گا لیکن وہاں کم کیوں ہے اور ہمارے ہاں زیادہ کیوں ہے؟ دوسری بات میں بحیثیت عورت ہونے کے کہ خواتین جو ہیں

وہ جب اس مسئلہ سے دوچار ہوتی ہیں تو ان کو کیا کیا مسائل درپیش ہوتے ہیں اور تیسری ایک تجویز میں گوش گزار کرنا چاہوں گی اگر میرے دو منٹ زیادہ بھی لگ جائیں تو مجھے معاف کردیجئے گا، دے دیجئے گا۔ میں اپنی بات کا آغاز سب سے بنیادی اکائی جو انصاف پر مبنی ہے اس سے کرتی ہوں۔ ایک شعر ہے کہ:

خیال حلقہ زنجیر سے عدالت کھینچ
بار عذاب نفس ہے تو پھر ندامت کھینچ
ہوائے حرص و ہوس سے نکل کر دیکھ ذرا
احساس رشتہ ضمیر سے ملامت کھینچ

جناب سپیکر! اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ضمیر، ہماری ترجیحات، ہماری ذمہ داریوں اور ہمارے رویوں میں اس قدر flaws آچکے ہیں کہ ہمیں وہ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ جب امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو ہمارا دھیان سیدھا پولیس اور اپنی عدالتوں کی طرف جاتا ہے۔ ایک سپاہی سے لے کر اوپر تک مرحلہ وار چلتے جائیں آپ دیکھیں گے کہ ایک سپاہی کس انداز سے کرپشن کرتا ہے، اس کا دل کس انداز سے سخت ہو چکا ہے۔ وہ چند پیسوں کی خاطر کسی کی جان ومال سے بھی کھیل جاتا ہے۔ اس کے اوپر انسپکٹر، ڈی ایس پی اور ایس پی یعنی جتنا بڑا عہدہ ہے اتنی زیادہ کرپشن ہے اور جب عدالتوں میں جاتے ہیں تو ایسے ہزاروں گھرانوں کی مثالیں موجود ہیں کہ دادا نے کیس دائر کیا وہ مر گیا، بیٹا بھی مر گیا اور پوتے کی نسل بھی ختم ہونے کو ہے لیکن وہ کیس اسی طرح چل رہا ہے۔ جب کسی گھر میں قبضے یا کسی قسم کا کوئی مقدمہ کھل جاتا ہے تو یقین کیجئے کہ اس گھر کی بچیوں کے جہیز اور برتنوں تک بک جایا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ایک منٹ میں wind up کرنا ہے۔ بہت لمبی لسٹ ہے اس لئے مجبوری ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے بھی کہا تھا کہ یہ وقت بہت کم ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کی اصل وجہ ہمارے رویوں کا بحران ہے۔ ہمارے ہاں justice and honesty کی کمی ہے۔ ہمیں اپنے رویے اجاگر کرنے کے لئے ایک sitting کرکے اس پر بحث کرنی ہو گی کہ ہمیں اپنے معاشرے کے اندر سوچ کو بدلنے اور رویوں میں بہتری لانے کے لئے کیا تدابیر اور تجاویز دینی ہیں اور انھیں کیسے رائج کرنا ہے۔ میرے بھائیوں اور بہنوں نے بہت سارے مسائل پر

گفتگو کی اور وزیر قانون کی توجہ بھی ان مسائل کی طرف دلائی۔ ہر چیز آپ کے علم میں ہے۔ چونکہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے اس لئے میں ایک تجویز کے زمرے میں بات کرنا چاہوں گی۔ پچھلے دنوں جیسے ہی نئی حکومت آئی تو شیریں رحمٰن صاحبہ نے کہا تھا کہ انھوں نے جو ترمیم کی ہے یا آرڈیننس جاری کیا ہے اس کے تحت دو سال کے اندر اندر مقدمے کا فیصلہ ہو گا اور اگر نہیں ہو گا تو اسے خارج کر دیا جائے گا۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ اس سے تو خرابی پیدا ہو گی۔ دو سال کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک شخص کی جائیداد پر قبضہ کر لیا اور اس کا مقدمہ درج ہوا لیکن اسے delay کر دیا گیا لیکن اس کے بعد وہ خود بخود خارج ہو گیا تو اس کا فائدہ کس کو ہو گا؟ لہذا میری تجویز ہے کہ اس کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! آپ کی جو تجویزیں رہ گئی ہیں وہ لکھ کر لاء منسٹر صاحب کو دے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ابھی اپنی بات مکمل کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جلدی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جیسے میرے بھائی نے کہا کہ جس علاقے سے related کوئی مسئلہ، کوئی مقدمہ ہو تو اس کی تفتیشی ٹیم میں اس علاقے کے معززین کو بھی شامل کیا جائے۔ میں اس بات کو second کرتی ہوں کہ علاقے کا دانشور طبقہ، جو ریٹائرڈ آفیسرز ہیں، ریٹائرڈ ججز یا وکیل ہیں، ارد گرد اور محلے کے لوگوں کو اس تفتیشی ٹیم میں شامل کیا جائے چاہے ان کا تعلق حکومت سے ہو یا اپوزیشن سے۔ honorary basis پر ریٹائرڈ اور غیر جانبدار لوگوں کو لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مجھے جالب صاحب کا ایک شعر یاد آ گیا۔

تو کہ ناواقف آداب غلامی ہے ابھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

ظلم رہے اور امن بھی ہو
کیا ممکن ہے تم ہی کہو

ہم نے امن کی بات کے لئے یہاں پر پرسوں ایک تحریری قرارداد پاس کی تھی اگر یہ بھی ہمارا ساتھ دیتے تو یہ برائیاں ختم ہوتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد سعید مغل صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! بیٹھیں۔ کارروائی چلنے دیں۔ یہ تو اس سے ہٹ کر بات آ گئی ہے۔ پلیز! بیٹھیں۔ میں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے آج موقع دیا۔ میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ اگر اس دفعہ موقع نہ ملا تو اگلے سال کی لسٹ میں میرا نام ضرور شامل کر لیجئے گا۔ میرے معزز ممبران نے کافی خیالات کا اظہار کر لیا ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا کہ وقت کا زیاں ہو گا اور آپ کی طرف سے پابندی بھی ہے۔ میں آپ کو صرف ایک واقعہ سنانا چاہوں گا جو میرے حلقے میں ہوا۔ رات گیارہ بجے ہسپتال سے واپس آتے ہوئے باپ اور دو بیٹے اغواء ہوئے اور ان کو لکی مروت کے علاقے میں لے جایا گیا اور پھر چھٹے دن تاوان کی bargaining ہوئی۔ اس bargaining میں 62 لاکھ روپیہ طے ہوا، جو مخصوص جگہ بتائی گئی تھی وہاں 62 لاکھ روپیہ پہنچا کر انھیں رہا کروایا گیا۔ اس دوران گوجرانوالہ میں اس وقت کے صاحب اقتدار ڈی آئی جی صاحب سے جب بات کی تو انھوں نے کہا کہ ان کو پیسے دے کر اپنے آدمی تو رہا کروائیں تو ہم نے ان سے گرمی میں یہ بات کی کہ یہی بات تو وہ کہہ رہے ہیں۔ آپ ان کا کیس ہم سے لڑ رہے ہیں۔ ہماری دادرسی یہ ہے کہ ہم 62 لاکھ روپے دیں۔ ہمارے پاس یہ پیسے نہیں ہیں تو انھوں نے یہ فرمایا کہ ماڈل ٹاؤن میں جو کوٹھی کا سودا ہو رہا ہے ان سے پیسے لے کر آپ کیوں نہیں دے سکتے؟ وہ کوٹھی 90 لاکھ روپے میں بک رہی تھی لیکن اچانک 62 لاکھ میں بیچنی پڑی اور جا کر اپنے آدمی رہا کروائے۔ جب وہ آدمی واپس آ گئے تو کچھ ہفتوں کے بعد ڈی ایس پی، میں ان کا نام بھی بتا سکتا ہوں، نے کہا کہ ہم نے دو آدمی پکڑے ہیں آپ تھانہ میں آ کر ان کی شناخت کریں۔ جب وہاں پہنچے تو پھر ٹیلی فون آ گیا کہ وہ آدمی راستے میں مارے گئے ہیں۔ وہ آدمی کیسے

مارے گئے؟ وہ پولیس کی تحویل میں کیسے مارے گئے؟ کیوں مارے گئے؟ کیا ان سے 62 لاکھ روپیہ recover کرنے کے بعد ہضم کرنے کے لئے وہ مارے گئے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب یہاں بیٹھنے کی بجائے باہر جا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے بعد وہی سینئر وزیر ہیں اس لئے انھیں یہاں پر بیٹھنا چاہیے۔ یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے اس لئے انھیں اس کے نوٹس بھی لینے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ ابھی یہاں سے اٹھے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں and he is taking the notes بات کو آگے چلنے دیں۔ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تو سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے بعد سینئر وزیر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ جی، مغل صاحب!

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! ہمارے شدید احتجاج پر یہ ہوا کہ اس صاحب کا وہاں سے تبادلہ کر دیا گیا۔ کیا یہ اس کا ازالہ ہے؟ آپ ایک بھیڑیئے کو وہاں سے اتار کر یہاں بٹھا دیں۔ وہ پہلے تو وہاں کی بکریاں کھا گیا اور اب یہاں کی بکریاں کھانے کی اجازت دے دی۔ تبادلہ اس کا علاج نہیں ہے بلکہ اس کی معطلی اور اسے سزا دینا علاج ہے۔ اگر عام آدمی جرم کرتا ہے تو اس کے لئے سزا ہے لیکن اگر یہ لوگ جرم کریں تو کوئی سزا نہیں، کیوں نہیں؟ میں نے احتجاج کیا کہ آپ پولیس کی استعداد بڑھائیں لیکن انھوں نے اس کی تعداد بڑھا دی۔ کیا یہ علاج ہے؟ آپ ان کی تنخواہوں میں تو ضرور اضافہ کریں لیکن ان کی باز پرس کا بھی کوئی علاج کرنا چاہیے۔ ان پر کوئی check ہونا چاہیے کہ مظلوم کی کس طرح داد رسی کی جائے لیکن یہاں تو مظلوم کو ہی دبایا جا رہا ہے۔ میرے پاس اس وقت بھی ایک کیس ہے کہ پراپرٹی ڈیلرز پٹواریوں کے ساتھ مل کر شریف آدمیوں کی جائیدادوں کے اندر چھوٹے چھوٹے نقص نکال کر انھیں بلیک میل کر رہے ہیں۔ پہلے اینٹیں لا کر ان کے دروازے پر رکھتے ہیں کہ ہم یہ بلڈنگ بنائیں گے پھر رات کو وہ اینٹیں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کیس ان پر بنا دیتے ہیں کہ رات کو ہماری اینٹیں چوری کر لی گئی ہیں۔ یقین کیجئے کہ جب تک آپ سزا کا concept مضبوط نہیں کرتے اس وقت تک آپ کے معاشرے میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ سزائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی ظالمانہ سزائیں مقرر کی ہیں؟ یہ اس لئے نہیں کیں کہ ہر آدمی ٹنڈا ہو، ہر آدمی مقتول ہو بلکہ یہ فطرت کے مطابق ہیں۔ میں یہ سن کر حیران ہوا کہ ہمارے ہاں سزائے

موت کو معطل کیا جا رہا ہے۔ ختم کیا جا رہا ہے۔ کیا جرائم کو ختم کرنے کا یہی علاج ہے؟ سزائیں تو ایسی ہونی چاہئیں کہ ان کو دیکھنے سے عبرت ہو۔ امریکہ سب کے اوپر اعتراض کرتا ہے، خصوصاً مسلم ممالک پر اعتراض کرتا ہے کہ یہاں پر سزائیں غیر انسانی ہیں۔ آپ crime ratio دیکھیں۔ سعودی عرب میں crime ratio کیا ہے؟ امریکہ سے بہت کم ہے۔ امن وامان تو یہاں پر ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ سزائیں کم نہ کریں تاکہ معاشرے میں عام شہریوں اور شریف آدمیوں کو جان ومال کا تحفظ مل سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں "اوڈھ گینگ" نے بہت زیادہ house robberies کی ہیں۔ بچیوں کو گرم استریاں لگائی جاتی ہیں۔ انھیں زدوکوب کیا جاتا ہے۔ میرے حلقے کے ایس۔ایچ۔او نے مجھے بتایا ہے کہ یہ پانچ سو آدمیوں کا ایک network ہے۔ آپس میں ان کا بہت interaction ہے۔ ان کے ساتھ کچھ وکلاء حضرات بھی ہیں جو کہ فوری بیلف کا بندوبست کرتے ہیں اس لئے ان کو آسانی سے break کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ آپ کی وساطت سے میں یہاں بیٹھے ہوئے اعلیٰ افسران سے درخواست کروں گا کہ اس کے لئے کوئی special cell ترتیب دیا جائے۔ میں خود بھی victimize ہوا ہوں۔ دو تین دفعہ میری گاڑی کو راستے میں روکا گیا ہے۔ ان کی وجہ سے ہمارے علاقے میں بہت خوف وہراس ہے۔ پورے پنجاب میں ایسی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ اس کے لئے ایک special cell تشکیل دیا جائے اور جو پولیس افسران دشمنی میں ملوث ہیں ان کو screen out کیا جائے۔ ہمیں یہ اطلاع ہے کہ وہ ان کی بہت زیادہ favour کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے محمد شاہ جہاں صاحب! ایسا کریں کہ آپ رانا ثناء اللہ خان صاحب سے رابطہ کر کے ان کے notice میں ساری صورتحال لائیں وہ آپ کی بات آگے اعلیٰ پولیس افسران تک پہنچا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عامر سلطان چیمہ صاحب نے پہلے بھی بات کی اور آج پھر دوبارہ انھوں نے بات بڑی clear کرنے کی کوشش کی ہے تو میری ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایک تقسیم کار ہے۔ اس معاملے کا وزیر آبپاشی، Senior Minister یا دیگر وزراء صاحبان سے کوئی concern نہیں ہے۔ آج امن و امان کی صورتحال discuss ہو رہی ہے جو کہ مجھ سے متعلقہ ہے اور اس سے متعلقہ محکمہ جات کے افسران گیلری میں موجود ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ معزز ممبران جو specific واقعات آج ہمارے علم میں لائیں گے اس ہر واقعہ کی جو بھی صورتحال ہو گی اس بابت ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔ اسی طرح جو تجاویز آپ نوٹ کروا رہے ہیں ان میں سے کسی بھی تجویز کے بارے میں آپ آخر میں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں اور میرے جواب سے ثابت ہو گا کہ میں نوٹ کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ جس دن بھی حکومتی سطح پر امن و امان کے حوالے سے discussion ہو گی وہاں پر یہ تجاویز discuss ہوں گی اور ان میں سے جو بھی قابل عمل ہوئیں ان پر عمل بھی ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! چونکہ میرا ذکر آیا ہے اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ہم تو یہی سمجھ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے بعد ایک سینئر منسٹر صاحب کا عہدہ رکھا گیا ہے۔ ان کو پورا protocol دیا جا رہا ہے۔ DSP level کا پولیس آفیسر ان کو escort کرتا ہے، ان کے ساتھ رہتا ہے تو naturally ایک پورا system بنایا گیا ہے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب آج موجود نہیں ہیں اس لئے سینئر وزیر صاحب کو ہاؤس میں موجود رہنا چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وزیر قانون صاحب بہتر انداز سے یہ سارا کام چلا رہے ہیں۔ مجھے ان کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن سینئر منسٹر صاحب کو اس وقت یہاں لازماً موجود ہونا چاہیے بلکہ باقی وزراء صاحبان کو بھی یہاں ہاؤس میں موجود رہنا چاہیے تاکہ تھوڑی سی seriousness نظر آئے کہ ان کا بھی حکومت کے حوالے سے concern ہے۔ حکومتی معاملات پر بات چیت ہو رہی ہے اس لئے یہ تھوڑا سا اس کو seriously لیں تو بہتر ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ حکومتی ممبران بھی پولیس اور حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہم سب میں حوصلہ ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کی بات سنیں اور معاملات کو بہتر انداز سے

چلائیں۔اگر ہم نے اسی طرح کی روش جاری رکھی اور ایک دوسرے کو برداشت نہ کیا تو لامحالہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اراکین جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان کی information کے لئے یہ عرض کروں گا کہ آپ حضرات یہاں پر جو بھی باتیں کر رہے ہیں ان کی میرے نزدیک یا متعلقہ محکمہ کے نزدیک اتنی اہمیت ہے کہ محترم عامر چیمہ صاحب نے پروفیسر طاہر مسعود صاحب سے متعلق اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ ان کے ہاں ڈکیتی ہوئی ہے اور پولیس نے ابھی تک کوئی کارکردگی نہیں دکھائی۔چیمہ صاحب کی بات کا اسی وقت notice لیا گیا ہے۔ اس بارے میں مقدمہ درج ہو چکا ہے۔آئی۔جی پولیس پنجاب نے خود ابھی پروفیسر صاحب سے بات کی ہے اور ان کے سارے note concerns کئے ہیں۔اس بارے میں ایس۔پی، سی آئی اے اور ایس۔پی، ماڈل ٹاؤن کی سربراہی میں دو ٹیمیں بنائی گئی ہیں اور معاملہ تھوڑا آگے بھی بڑھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو روز میں positive progress بھی متوقع ہے تو یہ اہمیت ہے۔اس لئے آپ سینئر منسٹر کے ہجر میں اتنے پریشان نہ ہوں۔آپ جو بھی بات کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا notice لیا جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہمیں سینئر منسٹر صاحب سے لگاؤ ہی بڑا ہے، پیار ہی بڑا ہے۔میں تو آپ کی پہلے ہی تعریف کر رہا تھا کہ راناثناء اللہ صاحب بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ راجہ ریاض صاحب ایک Senior Parliamentarian ہیں۔وہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر بڑے بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے۔اب وہ سینئر منسٹر بن گئے ہیں اور ایک پارٹی کو head کر رہے ہیں۔یہاں پر دونوں پارٹیوں کی مخلوط حکومت ہے لہذا سینئر منسٹر صاحب کو بھی serious معاملات میں توجہ دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا interest ابھی show ہو گیا ہے۔آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہاؤس میں بات کی تھی اور اس کے اوپر وزیر قانون صاحب نے آپ کو feed back بھی دے دی ہے۔رولز کے مطابق ہی یہ سارا کچھ چل رہا ہے۔اب چونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں رولز quote نہیں کروں گا کیونکہ راناثناء اللہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت بہتر انداز ہے۔میں ہمیشہ وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی تعریف کرتا

ہوں اور میں آج بھی اس ہاؤس میں کہنا چاہوں گا کہ ان کا انداز بہت اچھا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ good governance دیں لیکن پیپلز پارٹی والوں کو بھی تھوڑا سا اپنے رویوں کو درست کرنا چاہیے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب ہماری پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔ وہ کسی کام سے ابھی باہر گئے ہیں۔ یہ بار بار ہمارے لیڈر پر تنقید کر رہے ہیں۔ ہم کھڑے ہیں لیکن آپ ہمیں موقع نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فوزیہ بہرام صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات ابھی سنتا ہوں۔ میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میری بات سن لیں، پلیز! تشریف رکھیں، میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ notes لے رہے ہیں۔ یہ خواہ مخواہ پیپلز پارٹی کے قائدین کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ جتنی seriousness کا مظاہرہ پیپلز پارٹی کے لوگ یہاں کرتے ہیں کاش! اپوزیشن نے وہ مظاہرہ کیا ہوتا۔ قائد حزب اختلاف سمیت اپوزیشن کے لوگوں نے جتنی pathetic تقریریں کی ہیں۔ میں یہاں بیٹھی ہوئی کہہ رہی تھی کہ اس سے اچھی تقریریں تو ہمارے عام ممبران اپوزیشن یہاں بیٹھ کر کیا کرتے تھے۔ ان کی seriousness کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ کوئی بندہ facts & figures لے کر نہیں آیا۔ اپوزیشن کے کسی ممبر نے تیاری کے ساتھ بات نہیں کی۔ ہوا میں ٹامک ٹوئیاں مار کر یہ سب لوگ بیٹھ گئے ہیں اور اس پر کہہ رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے لوگ seriousness کا مظاہرہ نہیں کر رہے۔ Personal بات کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ راجہ ریاض صاحب پنجاب کے سینئر منسٹر ہیں۔ وہ ہماری پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اور ان کے بارے میں اس طرح ironically بات کی جائے گی تو اس کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ عامر سلطان چیمہ صاحب میرے بھی colleague رہے ہیں۔ پرانے parliamentarian ہیں۔ یہ ایک قومی پارٹی، ملک گیر پارٹی کے لیڈر کے بارے میں اس طرح بات نہ کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ نامناسب رویہ ہے۔ ان کو اس سے اجتناب برتنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ایک بہت ہی relevant point ہے کہ تھانہ کلچر کو تھوڑا تبدیل کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ تھانہ تو امن اور تحفظ کی جگہ ہونی چاہیے۔ تھانے اس لئے بنائے جاتے ہیں تاکہ وہاں پر لوگوں کو مکمل protection مل سکے۔ وہاں پر جاتے ہوئے کسی بھی مرد، عورت یا بچے کے دل میں کوئی خوف نہیں آنا چاہیے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ تھانے کو اس انداز سے ہونا چاہیے کہ وہاں پر چاہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا بے دھڑک جائے اور پھر وہ وہاں پر اپنے آپ کو محفوظ تصور کرے۔ اس سلسلے میں بھی تجاویز آنی چاہئیں اور وزیر قانون کو اس سلسلے میں سوچ کر کوئی planning کرنی چاہیے۔

جناب والا! میری بہنوں نے جو بات کی ہے اس کے لئے میں علامہ اقبالؒ کا ایک شعر پڑھنا چاہوں گی۔ چونکہ کل 14۔اگست بھی ہے، ہمیں اس کو اپنا وتیرہ بنانا چاہیے۔ علامہ اقبالؒ کے اس شعر سے مجھے بڑی محبت ہے اور میں اسے اپنی زندگی کا وتیرہ بناتی ہوں اور چاہوں گی کہ باقی سب لوگ بھی اس پر غور و فکر کریں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ ، فلک دیکھ ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

جناب والا! یہ اپنے دماغوں کو استعمال میں لائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے شعر کا کہا تھا، شعر آپ نے پڑھ لیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

Silence in the House. رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج کا موضوع نہایت اہم ہے۔ کسی بھی ریاست کی سب سے پہلی ذمہ داری امن وامان ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب نے جس طرح اپنی opening speech میں پہلے فرمایا، ماشاء اللہ جس طرح کے اقدامات وزیر اعلیٰ صاحب اٹھا رہے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ ساری چیزوں پر پوری طرح سے عمل پیرا ہوں۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اس موضوع پر تفصیلی تقریر کر سکوں۔ میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ امن وامان کا یا فلاحی ریاست کا سارا انحصار صرف اور صرف سب سے پہلے انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ انصاف دو قسم کا ہوتا ہے، ایک معاشرتی انصاف اور دوسرا معاشی انصاف لیکن انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں میں ہمارے اس ملک میں جس طرح آمریت کے سائے 33 سال تک رہے اور جمہوریت کے پاؤں ٹکنے نہیں دیئے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے ملک کی یہ حالت ہے کہ نہ تو یہاں معاشرتی انصاف مل رہا ہے اور نہ ہی یہاں پر معاشی انصاف مل رہا ہے۔ تھانوں میں جائیں، عدالتوں میں جائیں، کچہریوں میں جائیں غریب کے ساتھ انتہائی ظلم ہو رہا ہے۔ معاشی انصاف کی یہ حالت ہے کہ آج پنجاب کے 57 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ یہ صرف پنجاب کے ساتھ زیادتی ہے کسی بھی صوبہ میں اتنی غربت نہیں ہے، latest survey کے مطابق 57 فیصد لوگ پنجاب میں غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ ارتکاز دولت ہے، معاشی ناانصافی ہے۔ یہاں پر ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ دو تین فیصد لوگ اپنی life enjoy کر رہے ہیں اور باقی تمام لوگ غریب سے غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن اصل میں بات یہ ہے کہ چونکہ یہاں پر غریب کو انصاف نہیں ملتا اور لٹیرا corruption کر رہا ہے۔ آپ جس بھی جگہ پر چلے جائیں corruption کا دور دورہ ہے۔ پولیس تو پہلے نمبر پر آتی ہے کیونکہ تھانہ کلچر ہے اور وہ direct deal کرتے ہیں۔ آپ محکمہ مال کو بھی دیکھ لیں، آپ ڈاکٹروں کو دیکھیں وہاں MLC کس طرح کٹتے ہیں، پٹواری کو دیکھیں کہ وہ کیا کرتا ہے، کالونی ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں، اشتمال ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں، پورا کا پورا معاشرہ بلکہ پوری کی پوری ریاست، میں کہتا ہوں کہ کینسر زدہ ہے۔ corruption کا کینسر پھیل چکا ہے۔ سب سے پہلے ہماری یہ ڈیوٹی ہے کہ یہ corruption کا کینسر ختم ہو ایسی پالیسیاں وضع کریں کہ اس corruption کے کینسر کو اکھاڑ کر دور پھینکیں اور نئے سرے سے اس سوسائٹی میں blood transfusion کریں۔

جناب سپیکر! یہ جو Police Order 2002 ہے اور جو devolution plan جنرل تنویر نقوی نے دیا تھا یہ صرف اور صرف اپنے vested interest کی خاطر بنایا گیا تھا۔ یہاں تو vested interest کی خاطر قانون بنتے ہیں۔ یہاں بندوں کے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر قانون بنتے ہیں لیکن اس روش کو ہمیں بدلنا ہوگا، ہمیں یہ devolution plan بھی ختم کرنا ہوگا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ پورے ملک میں کہیں بھی آپ کو کوئی problem آتا ہے تو law and order کو سنبھالنے والا کوئی بندہ نہیں ہوتا۔ Police Order 2002 کو ختم کرنا ہوگا۔ آپ نے

investigationکا جو سسٹم بنایا ہے اس کی وجہ سے اتنا ظلم ہو رہا ہے کہ ایک غریب آدمی اپنے ضلع سے آئی جی کے پاس نہیں جا سکتا۔ وہ تو ڈی۔آئی۔ جی کے پاس بھی نہیں جا سکتا اور رینج میں نہیں جا سکتا۔ ایک ایس آئی پیسے لے کر غلط تفتیش کر دیتا ہے۔ اس کو تفتیش تبدیل کروانے کے لئے بھی اس کو دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ میں اس مختصر وقت میں صرف اتنی تجویز دوں گا کہ یہ پولیس کا جو سسٹم ہے اس کو نئے سرے سے بنایا جائے۔ اس وقت Houseمیں آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، اس کو نئے سرے سے پھر reformکریں بلکہ پورا reform systemکریں۔ اس طرح نہ کریں کہ جس طرح سے پہلے ہوتا آیا ہے کہ مکھی پر مکھی مارتے جائیں۔ اس کی reformsکے لئے intellectualبیٹھیں۔ میں پولیس کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ جتنی PSP classآتی ہے یہ ایک طرف ہوتی ہے اور اس کی سوچ اور ہوتی ہے۔ نیچے ڈی ایس پی تک جو لوگ جاتے ہیں اور سپاہی، اے ایس آئی سے جو promoteہوتے ہیں ان کی اور سوچ ہوتی ہے۔ میں ان کو بھی exonerateنہیں کرتا۔ یہ بھی قصور وار ہیں کہ یہ PSP classاپنے officesاور اپنے decorumسے باہر نہیں آتی اور وہ لوگ نیچے corruptionکی انتہا کرتے ہیں۔ P.S.P classاپنا فرض سمجھتی ہے، میں نے پچھلے پانچ سالہ دور میں دو ایس۔پی صاحبان کے خلاف، جو نہ تو corruptتھے اور اہل تھے بڑے competentتھے لیکن ایک چیز ان میں تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ جو میرا تھانیدار کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے اور ایم پی اے جھوٹ بول رہا ہے۔ اس لئے میں ایک تحریک استحقاق ایس پی کے خلاف لایا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح فوجی صوبیدار سے آگے نہیں جا سکتا۔ میرے ایک دوست نے بات کی کہ یہ جو ڈی ایس پی صاحبان promoteہو کر آتے ہیں ان کی سروس تھوڑی رہ چکی ہوتی ہے اور اس عرصے میں وہ اپنا پورا careerبنانے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر وہ reformsلائیں۔ اس کے علاوہ میں یہ دو باتیں ہی عرض کروں گا کہ تھانہ کلچر میں reformsکریں، محکمہ مال میں بھی reformsآنی چاہئیں۔ صرف پولیس قصور وار نہیں ہے۔ محکمہ مال فساد کی جڑ ہے۔ ہر جگہ پر ناانصافی ہو رہی ہے۔ overallجو ہمارا معاشی سسٹم ہے اس میں بھی انصاف ملنا چاہیے۔ ہمارے ہاں انصاف کی یہ حالت ہے اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہم لوگ چیف جسٹس آف پاکستان کو اور ساٹھ ساٹھ ججوں کو بھی ہم اندر پھینک دیتے ہیں اور چیف جسٹس کو ایک ڈی ایس پی بالوں سے نوچ رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے حقیقت میں مرنے کا مقام ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک معاشرے میں انصاف

نہیں ملے گا اور انصاف بھی معاشی اور معاشرتی دونوں نہیں ملیں گے تو اس وقت تک معاشرے میں امن وامان قائم نہیں ہو سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ تشریف رکھیں، وزیر موصوف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! معزز رکن نے بہت اچھی تجویز دی ہے کہ PSP class بہتر کردار ادا کرتی ہے تو میری یہ خواہش ہے کہ وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ایسا قانون بنائیں کہ ہمارے ہاں پٹواری بھی PSP class سے بھرتی ہوا کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: الحمد للہ رب العالمین o جناب والا! law and order کی جو situation ہے وہ صوبہ کیا ملک بھر میں بہت خراب ہے۔ ابھی میں حکومت پنجاب کو blame کرنا مناسب نہیں سمجھتی کیونکہ ابھی انہیں اتنا وقت نہیں ملا مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ حکومت کو انتہائی سنجیدہ اقدامات کرنے ہوں گے۔ law and order کے نام پر پولیس کو کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ جب تک ایم این ایز اور ایم پی ایز کی سفارشات سے forces کو پاک نہ کیا جائے گا تب تک خاطر خواہ نتائج برآمد ہونا مشکل ہیں۔ میں وزیر قانون کی توجہ حال ہی میں چکوال ضلع میں پولیس بلکہ خاص طور پر ایک ایس۔پی کے ہاتھوں ہونے والے دو قتلوں کی طرف کرانا چاہتی ہوں جس کی بنیاد وہ اغواء ہے جس کا انصاف ان لوگوں کو نہ ملا اور آخر کار جو پولیس کا ایس پی تھا اس نے پہلے خود میرے گھر کے قریب گولی چلائی اور اس کے بعد Police Force نے گولیاں چلا دیں اور دونوں لوگ قتل ہو گئے۔ چکوال میں اس کا بہت شور مچا اور جو ایم این اے صاحب انہیں لائے تھے ابھی میرے ایک معزز بھائی کہہ رہے تھے کہ کوئی ایم این اے کی سفارش نہیں، انہوں نے ایک طرف تو کالم لکھ کر پورے اخبارات میں اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور قوم کو بتایا کہ یہ غلطی ان سے ہوئی ہے کہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کو سفارش کر کے ایک اتنا گندہ پولیس افسر چکوال میں تعینات کروایا لیکن دوسری طرف انہوں نے انہیں mob سے بچا کر اپنے گھر بٹھا لیا۔ کئی گھنٹے نعش پولیس نے نہ دی اور پولیس کی طرف سے بغیر ایف آئی آر کے judicial inquiry launch ہو گئی۔ ہونا

تو یہ چاہیے تھا کہ اس قتل کے ذمہ دار تمام لوگ suspend ہوتے اور پھر انکوائری ہوتی لیکن ہوا یہ کہ 164 کے بیان بھی پولیس نے اس لڑکی سے اپنی custody میں لئے اور اس ایم۔این۔اے صاحب کے کہنے پر اس ایس پی کو suspend کرنے کی بجائے صرف جبری رخصت پر بھیج دیا گیا، یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب ایس پی صاحب کے علاوہ بھی تمام ذمہ دار افسران کو فوری طور پر suspend کر کے judicial inquiry کروانی چاہیے ورنہ وہ لوگ اس پوزیشن میں ہیں کہ judicial inquiry پر بھی اثر انداز ہوں گے۔

چکوال میں ڈکیتیوں اور چوریوں میں تو گزشتہ دور سے شدید اضافہ ہے اس کا blame بھی میں موجودہ حکومت کو نہیں دینا چاہتی لیکن اس میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اس پر وزیر قانون اور Law Forces کی توجہ بہت ضروری ہے۔ مجھے اسی ایس پی نے منشیات کے ایک پرچے میں ملوث تک کرنے کی کوشش کی۔ میرے احتجاج پر انہوں نے میرا نام نکالا لیکن اس ایف آئی آر کی ایک کاپی میرے پاس موجود ہے جس میں انہوں نے میرا نام درج کیا ہے۔ اگر پولیس اس حد تک جائے گی تو پھر کہاں انصاف ہوگا مگر اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کی انکوائری ہو اور وہ اے ایس آئی، کرپٹ ترین آدمی ہے جو پہلے بھی اپنے کرتوتوں کی وجہ سے پولیس سے demote ہوا ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ اس نے ایسی جرأت کیوں کی؟ چوآسیدن شاہ میں آپ کا تعینات ایس ایچ او ایک بے تاج کرپٹ بادشاہ ہے جس سے بات کرنے کے لئے سوائے اس ایم۔این۔اے کے کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ میں لاء منسٹر صاحب کو یہ بھی request کرتی ہوں کہ پولیس کی تنخواہیں ضرور بڑھائیں کیونکہ تنخواہیں بڑھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن تنخواہ بڑھانے کا ایک criteria مقرر کریں۔ کرپٹ پولیس افسران اور نالائق پولیس افسران کی بھی آپ تنخواہیں بڑھا کر انہیں فارغ کریں۔ جس طرح surplus pool ہوتا ہے اسی طرح پولیس کا بھی ایک surplus pool بنایا جائے اور اس میں نالائق اور کرپٹ پولیس افسران کو ڈال کر ان سے نجات حاصل کی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ پولیس کی نفری بھی انتہائی کم ہے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے مشینری خریدنے کے لئے بہت آسانی سے پیسے دے دیئے It's very good deed. میں ان کی تعریف کرتی ہوں۔۔۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ بات ان کے knowledge میں نہیں ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے ایم این ایز، ایم پی ایز اور دیگر افراد جن کی criminal cases میں دشمنیاں تھیں، even کہ ہماری اپنی جماعت کے ایم این ایز، ایم پی ایز اور ڈی پی اوز کی نفری کو کم کر دیا ہے اور انہیں گشت پر لگا دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ لاء منسٹر صاحب کا کام ہے۔ دیکھیں! جواب دینے کے لئے وہ بیٹھے ہیں۔ time already زیادہ ہو چکا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو یہ فیصلہ ہو جائے کہ میری باتوں کا جواب لاء منسٹر صاحب دیں گے یا میری بہن دیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے already point out کر دیا ہے، آپ پلیز بات کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! پولیس کی نفری کم کرنے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ پبلک زیادہ ہو تو پولیس کی نفری میں اضافہ ہونا چاہیے۔ چکوال میں کچھ areas مفروروں اور دہشت گردوں کے گڑھ ہیں جن میں International Agencies آ کر کام کر رہی ہیں لیکن پولیس کے لوگ ان میں کام نہیں کر رہے۔ ضلع چکوال میں 1500 سے زائد پولیس کی نفری ہونی چاہیے مگر 600 کے قریب ہے اس پر بھی غور فرمائیں اور جہاں جہاں ضرورت ہو وہاں پولیس کی نفری کو بڑھائیں کیونکہ پولیس کی نفری پوری نہ ہو، وہ 24/24 گھنٹے ڈیوٹی کریں تو اس کے بعد ان سے بہترین کارکردگی کی امید بھی فضول ہے۔ چھوٹے پولیس افسران کا education standard improve ہونا چاہیے۔ District Investigation Officers جو مقرر کر رکھے ہیں ان کے ساتھ Female District Investigation Officers بھی لازمی تعینات ہونی چاہییں۔ Police Order, 2002 کو proper reforms میں لے کر آئیں۔ خانہ پُری کے لئے منشیات کے جو پرچے ہوتے ہیں یہ روش بند ہونی چاہیے۔ میں خصوصی طور پر اپنے ضلع کا ذکر کروں گی کہ 10 گرام، 5 گرام، 6 گرام، اس طرح کے منشیات کے پرچے انتہائی معزز اور شریف لوگوں پر کر کے خانہ پُری ہوتی ہے اور یہ شاید پولیس کی ایک requirement ہے اس کو بند ہونا چاہیے۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اس طرح ہے کہ ہاؤس کا ٹائم ختم ہو چکا ہوا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کو winding up speech کے لئے کتنا ٹائم چاہیے ہو گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! within 5 minutes ختم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے اور اب میاں رفیق صاحب بات کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: He is on point of order. ان کی بات پہلے ختم ہو لینے دیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ نے کل مہربانی کی تھی اور Private Members Day میں 4 بجے تک ٹائم دیا تھا تو منسٹر صاحب کو بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔ یہ نہایت important matter ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کوئی دوست رہ نہ جائے۔ ہم اس ملک میں جمہوریت کے لئے جتنی جدوجہد کر رہے ہیں، ہم نے مواخذے کے لئے بہت تگ و دو کی ہے، مختلف اسمبلیوں میں قراردادیں پیش کر رہے ہیں، وہ کس لئے کر رہے ہیں؟ جمہوریت کے لئے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ جمہوریت میں سب سے بڑی رکاوٹ اس ملک کی پولیس ہے۔ جب تک پولیس کی اصلاح نہیں ہو گی، یہاں سے پولیس ازم ختم نہیں کیا جائے گا، جب تک منتخب نمائندے کی عزت نہیں کی جائے گی، ہم لوگ ایک 19 / 18 گریڈ کے پولیس افسر، ڈی پی او کے پاس جاتے ہیں تو وہ دو انگلیوں سے ہم سے ملتا ہے جیسے اس کی کمر کا مہرہ ہلا ہوا ہو۔ جب تک انہیں آداب جمہوریت نہیں سکھایا جائے گا لاء اینڈ آرڈر کس چیز کا ہو گا؟ جب عوامی نمائندے جائیں اور پولیس والے دو انگلیوں سے بات کریں اور بدتمیزانہ رویہ اختیار کریں تو پھر ایک عوامی نمائندہ لاء اینڈ آرڈر کی کیسے اصلاح کرے گا؟ لاء منسٹر سے میری humble submission ہے کہ ہر ایم پی اے کو یہ اجازت دی جائے کہ وہ اپنے تھانے میں جس وقت دل چاہے inspection کرے۔ اگر وہ inspection کر سکے گا تو لاء اینڈ آرڈر کی گارنٹی بھی وہ دے گا۔ یہ بہت sensitive topic ہے تو میری kindly humble submission ہے کہ 20 منٹ ٹائم بڑھا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل بڑھا دیا ہے۔ جی، میاں صاحب!۔۔۔(قطع کلامیاں)

چودھری صاحب! میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے موقع دیا۔ وقت کی کمی نے میرے ہاتھ باندھ دیئے ہیں ورنہ امن عامہ سے متعلق کرپشن اور اختیارات کا ناجائز استعمال میں اس دیوار پر لکھ دیتا جس کو آپ بھی پڑھ لیتے اور آئی جی صاحب بھی پڑھ لیتے۔

اب نظام زر بدلنا ہوگا سوچ کا محور بھی بدلنا ہوگا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بھی بادشاہ کا سر بدلنا ہوگا

جناب سپیکر! امن عامہ اور کرپشن کی ماں ہے disparity and discrimination اور یہ disparity and discrimination کس نے پیدا کی ہے؟ یہ سیاسی طالع آزما، مہم جو جرنیلوں نے پیدا کی ہے، بار بار مارشل لاء لگا کر سول سوسائٹی کو تقسیم کیا، کرپشن کی طرف مائل کر کے ساری سول سوسائٹی کو تقسیم کر دیا۔ میں اس میں یہ بھی کہوں گا کہ جن اداروں اور جن جماعتوں نے ملک اور قوم کے ارتقاء کو روکا وہی اس ملک اور قوم کے دشمن ہیں کیونکہ ان لوگوں نے ساری civil society کو دھڑے بندیوں میں تقسیم کر دیا، قومی اور مذہبی فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا، لسانی اور صوبائی تعصبات میں تقسیم کر دیا اور عوام کے consensus کو تقسیم کر کے ساری قوم کو کمزور کر دیا۔ اس طرح سے جہاں جہاں بھی عوام کے مسائل ہیں، جس ادارے میں بھی پولیس میں یا محکمہ مال میں بھی عوام کے مسائل ہیں وہاں پر abuse of authority ہے، کرپشن، رشوت اور اختیارات کا ناجائز استعمال ہے۔

جناب سپیکر! مستقبل میں میرا vision یہ جھانک رہا ہے کہ جب تک یہ disparity and discrimination موجود رہے گی تو انقلاب روس کی طرح یا انقلاب چین کی طرح یا انقلاب فرانس کی طرح سے ہی یہاں پر تبدیلی آئے گی۔ انصاف بکتا ہے، قانون بکتا ہے یہ بات تو ہے ہی اس میں دو رائے نہیں ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون اور آئی جی صاحب کو ایک مثال دیتا ہوں کہ شورکوٹ کمالیہ ہیڈ سدھنائی اور تریموں کینال ونگ پر، حویلی کینال لنک پر اربوں روپے سے سکارپ سکیم بنائی گئی تھی اس میں محکمانہ کرپشن ہوئی ہے۔ میں نے اس کو highlight کرنے کے لئے ایک پریس کانفرنس کی تھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ 215 ٹیوب ویلوں میں سے صرف چالیس in working ہیں باقی 175 ٹیوب ویلوں کی مشینری اور موٹریں محکمہ کے چور کھا چکے ہیں۔ یہ محکمانہ سکینڈل ہے جس کو ہمایوں شاہ SDO مظفر گڑھ تحفظ دے رہا

ہے، سارا محکمہ تحفظ دے رہا ہے۔ وہاں پر رنگے ہاتھوں پکڑے ہوئے چور رو ہنگی تھانہ پہنچائے گئے، موٹریں بھی پہنچائی گئیں جب میری طرف سے اعتراض ہوا اور پریس کانفرنس ہوئی، میں نے سیکرٹری اریگیشن کو بھی چٹھی لکھی تو یوں ہوا کہ محکمانہ کرپشن کو بچانے کے لئے تھانے سے گیا ہوا مسروقہ مال موٹریں واپس لا کر ٹیوب ویل پر لگا کر چلتا ہوا ثابت کر کے اس کو چھپانے کی کوشش کی گئی۔ میں یہ آئی جی صاحب کو بھی بھیجوں گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ ان چوروں کو DSP اور DPO کے level پر فارغ کر دیا گیا کہ وہاں پر تو کوئی چوری ہوئی ہی نہیں ہے اور یہ اربوں روپے کی محکمانہ کرپشن کا سکینڈل ہے جس کو محکمہ بھی تحفظ دے رہا ہے اور محکمہ پولیس بھی تحفظ دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے سامنے وزیر قانون صاحب نے بھی بہت اچھی تجاویز اور بہت اچھی آراء دی ہیں جن سے میں خود اتفاق کرتا ہوں لیکن ایک بات پر مجھے شدید اختلاف ہے کہ Police Act 2002 اسی طرح سے ہے کہ جیسے روس کا Iron carton تھا۔ اس سے آزادی اسی طرح سے حاصل ہوگی کہ Police Act کو تبدیل کیا جائے اور منصفانہ تفتیش کا قانون رائج کیا جائے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اچھے DPO بھی لگے ہوئے ہیں لیکن تمام فرشتے نہیں ہیں۔ ان کے نیچے بھی فرشتے نہیں لگے ہوئے۔ میں ایک مثال آپ کو دینا چاہتا ہوں کیونکہ آئی جی صاحب بیٹھے ہیں۔ میں ایک بات ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں ان کے دفتر میں گیا جو صاحب DSP کو deal کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ ہمیں ایک honest DSP دے دیں انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو کوئی honest ہے ہی نہیں۔ میں نے کہا کہ ایک بھی نہیں تو انھوں نے کہا کہ ہوں گے کوئی 2/4 تو میں نے کہا کہ ان میں سے ایک ہی دے دو۔ جہاں پر قحط الرجال ہو محکمہ پولیس میں honest officer موجود نہیں ہوں گے تو عوام کو انصاف کہاں سے ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری عبداللہ یوسف صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے درخواست کی تھی کہ معزز ممبر کی تقریر سے پہلے سیال صاحب بات کر رہے تھے اس وقت تسلسل تھا کہ انھوں نے جو باتیں کی ہیں کہ انھوں نے اس کام میں بڑی جدوجہد کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایک اور کام میں بھی بڑی جدوجہد کی ہے کہ انھوں نے فارورڈ بلاک بنایا ہے اور فارورڈ بلاک بنانے میں ان کی جدوجہد پر میں ان کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمیر کی آواز کے تحت اگر کوئی فارورڈ بلاک بنتا ہے تو ہم ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میں آج امن عامہ کے حوالے سے ایک بات کہنا چاہوں گا کہ جن لوگوں نے کل پرویز مشرف کی حمایت کی ہے ان کو آئی جی صاحب protection دیں کیونکہ پاکستان اور پنجاب کے عوام بہت ناراض ہیں اور یہ حفاظت سے اپنے حلقوں میں جائیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب پچھلے 5 سال بھی ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ میرے بھائی بنیادی طور پر گجرات کے رہنے والے ہیں اور ان کی مجبوری ہے کہ یہ گجراتیوں کو چھوڑ نہیں سکتے ورنہ کل جو نتیجہ تھا 83 میں سے 25 افراد نے حق میں ووٹ دیا۔ یہ بات نہایت قابل شرم تھی۔ ہم نے اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کیا اور اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو ہمیں اس کو بھولا نہیں کہنا چاہیے۔ ہم شرمندہ ہیں، میں اس ہاؤس سے معافی مانگتا ہوں کہ ہم 5 سال وردی والے کی support کرتے رہے ہیں۔ میں آج کھلے دل سے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ 39 آدمی الحمدللہ ہمارے ساتھ تھے اور 17 بندے ان کے تھے انھوں نے کہا کہ ہم نہیں آئیں گے کیونکہ ہمارا ضمیر نہیں کہتا کہ ہم مشرف کو ووٹ دیں تو یہ کل 25 بندے آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ 4 گجرات والے رہ جائیں گے باقی سارے آ جائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، گوندل صاحب!

جناب وسیم افضل گوندل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں اس وقت بحث law and order کی صورتحال پر ہو رہی ہے۔ میں بہت مختصر وقت میں دو تین تجاویز دینا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو امن وامان کی صورتحال میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

پہلی تجویز یہ ہے کہ پولیس میں جو بھی enrolment ہوتی ہے وہ کسی سیاسی بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے اور آئندہ کے لئے میری آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ پنجاب سے درخواست ہو گی کہ سپاہی سے لے کر اوپر جہاں تک enrolment ہو اس میں سیاسی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دور حکومت میں انتخابات

سے صرف چند ماہ پہلے ضلع منڈی بہاؤالدین اور ضلع گجرات میں massive scale پر پولیس کی بھرتیاں ہوئی تھیں۔ ان میں سے 700 لوگ ضلع گجرات میں بھرتی ہوئے اور تقریباً 500 کے قریب ضلع منڈی بہاؤالدین میں بھرتی ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں figures بتا رہا ہوں۔ جب DPO منڈی بہاؤالدین کو تبدیل کیا گیا تھا تو RPO صاحب نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ نے merit پر کتنی بھرتیاں کی ہیں تو اس نے کہا تھا کہ میں نے 300 میں سے صرف 25 merit پر بھرتیاں کی ہیں باقی مجھے ظہور پیلس سے list آئی تھی اور اس نے جاتے جاتے 65 آدمی قد کی کمی اور چھاتی کم ہونے کی وجہ سے نکالے ہیں۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ انتخابات سے تین چار مہینے پہلے جتنی enrolment ہے اس کو scrutinize کیا جائے تاکہ merit پر دوبارہ بھرتی کی جائے اور جو پہلے ہوئے ہیں ان کو retain کیا جائے تاکہ یہ کسی کی ذاتی force نہ بن سکے چونکہ وہ لوگ جو اس وقت بھرتی ہوئے تھے وہ اپنے آپ کو پرویز الٰہی force کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ تھانوں میں ہر کانسٹیبل کے پاس موبائل فون ہر وقت موجود ہوتا ہے اور بدقسمتی سے بہت سارے پولیس فورس کے لوگ informer کا کام کرتے ہیں۔ جہاں کہیں اگر ریڈ کرنے کے لئے جانا ہوتا ہے یا کسی law implementation کے لئے جانا ہوتا ہے تو مجرم نوسرباز کو پہلے فون کر کے بتا دیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف آج ریڈ آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کی بات بڑی اہم ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: صرف تیس سیکنڈ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ میری بات سنیں اور محترم لاء منسٹر صاحب سے ملیں اور ان کے نوٹس میں لے کر آئیں۔ اس پر جو بھی کارروائی ہو گی منسٹر صاحب پھر بتائیں گے۔ پلیز ٹائم بڑا short ہے اور آپ کا point آ گیا ہے۔

جناب ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لوگوں کے بہت ہی important matters ہوتے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔ جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے اور میری دو تجاویز ہیں کہ ہمارے تھانوں میں ہوتا یہ ہے کہ یہاں سے آرڈر جاتے ہیں اور جس تھانے کے بہت زیادہ پرچے ہوتے ہیں ہم ان کو promote کرتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اکٹھ اور پنچائیت کو اہمیت دی جائے، جو ہمارے ممبر صوبائی اسمبلی یا دوسرے ممبران وہاں اکٹھ اور پنچائیت کرتے ہیں تو یہ ہدایت ہو کہ جن تھانوں کے کم سے کم پرچے ہوں گے اور اصلاح زیادہ ہو گی ان کو انعامات سے نوازا جائے۔ اسی طرح پولیس کا جو گشت ہوتا ہے تو ایک پولیس آفیسر 24,24 گھنٹے گشت کرتا ہے، اگر ان کی نفری بڑھائی جائے اور ان کو کم وقت گشت کے لئے دیا جائے تو اس سے زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ ساتھ ہی ساتھ جس طرح میری بہن نے کہا تھا کہ اگر ان کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں تو فائدہ یہ ہو گا کہ رشوت والا عمل کم ہو جائے گا۔ بیس بیس سال سے جو پرانے پرچے پڑے ہوتے ہیں اگر ہم انہیں کہتے ہیں کہ اتنے پرچے show کریں تو جن لوگوں کی چالیس یا پچاس سال کی عمریں ہو جاتی ہیں ان کو پکڑ کر لے آتے ہیں۔ یہ بھی کوشش کی جائے کہ ان دو چیزوں پر amendments کی جائیں اور اکٹھ اور پنچائیت کی اہمیت کو ترجیح دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ صغیرہ اسلام: ہمیں وقت ہی نہیں دیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا تو ابھی لسٹ میں نام ہی نہیں ہے۔ اب ساجدہ میر صاحبہ کا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ! بات کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: اپوزیشن والوں کو ہی ٹائم دیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جمہوریت کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اپوزیشن کو بھی ٹائم دینا چاہیے۔ آپ کی جو شکایت ہے اس کو سننے کے لئے آپ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اس ہال کے اندر بات کرنی ہے۔ جی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ اپوزیشن کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ میرے بھائی نجف سیال صاحب نے اس وقت جو بات کی میں اس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ law and order کے اوپر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمیر کی بات ہے۔ یہ بانیٔ تجارت ضمیر ہیں اور میں یہ کہوں گی کہ پانچ سال بعد ان کا ضمیر جاگا۔ جب انہوں نے پانچ سال تمام مراعات لے لیں، تمام تنخواہیں لے لیں حتیٰ کہ ٹکٹ تک لے لیا تب جا کر ان کا ضمیر جاگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ان کا تین مہینے پہلے بھی ضمیر جاگ جاتا تو ہم سمجھتے کہ ان کا واقعی جاگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز: بیٹھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: یہ گھروں سے اٹھ کر آ جاتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو ٹائم دیا تھا، اب بیٹھیں۔ سیال صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔ Let me conduct the House.

جناب نجف عباس خان سیال: یہ گھروں سے اٹھ کر آ جاتی ہیں۔ ان کی سیاست صرف یہی ہوتی ہے۔ اگر ان میں اتنی ہمت ہے تو یہ آئیں اور جنرل الیکشن لڑ کر دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! یہ personal attack اس ہاؤس کے اندر نہیں ہو سکتا۔ order in the House پلیز! تشریف رکھیں۔ اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ چودھری محمد شفیق صاحب! ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے اس sensitive حالات میں مجھے بھی موقع ملا کہ پنجاب کے law and order پر بات کی جا سکے۔ ایک دو point پر میں بات کروں گی کیونکہ معزز اراکین اسمبلی صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں ان کا وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ نہ تو کوئی میرا چاچا آئی جی ہے، نہ کوئی میرا بھائی ایس ایچ او ہے، نہ میں کسی کو لگوانا چاہتی ہوں لیکن ایک بات میں ضرور کرنا چاہتی ہوں کہ اگر پولیس رشوت لینا چھوڑ دے تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ سب سے بڑا مسئلہ ہمارے لئے جو آتا ہے کہ لاہور کی 150 یونین کونسل میں ٹوٹل 85 تھانے ہیں اور جب ایک علاقے میں واردات ہوتی ہے اور دو سڑکوں کے درمیان ڈکیتی کی واردات ہوتی ہے اور پھر جب بندہ

complaint کے لئے جاتا ہے تو ایس ایچ او صاحب کہتے ہیں کہ یہ میرا تھانہ نہیں ہے۔ دوسرے تھانے میں جاتا ہے تو وہاں کہا جاتا ہے کہ یہ میرا تھانہ نہیں ہے تو اس تھانہ کلچر کو بدلنے کے لئے کچھ کرنا ہوگا۔ ایک طرف تو آپ نے آپریشن کا محکمہ رکھا ہے، دوسری طرف Investigation کا محکمہ رکھا ہے یہ دونوں طرف سے رشوت کا بازار گرم ہے۔ ایف آئی آر کٹوانے کے لئے بھی پیسے دینے پڑتے ہیں اور جب آپ کی investigation ہوتی ہے تب وہاں بھی پیسے لئے جاتے ہیں۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے گزارش کروں گی کہ دوہرے معیار کو ختم کر کے ایک ایسا کلچر بنایا جائے جس سے تھانہ کلچر بہتر ہو۔ ایک یہاں پر promotee ہمارے بھائی ہیں ان کو promotion ملنی چاہیے لیکن ان کو ایسے آداب بھی سکھانے چاہییں کہ وہ بغیر کسی سیاسی پریشر کے لوگوں کے کام کریں اور لوگوں کو بھی پتا ہو کہ ہم نے اپنے تھانے کے ساتھ مل کر کام کرنے ہیں۔ یہ ایس ایچ او ہمارے جان و مال کی حفاظت کریں گے تو یہاں پر ڈکیتیاں کم ہوں گی۔ اگر بد قسمتی سے devolution programme آ ہی گیا ہے تو اس کو سیاست میں نہ لے آئیں۔ میرے بھائی نے بات کی کہ یہ ایک بہترین حل ہے کہ ہم عوامی سطح پر کمیٹیاں بنا کر ایک ایس ایچ او کو اس کے ساتھ ساتھ مسلط کر دیں کہ آپ نے یہاں پر دیکھنا ہے کہ اس علاقے میں کتنے جوئے کے اڈے ہیں، کتنے لوگ prize bond کی پرچی کا کام کرتے ہیں اور کتنے قبضہ گروپ ہیں جنہوں نے اپنے ٹارچر سیل بنائے ہوئے ہیں، آپ یقین کریں کہ میں لاہور میں رہتی ہوں اور مجھے پتا ہے کہ شریف آدمی ڈر کے مارے تھانے بھی جانے کے لئے تیار نہیں۔ یہاں پر اغواء برائے تاوان پر فون کئے جاتے ہیں۔ یہاں پر اغواء کر کے کسی کے گھر فون پر کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ دس لاکھ روپیہ لے کر آئیں تو وہ بیچارہ شریف آدمی ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ اگر میں نے دس لاکھ کا بندوبست نہ کیا تو میرا بچہ قتل ہو جائے گا۔ یہاں پر ڈی آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں کہوں گی کہ دو تھانوں کے درمیان والی بات کو سوچیں کہ کون سا ایس ایچ او ہے جو اپنی غلطی مانے گا۔ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پریشر سے ایسا کرتے ہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ ایک اچھے طریقے سے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو بہترین راستہ یہ ہے کہ اگر پولیس پیسے لینا چھوڑ دے تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ آج ہماری ریاست ہے، ہماری ریاست تب ہی بنے گی کہ ہمیں ایک نیا social structure develop کرنا پڑے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہاؤس کے decorum کا خیال رکھا کریں۔ یہ ایک انتہائی معزز ایوان ہے۔ میاں رفیق صاحب! اگر آپ نے کوئی

بات کرنی ہے تو باہر جا کر کر سکتے ہیں لیکن اس طرح آپ بالکل نہیں کر سکتے، ہاؤس کا آخر ایک decorum ہوتا ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم نے عوام کی خدمت کرنی ہے اور عوام کا فرض بنتا ہے کہ آپس میں relation رکھیں اور اس طرح میں سمجھتی ہوں کہ آنے والے وقت میں crime کا خاتمہ بھی ہو گا لیکن پولیس کا رویہ درست کرنے کے لئے بجائے ہم اکھاڑ پچھاڑ کریں، ان کی ٹریننگ کا بندوبست کیا جائے کہ بغیر کسی سیاسی پریشر کے یہ عوام کی خدمت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آج کے ٹائم میں جناب مسعود لالی، جناب جاوید حسن گجر، جناب خالد جاوید گھرال، جناب قمر حیات کاٹھیا، شیخ ممتاز احمد، مہر اشتیاق احمد، جناب جلال الدین ڈھکو، ملک جاوید اعوان، جناب خلیل طاہر سندھو، رانا تنویر ناصر، محترمہ انجم صفدر صاحبہ، جناب شاہجہاں بھٹی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ، میاں طارق محمود، سردار محمد ایوب خان گادھی، سردار خالد راجپوت بھٹی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ، جناب محمد اعجاز شفیع، جناب شاہ رخ ملک، رائے محمد شاہجہاں، سید حسن مرتضیٰ، جناب رضوان گل، رانا ثناء اللہ خان، محترمہ شمسیٰ گوہر صاحبہ، محترمہ راحت اجمل صاحبہ، چودھری محمد ارشد، ملک نوشیر احمد لنگڑیال، حاجی ذوالفقار علی اور سردار خالد سلیم بھٹی نے لکھ کر دیا ہوا تھا۔ ہم نے وقت بڑھایا بھی ہے لیکن وقت اب ختم ہو گیا ہے تو لاء منسٹر صاحب نے اب wind up speech کرنی ہے۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا وقت صرف دس منٹ بڑھا کر وزیر قانون صاحب wind up تقریر کر لیں۔ جی، وزیر قانون! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے ذرا ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس وقت یہ debate شروع ہوئی تھی تو اس وقت شاید آپ نہیں تھے۔ اس وقت وزیر قانون نے on the floor of the House یہ کہا تھا کہ ایک تو وقت کی کوئی پابندی نہیں ہو گی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر آج یہ debate مکمل نہ ہوئی، اگر کچھ رہ گئی تو اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں گے۔ اس لئے میرے خیال میں آج wind up تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہاؤس کا وقت ختم ہو گیا ہے تو اس کو کل

کے لئے pending کر لیں تاکہ سب لوگ اپنا اپنا point of view پیش کر لیں۔ ہم لوگ بھی ہیں۔ ہم نے اپنی تجاویز دینی ہیں۔ یہ اتنا اہم issue ہے جو صوبے کے امن وامان کے لئے ہے۔ اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں۔

چودھری نوید خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔

چودھری نوید خادم: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج کے دن امن وامان کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی تو تمام ممبران نے اس پر بڑے مودبانہ طریقے سے discuss کیا ہے اور اپنے اپنے proposals دیئے ہیں اور point out کیا ہے۔ میں نے آپ سے ایک منٹ کے لئے وقت مانگا تھا۔ اب میں اپنی اصل بات کی طرف آتا ہوں کیونکہ آئی جی صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے ان کو ایک بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔26 جہلم ہے اور آج سے پانچ ہفتے پہلے حافظ نامی آدمی ہے جس کا گاؤں "پگا" ہے۔ یہ آدمی فرانس سے پاکستان آیا تھا۔ یہاں پر اپنا پلازہ بنا رہا تھا اور کاروبار کرنا چاہتا تھا۔ پانچ ہفتے گزر چکے ہیں اور مقامی پولیس کی تمام کوششوں کے باوجود وہ ابھی تک بازیاب نہیں ہو سکا۔ اس بندے کا پتا بھی چل چکا ہے کہ ضلع مردان میں کوئی گاؤں ہے وہ وہاں پر ہے مگر پولیس ناکام ہے اور وہ چھ کروڑ روپے تاوان مانگ رہے ہیں۔ آئی جی صاحب سے گزارش ہے کہ آج ہی ایک سپیشل ٹیم بنائیں، آئی جی سرحد سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی آپ وزیر قانون صاحب کو مخاطب کریں۔ آپ وزیر قانون سے ملیں اور مل کر انہیں اپنا مسئلہ بتائیں۔

چودھری نوید خادم: جناب سپیکر! میں نے تین دفعہ ان کو ملنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ نہیں ملے۔ میں دس دفعہ ان کے office جا چکا ہوں مگر ملاقات نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی ان کے پاس آئیں، بیٹھ کر بات کریں اور اس کو دیکھ لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! وقت کی قلت کے باعث جناب نے جو فرمایا ہے کہ شاید wind up ہو جائے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Criminal Administration of Justice میں جتنی بھی enactments ہیں وہ Federal ہیں لیکن گزارش ہے کہ جو کہ for better efficiency and discipline of the police میں سمجھتا ہوں کہ نہ ہونے کے برابر ہے اس کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ کوئی short term جو ہے یہ ہاؤس enactment کرے تاکہ پولیس کی efficiency بڑھائی جائے۔ دوسرا میں اس معزز ایوان کی مناسبت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چوری ڈکیتی خاص طور پر جو سرگودھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع کر دی ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ let the Law Minister decide کہ انہوں نے اس کو چلانا ہے۔ جس طرح بات ہوئی ہے اس کو دیکھ لیں اگر wind up کرنا ہے تو پھر آپ اپنی تجاویز لکھ کر دے دیں۔ and he will look into that۔ جی، وزیر قانون!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ تعاون نہیں کریں گے تو پھر کیسے چلے گا؟ وزیر قانون کو بات تو کر لینے دیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ نے یہ فرمایا کہ ہوم سیکرٹری صاحب، آئی جی صاحب بیٹھے ہیں بڑی مہربانی۔ اس کے بعد وزیر قانون نے عامر سلطان چیمہ صاحب کے ایک point بتانے پر action لیا۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ ہے۔ میرے حلقہ کا تھانہ شورکوٹ سٹی لگتا ہے۔ یہ خانیوال ضلع کا بارڈر ہے۔ وہاں پر تھانہ حویلی کورنگا اور تھانہ سرائے سدھو ہیں۔ ان کے درمیان جو دریائی علاقہ ہے وہ اشتہاریوں کی آماجگاہ ہے۔ رانا صاحب نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ہے کہ ہم قتل اور ڈکیتی کے اشتہاریوں کو پکڑیں نہ کہ

عدالتی مفروران کو پکڑیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سید فخر امام شاہ صاحب سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، وہ جلسہ کر رہے تھے وہاں پر فائرنگ ہوئی، بندے قتل ہو گئے اور بندہ جو تھا وہ کئی مقدمات میں اشتہاری تھا۔ وہ کئی پولیس افسران کو قتل کر چکا ہے۔ وہ پکڑا گیا اور حال ہی میں وہ جیل توڑ کر بھاگا ہوا ہے۔ وہ وہاں رہتا ہے۔ میرے حلقہ کے لوگوں کو، خانیوال کے لوگوں کو فون پر اغواء برائے تاوان کے لئے اٹھالیا جاتا ہے اور فون کرتا ہے کہ اتنے پیسے پہنچا دو حالانکہ وہ پنجاب کی جگہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ دریائی علاقہ ہے، بہت مشکل جگہ ہے لیکن ہے تو پنجاب کی جگہ، میری گزارش ہے کہ وہاں کوئی خاص آپریشن کیا جائے اور جو سینکڑوں کی تعداد میں اشتہاری رہتے ہیں انہیں گرفتار کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں اور اس مسئلہ کو discuss کر لیں۔ جی، وزیر قانون صاحب! ہاؤس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! تھوڑا سا decorum کا خیال رکھا کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا decorum کے حوالے سے جو حکم تھا۔

I recognize regret, please may kindly be accepted.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ان تمام معزز اراکین کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے آج لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث کرتے ہوئے انتہائی مدلل اور قیمتی تجاویز سے ہمیں آگاہ کیا۔

آوازیں: یہ تو wind up کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو بات تو کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں ان معزز اراکین کا جنہوں نے اپنے نام نوٹ کروائے لیکن انہیں آج موقع نہیں مل سکا میں ان کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بارے میں اپنی دلچسپی ظاہر کی اور میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کے ممبران کو بھی اور ہمارے ٹریژری بنچز پر جو موجود ہیں کیونکہ جن لوگوں نے نام دیئے تھے ان میں سے کافی سارے دوست اس وقت موجود بھی نہیں ہیں، مجھے اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑے گی کہ ان کے Leader of the Opposition بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں بہر حال جو آج کی بات ہے اس کا آج ہی جواب دینا یا اس کو wind up کرنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ کل اجلاس نہیں ہو سکے گا۔ کل 14 اگست ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ یقین دہانی کروادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! ان کی بات تو سن لیا کریں۔ آپ ماشاء اللہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ decorum of the House جس کا ہم ذکر کرتے رہتے ہیں اور جس کا ہم کہتے رہتے ہیں اس کا خیال کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میری گزارش ہے کہ کل 14۔ اگست ہے اور یوم آزادی کے حوالے سے میرے خیال میں ہم میں سے سبھی نے اپنے اپنے اضلاع میں مختلف تقاریب کے حوالے سے جانا ہوگا۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ آج کی جو تجاویز ہیں ان کے اوپر response حکومت کی طرف سے، میری طرف سے آنا چاہئے تھا۔ میں دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جن دوستوں کے نام نوٹ ہوئے اور جو اس وقت موجود ہیں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ نام نوٹ کرواکر پھر اس کے بعد چلے جانا یہ کوئی مناسب رویہ نہیں ہے۔ جن لوگوں کے نام نوٹ ہیں اور یہاں پر موجود ہیں، آپ سیکرٹری صاحب سے کہہ کر ان کے نام نوٹ کروالیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اسی اجلاس میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم دوبارہ کیونکہ جمعہ کے دن price hike پر بحث ہے، ہم اسی اجلاس میں دوبارہ time اور بزنس کے ساتھ منسلک کر کے اس دن انشاءاللہ تعالیٰ ان دوستوں کی تجاویز سے بھی استفادہ حاصل کریں گے اور باقی اگر کوئی دوست اپنی تجاویز کیونکہ یہاں پر ٹائم

کی قلت ہے اس لحاظ سے اگر کسی کی بات ادھوری رہ گئی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان تجاویز کو in black & white لکھ کر بھی دے دیں تو ہم اس کو بھی welcome کریں گے۔

جناب سپیکر! جو تجاویز یہاں پر دوستوں نے دی ہیں میں ان سب دوستوں کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ان تمام پر ہم پوری توجہ کے ساتھ غور کریں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ان تجاویز سے استفادہ کرتے ہوئے یہ کوشش کریں گے کہ پولیس کے ڈیپارٹمنٹ کو ہم بہتر سے بہتر انداز میں منظم کر کے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے میں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات:: جناب سپیکر! [*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آج آپ صبح سے جو بات کر رہے تھے اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگوں کو بالکل دلچسپی نہیں ہے کہ جب آپ لوگوں کی speeches کے جواب میں وزیر قانون صاحب آپ کے مسائل wind up کر رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ جو ممبران نئے آئے ہیں، چیمہ صاحب! اگر یہاں پر اپوزیشن لیڈر موجود ہوتے تو میں یہ بات بالکل ان کے نوٹس میں لے کر آتا کہ یہ اس وقت کوئی اپنی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ آپ کی تجاویز پر بات کر رہے ہیں اور اگر نہیں سننا چاہتے تو۔۔۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 691 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کورم پورا کرے۔ اب ایک ممبر نے اگر کورم کی نشاندہی کی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چیمہ صاحب! دیکھیں کہ میں نے تو اپنی speech کر دی تھی۔ اب آپ کی تجاویز پر میں جواب دے رہا ہوں اگر آپ اپنی تجاویز پر جواب نہیں سننا چاہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی مرضی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اب کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اور میرے لئے بھی یہ بڑا افسوسناک مرحلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی اس ہاؤس میں ضرورت ہی نہیں ہے، اگر آپ

اپنے مسائل کا حل نہیں سننا چاہتے اور جب وزیر موصوف wind up کر رہے ہیں، اگر آپ ان کی wind up speech نہیں سننا چاہتے۔اب چونکہ قاعدے اور قوانین کے مطابق۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ بعض ممبر پہلی دفعہ elect ہو کر آئے ہیں۔ابھی یہ دوسرا یا تیسرا اجلاس ہے جو صحیح طور پر چل رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر انہوں نے بات کی ہو۔آپ اس بات کو reconfirm کر والیں اور ان کے سینئر ممبر اعجاز شفیع صاحب اور چیمہ صاحب بیٹھے ہیں تو میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنی بات پر reiterate نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جس معزز ممبر نے پوائنٹ آف آرڈر پر کورم point out کیا ہے۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! rules کیا کہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: rules تو بڑے clear ہیں کہ جہاں پر point out ہو جائے وہاں پر counting ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس وقت وہ ممبر جس کی بنیاد پر یعنی کورم کی نشاندہی کو count کر رہے ہیں وہ ممبر تو موجود نہیں ہیں اور وہ اس کی نشاندہی نہیں کر رہے۔اگر اعجاز شفیع صاحب نے اب کرنی ہے تو وہ نئے سرے سے کر دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ بات تو ہم نے پہلے بھی بڑی دفعہ کہی کہ ہمارے بہت سے حکومتی ممبران ہیں جنہیں ہاؤس کے decorum اور دوسری چیزوں کی بتانے کی ضرورت ہے۔یہ ٹریننگ شروع کریں اور کیوں نہیں اپنے ممبران کی ٹریننگ شروع کر رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ادھر کے ممبران کی بات کیوں کر رہے ہیں؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ممبر آپ کی طرف سے آئے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں اور آپ اس طرح کریں اور آپ ہاؤس کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے اس بات کا دکھ ہوا ہے کہ ان تمام ممبران کا سمیت آپ کے، ان کی wind up speech تھی۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور یہ اس صوبے کا بہت اہم issue لاء اینڈ آرڈر ہے اور آج اس پر یہ اتنی اہم اور ضروری بحث ہو رہی ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اتنے لمبے چوڑے کانوائے میں سے صرف دو وزراء بیٹھے ہیں۔ چلیں لاء منسٹر صاحب کی تو ڈیوٹیاں ہیں، 18 منسٹر میں سے اور باقی اسی طرح ممبران کی ہے۔ باقی اگر ممبر نے بات کی ہے تو وہ rules & regulations کے مطابق کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے کافی لمبی تقریر کر لی ہے۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کے ممبران کی ٹریننگ بھی ہم کریں۔ آپ اس معزز ممبر سے پوچھ لیں کہ انہوں نے کورم کی نشان دہی کی ہے؟ آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر withdraw کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ آئین اور rules & procedure بڑے clear ہیں اور محترمہ کے پہلے remarks کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب اپنی wind up speech جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ان تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور عرض یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے جو تجاویز یہاں دی ہیں ان تجاویز سے حکومت مکمل طور پر استفادہ کرے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ پولیس کے نظام اور تھانہ کلچر کو اس انداز میں تبدیل کیا جائے گا کہ لوگوں کو اپنی جان و مال، عزت اور کاروبار کا تحفظ حاصل ہو۔ میں چند باتیں جن کا اس مرحلے پر جواب دینا ضروری ہے میں ان تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا۔

جناب سپیکر! ایک تو یہاں پر consensus کے ساتھ بات ہوئی ہے کہ پولیس میں investigation اور watch & ward کا سسٹم علیحدہ علیحدہ ہونے سے لوگوں کی تکالیف میں اضافہ ہوا ہے لہذا اس کو ایک کر دیا جائے۔ اس کے لئے میں معزز ہاؤس کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس معاملے میں حکومت پہلے سے بھی seriously غور کر رہی تھی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

اس میں ضروری ترامیم اور rules کے حوالے سے جو ممکن ہوا وہ اس وقت ہو جائے گا اور باقی جو یعنی آئین میں ترمیم کا بھی سوچا جا رہا ہے کہ پولیس آرڈیننس کو اس ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے اور یہاں پر ضروری ترامیم کر دی جائیں۔

جناب سپیکر! جو DSP اور SHO level ہے اس level کے تمام آفیسران کی باقاعدہ طور پر مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں اور ڈیپارٹمنٹ کا جو اپنا طریق کار ہے اس سے ان کی reports اکٹھی کی جا رہی ہیں اور ان کو categorize کیا جا رہا ہے اور ایسے افراد جو کہ from the core of the heart کرپٹ ہوں گے ان تمام لوگوں کو خواہ وہ انسپکٹر کا rank ہو، S.I کا rank ہو، DSP کا رینک ہو، ان کو اس محکمہ سے آنے والے سالوں یا مہینوں کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ چند ہفتوں میں eliminate کر دیا جائے گا۔ اس بات کا فیصلہ موجودہ حکومت نے کیا ہے اور اس کے اوپر کافی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ یہاں پر ایک تجویز آئی ہے کہ پولیس کی گاڑیوں میں tracker system لگایا جائے تاکہ ان کی movement کے متعلق پتا چل سکے تو اس سلسلے میں بھی حکومت غور کرے گی اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ DSP کے rank میں کرپشن اس حوالے سے ہے کہ DSP جو ہے وہ اپنے rank کی آخری stage پر پہنچا ہوتا ہے اور اس کے سامنے کوئی career نہیں ہوتا تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ ASI rank کو پولیس کے ڈیپارٹمنٹ میں induct کیا جائے گا اور اس کو ایک ایسا fast track دیا جائے گا کہ وہ آنے والے پانچ اور دس سالوں میں اس کا career اس انداز سے آگے بڑھے کہ وہ SP کے rank تک پہنچے تاکہ اس آدمی کے سامنے ایک career ہو کہ میں اگلے آنے والے پانچ سالوں میں DSP بن سکتا ہوں اور اس کے بعد SP بن سکتا ہوں اور اس کے بعد میں آگے جا سکتا ہوں تاکہ وہ اپنے آپ کو بہتر انداز میں جن خدشات کا آپ نے اظہار کیا ہے اس کے مطابق اپنے career کو بہتر انداز میں رکھ سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر یہ بھی بات ہوئی کہ پیرول کے سسٹم میں ترمیم کی جائے۔ اس میں ترمیم اس سے پہلے جو کی گئی ہے جو قیدی قید کے دوران تعلیم حاصل کرے تو وہ عرصہ جو rumination ہے اس میں شامل کیا جائے گا لیکن ہم اس میں further ترمیم کرنے جا رہے ہیں اور جو قیدی اپنے آپ کو اچھے کردار کے حامل ثابت کریں، وہاں پر تعلیم حاصل کریں تو ان کو پیرول آسان سے آسان کر دی جائے گی۔ جس طرح کہ آپ نے اظہار کیا ہے جو لوگ جیل میں ہیں ان کا کردار بہتر ہے، جرائم بھی چھوٹے

ہیں تو اس لحاظ سے ہم اس بات کو دیکھیں گے کہ جو minor crime کے قیدی ہیں ان کا عرصہ قید جو ہے وہ پیرول پر گزارنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو ایک اچھا شہری ثابت کر سکیں۔

جناب سپیکر! باقی کوئی specifically کچھ ممبران نے کچھ واقعات نوٹ کروائے ہیں۔ وہ تمام میں نے نوٹ کر لئے ہیں۔ جس طرح سے عامر سلطان چیمہ صاحب نے ایک واقعہ کی طرف توجہ دلائی تھی تو اس پر میں نے اسی وقت ان کو جواب دیا ہے اور پروفیسر صاحب سے بھی ہمارا رابطہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے یہ تمام واقعات بھی میں نے نوٹ کر لئے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ان تمام واقعات کے اوپر میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ قانون کے مطابق کارروائی بھی ہو گی اور اس سے ایوان کو آگاہ بھی کیا جائے گا۔

ایک دو جو اہم باتیں یعنی چکوال کے حوالے سے محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے کی ہیں کہ وہاں پر دو قتل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ DPO کی کوئی involvement یا ان کی غفلت شامل تھی تو اس معاملے کو نہ صرف یہ کہ DPO کو اسی وقت فوری طور پر جونہی یہ بات وزیراعلیٰ پنجاب اور IGP کے نوٹس میں آئی forced leave پر بھیج دیا گیا اور اس وقت آرمی اور پولیس کے آفیسران پر مشتمل ٹیم اس واقعہ کی انکوائری کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ سینئر سول جج جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں اور اس کیس کی انکوائری اس ڈسٹرکٹ سے باہر ایک SSP عہدہ کے انتہائی دیانتدار آفیسر کر رہے ہیں اور اس کا جو بھی result ہوا اس میں جو فریق اور جو آفیسران قصوروار پائے گئے ان کو اس کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے گی اور قطعی طور پر کسی قسم کا لحاظ یا کسی کو کوئی رورعایت نہیں کی جائے گی۔ یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ پیر کبیر علی شاہ صاحب اور چوراشریف کے بیٹے ہیں ان کو اغوا کیا گیا ہے اور ان کی زبان کاٹ دی گئی ہے ان پر بہت زیادہ تشدد کیا گیا ہے۔ میں اس معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی مکمل تفصیل مجھے فراہم کر دیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے پر اگر پولیس کے required action پر اگر کسی قسم کی کمی، کوتاہی ہوئی تو اس کو دور کر دیا جائے گا۔ اسی طرح سے یہاں پر فرانس سے آئے ہوئے ایک پاکستانی کے اغوا کے بارے میں بات ہوئی ہے، یہاں پر ہوم سیکرٹری صاحب، آئی جی صاحب نے اس کو نوٹ کر لیا ہے اور میں نے بھی اس کو نوٹ کر لیا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں 15-اگست کے اجلاس میں، میں ان واقعات کے متعلق اس معزز ہاؤس کو آگاہ کروں گا کہ اس پر کیا پیش رفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر مثبت پیشرفت ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

منڈی بہاؤالدین اور گجرات میں تقریباً پانچ پانچ سو کانسٹیبل بھرتی کرنے کی بات ہوئی ہے اور معزز رکن کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی میرٹ پر نہیں رکھا گیا۔ اس سلسلے میں بھی special enquiry کروائی جائے گی اور ان معاملات کو دیکھا جائے گا اگر اس میں کسی قسم کی rules کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور جو recruitment ہوئی ہے۔۔۔

جناب نجف عباس خان سیال: اس میں صرف پولیس نہیں ہے بلکہ کونسل آفیسر اور TMOs بھی ہیں۔ پورے پنجاب کے ڈومیسائل مانگے گئے تھے لیکن subfaith ڈومیسائل صرف گجرات کے بنا کر 90 کونسل آفیسرز اور 41۔TMOs بھرتی کئے گئے ہیں وہ صرف اور صرف گجرات کے ہیں، kindly تمام اضلاع کا حق انہیں دیا جائے اور ایسے جو illegal طور پر بھرتی ہوئے ہیں ان کے خلاف بھی enquiry hold کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): محترم سیال صاحب! اس وقت ہم چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بات کر رہے ہیں اس لئے میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ دوسرے محکموں اور ڈیپارٹمنٹ میں جو irregular باتیں ہوئی ہیں ان کا نوٹس نہیں لیا جائے گا ان کا بھی بالکل نوٹس لیا جائے گا لیکن امن وامان کی جو اہمیت ہے وہ سب چیزوں سے بالاتر اور سب سے بڑھ کر ہے اس لئے موجودہ حکومت کی یہ ترجیح ہے کہ سب سے پہلے وہ ڈیپارٹمنٹ وہ ایجنسی جو اس ملک کے ہر شہری کی جان، مال، عزت اور کاروبار کی محافظ ہیں ان کو درست کیا جائے گا اور جس طرح میں نے اس سے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ واقعات جو ہمارے نوٹس میں لائے گئے ہیں ان پر بھی پوری توجہ دے کر اس پر پورا action لیا جائے گا۔ جو واقعہ آپ نے اپنے District کے حوالے سے اور سرگانہ صاحب نے شورکوٹ کے حوالے سے بتایا کہ وہاں پر کوئی اشتہاری مجرم ہے اور گینگ بنا ہوا ہے ہم ان تمام معاملات کو specifically focus کریں گے اور focus کرنے کے بعد نہ صرف اس پر مثبت پیش رفت ہو گی بلکہ اس ایوان کو میں آگاہ بھی کروں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ tradition نہیں ہے کہ جب wind up speech ہو رہی ہو تو اس میں مداخلت کی جائے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ہم wind up speech میں اپنے answers چاہتے ہیں اور یہ tradition ہے کہ wind up speech میں اگر ہمیں اپنے answers نہ ملیں تو ہم اپنے answers پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: میں نے یہ بات پہلے ہی کہہ دی تھی کہ وہ جبری رخصت پر گئے ہیں اور رخصت پر جانے کے بعد وہ وہیں بطور ایس پی اپنی investigation پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور یہ قتل صرف ایس پی نے نہیں کیا پہلی گولی انہوں نے چلائی بعد میں ان کے ماتحت جو پولیس کا عملہ تھا انہوں نے چھ چھ، سات سات گولیاں چلائیں۔ انہوں نے ماتحت عملہ کو کیوں نہیں معطل کیا؟ اگر یہ DPO کو معطل نہ کریں اور رخصت پر بیٹھ کر اپنی investigation پر اثر انداز ہوتا رہے تو پھر کیا فائدہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ فوزیہ بہرام کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ وہ آفیسر قطعی طور پر investigation اور انکوائری کے عمل پر اثر انداز نہیں ہو سکے گا۔ آخر ہمیں کسی نہ کسی کی integrity پر یقین کرنا ہوگا اس کے بغیر معاملات آگے چل نہیں سکتے۔ اب ایک واقعہ ہو گیا ہے اب اس واقعہ کی investigation enquiry کے بغیر ہی اگر کسی کو سزا دے دی جائے تو یہ معاملہ بھی درست نہیں ہے۔ ان کو forced leave پر بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ وہاں اس عہدے پر نہ رہیں۔ اگر آپ کی اطلاع یہ ہے کہ وہ ابھی بھی وہاں پر بیٹھے ہیں تو ہم اس بات کو بھی ensure کریں گے کہ وہ وہاں بیٹھ کر اپنے آفس کی کسی قسم کی کوئی facility یا effect کو use نہ کر سکیں لیکن بات یہ ہے کہ اس میں آرمی اور پولیس کی joint team انکوائری کر رہی ہے وہ اب اتنا بھی طاقتور کیا ہوگا کہ ان سب کو infuse کر دے۔ وہاں سینئر جج جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں اس کے علاوہ ایک SSP rank کا آفیسر ڈسٹرکٹ سے باہر اس معاملے کی انکوائری کر رہا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کی انکوائری تین جگہ پر ہو رہی ہے اس سے زیادہ اور fool proof investigation and enquiry ہو نہیں سکتی اس کے نتیجے میں جو رزلٹ آئے گا، اس سے آپ مطمئن ہوں گی۔ ہر اس فریق سے جو اس معاملے میں ملوث ہے، اس سے انصاف کیا جائے گا ہم کسی کو سزا دینے یا کسی کو جزا دینے کی بات نہیں کرتے، ہم انصاف کی بات کرتے ہیں اسی کے ساتھ میں آپ کا، اس پورے ایوان کا، معزز اراکین ٹریژری بنچز اور اپوزیشن کا

انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے انتہائی مفید تجاویز سے ہمیں آگاہ کیا جس کی بنیاد پر ہم اپنے معاملات اور خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنا سکیں گے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت اور اس کے سربراہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ اولین ترجیح ہے کہ اس صوبے میں سب سے پہلے ہر فرد کو جان ومال، عزت اور کاروبار کا تحفظ دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 15-اگست 2008 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

700

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 15-اگست 2008

(یوم الجمع، 12-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 17 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرماo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد مقبول قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم وعلیک یا حبیب اللہ
میرے دل میں ہے یاد محمد ﷺ میرے لب پہ ہے ذکر مدینہ
تاجدار حرم کے کرم سے آ گیا زندگی کا قرینہ
میرے دل میں ہے یاد محمد ﷺ میرے لب پہ ہے ذکر مدینہ
مجھ کو طوفان کی موجوں کا کیا ڈر وہ نکل جائے گا رخ بدل کر
ناخدا ہے میرے جب محمد ﷺ کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ
میں غلامِ غلامان احمد میں سگِ آستان محمد ﷺ
قابلِ رشک ہے موت میری قابلِ فخر ہے میرا جینا

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! میں گزارش کروں اگر آپ مناسب سمجھیں، اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔ آج ''محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی'' کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

تعزیت

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں ایم پی اے کے بھائی حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کے سگے بھائی حاجی سلیم ڈھلوں وفات پا گئے ہیں تو میری request ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، چودھری حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر چودھری عبدالرزاق ڈھلوں ایم پی اے کے بھائی
حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی، شہزادالٰہی صاحب! آپ فرمالیں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

اسمبلی اجلاس کا آغاز قومی ترانہ سے کرنے کا مطالبہ

انجینئر شہزادالٰہی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرکاری اداروں، سکولوں، سینما گھروں یا تھیٹروں میں دیکھیں تو جب بھی کوئی پروگرام شروع ہوتا ہے تو خوشی کے طور پر سب سے پہلے قومی ترانہ سنایا جاتا ہے لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ جب آپ آئیں تو قومی ترانہ شروع ہو اور ہم بھی آپ کے ساتھ اس قومی ترانہ کے احترام میں کھڑے ہوں اور ہم اس طرح محب وطن ہونے کا ثبوت دیں کیونکہ عوام نے ہم سے سیکھنا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ اس ایوان میں اجلاس شروع ہونے سے پہلے قومی ترانہ ضرور پڑھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی بات کی لیکن قواعد وضوابط کے مطابق ہمیں چلنا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ ماشاءاللہ اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں اور قواعد وضوابط کی مخالفت یا اس کے خلاف کوئی کارروائی اگر ہو تو وہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہو گی، قواعد میں آپ تبدیلی کروائیں، اس کے مطابق پھر قانون بنے اور اس کے مطابق ہم عمل انشاءاللہ ضرور کریں گے۔

انجینئر شہزادالٰہی: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی قرارداد کے لئے آپ یہاں سارے اصول برطرف کرتے ہیں، قانون معطل کرتے ہیں تو کیا قومی ترانے کے لئے ہم رائے نہیں لے سکتے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ قومی ترانہ کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن یہ کہنا کہ قومی ترانہ سنے بغیر ہم محب وطن نہیں ہو سکتے یا ہماری وطن سے محبت کا اظہار نہیں ہو سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں ہے اور کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے جو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کیا ہے اور جو انہوں نے طریق کار بتایا ہے کہ ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہئے۔ اب اگر ان چیزوں میں ہم اضافہ کرتے جائیں گے تو پھر وہ وقت بھی آ جائے گا کہ جو ہم نے کام کرنا ہو گا

تو پھر اس کی باری میرا خیال ہے کہ کوئی گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آیا کرے گی اور باقی معاملات جو ہیں وہ پہلے سے کرتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی محب وطنی پر اور اپنے مسلمان ہونے پر اتنا اعتماد ہونا چاہئے کہ ہم ان چیزوں سے اس بات کو منسلک نہ کریں کہ اگر ہم یہ کریں گے تو ہم سچے اور پکے مسلمان ہوں گے اور محب وطن پاکستانی ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت اور اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ جس دن میٹرک کے results announce ہوئے تھے اس دن لاہور میں منعقدہ تقریب میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف خود تشریف لے گئے اور جتنے بھی پوزیشن ہولڈرز تھے ان سب کے لئے دو دو لاکھ روپے کا انعام announce کیا اور ان طالب علموں کے اساتذہ کے لئے ایک ایک لاکھ روپے کا cash prize announce کیا۔اس کے علاوہ ایک ایسا بچہ جو دن کے وقت رکشہ چلاتا تھا اور شام کو پڑھتا تھا اور اس نے بورڈ میں top کیا تو وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے صوابدیدی فنڈز سے پچاس لاکھ روپیہ اس بچے کے لئے بنک میں جمع کروائے ہیں تاکہ وہ جب تک پڑھے گا اس پیسے سے اس کی کفالت بھی ہوگی اور تعلیم کا خرچہ بھی برداشت ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کو علم ہے کہ اس ملک اور صوبے میں صوابدیدی فنڈز کی کس طرح سے دھجیاں بکھیری جاتی رہی ہیں اور اس کو کس طرح misuse کیا جاتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آج انٹرمیڈیٹ کے امتحانات کا رزلٹ announce ہو رہا تھا اس سلسلے میں فیصل آباد میں بھی ایک تقریب تھی جس میں، میں موجود تھا اور فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے دیگر معزز ممبران صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے اور میرے خیال میں اسی طرح کی تقریبات پورے پنجاب میں منعقد ہوئی ہیں لیکن یہ بات نوٹ کی گئی تھی کہ آج کے پوزیشن ہولڈرز کے لئے پہلے سے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا تو یہ بات وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کے علم میں لائی گئی تو انھوں نے there and then اسی وقت آج انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں ان تمام ہونہار طالب علموں کو جنھوں نے positions hold کی ہیں سب کے لئے دو دو لاکھ روپے کا cash prize announce کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی اس اچھے کام میں شاباش دے دیں تو کوئی برائی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): وہ ٹیچرز جنھوں نے ان بچوں کی تربیت کی ہے ان کو بھی ایک ایک لاکھ روپے کا cash prize دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے، یہ ہوتی ہے تعلیم دوستی۔ یہ

کسی قوم کو آگے بڑھانے کے لئے ہوتا ہے اور کسی قوم کے پیسے کو امانت سمجھ کر خرچ کرنے کے لئے نہیں ہوتا کہ آپ اپنی نمائش کے لئے three piece suit پہن کر روزانہ کسی نہ کسی اخبار کے آدھے صفحہ کے اشتہار میں آئیں اور روزانہ کسی نہ کسی ٹیلی ویژن پر آئیں اور لوگوں کو کہیں کہ ہم تعلیم کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ خدمت نہیں ہوتی بلکہ خدمت یہ ہوتی ہے کہ عوام کا پیسا اپنی ذات کی نفی کر کے عوام تک پہنچایا جائے تاکہ اس سے قوم آگے بڑھے اور تعلیم کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER: Good.

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

14۔اگست کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد کرنے پر جناب سپیکر کو مبارکباد کا پیش کیا جانا

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ میری بات سنتے ہیں اور موقع بھی دیتے ہیں اور کئی دفعہ مجھے زیادہ موقع دینے پر لوگوں کو اعتراض بھی ہوتا ہے لیکن آپ بذات خود بھی گواہ ہیں کہ میں کبھی بھی irrelevant بات نہیں کرتی۔ کل اسمبلی میں 14۔اگست کے حوالے سے ہونے والی تقریب پر appreciate کرتی ہوں کہ میں نے یہ point raise کیا تھا اور سپیکر صاحب نے اس پر رولنگ دی اور اس تقریب کا انعقاد کروایا۔ میں سمجھتی ہوں کہ national issues پر ہم سب کو ایک ہی ہونا چاہئے۔ یہ اسمبلی کسی پارٹی کی نہیں ہے بلکہ تمام ممبران کی ہے۔

جناب سپیکر: درست بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا ہی اچھا ہوتا کہ کل proper طریقے سے سب کو بلایا جاتا۔ تمام پارٹیز کو proper invitation دیا جاتا، وہ ایک historical تقریب تھی۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ کو مبارک ہو، آپ نے اچھی ابتدا کی ہے۔انشاء اللہ آئندہ آپ کی اس بات پر ضرور غور کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ میری درخواست ہے کہ اسمبلی کے باہر جو جھنڈے آویزاں ہیں کم از کم وہ اگست کا پورا مہینہ لگے رہیں تاکہ ہمیں یہ احساس رہے کہ ہم پاکستانی ہیں اور یہ اسمبلی ہماری ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ہاں جو افسوسناک روایات چل پڑی ہیں جس میں ون ویلنگ کے کیس ہوئے ہیں اور اس میں 11 بچوں کی جان چلی گئی ہے۔ ہماری حکومت نے ون ویلنگ پر قانون سازی کی تھی اور اس پر عمل درآمد بھی ہوا تھا۔ اگر اب بھی اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جاتا تو ان 11 بچوں کی جان نہ جاتی اور اس وقت 11 گھرانوں میں صف ماتم نہ بچھتا۔ میں درخواست کروں گی کہ ان بچوں کے لئے فاتحہ خوانی ضرور کروائی جائے اور اس چیز کو یقینی بنایا جائے کہ 14۔اگست خوشیوں کا گہوارہ رہے گا اس میں کسی کی جان نہیں جائے گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ ان کی بات سن لیں ان کے بعد آپ کی باری آجائے گی۔

وزیراعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ مالی امداد سے محروم

MRS. AYESHA JAVED: I would like to bring to your notice in regards to my honourable Minister what he just spoke.

جناب سپیکر: محترمہ! انگلش میں بات کرنے کے لئے آپ پہلے اجازت لیں۔

MRS. AYESHA JAVED: Sir, should I be allowed to speak in English or should I be allowed to continue in Urdu? Whatever you say?

جناب سپیکر: آپ اردو میں بات کر سکتے ہیں لیکن سپیکر انگلش میں بھی بات کرنے کی اجازت دے سکتا ہے اور یہ بات سپیکر کے اختیار میں ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے۔آپ جس طرح بھی کہیں I would like to say

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر! ابھی respected minister نے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بورڈ میں پوزیشن لینے والے بچوں کے لئے وظائف دینے کا وعدہ کیا بلکہ in fact ان کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ میں اس وقت particularly ایک لڑکی کا ذکر کروں گی the girl who was disable and she could not write وہ لکھ نہیں سکتی تھی she had to write from elbows اسے خصوصی طور پر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بلایا گیا،اس کی بہت عزت افزائی کی گئی اور اس سے promise کیا گیا کہ اس کو دو لاکھ روپے ملیں گے لیکن till date اس کو وہ دو لاکھ روپے نہیں ملے جس کا ثبوت فیملی میگزین کے اندر ہے۔اس بچی نے شکایت کی ہے، جب ڈی جی پی آر کی ٹیم تصویریں بنانے اور اس کا بیان لکھوانے اس کے گھر پہنچی۔

They force the parents and the girl to give the statement in favour of the Chief Minister that the money has been granted and it has been issued.

لیکن بچی نے انکار کیا اور کہا کہ اسے پیسے نہیں ملے۔اگلے دن وہ بورڈ کے دفتر گئی تو بورڈ کے ڈائریکٹر نے کہا کہ ہم تمہیں دس ہزار روپے سے زیادہ نہیں دے سکتے کیونکہ ہمیں وزیر اعلیٰ ہاؤس کی طرف سے کوئی intimation نہیں ہے۔

I would like to bring to your kind notice and to the attention of the ministers while…

اور اس کے داخلے کے لئے بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ Admission is going to be free, the books and every thing لیکن کالج والوں نے کہا کہ آپ نے ایڈمشن کا خرچہ خود دینا ہے۔حکومت کی طرف سے فوٹو سیشن تو بہت عمدہ ہو چکا ہے لیکن عملی طور پر

اس بچی کو کوئی relief نہیں ملا اگر آپ اس بارے میں کچھ کرنا چاہیں تو it's up to you. Thank you.

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سلسلے میں اگر کوئی شکایت ہوتی تو سب سے پہلے یہ بات میرے پاس پہنچتی۔ میں ان کے والد کو اچھی طرح سے جانتا ہوں اور میری موجودگی میں یہ بات ہوئی تھی۔ اگر کوئی ایسی شکایت ہے تو انھیں کہیں کہ مجھے بتائیں انشاء اللہ اس کا نوٹس لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنااللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں سینکڑوں طالب علم ہیں جن کی positions آئی تھیں اور حکومت نے ان سے جو وعدہ کیا تھا، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے منہ سے جو الفاظ ان کے لئے ادا ہوئے ان کے مطابق عمل ہو چکا ہے۔ محترمہ نے جس particular case کا حوالہ دیا ہے میں اس کو ابھی check کر کے اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی غلط فہمی یا ambiguity ہوئی ہو گی۔ قطعی طور پر ایسا ممکن نہیں ہے، انشاء اللہ اس بچی کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میری موجودگی میں یہ بات ہوئی ہے۔ وہ بچی ہاتھ اور پاؤں سے معذور ہے۔ میں انھیں جانتا ہوں۔ میری موجودگی میں یہ بات ہوئی تھی کہ انھوں نے جہاں اور جتنی تعلیم حاصل کرنی ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی ذمہ داری قبول کی تھی اور اپنے سٹاف کو ہدایت کی تھی۔ اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو وہ مجھ سے مل لیں میں خود اسے ٹھیک کراؤں گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھ ناچیز کو بھی بولنے کا تھوڑا سا ٹائم دیا۔ میں ادھر بیٹھی ہوئی بہنوں کی توجہ تعلیم کی طرف ہی دلواؤں گی کہ میرے علاقے میں میری ہی گلی میں تین تعلیم بالغاں کے سکول کھولے گئے اور تینوں سکولوں سے گھر بیٹھی ہوئی ٹیچرز نے تنخواہیں لیں اور عوام کے پیسوں سے پرنٹ کی ہوئی وہ کتابیں ردی میں دی گئیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایک عورت جس کے پانچ سات پڑھے لکھے بچے ہیں اگر وہ ان پڑھ بھی ہے تو کسی عورت کے پاس پڑھنے نہیں جائے گی جو بچوں سے نہیں پڑھ سکتی۔ انھوں نے جو نام نہاد سکول کھولے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس کو چھوڑیں۔ اب اس بحث کی ضرورت نہیں ہے۔پلیز! تشریف رکھیں۔جی، خواجہ اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جس function کا ابھی ذکر کیا ہے میں بھی اس میں شامل تھا۔ میں یہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اپنے علم دوست ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ حقیقت میں آج اس دور میں "پڑھے لکھے پنجاب" کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ جن لوگوں نے "پڑھا لکھا پنجاب" کا خواب دیکھا تھا انھوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! اس بات کو چھوڑیں، آپ اچھے کام کرتے جائیں۔آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں بڑی relevant بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا پہلے آپ irrelevant بات کر رہے تھے؟

یوم آزادی کے موقع پر ٹریفک وارڈنز کی اندھیر نگری

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! کل پوری قوم یوم آزادی منا رہی تھی۔ ہماری قوم کو ابھی tension زیادہ ہے۔ دس سال کے بچے سے لے کر 80 سال کے بوڑھے تک ہر کسی کو کوئی نہ کوئی tension ہے۔ کسی کو لوڈ شیڈنگ کی tension ہے اور کسی کو مالی معاملات کے حوالے سے tension ہے۔ اس کے باوجود لوگ جب جشن آزادی منا رہے تھے تو اس موقعے پر وارڈنز اور پولیس نے جو اندھیر نگری مچائی ہے میری گزارش ہو گی کہ اس بارے میں آپ کوئی حکم صادر فرمائیں، کوئی رولنگ دیں کیونکہ انھوں نے ہزاروں موٹر سائیکلیں اور سینکڑوں بچوں کو کل سے تھانوں میں بند کیا ہوا ہے۔ یوم آزادی کی خوشی میں ان سب کو عام معافی دی جائے۔ انھوں نے کسی قسم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ ان پر صرف یہ الزام ہے کہ موٹر سائیکل پر دو بچے بیٹھے ہوئے تھے، یا یہ کہ موٹر سائیکل تیز چلائی تھی۔ جنھوں نے one wheeling کی ہے یا قانون کی خلاف ورزی کی ہے ان کو بے شک نہ چھوڑا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! رانا ثناء اللہ خان صاحب سے آپ کی مجھ سے زیادہ قربت ہے۔ آپ ان کے کان میں یہ بات کہہ دیتے تو مسئلہ حل ہو جانا تھا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ہاؤس کے forum پر بات کر رہا ہوں اور آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! کیا آپ نے خواجہ اسلام صاحب کی بات سنی ہے؟ یہ موٹر سائیکل والوں کے بارے میں ذکر کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ ذرا ان کے ساتھ نرمی برتیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ کل کتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔ گیارہ کے قریب نوجوان one wheeling سے ہلاک ہوئے اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہیں۔ حکومت نے کہا تھا کہ اس قانون پر سختی سے عملدرآمد کروایا جائے تاکہ جانی نقصان نہ ہونے پائے۔ بہر حال پھر بھی خواجہ صاحب نے جو تجویز دی ہے اس بارے میں دیکھتے ہیں۔

صدر پرویز مشرف کے خلاف پنجاب اسمبلی اور دیگر صوبائی اسمبلیوں سے قرارداد پاس ہونے کی روشنی میں مستعفی ہونے کا مطالبہ

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیں اور اگر ممکن ہو تو مہربانی کر دیں۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تین، چار دن پہلے حکومت کی طرف سے ایک قرارداد لائی گئی تھی۔ 321 ممبران نے اس کے حق میں ووٹ دیئے اور صرف 25 لوگوں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اس کے بعد سرحد اور سندھ میں بھی ایسی قراردادیں اکثریت سے منظور کی گئیں لیکن انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ اتنی زبردست شکست کے بعد بھی آج مجھے کہنا پڑتا ہے کہ چودھری شجاعت حسین صاحب اور چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پرویز مشرف سے ملاقات کی اور انھیں کہا ہے کہ آپ استعفیٰ نہ دیں بلکہ آپ کے خلاف impeachment کی جو کارروائی ہو رہی ہے اس کا مقابلہ کریں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔۔۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج کچھ ناکام لوگ ملک کے اداروں کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن لوگوں کو 18 تاریخ کو شکست فاش ہوئی وہ اداروں کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم آج ایک دفعہ پھر ان اقدامات کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ

کرتے ہیں کہ صوبائی اسمبلیوں سے صدر پرویز مشرف کے خلاف جو قرار دادیں منظور ہوئی ہیں ان کی روشنی میں وہ فوری طور پر استعفیٰ دیں تاکہ ملک میں استحکام پیدا ہو سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سمجھ داری کا ثبوت دیں اور اس بات کو چھوڑیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ چودھری جاوید صاحب! لغاری صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس دن بھی میں نے گزارش کی تھی کہ یہ جو ہم rules کو suspend کر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر وہ قرارداد آج take up ہوتی تو کوئی قیامت نہ آ جاتی۔ ہم نے جلد بازی میں rules suspend کر کے اسے منظور کیا لیکن ان تین دنوں میں کچھ بھی تو نہیں ہوا۔ ابھی بلوچستان اسمبلی نے قرارداد منظور کرنی ہے۔ یہ چیزیں چلتی رہتی ہیں۔ آج پھر ہم اسی issue کے حوالے سے باتیں کر رہے ہیں۔

حلقہ پی پی۔228 پاکپتن میں میاں چنوں پولیس کا مقابلے میں دو بے گناہ نوجوانوں کو ہلاک کرنا

جناب سپیکر: میرے خیال میں انھوں نے وہ بات چھوڑ دی ہے۔ اب آپ بھی چھوڑ دیں تو مہربانی ہو گی۔ جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر قانون، رانا ثناء اللہ خان صاحب کی توجہ مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ ضلع پاکپتن میں پرسوں ایک پولیس مقابلے میں دو نوجوانوں کو مار دیا گیا ہے۔ وہ گھر میں سوئے ہوئے تھے اور ان کے خلاف کوئی پرچہ بھی درج نہیں تھا۔ میاں چنوں کی پولیس آئی، انھوں نے raid کیا اور فائرنگ کر کے دونوں کو مار دیا۔

جناب سپیکر: چودھری جاوید صاحب! معاف کرنا، آپ کے پاس forum اور ضابطہ موجود ہے اس کے مطابق آپ اپنی بات لے کر آئیں۔ آپ کو قانون نے اختیار دیا ہے، یہ آپ کا استحقاق ہے۔ آپ توجہ دلاؤ نوٹس لا سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کی روایت رہی ہے۔ آپ پچھلا ریکارڈ دیکھ لیں۔ آپ کے والد صاحب یہاں کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بہت سے اہم معاملات ہاؤس کے نوٹس میں لایا کرتے تھے اور اس پر ہاؤس action بھی لیتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی فرما رہے ہیں کہ پولیس آئی اور گھر میں سوئے ہوئے دو آدمیوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اہمیت کی حامل کوئی اور بات نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی معزز ممبر ایسی بات آپ کے نوٹس میں لاتا ہے تو اس پر آپ کو action لینا چاہئے۔ کوئی بھی معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ضابطے کے تحت کوئی بھی ایسا معاملہ آپ کے نوٹس میں لا سکتا ہے اور یہ ہاؤس اس کا نوٹس لے سکتا ہے۔ وزیر قانون صاحب اس پر کوئی یقین دہانی یا حکم صادر فرما سکتے ہیں۔ یہ روایات کے خلاف نہیں ہے۔ اس ہاؤس کی روایات ہیں کہ اس طرح کے کسی بھی event کو ہاؤس میں لایا جاتا رہا ہے۔ اس کے لئے تحریک التوائے کار یا توجہ دلاؤ نوٹس بھی دیا جا سکتا ہے لیکن ایمرجنسی کے کام کو اس طرح پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بھی ایوان کے نوٹس میں لایا جا سکتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ روایات ہیں کہ کوئی بھی اہم معاملہ، کوئی بھی ایسا واقعہ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے فوری طور پر ہاؤس اور حکومت کے نوٹس میں لایا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وزیر قانون صاحب اس کا notice لیں گے اور ان ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی ہو گی جنھوں نے بے گناہوں کو مارا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نوانی صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ اگر اجلاس ہو رہا ہے تو معزز ممبران اجلاس کے دوران اور اگر اجلاس نہیں بھی ہو رہا تو یہ کسی بھی وقت ہمارے دفتر میں آ کر یا فون پر کسی بھی اہمیت کے معاملے کو ہمارے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر according to law respond کریں۔ چودھری جاوید صاحب نے جو معاملہ یہاں پر بیان کیا ہے اس کی تفصیل وہ مجھے دے دیں کہ تھانہ کون سا ہے، وہ جگہ کون سی ہے، مقتولین کے نام کیا ہیں؟ یہ مجھے ابھی لکھ کر فراہم کر دیں میں اس بارے میں متعلقہ ڈی۔پی۔او اور آئی۔جی پولیس سے معلومات لے کر نہ صرف معزز رکن کو inform کروں گا بلکہ اس سے متعلق جو بھی قانونی کارروائی ضروری ہوئی وہ انشاء اللہ تعالیٰ کروائی جائے گی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جی، بہتر ہے۔ میں ابھی ساری تفصیلات لکھ کر وزیر قانون صاحب کو دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ہماری طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ ان ممبران میں بڑا اضطراب پایا جا رہا ہے۔ یہ انتہائی انتشار کا شکار ہیں۔ ہم ہزار دفعہ کھڑے ہوئے ہیں لیکن آپ ہمیں وقت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی یہ شکوہ ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اگر ہماری بات سنیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آیا ہم relevant گفتگو کر رہے ہیں یا irrelevant کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ یہ بات کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کی طرف بہت دھیان دیتا ہوں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! میری بھی ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ پہلے ان کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ ان کی سفارش کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ ہماری بات سنتے ہی نہیں ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب والا! میں نے ایک چھوٹی سی بات کہنی ہے۔

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انہوں نے چھوٹی سی کہنی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: قاضی صاحب کو میں نے floor دیا ہے، قاضی صاحب کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: درست ہے۔

قاضی احمد سعید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر آپ سے متعلق ہے۔ آپ اس House کے custodian ہیں۔ ایم۔پی۔ایز ہوسٹل ہو، پیپلز ہاؤس ہو اس کے تمام معاملات

آپ کے under ہیں۔آپ ہی فیصلے کرتے ہیں اور حکم صادر کرتے ہیں۔ میں آپ سے اتنی request کروں گا کہ آپ ruling دیں کہ ایم۔پی۔ایز ہوسٹل اور پیپلز ہاؤس میں ایم۔پی۔ایز کے لئے الاٹمنٹ کا کیا criteria ہے، کیا پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر الاٹمنٹ ہوتی ہے، کیا سفارش کی بنیاد پر الاٹمنٹ ہوتی ہے یا آپ فاصلہ دیکھ کر الاٹمنٹ کرتے ہیں کہ فلاں ممبر رحیم یار خان سے آتا ہے، گوجرانوالہ یا سیالکوٹ کا ہے اس کے حلقے کا distance دیکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم House کا ٹائم ضائع نہ کریں، آپ میرے دفتر میں تشریف لے آئیں۔

قاضی احمد سعید: جناب والا! میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک کمرہ نمبر 307 خالی ہوا ہے۔ سردار غضنفر خان صاحب میرے ساتھ تھے انہوں نے فرمایا کہ پانچ ماہ ہو گئے ہیں میں نے application دی ہوئی ہے، کمرہ خالی ہے اس کے لئے آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں Estate Officer نوید اسلم صاحب کے پاس ان کے ساتھ گیا اور اس سلسلے میں ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ کمرہ خالی ہے لیکن رانا شمیم صاحب کو کمرہ الاٹ ہو رہا ہے جو سیالکوٹ سے ایم۔پی۔اے ہیں۔ رانا شمیم صاحب نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا اور وہ ابھی تک اس معزز ایوان کے باقاعدہ رکن بھی نہیں بنے۔ سردار غضنفر خان کو application دیئے پانچ مہینے ہو گئے ہیں لیکن ان کو کمرہ نہیں ملا۔ انہوں نے کمرے میں سامان بھی رکھ دیا ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہو گی کہ کمرہ ان کو الاٹ کیا جائے۔ پانچ مہینے ہو گئے ہیں اور ان کا 800 کلو میٹر سفر ہے، در بدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو چیک کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کی تھی کہ کل پرچم کشائی کے وقت علامہ اقبال کے مزار پر بھی اور سنٹرل ماڈل سکول میں بھی آپ کے left side پر بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے وہاں پر کوئی نہیں آیا۔ ان کو خود بھی information رکھنی چاہئے اور نیک کام میں شامل ہونا چاہئے۔ اتنے دن انہوں نے جو بائیکاٹ کئے رکھا۔۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میری جو گزارشات تھیں اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے، میں اس کا نوٹس لے رہا ہوں۔ اس میں میرا تو نقصان نہیں ہے، آپ کا اپنا نقصان ہو رہا ہے۔ اب وقفہ سوالات ہے آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

قاضی احمد سعید: جناب والا! میں نے جو گزارش کی ہے اس کا جواب تو آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

قاضی احمد سعید: آپ نے اس کا نوٹس تو لیا ہے، آج ان کو الاٹ بھی کر دیں۔

جناب سپیکر: اگر اس کی الاٹمنٹ پہلے نہیں ہوئی تو ضرور ہو جائے گا۔

قاضی احمد سعید: جناب والا! رانا شمیم صاحب نے ابھی تک حلف نہیں اٹھایا۔

آوازیں: وہ حلف لے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات کیسے کہتے ہیں؟ آپ کو پتا ہی نہیں ہے، انہوں نے یہاں پر حلف اٹھایا ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیا۔ کل ہم نے جشن آزادی منایا۔ یہ پاکستانی پرچم اقلیتوں کے بغیر نامکمل ہے اور اس کا سفید رنگ ان کی موجودگی ظاہر کرتا ہے اور بانی پاکستان محمد علی جناح نے بڑا clear message دیا ہے اس لئے میں اس کا اکثر ذکر بھی کرتا ہوں۔ میں جناب کی توجہ چاہوں گا کہ بہت چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں، بہت چھوٹے چھوٹے رویے ہوتے ہیں، ہمارے چھوٹے چھوٹے اعمال ہوتے ہیں جو ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ یہاں پر رہنے والے تمام لوگ برابر اور یکساں شہری ہیں۔ equal اور similar صرف Equal نہیں بلکہ equal and similar۔

جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ سرکاری سطح پر جس وقت اسمبلی کی کارروائی کا آغاز ہوتا ہے اس پر تلاوت قرآن حکیم لکھا جاتا تھا اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہاں پر ہم تمام دوستوں

کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہیں اور یہاں پر نعت رسول مقبول ﷺ بھی ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی روایت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ میری بات پوری طرح سے سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ جلدی کریں اور relevant بات کریں اور ٹائم ضائع نہ کریں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میرا انتہائی اہم point ہے۔ میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی اور آپ نے یہ commit کیا تھا کہ We will form up a committee ہاؤس اس وقت business نہیں کر رہا تھا۔ میں نے آپ سے اس وقت بھی گزارش کی تھی کہ مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے اور سب سے بڑے اس جمہوری ایوان سے ہم نے پورے پاکستان کو message دینا ہے اور ہم نے پوری دنیا کو بھی یہ message دینا ہے اس لئے یہاں پر بائبل مقدس کی تلاوت کا بھی بندوبست کیا جائے لیکن جناب نے ابھی تک کوئی action نہیں لیا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جب کمیٹی بنے گی تو پھر اس میں آپ کا نقطہ نظر آئے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میری بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! ہر مسلمان بائبل پر بھی یقین رکھتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ہم تو اللہ کے فضل سے یقین رکھتے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میری بات میں کیا کمی ہے کہ اس پر فیصلہ نہیں ہوتا۔ کیا یہ ہمارا right نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جب کمیٹی تشکیل دی جائے گی اس وقت آپ کو اس میں بلائیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو کافی وقت دے چکا ہوں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر رولنگ دوں گا مگر بعد میں دوں گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ سپیکر ہیں، آپ کا بہت احترام کرتے ہیں، آپ پورے House کے سپیکر ہیں۔ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کا بہت احترام کرتے ہیں اور آپ اس House کے معزز ممبر ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ پورے ایوان کے سپیکر ہیں، آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے پابند کرتے ہیں کہ میں ابھی اس پر رولنگ دوں؟

جناب پرویز رفیق: جناب والا! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر رولنگ دوں گا، آپ تشریف رکھیں۔ جناب ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ چند روز قبل میرے ساتھ ایم۔پی۔ ایز ہوسٹل میں ایک واقعہ پیش آیا جس کے متعلق آپ نے مہربانی فرمائی اور وہاں پر پولیس بھیج کر اس اشتہاری ملزم کو گرفتار کروایا۔ میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ اتنے روز گزر چکے ہیں آپ نے کوئی کمیٹی بنائی ہے اور نہ ہی آپ نے اس معاملے کی انکوائری کروائی ہے کہ وہ اشتہاری کس کے پاس تھا، کیسے آیا اور کیوں آیا؟ میں جناب سے گزارش کروں گا، وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں، سینئر وزیر صاحب بھی موجود ہیں یہ معاملہ ایک عام معاملہ نہیں ہے، یہ وہ معاملہ ہے جو میں نے وزیر اعلیٰ کو سیالکوٹ کے دورے کے دوران پہلے ہی بتا دیا تھا اور آپ نے اس کے متعلق انکوائری رکھی ہے اور نہ ہی کوئی کمیٹی بنائی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا اور ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

ہم بھی منہ میں زباں رکھتے ہیں
کاش کوئی پوچھے کہ مدعا کیا ہے

جناب سپیکر: اس کے بارے میں جس طرح میرے بھائی نے فرمایا، کمیٹی کی بات میری موجودگی میں تو نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے تو ہم ریکارڈ چیک کریں گے اور جن کے متعلق آپ کو شکایت تھی اس کو پولیس نے گرفتار کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کو معاملہ میرے نوٹس میں لانا چاہئے تھا، مجھے آکر بتاتے کہ اس میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے تو اس کو ہم پورا کرواتے۔ وزیر قانون آپ کے پاس موجود تھے تو بھائی! آپ کو ان سے بھی بات کر لینی چاہئے تھی۔ یہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی موجود ہیں، وہ بھی موجود ہیں، کمیٹی کی کیا ضرورت ہے؟ (قطع کلامیاں) نہیں، نہیں۔ ایسے نہ کریں۔ آپ نے آدھا گھنٹہ انہی باتوں میں لے لیا ہے۔ جی، جلدی کیجئے۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ضلع بہاولنگر میں آدم جی شوگر ملز ہے۔ اس ملز والوں نے زمیندار حضرات اور لیبر کے لئے وہاں پر جو مشکلات پیدا کر رکھی ہیں ہم تمام ضلع کے ایم۔پی۔ایز اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے ملے تھے تو انہوں نے ایک مہربانی تو فرمائی کہ تمام زمینداروں کو payment دینا شروع کر دی لیکن ابھی تک مکمل طور پر payment نہیں دی گئی تو میں وزیر قانون صاحب سے ایک تو یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس پر سخت نوٹس لیا جائے اور ایسی کالی بھیڑوں کے خلاف سختی سے نوٹس لیا جائے جو زمیندار کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرا اہمیت کا حامل مسئلہ یہ ہے کہ اس شوگر ملز میں یونین کے ملازمین سے 6ہزار روپے کا ووچر دستخط کروالیا جاتا ہے اور انہیں تنخواہ 3000/2500 روپے دی جاتی ہے تو آپ کے توسط سے وزیر قانون سے میری یہ استدعا ہے کہ اس پر سخت نوٹس لیا جائے۔ وہاں کا ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر اور ڈائریکٹر بھی حتی الامکان کوشش کر چکا ہے لیکن اس مسئلے کو حل نہیں کیا جا سکا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ بگڑتا جا رہا ہے اور یہ ایک burning issue ہے۔ پورے ضلع کی عوام اور لیبر بے چینی کا شکار ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینی چاہئے لیکن مزدور کو مزدوری دینے کی بجائے اس مہنگائی کے دور میں 3000 روپیہ کٹوتی کی جا رہی ہے تو اس پر

سختی سے نوٹس لیا جائے اور ہمارے لیبر منسٹر اشرف سوہنا صاحب کو بھی اس میں لایا جائے اور اس مسئلے کا حل تلاش کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

میں شوگر ملز کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی بات ہوئی ہے۔ بڑا اہم مسئلہ اور بڑا اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: یہ مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں، کتنے منٹ ہو گئے ہیں، وقفہ سوالات ہے۔ وہ بھی آج بول رہے ہیں، ان کی بات سن لیں۔(قطع کلامیاں)

ابھی آپ تشریف رکھیں ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سیال صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔(قطع کلامیاں)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پہلے کر لیتے۔ ابھی آپ کے پاس بہت ٹائم ہے۔ ابھی بات چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی، آپ چلنے دینا چاہتے ہیں یا نہیں چلنے دینا چاہتے؟(قطع کلامیاں)

I am grateful. آپ تشریف رکھیں، میں نے انہیں floor دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے سیال صاحب کو floor دیا ہے۔ ان کی بات سن لیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ ادھر بابائے پوائنٹ آف آرڈر بھی کھڑے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرے یہ جو نئے دوست تشریف لائے ہیں کم از کم انہیں اتنا سمجھا دیں کہ جب آپ کسی کو point of order allow کر دیں تو باقی صاحبان تشریف رکھیں۔ کہیں خدانخواستہ ہاؤس نہیں بھاگا جا رہا، نہ جناب کہیں تشریف لے کر جا رہے ہیں۔ جب آپ نے مجھے بولنے کے لئے حکم کر دیا ہے اور میرا مائیک on کر دیا ہے اتنا تو میرے نئے دوستوں کو House کے decorum کا خیال ہونا چاہئے کہ کم از کم بیٹھ کر انتظار کر لیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، آپ تشریف رکھیں۔ جی، آپ فرمائیں۔(قطع کلامیاں)

پلیز! wind up کریں، ذرا جلدی کریں، relevant بات کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! مجھے یہ بولنے دیں تو wind up کروں گا۔ میں تو یہ عرض کر رہا تھا۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House. Please order in the House.

جناب نجف عباس خان سیال: بات سنو! میں نے آپ لوگوں کو 5 سال دیکھا ہوا ہے۔ میں ان چمچیوں کو بھی جانتا ہوں، میں فوج کی پیداوار کو بھی جانتا ہوں، میں وہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی اصلیت کیا ہے۔ آپ کس پر آئی ہوئی ہیں، آرام سے بیٹھیں۔ بیٹھیں، بیٹھیں۔

MR. SPEAKER: Order in the House. I say order in the House. Order in the House.

آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ سیال صاحب! آپ کیوں ان سے مخاطب ہوتے ہیں؟ آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ انسان کو عزت خود دیتا ہے لیکن بگاڑتا انسان آپ ہے تو میری humble submission ہے کہ یہ اپنی زبان خاموش ہی رکھیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ اگر کچھ بولیں گی تو پھر کچھ نہ کچھ میرے منہ سے نکل جائے گا تو اس سے ان کو تکلیف ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ اپنے آپ پر کنٹرول رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف لوٹے لوٹے کے نعرے لگاتی رہیں)

Order Order please, order, order

محترمہ! No nara bazi at all. آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

سیال صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں، ذرا question hour شروع ہونے دیں۔(قطع کلامیاں)

میں نے انہیں بھی کہہ دیا ہے۔آپ in order رہیں، مناسب نہیں ہے۔ میں آپ کو بار بار تاکید کر رہا ہوں اور آپ شور ڈال رہے ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے؟ آپ پنجاب کو کیا message دے رہے ہیں، قوم کو کیا message دے رہے ہیں؟ I am sorry for it. (قطع کلامیاں)
جی، آپ تشریف رکھیں، میں نے سن لیا ہے۔ ہم ان کی بات سن رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، احسن رضا خان صاحب!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! انڈیا کی طرف سے جو دریائے ستلج آتا ہے اس میں انڈیا نے پانی چھوڑ دیا ہے اور گنڈا سنگھ سے لے کر ہیڈ سلیمانکی تک کے ایریا میں کم از کم 25 ہزار کے قریب آبادی ہے اس پر کوئی crossing پل نہیں ہے، وہ ہمارے پنجاب سے کٹ کر رہ گئی ہے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کم از کم کشتیوں کا arrange کر دیا جائے کیونکہ اس ریلے میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اریگیشن منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سن رہے ہیں، اس پر ذرا خصوصی توجہ فرمائیں۔ یہ بہت سے غریب کسانوں کا بھی مسئلہ ہے اور ان دیہاتوں کا بھی مسئلہ ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے، جناب!

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے نوٹس لے لیا ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ میں نوٹس لوں گا۔ (قطع کلامیاں)

میاں صاحب! مجھے چلنے دیں، kindly۔ آپ نے اسی کام میں ایک گھنٹہ لے لیا ہے۔ اس کی بات تو ہو گئی ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں جو بات کرنا چاہتا ہوں اس کی صورتحال مختلف ہے۔ آپ مجھے اجازت دے دیجیے۔ وہاں صورتحال یہ ہے کہ ہیڈ سلیمانکی سے پانی کی جو crossing ہوتی ہے وہاں پر ہیڈ کے گیٹ عام طور پر close کر دیئے جاتے ہیں جس وجہ سے پیچھے والے سارے علاقے ہیڈ سلیمانکی سے قصور تک کا جو پورا area دریا کی belt پر ہے۔ وہ سارے کے سارے دیہات پانی cross نہ کرانے کی وجہ سے زیر آب آ جاتے ہیں اور اس میں ہزاروں ایکڑ فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ میں جناب کے توسط سے اب وزیر آبپاشی صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس پر فوری طور پر نوٹس لینے کی ضرورت ہے کہ ایک تو وہاں سے پانی کی crossing کرائی جائے

تاکہ دیہات زیادہ سے زیادہ محفوظ رہ سکیں۔اس کے علاوہ وہاں جو حفاظتی بند ہیں ان میں دو تین ایسی خطرناک جگہیں ہیں جہاں پر اگر فوری طور پر پتھر نہ ڈالا گیا اور انتظام نہ کیا گیا تو پھر پورے کا پورا علاقہ زیر آب آنے کا خدشہ ہے اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ فوری طور پر وہ اس مسئلہ پر توجہ دیں تاکہ نقصان کو کم سے کم کیا جا سکے اور باقی دیہات کو بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ وہ اس بات کا نوٹس لیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ تقریباً 40 منٹ آپ نے ضائع کئے ہیں۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوا تو آپ کو اجازت ملے گی ورنہ مائیک بند کر دیا جائے گا۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! ہم لوگوں نے تو خود کہا تھا کہ دو بڑی پارٹیوں کی coalition ہے اور اگر انھوں نے پاکستان کے لئے اور اپنے صوبے کے لئے بہتر کام کیا، nationalism کو سامنے رکھا تو ہم لوگ ان کے ساتھ چلیں گے مگر مجھے انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک گھنٹے سے یہ جو حکومتی پارٹی مسائل کے لئے رو رہی ہے یہ بے چارے دو دو آنسو رو رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ہے، یہ مسئلہ ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔(قطع کلامیاں)

سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ معین وٹو صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد معین وٹو: سوال نمبر 1

لاہور۔سرکاری رہائشی کالونیوں کی الاٹمنٹ پالیسی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*1: **جناب محمد معین وٹو:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری رہائشی کالونیوں / فلیٹ، واقع وحدت کالونی، چوبرجی کوارٹرز، پونچھ ہاؤس اور ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں الاٹمنٹ برائے ٹوروم جونیئر کیٹیگری میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے، 2002تا2008 ہونے والی الاٹمنٹ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2002تا2008 کو جو الاٹمنٹ ہوئیں ان میں اکثریت پیپئر ینٹ سکیم اور کنٹریکٹ ملازمین کی تھی ان کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2002تا2008 الاٹمنٹ سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ، اسمبلی سیکرٹریٹ کے علاوہ دوسرے محکموں کے ملازمین کو قواعد کی خلاف ورزی کر کے الاٹمنٹس کی گئیں، ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ الاٹمنٹ میرٹ کی بنیاد پر یقینی بنانے اور ہارڈ شپ کی بنیاد پر Out of turn الاٹمنٹ ختم کر کے انتظار میں کھڑے پندرہ بیس سالوں سے محروم امیدواروں کو الاٹمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے، تاہم پونچھ ہاؤس کالونی اور ہما بلاک اقبال ٹاؤن میں کوئی ٹوروم جونیئر کوارٹر نہیں ہے۔ مطلوبہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے مطلوبہ معلومات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے کہ مذکورہ مدت کے دوران اتھارٹی سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے علاوہ دیگر محکموں کے ملازمین کو پالیسی / رولز میں نرمی کر کے الاٹمنٹس کیں تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) نہیں کیونکہ یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کی گئیں اور الاٹی قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کروا رہے ہیں یہ الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلنے کا خدشہ ہے اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں جس سے مزید قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کے خدشات ہیں تاہم موجودہ حکومت میرٹ پالیسی پر عمل پیرا ہے جس سے سرکاری رہائش گاہیں پالیسی کے مطابق الاٹ ہو رہی ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اپنے سوال سے پہلے بڑے افسوس سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ میں نے جو سیلاب کے بارے میں اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہی ہے آپ نے اس طرح اس کی سنگینی اور شدت کا احساس نہیں فرمایا۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو آپ کی موجودگی میں کہہ دیا ہے اور میں نے کیا کرنا تھا؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ نوٹس لے رہے ہیں۔ اب آپ اپنے سوال کی طرف آئیں۔ آپ اپنا سوال دیکھیں اور اس کے بعد اگر آپ اس جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں ہیں؟ اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو وہ کریں۔ آپ کی وہ بات وزیر صاحب نے سن لی ہے۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! اگر آپ ایسے فرماتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سرکاری۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! جواب بڑا مبہم دیا گیا ہے کہ میرے پہلے سوال کے جواب میں غلط جواب دیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ ”کیا یہ درست ہے کہ سرکاری رہائشی کالونیوں / فلیٹ، واقع وحدت کالونی، چوبرجی کوارٹرز، پونچھ ہاؤس اور ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں الاٹمنٹ برائے ٹو روم جونیئر کیٹیگری میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہے؟“ اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ "درست ہے" لیکن اس کے جز (ج) کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں جو جواب دیا گیا ہے کہ ”درست ہے کہ مذکورہ مدت کے دوران اتھارٹی سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے علاوہ دیگر محکموں کے ملازمین کو پالیسی / رولز میں نرمی کر کے الاٹمنٹس کیں۔“

جناب والا! پہلے تو یہ فرمایا گیا کہ میرٹ پر ہوئی ہیں پھر اس میں یہ کہا گیا ہے کہ رولز میں نرمی کر کے بغیر میرٹ کے الاٹمنٹس کی گئی ہیں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لوگ 15/15 اور 20/20 سال سے ابھی تک waiting list میں کھڑے ہیں اور لائن میں لگے ہوئے ہیں ان کا کیا قصور ہے، ان کے لئے کیا حل سوچا گیا ہے، میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ وہ یہ فرمائیں کہ ان کے معاملے میں کیا نئے اقدامات کئے ہیں کہ میرٹ والوں کا کیا حل کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ پہلے تو کوئی میرٹ پالیسی نہیں ہوتی تھی۔ 5۔اگست 1997 کو میرٹ پالیسی کا نفاذ کیا گیا اور 1997 سے

لے کر 2002 تک تو اس پالیسی پر عمل اس طرح ہوا کہ کوئی out of turn یا جیسے موصوف فرما رہے ہیں کہ میرٹ سے ہٹ کر کوئی الاٹمنٹ نہیں کی گئی لیکن 2002 سے 2007 تک 270 out of turn الاٹمنٹس کی گئی ہیں۔ rules میں یہ provision موجود ہے کہ Chief Executive rules relax کر کے اس قسم کے orders کر سکتا ہے تو یہ 270 کے قریب orders ہوئے ہیں۔ اس طرح سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ 270 افراد کو میرٹ سے ہٹ کر یا rules relax کر کے الاٹمنٹس کی گئی ہیں لیکن باقی الاٹمنٹس جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے وہ میرٹ کے مطابق ہی ہوئی ہیں۔ اگر موصوف چاہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ single room, two rooms and three rooms کی رجسٹریشن کے حساب سے لوگوں کو 41,112,306,476 میرٹ کے مطابق الاٹمنٹس ہوئی ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ بغیر میرٹ کے 270 افراد کو rules relax کر کے الاٹمنٹ کی گئی ہے، وہ یہ بھی فرما دیں کہ خالصتاً میرٹ پر کتنے لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان کی میز پر بھی رکھ دی گئی ہے اور میرے پاس جو figures ہیں وہ یوں ہیں کہ single room 41 ہیں، two room 112 ہیں، اس سے آگے 306 ہیں، 476 ہیں، 360 ہیں، 294 ہیں، 51 ہیں اور 72 ہیں۔ یہ ساری تعداد ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! اس میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ صرف civil servants کو یہ کوارٹر الاٹ کئے جا سکتے ہیں۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ جو لوگ contract base پر ہیں اور جن 25 لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئی ہے اور جن کی تقریباً 2006 میں posting or appointment ہوئی اور contract پر ہوئی تھی ان کو کوارٹر الاٹ کئے گئے ہیں۔ کیا وہ civil servants کی category میں fall کرتے ہیں جو حکومت کی پالیسی کے مطابق صرف civil servants کو الاٹ کئے جا سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ الاٹمنٹس سول سرونٹس کو کی جاتی ہیں اور جو لوگ کنٹریکٹ پر سروس کر رہے ہوں ان کو rules کے مطابق الاٹمنٹ نہیں ہو سکتی لیکن مجاز اتھارٹی (چیف ایگزیکٹو) rules relax کر کے یہ الاٹمنٹس کر سکتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب آپ بیٹھ گئے ہیں پہلے تو آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ضمنی سوال کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: انہوں نے مجھ سے request کی ہے، انہیں کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں پھر آپ کی مرضی ہے۔ جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ allotment of two room junior category is on the basis of merit میرا سوال یہ ہے کہ is it possible? کہ میرٹ کے علاوہ size of family دیکھ کر sometimes ان کو accommodate کر دیا جائے کیونکہ بہت سے ملازمین کی بڑی family ہوتی ہے تو ان کے لئے چھوٹے یا ایک کمرے میں رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ Is there anything we can do about this جو غالباً پہلے نہیں کیا گیا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: پہلے محترمہ کے ضمنی سوال کا جواب آنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا حل ہمارے پاس بالکل موجود نہیں ہے کہ بڑے گھروں میں چھوٹی families اور چھوٹے گھروں میں بڑی families رہتی ہیں تو اس قسم کی rules میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ government residence کی الاٹمنٹ پالیسی کا criteria کیا ہے اور کیا لاء منسٹر صاحب کو government residence الاٹ کی گئی ہے؟ اگر نہیں ہوئی تو اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمائیں گے کہ انہوں نے اپنے چیف ایگزیکٹو صاحب سے rules relax کروانے کی پالیسی یا کچھ کرنے کا کہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! الاٹمنٹ پالیسی کے متعلق تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے وہ کوئی دو چار لائنوں کی تو ہے نہیں لیکن اگر موصوف اس سے استفادہ کرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔ اس وقت موجودہ گورنمنٹ کی میرٹ پر الاٹمنٹ پالیسی کا جو basic principle ہے وہ یہی ہے کہ پہلے آیئے، پہلے پایئے کہ جس آدمی نے پہلے apply کیا ہے، اگر گھر خالی ہوگا تو اس کو پہلے ملے گا جو بعد میں apply کرے گا اسے بعد میں ملے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ لاء منسٹر صاحب کو سرکاری گھر الاٹ ہوگیا ہے کہ نہیں، اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات بتائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہیں میرے متعلق فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہوگی کہ یقیناً ہمیں اپوزیشن کے اراکین کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے لیکن آپ اپوزیشن کو بہت زیادہ irrelevant سوال کرنے کا موقع دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ ایسے مصالحے نہ لگائیں تو بہتر ہے۔ آپ اپنی بات کریں جو آپ کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں نے تو سچ کہنے کی کوشش کی ہے اور ابھی تو میں مزید کچھ سچ کہوں گی۔

جناب سپیکر: پلیز! خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ابھی تو میرا ادھورا سچ سنا ہے۔ جب میں پورا سچ بولوں گی تو پھر بہت سے لوگوں کو تکلیف ہونے والی ہے، یہ میں جانتی ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔ no cross talk جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری وزیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ان کے محکمے کی طرف سے جز (د) کا جو جواب آیا ہے وہ یہ ہے کہ "الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں جس سے مزید قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں

ہونے کے خدشات ہیں۔" میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہم میرٹ کے اوپر بات کرتے ہیں اور وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے بھی میرٹ کی بات کی ہے تو پنجاب کے جن حکمرانوں نے 2002 سے 2008 کے دوران میرٹ کی violation کرتے ہوئے جس طرح سے الاٹمنٹس کیں، میں اس میں صرف مثال دینا چاہتی ہوں کہ اس وقت جو لسٹ میرے پاس موجود ہے اس میں 2002 سے 2008 تک 154 لوگوں کی لسٹ ہے جس میں صرف 47 میرٹ پر ہیں باقی تمام بے قاعدگیاں ہیں۔ اوپر سے نیچے تک جن لوگوں نے میرٹ کی violation کی ہے، پنجاب کے حکمرانوں نے جن لوگوں کو ایوان صدر میں غلط طور پر پہنچایا، جو لوگ وہاں میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے بھیجے گئے ان کو واپس بلانے کا انتظام بھی کر لیا گیا ہے اور جب وہ لوگ واپس آ رہے ہیں تو یہ الاٹمنٹس جو غلط ہوئی ہیں اور جو لوگ میرٹ پر ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ اگر ہم اوپر سے میرٹ شروع کر رہے ہیں اور وہ صاحب جو میرٹ کی violation کرتے ہوئے ایوان صدر میں پہنچے ہیں اور ان کی واپسی کا انتظام بھی ہو گیا ہے تو یہ لوگ جن کی غلط الاٹمنٹس کی گئی ہیں ان کی واپسی کا کیا کوئی انتظام ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو point raise کیا ہے یہ بالکل درست ہے کہ جن لوگوں کو میرٹ کے اوپر الاٹمنٹس نہیں ہوئیں وہ اس کے حقدار نہیں ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایوان صدر کی میرٹ پر الاٹمنٹ کے بعد گورنمنٹ اس بارے میں بھی بھرپور غور کرے گی۔

جناب آصف بشیر بھگت: ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف بشیر بھگت: جناب سپیکر! اسی حوالے سے جیسے محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے فرمایا کہ یہاں پر ماضی کی حکومت میں پچھلے پانچ سالوں میں جتنے بھی غیر قانونی کام کئے گئے میں سمجھتا ہوں کہ جیسے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ یہ غلط الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی نے کی تھیں۔ یہ سوچتے ہوئے کہ جتنے بھی پچھلے پانچ یا آٹھ سال کا گند تھا کیا ہم اس سارے گند کو اپنے ذمہ لے لیں گے کیونکہ سرکاری افسران عدالتوں میں نہ چلے جائیں۔ دوسرا میں یہاں پر ایک specific and typical کیس

quote کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ محمد خان بھٹی نامی سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی صاحب کا ایک ذاتی کارندہ تھا اس کو یہاں اسمبلی میں گریڈ 7 میں بھرتی کر کے out of turn promote کر کے 20 ویں یا 21 ویں گریڈ میں لایا گیا۔ اسی طرح پچھلے دور حکومت میں اس کو 21 ویں یا 22 ویں گریڈ کا سرکاری گھر G.O.R میں الاٹ کیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ باقی ساری چیزوں کو تو آپ کم از کم بھول جائیں کہ جس بندے نے پانچ سال تک اس پنجاب کا بیڑا غرق کیا ہے اس سے گھر ضرور خالی کروایا جانا چاہئے اور اس پر آنکھیں بند نہیں کی جانی چاہئیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا آپ ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پہلے والے ضمنی سوال کا جواب سن لیں اس کے بعد آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ میری بہن نے کہا ہے کہ میں باتیں کروں گی تو ان کو بڑی تکلیف ہو گی تو میری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ کو already تکلیف ہو چکی ہے کیونکہ یہ وزیر نہیں بن سکیں۔

جناب سپیکر: ان کا نام عظمیٰ نہیں ہے عظمیٰ بخاری ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں معزز ممبران کا جو concern ہے کہ out of turn الاٹمنٹ کی گئی ہے باوجود اس کے کہ اس سے پیچیدگیاں آنے کا خدشہ ہے لہٰذا ان سے گھر خالی کروائے جائیں۔ یہاں پر اس principle کے پیش نظر گورنمنٹ زیادہ اس بارے میں متحرک نہیں ہے۔ دیکھیں! ایک آدمی کو rules relax کر کے out of turn الاٹمنٹ تو ہوئی ہے لیکن حقدار تو وہ بھی تھا یعنی ان میں سے کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جو اہل نہیں تھا۔ ایک آدمی اہل تھا لیکن اس کی turn بعد میں تھی اور اس کی turn پہلے کر دی گئی۔ باقی انہوں نے specifically ایک صاحب کے متعلق جو بات کی ہے اس سلسلے میں گورنمنٹ نوٹس لے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سے گھر خالی کروایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ یکم مارچ سے اب تک کتنی الاٹمنٹس ہوئی ہیں اور میرٹ پر کتنی ہوئی ہیں؟ براہ مہربانی یہ بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ اس کی information تو میرے پاس نہیں ہے کہ یکم مارچ سے کتنی الاٹمنٹس ہوئی ہیں لیکن ایک بات میں without any information پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ 100 percent on merit ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ خدیجہ عمر: گزارش یہ ہے کہ ان کو اگر information ہوتی تو یہ شاید بتا دیتے۔ مہربانی کر کے ذرا تیاری کر کے آئیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس بارے میں fresh question دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (د) میں لکھا ہے کہ "یہ الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلنے کا خدشہ ہے اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں" لیکن انہوں نے ان متاثرین میں بیوروکریٹس کو تو hardship basis کی پالیسی دی ہے۔ ڈی۔ جی۔ خان کا کوئی بیوروکریٹ بیٹھا ہو تو اس کا گھر لاہور میں allotted ہوتا ہے۔ ٹیچرز اور ڈاکٹرز پر اتنا عذاب کیوں ہے؟ ان کے بارے میں حکومت کے دل کوئی نرم ہوئے ہیں یا نہیں؟ ان بیچاروں کو بھی کوئی حقوق دینے کا ارادہ ہے یا صرف بیوروکریٹس پر ہی غور ہوتا رہے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت تو جتنی بھی الاٹمنٹس ہو رہی ہیں وہ پالیسی اور میرٹ پر ہو رہی ہیں۔ اگر محترمہ کوئی نشاندہی کریں کہ اس پالیسی یا rules میں کوئی amendment کی ضرورت ہے تو اس کے لئے یہ move کر سکتی ہیں اسی کے مطابق ہی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے بیوروکریٹ ہیں، تمام محکمے ہیں ان کے لئے جو وہاں پر رہائش گاہیں ہیں، جو مخصوص ہیں اس کے مطابق ہی الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! سلمان صدیق صاحب کا ابھی تک جی او آر میں گھر ہے، جاوید میر کا بھی ابھی تک گھر ہے یہ بیوروکریٹس ہیں ان کے لئے اتنا بڑا دل اور جو بیچارے ڈاکٹر ہیں وہ کیا انسان نہیں

ہیں؟ فیاض بشیر صاحب کو بھی ابھی تک گھر الاٹ نہیں ہوا۔ وہ کہیں بھی چلے جائیں ان کو تین تین گھر الاٹ ہوتے ہیں۔ ابھی ہینڈی کیپ، hardship یہ نئے سفارشی ہیں جن کو گھر الاٹ کئے ہیں۔ انہوں نے الاٹمنٹ کی انتہا کر دی ہے۔ پورے عوام کی لسٹ پیچھے اور ان کے پسندیدہ لوگ آگے۔ اس پر تو میں پُرزور احتجاج کروں گی اور میرا خیال ہے کہ عوام کی اتنی لمبی لسٹ ہے جو میں اگلی دفعہ پیش کر دوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ الاٹمنٹ سول ملازمین کو ہوتی ہے۔ اس سے عوام کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی عوام کی اس میں احتجاج والی بات ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جن صاحبان کے انہوں نے نام لئے ہیں جاوید محمود صاحب موجودہ چیف سیکرٹری ہیں اور وہ چونکہ تعینات ہیں اور وہ یہاں پنجاب گورنمنٹ میں تعینات ہیں اس لئے ان کا یہاں پر گھر رکھنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 11 ہے اور اس کا جواب مجھے چند منٹ پہلے موصول ہو گیا ہے۔ میں وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا جواب صفحہ نمبر 13 پر آ گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: میں نے جواب دیکھ لیا ہے۔

پنجاب میں محکمہ انٹی کرپشن کے تھانوں،
سٹاف اور مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*11: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ انٹی کرپشن کے کل کتنے تھانے موجود ہیں؟

(ب) ان تھانوں میں رشوت وصول کرنے کے حوالے سے 1999 تا 2007 کتنی انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں تمام تھانوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) انکوائریوں کے مکمل ہونے پر کس کس سے کتنی ریکوری وصول کی گئی، لسٹ فراہم کی جائے؟

(د) پنجاب کے تمام انٹی کرپشن تھانہ جات میں متعین سٹاف کی مکمل گریڈ وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت انٹی کرپشن کے 40 تھانے موجود ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تھانوں میں 1999 تا 2007 تک 6442 انکوائریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ تمام تھانوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان تھانوں میں 1999 تا 2007 تک 6442 انکوائریوں میں -/3,23,52,34,415 روپے کی ریکوری ہوئی۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب میں تمام انٹی کرپشن تھانہ جات میں متعین سٹاف مکمل گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: نہیں، جناب! میرا ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں تو وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ بڑی تفصیل کے ساتھ اور بھاری بھر کم جواب دیا ہے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: وہ اپنا جواب پڑھ کر مطمئن ہو گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وہ یقیناً مطمئن ہو گئے ہیں لیکن مجھے تو سپلیمنٹری کرنے کا حق ہے۔ جناب! یہ جو سوال کے جواب میں اتنی ساری دستاویز دی گئی ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب بڑے ہنس رہے ہیں۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں بڑی اہم بات کی طرف توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میری توجہ آپ کی طرف ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بڑی مہربانی۔ جناب! یہ جو اتنی ساری دستاویز ہمیں ریکوریوں کے متعلق موصول ہوئی ہیں۔ میں وزیر صاحب سے جاننا چاہتی ہوں کہ راولپنڈی ریجن میں 454افراد کی ریکوری کی لسٹ مہیا کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں نے جتنی یہ لسٹ دیکھی ہے اس کے مطابق آدھے سے زیادہ ریکوریاں ریٹائرڈ آرمی آفیسرز سے اور پٹواریوں سے ہوئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو آرمی آفیسرز جنہوں نے اس ملک کا خزانہ ہر طرح سے لوٹا ہے اور ان کے خلاف جن کی بڑی بڑی رقمیں، اس میں کروڑ روپے سے بھی زیادہ رقم کی ریکوری ہوئی ہے ایسے لوگ جو ہیں ان کو صرف ریکوریاں کر کے چھوڑ دیا جائے گا یا ان کے خلاف کوئی اور کارروائی بھی محکمے کے زیر تجویز ہے؟

جناب سپیکر: وہ جواب دے رہے ہیں، تھوڑا صبر کر لیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے مطابق ان لوگوں کی جائیداد جو بھی ان کے نام پر ہو وہ ضبط ہو سکتی ہے اور یہ رقم بھی اور اس کے ساتھ جرمانے کی رقم بھی ان سے as revenue recover ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ملتان کا ایک پٹواری جس کا نام سلیم ہے اور اس کا تعلق مظفر گڑھ سے ہے اس کے خلاف چار سال پہلے پرچہ درج ہوا تھا انٹی کرپشن اس سے ابھی تک ریکارڈ recover نہیں کر سکی۔ میں اس حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی جائیداد ہے اور نہ کوئی اور معاملہ ہے لیکن پورے ایک موضع کا ریکارڈ لے کر تقریباً چار سال سے بھاگا ہوا ہے اور اس کی ضمانت بھی ہو چکی ہے۔ محکمہ انٹی کرپشن ابھی تک اس کا ریکارڈ طلب نہیں کر سکا۔ وہ موضع 25ہزار کنال کا ہے اور پورے موضع کا ریکارڈ اس کے پاس ہے۔ وہاں کے تمام کے تمام لوگ پریشان ہیں۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے کچھ کریں کیونکہ اس کی جائیداد بھی نہیں ہے اور پورے موضع کا ریکارڈ بھی غائب ہے۔ 1955 کے بعد اس کی جمع بندی بھی نہیں بن سکی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک specific information طلب کی ہے۔ موصوف یا تو fresh question کر دیں یا مجھے لکھ کر دے دیں تو میں اس سلسلے میں انکوائری کروا لوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ہم نے مل کر ایک اصول بنایا تھا کہ تین سے زیادہ ضمنی سوالات نہ کئے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں آپ کی اس بات سے مکمل اتفاق کرتی ہوں لیکن جو بات میں کرنا چاہ رہی ہوں وہ ہر اس گھر کا مسئلہ ہے جہاں پر تھانہ کچہری میں کسی بھی بندے کو پکڑا ہوا ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب یہ انکوائریاں شروع ہوتی ہیں تو اس میں بے گناہ لوگ بھی پکڑ لئے جاتے ہیں اور جو انکوائری ٹیم ہوتی ہے جن کو اوپر سے سفارش آ رہی ہوتی ہے ان کو چھوڑنے کے لئے، ان کو ریلیف دینے کے لئے ایسے بے گناہ لوگوں کو بیچ میں انکوائری میں شامل کر لیتے ہیں اور چونکہ ایس ایچ او جو ہے اس کے پاس اتنی بڑی اتھارٹی ہے کہ جس چیز کو اس نے yes کر دینا ہے اور جس چیز کے لئے اس نے قسم کھالینی ہے اس کو کوئی ٹس سے مس نہیں کر سکتا۔ یہ تھانہ کلچر ہمارے ہاں شروع سے چلا آ رہا ہے جو کہ غلط ہے۔ ایسی انکوائری جس میں بے گناہ لوگوں کو پکڑ لیا جاتا ہے اس کے لئے بھی کوئی قانون وضع کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کے اوپر چیک اینڈ بیلنس کس طرح ہونا چاہئے۔ اتنے گھرانے ہیں جو حقیقت میں بری طرح suffer کر رہے ہیں۔ یہ ان گھروں کا بڑا serious مسئلہ ہے کہ چور اچکے رشوتیں دے کر بچ جاتے ہیں اور بے گناہ اور معصوم انکوائریوں میں پھنسے رہتے ہیں اور اس کے بعد وہ تھانوں سے نکل کر لگاتار عدالتوں میں ذلیل ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک serious issue ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترمہ کو پتا ہی نہیں کہ انٹی کرپشن کے تھانوں میں ایس ایچ او نہیں ہوتا، وہاں ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب! آپ محترمہ کے سوال کا جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے ضمنی سوال کی آڑ میں جو تقریر فرمائی ہے میں نے وہ نوٹ کر لی ہے اور ان points پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نام حسن مرتضیٰ ہے، آپ محسن پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: میرا نام حسن مرتضیٰ ہے، آپ محسن پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے حسن ہی پڑھا ہے، محسن نہیں پڑھا۔ آپ نے تو سنا ہی نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے سنا ہی نہیں ہے۔ آپ تو کہیں اور کسی جگہ پر کچھ کر رہے تھے۔ مجھے نہیں پتا کیا کر رہے تھے؟۔۔۔(قہقہے)

جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب ایم۔ پی۔ اے۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 42 ہے۔

لاہور ہائی کورٹ، سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی
کے ملازمین کے لئے "سی" ٹائپ سرکاری رہائش کی یکساں الاٹمنٹ کا مسئلہ

*42 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت لاہور ہائی کورٹ / سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین پر سرکاری رہائشوں کی یکساں الاٹمنٹ پالیسی لاگو ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ S&GAD نے لیٹر نمبر 1405(PROV)2000/ (MISC) EO(S&GAD) مورخہ 04-11-12 کے تحت ایک چور دروازہ کھول کر صرف سول سیکرٹریٹ کے گریڈ سترہ میں پانچ سال سروس پورے کرنے والے سیکشن آفیسر کو (سی) ٹائپ سرکاری رہائش کا استحقاق دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی میں 15/12 سالہ، سترہ گریڈ کی سروس کے حامل آفیسرز کو اس استحقاق سے محروم رکھ کر ان کی ملازمت کے بنیادی حقوق کو پامال کیا گیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ متنازعہ نوٹیفکیشن کو ختم کرنے یا پنجاب اسمبلی، ہائی کورٹ کے آفیسرز کو بھی مذکورہ استحقاق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ مروجہ الاٹمنٹ پالیسی 1997 کے مطابق (سی) ٹائپ رہائش گاہوں کے لئے گریڈ 18 کے آفیسران اور سول سیکرٹریٹ کے انڈر سیکرٹری اہل تھے۔ 2001 میں انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے سے سول سیکرٹریٹ کے آفیسران (سی) ٹائپ کیٹیگری کی الاٹمنٹ کے اہل نہ رہے تھے۔ مزید یہ کہ 4-3 رومز اور (بی) ٹائپ کیٹیگری کی الاٹمنٹ پر اضافی دباؤ بڑھ گیا تھا مجاز اتھارٹی نے اس کا تدارک کرنے کے لئے پنجاب سول سیکرٹریٹ کے سیکشن آفیسران کے لئے جو کہ گریڈ 17 میں پانچ سال ملازمت کی مدت پوری کر چکے ہوں کو "سی" کیٹیگری میں الاٹمنٹ کا اہل قرار دیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے گریڈ 17 کے آفیسران کو الاٹمنٹ پالیسی میں طے شدہ طریق کار کے مطابق سرکاری الاٹمنٹ ہوتی ہے جبکہ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 14 کے مطابق صوبائی حکومت کسی بھی سرکاری ملازم کو گھر فراہم کرنے کی پابند ہے اور نہ ہی سرکاری ملازم کو سرکاری گھر کی الاٹمنٹ کے ضمن میں قانونی حق یا دعویٰ حاصل ہوگا۔

(د) نہیں کیونکہ مجاز اتھارٹی نے انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کا تدارک کیا ہے جبکہ دوسرے محکموں کے گریڈ 17 کے ملازمین کے ساتھ اس طرح کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس کے جز (الف) میں، میں نے پوچھا تھا کہ لاہور ہائیکورٹ، پنجاب اسمبلی اور سول سیکرٹریٹ میں آپ کی الاٹمنٹ پالیسی یکساں ہے؟ اس کا جواب آیا ہے اور انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ درست ہے۔

میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر ان کی یکساں الاٹمنٹ پالیسی ہے تو پھر سول سیکرٹریٹ کے گریڈ 17 کے جو ملازمین ہیں ان کے پانچ سال مکمل ہونے پر انہیں تو "سی ٹائپ" کی الاٹمنٹ ہو جاتی ہے لیکن پنجاب اسمبلی اور لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو اس حق سے محروم کیوں رکھا جاتا ہے، ان کی الاٹمنٹ کیوں نہیں کی جاتی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی الاٹمنٹ کا معاملہ ہے وہ تو سپیکر آفس ایک competent اور مجاز اتھارٹی ہے باقی جس specific بات کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے یہ فرق بالکل موجود ہے اور اس حصہ میں اس فرق کو دور کرنے کے لئے محکمہ اس سلسلے میں غور و خوض کرے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ ابھی ضمنی سوال کی بات ہو رہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری رانا صاحب سے گزارش ہے اور شاید میرے علم میں درست نہ ہو کہ سپیکر پنجاب اسمبلی کے پاس رہائشوں کی الاٹمنٹ نہیں ہے کیونکہ اسمبلی چیمبر میں کوئی رہائش نہیں ہے۔ ان کی رہائشوں کی الاٹمنٹ بھی گورنمنٹ کرتی ہے، چیف سیکرٹری یا کوئی ایڈیشنل چیف سیکرٹری کرتے ہیں، سپیکر نہیں کرتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ الاٹمنٹ ایس اینڈ جی اے ڈی نے کرنی ہے تو ان سے یہ استدعا تھی کہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ الاٹمنٹ کی پالیسی ایک ہی ہے تو یہاں پر الاٹمنٹ لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو تو ہو جاتی ہے لیکن پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو کیوں الاٹمنٹ نہیں ہوتی؟ میں نے تو ان سے یہ سوال کیا اور یہ نہیں پوچھا ہے کہ سپیکر نے کرنی ہے یا چیف سیکرٹری نے کرنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم اس بات پر توجہ زیادہ دے رہے ہیں کہ کسی کو بھی out of turn accommodate نہ کیا جائے تو ایک ایسا معاملہ جس کی بنیاد پر کسی کے out of turn accommodate ہونے کا معاملہ ہو، اگر ایک جگہ پر ہو رہا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو دو جگہ پر اور لاگو کر دیا جائے تو کیوں نہ اس کو ایک جگہ سے ہی ختم کر دیا جائے، یہ میں نے معزز ممبر سے عرض کیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ out of turn نہ دی جائے۔ میں تو خود اس حق میں نہیں ہوں۔ جن کی باری بنتی ہے ان کو دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے حق میں ہیں یا اس کے حق میں نہیں ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس حق میں نہیں کہ میرٹ کو violate کیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ میرٹ پر الاٹمنٹ کی جائے لیکن جو ایک پالیسی بنی ہوئی ہے اس کے مطابق کی جائے۔ یہاں پر تو ہمارے وزراء کو بھی ابھی تک پورے گھر نہیں ملے۔ تھوڑی سی cabinet ہے۔ اگر یہ پرویز الٰہی صاحب کی ہوتی تو یہ دربدر ہو جاتے۔ ان کو بھی ابھی پورے گھر نہیں ملے۔ آپ الاٹمنٹ کی پالیسی کو واضح کریں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ملازم بھی سرکار کے ملازم ہیں، ہائی کورٹ کے ملازمین جو ججوں سے نیچے ہیں وہ بھی سرکار کے ملازم ہیں اور سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی سرکار کے ملازم ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے تو ان لوگوں کو جو پنجاب اسمبلی میں ملازمت کرتے ہیں، جو پنجاب سرکار کے ملازم ہیں، ان کو اسی طرح consider کیوں نہیں کیا جاتا جیسے سیکرٹریٹ کے ملازمین کو کیا جاتا ہے جب ان کے گھروں کی الاٹمنٹ ہوتی ہے۔ مقصد صرف یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد یہ ہے کہ سوتیلا سلوک نہ کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: یہی بات ہے۔ جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دونوں معزز اراکین کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انہوں نے سوتیلے سلوک کی نشان دہی کی ہے، اس کو دور کیا جائے گا لیکن یہ معاملہ صرف اس لئے confusion کا شکار ہوا کہ پہلے ایک انڈر سیکرٹری کا سکیل ہوتا تھا۔ اس انڈر سیکرٹری کے سکیل کو ختم کر دیا گیا تو پھر اس سکیل کے اہل لوگوں کو accommodate کرنے کے لئے پھر یہ بات سامنے لائی گئی کہ اگر کسی سیکشن آفیسر کی پانچ سال کی مدت ملازمت پوری ہو تو اس کے بعد اس کو اہل قرار دے دیا جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کو بٹھائیں کیونکہ آپ نے خود کہا ہے کہ ایک معزز ممبر تین تین ضمنی سوال کر سکتا ہے اور محترمہ میرا حق مار رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے بہت اچھا سوال کیا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جو mutual کرتے ہیں تو وہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تقریر کرنا چاہتی ہیں یا ضمنی سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے کہ الاٹمنٹ ہو چکی ہوتی ہے اس کے قبضے کے لئے جو سرکاری ملازم دس ہزار روپے کے عوض وہ اپنے گھر کا قبضہ out of turn دوسرے ملازم کو دے دیتا ہے تو اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے اس بارے میں وزیر صاحب بتا دیں کہ اس سے وہ possession دوسرے کو دے جاتا ہے اور بعد میں یہ مسئلے مسائل سامنے آتے ہیں، حسن مرتضیٰ صاحب اس بارے میں تھوڑا سا حل مجھے بتائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے دو وزراء کامران مائیکل اور ندیم کامران شاید دونوں کو اقلیت سمجھ کر الاٹمنٹ نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں پر سب برابر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر ایک ریٹائرڈ ڈی آئی جی ضیاالحسن صاحب بڑی مدت سے ریٹائر ہو گئے ہیں لیکن ان کے پاس اب بھی گھر ہے۔ جس کے پاس لاہور میں گھر نہیں ہے آپ اس کی پریشانی سمجھیں۔ایک آدمی کی دس بارہ ہزار روپے تنخواہ اور چھ سات یا آٹھ ہزار روپے کرایہ پر گھر لے کر وہ کیسے رہ سکتا ہے؟ مہربانی کریں منسٹر صاحب سے کہیں وہ یہاں یقین دہانی کروادیں کہ یہ الاٹمنٹ میرٹ پر ہوں گی اور جتنی بھی پہلے میرٹ پر نہیں ہوئیں انہیں منسوخ کیا جائے اور اس پالیسی پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ گپ شپ میں مصروف تھے منسٹر صاحب نے یہ بات کہہ دی تھی کہ میرٹ پر یہاں الاٹمنٹ ہو گی۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سلیکشن گریڈ سکیم کے خاتمہ پر الاٹمنٹ کے استحقاق میں محکمانہ تفریق کا مسئلہ

*43: **سید حسن مرتضیٰ:-** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول سیکرٹریٹ کے انڈر سیکرٹری کی پوسٹ کب، کن محرکات کی بنا پر کن مقاصد کے حصول کے لئے کس گریڈ میں وجود میں آئی اور کب کن وجوہات کی بنا پر ختم کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2001 میں انڈر سیکرٹری (گریڈ 18) کی پوسٹ ختم ہونے سے سول سیکرٹریٹ کے آفیسرز (سی) کیٹیگری کی الاٹمنٹ کے اہل نہ رہے تھے، وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام محکمہ جات کے گریڈ 17 کے تمام سلیکشن گریڈ سیکشن آفیسرز (گریڈ 18) کو 2001 کے نئے پے سکیلز کے تحت سلیکشن گریڈ سکیم ختم کرتے ہوئے واپس گریڈ 17 میں فکس کیا گیا؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو تمام محکمہ جات کے مذکورہ تمام متاثرہ آفیسرز گریڈ 18 کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے صرف سیکرٹریٹ کے گریڈ 17 میں پانچ سال سروس کے حامل آفیسرز گریڈ 17 کو ہی کیوں اور کن وجوہات کی بنا پر کیٹیگری "سی" رہائش کے استحقاق سے نوازا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ وفاقی حکومت کی پالیسی سے متعلقہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ سلیکشن گریڈ سکیم کے خاتمہ پر سلیکشن گریڈ ہولڈرز کو اسی سکیل میں رکھا گیا جس میں وہ مذکورہ سکیم کے خاتمے سے پہلے تھے۔

(د) نہیں کیونکہ مروجہ الاٹمنٹ پالیسی 1997 کے مطابق (سی) ٹائپ رہائش گاہوں کے لئے گریڈ 18 کے آفیسران اور سول سیکرٹریٹ کے انڈر سیکرٹری اہل تھے۔ 2001 میں انڈر سیکرٹری کی پوسٹ ختم ہونے سے سول سیکرٹریٹ کے آفیسران (سی ٹائپ) کیٹیگری کی الاٹمنٹ کے اہل نہ رہے تھے مزید یہ کہ 4-3 رومز اور (بی) ٹائپ کیٹیگری کی الاٹمنٹ پر اضافی دباؤ بڑھ گیا تھا۔ مجاز اتھارٹی نے اس کا تدارک کرنے کے لئے پنجاب سول سیکرٹریٹ کے سلیکشن آفیسران کے لئے جو کہ گریڈ 17 میں پانچ سال ملازمت کی مدت پوری کر چکے ہوں (سی) کیٹیگری میں الاٹمنٹ کا اہل قرار دیا ہے جبکہ دوسرے محکموں کے گریڈ 17 کے ملازمین کے ساتھ اس طرح کی کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔

لاہور۔ سرکاری رہائش گاہوں پر الاٹی کی بجائے رشتے دار یا کرایہ دار کے رہائش پذیر ہونے کا معاملہ

*58: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پالیسی کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں میں صرف الاٹی ہی رہائش پذیر ہو سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت سینکڑوں سرکاری رہائش گاہوں میں الاٹی کی بجائے اس کے رشتے دار یا کرایے دار رہائش پذیر ہیں جن کی تفصیل قبل ازیں ایک روزنامہ اخبار میں بھی آچکی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی رہائش گاہیں جن میں الاٹی کی جگہ کوئی دوسرا رہائش پذیر ہے کی غیر جانبدارانہ انکوائری کر کے الاٹمنٹ منسوخ کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے تاہم الاٹی کے ساتھ اس کی فیملی کے افراد یعنی بیوی / شوہر، بچے اور والدین رہ سکتے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے تاہم سرکاری گھروں میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر افراد کی اطلاع ملنے پر الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 29 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے رہائش خالی کروالی جاتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں ہے مزید یہ کہ رجحان کی حوصلہ شکنی کے لئے الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 23 کے تحت امیدواران رہائش کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ تین ایسی رہائش گاہوں کی نشاندہی کریں جن میں غیر قانونی لوگ رہتے ہوں ان کی اطلاع درست ثابت ہونے پر الاٹمنٹ کینسل کر دی جاتی ہے اور مخبر کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ اس کی اہلیت کے مطابق کر دی جاتی ہے۔

2002 سے 2007 میں من پسند ملازمین کو پالیسی کے برعکس سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*59: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو رہائش گاہیں الاٹمنٹ پالیسی 1997 (پہلے آئیے پہلے پائیے) کے تحت ہوتی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2002 سے نومبر 2007 تک مذکورہ پالیسی سے ہٹ کر سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں جبکہ ہزاروں ملازمین اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ عرصہ کے دوران سینکڑوں من پسند ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئی ہیں، مذکورہ الاٹیوں کے نام محکمہ، تاریخ الاٹمنٹ اور محکمہ میں تعیناتی بھی تحریر فرمائی جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ الاٹمنٹس منسوخ کرنے اور عرصہ دراز سے باری کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ملازمین کو الاٹ کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو کیوں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے تاہم اس دوران باری پر بھی الاٹمنٹس ہوئی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ باری کے بغیر الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئی ہیں۔ نیز مطلوبہ معلومات تتمہ (الف) پر موجود ہیں۔

(د) نہیں کیونکہ پالیسی سے ہٹ کر الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئی ہیں اور الاٹی قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کروا رہے ہیں۔ الاٹمنٹس منسوخ کرنے سے بے چینی پھیلے گی اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کریں گے جس سے مزید قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کے خدشات ہیں۔

صوبہ پنجاب میں 2002 تا 2007 میں من پسند ہزاروں آفیسران کو ڈیپوٹیشن پر لینے اور اسی محکمہ میں ضم کرنے کا مسئلہ

*62: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے 2007 تک حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے اپنے من پسند ہزاروں افسران کو ان کے محکموں سے دوسرے محکموں میں ڈیپوٹیشن پر لے گئے اور آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دے کر اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا اور ان کو اس محکمہ میں ضم کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے تمام سرکاری افسران کے نام مع جائے تعیناتی اور ترقی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کرنے کو تیار ہے؟

(ج) ایسے تمام مذکورہ بالا سرکاری ملازمین جو ڈیپوٹیشن پر دوسرے محکموں سے آئے اور ان کو آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دی گئیں کیا حکومت واپس محکموں میں بھیجنے کو تیار ہے اور آؤٹ آف ٹرن ترقیاں واپس لینے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ 2002 سے 2007 تک کے اعلیٰ عہدیداران اپنے کچھ من پسند افسران کو ان کے محکموں سے دوسرں محکموں میں ڈیپوٹیشن پر لے گئے اور ان میں ضم کر دیا جن کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ تاہم محکمانہ رپورٹوں کے مطابق ان ضم کئے گئے افسران میں سے کسی کو آؤٹ آف ٹرن ترقی دے کر اعلیٰ عہدوں پر فائز نہیں کیا گیا۔

(ب) بمطابق تتمہ (الف) جزوی طور پر درست ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے ضم کئے گئے کسی بھی افسر کو آؤٹ آف ٹرن ترقی نہیں دی گئی۔

حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ہی سینکڑوں افسران کو تبدیل کرنے کا معاملہ

*91: **محترمہ ساجدہ میر**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ہی سینکڑوں سرکاری افسران تبدیل کر دیئے جاتے ہیں، کئی او ایس ڈی بنا دیئے جاتے ہیں، اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا ہے کیا اس اکھاڑ بچھاڑ سے انتظامی امور درست سمت اختیار کر سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو ایسی تربیت دینے کا اہتمام کیا جائے کہ وہ اپنے فرائض قانون اور قواعد و ضوابط کے مطابق انجام دیں اور کسی بھی طرف سے پڑنے والے دباؤ میں آئے بغیر اپنے فرائض پورے کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ افسران کی تبدیلی صرف انتظامی وجوہات کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ موجودہ حکومت نے بھی مندرجہ ذیل چیدہ چیدہ وجوہات کی وجہ سے مختلف افسران کو تبدیل کیا ہے۔

i. مختلف افسران تین سال کی زیادہ سے زیادہ مدت ملازمت پہلے ہی کر چکے تھے۔

ii. چند اسامیاں پچھلی حکومت کے بھرتی شدہ ریٹائرڈ ملازمین کی برخاستگی کی وجہ سے خالی ہوئی تھیں۔

iii. کچھ افسران کو ان کی نااہلی، بدانتظامی اور بدنام شہرت کی وجہ سے تبدیل کیا گیا۔

iv. چند افسران کے خلاف عوامی شکایات موصول ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے ان کی جگہ تعیناتی سے تبدیل کیا گیا۔

v. کئی افسران کو اگلے گریڈ میں ترقی پانے پر اور کسی تربیت کورس پر جانے کی وجہ سے نئی جگہ پر تعینات کیا گیا۔

(ب) سرکاری ملازمین کو بھرتی کرنے کے بعد مختلف مراحل میں تربیت دی جاتی ہے کہ انھیں صرف قانون اور آئین کے مطابق اپنی سرکاری ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں اور کسی بھی دباؤ میں آئے بغیر اپنے فرائض ادا کرنے ہیں۔ تاہم افسران کی تربیت ایک مستقل عمل ہے جس میں آئندہ اس امر کا خصوصی خیال رکھا جائے گا۔

پنجاب میں آفیسران کی تعیناتی و ٹرانسفر کی ٹنور پالیسی

*232: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں سرکاری افسران کی تعیناتی اور ٹرانسفر کی Tenure پالیسی کیا ہے؟

(ب) کیا اس وقت اس پالیسی پر صوبہ میں عملدرآمد ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ پالیسی سیکرٹریز ٹو گورنمنٹ کے لئے بھی ہے یا ان کی تعیناتی کے لئے علیحدہ Tenure پالیسی ہے؟

(د) اس وقت صوبہ میں کتنے سیکرٹریز ٹو گورنمنٹ اس Tenure پالیسی کے برعکس کام کر رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب کی ٹرانسفر پالیسی کے مطابق سرکاری ملازمین زیادہ سے زیادہ تین سال تک ایک جگہ پر تعینات رہ سکتے ہیں اس عرصہ کے بعد ان کی تبدیلی لازمی ہو جاتی ہے۔اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ رولز آف بزنس 1974 کے شیڈول 6 کے مطابق چند مخصوص اسامیوں کا tenure مقرر کیا گیا ہے جن کی تفصیل پرچہ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) جی، ہاں۔ مندرجہ بالا پالیسی پر حتی الوسع عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس پالیسی کے تحت مختلف افسران کی تبدیلی کی گئی ہے۔ تاہم بعض اوقات پیچیدہ انتظامی معاملات اور امور کے باعث ٹنور کے خاتمے سے پہلے ہی تبادلہ ہوتا ہے۔ حکومت کی ہر ممکنہ کوشش ہے کہ اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

(ج) پنجاب حکومت کی Tenure policy سیکرٹریز ٹو گورنمنٹ آف پنجاب پر بھی لاگو ہوتی ہے اور ان کی تعیناتی کے لئے کوئی علیحدہ پالیسی مرتب نہیں کی گئی ہے۔

(د) اس وقت صوبہ میں کوئی بھی سیکرٹری مندرجہ بالا tenure پالیسی کے برعکس کام نہیں کر رہا۔

لاہور میں سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ پالیسی سے متعلقہ تفصیل

*238: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کیلئے پالیسی کب بنائی گئی تھی؟

(ب) اس الاٹمنٹ پالیسی کی منظوری کس اتھارٹی نے دی تھی؟

(ج) کیا یہ پالیسی بنیادی حقوق کو سامنے رکھ کر بنائی گئی تھی؟

(د) اگر یہ پالیسی بنیادی حقوق کے خلاف ہے تو حکومت اس میں کب تک نظر ثانی کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی 15-اگست 1997 کو جاری کی گئی تھی۔

(ب) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور فرمائی تھی۔

(ج) جی، ہاں۔ یہ پالیسی زمینی حقائق، سرکاری گھروں کی دستیابی اور ملازمین کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی تھی۔

(د) جی نہیں، پالیسی بنیادی حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائی گئی تھی، تاہم حکومت گاہے بگاہے ضرورت کے مطابق الاٹمنٹ پالیسی پر نظر ثانی کرتی رہتی ہے۔

وحدت کالونی کوارٹرز سرکاری ملازمین کو مالکانہ حقوق پر فراہم کرنے کا مسئلہ

*255: **جناب محمد اعجاز شفیع:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹرز سرکاری ملازمین کے لئے سال 1953 کو تعمیر کئے گئے تھے، ماہرین کے مطابق مذکورہ کوارٹروں کی چھتیں و دیگر سٹرکچر زائد المیعاد ہو چکے ہیں اور کسی وقت بھی گر کر جانی و مالی نقصان کا باعث بن سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ محکمہ کو آئے دن چھتیں تبدیل کرنا پڑتی ہیں اور کوارٹروں کی وسیع پیمانے پر مرمت پر بھاری اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماہرین کے مطابق مذکورہ کوارٹر ایک ایسی حیثیت اختیار کر چکے ہیں کہ یہ کچی آبادی کے زمرے میں آتے ہیں؟

(د) مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر کیا حکومت ان بوسیدہ کوارٹروں کی مناسب قیمت لگا کر ان کے مالکانہ حقوق رہائشی ملازمین کو منتقل کرنے اور ماہانہ کٹوتی کے ذریعے اس عمل کو پایۂ تکمیل تک لیجانے کے لئے کب تک مثبت اقدامات کرنے کا ارادہ ہے؟

(ہ) کیا پنجاب گورنمنٹ مذکورہ کالونی کو PGSHF کی سکیم میں شامل کر کے کوارٹرز ریٹائرمنٹ کے بعد مالکانہ حقوق پر دینے کا ارادہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صرف اس حد تک درست ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹرز 1953 میں تعمیر کئے گئے تھے جبکہ ان کی چھتیں و دیگر سٹرکچر وقت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت مقیم کی درخواست پر تبدیل کئے جاتے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے چھتوں کی تبدیلی بھاری اخراجات کے زمرے میں نہیں آتی ،تاہم یہ اخراجات دیگر سرکاری عمارتوں پر اخراجات کی طرح سالانہ دیکھ بھال کے ضمن کے تحت کئے جاتے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) نہیں،کیونکہ حکومت کو اپنے اہلکاروں کی رواں رہائشی ضروریات کے لئے وحدت کالونی کے کوارٹرز کو برقرار رکھنا ضروری ہے تاہم ان کی حالت کو مزید بہتر بنانے کے لئے حکومت "ری ماڈلنگ وری سٹرکچرنگ آف وحدت کالونی سکیم" پر عمل پیرا ہے جس سے یہ جدید ترین رہائشی کالونی میں بدل جائے گی۔

(ہ) فی الحال حکومت پنجاب ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی حکومت پنجاب نے پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت سرکاری ممبرز کو ریٹائرمنٹ پر مکان فراہم کرنے کی ضمانت دی ہے۔

سرکاری آفیسران کو 1600 سی سی سے کم پاور کی گاڑیاں دینے کا معاملہ

*332: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت نے تمام سرکاری محکموں کے افسران کے لئے 1600 سی سی گاڑیوں کی جگہ 1300 سی سی اور 1300 سی سی کی جگہ 1000 سی سی گاڑیاں فراہم کرنے کی پالیسی بنائی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مد میں بچت کی آڑ میں کروڑوں روپے کے اخراجات ہوں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ افسران کے زیر استعمال نئی گاڑیوں کو بھی نیلام کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو اس مد میں حکومت کتنی رقم خرچ کرے گی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق پالیسی پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے محکمانہ سیکرٹری / ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ 1300 سی سی کی گاڑی استعمال کرنے کا مجاز ہے جبکہ ایڈیشنل سیکرٹری اور اس کے برابر کے عہدیداران 1000 سی سی یا 1300 سی سی کی گاڑی استعمال کرنے کے مجاز ہیں (تاہم مذکورہ گاڑی کی دستیابی پر منحصر ہے) جبکہ ڈپٹی سیکرٹری اور اس کے برابر کے عہدیداران 1000 سی سی کی گاڑی استعمال کر سکتے ہیں۔ تاہم (Touring Vehicle) کے لئے سی سی کی حد مقرر نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے تاہم محکمہ جات، دیگر ادارہ جات و پراجیکٹس میں موجود اضافی یا ناکارہ گاڑیاں نیلام کرنے کی پالیسی بنائی گئی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے نئی گاڑیوں کی خریداری پر پابندی عائد کر دی ہے۔ پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ لہذا حکومت کا نئی گاڑیاں خریدنے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔ اس مد میں کوئی رقم خرچ نہیں کی جائے گی۔

گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو ملنے والے سالانہ وظیفہ میں فرق

*350: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بینوولینٹ فنڈ سے پنجاب حکومت کے ملازمین کے بچوں کو جو میٹرک پاس ہوں اور کسی سرکاری کالج میں پڑھ رہے ہوں کو سالانہ وظیفہ دیتی ہے اگر ہاں تو کس معیار پر اور کتنا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزٹیڈ ملازمین اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو دیئے جانے والے وظیفہ میں فرق ہوتا ہے جبکہ ان کے بچے ایک ہی ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فرق کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ بینوولینٹ فنڈ سے پنجاب حکومت کے ملازمین کے بچوں کو جو میٹرک پاس ہوں اور اگلی جماعت میں کسی سرکاری یا پرائیویٹ اداروں کو جو گورنمنٹ آف پنجاب سے الحاق شدہ ہوں پڑھ رہے ہوں ان کو میٹرک میں 60 فیصد نمبروں کی شرط پر مندرجہ ذیل شرح سے سکالرشپ دیا جاتا ہے:-

		گزٹیڈ	نان گزٹیڈ
1-	میٹرک تا بی اے	14000 روپے	3000 روپے
2-	ایم اے / ایم ایس سی	16000 روپے	6000 روپے

(ب) یہ درست ہے کہ گزٹیڈ ملازمین اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو دیئے جانے والے وظیفہ میں فرق ہوتا ہے۔ صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے دو حصے ہیں پارٹ I گزٹیڈ ملازمین کو ڈیل کرتا ہے اور پارٹ II نان گزٹیڈ ملازمین کو ڈیل کرتا ہے۔ گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی کی شرح بنیادی تنخواہ کا 3 فیصد ہے۔ گزٹیڈ ملازمین کی 3 فیصد کی شرح کو دیکھا جائے تو مثال کے طور پر ایک گزٹیڈ آفیسر کی بنیادی تنخواہ 30000 ہے تو اس کی کٹوتی 3 فیصد کے حساب سے -/3000 بنتی ہے۔ اگر نان گزٹیڈ ملازمین کی بنیادی تنخواہ -/3000 ہے تو اس کی 3 فیصد کٹوتی کے حساب سے -/300 روپے ماہوار ہو گی۔ دونوں کی کٹوتی میں واضح فرق ہے۔ وظیفہ ملازمین کے سکیل کے مطابق دیا جاتا ہے نہ کہ ایک ہی ادارے میں پڑھنے کی بنیاد پر۔

(ج) جواب (ب) میں عرض کیا گیا ہے کہ وظیفہ ملازمین کی بینوولینٹ فنڈ سے کٹوتی کی شرح اور ان کے بنیادی سکیل کے مطابق دیا جاتا ہے۔ تنخواہ کے بنیادی سکیل میں واضح فرق ہونے کی وجہ سے جس طرح پنشن اور دیگر مراعات میں فرق ہوتا ہے اسی طرح بینوولینٹ فنڈ کی رقم میں فرق ہونا لازمی ہے۔ تاہم حکومت پنجاب کے نان گزٹیڈ ملازمین کو بینوولینٹ فنڈ کی مد میں مزید سہولتیں دینے کے لئے حکومت مثبت سوچ کے ساتھ کام کر رہی ہے اور صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کی آنے والی میٹنگ میں یہ معاملہ زیر بحث لانے کا ارادہ ہے۔ تاہم سکالرشپ کے علاوہ حکومت کے نان گزٹیڈ ملازمین کو بہبود فنڈ سے دیگر گرانٹ مثلاً ماہانہ

امداد، شادی گرانٹ اور کفن دفن کی سہولت بھی میسر ہے جو مختلف حالات میں ان کو ادا کیا جاتا ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں کی 2002تا2007 میرٹ سے ہٹ کر الاٹمنٹ کا مسئلہ

*361: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002تا2007 سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میرٹ سے ہٹ کر آؤٹ آف ٹرن کی بنیاد پر کی گئی ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان غیر قانونی الاٹمنٹ میں اکثریت کنٹریکٹ ملازمین کی ہے کنٹریکٹ ملازمین کو کس قانون کے تحت الاٹمنٹ کی گئی، ان کی تعداد نام، عہدہ اور محکمہ جات تفصیلاً بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے ہزاروں ملازمین جن کی سفارش نہ ہے، عرصہ پندرہ سال سے درخواستیں دے رکھی ہیں، لیکن انکو الاٹمنٹ نہیں کی گئی، اس کی وجہ بیان کریں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 2002تا2007 کی غیر قانونی طور پر آؤٹ آف ٹرن یا میرٹ سے ہٹ کر یا کنٹریکٹ ملازمین کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کر کے آئندہ میرٹ پر الاٹمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ اس دوران میرٹ پر الاٹمنٹس کی گئیں۔ تاہم آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس سابقہ دور حکومت میں کی گئیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 28(xiii) تتمہ (الف) کے تحت کنٹریکٹ ملازمین رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔ سابقہ دور حکومت میں جن کنٹریکٹ ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس ہوئیں ہیں ان کی تعداد پندرہ ہے اور تفصیل تتمہ (ج) پر موجود ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 15 کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ "پہلے آیئے اور پہلے پایئے" کے اصول پر کی جاتی ہے۔ تاہم سنگل روم، ٹو روم سینئر کیٹیگری میں "والدین رعائتی سکیم" کے تحت الاٹی ریٹائرمنٹ کے موقع پر اپنی سرکاری رہائش گاہ اپنے بیٹے یا بیٹی (جو سرکاری ملازم ہوں) کے نام کروا لیتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کیٹیگریز کی رہائش گاہوں میں گنجائش کم نکلتی ہے جس کی وجہ سے ان کیٹیگریز میں امیدواروں کو زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔

(د) آوٹ آف ٹرن الاٹمنٹس سابقہ دور حکومت میں کی گئیں جبکہ کنٹریکٹ ملازمین سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کروانے کے اہل ہیں۔ جن کو یہ رہائش گاہیں الاٹ ہوئی ہیں وہ سرکاری ملازم ہیں اور قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کرواتے ہیں اور جن لوگوں نے سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش رکھی ہوئی ہے ان کی منسوخی سے کئی انتظامی اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ تاہم اب الاٹمنٹس میرٹ پر کی جا رہی ہیں۔

جی۔او۔آر 1 لاہور۔کوٹھیوں کی ایڈیشن / آلٹریشن کے وقت کورڈ ایریا کی حکومتی پالیسی

*391: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ ذیل بنگلوز کی ایڈیشن / آلٹریشن کرتے ہوئے کورڈ ایریا کے بارے میں حکومت پنجاب کی پالیسی کو مدنظر رکھا گیا ہے؟

نمبر 1- آٹھ-گاف روڈ لاہور،	نمبر 2- گیارہ گاف روڈ لاہور،
نمبر 3- چودہ گاف روڈ لاہور،	نمبر 4-سولہ گاف روڈ لاہور،
نمبر 5- سیون گاف لین لاہور،	نمبر 6 پندرہ گاف لین لاہور
نمبر 7-ون سی کلب روڈ لاہور	نمبر 8-ون سی بلوم ہیڈ روڈ لاہور

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

جی ہاں یہ بات درست ہے-مندرج بالا بنگلوز سیریل 1 تا 6 میں ایڈیشن / آلٹریشن کا کام کورڈ ایریا کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے جبکہ مندرجہ ذیل دو بنگلوز کی ایڈیشن / آلٹریشن عمومی

پالیسی سے ہٹ کر کی گئی مگر اس کی منظوری چیف منسٹر مجاز اتھارٹی سے لی گئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر1،ون سی کلب روڈ لاہور زائد رقبہ 1276مربع فٹ،

نمبر2،ون سی بروم ہیڈ روڈ،لاہور زائد رقبہ 432مربع فٹ

وحدت روڈ سرونٹ کوارٹرز، سال2002تا2007کی تزئین وآرائش پر اخراجات کی تفصیل

*393: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال2002 تا2007 وحدت روڈ سرونٹ کوارٹرز کے تمام کوارٹرز کی تزئین وآرائش /ایڈیشن /آلٹریشن کی مد میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

سال2002تا2007وحدت کالونی روڈ کوارٹرز کی تزئین وآرائش وایڈیشن /آلٹریشن پر مبلغ210.284ملین روپے خرچ کئے گئے۔

لاہور- 2002تا2007کے دوران سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی غیر قانونی الاٹمنٹس کی تفصیل

*403: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2002تا2007سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ غیر قانونی ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان غیر قانونی الاٹمنٹس میں مستقل ملازمین کے علاوہ عارضی ملازمین بھی شامل ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن ملازمین کی سفارش نہ ہے،انکی درخواستیں التوا میں ڈال دی جاتی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی الاٹمنٹس کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ 2002 تا 2007 کے عرصہ کے دوران الاٹمنٹس باری پر یا مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئیں۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹس باری پر یا مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئیں جبکہ الاٹمنٹ پالیسی 1997 کے مطابق عارضی ملازمین بھی سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ کے اہل ہیں۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹس الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 15 کے مطابق "پہلے آیئے پہلے پایئے" کے اصول پر کی جاتی ہیں

(د) نہیں کیونکہ سرکاری ملازمین کو مجاز اتھارٹی کے حکم پر الاٹمنٹس کی گئی ہیں اور وہ قواعد کے مطابق کرایہ منہا کروا رہے ہیں نیز ان کی الاٹمنٹس کی منسوخی سے بے چینی پیدا ہوگی اور متاثرین عدالتوں سے رجوع کریں گے جس کے نتیجے میں قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں کی میرٹ سے ہٹ کر الاٹمنٹس کا مسئلہ

*409: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2001 میں سرکاری ملازمین کی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میرٹ پر نہ ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ ملازمین کو بھی رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں، وجہ بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے ہزاروں ملازمین جن کی سفارش نہ ہے، ان کو الاٹمنٹ نہ کی گئی ہے، کیوں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سال 2001 میں کی گئی غیر قانونی الاٹمنٹس اور کنٹریکٹ ملازمین کی الاٹمنٹس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں، وجوہات بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے۔سال 2001 میں ملازمین کو رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ میرٹ پر اور پالیسی کے مطابق اور مجاز اتھارٹی کے احکامات پر ہوئی ہیں۔

(ب) درست ہے کیونکہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی جاسکتی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 15 کے مطابق سرکاری ملازمین کو جو اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ ہیں، باری پر الاٹمنٹ کی جاتی ہیں تاہم مجاز اتھارٹی نے پالیسی میں رعایت دے کر بھی الاٹمنٹس کی ہیں۔

(د) نہیں، کیونکہ سال 2001 میں سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس، الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق اور مجاز اتھارٹی کے حکم سے کی گئی ہیں۔

سرکاری وحدت کالونی کی زمین پر پرائیویٹ لوگوں کا قبضہ

*518: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ایک سرکاری کالونی تعمیر کی گئی تھی جو وحدت کالونی کے نام سے موسوم ہے کا ٹوٹل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسی بھی سرکاری رقبہ پر محکمہ کی ملی بھگت کے بغیر ناجائز قبضہ نہیں ہو سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وحدت کالونی کے کل رقبہ میں سے کچھ پر سرکاری کوارٹرز تعمیر کئے گئے ہیں اور جو بقایا خالی رقبہ تھا اس پر محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے پرائیویٹ لوگوں نے کئی کنالوں پر قبضہ کر رکھا ہے، جس کے عوض محکمہ کے اہل کار اور افسران لاکھوں روپے ماہانہ بھتہ وصول کرتے ہیں، سرکاری تعمیر اور ناجائز قبضہ کے رقبہ کی علیٰحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وحدت کالونی کا رقبہ جو کہ خالصتاً سرکاری رقبہ ہے ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔ وحدت کالونی کا کل رقبہ 300 ایکڑ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ وحدت کالونی سے ساڑھے پانچ ایکڑ رقبہ پر مختلف افراد نے قبضہ کر رکھا تھا۔ پنجاب حکومت نے کچی آبادی مجریہ 1992 کی شق 6 کے مطابق 23-03-1985 سے قبل کے ایسے قابضین کو مالکانہ حقوق دے دیئے ہیں۔ تتمہ (الف) جبکہ وحدت کالونی کے رقبہ پر تعمیر کی تفصیل تتمہ (ب) پر موجود ہے۔ تاہم حکومت نے وحدت کالونی کو تجاوزات سے پاک کرنے کے لئے خصوصی مہم شروع کی ہوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر وحدت کالونی کے سرکاری رقبہ پر ناجائز قابضین کی نشاندہی ہوئی تو ان کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی نیز مستقبل میں ایسے رجحانات کے تدارک کے لئے خصوصی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ تاہم کچھ رقبہ ناجائز قابضین سے وگزار کروالیا ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں ہے۔ حکومت نے وحدت کالونی کو آئندہ ناجائز قابضین سے بچانے کے لئے اس کی پختہ چاردیواری کی تعمیر شروع کروادی ہے جس سے سرکاری رقبہ مستقبل طور پر محفوظ ہو جائے گا۔

گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کا اپنے ہوم ڈسٹرکٹ، تحصیل میں تعینات نہ کرنے کا مسئلہ

*648: کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین اپنے ہوم ضلع اور تحصیل میں تعینات نہیں ہو سکتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت ہوم ڈسٹرکٹ اور تحصیل سے باہر تعینات ملازمین کے مسائل کافی بڑھ جاتے ہیں جس سے ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے یہ پالیسی بنیادی انسانی حقوق کے خلاف بھی ہے؟

(ج) کیا حکومت سرکاری ملازمین کی کارکردگی اور کام میں بہتری لانے کے لئے یہ پالیسی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین میں ماسوائے چند مخصوص حالات کے اپنے ہوم ضلع اور تحصیل میں تعینات نہیں ہو سکتے۔ ٹرانسفر پالیسی تتمہ (الف) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت تمام سرکاری ملازمین کو پنجاب کے کسی بھی ضلع یا تحصیل میں تعینات کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک سرکاری ملازمین کے ذاتی مسائل کا معاملہ ہے گریڈ 16 کے اوپر کے اکثر ملازمین کو رہائش اور ان کے بچوں کو سکول میں داخلہ اور ٹرانسفر کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی طبی اور دوسری بنیادی سہولیات ہر ضلع اور تحصیل میں ایک جیسی ہیں۔ اس لئے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبدیلی سے سرکاری ملازمین کو کسی خاص پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

(ج) گریڈ 16 اور اوپر کے سرکاری ملازمین ضلع اور تحصیل میں اہم اسامیوں پر تعینات کئے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے پاس مختلف انتظامی اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر حکومت پنجاب کی اس پالیسی کو ختم کر دیا جائے تو تمام سرکاری ملازمین اپنے ہوم ضلع اور تحصیل میں تعینات ہونے کی درخواست کریں گے جو کہ حکومت کے لئے ناممکن ہوگا۔

لاہور میں سرکاری ملازمین کے لئے سرکاری کوارٹرز
کی تعداد و دیگر تفصیلات

*819: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کے لئے کتنے سرکاری کوارٹرز ہیں، کیٹیگری وائز بیان فرمایا جائے؟

(ب) سرکاری کوارٹرز الاٹ کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) سال 2002 سے اب تک کس کس کو آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں مہیا کی گئیں؟

(د) جونیئر کلرک کیٹیگری میں جن ملازمین کی درخواستیں موصول ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک کوارٹر الاٹ نہیں ہوا، انکی لسٹ فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ سے سرکاری ملازمین میں بے چینی پائی جاتی ہے، کیا حکومت میرٹ پر الاٹمنٹ کرنے اور آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے پول میں کل 3736 رہائش گاہیں ہیں، جن کی کیٹیگری وار تفصیل تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(ب) الاٹمنٹ پالیسی کے پیراگراف 7 کے مطابق سول سیکرٹریٹ، پنجاب اسمبلی اور لاہور ہائیکورٹ کے ملازمین اسٹیٹ آفس میں اپنی اہلیت کے مطابق رجسٹریشن کرواتے ہیں اور پالیسی کے پیراگراف 15 کے تحت ان کو "پہلے آیئے اور پہلے پایئے" کے اصول پر سرکاری گھر الاٹ ہوتے ہیں علاوہ ازیں انفارمر سکیم، والدین رعائتی سکیم، میاں بیوی سکیم اور ہارڈ شپ سکیم کے تحت بھی سرکاری گھر الاٹ ہوتے ہیں۔

(ج) مطلوبہ تفصیل تتمہ (ب) پر موجود ہے۔

(د) ٹو روم جونیئر کیٹیگری میں جونیئر کلرک اور سکیل پانچ سے سکیل آٹھ کے ملازمین رجسٹریشن کروا سکتے ہیں۔ اس کیٹیگری کے الاٹی اپنی ریٹائرمنٹ کے موقع پر "والدین رعائتی سکیم" کے تحت اپنے بیٹے یا بیٹی (جو سرکاری ملازم ہو) کے نام کروا لیتے ہیں جس کی وجہ سے اس کیٹیگری کی رہائش گاہوں کی دستیابی کی گنجائش کم نکلتی ہے جس کی وجہ اس کیٹیگری کے امیدواروں کو الاٹمنٹ کے لئے زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ تاہم مطلوبہ کیٹیگری میں ابھی تک جن ملازمین کو کوارٹر الاٹ نہیں ہوئے ان کی تفصیل تتمہ (ج) پر موجود ہے۔

(ہ) درست ہے تاہم جن سرکاری ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن الاٹمنٹس کی گئی ہیں وہ قواعد کے مطابق کرایہ اپنی تنخواہ سے منہا کروا رہے ہیں۔ ایسی الاٹمنٹ کی منسوخی سے کئی انتظامی اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

وقفہ سوالات کے دوران سوالوں کی ترتیب پر اعتراض

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: ایک انتہائی معاملہ ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران جو distribution of questions & numbering ہے اس سے ہمارے بنچ کو تھوڑی سی dissatisfaction ہے۔ آپ اگر نوٹ کریں کہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ حکومتی بنچز کے شروع کے تین چار سوال ہوتے ہیں اور چند ایک ممبران ہی ایسے ہیں جن کے نام بار بار آ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ kindly آپ circulate کر دیں Mumbers اور اس کی سیکرٹری کو تنبیہہ کریں۔

جناب سپیکر: نہیں be sure اس میں کسی کی کوئی رعایت نہیں۔ سوالات نوٹس کی وصولی کی ترتیب سے فہرست میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ اتنا حسن اتفاق کیسے ہے کہ ہمیشہ انہی کے سوال آتے ہیں؟ گورنمنٹ خود ہی اپوزیشن کا کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ اتنے lucky ہو گئے ہیں؟ ان کی تو بڑی قسمت کھل گئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ان کی تعداد ذرا زیادہ ہے اس لئے یہ آپ کو لگتے ہیں کہ ان کے زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کے سوال آنے ہیں جن کی تعداد زیادہ ہے۔

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 212 کا جواب ابھی ابھی موصول ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 212 میاں نصیر احمد صاحب کا ہے تو اسے pending کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ! جو نمبر اس کے اوپر لگا ہے ان کو کوئی بھی آگے پیچھے نہیں کر سکتا اور اس کے مطابق ہی یہ آنے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ حسن اتفاق ہے اور آپ kindly ٹھنڈے دل سے دیکھیں کہ اپوزیشن کا بھی سوال پوچھنے کا کوئی حق ہے یا انہیں ضمنی پر ہی لگایا ہوا ہے۔ انہی کو سارے دینے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کا یہ حق کسی کو چھیننے نہیں دیا۔ میں نے آپ کا یہ حق اللہ کے فضل سے آپ کو پہنچایا ہے اور آپ اس میں سوالات پوچھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ نے حق چھینا ہے۔ میں خدا نخواستہ یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ میں الزام نہیں لگا رہی لیکن آپ اس کو ذرا دیکھیں تو سہی۔ پلیز! اس پر غور کریں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر روز صرف اور صرف گورنمنٹ بنچ کے تین، چار سوال ہی discuss ہوتے ہیں اور کسی بھی اپوزیشن کی سائیڈ کی باری دسواں، گیارہواں اور سولھواں اور بیسواں سوال ہوتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے؟

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: دیکھیں جو سیریل نمبر آپ کا ہے اس کو کوئی چھوڑ سکتا ہے اور نہ اس سے کوئی آگے جا سکتا ہے۔ جو آپ کا سیریل نمبر جس طرح سے آئے گا اس کے مطابق ہو گا۔ تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 19 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

ٹی۔ایم۔او سیالکوٹ کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 25۔جولائی 2008 کو اپنے علاقہ کے کچھ لوگوں کی درخواست پر ٹی۔ایم۔او تحصیل سیالکوٹ اکمل میر کو فون کیا اور اس سے درخواست کی کہ میرے علاقہ کے لوگوں نے تقریباً ایک سال سے سی۔سی۔بی (سٹیزن کمیونٹی بورڈ) بنا کر matching grant کے تحت 20 فیصد کا پے آرڈر (ایک لاکھ) پراجیکٹ کے لئے جمع کروا رکھا ہے۔ مگر حکومت کی طرف سے اس پراجیکٹ کے لئے فنڈز نہیں دیئے گئے لہذا مہربانی کر کے اس پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے matching grant دی جائے یا پھر ایک لاکھ روپے کا پے آرڈر متعلقہ سی۔سی۔بی کو واپس کر دیا

جائے۔ میری اس بات پر ٹی۔ایم۔او اکمل میر غصہ میں آ گئے اور انہوں نے تلخ اور ترش لہجہ میں میرے ساتھ قابل اعتراض الفاظ استعمال کئے جو توہین آمیز الفاظ انہوں نے میرے خلاف کہے میں اس اسمبلی میں اپنے ساتھی اراکین اور میڈیا کے سامنے دھرانا مناسب اور اپنی عزت و وقار کے منافی سمجھتی ہوں۔ آفیسر موصوف کے اس رویہ کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کی کاپی ابھی موصول ہوئی ہے اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اس کو Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: Monday تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک استحقاق disposed of کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق ختم ہوئی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس میں، میں کچھ پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر (e) 83 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہوں وہ اسمبلی میں پیش نہیں جا سکتی ہیں کیونکہ اشیائے ضروریہ کی فراہمی اور ان کی قیمتوں پر بحث کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 423 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے، تحریک التوائے کار نمبر 450 چودھری ظہیر الدین، جناب محمد محسن لغاری، میاں طارق محمود اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے اور تحریک التوائے کار نمبر 458 چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود اور جناب محمد محسن خان لغاری کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک التوائے کار میاں محمد رفیق کی طرف سے ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: حاضر جناب! (قہقہے)

جناب سپیکر: لیکن اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ نہیں لکھا ہوا ہے۔

میاں محمد رفیق: آپ اب تحریر فرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔یہ تحریک التوائے کار نمبر 474/08 ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میری بھی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے نمبر کا انتظار کریں۔اگر آپ کا نمبر آ گیا تو well and good جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک نمبر 474 کا جواب موصول ہو چکا ہے اگر آپ اس کو out of turn کی اجازت دینا چاہتے ہیں تو اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 474 میاں محمد رفیق کی ہے وہ پہلے پڑھ چکے ہیں آج کے لئے pending ہوئی تھی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہایت اہمیت عامہ کی تحریک التوائے کار ہے اگر اجازت ہو تو میں اس کو دوبارہ پڑھ دوں؟

کورم کی نشاندہی

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے ہاؤس کی کارروائی چلائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کی تسلی ہو گئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ایکسائز منسٹر!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج آپ نے انتہائی اہمیت کے حامل موضوع پر یہاں بحث کا دن رکھا تھا۔یہ ہر روز اپوزیشن والے کھڑے ہو کر مہنگائی مہنگائی کی بات کرتے ہیں اور آج جب ہم facts and figures لے کر یہاں آئے تھے

اوراس موضوع پر بات ہونی تھی انہوں نے جان بوجھ کر کورم point out کیااور اپوزیشن لیڈر بھی تشریف لائے یہ لوگ خود بھی چاہتے تھے کہ اس موضوع پر ایوان میں بحث ہوتو میں ان سے یہ request کروں گا کہ ان کو سوچنا چاہئے اگر یہ اس کو اتنا اہم issue سمجھتے ہیں۔ جب بھی ہم کوئی بات کر رہے ہوتے ہیں تو یہ مہنگائی کے issue پر بات کرتے تھے ہم اس کو اہم issue سمجھتے تھے تو لاء اینڈ آرڈر کے بعد اس مہنگائی کے issue پر بحث کے لئے آج کا دن رکھا گیا تھا۔ براہ مہربانی ان کو responsible Parliamentarian کا ثبوت دینا چاہئے اور جو problem اس وقت پاکستان اور پنجاب کے عوام کو ہے اس پر ان کو بحث میں شامل ہونا چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کو تو پارٹیاں بدلنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہ اس لئے کورم کی نشاندہی کرتے ہیں ان کے اکثر ممبران forward block میں چلے گئے اور ان کے اپنے ممبران کی تعداد صرف 25 رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے بات نہ کریں آپ مجھ سے بات کریں۔

سید علی رضا گیلانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گیلانی صاحب!

سید علی رضا گیلانی: جناب والا! میں اپنے فاضل رکن اسمبلی کو صرف یہی جواب دینا پسند کروں گا کہ ہم چاہتے تھے کہ یہ interest پورے ممبران کا ہو یہ باہر نہ بیٹھیں بلکہ یہ اندر House میں آئیں کیونکہ یہ House کا بہت ہی اہم issue ہے جو discuss ہونا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order, please order, order in the House.

سید علی رضا گیلانی: اس issue پر ہم نے مہنگائی کے اوپر discussion کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order, please order, order in the House.

سید علی رضا گیلانی: اپوزیشن یہ چاہتی تھی اور چاہتی ہے کہ ایوان کے پورے ممبران یہاں پر موجود ہوں تاکہ ہم پھر discussion کریں۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں پر سارے ممبران باہر بیٹھے ہوں اور اتنا اہم مسئلہ جو discussion پر لے آئیں گے اس میں ان کا interest نہ ہو۔ ہم تو اپنی طرف سے اپوزیشن کا interest لے کر آنا چاہ رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! جب بھی کبھی ہاؤس میں کسی موضوع پر بحث ہوتی ہے تو اس میں سب سے زیادہ participation اپوزیشن کی ہوتی ہے اور میں نے پچھلے ادوار میں یہ دیکھا ہے اور وہ خود بھی اس کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں کہ جب بھی discussion ہوتی ہے تو اس میں اپوزیشن کورم point out نہیں کرتی اور وہ کوشش کرتی ہے کہ ہم اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں، اس کی جو discussion ہے اس میں گورنمنٹ کی جو خامیاں ہیں یا خرابیاں ہیں وہ یہاں point out کریں۔ یہ میں نے پہلی دفعہ روایت دیکھی ہے کہ law and order پر discussion ہو رہی ہوتی ہے اور اس میں اپوزیشن کا ممبر کورم point out کرتا ہے۔ (شور وغل)

سید رضا علی گیلانی: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ابھی discussion شروع نہیں ہوئی، ہماری discussion ابھی شروع نہیں ہوئی۔ ہم نے یہ interest پہلے show کیا ہے۔ ابھی تحاریک التوائے کار شروع ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کارروائی کو چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو بھی سن لیا ہے اور ان کو بھی سن لیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! کورم point out اس وقت ہوتا ہے جب گورنمنٹ کا کوئی business ہوتا ہے۔ یہ تمام Adjournment Motions, questions House کی property ہوتی ہے۔ اس میں پورا House participate کرتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کا business نہیں ہے۔ (شور وغل)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House---

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار کا جواب آ رہا ہے۔ ہم اس کو سننے کے لئے تیار ہیں۔

سید رضا علی گیلانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ابھی نہیں چلے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امو(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار نمبر 474 میاں محمد رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اگر آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں۔

(اذان عصر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار کی طرف آنے سے پہلے آپ کی وساطت سے محترم leader of the opposition اور جو اپوزیشن کے معزز ممبران بیٹھے ہیں، گیلانی صاحب نے بھی بات کی ہے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ question hour, privilege motions، تحریک التوائے کار اور general discussion اس میں اس House کی جو درخشندہ اور مسلمہ روایات ہیں اس کے مطابق ان وقفوں میں کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جو question جس ممبر نے کیا ہے یا اس کے behalf پر اس کا نمبر پکارا جائے وہ ممبر موجود ہو اور جو concerned Minister ہے وہ موجود ہو۔ اسی طرح تحریک التوائے کار میں اور اسی طرح privilege motion میں ہے اور general discussion تو اپوزیشن کے مطالبے کے اوپر رکھی جاتی ہے ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن مجھے اس بات میں correct کریں گے کہ اس مرتبہ ان دونوں موضوعات کے اوپر، law and order کے اوپر اور مہنگائی کے اوپر، ان کے مطالبے پر ان کے کہنے پر ہم نے discussion رکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاں legislation کے وقت

آپ کا یہ حق ہے کہ آپ اسے without quorum نہ ہونے دیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی کبھی legislation ہوگی تو اس میں آپ کو بالکل اس بات کی زحمت ہی نہیں کرنا پڑے گی یا ہم آپ سے کبھی اس بات پر request نہیں کریں گے، کہیں گے نہیں کہ آپ quorum point out نہ کریں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے، گیلانی صاحب نے بھی یہ بات کی کہ interest ہونا چاہئے ممبرز زیادہ ہونے چاہئیں۔ دیکھیں! گزارش یہ ہے کہ یہ interest جو ہے یہ اس House کی کارکردگی میں اور یہاں پر ہونے والی discussion میں interest تو اس صوبے کے 8 کروڑ عوام کا ہے۔ اس صوبے کے 8 کروڑ عوام تو اس House میں موجود نہیں ہیں لیکن ان لوگوں کے کان اور آنکھیں پریس گیلری میں وہ موجود ہیں۔ یہ ایک وہ liaison ہے جس کی بنیاد پر یہاں آپ جو بات کریں گے جو آپ discussion کریں گے وہ اس پورے صوبے کے عوام کو media اور پریس کے ذریعے پہنچے گی اور اسی طرح سے گورنمنٹ کی طرف سے جو concerned Minister ہے وہ یہاں پر موجود ہوگا تو اس لئے اس بات سے آپ interest کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جن لوگوں نے بات کرنی ہے وہ لوگ موجود ہوں گے اور جن لوگوں کی ذمہ داری ہے اس بات پر respond کرنے کی وہ لوگ موجود ہوں گے تو اس لئے یہ کہنا کہ اگر آج ممبرز کم ہیں تو interest نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ اگر اپوزیشن یہ چاہتی ہے کہ مہنگائی کے مسئلے پر discussion کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر اپوزیشن یہ چاہتی ہے کہ law and order پر discussion کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو یہ ویسے business advisory committee میں ہمیں حکم فرما دیا کریں۔ ہمیں تو اس طرح سے کوئی شوق نہیں ہے کہ ہم general discussion اس طرح سے رکھیں کہ اگر اپوزیشن ایک general discussion کرنا نہیں چاہتی اور ہم ان کے اوپر discussion enforce کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کی دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ چودھری صاحب خود تشریف لے آئے ہیں۔ میرے خیال میں دلچسپی تو ظاہر ہوتی ہے کہ وہ دلچسپی لیں گے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب نے جو ابھی ارشادات فرمائے ہیں ان میں کسی حد تک ان سے میں متفق ہوں کہ یہ جو

privilege ہے question hour جیسا کہ government business ہوتا ہے motion ہے call attention notices ہیں، adjournment motions ہیں اس کے اندر روایتی طور پر ایسا نہیں کیا جاتا اور آج بھی وہ وقت گزر چکا تھا جبکہ آپ نے announce فرمایا کہ یہ اس وجہ سے نہیں کیا جا رہا کہ دوسرا business آنے والا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ دو دن پہلے یا یہ دوسرا ہے جو کہ بحث ہو رہی ہے۔ کافی تفصیل سے وزیر قانون نے بیان فرمایا ہے اور اس پر میں چند ایک معروضات پیش کرنا چاہوں گا کہ جب دو دن پہلے ہماری law and order پر debate ہو رہی تھی تو اس وقت چند ایک اصحاب treasury benches کے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں پر پڑھے لکھے آدمی اور بھی کہیں گے کہ House of Common میں بعض اوقات ایک ہی آدمی بیٹھا ہوتا ہے اور وہی تقریر کر رہا ہوتا ہے اور سپیکر صاحب سن رہے ہوتے ہیں لیکن یہ ہماری یہاں کی روایت نہیں ہے۔ یہ ایک آپ کی توجہ مبذول کروانے کے لئے کہ یہ جو آگے speeches آ رہی ہیں، جب تک ہمارے بندے کر رہے ہیں، اگر آپ نہ کرنا چاہیں تو نہ کریں، جب تک یہ کر رہے ہیں اگر وہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں، وہ اس وجہ سے انہوں نے کیا ہے لیکن نہ پہلے ہم نے کبھی question hour میں کیا ہے نہ adjournment motion میں کیا ہے، نہ privilege motion میں کیا ہے، نہ آئندہ ہو گا۔ ہم روایات کے امین ہیں اور روایات کی ہم پابندی کریں گے لیکن یہ جو ہمارے یہاں پر معزز منسٹر صاحبان تشریف فرما ہوتے ہیں، پرسوں یہاں پر دو منسٹر بیٹھے ہوئے تھے جب ہمارے ایک ساتھی نے point out کیا اور میں لابی میں بیٹھ کر ٹی وی پر دیکھ رہا تھا اس میں بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آج اس کو اتنا مطعون قرار دیا گیا، اتنا گردانا گیا، اتنا برا quorum point out کرنے کا کہا گیا، اگر quorum اتنی بُری چیز ہے تو پھر treasury benches کی طرف سے اسے Rules میں سے نکالنے کے لئے لایا جائے۔ یہ جو چیزیں point out کرنے کے لئے ہوتی ہیں میں روایات کی حد تک وزیر قانون صاحب سے متفق ہوں لیکن یہ ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کو point out کرنے والا بُرا ہو جائے، کسی کو شرمسار نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی پورا نہیں کر پاتا، treasury benches والے اپنا business جب لے کر آتے ہیں تو اگلی دفعہ اس کی تیاری کریں۔ یہ ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو کہ مستعمل ہونے کے لئے دی گئی ہے اس لئے اس کا بُرا نہ منایا جائے۔ شکریہ

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر،وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!یہاں پر جب بھی ہم ہاؤس میں آتے تھے ،پچھلا جب سیشن ہوا تو اپوزیشن نے احتجاج بھی کیا،انہوں نے باہر کیمپ بھی لگایا اور میرے صحافی بھائی یہاں موجود ہیں ،یہ گواہ ہیں کہ میں نے وہاں بھی کہا تھا کہ یہاں پر جو اپوزیشن ہے،اس کو اکثریت حاصل نہیں ہے اور اس کے بعد جس دن یہاں پر قرار داد پیش ہوئی ،اپوزیشن کے ساتھ 86 ممبران ہیں جن میں سے ان کو 25ووٹ ملے ہیں۔ اس وقت اپوزیشن کے لوگ فارورڈ بلاک میں زیادہ ہو چکے ہیں لہذا اپوزیشن لیڈر کا notification واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر!مشرف کی طرح میں ان سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ ان پر اعتماد نہیں رہا،یہ بھی استعفیٰ دیں اور اگر انہوں نے استعفیٰ نہ دیا تو ہم ان کا بھی مواخذہ کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ خدیجہ عمر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اچھے ماحول کو خراب نہ کیا جائے۔آپ تشریف رکھیں،آپ بھی تشریف رکھیں،بس،مہربانی آپ کی،بہت شکریہ۔ ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!جو motions ہیں ان کو پہلے دیکھنا چاہئے،آپ کا خود حکم تھا کہ اس کو بعد میں دیکھیں گے رج کوٹے والی motion pending ہے،Liquidation Board والی pending ہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں،آپ کی اگر 423 ہے تو وہ تو ہو گئی۔

شیخ علاؤالدین:نہیں،جناب سپیکر!423 میں بڑی زیادتی ہوئی ہے،وہ اس لحاظ سے کہ میں نے اس میں سیمنٹ کی prices کے بارے میں بات کی تھی۔لاکھوں مزدور اس وقت بے روزگار ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر:.That have gone آگے آپ کی بات آ رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے، حج کوٹا کے بارے میں جو تحریک نمبر347 ہے۔ اس کا تو جواب حکومت کو دینے دیں، وہ بھی pending ہے، ساری pending earnest money. ہے تو اس سے آگے کیسے چلی گئیں؟

جناب سپیکر: آگے آپ کی چار تحاریک التوائے کار آرہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: موشن نمبر347۔

جناب سپیکر: ہاں، ہاں، ابھی اس پر آئیں گے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! اس سے بہت آگے چلے گئے ہیں۔ دیکھیں ناں! پہلے جو adjournment motions ہیں جس پر آج حکومت نے جواب دینا ہے وہاں سے چلنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی پرسوں کی pending ہے، 15 تاریخ اس پر ڈالی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، بات یہ ہے کہ حج کا جب میں نے ذکر کیا تھا تو اس وقت آج کے لئے آپ نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: تو وہ آرہی ہے ناں، آپ کیوں اتنا گھبرا رہے ہیں؟ ان کی بات سن لیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو یہ پڑھ دی ہے، اب آپ اس میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس کا جواب یہ دینا چاہتا تھا کہ یہ اتنی اہم تحریک التوائے کار ہے کہ جس میں ملک کی کل آبادی کے 75 فیصد لوگ ملوث ہیں جو ایک کلہ اور ڈیڑھ کلہ سے ان کی زندگی کی ڈور بندھی ہوئی ہے، سارے ملک اور سارے پنجاب میں کھاد نہیں مل رہی ہے تو اس سے زیادہ اہم اور کون سی تحریک التوائے کار ہو سکتی ہے اس لئے اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے اگر آپ انہیں allow کرتے ہیں تو وہ یہ تحریک پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: پڑھی تو جا چکی ہے، 13 تاریخ کو پڑھ دی گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، میں نے ان کو بتادیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک تحریک 469 ہے، وہ بھی اسی سے متعلقہ ہے، اس میں صرف distract کا فرق ہے تو میری یہ request ہے کہ اسے بھی ساتھ ہی take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو بھی ساتھ ہی رکھ لیں گے، تحریک التوائے کار نمبر 469، دونوں کا جواب وہ دینا چاہ رہے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 469 کن کی ہے، چیک کریں، مجھے بتائیں، وہ پہلے تو نہیں گزر چکی؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 469 آپ کی ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میری ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، رانا صاحب! دونوں کو اکٹھا کر دیں۔ وہ جواب دے رہے ہیں، آپ ذرا سن لیں، ذرا دل پر ہاتھ رکھیں۔ (قہقہے)

کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو درپیش مسائل

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار 474 کا جواب وہ اس طرح سے ہے کہ صورتحال یہ ہے کہ District Co-ordination Officer ضلع نارووال نے ضلع بھر میں یوریا کھاد فی بیگ 50 کلوگرام کے نرخ 660 روپے مقرر کئے ہیں۔ ضلع

میں زائد نرخ وصول کرنے والے کھاد ڈیلروں کے خلاف کارروائی جاری ہے اور اب تک 25 ڈیلروں کے خلاف باقاعدہ مقدمات درج کروائے گئے ہیں۔ محکمہ زراعت توسیع اپنی سطح پر یوریا کھاد تیار کرنے والی کمپنیوں اور ڈیلرز حضرات کے ساتھ رابطہ میں ہے تاکہ کھاد کی بروقت فراہمی کو یقینی بنایا جائے کیونکہ اگست کا مہینہ دھان اور کپاس پر یوریا کھاد کے استعمال کے سلسلے میں بہت اہم ہے، یوریا کھاد کی فوری درآمد کے لئے وفاقی حکومت سے گزارش کی ہے۔ اسی طرح سے جو تحریک التوائے کار نمبر 469 ہے۔

جناب سپیکر: یہ پہلے پڑھی جا چکی ہے؟ اگر نہیں تو پھر وہ پڑھیں، ان کو پڑھ لینے دیں، پھر اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 469 کا جواب آ گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دوں لیکن وہ یہ تحریک اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 469، صورتحال یہ ہے کہ District Co-ordination Officer ضلع فیصل آباد نے ضلع بھر میں یوریا کھاد فی بیگ 50 کلو گرام کے نرخ 660 روپے مقرر کئے ہیں۔ ضلع میں زائد نرخ وصول کرنے والے کھاد ڈیلروں کے خلاف کارروائی جاری ہے۔ محکمہ زراعت توسیع اپنی سطح پر یوریا کھاد تیار کرنے والی کمپنیوں اور ڈیلرز حضرات کے ساتھ رابطہ میں ہے تاکہ کھاد کی بروقت فراہمی کو یقینی بنایا جائے کیونکہ اگست کا مہینہ دھان اور کپاس کا یوریا کھاد کے استعمال کے سلسلے میں بہت اہم ہے، یوریا کھاد کی فوری درآمد کے لئے وفاقی حکومت سے گزارش کی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں جو facts & figures ہیں کہ کتنے لوگوں کے خلاف اس سلسلے میں مقدمات درج کئے گئے ہیں اور کتنے لوگوں کو جرمانے کئے گئے ہیں۔ وہ facts & figures بھی میرے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: جو facts & figures ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس کا انہوں نے نوٹس لیا ہے، وہ اس کا کچھ اپنے طور پر کر رہے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خالد جاوید اصغر گھرال!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! دو دن پہلے ایک مسئلہ پر ڈپٹی سپیکر صاحب نے مجھے کہا کہ آپ تحریک التوائے کار لے کر آئیں، میں اسے out of turn لوں گا تو میری آپ سے request ہے کہ یہ میری تحریک التوائے کار نمبر 486 ہے، اس کو ذرا مہربانی کر کے out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جی، تحریک التوائے کار نمبر 486 ہے۔

جناب سپیکر: یہ ابھی circulate نہیں ہو سکی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب کے پاس بھی آچکی ہو گی، آپ تو بعد میں آئے ہیں، ڈپٹی سپیکر صاحب کے پاس آچکی ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ Monday تک اس کا جواب آجائے گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کھاد سے متعلقہ بہت اہم تحریک التوائے کار ہے اس بارے میں محکمہ زراعت نے جو جواب بھیجا ہے اور جسے قابل احترام لاء منسٹر صاحب نے پڑھ کر ایوان میں سنایا ہے۔ پنجابی کا ایک محاورہ ہے کہ "گونگلواں توں مٹی جھاڑ دینا" یہ گونگلوؤں سے مٹی جھاڑ دی گئی ہے۔ یہاں پر جو اقدامات پیش کرنے کی سوچ پیدا کی گئی ہے سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس سے کبھی بھی کاشتکاروں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ میں اس تحریک التوائے کار پر ایوان کے اندر بحث کی اجازت چاہوں گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کھاد کی کمی آج نہیں بلکہ برسوں سے ہے اور گزشتہ حکومتوں کے دور سے چلی آرہی ہے۔ جب یوریا کی ضرورت پڑتی ہے تو یوریا غائب ہو جاتی ہے اب یہ -/850 روپے میں بھی بوری نہیں ملتی۔ بلیک مارکیٹنگ اور ذخیرہ اندوزی ہے۔ کھاد نہ ملنے کی یہ وجہ ہے کہ ذخیرہ اندوز ذخیرہ کر کے بیٹھے ہیں اور بلیک میں فروخت کرتے ہیں اور محکمانہ طور پر ان کا تحفظ ہوتا ہے اور ایوانوں میں بیٹھے کچھ نہ کچھ حضرات کی پشت پناہی کی وجہ سے یہ عمل جاری ہے۔

جناب سپیکر! میں کھاد کی بہتر سپلائی کے لئے کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایوان میں بیٹھے میرے معزز ممبران کو یاد ہو گا اور میں بھی بیس سال سے دیکھ رہا ہوں کہ جب ڈی اے پی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بلیک میں چلی جاتی ہے اور ذخیرہ ہو جاتی ہے۔ جب یوریا کی ضرورت پڑتی ہے

تو یوریا بلیک میں چلی جاتی ہے اور ذخیرہ ہو جاتی ہے-اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ حکومت ٹریڈنگ کارپوریشن کے ذریعے کھادimportکرے تاکہ ملکی کارخانوں کیmonopoly ختم ہو اور جو ڈی اے پیimportکی جاتی ہے اس کی ترسیل اور تقسیم مناسب نہیں ہے-جب تکimportکرنے والی کمپنیاں حکومت کے کسی اہم نمائندے کوinvoiceنہیں بھیجیں گی اس وقت تک اس میں بہتری نہیں آسکتی اس لئے ان کوinvoice بھیجنے کا پابند کیا جائے-میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ توجہ فرمائیں اور اگر اس میں قانون سازی کی ضرورت ہو تو وہ بھی کریں-خاص طور پر ڈی اے پیimportکرنے والے اپنے ڈیلر کو جتنی کھاد بھیجتے ہیں اس کی ایکinvoiceسیکرٹری زراعت یا متعلقہ ڈی سی او کو بھیجیں---

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں-آپ کی بات سن لی ہے-

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار پر ایوان میں بحث کے لئے دو گھنٹے کا وقت دیا جائے-

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں-میری بات سنیں-چودھری صاحب پلیز! تشریف رکھئے-آپ مطمئن رہیں-میں بات کر رہا ہوں آپ کمال کرتے ہیں-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے-یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اگر اس پر زیادہ معزز اراکین بات کرنا چاہتے ہیں تو اسےadmitکرلیں-

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کارadmitکی جاتی ہے-

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے کا وقت مختص کر دیا جائے-

جناب سپیکر: اب یہ سوال ہاؤس میں کیا جاتا ہے-چونکہ یہ روایت پڑ گئی ہے اس لئے جو معزز اراکین اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں-

(اس مرحلہ پر تمام معزز اراکین نے کھڑے ہو کر متفقہ طور پر اس تحریک التوائے کوadmitکر کے ایوان میں بحث کرنے کی منظوری دی)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ-یہ تحریک التوائے کارadmitہوئی اور منگل کو اس پر دو گھنٹے بحث ہو گی-

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! کھاد کی قیمتیں بڑھا دی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس پر ٹائم نہیں ہے۔جب اس پر بحث ہو گی تو اس میں آپ ساری باتیں کر لینا۔

جناب سعید اکبر خان: منگل کو تو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار شیخ صاحب کی ہے۔شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوئے کار حج کوٹا کے بارے میں ہے اور یہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی ایک hurdle ہے کہ جب ایک تحریک التوائے کار admit ہو جائے تو اس کے بعد دوسری تحریک التوائے کار take up نہیں ہو سکتی۔یہ مجبوری ہے۔انشاء اللہ کل آپ کا نمبر آئے گا اور کل سے مراد جس دن دوبارہ سیشن ہو گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ ہمیشہ حکومت ایسے اقدامات سے دور بھاگتی ہے لیکن آج اس issue پر حکومتی اور اپوزیشن اراکین نے مل کر اسے take up کیا اور انشاء اللہ اس پر منگل کو جو بحث ہو گی اس کا اثر بھی ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم آج یہ تحریک التوائے کار take up نہیں کر رہے بلکہ یہ move ہو چکی تھی اور اس کا صرف جواب آنا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! سوموار کو آپ کی تحریک التوائے کار take up کریں گے آپ کی priority ہے اس کے علاوہ کسی کی نہیں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: چلیں ٹھیک ہے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! یہ صرف شیخ صاحب کا مسئلہ نہیں ہے۔یا تو حج کی درخواستیں دینے کی date extend کروادیں اگر درخواست کی تاریخ گزر جائے گی تو پھر اس کے بعد اسے take up کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟ چونکہ درخواستیں جمع کرانے کی پرسوں آخری تاریخ ہے۔

جناب سپیکر: چونکہ قانون میں اس کی گنجائش نہیں ہے، اب میری مجبوری ہے؟ میں کیا کروں۔ آپ سمجھدار ہیں اور بات سمجھنی چاہئے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: یہ پورے ہاؤس کا معاملہ ہے صرف شیخ صاحب کا معاملہ نہیں ہے لہذا آپ حج درخواستیں جمع کرانے کی date extend کروادیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی مجھے اعتراض نہیں ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے لیکن قانون ہاتھ باندھ رہا ہے ادھر کیا کریں گے۔ آپ خود کہتے ہیں کہ ہم سب کچھ قانون کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ایوان میں پیش ہو چکی تھی اب تو صرف اس کا جواب ہی آنا ہے اس پر بحث نہیں ہونی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فنانس منسٹر کائرہ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس بارے میں وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے ایوان کو آگاہ کریں گے لیکن پتا چلا ہے کہ وہ بیرون ملک جا چکے ہیں۔ اب تک جو میری معلومات ہیں ان کے مطابق ایم پی اے صاحبان کو پانچ پانچ حج سیٹوں کا کوٹا دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: وہ پانچ پانچ کا کوٹا کہاں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! یہ انفارمیشن ہے اور راجہ صاحب اس کی تصدیق کریں گے۔ اس تحریک التوائے کار میں دو حصے تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ اس میں ایم۔پی۔ایز کو کوٹا دیا جائے وہ پانچ پانچ سیٹوں کا کوٹا دیا جا چکا ہے۔ دوسرا یہ issue تھا کہ حج فلائیٹس کے لئے bids دی جائیں اور باقی کمپنیوں کو بھی شامل کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناء ثنااللہ خان): لیکن حکومت کا یہ جواب ہے کہ وہ اس وقت ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ یہ وفاقی مسئلہ ہے اور چاروں صوبائی اسمبلیاں ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی کو کوٹا دیں اور باقی تین صوبوں کو نہ دیں۔ ہماری ان سے بات ہوئی ہے ہر ایم۔این۔اے کو کوٹا دیا جاتا ہے اور ہمارے حلقوں میں بھی ایم۔این۔اے cover کرتے ہیں۔ اگر ہم پنجاب اسمبلی کو یہ کوٹا دیں تو پھر سندھ، سرحد اور بلوچستان والے بھی مانگیں گے۔ اس لئے یہ اس دفعہ ممکن نہیں ہے۔ میری ان سے بات ہوئی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ اس دفعہ ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے اس لئے ہم کوئی غلط بات نہیں کرنا چاہتے۔ لہذا اس دفعہ کسی بھی ایم۔پی۔اے کو کوٹا نہیں ملے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ان کی بات سنی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کسی بھی مسئلے پر انا کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ ہم اس لئے یہاں پر بیٹھے ہیں کہ جو natural اور صحیح بات ہو اس کی support کریں۔ میں بالکل اس کے حق میں ہوں۔ اللہ رحم کرے کوئی ایسی بات نہیں۔ اگر ایم۔پی۔ ایز کو پانچ کا کوٹا ملے گا تو ہم نے یہ بیچنا نہیں ہے بلکہ یہ کار ثواب ہر ایک کے لئے ہے۔ ہم ثواب کے لئے ہر وہ کام بھی کرتے ہیں جس میں تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے اس لئے میں آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ انھوں نے یہاں بیٹھ کر لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے نہ کہ انھوں نے صرف گورنمنٹ کا point of view بیان کرنا ہے لہذا آپ کی وساطت سے میری ان سے استدعا ہے کہ یہ بات ہونی چاہئے۔ یہ صرف شیخ صاحب یا کسی اور ممبر کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کی عوام کا مسئلہ ہے اس لئے میں اس کے حق میں ہوں۔ آپ ان سے request کریں کہ یہ اس مسئلے کو وفاقی حکومت کے ساتھ take up کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب آصف علی زرداری اس معاملے میں agree نہیں کریں گے۔ ساری اسمبلیوں کے ممبران کو یہ کوٹا دے دیں۔ اگر زیادہ لوگ حج پر چلے جائیں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ صوبائی اسمبلیوں کے تقریباً ایک ہزار ممبران بنتے ہیں اگر ان کے کہنے پر مزید پانچ ہزار آدمی حج پر چلے جائیں گے تو قیامت نہیں آجائے گی بلکہ یہ تو کار ثواب ہے۔ اس میں کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ حج پر جا سکیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میرے خیال میں تحریک التوائے کار کی بجائے اگر یہ معاملہ قرار داد کے ذریعے مرکزی حکومت کو بھجوایا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے resolutions بہت دفعہ دیکھے ہیں، ان سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر قانون صاحب نے دو مرتبہ on the floor of the House یہ کہا ہے کہ ہم آپ کو پانچ سیٹیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے ان کی مکمل بات نہیں سنی۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! میں نے سن لی ہے۔ اب آج سینئر منسٹر صاحب نے بالکل نیا مؤقف اختیار کیا ہے اور میں اس بات سے بالکل agree نہیں کرتا۔ اگر سرحد یا سندھ اسمبلی نہیں مانگ رہی، ان کو ضرورت نہیں ہے تو نہ سہی مگر ہمیں تو ضرورت ہے، ہم مانگ رہے ہیں لہذا ہمیں یہ کوٹا ملنا چاہئے۔ وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House دو دفعہ یہ بات کہی ہے کہ ہم آپ کو پانچ سیٹیں دے رہے ہیں۔ کائرہ صاحب باہر چلے گئے اس میں میرا کیا قصور ہے؟ یہ ہر ایم پی اے کو پانچ پانچ سیٹیں ملنی چاہئیں۔ ہمارا عوام سے ایم۔ این۔ اے کی نسبت زیادہ تعلق ہے۔ M.N.As تو جا کر اسلام آباد میں بیٹھے رہتے ہیں۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور walkout کروں گا۔ آج انھوں نے بڑی عجیب بات کہی ہے کہ باقی اسمبلیاں نہیں مانگ رہیں۔ تو نہ مانگیں ہم تو مانگ رہے ہیں لہذا ہمیں تو دیں۔

آوازیں: ہم سب شیخ صاحب کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا سینئر منسٹر صاحب کو سن لیں۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی نے میری بات کو غلط سمجھا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا تحمل سے بات کو سن لیں۔ ساری صوبائی اسمبلیاں عرصہ دراز سے یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ M.P.As کو کوٹا دیا جائے۔ یہ حکومت ابھی وجود میں آئی ہے اتنا وقت نہیں تھا کہ اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاتا۔ آئندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ کوشش کریں گے کہ M.P.As کو حج کوٹا دیا جائے۔ شیخ صاحب کی بات بڑی جائز ہے، میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن اس دفعہ یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ مطالبہ آج نہیں ہوا بلکہ عرصہ دراز سے تمام صوبائی اسمبلیاں یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ ممبران صوبائی اسمبلی کو حج کوٹا دیا جائے لیکن وفاقی

حکومت کا ہمیشہ یہ مؤقف رہا ہے کہ ہم M.N.As کو یہ کوٹا دے دیتے ہیں اور M.N.As پورے پاکستان کو cover کرتے ہیں۔یہ ایک وفاقی مسئلہ ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ہم کوشش ضرور کریں گے کہ اگلے سال چاروں صوبائی اسمبلیوں کے تمام ممبران کو یہ کوٹا مل جائے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ جو پرائیویٹ حج operators اور tour operators ہیں ان کو تو ابھی تک کوٹا دیا جا رہا ہے جس پر وہ سو فیصد منافع کما رہے ہیں جبکہ ہمیں regular سیٹوں سے کوٹا نہیں دیا جا رہا حالانکہ ہم کوئی رعایت بھی نہیں مانگ رہے۔ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے بندے، جو مستحق ہوں گے وہ دو لاکھ میں ہی بھیجیں گے۔پرائیویٹ حج operators کے لئے کوٹا دیا جا رہا ہے، ان کے لئے مرکزی حکومت کوٹا دے رہی ہے جبکہ ہمارے لئے پانچ سیٹیں بھی نہیں ہیں۔ ہم M.N.As کی legs ہیں، ہماری بنیاد پر M.N.A بنتا ہے اور ہمیں سیٹیں نہیں مل رہیں ۔ سینئر منسٹر صاحب انتہائی Senior Parliamentarian ہیں، مجھے بتایا جائے کہ اگر پرائیوٹ حج operators کو کوٹا مل سکتا ہے جس پر وہ سو فیصد حاجیوں کی کھال اتاریں۔اگر ان کو کوٹا مل سکتا ہے کہ وہ پیسا کمائیں تو پھر ہمیں پانچ سیٹیں کیوں نہیں مل سکتیں؟ یہ تو بہت بڑی زیادتی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ رانا ثناء اللہ صاحب جیسی شخصیت نے دو دفعہ on the floor of the House یہ بات کہی ہے کہ ہم M.P.As کو سیٹیں دے رہے ہیں۔اگر حکومت یہ کوٹا نہیں دیتی اور ہماری اس جائز بات کو نہیں مانتی تو پھر میں walkout کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں آپ walkout نہ کریں، آپ بیٹھیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شیخ علاؤالدین صاحب جذباتی ہو رہے ہیں۔ وہ پہلے میری عرض غور سے سن لیں۔ موجودہ حکومت پر بہت زیادہ pressure تھا کہ پرائیویٹ حج operators کا کوٹا بڑھایا جائے۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پورے پاکستان میں ایک پرائیوٹ حج operator کا کوٹا بھی نہیں بڑھایا گیا۔ سعودی حکومت کے ساتھ ایک agreement ہوتا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ اتنی Senior Parliamentarian ہیں مگر افسوس ہے کہ اتنی ضروری بات ہو رہی ہے اور آپ اس پر توجہ نہیں فرما رہیں۔جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سعودی حکومت کے ساتھ ایک agreement ہوتا ہے کہ ہم نے اس سال اتنے حاجی بھیجنے ہیں۔ حکومت پاکستان اس agreement سے زیادہ لوگ نہیں بھیج سکتی۔ شیخ صاحب سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس agreement کے تحت اب یہ پانچ ہزار آدمی ہم کس طرح add کر لیں؟ اگر پرائیویٹ حج operators میں سے کسی ایک کا کوٹا بھی بڑھایا گیا ہے تو یہ ثابت کر دیں پھر یہ جو سزا کہیں گے ہم قبول کر لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے دو مرتبہ اس بات کا ذکر کیا ہے، ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں یہاں پر وفاقی حکومت کو represent نہیں کر رہا۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں، میں نے جتنی مرتبہ بھی بات کی ہے یہی کہا ہے کہ " میری information کے مطابق" وہ M.P.As کو پانچ پانچ سیٹیں دے رہے ہیں۔ میری کائرہ صاحب اور تنویر الاسلام صاحب سے بات ہوئی تھی۔ اس information کی بنیاد پر میں نے یہ بات کہی تھی کہ یہ کہا جا رہا ہے یا ہمیں inform کیا جا رہا ہے کہ M.P.As کو پانچ پانچ کا کوٹا دیں گے۔ جہاں تک شیخ صاحب کے مؤقف کا تعلق ہے تو میں اس وقت بھی ان کے اس مؤقف کی نہ صرف تائید کرتا ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کا یہ مؤقف بھی درست نہیں ہے کہ اس وقت پانچ ہزار آدمیوں کو accommodate نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پرائیویٹ حج operators کو ابھی کوٹا ملنا ہے، ان کو سیٹیں allot ہونی ہیں۔ اس میں V.I.P اور V.V.I.P حج ہوتا ہے یعنی تین لاکھ سے آٹھ لاکھ روپے تک لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں۔ اس حج کو V.I.P and V.V.I.P کا درجہ دیا جاتا ہے اور اس میں کروڑوں روپے کمائے جاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف یہ پرائیویٹ حج operators کروڑوں روپے کما رہے ہیں بلکہ وہ اہلکار بھی کما رہے ہیں جو اس سارے معاملے میں ملوث ہیں یعنی اس میں کروڑوں روپے کی corruption ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! اس پر کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور ہمارے تمام بھائیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حج کا کوٹا M.P.As کو دیا جانا چاہئے۔ حج ایک مقدس فریضہ ہے، یہ ہمارے عقیدے کا ایک رکن ہے۔ اس کے لئے اگر M.N.As کو کوٹا دیا جاتا ہے تو پھر M.P.As کو کیوں نہیں دیا جا سکتا؟ کم از کم نہ دینے کی وجہ تو پوچھی جا سکتی ہے۔ دوسری آپ نے جو تجویز دی ہے کہ قرارداد کے ذریعے یہ بات مرکزی حکومت تک پہنچائی جائے۔ قرارداد دینا بھی ہمارا استحقاق ہے۔ اگر قرارداد دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اس دن یہاں پر حاضر نہیں تھا، بتایا گیا ہے کہ وزیر قانون صاحب نے assurance دی ہے۔ چونکہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ تو یہ معاملہ Assurance Committee کے سپرد کر دیا جائے تاکہ کسی طریقے سے اس کو manage کر لیا جائے۔ Assurance Committee ایک well worded draft تیار کرے۔ چونکہ وزیر قانون صاحب یہاں پر بہت ہی ذمہ دار عہدے پر تشریف فرما ہیں اور احسن طریقے سے باتوں کو نمٹا رہے ہیں، الجھاتے نہیں ہیں، سلجھاتے ہیں ان چیزوں کو۔ اس وجہ سے اس کو Assurance Committee کے سپرد کر دیا جائے اور زور اس بات پر رکھا جائے کہ یہ حق ہم نے اپنے ایم۔پی۔ایز کے لئے لینا ہے۔ یہی میری آپ سے استدعا ہے۔

جناب سپیکر: اس مسئلے کو ہم نے حل کرنا ہے اس لئے ہم اس پر تجاویز لے رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! point of order ہر ممبر کا حق ہے یہاں Ministers بھی ممبر ہیں اور ہم بھی ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو پہلے بھی دو تین دفعہ ٹائم دے چکا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! rules کے مطابق جو ممبر پہلے کھڑا ہوتا ہے اس کی بات سنی جاتی ہے۔ Minsters کو تو اور بہت سے مواقع ہوتے ہیں وہ بات کر لیتے ہیں، ممبر نے تو point of order پر ہی بات کرنی ہوتی ہے۔ اگر آپ count کریں تو یہ 4000 سے بھی کم آدمی بنتے

ہیں۔371 ممبر پنجاب سے ہیں تقریبا170 سندھ اسمبلی کے ہیں بلوچستان کے 66 ہیں اور 120 سرحد کے ممبر ہیں تو یہ آٹھ سو سے بھی کم بنتے ہیں۔

جناب والا ہم سارے ممبر اس House میں کیا بات کر رہے ہیں؟ اس House کی اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ ایک جائز بات منوا سکے۔Senior Minister صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ہماری نمائندگی بھی کرنی ہے اور اس House کی نمائندگی بھی کرنی ہے سینئر منسٹر کا مطلب کیا ہے ؟ Senior Minister is equivalent to next to Chief Minister. تو اس لئے انہوں نے یہاں پر ہماری نمائندگی کرنی ہے صرف وفاق کی نمائندگی نہیں کرنی۔ بلکہ اب یہ پورے ایوان کا مطالبہ ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ وفاق سے بات کریں ہم ان کے ساتھ ہیں اور یہ اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ یہ کار ثواب ہے اور اسے خود حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: اس سلسلے میں Assurance Committee بنی چاہئے۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں اس سلسلے میں ایوان کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! آپ ہمیں تو ٹائم نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: وہ بات کر رہے ہیں۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھ تک تو آپ کی آواز ہی نہیں آئی۔ آپ تشریف رکھیں اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آئے گا۔

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں House کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے اور میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔ اگر اس وفاقی حکومت نے وجود میں آنے کے بعد کسی پرائیویٹ ممبر کا کوٹا بڑھایا ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ اس کے بعد یہ جو آج تجاویز دے رہے ہیں یہ پانچ سال تک خود حکومت میں رہے ہیں اور اس وقت مزے لوٹتے رہے ہیں لیکن اس وقت ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہم نے

پنجاب اسمبلی کو یہ حق لے کر دینا ہے۔ کبھی کسی ایم پی اے کو کوٹا ملا ہے؟ آج یہ بات جائز ہے اور اس Houseکا مطالبہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو criticizeنہ کریں آپ مجھے addressکریں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اس Houseکا مطالبہ ہے اور ہم نے ان کے مطالبے پر وفاقی حکومت سے بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ غلط issueبنایا جا رہا ہے۔ وفاقی حکومت کو جب گزارش کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی اس بات پر غور کر رہے ہیں بعد میں انہوں نے کہا کہ اس دفعہ تو گنجائش نہیں ہے ہم اگلی دفعہ انشاء اللہ کوشش کریں گے اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو کوٹا دینے کی کوشش کریں گے۔ آج جناب! آج سر پر آ گیا ہے اور یہ اس وقت کہہ رہے ہیں جب agreementہو چکے ہیں، سب کچھ ہو چکا ہے اور اب یہ کہہ رہے ہیں۔ اگر ان کو پنجاب اسمبلی سے اتنی ہمدردی تھی تو پانچ سال تک انہوں نے حکومت کے مزے لوٹے ہیں لیکن ان کو خیال نہیں آیا کہ کسی ایم پی اے کو یہ اختیار دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں میرے خیال میں اس معاملے کو wind upکرنے کے لئے۔۔

جناب ظفر اقبال ناگرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ظفر اقبال ناگرا: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے جو پرائیویٹ کوٹا سسٹم دیا ہوا ہے بے شک پچھلی گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے۔ ہماری حکومت کو یہ تو اختیار حاصل ہے کہ ان کا کوٹا کم کر دیں تاکہ پنجاب کی عوام لٹنے سے بچ سکے۔ میں سید ناظم حسین شاہ صاحب کی بات کی درستی کرنا چاہتا ہوں کہ Senior Minister جو ہیں Chief Ministerکے برابر نہیں ہوتے بلکہ Senior Minister rulesمیں Ministerکے برابر ہی ہیں۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ کمپنیوں کا کوٹا کم کر دینا چاہئے بلکہ پرائیویٹ کمپنیوں کا کوٹا ختم کر دینا چاہئے۔ ہم پرائیویٹ کمپنیوں کے کوئی ٹھیکیدار نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! محترم سینئر منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا ہے اور میں repeatedlyعرض کر رہا ہوں کہ اس میں موجودہ

حکومت کا کردار نہیں ہے کہ انہوں نے کسی نئے tour operators کو کوٹا نہیں دیا۔ سپریم کورٹ کا یہ حکم تھا کہ آپ اس پالیسی کو پرانے tour operators کے تحت چلائیں۔ حکومت نے وہاں یہ مؤقف اختیار کیا کہ ٹائم کم ہے۔ محترم سینئر منسٹر انتہائی قابل آدمی ہیں ان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جب سپریم کورٹ نے یہ بات کہی ہے اور ہم یہ بات کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر تمام اسمبلیوں کا بھی کوٹا ملا لیا جائے تو کل تین ہزار آدمی بنتے ہیں۔ ہمارا اس میں کیا قصور ہے اور فرض کیجئے کہ ہماری گورنمنٹ فیڈرل گورنمنٹ سے کوٹا مانگتی نہیں ہے تو اس سے اس پورے House کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر یہ ہماری بات ان سے کہنا بھی نہیں چاہتے تو کوئی بات نہیں یہاں سب میرے اس مؤقف سے اتفاق کرتے ہیں اور میں walkout کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن شیخ علاؤالدین ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: بات سنیں۔ walkout نہیں کرنا۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے کچھ دن پہلے بھی بات کی تھی۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب کو لے کر آئیں۔ رانا ارشد صاحب، سید ناظم حسین شاہ صاحب اور اللہ رکھا صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب کو لے کر آئیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! آپ کی توجہ چاہئے۔ میں نے چند دن پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ ہمارے سینئر منسٹر صاحب کو serious Minister بھی ہونا چاہئے لیکن آج مجھے انتہائی دکھ کے ساتھ آپ کی وساطت سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ سینئر منسٹر صاحب کو پچھلے پانچ سال کا phobia ہو گیا ہے۔ انہیں یہ بھی علم نہیں ہے کہ اسمبلی میں آکر ہوش میں بیٹھیں کہ یہ قرارداد حکومتی بندوں نے House میں put کی ہے نہ کہ اپوزیشن نے put کی ہے۔ لیکن انہیں ماسوائے پچھلے پانچ سال کے اپنا سابقہ ریکارڈ بھی نظر نہیں آتا اور اپنا موجودہ ریکارڈ بھی نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر: جی ان کو چھوڑیں آپ relevant بات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں. It is not good

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب تشریف لے آئے ہیں I welcome you.

(اس مرحلہ پر حکومتی معزز اراکین کی طرف سے
" گو مشرف گو اور مشرف کا جو یار ہے غدار ہے" کے نعرے لگائے گئے)

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنی بات کریں اور معاملے کو ختم کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے یہ جو point out کیا ہے کہ وہاں پر لوٹ مار ہو رہی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ نے V.I.P culture بنایا ہوا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم House میں ایک قرار داد لانا چاہتے ہیں کہ وفاقی حکومت کی یہ جو لوٹ مار ہے جس کو وزیر قانون نے خود اس House میں point out کیا ہے اس کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور وزیر قانون خود قرار داد لے کر آئیں ہم بھی ان کی support کریں گے یا اگر ہم لے کر آتے ہیں تو یہ ہمیں on the floor of the House اس بات کی assurance دیں کہ ہمیں یہ support کریں گے۔ شکریہ

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد صاحب! آپ صبح سے ایک پوائنٹ آف آرڈر نہیں لے سکے۔ فرمائیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی میں تو ہم نے پہلے ہی بہت زیادہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا محمد ارشد: پنجاب اسمبلی میں ہم نے پہلے ہی بہت زیادہ ثواب حاصل کیا ہے۔ آپ نے مشرف کے خلاف مواخذے کی تحریک پاس کر کے کافی ثواب حاصل کیا ہے اور اب عوام بھی اس کی حصہ دار بننا چاہتی ہے اور جو شیخ صاحب کی proposal ہے ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ایم۔پی۔ ایز کو right ہے اور ایم۔پی۔ ایز کو کوٹا ملنا چاہئے اور private tour operators کا کوٹا کم کیا جائے۔ پچھلی

دفعہ بھی date extend ہوئی تھی اب بھی وفاقی گورنمنٹ کو date extend کرنی چاہئے اور تمام ایم۔پی۔ ایز کو یہ rights دینے چاہئیں۔ میں تو کہتا ہوں 5 نہیں، ہر ایم۔ پی۔ اے کو 10 / 10 کا کوٹا ملنا چاہئے اور مرکز کی گورنمنٹ صوبوں پر چلتی ہے۔ یہ ہمارا حق ہے ہمیں ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کوئی طریق کار بناتے ہیں پھر بات کرتے ہیں۔

رانا محمد ارشد: وزارت مذہبی امور سے فوری طور پر رابطہ کیا جائے اور معزز ممبران پارلیمنٹ کی خواہشات کو وہاں پر پیش کیا جائے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں 10 / 10 کا کوٹا دیا جائے ورنہ ہم ہر طریقہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ تشریف رکھیں، کوئی اور طریقہ نہ اختیار کریں۔ ہم آپ کی بات سن رہے ہیں آپ کی بات چل رہی ہے اور طریقوں سے بچیں آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں وہ بات کر رہے ہیں میں نے انہیں floor دیا ہے ان کی بات سننے دیں۔ جی، میں نے floor دیا ہے آپ کو۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس کا جو built censuses ہو چکا ہے اور یہ بات بالکل جائز چل رہی ہے۔ ہم بجائے اس کو مزید بحث میں الجھائیں میں چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے یہ بات آنی چاہئے کہ اس کے اوپر resolution ہونا چاہئے اور یہ resolution پاس کر کے ہمیں فوری طور پر بھیجنا چاہئے اور وہاں سے ہمیں فوری result لینا چاہئے۔ میری یہ request ہے کہ اس سلسلے میں فوری طور پر resolution پاس کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بھائی! اس بات پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو پہلے چاہتا ہوں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یہاں سے اس کا resolution پاس کیا جائے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! چونکہ پورا ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ ممبران پنجاب اسمبلی کو بھی حج کا کوٹا ملے تو اپنے سینئر منسٹر سے میری گزارش ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے بات کریں اور کوشش کریں، ممکن ہو تو اسی سال کوٹا دیا جائے اگر اس میں رکاوٹیں ہوں تو آئندہ سال کے لئے ان سے بات کر لیں تو میں اپنی مرکزی حکومت سے بھی امید کرتا ہوں کہ اگر ممکن ہو سکا تو وہ ضرور ہماری یہ بات مانیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس اہم معاملے پر بڑی بحث ہو چکی ہے اور آپ نے پورے ہاؤس کی consent دیکھ لی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ بھی یہاں رہے ہیں جو بھی قرارداد پاس ہوتی ہے پھر اس کا پتا ہی نہیں چلتا۔ آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ سینئر منسٹر اور لاء منسٹر کی ایک کمیٹی بنا کر ان سے کہیں کہ گورنمنٹ کے concern آدمی سے بات کر لیں اور انہیں اس پورے ہاؤس کی consent بتائیں کہ اس معاملے پر پورا ہاؤس یکطرفہ ہے کہ حج کوٹے میں صوبائی اسمبلی پنجاب کا کم از کم حصہ ہونا چاہئے۔ وہ لوگ اس پر insist کر رہے ہیں تو آپ لاء منسٹر اور سینئر منسٹر دونوں کو direct کر دیں یہ ان سے بات کر لیں گے جو بھی فیصلہ ہو گا پھر اس ہاؤس کو آ کر بتا دیں گے۔ Resolution کو ایک کاغذ کے طور پر کریں گے، وہاں ردی کی ٹوکری میں پڑا رہے گا کسی نے اس کو نہیں پوچھنا کیونکہ یہ دونوں سینئر منسٹرز ہیں دونوں یہ بات کر لیں گے اگر ان کی کوشش بار آور ہوئی تو یہ بتا دیں گے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ کی کوئی مجبوری ہوئی تو یہاں on the floor of the House بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر! (قطع کلامیاں)

چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بلاشبہ اس میں ہاؤس کا consensus دونوں طرف سے آ چکا ہے اور ہاؤس کی یہ ڈیمانڈ ہے کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو حج کوٹا دیا جائے تو میں آپ کی وساطت سے تمام معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب بھی ہمارے بھائی ہیں اور ہاؤس کا پورا consensus ان کے سامنے ہی built ہوا ہے تو وہ بھی اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے بات کریں گے، ہاؤس کا consensus انہیں پہنچائیں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ پنجاب گورنمنٹ اس مطالبے کو وفاقی حکومت تک پہنچائے اور امید ہے کہ اس سلسلے میں positive result ملے گا تو اس لئے اس مسئلے کو آپ Monday یا Tuesday تک pending فرما دیں اس دن دوبارہ اس سلسلے میں بات ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بہترین تجویز دی ہے کہ یہ بات کر کے ہاؤس کو بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے یہی بات کی ہے کہ وہ چیف منسٹر صاحب سے بھی بات کریں گے اور سینئر منسٹر صاحب فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں گے تو Monday کو انشاء اللہ اس کا رزلٹ سامنے آئے گا۔ دونوں حضرات یہاں تشریف فرما ہیں، شیخ صاحب! میں آپ سے بھی گزارش کروں گا اس کے لئے کوئی time fix کر لیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بالکل time fix کر لیا جائے اور دوسری میری عرض یہ ہے کہ Monday کو for submission of applications last date ہے۔ اب اگر اس پر یہ مہربانی بھی ساتھ کریں گے، جو میں بار بار کہہ رہا ہوں کوئی مشکل کام نہیں ہے یہ بھی کریں کہ کم از کم 10 دن extend بھی کیا جائے جو ہمیں سب کو کوٹا ملے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے بڑی categorically یہ بات کی ہے کہ وہ چیف منسٹر صاحب سے بھی بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ applications file کرنے کی date اگر Monday تک ہے تو اس سے اس بات کا کیا تعلق ہے؟ یعنی بات یہ ہے کہ قرعہ اندازی تو غالباً اگلی کسی date پر ہونی ہے اور اس میں سے جو لوگ رہ جاتے ہیں پھر وہ لوگ اس کوٹا سسٹم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے اس بات کا تو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا کہنے کا مقصد ہے کہ خدا کرے کہ یہ منظور ہو جائے، انہیں کوٹا مل جائے تو انہیں بھجوانے کا بندوبست بھی انتہائی ضروری ہے، ان کی بات یہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ بات سمجھ گئے ہیں کہ جب یہ کوٹا ہر ممبر کو ملے گا تو اسے 6/5 دن چاہئیں۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے لیکن applications مکمل کرنے میں کم از کم 8/7 دن چاہئیں کوٹا کے ساتھ وہ دن ملنے چاہئیں۔ بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جس آدمی نے اس date میں درخواست ہی نہیں دی وہ تو ویسے ہی حج پر جانے کے لئے interested نہیں ہے۔ جن لوگوں نے درخواستیں دی ہیں اور وہ رہ گئے ہیں ان کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ بات ختم ہوئی۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضروری اشیاء کی رسد اور قیمتوں کے معاملے پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کی طرف چلتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جی، مجھے یہ پڑھ لینے دیں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے علاقے میں پورے 5 اضلاع میں آج کل محکمہ آبپاشی اور مال flat rate آبیانہ وصول کر رہا ہے جبکہ پانی کہیں بھی نہیں دیا جارہا۔ پانی ہے نہیں اور flat rate آبیانہ وصول کیا جارہا ہے اس سلسلے میں لوگوں کا پریشر ہے اور لوگ 200/200 ایکڑ کا flat rate آبیانہ دینے کے لئے حوالاتوں میں پڑے ہوئے ہیں تو میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار کے لئے out of turn اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں وہ چھوڑ چکا ہوں۔ التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ معذرت کے ساتھ، میں اب سرکاری کارروائی کی طرف ہوں۔ آپ وزیر آبپاشی سے ضرور ملاقات کر لیں اگر وہ آپ کو satisfy نہیں کریں گے تو آپ Monday کو اس کو لے آئیں۔ پھر ہم اس پر غور ضرور کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں زراعت کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بڑا اچھا ماحول چل رہا ہے اور اس کو خرابی میں لے آئیں گے فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر خواتین ممبران اپوزیشن نے جناب نجف عباس سیال
کے خلاف لوٹے لوٹے کے نعرے لگائے)

پلیز! یہ بات اچھی نہیں ہے۔ دیکھیں، میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے ایسی حرکات مناسب نہیں لگتیں۔ آپ کو صرف میں ہی نہیں دیکھ رہا، آپ کو سارا پاکستان اور سارا پنجاب دیکھ رہا ہے کہ آپ یہاں بیٹھ کر کیا کارروائی کرتے ہیں، پنجاب کے عوام کے لئے آپ کیا سوچتے ہیں، ان کے لئے آپ کیا

پالیسیز بناتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں، پلیز۔ مجھے اب پڑھنے دیں ۔ No please, no. When I say no. ضرورت کی فراہمی اور ان کی قیمتوں پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر متعلقہ کی تقریر سے ہوگا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں میرے تک پہنچادیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے میری بات سنی ہے، میں نے floor کس کو دیا ہے؟ میں نے متعلقہ وزیر صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! بدھ والے دن جب ہاؤس کی کارروائی ختم ہوئی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور بہت سارے ممبران یہاں موجود تھے۔ اس چیز کا ریکارڈ بھی گواہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House اس چیز کی یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ امن وامان پر wind up speech کر رہے تھے تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر انھیں دوبارہ یاد کرایا تھا تو انھوں نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جو اگلا دن آئے گا اس دن دوبارہ جن ہمارے دوستوں نے، جن معزز ممبران نے اپنے ناموں کا اندراج کروایا ہوا ہے وہ اپنی تقاریر کریں گے تو اس کے بعد کوئی اور کارروائی ہوگی اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اسمبلی کے ریکارڈ اور اس دن کے ریکارڈ کے مطابق آج جو ہاؤس میں بحث ہونی ہے اس سے پہلے امن و امان جو صوبے کا سب سے اہم issue ہے اس پر بحث کروائی جائے۔ اس پر آج پہلے بحث کروالیں بعد میں ضروری اشیاء کی قیمتوں کے معاملہ پر بحث کروالیں یا وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ وہ کل یا پرسوں کس دن اس موضوع پر بحث کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! چودھری صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ نے کچھ commitment کی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ہمیں ایک دن اور بھی دینا پڑا تو ہم ضرور دیں گے۔ وہ اس بارے میں یقین دہانی چاہتے ہیں۔ آج کی کارروائی اس کے مطابق ہونی چاہئے یا لاء اینڈ آرڈر پر چلنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔اس کے لئے آج کا دن مقرر ہے اور متعلقہ وزیر صاحب مکمل تیاری اور facts and figures کے ساتھ آئے ہیں تو آج اس پر بات کر لی جائے۔یہاں پر قائد حزب اختلاف تشریف فرما ہیں۔وہ ابھی اس اجلاس کے بعد جس طرح سے فرمائیں گے کیونکہ سوموار یا منگل کو دو گھنٹے تحاریک التوائے کار کے لئے مقرر ہو گئے ہیں۔اس لحاظ سے جس دن یہ کہیں گے اس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کروانے کے لئے ہم تیار ہیں۔میں قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ شاید یہ پہلی دفعہ ہونے جارہا ہے۔اس سے پہلے پانچ سال تک ہم بھی اپوزیشن میں رہے ہیں اور ہم نے تو ایسا نہیں دیکھا کہ جن نکات کو آپ نے during discussion اٹھایا تھا اس کے اوپر باقاعدہ متعلقہ محکمہ پولیس سے feed back لیا گیا ہے،اس کا جواب لیا گیا ہے۔اس میں جو بنیادی نکات آپ نے اٹھائے تھے ان میں عامر سلطان چیمہ صاحب نے ڈاکٹر مسعود صاحب لاہور چلڈرن ہسپتال کے گھر واقعہ ماڈل ٹاؤن میں ڈکیتی کی واردات کا ذکر کیا تھا۔محمد سعید مغل صاحب گوجرانوالہ سے تھے باپ اور دو بیٹوں کے ہسپتال سے گھر آتے ہوئے اغواء برائے تاوان کی واردات کا ذکر کیا تھا۔محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے D.P.O کے متعلق اور ان کا اپنا نام ایک F.I.R میں آنے سے متعلق بات کی تھی۔اسی طرح ندیم خادم صاحب جو کہ جہلم سے ایم۔پی۔اے ہیں انھوں نے ایک پاکستانی جو فرانس سے پاکستان آئے ہوئے تھے ان کے اغواء اور بازیاب نہ ہونے کی بات کی تھی۔قمر حیات کاٹھیا صاحب نے تھانہ حویلی کورنگہ تھانہ سرائے سدھو کے متعلق بات کی تھی کہ وہاں پر کوئی گینگ ہے اور وہ لوگوں کو پیغام بھیج کر ransom وصول کر رہا ہے۔رائے محمد شاہجہاں صاحب نے اوڈھ گینگ سے متعلق بات کی تھی۔ان تمام نکات کے اوپر محکمے کا مکمل جواب اور انھوں نے جواب تک کارروائی کی ہے وہ میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔اس تفصیل کو دیکھ کر معزز ممبران استفادہ کر سکتے ہیں اور اس کے بعد اگر وہ مطمئن نہ ہوں تو پھر وہ اس سلسلے میں جو بھی سوال کریں گے تو اس پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ حکومت پوری طرح سے توجہ دینے اور ان معاملات کو معزز ممبران کی مدد اور ان کی input سے resolve کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: جی،قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔انھوں نے نشاندہی کی ہے۔یہ بات ہو چکی ہے اور ریکارڈ پر بھی

موجود ہے۔ رانا صاحب نے ابھی میری طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ اگر یہ کہیں تو ہم آگے لے کر جاتے ہیں۔ میری اس میں استدعا یہ ہے کہ continuity ہونی چاہئے۔ ہمیں 5 دن کا پروگرام مل چکا ہے۔ اس میں بحث کے لئے کوئی دن نہیں دیا گیا کہ صحت پر، local bodies پر یا کسی پر بحث کے لئے نہیں بتایا گیا۔ ہماری ایڈوائزری کمیٹی میں بات بھی نہیں ہوئی۔ یہاں 2 چیزیں شروع ہیں اس میں ایک continuity آ رہی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے اور اس دن point out کیا گیا ہے کہ جب وزیر قانون صاحب نے کہا میں لابی میں بیٹھا سن رہا تھا کہ جو اپنا نام لکھوانے کے بعد جا چکے ہیں وہ disinterested لگتے ہیں اور جو interested یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سب کی بات سنوں گا اور وہ بات کریں گے پھر فاضل ممبر جنھوں نے آج پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ آپ wind up نہ کریں تو انھوں نے فرمایا تھا کہ wind up دوبارہ بھی کی جا سکتی ہے۔ میری استدعا یہ ہے کہ ایک ترتیب ہوتی ہے، کام کرنے کا کوئی سلیقہ ہوتا ہے۔ آج ایک دن کر لیا جائے پھر بعد میں کر لیا جائے اور پھر دوسرا کر لیا جائے۔ اس کو discontinue نہیں ہونا چاہئے ایک continuity چلی آ رہی ہے تو لاء اینڈ آرڈر پر ہمارے کچھ ساتھی اپنی grievances اور اپنی suggestions دینا چاہتے ہیں وہ دے لیں اور انھوں نے semi wind up جو کرنا ہے وہ بعد میں کر لیں۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس پر میری تجویز ہے ویسے تو آپ اکثریت میں ہیں آپ جو مرضی فیصلہ کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اکثریت کی بات نہیں ہے۔ میں ایجنڈا کی بات کرتا ہوں کہ اس میں آج یہ شامل نہیں ہے۔ آج کے ایجنڈا میں قیمتوں میں اضافہ کے بارے میں بحث ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! یہاں پر میڈیا بھی گواہ ہے اور ریکارڈ پر ہے۔ ہماری یہ استدعا ہے کہ اس پر آج بات کر لی جائے اور price hike پر بعد میں بات ہو جائے۔ ہم یہیں موجود ہیں۔ ہم اسمبلی کو دیر تک چلائیں گے۔ اس میں ایسا کیا مسئلہ ہے۔ اس پر پرسوں بات کر لیں گے، سوموار کو بات کر لیں گے، منگل کو کر لیں گے۔ آج اسی پر بات کر لی جائے۔ ویسے آپ کی مرضی ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ ایسا کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کے فیصلے ہم اکثریت سے نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ اتفاق رائے سے کریں گے۔

جناب سپیکر! اس دن ہی یہ announce ہو گیا تھا کہ آج مہنگائی پر بات ہوگی اس لئے میں متعلقہ محکموں کو آگاہ نہیں کر سکا اور ان کو بلوا نہیں سکا۔ اگر اس بات پر معزز قائد حزب اختلاف اور اراکین کو اعتراض نہ ہو تو میں یہاں پر موجود ہوں جو وہ تجاویز دیں گے میں وہ note کروں گا۔ اگر اس continuity میں وہ پہلے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر کر لیں اگر اس کے بعد وقت بچا تو price hike پر بات ہو جائے گی۔ اگر وقت نہ بچا تو اگلے دن اس پر بات کر لیں گے۔ اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بھی سلگتا issue ہے۔ اس پر ایجنڈا کے مطابق بحث ہو جانی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آج ہمیں ایجنڈا کے مطابق اسی پر بحث کرنی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! تاریخ مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس ختم ہونے کے بعد بیٹھ جائیں اور consensus سے فیصلہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں حکومتی بنچوں سے ہمارے جو ممبران ہیں ان میں سے اکثر نے جب انہیں وقت نہیں ملا تو بعد میں انھوں نے میرے ساتھ رابطہ کر کے اس قسم کے points جن کا جواب میں نے ایوان کی میز پر رکھا ہے۔ انھوں نے میرے ساتھ بات کر لی ہے۔ میرے خیال میں آپ کے پاس جو list تھی اس میں اپوزیشن کے 2/3 دوستوں کے نام تھے۔ اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بات کر لیں۔ میں ان کی تجاویز note کر لوں گا اس کے بعد میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب آغاز کر لیں گے۔

MR. SPEAKER: It is decided now.

وہ کہتے ہیں کہ ایجنڈے کے مطابق چلیں۔ جی، مجتبیٰ صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آج مہنگائی کے حوالے سے یہ انتہائی اہم موضوع ہے۔ میں اس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اشیائے ضروریہ کے ضمن میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے جو مندرجہ ذیل

اسباب ہیں ان کو آج ہم یہاں پر معزز اراکین اسمبلی کے سامنے پیش کریں گے پھر وہ اس پر اپنی آراء پیش کریں گے۔اس کے بعد منسٹر فوڈ صاحب اس پر اپنی wind up speech کر دیں گے۔

جناب سپیکر: ہم سب کو اس پر درستی کرنی چاہئے کہ منسٹر تو صاحب ہو سکتے ہیں لیکن فوڈ صاحب نہیں ہو سکتے۔آئندہ سے پہلے منسٹر صاحب کہہ دیا جائے اور اس کے بعد جو بھی محکمہ ہو اس کا نام لیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! منسٹر فوڈ اس کو wind up کریں گے کیونکہ یہ انڈسٹریز اور خوراک دونوں محکموں سے related ہے۔اس میں عرض یہ ہے کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں ضروری اشیاء کی قیمتیں پچھلے چند ماہ میں بہت بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے ملک کے اندر ان اشیاء کی قیمتیں بڑھی ہیں لیکن وفاقی وزارت تجارت کے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق یہ قیمتیں پھر بھی پڑوسی ممالک کے مقابلے میں کم ہیں جس کے بارے میں، میں اس معزز ایوان کو briefly تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ یہ prices پنجاب، ڈھاکہ نیو دہلی، کولمبو، دبئی، جدہ، تہران، کابل اور بیجنگ سے لی گئی ہیں۔ پچھلے ایک ہفتے میں وہاں سے روزمرہ استعمال کی چیزوں کی جو قیمتیں لی گئی ہیں ان کا موازنہ ہم اس معزز ایوان کے سامنے پیش کریں گے۔اس میں سب سے پہلے گندم کی قیمت ہے اور گندم کی اس وقت 11-8-2008 کی جو قیمت ہے اس کے مطابق 17.95 روپے فی کلوگرام کے حساب سے اس وقت پنجاب میں دستیاب ہے،ڈھاکہ میں اس کا ریٹ 35.94 روپے ہے، نیو دہلی انڈیا میں 22.54 روپے، کولمبو میں 82.11 روپے، کابل میں 55.20 روپے اور بیجنگ میں 18 روپے ہے تو اس وقت اگر آپ ان ملکوں کے ساتھ اپنا موازنہ کریں تو سب سے کم ریٹ ہمارے یہاں صوبہ پنجاب کا ہے۔ اسی طرح آٹے کی قیمت دیکھیں تو 22 روپے کلو ہمارے پاکستان کا ریٹ ہے، 39.73 ڈھاکہ، 24.15 نیو دہلی، 46.92 کولمبو، 53.70 دبئی، 66.40 جدہ، کابل کا 57.96 اور بیجنگ کا 16 روپے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ دوسرے ملکوں سے نہیں بلکہ اپنے پاکستان سے ہی قیمتوں کا موازنہ کریں۔

سید رضا علی گیلانی: poverty rates بھی بتائیے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جو میں آپ کو قیمتیں بتا رہا ہوں these are all in Pak rupees. جن ملکوں کا میں نام لے رہا ہوں ان کی پاکستان کی شرح کے مطابق قیمتیں یہاں پر quote کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں یاور زمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: میں تمام معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ پہلے ان کی policy statement سن لیں جو بھی بات کرنی ہے وہ Chair سے مخاطب ہو کر کریں cross talk نہ کریں۔ شکریہ۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! اگر یہ قیمتیں سننے میں interested نہیں ہیں تو میں اسے پیش نہیں کرتا۔ آپ لوگ ہی یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو پوری outlook دی جائے کہ اس وقت پنجاب میں کیا prices ہیں اور ہمارے پڑوسی ممالک میں کیا ہیں؟ یہ آپ ہی کے لئے سارا data collect کر کے لائے ہیں اور اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اسے ذرا تحمل کے ساتھ سن لیں۔ اس کے بعد آپ کے پاس بہت موقع ہوگا آپ اس پر اپنی بات کر لیجئے گا۔ اس کے بعد چاول کی قیمت پر میں روشنی ڈالوں گا کہ چاول باسمتی 85.80 پنجاب کا ریٹ ہے، 90.81 ڈھاکہ، 48.30 نیو دہلی، 117.30 کولمبو، 86.10 دبئی، 99.80 جدہ، 117.97 تہران، 124.20 کابل کا ریٹ ہے۔ اسی طرح میرے پاس یہ تقریباً پچیس کے قریب چیزیں ہیں جن کا ہم نے comparison کیا تو ان تمام چیزوں کا ہمارے پڑوسی ممالک سے ہمارے پنجاب کا ریٹ کم ہے۔ قیمتوں کا تعین طلب اور رسد کے اصول پر ہوتا ہے مگر بیرون ملک سے رقم کی ترسیل وغیرہ کی وجہ سے چونکہ اضافی رقوم مہیا ہیں جس کی وجہ سے افراط زر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کسانوں کی مدد فراہم کرنے کے لئے حکومت نے مختلف زرعی پیداوار کی امدادی قیمت بڑھا دی ہے۔ چونکہ ملک کی توانائی کی ضروریات درآمدی تیل سے پوری ہوتی ہیں جس کی قیمتیں بین الاقوامی مارکیٹ میں بہت بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے بجلی، گیس، پٹرولیم اور کرایہ مال برداری بڑھنے سے اشیائے ضروریہ کی قیمتیں بڑھی ہیں۔ میں اس میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پچھلے سات آٹھ ماہ تک پٹرولیم اور دیگر چیزوں کی قیمتیں جو

میں نے اس میں quote کی ہیں ان کو پچھلے دور حکومت میں سیاسی بنیادوں پر روکا گیا اور ان کو نہیں بڑھایا گیا۔ بین الاقوامی مارکیٹ میں ان کی قیمتیں بڑھیں اور بین الاقوامی مارکیٹ میں قیمتیں بڑھنے کے بعد جو آٹھ ماہ کی قیمتوں کو block کیا گیا تھا اس کا impact یہ آیا کہ اس کی وجہ سے پٹرولیم، گیس اور کرایہ وغیرہ اسی وجہ سے بڑھے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ کولڈ سٹوریج اور ذخیرہ گھروں کی کمی کی بہت زیادہ problem ہے جس میں ہم نے کھانے پینے کی اشیائے ضروریہ کو رکھنا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں فصل کی کٹائی کے وقت کم قیمت ملتی ہے اور سال کے دیگر اوقات میں ان کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ کولڈ سٹوریج پرائیویٹ سیکٹر کے لوگوں نے بنائے ہوتے ہیں اس میں ہماری حکومت یہ چاہے گی کہ ہم انہیں ایسے incentives دیں کہ کولڈ سٹوریج اور ذخیرہ گھروں میں اضافہ کیا جائے تاکہ لوگ اپنی اجناس استعمال کے قابل رکھنے کے لئے اور محفوظ کرنے کے لئے ان کے پاس جگہ موجود ہو اور وہ اپنی چیزیں وہاں رکھ سکیں۔ اس کے علاوہ اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں جو میں briefly بتا رہا ہوں۔ 1997 کے پرائس کنٹرول تحفظ منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی ایکٹ کے تحت پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کو کنٹرولر جنرل پرائسز کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں اور انہیں 25 اشیائے ضروری کی قیمتیں fix and control کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ DCOs کو جن 25 چیزوں کا اختیار دیا گیا ہے ان کی لسٹ بھی میں یہاں پر بتانا چاہوں گا۔ ان کی قیمتوں کو اس ایکٹ کے تحت کنٹرول میں لانے کے لئے DCOs صاحبان already اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس میں

tea, white sugar, milk, powder milk, milk food for infants, edible oils, fruit juices, squashes, salt, potatoes, onions, pulses, all sorts of fish, all sorts of beef and mutton, eggs, gurr, spices , vegetables, red chilly, charcoal, firewood, matches 42/50 sticks, coal, chemical fertilizers, all sorts of poultry food and bricks,

یہ پچیس چیزیں ہیں جن کا 28۔ ستمبر 2006 کو نوٹیفکیشن ہوا تھا اور یہ 1997 کے ایکٹ کے تحت DCOs کی سربراہی میں تمام اضلاع میں کمیٹیاں بنا کر اس پر کام ہو رہا ہے تمام اضلاع میں سپیشل پرائس مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں جو روزانہ قیمتوں کو چیک کرتے ہیں اور ناجائز منافع خوروں کو موقع پر جرمانے کرتے ہیں۔ اس میں میرے پاس جولائی 2008 کا ریکارڈ موجود ہے۔ میں اس کی

تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے پاس پنجاب کا ضلع وار سارا ریکارڈ موجود ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جولائی 2008 میں تقریباً 16 ہزار ایک سو 68 ریڈ کئے گئے اور جو جرمانہ کیا گیا وہ تقریباً 13 لاکھ 93 ہزار 8 سو پچاس روپے اس مد میں وصول کیا گیا جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع ہوا۔ اسی طرح ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر کی زیر سربراہی ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیاں ترتیب دی گئی ہیں جو سرکاری وغیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہیں۔ ان کمیٹیوں کا اجلاس ہر پندرہ روزہ یا مہینے بعد منعقد ہوتا ہے جس میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کو مقامی طور پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اشیائے ضروریہ کی رسد کو بہتر بنانے ذخیرہ اندوزی اور بے جا منافع خوری کو روکنے کے لئے ہماری حکومت پنجاب نے، ہمارے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب نے ٹاسک فورسز بنائی ہیں، جن میں شمالی ریجن کے لئے ایس اے حمید صاحب کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے اور جنوبی ریجن کے لئے جناب سمیع اللہ چودھری کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مزید ٹاسک فورس بنائی گئی ہے جو ہمارے فاضل رکن سید ناظم حسین شاہ صاحب کی سربراہی میں قائم کی گئی ہے۔ وہ ٹاسک فورس اور پرائس کنٹرول کمیٹی کے سربراہ ہیں وہ بطور چیئرمین کام کر رہے ہیں۔ یہ جو ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں روزانہ کی بنیادوں پر تمام ضروری اشیاء کی قیمتوں کو مانیٹر کریں گی اور فوڈ سپورٹ سکیم کو چلائیں گی تاکہ غریب عوام کو ان کی دہلیز پر ایک ہزار روپیہ ماہانہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر جا سکے جس سے غریب عوام اشیائے ضروریہ خرید سکیں۔ اس کے علاوہ اتوار اور جمعہ بازار باقاعدگی سے لگائے جاتے ہیں جہاں عوام کو اشیائے ضروریہ بازار سے کم نرخوں پر فراہم کی جاتی ہیں۔ انتظامی احکامات کے علاوہ ایسی پالیسی بنائی گئی ہے کہ غریب عوام کو خوراک میں سبسڈی دی جائے۔ اس مقصد کے لئے فوڈ سپورٹ سکیم شروع کی گئی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر 18 لاکھ خاندانوں کو ان کے گھر کی دہلیز پر ماہانہ ایک ہزار روپیہ بذریعہ منی آرڈر مہیا کئے جائیں گے۔ فوڈ سپورٹ سکیم کے علاوہ حکومت پنجاب رمضان المبارک میں غریب عوام کے لئے رمضان پیکج شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں formulation ہو رہی ہے۔ یہ جو ٹاسک فورسز بنی ہیں اور جو کمیٹیاں بنی ہیں یہ رمضان المبارک کے دوران اشیائے خورد ونوش پر جو سبسڈیز دی جاتی ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! اتنا اہم موضوع ہے اور صرف دو وزراء یہاں پر بیٹھے ہیں۔ مہربانی کر کے وزراء صاحبان کو بلوائیں اور ان کو کہیں کہ یہاں آ کر بیٹھیں اور اس اہم موضوع کے اوپر جو بات چیت ہو رہی ہے اس کو سنیں۔ شاید ہماری طرف سے کوئی ایسی تجویز آ جائے جو کہ ان معاملات کو بہتر کرنے کے لئے ہو۔

جناب چیئرمین: متعلقہ وزیر بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کی تشفی کر دیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ پانچ سال تک تو ان کو ان چیزوں کا خیال نہیں آیا۔ آج پہلی دفعہ اس ایوان میں مہنگائی اور اشیائے ضروریہ کے حوالے سے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ پالیسی سن لیں اس کے بعد دل کھول کر بات کر لیں۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پانچ سال تک تو ان کو خیال نہیں آیا۔ اب اگر عوام کے صحیح ووٹوں سے منتخب حکومت آئی ہے جو عوام کا دکھ درد رکھتی ہے۔ یہ یہاں آتے ہیں on the floor of the House کھڑے ہوتے ہیں اور مہنگائی، مہنگائی۔۔۔ ہمیں ان سے زیادہ احساس ہے کہ مہنگائی کس قدر بڑھ چکی ہے اور یہ انہی کا تحفہ ہے جو انہوں نے ہمیں دیا ہے۔ آج ہماری حکومت اس کو کنٹرول کر رہی ہے۔ انہوں نے تو پانچ سال کے دوران اس موضوع پر بحث کے لئے ایسا دن نہیں رکھا آج جب ہم اس موضوع پر بحث کرنے لگے ہیں تو میں اپنے اپوزیشن کے انتہائی فاضل معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ جاری رکھیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں لکھا ہوا پڑھ نہیں رہا بلکہ hints دیکھ رہا ہوں۔ پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز کو پہلے ہی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ رمضان کے دوران عوام کو

اشیائے ضروریہ سستے داموں فراہم کرنے کے لئے تاجروں اور مل مالکان سے مل کر رمضان بازار اور سستا بازار کا اہتمام کیا جائے۔ شکایات سیل قائم کئے جائیں اور مڈل مین کا کردار کم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔اتوار یا جمعہ بازار باقاعدگی سے منعقد ہو رہے ہیں جو کہ کھلی مارکیٹ سے کم ریٹ پر اشیائے ضروریہ مہیا کرتے ہیں۔ گزشتہ دو سالوں کی قیمتوں کے موازنہ سے واضح اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ food supply chain جو کہ تھوک فروش، تاجر، پرچون فروش اور صارف پر مشتمل ہے، کی اصلاح کی جائے لیکن بعض درآمدی اشیاء کی قیمتوں کے بڑھنے سے ممکن نہیں کہ تمام ضروری اشیاء کی قیمتیں نہ بڑھیں۔اس کے علاوہ ملک میں توانائی کے بحران نے بھی سپلائی لائن کو متاثر کیا ہے۔ ضروری ہے کہ ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس سے رسد کو بڑھانے کی صلاحیت پیدا ہو۔ بڑے پیمانے پر ہول سیلرز موجود ہیں۔ تقسیم اور ترسیلات کے اخراجات کم ہوں اور اشیائے ضروریہ کی سپلائی میں رکاوٹ نہ ہو۔اس سلسلہ میں ہماری حکومت نے Punjab Prices and Supplies Monitoring Board قائم کیا ہے اس کو وزیر اعلیٰ صاحب خود head کر رہے ہیں اس کے وائس چیئرمین ہمارے فاضل ممبر سید ناظم حسین شاہ صاحب ہیں۔ پنجاب حکومت اس میں پوری طرح involve ہے اور آنے والے وقت میں جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ پٹرولیم کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ اور پچھلے دور حکومت میں ایک میگاواٹ بجلی پیدا نہیں کی گئی۔اس کی وجہ سے ہمارے اوپر جو مہنگائی کا impact آیا ہے ہماری حکومت اس کو پوری طرح سے اور نیک نیتی کے ساتھ کنٹرول کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں قانون سازی بھی کی جا رہی ہے اور تیزی سے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس سلسلے میں ذاتی طور پر involve ہیں اور دلچسپی لے رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: وزیر خوراک اگر اپنا پالیسی بیان دینا چاہتے ہیں تو دے لیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر پہلے فاضل اراکین اس بارے میں بحث کر لیں اور اپنی آراء پیش کریں تو اس کے بعد میں اپنی statement دوں گا۔

جناب چیئرمین: اب میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ بہت تسلی سے ہمارے فاضل وزیر صاحب نے اعداد و شمار پڑھے۔ ان سے پہلے بھی ملاقات ہے اور یہ بڑے دھیمے لہجے میں پڑھی لکھی باتیں اور اعداد و شمار بیان فرما دیتے ہے۔ آج ہمارا اکرم و معظم میڈیا اوپر تشریف فرما ہے۔ سب نے یہ تاثر لیا ہو گا کہ ڈھاکہ میں یہ ریٹ، جدہ میں یہ ریٹ، وہاں پر یہ ریٹ یہاں پر اس وقت دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ حالات بہت اچھے ہیں اور جو باہر جلوس نکل رہے ہیں وہ بنگلہ دیشی نکال رہے ہیں، وہ جدہ کے لوگ نکال رہے ہیں، وہ نیپال کے لوگ نکال رہے ہیں، وہ بیلجیئم کے لوگ نکال رہے ہیں۔ جتنے بھی اپنے گلوں میں روٹیاں ڈال کر پھر رہے ہیں وہ ہالینڈ کے لوگ پھر رہے ہیں، یہاں کے لوگوں کے حالات بہتر ہیں اور جو خودکشیاں کر رہے ہیں وہ باہر کے لوگ کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: میں گزارش کروں گا کہ لیڈر آف اپوزیشن کو بات کر لینے دیں اس کے بعد آپ اپنی بات کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں استدعا کرتا ہوں کہ جب بھی ہمارے معزز منسٹر صاحب بات کر رہے ہوتے ہیں تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ انہیں کبھی interrupt نہ کیا جائے اور میرے نوجوان ساتھی جو کہ غالباً یم۔ایم۔اے کے ہیں تو میری یہ خواہش ہو گی کہ احسان اللہ وقاص، ارشد بگو اور ڈاکٹر وسیم صاحب سے ایک ایک ماہ tuition لیں تاکہ انہیں آداب اسمبلی آ سکیں کیونکہ وہ اچھے آدمی تھے۔

جناب چیئرمین! میں نے چند ایک معروضات پیش کرنی ہیں۔ ایک طرح سے انہوں نے admit کیا ہے اور انہوں نے avoid بھی کیا ہے یہاں پر اصل صورتحال بتانے سے لیکن ہم یہاں پر صرف نشان دہی کریں گے اور کچھ تجاویز دیں گے کیونکہ انہوں نے جو بھی اپنے ارشادات فرمائے ہیں اس میں ملکی حالات کے اوپر جو اثرات ہوئے ہیں وہ غیر ملکی economy ہے، یہ کسی حد تک ٹھیک ہیں۔ انہیں صوبہ پنجاب میں جو کچھ بھی مشکلات پیش آ رہی ہیں، سیاسی طور پر، انتظامی طور پر اس کا ذمہ دار مرکز ہے یہ بھی کسی حد تک ٹھیک ہے کہ مرکزی حکومت ہے۔ ہم اپنی تجاویز دیں گے کہ کس طرح انہوں نے نمٹنا ہے کہ جو باہر کے اثرات ان کے اوپر پڑ رہے ہیں اور جس طرح ان کو مرکزی حکومت

road role کر رہی ہے اور ان کا road block کر رہی ہے اس کے لئے انہوں نے کس طرح کرنا ہے۔ وہ بات کریں گے۔

جناب چیئرمین! پانچ سال کا بڑا ذکر ہوتا ہے۔ پانچ سال کے ذکر سے پہلے کا یہ note تو لے رہے تھے۔ میں تھوڑا سا ٹائم آج ضرور لوں گا ویسے بھی اپوزیشن لیڈر کا استحقاق ہوتا ہے کہ وہ جتنی مرضی لمبی تقریر کرے۔ صرف چند ماہ پرانی باتیں اور یہ printed آپ کی بھی تھیں اور یہ بھی حقائق ہیں کہ 15۔ نومبر 2007 کو آٹا 20 کلو گرام کا تھیلا 295 روپے اور 9 جولائی 2008 کو 475 روپے۔ یہ یہاں کا comparison ہے۔ میں باہر کی بات نہیں کرتا، پانچ سال کی جو بات کرتے ہیں تو صرف 7/8 ماہ کی بات کر لی جائے۔ دال چنا باریک 40 روپے کلو اور آج 60 روپے کلو ہے جس میں 20 روپے کا فرق ہے۔ (شیم، شیم)

جناب چیئرمین! ہمارے اوپر والے بیٹھے ہوئے بھائی لکھ رہے ہیں۔ دال چنا موٹی ایک کلو گرام 42 روپے اور آج 72 روپے جو کہ 30 روپے کا فرق ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ یہ ٹوکن کے طور پر بتا دیا گیا ہے تو میں percentage بتا دیتا ہوں گھی کو شامل کر کے۔ وہ لوگ جن کو انہوں نے ایسے سبز باغ دکھائے، ایسے جھوٹے دعوے کئے اور ہمارے صوبے کے بہت سادہ لوح اور اچھے لوگ ہیں۔ وہ مان جاتے ہیں کہ جو کہنے والا ہے یہ کرنے والا بھی ہو گا لیکن کہنے والا اب کر کچھ نہیں پا رہا۔ اگلے دنوں کے لئے انتظار بھی ہے، اور جب یہ جائیں گے اور ان سے جو سلوک ہو گا تو انہیں پتا چل جائے گا۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بُری صورتحال ہے اور انہوں نے ایک بات admit کی ہے کہ یہاں پر انتظامی امور کو رمضان المبارک کے لئے ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔ آج سے 15 دن پہلے میں یہاں پر اپنی چھوٹی سی معروضات میں کہہ چکا ہوں اور پھر ریکارڈ پر لا رہا ہوں کہ رمضان میں یہاں پر بہت بُرا حال ہونے والا ہے اور میں آج کہہ رہا ہوں اور آج آپ کو بتا بھی رہا ہوں۔ آج کی اخبار میں ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں کہ economic management کی عدم موجودگی، قومی معیشت میں بگاڑ پیدا کرنے لگی ہے۔ پانچ ماہ کے دوران سٹاک مارکیٹ سے 32.40 ارب ڈالر کا سرمایہ نکال لیا گیا ہے، روپے کی قدر میں 16 فیصد کمی ہو چکی ہے، زر مبادلہ کے ذخائر میں 9.66۔ ارب ڈالر تک کمی ہو چکی ہے۔ عالمی قرضوں کا حجم بڑھنے لگا ہے، تیزی سے گرتی ہوئی اقتصادی صورتحال پر قابو پانا ناممکن ہو گیا ہے۔ میں یہ اخبار یہاں پر چھوڑے جا رہا ہوں اور اوپر بھی بھیج دوں گا۔

جناب چیئرمین! یہ جو اتنی بُری صورتحال ہے تو اس میں کچھ ریلیف دینے کے بھی طریقے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بجا کہ اگر تیل کی قیمتیں باہر بڑھ گئی ہیں تو یہاں بھی لا محالہ بڑھانی پڑنی تھیں اور ہم اس پر کبھی معترض نہیں ہوئے لیکن 147 ڈالر فی بیرل جب ہو گئی جو اس وقت ریٹ تھا اور آج 111 ڈالر فی بیرل ہے۔ جیسے جیسے بڑھتا گیا تو لوگوں کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ان سے روپیہ نکالا گیا اور اگر اب 35 ڈالر فی بیرل کا فرق پڑ گیا ہے تو عوام کی جیبوں میں دوبارہ واپس ڈال کیوں نہیں دیا جاتا؟ میں یہ چاہوں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ اس ایوان سے ایک قرارداد پاس کی جائے کہ جب تیل بڑھایا جاتا ہے تو یہ ہم صحیح سمجھتے ہیں کہ قیمتیں بڑھانے کا مرکزی حکومت کو حق ہے۔ مرکزی حکومت تو کہتی ہے کہ ہم تو مہنگا خرید رہے ہیں اور ہم آپ کو مہنگا دیں گے لیکن یہ قرارداد پاس کی جائے کہ اگر آپ سستا خرید رہے ہیں تو اب سستا دیجئے گا۔

جناب چیئرمین! اب صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ ٹریکٹرز بند ہیں، پیٹر انجن خشک ہو چکے ہیں اور زرعی شعبے کی بہت بُری صورتحال ہے اور اس کے لئے اگر یہ نہ کیا گیا تو آنے والے دنوں میں کسانوں کے لئے اپنا bread & butter چلانے کے لئے کام کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ کیوں ہو رہا ہے، یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت عوام کو ریلیف دینے میں بہت زیادہ کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ انہوں نے پچھلے دنوں اپنی ترجیحات بدل رکھی ہیں اور اب اگر وہ اپنے ٹارگٹ یعنی حصول اقتدار کو ایک مطلق العنانی میں بدلنے میں کامیابی کے قریب ہیں تو لوگوں کی طرف تھوڑی سی توجہ دیں۔ حکومت کا مجھے کوئی میکانزم صوبہ پنجاب میں نظر نہیں آ رہا۔ یہاں پر سب سے بُری بات یہ ہوئی ہے کہ پچھلے پانچ سال تک یہ کیسے کنٹرول رہا کہ 60 روپے کا ڈالر تھا تو 60 روپے کا ہی پانچ سال رہا اور اگر دوسری اشیاء کی قیمتیں تھیں وہ وہیں کی وہیں کیسے رہیں؟ three tiers of government تھے---

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) جناب چیئرمین! سیاست ایک سنجیدہ عمل ہے اس کو اس طرح نہ لیا جائے اور آپ اس مزاج کو چھوڑیں کہ جس سسٹم کے تحت ہماری یہ بہنیں اور وہ بہنیں آئی ہیں اور اسی سسٹم کی اسی شاخ پر بیٹھ کر کاٹنے کا عمل جاری کیا ہوا ہے۔ آپ کا مزاج تو تھوڑا سا جمہوری ہونے میں وقت لگے گا، بن جائے گا۔ اگر وہ سسٹم نہ ہوتا تو آج آپ یہاں نہ بیٹھی ہوتیں۔ اگر اس

نظام کو آپ نے قبول کیا ہے تو یہاں آئی ہیں۔ قبول کر کے فارم fill کئے تھے اور قبول کر کے ہی انگو ٹھے لگائے تھے۔

جناب چیئرمین: میں گزارش کروں گا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات بڑے تحمل سے سنی جائے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین) جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ three tiers of government تھے جو کہ وفاقی، صوبائی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹس یہ ایک god father کی طرح بیٹھ کر سایہ اوپر بن کے جوان کو independence of district governments تھی، انہوں نے ان کو دیا ہوا تھا اور ضلعی حکومتوں نے بہت احسن طریقے سے قیمتوں کو قابو میں رکھا۔ کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی، کوئی روٹیاں گلے میں ڈال کر جلوس نہیں نکالتا تھا، کوئی ٹماٹر کے لئے ہماری بہنیں، مائیں تڑپتی نہیں پھرتی تھیں، کوئی آٹے کے لئے لائنوں میں نہیں لگتا تھا۔ اب انہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بناتے ہوئے اس سسٹم کو de system کرنے کے لئے ایک نیا سسٹم لانے کا سوچا ہے اور اکثر بیانات بھی آتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نہایت ادب سے آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ایک ایسا سسٹم جو Lord Clive لے کر آیا 1887 کی سراج الدولہ کی defeat کے بعد اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اس کی آخری نوک پلک سنواری۔ اس سسٹم کو de system کیا گیا۔ 150 سال کے بعد وہ کلکٹر یہاں پر مرا۔ اس کلکٹر نے 150 سال زندگی پائی جو کہ گورے کی طرح نیکر پہن کر کھلی کچہریاں کرتا تھا۔ وہ وہاں سے گیا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مجسٹریسی دوبارہ لے کر آنی ہے۔ گورے کے گھوڑوں کو مالش کرنے والوں نے یہاں جو زمینیں لی ہیں آج وہ پھر بھی یہاں پر کسی نہ کسی طریقے سے آجاتے ہیں اور آکر اس کو دوبارہ لانے کی کوشش میں ہیں۔ کرسی نشینوں کی جو سوچ ہے، اس کو ختم کیا جائے جو کہ اخباروں کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے، جو کہ کسانوں کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے، مزدوروں کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے حتیٰ کہ اسمبلی ممبران کو بھی اپنا ماتحت سمجھتے تھے۔ وہ ختم ہو چکے ہیں اور اس سسٹم کو de system کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے تو third tiers of government کو بالکل نہ چھیڑا جائے۔ جو اب چھیڑا جا رہا ہے اس سے اتنی زیادہ برائیاں ابھر کر سامنے آئیں گی کہ آج جو آٹا 40 روپے کلو میں بھی لوگوں کو نہیں مل رہا، ناپید ہو جائے گا۔ آپ اس وقت کو لے کر آرہے ہیں۔ آپ 1974 کو یہاں پر لے کر آرہے ہیں۔ جب اپنے چہیتوں کو پرمٹ

دیئے گئے، کارڈ دیئے گئے اور یہ کارڈ کس کے پاس گئے تھے؟ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ نے Price Control Consumer Court بنانے کا ایک بل بنایا تھا اس پر عمل کیا جائے اگر اس پر عمل نہیں کرنا چاہتے تو آپ نے اس دفعہ بجٹ میں Price Control Board بنانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے جو آپ کی حکومت نے کیا ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے ہم اس کو سراہیں گے کیونکہ یہ ہمارے اس بل کی continuity ہے جو ہم نے Consumer Court کے طور پر دیا تھا۔ میں یہاں پر یہ گزارش کرتا ہوں کہ economy ڈوبی کس طرح ہے؟ ایک فیڈرل گورنمنٹ کا منسٹر، آج منسٹر صاحب نے اس کو صحیح point out کیا ہے کہ ہماری مجبوریاں ہیں کہ economy ایک turmoil میں آ گئی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ وہاں ایک منسٹر صاحب تھے جنہوں نے ایک statement دی کالیاں کنانیاں پر بات کرنے کے بعد 61 روپے کا ڈالر بک رہا تھا اور یہ سٹوریاں اخباروں میں چھپ بھی چکی ہیں کہ "سٹیٹ بنک تباہ ہو چکا ہے" گورنر سٹیٹ بنک بیٹھی دو دن تک تڑپتی رہی اس کا بیان ہی نہیں چھپنے دیا۔ جب ایک فیڈرل گورنمنٹ کا منسٹر کہتا ہے کہ سٹیٹ بنک بیٹھ گیا ہے تو ڈالر کی قیمت اس طرح اوپر اٹھی ہے لیکن اس سے چھ دن پہلے کالیاں کنانیاں اور دوسری کمپنیوں نے تمام ڈالر خرید لیا تھا۔ یکدم جب ڈالر 68 روپے کا ہوا اور جو فرق 61 اور 68 کا تھا وہ تقریباً 90 بلین ڈالر کا فرق تھا وہ کس کس کو کمیشن گیا؟ اسی وجہ سے economy ایسی بیٹھی ہے جو آج تک نہیں اٹھ سکی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اسحاق ڈار نے ایک statement دی کہ ہم سٹاک مارکیٹ پر ٹیکس لگائیں گے۔ سٹاک مارکیٹ crash کر گئی اور تین سو کچھ بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ اگلے دن ہی جب وہ crash کر گیا تو انتظار بھی نہیں کیا اور 48 گھنٹے کے بعد کہہ دیا کہ ہم ٹیکس نہیں لگا رہے ہیں۔ یہ چیزیں ہیں ساری سوداکاری کی۔ عوام کو سوداکاری سے نکالا جائے اور اس قوم پر دھیان کیا جائے یہ بہت تڑپ چکی۔ اس قوم نے 1988 سے لے کر 1999 تک ایک political musical chair دیکھی ہے 18 مہینے کے بعد اسمبلی ٹوٹتی رہی ہے اور یہ دونوں پارٹیاں جو اس وقت یہاں اکٹھی بیٹھی ہوئی ہیں انہوں نے گھروں میں دیواریں ڈلوادیں، انہوں نے باپ سے بیٹے کا گریبان پکڑوا دیا۔ یہ اس وقت عوام کے ساتھ سازش کر رہے تھے یا آج کر رہے ہیں اور اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں دوبارہ نہ لڑاؤ اور ان ایوانوں کا تقدس بحال رکھو۔ میں گزارش کروں گا کہ کوئی مشکل بات نہیں ہے آج آپ ایک قرارداد ضرور لے کر آئیے گا تاکہ کسان کا ٹریکٹر چل سکے، پیٹر انجن چل سکے۔ تیل کی قیمت 147 ڈالر سے 111 ڈالر پر آ گئی ہے یہ فرق نکال دیجئے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں

ہمارے منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ سب کچھ ہے، ہم مانتے ہیں۔ ہمارا اثاثہ یہاں کے عوام ہیں، ہمارا اثاثہ یہاں کے محنت کش ہیں۔ جب 1952 میں گندم import ہوئی تھی اس وقت 5 دریا تھے اور اس خطے میں صرف تین کروڑ لوگ بستے تھے آج 16 کروڑ بستے ہیں اور دریا ہمارے پاس صرف 3 ہیں پھر بھی گندم پوری کرتے ہیں ہمارے پاس ایسے کسان ہیں۔ لیکن دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب کچھ ہے لیکن صرف یہ ہے کہ نہروں میں پانی نہیں ہے، تاروں میں بجلی نہیں ہے، تھانوں میں انصاف نہیں ہے، کھیتوں میں کھاد نہیں ہے اور پیٹ میں آٹا نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ کہوں گا کہ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ان پانچ مہینوں میں اس قدر انحطاط آیا کہ کہنے سے یہ رکے گا نہیں اس کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن ہم کہہ چکے ہیں اور کہتے ہیں ہم آپ کو suggestions دیں گے اور rules کو amend کرنے میں بھی آپ کا ساتھ دیں گے ویسے بھی آپ کا ساتھ دیں گے لیکن ایک کام نہیں ہونے دیں گے کہ اس صوبے کا مقدر ڈاکے، ناکے اور فاقے نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر کا ایک پوائنٹ بڑا valid ہے کہ عالمی منڈی میں جب تیل کی قیمتیں اوپر جاتی ہیں تو ہمارا یہاں پٹرول اور ڈیزل بڑھا دیا جاتا ہے اور اگر کم ہوتی ہیں تو کم از کم ہمیں بھی کم کرنی چاہئیں۔ میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ کو یہ request ضرور بھیجیں کہ لوگوں کے اندر سنجیدگی سے اس بات کو سوچیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین! یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن تقریر فرما رہے تھے انہوں نے میرے بارے میں بات کی کہ مجھے training لینی چاہئے۔ I am proud of M.M.A انہوں نے میری جماعت کے اراکین کا نام لیا۔ میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ خود مانتے ہیں ہماری پارٹی کے ایسے منجھے ہوئے سیاستدان اس اسمبلی میں موجود تھے جو مجھے training دے سکتے ہیں لیکن اس وقت میں ایک بات سوچ رہا تھا کہ قائد حزب اختلاف صاحب سے میں کیا کہوں کہ یہ کس سے training لیں کیونکہ نہ تو ان کا کوئی ساتھی کبھی اپوزیشن میں رہا ہے اور نہ انہوں نے کبھی اپوزیشن دیکھی ہے کیونکہ جو بھی حکومت بنی یہ ہمیشہ اسی حکومت کے ساتھی بنے، چاہے وہ کسی ڈکٹیٹر کی حکومت

تھی، چاہے وہ کسی آمر کی حکومت تھی۔اس وقت بھی ان کے ساتھیوں میں ایک اضطراب پایا جاتا ہے کہ قائد حزب اختلاف صاحب کوئی موقع جانے نہیں دیتے اوران کے ممبران میں یہ اضطراب پایا جاتا ہے کہ ہمارا کیسا قائد حزب اختلاف ہے جو کوئی موقع سپیکر کی خوشامد کا نہیں جانے دیتا، جو کوئی موقع گورنمنٹ کو مکھن لگانے کا نہیں جانے دیتا۔

جناب چیئر مین: شکریہ، آپ بیٹھ جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں speech کر رہا ہوں میں بھی پارلیمانی لیڈر ہوں۔

جناب چیئر مین: نہیں، آپ کو تقریر کی اجازت نہیں ہے براہ مہربانی تشریف رکھیں آپ نے اپنا point of view بتادیا ہے۔

جناب چیئر مین: اب میں چودھری جاوید احمد سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! شکریہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: چودھری جاوید صاحب! ایک منٹ ذرا لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئر مین! میں تو باہر نکل رہا تھا۔ میرے بھائی بہت ہی عزیز ہیں انہوں نے جو بھی کہا وہ سر آنکھوں پر۔ میں اس لئے واپس آگیا کہ بعد میں انہوں نے یہ آخری فقرہ کہنا تھا کہ میری بات سننے سے پہلے بھاگ گیا۔ میں گزارش کروں کہ there is very thin line between respect and flattery میں respect دیتا ہوں اور flattery جو ہوتی ہے وہ میں بتادوں گا کہ وہ کیا ہوتی ہے۔ میری بات سن لیجئے گا انہوں نے کہا کہ میں کبھی اپوزیشن میں نہیں رہا۔ میں نے اپنی زندگی کی سیاست اپوزیشن سے شروع کی تھی میں 1988 میں اپوزیشن میں تھا اور ڈپٹی سپیکر کا میں یہاں پر candidate تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے ان کے ہی لوگوں کی تعریف کی ہے یہ اپنے ہی لیڈروں کی تعریف برداشت نہیں کر پاتے۔

جناب چیئر مین: جی، چودھری جاوید احمد!

چودھری ندیم خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں نے floor چودھری جاوید احمد کو دیا ہے۔ آپ kindly ان کی تقریر کے بعد بات کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب چیئرمین! میرا نمبر پہلا ہے میں پہلے بات کرنا چاہتا ہوں آپ پہلے مجھے floor دیں۔

جناب چیئرمین: جناب! مجھے جو نمبر ملا ہے میں اس کے مطابق وقت دے رہا ہوں۔ اچھا اس کے بعد دیکھ لیتے ہیں اب آپ تشریف رکھیں میں نے انہیں floor دے دیا ہے اس کے بعد میں سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیتا ہوں، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری ندیم خادم: اگر آپ میری بات نہیں سنتے تو پھر میں واک آؤٹ کر کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر چودھری ندیم خادم ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس انتہائی اہم موضوع پر آج کے اجلاس میں۔۔۔

جناب چیئرمین: میں جناب آجاسم شریف سے درخواست کروں گا کہ وہ معزز ممبر کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اشیاء کی رسد اور قیمتوں کے معاملے پر یہ بحث کا دن رکھا اور اس انتہائی اہم معاملے پر ہماری حکومت نے اپوزیشن سے بھی تجاویز لیں۔ ابھی اپوزیشن لیڈر جناب چودھری ظہیر الدین بات کر رہے تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت سی باتیں کیں جن میں سیاسی پہلو زیادہ تھے لیکن practically کوئی ایسی تجویز سامنے نہیں لا سکے جس سے ہمارے ان مسائل کی نشاندہی ہوتی اور ان کا حل تجویز کیا جاتا۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد آجاسم شریف چودھری ندیم خادم
کو ہاؤس میں لے آئے)

میں سمجھتا ہوں کہ پہلے اشیائے ضروریہ کی نشاندہی ہونی چاہئے کہ وہ کیا کیا ہیں؟ میرے نقطہ نظر سے اشیائے ضروریہ میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ہم زراعت سے پیدا کرتے ہیں اور چند ایک چیزیں ایسی ہیں جو ہم import کرتے۔ مثلاً edible oil کی زیادہ سے زیادہ مقدار import ہوتی ہے، امپورٹ کے اثرات اپنی جگہ پر لیکن ہمیں مقامی سطح پر اس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کچھ سوچنا چاہئے کہ ہم

edible oil کو ملکی سطح پر کس طرح بڑھا سکتے ہیں ؟ دوسری بات اشیائے ضروریہ میں جو ہم locally زراعت سے پیدا کرتے ہیں، پنجاب الحمد للہ اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ گندم پیدا کرتا ہے۔ ملک کی 80 فیصد گندم پنجاب میں پیدا ہوتی ہے،، ملک کی کپاس 80 فیصد سے زیادہ پنجاب میں پیدا ہوتی ہے ملک کا چاول 60 فیصد سے زیادہ پنجاب میں پیدا ہوتا ہے لیکن پنجاب میں یہ جو قیمتوں کی سطح ہے یہ کہیں سے کہیں جا پہنچیں اس میں بہت سی بد عملیاں ہیں ہماری بیوروکریسی کی، گزشتہ حکومتوں کی، جن کی وجہ سے وہ پہلو جو ابھی تک عوام تک نہیں پہنچے کہ جس کی وجہ سے سیاسی طور پر اپنے الیکشن کو جیتنے کے لئے subsidy دے کر عارضی طور پر قیمتوں کو ایک جگہ پر منجمد رکھا جس کے اثرات نئی منتخب ہونے والی حکومت پر پڑے اور ایک دم سے مہنگائی کا سیلاب آ گیا، اس مہنگائی کو ہم کس طرح سے کنٹرول کر سکتے ہیں؟ اس میں ہمیں رسد کو بڑھانے کی ضرورت ہے، رسد کیسے بڑھے گی ؟ جب ہم زرعی پیداوار کو بڑھائیں گے یا اس کو اچھی طرح سے manage کر کے اپنی منڈیوں تک لائیں گے اس کے لئے ہمیں اگر رسد کا کوئی سسٹم وضع کرنا ہے جو کہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ یہاں پر بیٹھ کر ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہم نہ صرف پالیسی بنائیں بلکہ ایسا نظام وضع کریں جو ان چیزوں کی پیداوار بڑھا سکے اور پیداوار جب بڑھ جاتی ہے تو ان کو منڈیوں تک لا کر اور ان کا مارکیٹنگ سسٹم ایسا ہو جس سے لوگوں میں آسانیاں پیدا ہوں، معاشرے میں مہنگائی پیدا نہ ہو بلکہ اگر کہیں کوئی گڑ بڑ ہوتی ہے یا کمی بیشی ہوتی ہے تو اس کو کنٹرول کیا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں جب پیداوار زیادہ ہو جاتی ہے تو ہمارا کسان اپنی اشیاء اٹھا کر دربدر ٹھوکریں کھاتا ہے۔ اس کا خریدار نہیں ملتا۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین: میرے پاس مقررین کی بہت لمبی فہرست ہے اس لئے ہر مقرر کا پانچ منٹ ٹائم مقرر کیا جاتا ہے میں گزارش کروں گا کہ اس کے اندر wind up کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! خواتین کو بھی موقع دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے کم از کم مغرب کی نماز کے لئے وقفہ کر دیا کریں کیونکہ باقی نمازیں تو دس، پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ آگے پیچھے کر کے پڑھ سکتے ہیں مگر مغرب کی نماز کا وقت محدود ہوتا ہے تو جس وقت مغرب کی اذان ہو تو مہربانی کر کے اس وقت مغرب کی نماز کے لئے break کر دیا کریں۔

جناب چیئرمین: پندرہ منٹ کے لئے مغرب کی نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے
ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(مغرب کے بعد جناب چیئرمین میاں یاور زمان 8 بج کر 20 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، چودھری جاوید صاحب!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں بھی کبھی موقع دے دیا کریں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کیا موقع لینا چاہتی ہیں؟ اب بحث ہو رہی ہے جب آپ کی turn آئے گی تو پھر موقع دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو بتائیے!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جی ہاں! میں نے بڑی ضروری بات کہنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: بہت شکریہ۔ جناب والا! ہمارے ملک میں برما سے مچھلی import ہو رہی ہے جو کہ انتہائی ناقص ہے اور اس میں mercury contents بھی بہت زیادہ ہیں۔ یہ مچھلی 70 روپے کلو میں فروخت ہو رہی ہے جبکہ ہماری اپنی مچھلی 120 روپے کلو کے حساب سے مل رہی ہے۔ مچھلی chicken سے بہت بہتر food ہے۔ پابندی کی وجہ سے ہماری مچھلی ملک سے باہر نہیں جا رہی بلکہ واپس آ کر لاہور یا دوسرے شہروں میں فروخت ہو رہی ہے۔ تو اس صورتحال میں برما کی مچھلی کی کیا ضرورت ہے، یہ کون لوگ لا رہے ہیں؟ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ کیا اس کی روک تھام کی جا سکتی ہے؟

جناب چیئرمین: آپ کا point of view آ گیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمیں رسد کو بڑھانے کے سلسلے میں زراعت پر توجہ دینی چاہئے اور ساتھ ہی marketing system کو بہتر کرنا چاہئے۔ middleman جو لوٹ مار کرتا ہے اس کو روکنا چاہئے اور ہمیں ایسا نظام وضع کرنا چاہئے کہ جس سے ہمارے معاشرے، ملک یا صوبے میں اشیاء خوردنی یا اشیاء ضروریہ کی کمی واقع نہ ہو۔ ہمارا

ملک ایک زرعی ملک ہے، زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے لہذا اس پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کی inputs کو سستا کرنے کی ضرورت ہے جس میں بجلی، زرعی ادویات، تیل یا دیگر اشیاء شامل ہیں۔ ان ساری چیزوں کو سستا کر کے ہم زراعت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ جس سے نہ صرف کسان خوشحال ہو گا بلکہ ہم زرعی اشیاء کی export سے اربوں ڈالر کما سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہاں پر ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں اور توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں اشیاء ضروریہ میں سے محکمہ خوراک صرف اور صرف گندم کا خریدار ہے۔ یہ اس پر اپنا منافع رکھ کر، اپنا ایک margin رکھ کر ملوں کو supply دیتے ہیں۔ انھوں نے اس کے لئے ایک mechanism بنایا ہوا ہے جو کہ انتہائی فرسودہ ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ باقی ضروری اشیاء کی procurement، ان کی رسد و سپلائی کے نظام کو بھی محکمہ خوراک کے ماتحت کر دیا جائے تاکہ دالیں، سبزیاں اور باقی اشیاء بھی اس محکمہ کے کنٹرول میں آ جائیں۔ اس طرح تمام اشیاء کے بارے میں ایک ہی محکمہ اچھے طریقے سے manage کرتے ہوئے بہتر فیصلے کر سکے گا۔ زرعی پیداوار محکمہ زراعت کے کنٹرول میں آتی ہے۔ زرعی ادویات یا فصلوں کا خیال محکمہ زراعت رکھتا ہے جبکہ محکمہ خوراک صرف اور صرف گندم خرید کر بیٹھ جاتا ہے اور پورا سال اس کی سپلائی کرتے ہوئے اپنے طریق کار میں مگن رہتا ہے۔

جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں magistracy نظام کی بجائے کوئی اور نظام وضع کرتے ہوئے قیمتوں پر کنٹرول رکھنا چاہئے۔ بیوروکریسی اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتی ہے اس کی بھی روک تھام ہونی چاہئے۔ بیوروکریٹس یہ تو کرتے ہیں کہ کبھی کسی دکاندار کو پکڑ کر اندر کر دیتے ہیں، کبھی زرعی ادویات فروخت کرنے والے ڈیلر کو پکڑ لیتے ہیں لیکن ان اشیاء کی رسد اور سپلائی کے لئے وہ کوئی ذمہ داری نہیں لیتے کہ کس طرح سے یہ ممکن بنائیں کہ تمام ضروری اشیاء بروقت مہیا ہو سکیں۔ کھاد، بجلی، پانی یا دیگر inputs کی سپلائی یونین کونسل کی سطح پر ممکن بنائی جائے۔ جب تک ہم کوئی ایسا نظام وضع نہیں کریں گے اس وقت تک ان چیزوں پر کنٹرول کرنا انتہائی مشکل ہو گا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بہت سے ذخیرہ اندوز پیدا ہو گئے ہیں جو ہمارے کسانوں اور شہریوں کا استحصال کرتے ہیں۔ ہمیں اس مافیا کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی ایسا نظام وضع کرنا ہو گا کہ یہ لوگ ذخیرہ اندوزی نہ کر سکیں اور عوام کو ان کی ضرورت کی تمام چیزیں ہر وقت میسر ہوں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے

ہاں خوردنی تیل اس وقت پرانے نرخوں پر فروخت کیا جا رہا ہے۔ آج سے تین چار ہفتے پہلے بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کی قیمت 1500 ڈالر فی ٹن تھی۔ اب وہ ایک ہزار ڈالر فی ٹن پر آ چکی ہے۔ 500 ڈالر کا فرق آ گیا ہے لیکن ہمارے manufacturers نے اس نسبت سے اس میں کمی نہیں کی بلکہ انھوں نے صرف کنستر پر قیمتوں میں تھوڑی سی کمی کی ہے۔ یہ کمی pass on ہونی چاہئے تھی، یہ کمی trickle down ہونی چاہئے تھی۔ جونہی باہر قیمتیں بڑھتی ہیں تو یہاں پر بڑھا دی جاتی ہیں لیکن جب کم ہوتی ہیں تو یہاں پر کمی نہیں کی جاتی۔ یہ پاکستان اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں ایک بڑا غلط trend چل پڑا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری نئی حکومت، ہمارے نئے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی good administration and good governance سے معاشرے میں بہتری آئے گی۔

جناب والا! ہمیں نظام کو بہتر بنانا ہو گا تاکہ آئندہ یہ مسائل پیدا نہ ہوں۔ یہ مسائل کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ جب کوئی چیز ہمارے ملک میں وافر پیدا ہو جاتی ہے تو اسے بیچنے کے لئے دربدر ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں لیکن جب پیداوار کم ہوتی ہے تو مافیا کے لوگ shortage پیدا کر کے اس کو مزید مہنگا کر دیتے ہیں۔ یہ multiple factors ہیں ہمیں ان کو کنٹرول کر کے اپنے ملک، معاشرے اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں اشیائے خوردنی اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کو کنٹرول کرنا ہے۔ بیوروکریسی کو اختیارات دیں لیکن ساتھ ساتھ انھیں یہ ذمہ داری بھی دیں کہ اگر آپ کے ضلع میں کوئی چیز ناجائز منافع لے کر بیچی جا رہی ہے یا ناجائز طور پر store کی گئی ہے تو اس کی بیخ کنی کریں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محکمہ خوراک کو صرف گندم کی حد تک محدود نہیں رکھنا چاہئے بلکہ ان کے پاس یہ ریکارڈ ہونا چاہئے کہ اس صوبے میں اشیائے ضروریہ کی کتنی کتنی ضرورت ہے اور کون کون سی چیزیں پیدا ہو رہی ہیں۔ جب تک ہم ان چیزوں کا آپس میں ربط اور توازن پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری کوئی منصوبہ بندی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ adhoc کی بنیاد پر تو چل سکتا ہے کہ کبھی کسی چیز کی shortage ہوئی تو فوری طور پر منگوا لیں۔ میرے محترم بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب جب بات کر رہے تھے تو انھوں نے ٹماٹروں کا ذکر بھی کیا۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلے دور میں یہ روایت پڑی کہ ہم انڈیا سے ٹماٹر منگواتے رہے۔ زرعی ملک اور زرعی صوبہ ہونے کے ناتے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اگر latest technology کو اپنائیں، اپنے پانی کو بہتر استعمال میں لے آئیں تو پیداوار بہت زیادہ بڑھائی جا سکتی ہے جو کہ نہ صرف ہماری ضرورت کے لئے کافی ہو گی بلکہ ہم

دوسرے ممالک کو export کر کے اربوں ڈالر کما سکتے ہیں اور اپنے معاشرے سے بے روزگاری کو بھی ختم کر سکتے ہیں۔ اس طرح صوبہ پنجاب سب سے زیادہ خوشحال ترین صوبہ بن سکتا ہے جس میں tunnel technology ہے، green houses ہیں لیکن ہم ابھی تک hybrid بیج پیدا نہیں کر سکے جن کی پیداوار زیادہ ہے۔ ہمارے جو research institutes ہیں ان کو reform کیا جائے، ان کو result oriented بنائیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار دینے والے لوکل بیج پیدا کر کے دیں۔ آج کل مکئی کی فصل ہے اگر مکئی کی export شروع نہ ہوتی تو یہ بھی معاشی طور پر کسانوں کا استحصال ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا mechanism وضع کیا جائے جس سے آئندہ کوئی مافیا ہمارے کسانوں اور شہریوں کا استحصال نہ کر سکے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس discussion کے بعد ایسا لائحہ عمل وضع کیا جائے گا جس سے آئندہ یہ مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔ ہمیں ایک دوسرے پر ذمہ داریاں ڈالنے کی بجائے اب نئی سوچ کو آگے بڑھانا ہے۔ ہمیں ان مسائل کو face کرتے ہوئے حل کرنا ہے۔ اپنے عوام کے لئے آسانیاں پیدا کرنی ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں یہ مخلوط حکومت انشاءاللہ نہ صرف ان مسائل پر قابو پائے گی بلکہ ان کو بہت جلد حل بھی کرے گی۔ بہت شکریہ

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو بطور چیئرمین فرائض منصبی ادا کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور گزارش کروں گا کہ اگر آپ کو gown allow ہے تو وہ بھی پہن لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ خواجہ صاحب! چیئرمین کو gown allow نہیں ہے۔ یہ صرف سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے لئے ہوتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے فیصل آباد کے علاقہ کھرڑیانوالہ میں کپڑے کی ایک مل "کمال فیبر کس" ہے۔ جس کے مالک قادیانی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! جس طرح بزنس چل رہا ہے اسی طرح نہ چلیں۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں میں نے انہیں floor دیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: تو اس فیکٹری نے ایک bed sheet تیار کی ہے جس میں printing کا کام کیا گیا ہے اور اس میں واضح طور پر ''محمد'' کا نام print کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں نے واضح طور پر حضور صلی اللہ صلیہ وسلم کی توہین کرنے کے لئے یہ ناپاک کوشش کی ہے اور سازش کی ہے۔ کل فیصل آباد میں اس کے خلاف بڑے احتجاج بھی ہوئے ہیں اور رات کو جلسہ بھی ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: میں وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان کی بات کو غور سے سنیں آپ نے ان کی بات کا جواب بھی دینا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کل جڑانوالہ میں جلوس بھی نکالے گئے ہیں اور فیصل آباد میں رات ایک بہت بڑا جلسہ ہوا وہاں پر بھی احتجاج ہوا۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہاں کھرڑیانوالہ کے مسلمان جو ہیں وہ احتجاج کر رہے ہیں اور وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر اس مل کے اوپر پابندی لگائی جائے اور انہوں نے یہ جو ناپاک سازش کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پرنٹ کرنے کی، اس کی پاداش میں ان کو black list کیا جائے۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: اور اس کپڑے کو ضبط کیا جائے اور جن لوگوں نے جو ناپاک سازش کی ہے ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی ہونی چاہئے۔ ہماری منسٹری کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں اس کپڑے کا ایک sample بھی لے کر آیا ہوں اور میں کمیٹی کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جناب وزیر ایکسائز ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! کیا فرمایا ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے جو بات کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:

(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اگر وہ repeat کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ دوبارہ سنا دیں ان کی توجہ نہیں تھی۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:

(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں وزیر خوراک سے ایک اہم مسئلے پر بات کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین: چلیں اب آپ ان کی بات سن لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ نہایت ہی اہم ترین مسئلہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان آپ کی عظمت ہمارے ہر مسئلے سے بالاتر ہے۔ کھرڑیانوالہ کی ایک فیکٹری ہے کمال فیبر کس اس کا نام ہے جس کے مالک قادیانی ہیں۔ انہوں نے ایک کپڑا تیار کیا ہے جس کے اوپر printing کی گئی ہے اور پھولوں کے اندر "محمد" کا نام print کیا گیا ہے اور اگر اس کو الٹ کر دیکھا جائے تو واضح طور پر "محمد" کا لفظ پڑھا جاتا ہے جس پر کل پرسوں سے فیصل آباد میں کھرڑیانوالہ کے مقام پر احتجاج ہو رہا ہے۔ وہاں پر مسلمان اس فیکٹری کو آگ بھی لگانا چاہتے تھے لیکن وہاں کے لوگوں نے انہیں سمجھایا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت حساس مسئلہ ہے قبل اس کے کہ یہ کوئی گھمبیر شکل اختیار کر جائے ہماری حکومت کو اس پر نوٹس لینا چاہئے۔ میں اس کپڑے کا ایک sample لے کر آیا ہوں۔ اگر آپ اس کے لئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی بناتے ہیں تو میں وہ sapmle پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:

(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ جو فاضل رکن نے مسئلہ بیان کیا ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس وقت جو ہمارا موضوع بحث ہے وہ مہنگائی کے حوالے سے تھا مگر یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس پر میں گزارش یہ کروں گا کہ ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان جو ہیں ان کو یہ take up matter کرنے کے لئے دیا جائے اور میں فاضل رکن سے یہ

درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ اس کپڑے کا sample بھی مہیا کریں اور اس مسئلے پر حکومتی level پر---

جناب چیئرمین: میں معزز رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی تحریک التوائے کار وغیرہ لے آئیں تاکہ حکومت اسے take up کر سکے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی بالکل۔ آپ اگر اس پر تحریک التوائے کار سوموار کو پیش کر دیں تو جناب چیئرمین یا سپیکر صاحب اس کو out of turn اس تحریک التوائے کار کو take up کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ تحریک التوائے کار لے آئیں تو اس کا حکومت properly جواب دے گی۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی: (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ بے شک اس کو out of turn take up کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! مولانا الیاس چنیوٹی ہمارے معزز رکن اور رہنما ہیں۔ حقائق یہ ہیں کہ ایک تو مل کے جو مالک ہیں وہ قادیانی نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات بھی ان کی بالکل ٹھیک ہے کہ اس پرنٹ کی مشابہت "محمد" سے ہے۔ میں انہیں پورے یقین سے اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ کہ وہ اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں اور جتنے ہم لوگ اپنے مذہب اسلام سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جذباتی ہیں اتنے ہی وہ بھی لوگ جذباتی ہیں۔ بدقسمتی سے یہ پاکستان میں پہلا واقعہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی بیسیوں دفعہ ایسا ہوا ہے۔ وہ جو کمپیوٹر پر سکرین بنتی ہے وہ بدقسمتی سے کسی نہ کسی چیز کا شائبہ بن جاتی ہے۔ اس سے پہلے پنجاب، کراچی، فیصل آباد اور کھرڑیانوالہ میں بھی ایسے دو تین واقعات ہو چکے ہیں۔ اب ہوا یہ ہے کہ اس کو اگر الٹ کر کے کمپیوٹر میں چیک کریں گے تو وہ "محمد" بنتا ہے۔ ویسے ان کی نیت تھی اور نہ ہی اس میں کوئی malafide intention ہے اور نہ ہی اس میں کوئی بدنیتی ہے۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب انہیں اس بات کا تھوڑا سا احساس ہوا تو

انہوں نے خود ہی رضاکارانہ طور پر اپنا سارا کپڑا ضائع کر دیا تھا جو کہ لاکھوں روپے مالیت کا تھا۔ میں یہ بھی پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ نہ تو اس بات پر stand کریں گے بلکہ معذرت بھی کریں گے کہ ہم نے جو کیا اس میں ہماری کوئی بدنیتی نہیں ہے یا خدانخواستہ نعوذ باللہ ان کے ذہن میں یہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی کرنی ہے۔ یہ بات ایک حقیقت اور مسلمہ ہے۔ ہاں! اس میں ایک بات ہو سکتی ہے کہ چونکہ کمپیوٹر یہودیوں سے نکلا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب آپ کا point of view آ گیا ہے House نے سن لیا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی ہے کہ وہ تحریک التوائے کار دے دیں متعلقہ وزیر اس پر انہیں جواب دے دیں گے۔ شکریہ۔ اب میں چودھری ندیم خادم صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ خطاب فرمائیں۔

چودھری ندیم خادم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے اس پورے House کو 14۔اگست کی آزادی کی مبارکباد دینا چاہوں گا۔ کل ہم نے بڑے شان و شوکت سے اور بڑے جوش و جذبے کے ساتھ آزادی کا دن منایا ہے۔ کل ہمارا ملک پاکستان جو ہے 61 برس کا ہو چکا ہے۔ آزادی ملے ہمیں 61 برس ہو گئے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو عوام کو صحیح معنوں میں حقیقی آزادی ابھی تک نہیں مل سکی۔ پاکستان کی عوام ابھی تک اقتصادی، معاشرتی اور جمہوری مسائل میں جکڑی ہوئی ہے اور موجودہ حالات میں آپ دیکھیں کہ مسائل نے اس طریقے سے ہمیں گھیرا ہوا ہے کہ وہ ایک بھنور کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ پاکستان کی عوام بالخصوص کم آمدنی والے لوگ جو ہیں بے روزگار لوگ جو ہیں ان پر اس مہنگائی کا زیادہ اثر پڑا ہے اور جو بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں ان سے وہ زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ آج کی بحث بھی اسی حوالے سے ہے تو میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے اس House میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کے جو حالات نظر آ رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ جو ہماری جماعت یا جو ہمارا اتحاد ہے اس کے پیدا کردہ نہیں ہیں۔ میں کسی کو blame نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی یہ وقت ہے کہ ہم ایک دوسرے کو قصوروار ٹھہرائیں۔ جس طرح بھی یہ حالات پیدا ہوئے پورا پاکستان اس House کے تمام معزز اراکین اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ حالات کیسے پیدا ہوئے۔ ہاں یہ بات بھی ہے کہ ان حالات کو ٹھیک کرنا ہماری ذمہ داری ہے نہ کہ کسی اور کی۔ یہ بات ہمیں ماننی چاہئے اور یہ بات ہمیں اس House میں متفقہ طور پر کرنی چاہئے کہ آج کے جو پیدا کردہ حالات ہیں ان کو ٹھیک کرنا ہماری ڈیوٹی ہے اور ہم نے ہی کرنے ہیں۔ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء اگر

آپ دیکھیں کہ ان کی جو shortage پیدا ہوتی ہے یا قیمتیں جو بڑھائی جاتی ہیں سب سے پہلی بات قیمتیں بڑھنے کی وہاں سے شروع ہوتی ہے جب کسی بھی چیز کی کوئی shortage پیدا ہو جاتی ہے تو ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے اور ان وجوہات کی طرف دیکھنا ہے کہ یہ shortage کیوں پیدا ہوتی ہے اور یہ مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟ ویسے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جب بین الاقوامی سطح پر تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بھی ایک وجہ ہے۔دوسری جو پیداوار میں کمی ہے یہ بھی مہنگائی کی ایک وجہ ہے کہ جب ہمیں کوئی چیز گندم، چاول یا کوئی اور چیز جس کی پیداوار کم ہوتی ہے تو جو ذخیرہ اندوز ہیں وہ اسے store کر لیتے ہیں اور وہ مہنگے داموں بیچتے ہیں۔اس کی جو ایک اور وجہ ہے جو prices پر کنٹرول نہیں ہو رہا اور میرے دیکھنے میں جو آئی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے جو price control Magistrates مقرر کئے ہیں یا جو کمیٹی بنائی ہے جو پرائیویٹ لوگوں پر مشتمل ہے تو ایک price list Magistrate نکالتے ہیں اور ایک price list مارکیٹ کمیٹی والے نکالتے ہیں۔ میں نے پچھلے ہفتے اپنے جہلم شہر میں دیکھا ہے کہ price control Magistrate کی لسٹ اور مارکیٹ کمیٹی والوں کی لسٹ میں ہی prices کا 100 فیصد فرق ہے تو جو کچھ یہ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ قصوروار مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین ہیں ان کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہوتا ہے ان کے خلاف ہمیں serious action لینا چاہئے اور باقی دوست یا میں بھی جو proposals دوں گا ان میں میری یہ بھی proposal ہے مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین کی ملی بھگت سے یہ ہوتا ہے۔price control Magistrate ایک لسٹ نکالتا ہے تو مارکیٹ کمیٹی کی لسٹ اس سے کیوں زیادہ ہوتی ہے میں نے اس میں 100 فیصد کا فرق دیکھا ہے ان کے خلاف serious action لینا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ مارکیٹ کمیٹی کے ملازمین پر پرچے دینے چاہئیں اور ان کو سزا ہونی چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں میں جہلم گیا ہوں تو میں نے اپنے ڈی۔ سی۔او صاحب سے پوچھا کہ ہمارے ضلع کے مجسٹریٹس کی performance کی لسٹ kindly مجھے دے دیں جیسا کہ ہمارے وزیر صاحب آپ کی وساطت سے ہاؤس کو بتا رہے تھے کہ پورے پنجاب کی پچھلے مہینے کی details ان کے پاس ہیں تو میرے پاس جو detail موجود ہے اگر آپ لینا چاہیں تو میں دے سکتا ہوں۔اس میں دیکھا یہ گیا ہے کہ ان کی performance جو کچھ

ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہے۔ انہیں جتنے ریڈ کرنے چاہیئں تھے، منافع خوروں کے جتنے کیس رجسٹر ہونے چاہیئں تھے وہ نہیں ہوئے۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! کوئی 21 ممبران باقی ہیں جنہوں نے ابھی بولنا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہر ممبر کو 5 منٹ بات کرنے کا پابند کریں۔

جناب چیئرمین: جی، kindly wind up کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب چیئرمین! جب بھی آپ bell بجائیں گے میں اپنی تقریر wind up کر کے seat پر بیٹھ جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: میری طرف سے تو bell بج گئی ہے آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری ندیم خادم: ٹھیک ہے جی، میں کر لیتا ہوں۔ 5 منٹ میں تقریر تو مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت سارے دلائل دینے ہیں تو چونکہ میرے بھائی نے وقت کے بارے میں point out کیا ہے تو میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے یہی کہوں گا کہ اس ہاؤس کو ہم نے اور اپوزیشن والوں نے مل کر چلانا ہے۔ ہم سب نے اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ آج ملک جن مسائل میں جکڑا ہوا ہے ہم اکیلے اس کو بہتر طریقے سے نہیں نکال سکیں گے اور اپوزیشن والوں سے میری یہی رائے ہے کہ آپ ہم پر تنقید اسی وقت کریں جب ہم کوئی غلط کام کریں۔ جب آپ کو ہمارا کردار صحیح نظر نہیں آتا تب آپ کی تنقید بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ مسز آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آج اس وقت topic ہے کہ ضروری اشیاء کی رسد۔ ایک عجیب و غریب بات ہوئی جس سے کہ ہر کوئی حیرت زدہ رہ گیا۔ جیسے ہی ہماری حکومت ختم ہوئی اور سابقہ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب نے اپنی کرسی چھوڑی، very next day بجلی غائب، اس کے اگلے دن گیس غائب، اس کے اگلے دن آٹا غائب اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے آج تک اس انتہا تک پہنچ گیا ہے کہ چینی، پتی، گھی، سبزیاں حتیٰ کہ فروٹ اور پھر ظلم یہ کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کہیں کرائے زیادہ ہو گئے، کہیں پٹرول کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور اب متوقع ہے کہ سانس لینے پر بھی بل آیا کرے گا۔

جناب چیئر مین! اس وقت عوام کی یہ حالت ہے کہ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ:

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

اتنے شور و غوغا کے باوجود موجودہ حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صمم بکم من امین، کہ ان کے سننے، سمجھنے کی صلاحیتیں جواب دے چکی ہیں۔ ان کو احساس ہی نہیں ہے کہ عوام کے مسائل کیا ہیں؟ ان کو صرف تین صدائیں آتی ہیں جو انہیں سنائی دیتی ہیں۔ ایک صدا آتی ہے کہ ججز بحال ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: جی، آپ تشریف رکھیں انہیں بات کر لینے دیں اس کے بعد آپ بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: دوسری طرف سے صدا آتی ہے، مواخذہ۔ مواخذہ، مواخذہ، انہیں سنائی دیتا ہے۔ تیسری جانب سے انتقامی کارروائیاں۔ بلاامتیاز، بلاسوچے سمجھے دن رات آفیسرز کے تبادلے، اس کو ادھر پھینک دو، اُس کو اُدھر پھینک دو۔ انہوں نے 22 ہزار تبادلے کئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں، اس کے بعد بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! ان کا نعرہ تھا کہ حکومتی خزانے کے اوپر بوجھ کم کیا جائے گا اور انہوں نے 22 ہزار تبادلے کئے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک تبادلے کے اوپر 40 سے 50 ہزار روپیہ خرچہ آتا ہے یہ خزانے کے اوپر بوجھ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ سارا کچھ بڑے طریقے سے manage ہو سکتا تھا لیکن کیا کیجئے:

پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پہ نہیں آتی

میرے بھائی وزیر کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا، پوری دنیا کے جتنے بھی غیر ترقی یافتہ مظلوم ممالک ہیں ان کی فہرست سامنے رکھ دی کہ فلاں جگہ یہ قیمت ہے، فلاں جگہ یہ قیمت ہے، فلاں جگہ یہ قیمت ہے، کاش! کہ وہ کسی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں ہمیں کھڑا کرتے۔ انہوں نے ہمیں ان ممالک میں لا کر کھڑا کر دیا اور وہ بھول گئے، یہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ بتاتے کہ ترکی میں ایک ڈبل روٹی وہاں کی کرنسی ایک لیرا کی ملتی ہے، وہ بھول ہی گئے۔ پھر انہوں نے بڑی لمبی چوڑی توجیحات پیش کیں۔ مہنگائی ہوتی ہے پوری دنیا میں ہوتی ہے لیکن کس انداز سے ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں wind up کیجئے آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اس وقت ہماری حالت ایسی ہے کہ جیسے ایک جہاز بغیر پائلٹ کے ہو اور اس کا پائلٹ اور کو پائلٹ مل کر چیس کھیلنے میں مصروف ہیں اور انہیں یہ نہیں پتا کہ ۔۔۔

جناب چیئرمین: جی۔ تشریف رکھئے۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میرے 5 منٹ نہیں پورے ہوئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھئے۔ (قطع کلامیاں)

آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے۔ نہیں، آپ تشریف رکھئے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:

(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! میں اپنے فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، پہلے اپوزیشن لیڈر صاحب بھی یہاں پر بات کر گئے ہیں۔ میرا بولنا بنتا تو نہیں کیونکہ ندیم کامران صاحب نے wind up کرنا ہے مگر میں انتہائی مختصراً ان سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم نے یہاں پر اپنی neighbouring countries کی figures دی تھیں۔ اس میں کوئی بلجیئم تھا، نہ فرانس تھا جو اپوزیشن لیڈر یہاں پر نام لے کر گئے ہیں، نہ ترکی تھا، پتا نہیں ان لوگوں نے ترکی جانا ہے۔ میں نے اس میں انڈیا، بنگلہ دیش، افغانستان اور ایران، جو ہمارے چاروں طرف regions ہیں ان کے نام دیئے تھے، ان سے ہم نے prices comparison کیا تھا، Not with Belgium, Turkey, France and other countries.

جناب چیئرمین: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرا خیال ہے سب کی بات سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے ہم بھی بڑی دیر سے سب کی بات سن رہے ہیں۔ اپنی باری پر کوئی بات کرلے تو بہتر ہوگا۔ مجھے بہت ساری باتیں سن کر بہت دکھ ہوا جب فاضل منسٹر صاحب نے اپنی speech کا آغاز کیا تو انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے ملک کا کوئی ایسا گراف پیش کرتے جس میں مہنگائی کا اتار چڑھاؤ تسلیم کرتے اور اس کے بعد کوئی ایسی proposals لاتے جس پر ہم سب مل کر اس مسئلے کو حل کی طرف لے کر جاتے۔ دوسرا یہ کہ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور آج یہاں پر ایک فاضل رکن نے بجا کہا کہ ہمیں اس سارے مسئلے کو حل کرنے کے لئے زرعی پیداوار بڑھانے کے اوپر زیادہ توجہ دینی ہے۔ تو

کاش! کہ یہاں ایگریکلچر منسٹر صاحب بھی ہوتے، وہ بھی note points کر لیتے تاکہ اس معاملے میں اچھے طریقے سے کوئی حل تلاش کیا جاتا۔ آج اگر دیکھا جائے تو دن بدن کا بڑھتا ہوا ہمارا تجارتی خسارہ اس وقت 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور روز بروز پاکستانی روپے کی قدر میں تیزی سے کمی آ رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ واحد ایک ایسی چیز ہے کہ پچھلے 5/4 ماہ میں بہت کمی واقعہ ہوئی ہے۔ اگر آج کا inter bank rate دیکھا جائے تو ڈالر کے مقابلے میں 76.75 روپے ہے اور open market میں 77.10 روپے ہے۔ آج سب سے زیادہ کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ ان معاملات کا سنجیدگی سے notice لینا ہوگا کیونکہ ہمارا غذائی گروپ ہے اور پچھلے سال کی نسبت ان 5 ماہ میں اگر دیکھا جائے تو 32.53 فیصد خوفناک حد تک اضافہ اس ساری صورتحال میں ہوا ہے اور یہ حکومتی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم اگر ہول سیل کی قیمتوں کا جولائی 2008 کا جائزہ لیں تو اس میں 34.02 فیصد اضافہ ہوا ہے جو کہ صرف جون کے مقابلے میں 4.35 فیصد زیادہ ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے آپ سے اجازت بھی نہیں لی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں صرف points لے رہا ہوں۔

میاں نصیر احمد: کسی سے لکھوائی ہوئی تقاریر کا رواج اب ختم ہو جانا چاہئے۔ یہ paid لوگوں کی لکھی ہوئی تقاریر یہاں پر لے کر آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میاں صاحب کو پہلے سمجھائیں کہ پہلے ان کے وزیر صاحب نے بھی اسی طرح تقریر کی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر سارے معاملات پر نظر ڈالی جائے تو یقیناً 5 ماہ میں جس طرح مہنگائی اور قیمتوں کا گراف دن بدن بڑھ گیا ہے۔ اس سے انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ ان سارے معاملات پر کاش ہم کچھ ایسے اقدامات اٹھا لیتے کہ جس سے سلسلہ بہتر ہوتا۔ یہاں پر اتوار بازاروں کی بات ہوئی، یہاں پر price control magistrates کی بات ہوئی تو اگر ہمارے کسی معزز رکن کو اتوار بازار جانے کا اتفاق ہو تو میرے خیال میں عام بازار سے زیادہ اتوار بازار

کی قیمتیں آسمانوں تک پہنچ چکی ہیں اور وہاں پر کوئی کنٹرول سسٹم نظر نہیں آتا۔ وہاں نہ کوئی price control magistrates نظر آتے ہیں جو کنٹرول کر سکیں۔ وہ صرف اور صرف حراساں کر رہے ہیں اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر بند کر رہے ہیں اور سزائیں دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔ یہاں پر معطلی کا ایک نظام رائج کر دیا گیا ہے کاش کہ یہ لوگ یہ سوچتے کہ ہم کیا سلسلہ بنا رہے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو تیل کی قیمتوں کو جو دن بدن بڑھایا گیا ہے اس کا کیا حشر ہوا۔ اگر آج قیمتیں کم ہوئی ہیں تو حکومت ان کی قیمتوں کو کم کیوں نہیں کرتی؟ اسی طرح کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک وفاقی وزیر قدرتی گیس کی قیمت کو اس انداز سے بڑھاتا ہے اور دوسرے دن پوری قوم کے سامنے وہی وزیر معذرت کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی اور غلط notification جاری ہو گیا اور ایک دن میں C.N.G stations اور جن لوگوں نے اس کا فائدہ اٹھایا ہے جبکہ ایک عام آدمی کو اس کا فائدہ نہیں دیا گیا۔

جناب والا! اس سارے سلسلے کو دیکھا جائے تو گیس کی قیمتوں میں 31 فیصد کا اضافہ ان 4 مہینوں میں ہوا ہے۔ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ اگر آج ہم دیکھیں حکومت نے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا تھا کیا یہ نعرہ دھرے کا دھرا نہیں رہ گیا؟ کیا اس نعرے کو آج عملی جامہ پہنانا حکمرانوں کا فرض نہیں تھا لیکن انھوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔

جناب والا! میں صرف یہی کہوں گا کہ اگر ہم اس پر تھوڑی سی توجہ دیں تو ہم اس مسئلہ کو بہتر کر سکتے ہیں۔ حکومتی لوگوں نے Food Stamp Scheme کے نام پر 22 billion کی رقم مختص کی ہے لیکن یہ بھی سیاسی نذر ہو رہی ہے کیونکہ اس میں 5000 خاندان ہر حلقے سے سیاسی لوگوں کی recommendation پر لیا جا رہا ہے جبکہ یہ میرٹ پر ہوتا جس طرح ووٹروں کی فہرستیں بنائی جاتی ہیں کہ اساتذہ گھر گھر جا کر صحیح لوگوں تک پہنچاتے تو شاید اس کی نسبت بھی بہتر ہوتی اور یہ سلسلہ بہتر ہوتا۔

جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ہمیں زرعی پیداوار کو بڑھانا ہوگا۔ Price Control Committees کو فعال کرنا ہوگا اور کسان کی اجناس، پھل اور سبزیوں کھیت سے منڈی تک جو سلسلہ ہے اس کو بہتر کرنا ہوگا۔ زرعی سیکٹر میں سرمایا کاری کے لئے مراعاتی پیکج کو متعارف کرانا ہوگا اور زرعی مشینری پر ڈیوٹی کی چھوٹ ہونی چاہئے اور عام قیمتوں پر جو زمین کی فراہمی، زرعی ادویات، کھاد اور بجلی پر خاص subsidies دینی ہوں گی۔ یہاں پر subsidy کے حوالے سے بات ہوئی

ہے اگر سابقہ حکومت نے subsidy دے کر قیمتوں کو متوازن رکھا تو حکومت اس وقت subsidy کیوں نہیں دیتی؟

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں سب سے پہلے جو بات یہاں پر ہوئی ہے اس کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

ملک محمد نواز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ملک نواز صاحب!

ملک محمد نواز: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ چیئرمین کی حیثیت سے تشریف فرما ہیں۔

جناب چیئرمین: مہربانی۔ شکریہ۔

ملک محمد نواز: جناب چیئرمین! اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ میرے بھائی ابھی بات کر رہے تھے۔ انھوں نے جتنی تقریر کی ہے اس میں انھوں نے متعدد بار افسوس کا لفظ دہرایا ہے کہ ہمیں افسوس ہے کہ تیل بڑھ گیا، ہمیں افسوس ہے کہ تیل گھٹ گیا، ہمیں افسوس ہے کہ آٹا مہنگا ہو گیا، ہمیں افسوس ہے کہ گھی مہنگا ہو گیا۔(قہقہہ)

جناب سپیکر! اس میں اصل حقائق یہ ہیں کہ 18۔تاریخ کو جس طرح یہ پٹے ہیں۔ ان کو اس بات پر افسوس ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔آپ کا point of view آ گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! یہاں پر اس بات کا ذکر ہوا کہ عالمی منڈی میں پٹرول کی قیمت کم ہوئی ہے اور پاکستان میں اس لحاظ سے پٹرول کی قیمتوں کو کم نہیں کیا گیا۔ میرا پہلا point تو یہ ہے کہ اس بات کو آپ نے بھی تسلیم کیا کہ اگر عالمی منڈی میں پٹرول کی قیمتیں کم ہوئی ہیں تو پاکستان میں بھی کم ہونی چاہیئں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ہم سب لوگ آج یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم اپنا پیغام مرکزی حکومت کو پہنچائیں۔ وہ ایک تحریک کی

شکل میں بھی ہو سکتا ہے۔ یہ حق کی بات ہے۔ یہ بات ان کی نظر میں آنی چاہئے تاکہ پٹرول کی قیمت کم ہو سکے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ وزیر صاحب نے واقعی یہاں جو پورے کا پورا سسٹم پیش کیا۔ یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ ملک کے اندر مہنگائی نہیں ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب موجود ہیں۔ انھوں نے یہاں جدہ کی بات کی۔ آپ آج وہاں چلے جائیں اور مکہ شریف اور مدینہ شریف دیکھیں۔ میں اس دفعہ بھی عمرہ کی ادائیگی کے لئے گیا ہوں۔ ایک ریال میں cane ملتا تھا آج سے 5 سال پہلے بھی ملتا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! ہمیں حقیقت کی طرف آنا پڑے گا۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اپنی پوری کوشش کر رہی ہے لیکن کوشش کے باوجود جب تک مہنگائی پر کنٹرول نہیں ہوگا لوگوں کو ریلیف نہیں ملے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف باتوں کی حد تک بات ہے۔ آج دیکھئے اگر یہ کہتے ہیں کہ اتنا فرق ہے تو ان کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ وہاں پر مہنگائی پر پورے کا پورا کنٹرول ہے۔ یہاں کیا ہوا کہ آج آپ حقیقت کو تسلیم کریں تو پنجاب میں پاکستان میں گنے کی کاشت اتنی تھی کہ لوگوں کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں اور کسی کے گنے کو پوچھا نہیں گیا۔ زمیندار کو گنے کا پیسا بالکل نہیں ملا۔ وہ گنا فصلوں اور کھیتوں کے اندر تباہ و برباد ہو گیا۔ اگر وہ گنا سنبھالا جاتا تو میرے خیال میں اس سال شوگر کی کمی بھی نہیں ہو سکتی تھی اور چینی کا ریٹ بھی نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس میں یہ ہوا کہ کوئی ایسی planning کی گئی کہ زمیندار جس نے اپنا گنا کاشت کیا ہو، اس کا گنا نہ اٹھایا گیا ہو اور اس کو اس کی قیمت ملے۔ جن ملکوں کی یہ بات کر رہے ہیں تو وہاں زمینداروں کے لئے پورا قانون بنا ہوا ہے۔ آپ انڈیا میں چلے جائیں تو وہاں پر اگر زمیندار نے اپنا ٹیوب ویل لگوانا ہوتا ہے تو گورنمنٹ اس کو پوری سہولت دیتی ہے۔ یہاں پر کافی زمیندار ایم پی اے بیٹھے ہوئے ہوں گے، ایک بھی کھڑا ہو کر بتا دے کہ اگر ایک زمیندار ہمارے پاس آئے اور وہ کہے کہ میری پچاس ایکڑ زمین ہے اور میں نے اس میں ٹیوب ویل لگوانا ہے تو حکومت اس کو ایک poll نہیں دیتی، یہ بات سچ ہے اور ہمیں اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ ایک زمیندار جس کی پچاس یا پچیس ایکڑ زمین ہے تو ہم اس کو ایک poll نہیں دے سکتے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم زمیندار کے ساتھ sincere نہیں ہیں۔ جب تک ہم زمیندار کے ساتھ sincere نہیں ہوں گے، اس کو سہولیات نہیں ملیں گی تب تک یہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کا

artificial system چلتا رہے گا اور کچھ بھی نہیں ہو گا۔ آج زمیندار اگر اپنی زمینوں کی طرف جائے، اس کو سہولتیں ملیں تو یہ مہنگائی ختم ہو جائے گی اور میرے بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے۔ میں نے یہ بات پہلے تسلیم کی ہے اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ پنجاب حکومت اپنی پوری کوشش کر رہی ہے لیکن جب تک ہم اس کی تہہ تک نہیں پہنچیں گے اس وقت تک کامیابی بالکل نہیں ہو گی۔ یہ کہہ دینا بالکل آسان ہے اور ہم دبئی میں قیمتوں کو دیکھ رہے ہیں، سعودیہ، انڈیا اور بنگلہ دیش سے موازنہ کر رہے ہیں۔ میں کھاریاں پی پی۔113 سے ایم پی اے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانچویں دفعہ ہم نے اپنی سیٹ repeat کی ہے۔ میں تمام ملکوں میں جاتا رہتا ہوں اور میرے حلقہ انتخاب کے لوگ وہاں رہتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بات کر رہا ہوں میں اس میں قوم کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ یہ سچی اور کھری باتیں ہیں اسے آپ سن لیں۔ آپ باہر چلے جائیں تو وہاں بے روزگار آدمی کو گھر ملے گا، برطانیہ میں چلے جائیں تو وہاں کوئی آدمی بھوکا نہیں ہو گا لیکن یہاں آپ کسی اشارے پر کھڑے ہو جائیں تو آپ کو 50 فقیر ملیں گے، وہ بھوکے ہوں گے اور ان کا پیٹ تنگ ہو گا لیکن ہم نے ان کے لئے کیا کیا؟ یہ سوچنے والی بات ہے۔ جب تک ہم یہ نہیں سوچیں گے کہ ہمارا ملک گندم میں خود کفیل ہو۔ ہم نے جس طرح گندم اکٹھی کی۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! Wind up کریں۔

میاں طارق محمود: جناب چیئرمین! صرف ایک منٹ میں ختم کر دوں گا۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ ہم نے گندم کس طرح سے اکٹھی کی؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پٹواری نے گندم زبردستی زمینداروں کے گھروں سے اٹھائی اور سختی سے ان سے خریدی گئی اور اس ریٹ سے خریدی گئی جس سے زمیندار کے پیسے بالکل پورے نہیں ہوتے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں سسٹم کو بدلنا ہو گا۔ جب تک ہم اس سسٹم کو نہیں بدلیں گے اس وقت تک مہنگائی پر کنٹرول ہو گا اور نہ زمیندار کو فائدہ ملے گا۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ حکومت کو فوری طور پر سب سے پہلے زمینداروں کو relief دینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خواجہ عمران صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! میں صرف تیس سیکنڈ لوں گا۔ میری فاضل بہن اور چیمہ صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں۔ میں ان کو یہ بات یاد کروانا چاہتا ہوں کہ واقعی جس طرح میری بہن نے کہا کہ پرویزالٰہی صاحب نے جیسے ہی اپنی وزارت اعلیٰ کا چارج چھوڑا تو فوری طور پر آٹا وغیرہ اور ساری چیزیں غائب ہو گئیں اور ساتھ ہی ان کا وزیر اعظم بھی فوری طور پر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی یادداشت کے لئے میں بتانا چاہوں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب! آپ کا یہ point of view آ گیا ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب چیئرمین! تمام ہاؤس کو معلوم ہے کہ جو نگران setup آیا تھا اس میں وزیر اعلیٰ کا پروٹوکول کون enjoy کرتا رہا۔ ایک میٹنگ میں جب جسٹس اعجاز نثار صاحب تشریف لائے اور ان سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ میں C.M صاحب سے مل کر آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ میں نے محترمہ کو floor دیا ہوا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہاں پر موجود حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے ممبران سے خصوصی طور پر وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب جو موجود تو نہیں ہیں، ان سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کے اوپر گزشتہ حکومت کا فوبیا عروج پر ہے۔ چودھری پرویزالٰہی صاحب اور چودھری شجاعت حسین صاحب کا ڈر انہیں سوچنے، سمجھنے اور بولنے کی طاقت سے محروم کر چکا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR. CHAIRMAN: No cross talk.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! ہاؤس کو in order کیا جائے اور ان کو یہاں پر بیٹھنے کے آداب سکھائے جائیں کہ جب کوئی بات کر رہا ہو تو بیچ میں cross talk نہ کریں otherwise یہ یہاں سے جا کر تھوڑی سی ٹریننگ لے لیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! ان کے پاس بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سلسلے میں اس floor پر اور نہ ہی عوام کے سامنے کوئی جامع جواز ہے۔ ان کے پاس ہر بات کا ایک ہی جواب ہے کہ پچھلی حکومت، پچھلی حکومت، پچھلی حکومت۔ گزشتہ پانچ ماہ سے عوامی مشکلات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آٹے کا بحران بدستور موجود ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. CHAIRMAN: No cross talk please.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! Kindly یہ ہاؤس میں بیٹھنے کے manners سیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ میرے ساتھ مخاطب ہو کر بات کریں اور اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان اسی طرح موجود ہے، یوٹیلٹی بلز میں اضافے کی تلوار قوم کے سروں پر لٹکتی رہتی ہے، بیس کلو آٹے کا تھیلا ساڑھے چار سو روپے بلیک میں باہر دیا جا رہا ہے، فلور ملز کی ڈیمانڈ کے مقابلے میں بیس فیصد آٹا فراہم کیا جا رہا ہے جو نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ ماہ رمضان سر پر ہے اور آٹے کے بحران میں کمی آنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ جس طرح میری بہن آمنہ الفت نے good governance کی بات کی تھی تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب جو ہمارے محترم سابقہ وزیراعلیٰ ہیں ان کے پاس ضرور کوئی ایسی جادو کی چھڑی یا کوئی الہ دین کا چراغ تھا کیونکہ ان کے جاتے ہی وہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ میری حکومتی بنچز سے گزارش ہے کہ اگر ان سے حکومت کنٹرول نہیں ہو رہی، مہنگائی کنٹرول نہیں ہو رہی تو ہمارے سابقہ وزیراعلیٰ سے help لے لیں وہ بڑے فراخ دل ہیں اور وہ ان کی ضرور مدد کریں گے بلکہ وہ ان سے جادو کی چھڑی بھی پوچھ لیں کہ وہ کون سی تھی جس سے انہوں نے اتنی اچھی پانچ سال حکومت چلائی۔ یہ لوگ جو مہنگائی کا طوفان لے کر آئے ہیں اس کو انہوں نے کنٹرول رکھا، انہوں نے عوام کو وہ سہولیات دیں اور آج پانچ ماہ میں عوام کے ساتھ کیا ہو گیا ہے، خودکشیاں عام ہو گئی ہیں۔ یہ لوگ کوئی خدا کا خوف کریں کیونکہ ہم نے اسی دنیا میں نہیں رہنا۔ ہم یہاں پر تو بہت سے ذریعوں سے نکل جائیں گے لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی عدالت ہے جس میں ہم سب نے جواب دینا ہے اور وہاں پر ان سے حساب کتاب ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

ایک آواز: وہاں پر شوکت عزیز بھی جواب دے گا۔

جناب چیئر مین: پلیز خاموشی اختیار کریں۔ محترمہ! اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے جو consumer courts کا فیصلہ لیا تھا اسے آگے بڑھایا جائے۔ یہ ملک اُس وقت تک ترقی نہیں کرے گا، اس ملک میں اُس وقت تک خوشحالی نہیں آئے گی جب تک ہم ایک دوسرے کی اچھی اور positive چیزوں کو اسی طرح لتاڑتے رہیں گے۔ صرف اس وجہ سے کہ پچھلی حکومت کی نیک نامی نہ ہو، اس حکومت کے اچھے فیصلوں کو لوگوں کے سامنے سراہا نہ جائے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! پلیز جلدی wind up کیجئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: اگر مجھے بیچ میں اتنی دفعہ interrupt کیا جائے گا تو میں کیسے ختم کروں گی۔

جناب چیئر مین: آپ توجہ نہ کریں۔ صرف اپنی بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئر مین! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ Price Control Committees کے ذریعے لوگوں کو oblige کرنے کا جو طریقہ بنایا تھا اس میں کوئی check and balance نہیں ہے اور وہاں پر اپنی مرضی سے سفارشیں چل رہی ہیں at least consumer courts میں سفارش کا کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ اب آپ اتوار بازار میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر مختلف ریٹس ہوں گے وہاں پر کسی قسم کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے اس اچھے اقدام کو دوبارہ سے اپنائیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کوئی نہیں کہے گا کہ یہ ان کی چیز تھی۔

جناب چیئر مین: خدیجہ عمر صاحبہ! بہت شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ اب میں نے سید ناظم حسین شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب چیئر مین! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں Price Control Committee کا چیئر مین ہوں۔ مہنگائی کی بات کو ہم مانتے ہیں کہ واقعی مہنگائی ہے لیکن آپ دیکھیں کہ کوئی بھی بیماری ہو in the beginning, it is very difficult to diagnose but easy to cure جب بیماری بڑھ جاتی ہے تو it is easy to diagnose but very difficult to cure ابھی معزز رکن یہاں پر پچھلی حکومت کا ذکر کر رہی تھیں۔ یہاں آٹے کا بحران ہم مانتے ہیں مگر ہم یہ دیکھیں کہ جب گندم

کی بیجائی ہو رہی تھی تو اس وقت اس صوبے میں کون حکمران تھا؟ ہم تو نہیں تھے۔ وزیر اعلیٰ پرویزالٰہی صاحب تھے اور پھر آپ دیکھیں کہ پانچ سال تک متواتر بلا شرکت غیرے چودھری پرویزالٰہی صاحب وزیر اعلیٰ رہے ہیں اور ان کو بہت موقع تھا کہ وہ ہمیں ایسی پالیسیاں دے جاتے جس سے یہ ملک بھی مستفید ہوتا اور ہم بھی مستفید ہوتے مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی جو پالیسیاں تھیں، آپ ایک مثال لے لیں کہ ملتان میں کھاد فیکٹری کی قیمت میاں نواز شریف کے دور میں 42۔ارب روپے لگی تھی مگر انہوں نے اس وقت اس کو فروخت نہیں کیا تھا۔ مگر ان کو دیکھیں کہ 14۔ارب روپے میں فروخت کر دی گئی۔ آج جناب والا! اکنامکس کا ایک بڑا سادہ سا کلیہ ہے اور وہ supply and demand ہے۔ جہاں supply کم ہو گی، demand زیادہ ہو گی تو ظاہر ہے کہ مہنگائی ہو گی۔ آپ گندم کی supply کے حوالے سے دیکھیں کہ جب گندم کی بیجائی ہو رہی تھی تو اس وقت چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب آبپاشی کے وزیر تھے اور چودھری پرویزالٰہی صاحب وزیر اعلیٰ تھے اس لئے جو چیزیں ہمیں وراثت میں ملی ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں ان کا اور ہاؤس کا ریکارڈ درست کر دیتا ہوں۔ اگر آپ اکتوبر 2005 سے لے کر اکتوبر 2006 تک دیکھیں تو قیمتوں میں جو اضافہ کی شرح ہے وہ 8.83 فیصد ہے جبکہ ان چار ماہ میں 35 فیصد بڑھ گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا point of view آگیا ہے اور ریکارڈ میں بھی آگیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں ان کی بات مانتا ہوں۔ شروع میں، میں نے عرض کیا ہے کہ It is easy to diagnose and difficult to cure جب بیماری بڑھ جاتی ہے تو easy to diagnose ہو جاتا ہے مگر difficult to cure ہمیں جو چیزیں وراثت میں ملی ہیں۔ اب آپ دیکھیں میاں محمد شہباز شریف جنہوں نے مجھے بھی پرائس کنٹرول کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں ہر جگہ ڈی سی او کے ساتھ مل کر sure کر رہے ہیں کہ قیمتوں کو کنٹرول میں رکھا جائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیں گے اور ان سے بھی

مشاورت کریں گے کہ جو خرابیاں ہمیں وراثت میں ملی ہیں ان کا کس طریقے سے مداوا کیا جائے۔ آج آپ دیکھیں کہ یہاں پر آئے دن گیس کی بھی shortage ہو رہی ہے۔ ان حالات کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب والا! اکبر بگٹی کا قتل ہم نے تو نہیں کیا۔ بلوچستان کے حالات ہم نے تو خراب نہیں کئے۔ جب وہاں پر حالات ایسے خراب ہوں اور جب سپلائی کم ہو گی تو مہنگائی بھی ہو گی۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! wind up کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ ابھی انہوں نے 22 بلین روپے رکھے ہیں۔ یہ ایک اچھا قدم ہے اور یہ ایک ریکارڈ کی بات ہے کہ آپ دیکھیں کہ میاں محمد شہباز شریف نے King is a person who makes history at every step انہوں نے ایک تاریخ مرتب کی ہے۔ یہ بھی کر سکتے تھے کہ یہاں پر اگر 18 لاکھ آدمیوں کو منی آرڈر جا رہے ہیں۔ کل انہوں نے اس کا افتتاح کیا ہے۔ 22 بلین روپے اگر ان کو جا رہے ہیں اور اس کا ہم نے یہ کیا ہے کہ کوئی political bribe نہ ہو بلکہ ہم نے verification کے حوالے سے ہر ڈی سی او کو یہ اختیار دیا ہے کہ جب تک وہ verify نہیں کرے گا تو ان کے پاس یہ پیسا نہیں جائے گا۔ اس لئے ہم نے ڈی۔ سی۔ او کو اس کی ذمہ داری دی ہے۔ ڈی۔ سی۔ او پوری حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہمیں وقت دیں۔ ہم مانتے ہیں کہ مہنگائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع فراہم کیا اور اس کی مدد شامل حال رہی تو ہم مہنگائی کو کنٹرول کریں گے اور اپوزیشن کو بھی مشاورت میں لے آئیں گے۔ کیونکہ جب یہ گورنمنٹ میں تھے تب آپ بھی اپوزیشن میں تھے، ہم بھی تھے تو کیا انہوں نے ہمیں کوئی مراعات دی تھیں مگر on the floor of the House میں کہتا ہوں کہ ہم ان سے ضرور مشاورت کریں گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب خالد جاوید اصغر!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جاوید حسن گجر!۔۔۔، جناب محمد وارث کلو!

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

محترمہ شمائلہ رانا: جناب چیئر مین! اپوزیشن لیڈر نے mention کیا تھا price hike یہ بات تو price hike کی بہت کرتے ہیں اور پچھلے پانچ سالوں کی بہت کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ institutions کام نہیں کر رہے تھے اور لوگ انصاف کے لئے ترس رہے تھے۔ پھر اپوزیشن لیڈر نے یہ بات کی کہ رمضان المبارک میں قیمتیں بڑھ جائیں گی۔

جناب چیئر مین: آپ تقریر مت کیجئے۔

محترمہ شمائلہ رانا: میں تقریر نہیں کر رہی تھوڑے سے points state کر رہی ہوں۔

جناب چیئر مین: آپ اپنی تقریر میں ان کا جواب دیجئے گا اگر آپ نے کوئی ضروری بات کرنی ہے ورنہ تشریف رکھیں۔ شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئر مین: کلو صاحب! محترمہ بڑے عرصے سے کھڑی ہو رہی ہیں ان کی ایک منٹ بات سن لیں کہ یہ کیا کہنا چاہتی ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: بہت مہربانی، جناب چیئر مین! میں نے صرف یہ کہنا تھا کہ یہ ہمیں بار بار مشورہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ manner سیکھیں۔ آپ کوئی پروگرام بنالیں جس میں انہیں بتائیں کہ وردی کو ووٹ کیسے دیا جاتا ہے؟

جناب چیئر مین: شکریہ۔ آپ کا point of view آگیا ہے۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئر مین! کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ آج کا موضوع میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کے بعد ہمارے ملک کا، ہمارے صوبہ کا سب سے اہم مسئلہ ہے جس پر آج بحث ہو رہی ہے۔ اس وقت مہنگائی لوگوں کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مہنگائی اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ابھی وزیر صاحب نے جو opening speech کی اس میں انہوں نے اپنے اقدامات بتائے۔ جن میں ٹاسک فورسز بھی بنائی گئی ہیں اور فوڈ سٹیمپ پروگرام بھی شروع ہو چکا ہے۔ جس میں 22 لاکھ خاندانوں کو ایک ہزار روپیہ ملے گا۔

انہوں نے اور بھی کافی سارے اقدامات بتائے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب پوری طرح تگ ودو کر رہے ہیں، کوشش کر رہے ہیں۔ ان کو آئے ہوئے ابھی دو ماہ ہوئے ہیں اور وہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اس مہنگائی سے نمٹا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 18۔ فروری کے الیکشن میں عوام نے ایک آمر کے خلاف coalition کو ووٹ دیا، جس طرح انصاف لینے کے لئے دیا، جس طرح مہنگائی پر قابو پانے کے لئے اس coalition کو اور لوگ چاہتے تھے کہ ہمارے سارے مسائل حل ہوں۔ اس سلسلے میں، میں مختصراً بات کروں گا چونکہ کافی دوست بے قرار بیٹھے ہیں۔ میرے دوست میاں طارق صاحب نے بتایا، میں خلوص دل سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ طلب اور رسد کا مسئلہ ہے اور آج ملک میں جو مہنگائی کی لہر ہے اور اس میں یہ ہے کہ جتنی طلب ہے اتنی کسی چیز کی بھی رسد نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ اہم چیز گندم ہے کیونکہ جب تک لوگوں کے پیٹ میں روٹی نہیں جائے گی تو اس وقت تک لوگ برداشت نہیں کر سکتے اور اس وقت فی الواقعہ یہ حالت ہو چکی ہے کہ لوگ گندم ڈھونڈتے ہیں اور گندم نہیں ہے اور اس صورتحال کوئی تنقید نہیں کر رہا۔ میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان کے دور میں جب گندم 600 روپے من تھی اس وقت export کی گئی اور پھر 1400 روپے میں فی من import کی گئی۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ عارضی steps جو ہیں آپ مجسٹریٹ بنالیں، آپ ٹاسک فورسز بنالیں، آپ ایک ایک ہزار روپے دیتے رہیں، وہ بہت اچھی بات ہے اور یہ سارے steps مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک عارضی steps ہیں لیکن جب تک آپ پوری رسد نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ گندم کا مسئلہ آ جائے گا، چینی کا مسئلہ آ جائے گا، آلو کا مسئلہ آ جائے گا، چاول کا مسئلہ آ جائے گا۔ اس سلسلے میں ہمیں زراعت کو ترقی دینی ہوگی۔

جناب چیئرمین! ہمیں اپنے وسائل، ہمیں اپنے آپ کو زراعت پر concentrate کرنا ہوگا۔ اس وقت ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے جب تک ہم زراعت پر توجہ نہیں دیں گے۔ اس وقت آپ دیکھ لیں کہ آٹھ سال ایڈہاک ازم پر گزرے ہیں۔ ایک ڈیم نہیں بنا۔ آب پاشی کا کوئی بڑا منصوبہ with due apology to عامر چیمہ صاحب کوئی آبپاشی کا منصوبہ نہیں بنا جس میں نئے سرے سے کاشت کار اپنے ٹیوب ویل لگا کر وہ بے چارے اپنی فصلیں پکاتے ہیں اور اس میں ڈیزل کی قیمتیں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اور اس وقت آپ کا کاشت کار۔۔۔

CH. AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr. Speaker! Point of personal explanation.

جناب چیئر مین: چیمہ صاحب! آپ بڑے سینئر ممبر ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور آپ اسمبلی کے آداب کو جانتے ہیں۔ ان کی تقریر کے بعد point of explanation دے لیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کیونکہ ان کی تقریر wind up ہونے والی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں کہ گزشتہ حکومت کے دوران کوئی آبپاشی کا بڑا منصوبہ نہیں بنا تو ان کے اپنے علاقے میں گریٹر تھل کینال کا منصوبہ جو ہے وہ کس دور میں بنا ہے؟ یہ خدا کا خوف کریں اور یہ مجھے خود اپنے علاقے میں لے کر گئے تھے اور اس وقت۔۔۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ چیمہ صاحب! جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئر مین! میں ہاؤس میں یہ چیز واضح کروں گا کہ گریٹر تھل کینال کا منصوبہ 1960 میں Indus Basin Treaty کے تحت بنا تھا اور آج میں چیمہ صاحب کے گوش گزار کر دوں کہ 1999 میں وہ منصوبہ شروع ہوا ہے اور پچھلے آٹھ سال میں ایڈھاک ازم رہا ہے۔ زراعت کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے، ملک کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ آخر میں ایک شعر چیمہ صاحب کی نذر کر دوں گا اور پھر میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔

جناب چیئر مین! ایک شعر سن لیں کیونکہ تقریر تو آپ سنتے نہیں۔ یہ پچھلے آٹھ سال میں جو تباہی آئی ہے تو یہ ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں کہ:

شہر کو برباد کر کے رکھ دیا اس نے منیر
شہر پر یہ ظلم میرے نام پر کیا

جناب چیئر مین: شکریہ۔ کلو صاحب! اس وقت ٹائم کافی ہو گیا ہے۔ میں ہاؤس کی رائے لینا چاہوں گا کہ کیا ہاؤس کو مزید آگے چلانا چاہئے یا اسے ختم کر دینا چاہئے؟

(ہاؤس میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین کی
طرف سے کارروائی مزید چلانے کی آوازیں)

جناب چیئر مین! ٹھیک ہے ہاؤس کا sense آ گیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کارروائی wind up کی جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات، تجارت و سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعتیں اور امداد باہمی:
(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! معزز ممبران کا تقریر کرنے کا وقت پانچ کی بجائے تین منٹ کر دیں کیونکہ 4/5 ممبران مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ انہیں بھی ٹائم دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، ہاؤس کا وقت مزید 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! مقررین کو پانچ منٹ کی بجائے دو یا تین منٹ مقرر کر دیں تاکہ ان کا مؤقف بھی سامنے آ جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ابھی میرے بھائی ناظم شاہ صاحب نے جو بات کی تھی تو میں اس کی تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے نے کہا تھا کہ وزیراعلیٰ پرویز الٰہی صاحب نے اس دور میں کیا ایسا کیا تھا؟ تو میں تھوڑا سا knowledge میں لانا چاہتی ہوں کہ economical experts کے مطابق 2002 میں per capita income 38000 per annum روپے تھی اور جب ہم نے اقتدار چھوڑا تو وہ 68 ہزار روپے per annum capita income تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ تشریف رکھیں۔ آپ تقریر کر چکی اور آپ کا point of view بھی آ چکا ہے لہذا تشریف رکھیں۔ جی، اصغر علی منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین! مہنگائی کے issue پر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مہنگائی شروع کن کے دور میں ہوئی اور آٹا کن کے دور میں غریب لوگوں کو نہ ملا۔ یہ میرے فاضل دوست جو اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ چودھری زیادہ ہیں اور پارلیمنٹیرین کم ہیں۔ شاید انہیں اپنے آقا کے جانے کا دکھ ہو رہا ہے۔ وہ تو انشااللہ تعالیٰ اب اللہ کے فضل و کرم سے اور جمہوری قوتوں کی آخری ٹھوکر سے چلا جائے گا اور یہ اس کے غلام اسی طرح پٹتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! میں مہنگائی کی بات کر رہا تھا تو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے جو اقدام اٹھائے ہیں اس میں میں تھوڑا سا اپنی بات کو add کروں گا کہ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کو زیادہ موثر بنایا جائے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین: کورم پورا نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذان عشاء)

جناب چیئرمین: میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ on the floor of the House حکومتی اور اپوزیشن بنچز کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا تھا کہ وہ کورم کی نشاندہی نہیں کریں گے۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرانی چاہوں گا کہ آج جس وقت اپوزیشن لیڈر موجود تھے اور باقی ممبران بھی موجود تھے تو میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ اس ہاؤس کی یہ بڑی مضبوط روایات ہیں کہ question

اور جب privilege motion، adjournment motion میں، hour general میں discussion ہو اور وہ بھی اپوزیشن کے کہنے پر رکھی جائے تو اس وقت کورم point out نہیں ہوتا۔ البتہ legislation کے دوران کورم point out ہوتا ہے ۔ Leader of the Opposition نے اس بات کا وعدہ کیا کہ ہم روایات کے مطابق چلیں گے لیکن ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ خود discussion رکھواتے ہیں اور اس کے بعد یہ اس طرح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ اتنے اہم موضوع پر جس پر دونوں کے درمیان معاہدہ بھی ہوا تھا اپوزیشن نے صریحاً خلاف ورزی کی ہے جسے condemn کیا جاتا ہے۔ چونکہ کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 18۔اگست 2008 سہ پہر ساڑھے تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

836

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 18-اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

2۔ سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

سال 2006 کے لئے پنجاب میڈیکل اور ہیلتھ کے اداروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

838

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

پیر، 18-اگست 2008

(یوم الاثنین، 15-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَO وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَO

سورۃ ال عمران آیات 103 تا 104

اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤO اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیںO

وماعلینا الاالبلاغO

جناب خادم حسین فریدی نے نعت رسول مقبولﷺ پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

مجھ کو بھی دیجئے خیرات مدینے والے
پوری کر دیں میری حاجات مدینے والے
میں تیرے نام کا کرتا ہوں وظیفہ ہر دم
روز پڑھتا ہوں تیری نعت مدینے والے
پوری کر دیں میری حاجات مدینے والے

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔

چودھری اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

چودھری اللہ رکھا: جناب والا! آج نہ روکیں، ہمیں بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی پہلے مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری اللہ رکھا: جناب والا! آج نہ روکیں۔

نو منتخب رکن کا حلف

جناب سپیکر: میں نہیں روکوں گا۔اس وقت آپ تشریف رکھیں۔ ہمارے House میں آج ایک نو منتخب معزز ممبر ملک افتخار احمد صاحب تشریف فرما ہیں۔ان کا پہلے حلف ہو جائے اس کے بعد دو منٹ میں آپ کے لوں گا اور پھر آپ کی بات سنوں گا۔انشاء اللہ۔

آپ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر اپنا نام پکاریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن ملک افتخار احمد نے نو منتخب رکن کی حیثیت سے حلف لیا اور رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔

آوازیں: مبارک۔

چودھری اللہ رکھا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ پہلے میں اپنی بات کر لوں۔ معزز رکن جو منتخب ہو کر آئے ہیں۔ انہوں نے بات کرنی ہے، پہلے وہ بات کر لیں اس کے بعد میں اپنی بات کروں گا پھر میں تمام حضرات کی باتیں سنوں گا۔ جناب افتخار احمد!

ملک افتخار احمد: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ تمام ممبران اسمبلی اور جناب سپیکر! میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے اور آج وہ دن ہے جس کے لئے میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ دن ہے جس دن مشرف سے جان چھوٹی ہے تو اس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اعزاز بخشا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج سپیکر کو بھی ڈیسک بجانے کی اجازت ہونی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: ہونی چاہیے۔

ملک افتخار احمد: اس خوشی کے موقع پر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر اور معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج انتہائی اہمیت کے حامل اس دن کے موقع پر میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج جو routine کی کارروائی ہے اسے معطل کر کے مجھے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں اور اس کے بعد اس قرارداد سے متعلق تمام House میں سے جو معزز ممبران اظہار خیال کرنا چاہیں انہیں بھی اس بات کی اجازت دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اہمیت عامہ سے متعلقہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اہمیت عامہ سے متعلقہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ نمبر 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے اہمیت عامہ سے متعلقہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! ایک قرارداد پیش کریں گے۔ جی، وزیر قانون!

قرارداد

صدر پرویز مشرف کے مستعفیٰ ہونے پر ایوان کی جانب سے عوام کو مبارکباد کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پرویز مشرف کے بطور صدر غیر آئینی، غیر قانونی اقتدار کے خاتمے پر پوری قوم اور صوبہ پنجاب کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ پرویز مشرف کے اقتدار کے خاتمے کے ساتھ ہی پاکستان سے آمریت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئی ہے۔ یہ ایوان پوری قوم اور پنجاب کے عوام کو ایک جمہوری، فلاحی پاکستان کی نوید دیتا ہے اور اب پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریات اور خواب کی تعبیر بن کر دنیا میں پورے وقار کے ساتھ آگے بڑھے گا۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان آج آمریت کے طویل سیاہ دور میں جدوجہد کرنے، قید و بند، تشدد کی صعوبتیں برداشت کرنے والے تمام

سیاسی کارکنوں، رہنماؤں، سول سوسائٹی کے ممبران، وکلاء برادری، صحافی برادری اور میڈیا کے ارکان کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

یہ ایوان آمریت کے سامنے کلمہء حق کہنے اور ڈٹ جانے والے اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کے کردار کو بھی سلام پیش کرتا ہے۔

یہ ایوان اس مرحلہ پر قوم کی صحیح رہنمائی کرنے اور 18۔فروری 2008 کے عوامی mandate کو کامیابی سے ہمکنار کرنے پر تمام سیاسی قائدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور بالخصوص میاں محمد نواز شریف، جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب کے کردار کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کو سلام پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو سمیت راہِ جمہوریت میں خون کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کا لہو آج رنگ لایا ہے۔

یہ ایوان اس امر کا عہد کرتا ہے کہ پاکستانی قوم اور پنجاب کے عوام کے بہتر، خوش حال جمہوری مستقبل کے لئے پوری ایمانداری، لگن، جوش و جذبہ سے بھرپور جدوجہد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنے حفظ و اماں میں رکھے۔ آمین!" (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پرویز مشرف کے بطور صدر غیر آئینی، غیر قانونی اقتدار کے خاتمے پر پوری قوم اور صوبہ پنجاب کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ پرویز مشرف کے اقتدار کے خاتمے کے ساتھ ہی پاکستان سے آمریت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئی ہے۔ یہ ایوان پوری قوم اور پنجاب کے عوام کو ایک جمہوری، فلاحی پاکستان کی نوید دیتا ہے اور اب پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریات اور خواب کی تعبیر بن کر دنیا میں پورے وقار کے ساتھ آگے بڑھے گا۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان آج آمریت کے طویل سیاہ دور میں جدوجہد کرنے، قید و بند، تشدد کی صعوبتیں برداشت کرنے والے تمام

سیاسی کارکنوں، رہنماؤں، سول سوسائٹی کے ممبران، وکلاء برادری، صحافی برادری اور میڈیا کے ارکان کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

یہ ایوان آمریت کے سامنے کلمہء حق کہنے اور ڈٹ جانے والے اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کے کردار کو بھی سلام پیش کرتا ہے۔

یہ ایوان اس مرحلہ پر قوم کی صحیح رہنمائی کرنے اور 18۔فروری 2008 کے عوامی mandate کو کامیابی سے ہمکنار کرنے پر تمام سیاسی قائدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور بالخصوص میاں محمد نواز شریف، جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے کردار کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کو سلام پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو سمیت راہِ جمہوریت میں خون کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کا لہو آج رنگ لایا ہے۔

یہ ایوان اس امر کا عہد کرتا ہے کہ پاکستانی قوم اور پنجاب کے عوام کے بہتر، خوش حال جمہوری مستقبل کے لئے پوری ایمانداری، لگن، جوش و جذبہ سے بھرپور جدوجہد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنے حفظ و اماں میں رکھے۔ آمین!"(نعرہ ہائے تحسین)

LEADER OF THE OPPOSITION (Ch.Zaheer-ud-Din): Sir, I oppose it, sir.

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I oppose it, sir.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it, sir.

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین! (قطع کلامیاں)

Order please, order. Order, order.

ان کی بات سنیں۔ان کی بات غور سے سنیں، اس کا غور سے جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات، تحفظ ماحولیات اور ترقی سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! پرویز مشرف پر لعنت اور اس کا ساتھ دینے والوں پر لعنت۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میری آپ سے گزارش ہے کہ Leader of the Opposition کی بات سنی جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر House in order ہو جائے تو میں کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کا ایک منٹ لے لوں۔ میں بھی اپنی طرف سے پنجاب کے اس معزز ایوان کو، پنجاب کے عوام کو اور پاکستان کے جتنے بھی سیاسی قائدین ہیں ان کو اپنی طرف سے دل کی گہرائیوں سے بشمول میڈیا، پرنٹ میڈیا، وکلاء حضرات اور سول سوسائٹی کی جتنی بھی تنظیمیں ہیں ان سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میرے خیال میں آمریت میں اپوزیشن والے ساتھی بھی ہمارا ساتھ دیں۔ یہ ہاؤس کے تقدس کا معاملہ ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ کسی نے آمریت ختم کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا ہمیں بولنے کا حق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میں بولنے کے لئے وقت دوں گا لیکن میں آپ سے اپیل کروں گا کہ جمہوریت کے لئے بولیں، اسلام کی سربلندی کے لئے بولیں، پاکستان کے استحکام کے لئے بولیں، پاکستان کی خوشحالی کے لئے بولیں، میں اس کے لئے آپ کو اجازت دوں گا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن ان کی بات آپ کو ضرور سننی چاہیے۔ یہ جمہوریت کے لئے بولنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ آمریت کے حق میں نہیں بولیں گے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں گزارش کروں گا کہ جو جمہوریت کے حامی ہیں وہ کم از کم اتنا تو خیال کریں کہ ابھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جمہوریت کے حق میں بات کی جائے، اسلام کے حق میں بات کی جائے۔ اختلاف رائے رکھنا اپنی جگہ پر ہے لیکن جمہوریت میں اور نہ اسلام میں ہے کہ جو وزیر موصوف نے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ لعنت ہے ان لوگوں کے اوپر، لعنت ہے۔ ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): انہوں نے جو بات کی ہے کیا یہ کسی وزیر کو زیب دیتا ہے؟ آپ ان کو حکم فرمائیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کی بات کو سنیں۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ان کی بات سنیں۔ آپ میری بات سنیں۔ order, order. I say order آپ فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔ الحمدللہ کہ آج آپ نے فتح حاصل کی ہے۔ اگر وہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو انہیں کرنے دیں۔ ان کی بات کو سنیں، مرد اور جوان وہ ہوتا ہے جو طاقت میں ہوتے ہوئے بھی غصے میں نہ آئے بلکہ طاقت میں ہو تو اس کو استعمال نہ کرے اور جو طاقت میں نہیں ہے اگر وہ کمزور ہے تو اس کی بات ضرور سننی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ وزیر موصوف کو کہا جائے کہ "لعنت" اور "بے غیرت" کے الفاظ جو انھوں نے ہمارے بارے میں استعمال کئے ہیں۔۔

جناب سپیکر: آپ کے بارے میں استعمال نہیں کئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ کھڑے ہو کر کہیں کہ انھوں نے ہمارے بارے میں نہیں کہا۔ یہ اس کا انکار کریں۔ ہم نے خود سنا ہے۔ یہ اس کا انکار کریں کہ انھوں نے نہیں کہا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے یہ الفاظ آپ کے بارے میں نہیں کہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہم ایوان کا حصہ بننا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان کے جتنے بھی صاحبان ہیں وہ انتہائی قابل احترام ہیں۔ چودھری صاحب! میرے خیال میں آپ کے سننے میں کچھ فرق آ گیا۔ انھوں نے آپ کے متعلق نہیں کہا۔ میرے خیال میں بات ایسے نہیں ہوئی۔

وزیر جیل خانہ جات، تحفظ ماحولیات اور ترقی سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اپنی بات مزید define کرنا چاہتا ہوں کہ:

قافلے تو لٹتے رہتے ہیں گزر گاہوں میں
مگر آج تک کسی نے کسی کا عزم سفر بھی لوٹا ہے

جناب سپیکر! یہ لوگ 8 سال اقتدار کے مزے لیتے رہے ہیں۔ میں نے آمریت پر لعنت بھیجی ہے۔ (نعرہ بازی)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! انھوں نے آمریت پر لعنت بھیجنے کی بات کی ہے۔ انھوں نے کسی کی شخصیت کو نشانہ نہیں بنایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہیں معذرت کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: کس بات کی معذرت کریں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت قائد حزب اختلاف نے اس کو oppose کیا تو اس وقت انھوں نے اٹھ کر اشارے کرتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں پر لعنت ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نہیں سمجھتا کہ انھوں نے ایسا کہا ہے؟ میں چودھری صاحب سے کہتا ہوں کہ کیا آپ نے کسی معزز رکن کے بارے میں ایسے کلمات تو نہیں کہے؟ اگر کہے ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ انہیں واپس لیں اور میں وہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات، تحفظ ماحولیات اور ترقی سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ اب سب ان کی بات سنیں۔ شاید وہ اچھی اچھی باتیں کرنا چاہتے ہوں۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے آپ سے یہی توقع تھی کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ جب جمہوری رویوں کو کاٹ کر پھینکا جاتا ہے تو وہاں پر آپ ضرور آڑے آتے ہیں اور آپ نے ان کے منہ سے یہ بات کہلوا دی کہ انھوں نے ہمیں نہیں کہا لیکن یہ الفاظ استعمال کئے گئے۔ بہر حال میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس جگہ پر بات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جمہوری طریقوں میں، کوئی بھی عہدہ ہو اس کے خلاف طریق کار دیئے گئے ہوتے ہیں اور وہ جمہوری طریق کار ہوتا ہے۔ جیسا کہ 1989 میں بے نظیر بھٹو کے خلاف میاں محمد نواز شریف نے عدم اعتماد کیا تو اس میں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: یہ محترمہ بے نظیر بھٹو کہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): محترمہ بے نظیر بھٹو زرداری صاحبہ کے خلاف میاں نواز شریف کی پارٹی نے اس وقت کی مسلم لیگ نے عدم اعتماد کیا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں اپنا جمہوری حق استعمال کر رہا ہوں اور جب تک یہ مجھے ٹوکتے رہیں گے تب تک میں انہیں نہیں بولنے دوں گا لیکن میں اپنی بات کر کے ہٹوں گا۔اس وقت جب میاں محمد نواز شریف کی پارٹی کو شکست ہوئی اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی پارٹی کو 1989 میں فتح ہوئی تو اس وقت یہ نہیں سمجھا گیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو فاتح ہونے کا تاثر دیا جا رہا ہے تو جمہوری رویوں میں یہ نہیں ہوتا۔ میں اپنا حق استعمال کرتے ہوئے سیاق و سباق کے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دو پارٹیاں جو اس وقت ایک اتحادی پارٹیوں کے طور پر کام کر رہی ہیں اپنے نظریات میں یہ سچی تھیں یا ہیں انھوں نے مل کر کام کیا لیکن یہ ایک وقت تھا کہ جب میاں محمد نواز شریف کی پارٹی مسلم لیگ کو defeat ہوئی تھی تو اس وقت پیپلز پارٹی والوں نے یہ تاثر نہیں دیا کہ ہم نے اس کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دیا۔یہ bounce back. نہیں کر سکتے۔آج جب ایک ایسا ماحول پیدا ہو رہا تھا تو ان کا بھی جمہوری حق ہے کہ قرارداد پیش کریں اور ہمارا حق ہے کہ ہم اس کو oppose کریں۔ خواہ ہم تھوڑے ہیں لیکن جس چیز کو ہم نے oppose کرنا سمجھا اسے ہمیشہ oppose کیا اور اس کے حق میں بات کی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ جب یہ پریشر mount کیا جا رہا تھا تو Senate کے اندر اور دوسرے لوگوں نے بھی چمک میں آکر ایسی صورتحال پیدا کی کہ ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ان کے پاس دو راستے تھے یا تو وہ تصادم۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سبق آپ کو کس نے سکھائے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ آپ کو پتا ہے۔تصادم اور تشنج سے قوم کو دوبارہ بحران میں ڈالنے سے اس نے اجتناب کیا لیکن اب انہوں نے چند ایک سوالات بھی چھوڑے ہیں کہ 31۔دسمبر کو یہاں پر 17 بلین ڈالر تھے اور آج اس وقت 10 بلین ڈالر رہ گئے ہیں۔چھ ماہ میں ان لوگوں نے معیشت کی اتنی تنزلی اور تباہی کی ہے۔ایک سوال انہوں نے یہ بھی چھوڑا ہے کہ 31۔دسمبر کو اس ملک کے اندر 14 ہزار میگاواٹ بجلی generate کی جا رہی تھی۔۔۔

ایک آواز: یہ سارے پیسے پھر کہاں گئے؟

جناب سپیکر: تمام ممبران تشریف رکھیں۔یہ سارے پیسے انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں ہی واپس آئیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! 14 ہزار میگاواٹ بجلی 31۔دسمبر کو یہاں پر پیدا کی جا رہی تھی لیکن اس وقت منسٹر نے خود یہاں کہا ہے کہ دس ہزار میگاواٹ بجلی ہم پیدا کر رہے ہیں، چار ہزار میگاواٹ بجلی نہ پیدا کر کے قوم کو اور انڈسٹریوں کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اس کو نااہلی یا اشتراک اقتدار کی ہوس میں مصروف رہنا کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کسی کے اوپر کوئی الزام نہیں لگایا بلکہ آپ لوگوں کے لئے راستہ چھوڑ گئے ہیں۔ قوم کہہ رہی ہے کہ آپ نے پہلے اس کو punching box بنایا ہوا تھا، آج پانچ اگست کے بعد چھ دنوں کے اندر سات لاکھ مہاجر آ چکے ہیں۔ پشاور میں ڈیڑھ لاکھ خواتین ہیں جوان دنوں یہاں پر آئی ہیں، یہ پچھلے پانچ سالوں کے نہیں بلکہ ان پانچ دنوں کے اندر آئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو یا ایک سال کے اندر نہیں بلکہ 16 دنوں کے اندر اندر باجوڑ اور وزیرستان میں ساڑھے سات سو قتل ہوا ہے۔ ساری tension divert کرنے کے لئے ایک smoke screen یہاں پر قائم کر دی گئی تھی، مشرف نے آج سب کے سامنے اس smoke screen کو ہٹا دیا ہے۔ اب قوم یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ انہوں نے دودھ کی نہریں بہنے کا کہا تھا، دودھ کا ٹکا کھل گیا ہے اور کب پنجاب تک پہنچتا ہے اور چالیس روپے کلو سے 16 روپے فی کلو تک کب آتا ہے؟ انہوں نے کہا تھا کہ دو روپے کی روٹی بیچیں گے۔ قوم یہ کہتی ہے کہ کب پٹرول نیچے آئے گا؟ 147 روپے فی بیرل سے اب 111 روپے پر آ گیا ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ قوم یہ خواہش رکھتی ہے کہ اب چند دنوں کے اندر اندر تمام گمشدہ لوگ یہاں پر واپس آ جائیں گے، کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ ہاں! ایک جمہوری حق آپ کا تھا جو آپ نے استعمال کیا اور ایک جمہوری حق عوام کا ہے، جو سلوک پچھلے دنوں انہوں نے آپ کے جھوٹے وعدوں میں آ کر دوسری پارٹیوں سے کیا تھا اور آئندہ وہی آپ کے ساتھ ہونے والا ہے۔ اگر آپ لوگوں کو ان کی تقریر اچھی نہیں لگی تو اپنی آخری تقریر کو بہتر لفظوں میں تیار کر لیجئے گا۔ ہم اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ یہ malicious intension پر مبنی ہے۔ شکریہ

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس کو چاہے وہ حکومتی بنچوں کے ممبران ہوں یا اپوزیشن کے ہوں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ آج کا دن شور و غل کا

دن نہیں ہے۔ آٹھ سال دس مہینے کے بعد ایک منحوس سائے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات عطا کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت ہمارے لئے سنجیدگی سے سوچنے کا وقت ہے۔ اپوزیشن جو اس طرف تنقید کر رہی ہے میں حیران ہوں کہ کس زبان سے تنقید کر رہی ہے؟ یہی ہاؤس تھا اور چند لوگ آج بھی یہاں بیٹھے ہیں جو پچھلی اسمبلی میں موجود تھے اور یہاں دس مرتبہ وردی میں elect کرنے کی باتیں کی گئیں اور اسی ہاؤس سے وہ قرارداد پاس کی گئی۔ (شیم، شیم)

یہ اس شخص کے بارے میں جس نے ملک کے دو اہم صوبوں میں خانہ جنگی رچا رکھی ہے۔ مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے، سیاسی قیادت کو قتل کیا جاتا رہا ہے جس میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) صاحبہ ہیں، جس میں نواب اکبر خان بگٹی جو بلوچستان کے ایک نامور اور مانے ہوئے لیڈر تھے اور اسی قطار کے اور لیڈروں کو جیلوں میں بھیجا گیا اور ملک سے جبراً جلاوطن کیا گیا۔ کس زبان سے اپوزیشن کے ممبران اس آدمی کی حمایت کی بات کر رہے ہیں جس نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ ملک کے آئین کو پامال کیا، جس نے قومی اسمبلی کو صرف ایک ربڑ سٹیمپ بنا کر رکھ دیا۔ ہر اہم فیصلہ فرد واحد کی مرضی سے ہوتا رہا۔ پارلیمنٹ کو کانوں کان پتا ہی نہیں ہوتا تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟ صوبوں کی آپس میں منافرت کا ماحول بنا دیا، ایک دوسرے کو گالی نکالنے پر مجبور کر دیا، پنجاب سے سرحد منافرت کر رہا ہے، سندھ اور بلوچستان گالی نکال رہا ہے۔ پنجاب ہر وقت دفاعی پوزیشن میں کھڑا ہوتا تھا یہ اس شخص کی تعریف کرتے ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کیا ان کی پاکستانیت پیچھے رہ گئی اور پرویز مشرفیت آگے ہو گئی؟ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کے بارے میں سوچنا چاہیے اس کے بعد پارٹی کی وفاداری ہو اور پھر پارٹی کی قیادت سے وفاداری ہو۔ ان کی تو پارٹی ہی کوئی نہیں ہے۔ ایک فرد واحد کے حکم پر یہ لوگ چلتے رہے ہیں۔ جس دن اس کی کرسی ڈانواں ڈول ہوئی ہے یہ دفاعی پوزیشن میں آ گئے ہیں ورنہ اسی ہاؤس کے اندر جو باتیں کی جاتی تھیں وہ دہرانے کی نہیں ہیں۔ آپ بجا طور پر کہہ رہے ہیں کہ آج ہر پاکستانی شہری خوشی منانے کا حقدار ہے۔ آپ باہر جا کر دیکھیں تو سڑکوں، محلوں، گلیوں اور دیہاتوں میں مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے۔ یہ 14 ہزار میگاواٹ بجلی کی بات کرتے ہیں، اس کے لیڈر نے آج اپنی تقریر میں خود تسلیم کیا ہے کہ ہم ضرورت کے مطابق بجلی کی پیداوار نہیں بڑھا سکے، ان کے لیڈر نے خود تسلیم کیا ہے کہ فلاں فلاں سڑک کی تکمیل ہم نے کی لیکن کس کی ابتدا کردہ وہ سڑکیں اور منصوبہ جات تھے وہ میاں محمد نواز شریف کے تھے۔ ان آٹھ سالوں کا ذمہ دار کون ہے، illegal لیڈر جن کو

یہ لوگ لیڈر کہتے ہیں۔ دیکھئے! یہاں ان بنچوں پر بیٹھا ہوا کوئی شخص چوری کے الزام میں جیل میں نہیں گیا، بنکوں کے پیسے خُورد برد کرنے کے الزام میں نہیں گیا اور صرف اس کی سیاسی مخالفت کی بنیاد پر ہم لوگوں کو جیلوں میں بھیجا گیا۔ ان کی قیادت بنکوں اور ملکی خزانے کو لوٹنے کے الزام میں جیلوں میں گئی ہے۔ جو ملک بدر ہو گئے تھے یا خود نکلے ہوئے تھے ان کو واپس بلا کر ان کے مرکزی وزیر ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں لکھے ہوئے تھے اور جب وہ (ق) لیگ میں شمولیت کرتے ہیں تو ایگزٹ کنٹرول لسٹ سے بھی ان کے نام خارج کر دیئے جاتے ہیں اور سارے مقدمات بھی ختم کر دیئے جاتے ہیں اور آج یہ ان مجرموں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ایک طرف محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری طرف میاں محمد نواز شریف جس نے اٹک کی جیل برداشت کی اور ساڑھے سات سال جلاوطنی برداشت کی، والد کا جنازہ دوسروں کے ہاتھوں اٹھوایا لیکن اس کے سامنے سَر نہیں جھکایا۔ آج ہم اس لئے کسی کے سامنے اور پوری قوم کے سامنے شرمندہ نہیں ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ اپیل کر رہا ہوں کہ وہ وقت گزر گیا، اب آپ ہوش کے ناخن لیں۔ اب جو اس ڈکٹیٹر کی باقیات ہیں ان کو اب کٹہرے میں کھڑا کرنا چاہیے۔ براہ مہربانی اس قرارداد کی مخالفت برائے مخالفت نہ کی جائے، ممبران کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا اظہار خیال کر سکیں تاکہ قوم دیکھے کہ ڈکٹیٹر کا ساتھی کون ہے اور ڈکٹیٹر کے جانے پر خوش کون ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میں صرف ایک بات کہوں گا کہ جناب لیڈر آف اپوزیشن اور دوسرے ساتھیوں سے کہ آج جنہوں نے استعفیٰ دیا ہے۔ آپ کی اسمبلی کو تو انہوں نے اتنی بڑی گالی دی جس کو آپ نے برداشت کیا۔ مجھے تو اس بات کا افسوس ہے۔ انہوں نے اس اسمبلی کو uncivilized اسمبلی کہا اور پھر کوئی اس کا ساتھ دے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ اچھی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ آج ہم نے کوئی فتح حاصل نہیں کی، ہم کوئی غرور نہیں کر رہے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آج اس ملک پاکستان اور اس کے 16 کروڑ عوام کی ایک آمر سے جان چھڑوائی ہے اور آج یہ ملک ایک آمر کے نرغے سے باہر آیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی چاہے ضیاء الحق ہو، چاہے پرویز مشرف ہو، ضیاء الحق کے ساتھ بھی پاکستان پیپلز پارٹی نے لڑائی لڑی اور پرویز مشرف کے ساتھ بھی لڑائی لڑی۔ ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پرویز مشرف کے خلاف جب اس نے مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو غیر آئینی اور غیر قانونی طریقے سے ختم کیا تو محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس فوجی قیادت کو للکارا اور یہ کہا کہ ہم کسی ڈکٹیٹر کو نہیں مانتے اور وہاں سے آغاز جنگ کیا۔ آج میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو جنگ انہوں نے شروع کی تھی آج وہ جنگ پاکستان کے عوام نے جیت لی ہے۔

جناب سپیکر! ایک آمر جس نے عرصہ دراز تک اس صوبے اور اس ملک پر حکومت کی۔ اس کے ساتھی اس وقت کی ربڑ سٹیمپ اسمبلیاں اسے دس دس دفعہ وردی میں صدر بنانے کی باتیں کرتے تھے لیکن اب جب چاروں صوبائی اسمبلیوں میں قرار داد لائی گئی تو جو اس کا حشر ہوا وہ پوری قوم نے دیکھا۔ آج میں یہ بات یہاں واضح کر دوں کہ بہت سی سازشیں کی گئیں، بہت سے راستے نکالنے کی کوشش کی گئی، بہت سے اداروں کو آپس میں لڑانے کی سازش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی کے بعد ہماری قیادت جناب آصف علی زرداری، میاں محمد نواز شریف اور ان کے اتحادیوں نے پرویز مشرف کی سازشوں کے تمام راستے بند کر دیئے اور اس کو اس بند گلی میں کھڑا کیا جہاں اس کو استعفیٰ دینا پڑا۔ اس نے کوئی احسان نہیں کیا، ہم نے اپنی طاقت اور عوام کی حمایت سے اس سے استعفیٰ حاصل کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج اس موقع پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوری پاکستانی قوم مبارکباد کی مستحق ہے اور جس طرح پوری پاکستانی قوم آج خوشیاں منا رہی ہے اس پر اپوزیشن والوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ پرویز مشرف کے بعد چند دنوں تک آپ دیکھیں گے کہ اس (ق) لیگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میری خدا سے یہ دعا ہے کہ اللہ کرے یہ اپوزیشن قائم رہے، ان کے اپوزیشن لیڈر قائم رہیں، چند دنوں تک آپ دیکھیں گے کہ ان سیٹوں پر کوئی نظر نہیں آئے گا۔ جس طرح پرویز مشرف بھاگا ہے، کل تک کہہ رہا تھا میں نہیں جاؤں گا، میں مقابلہ کروں گا۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ irrelevant باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: irrelevant کوئی ایسی بات نہیں کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر یہ ہمارے قائدین کو اس طرح interrupt کریں گے تو پھر یہ بھی یہاں بات نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج پرویز مشرف کا انجام ہو گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس کا نام لینا چھوڑ دیں۔

سینئر وزیر، وزیر آب پاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔ ابھی یہاں بات ختم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: وہ قصہ پارینہ ہو گیا ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پرویز مشرف جو کل تک بڑھکیں مارتا تھا آج پوری قوم نے دیکھا کہ کس طرح بے چارہ رو رہا تھا۔

جناب سپیکر: بیچارہ۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): وہ پرویز مشرف جو قوم کو مکے دکھاتا تھا، جو قوم کو للکارتا تھا۔ آج قوم کی طاقت کے سامنے بیچارہ کس طرح روتا ہوا گیا ہے۔ اس کے انجام سے ڈریں اور اسی طرح یہ بے چارے بھی روتے ہوئے جائیں گے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج پوری پاکستانی قوم اور اس اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس ملک کو ایک آمر اور ڈکٹیٹر سے پاک کرنے کی جو جدوجہد ہم آٹھ، نو سال سے کر رہے تھے وہ جدوجہد بالآخر آج مکمل ہوئی اور اس وقت جو اپنے آپ کو کمانڈو کہتا تھا وہ جنرل ٹی وی پر ایک معصوم بچہ بن کر تقریر کر رہا تھا۔ اس وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ آمریت کے پردے میں چھپے یہ فرعون جو طاقت میں آ کر اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھتے ہیں، جو یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ان کے بعد کوئی حکومت نہیں آئے گی اور جب تک وہ زندہ ہیں وہ اس ملک پر حکومت کریں گے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ آج بھی تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے اور اس

انداز میں دہرا رہی ہے کہ آمریت زمین کے سینے میں دفن ہو کر تاریخ کا بدنما داغ بن چکی ہے۔اس شخص نے آٹھ سال ہمارے ملک کے ساتھ جتنے ظلم کئے، جس طرح اس نے معصوم مسلمانوں کا قتل عام کیا، جس طرح اس نے اس ملک کو امریکہ کی کالونی بنا دیا، جس طرح اس نے روزگار کا نعرہ لگا کر اس ملک میں بے روزگاری کا اتنا اضافہ کر دیا کہ آج ہمارے یہ دوست بھی ہمیں یہ طعنے مار رہے ہیں کہ آٹا نہیں مل رہا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ کس کی وجہ سے ہوا، یہ کس کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہوا؟

آوازیں: این۔آر۔او کی وجہ سے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: این۔آر۔او بھی آپ کے منتخب صدر اور جسے آپ نے ووٹ دیئے اور اس صدر نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے منظور کروایا، جس کو انہوں نے صدر منتخب کیا۔اگر این۔آر۔او غلط تھا تو یہ اسے پھانسی پر لٹکائیں؟

آوازیں: 17ویں ترمیم کس نے منظور کروائی؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: 17 ویں ترمیم بھی بالکل منظور کروائی اور آج اسی سترھویں ترمیم کی وجہ سے یہ لوگ جا رہے ہیں۔اگر 17ویں ترمیم منظور نہ ہوتی تو یہ معزز خاتون ممبر آج اسمبلی میں نہ بیٹھی ہوتیں کیونکہ یہ اسی 17ویں ترمیم کا نتیجہ ہیں۔ میں آج اپنے منتخب ممبران سے ایک اور وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ آج عوام کے نمائندے یہ وعدہ کریں کہ جو آمر ڈکٹیٹر استعفیٰ دے کر اس ملک سے بھاگنے جا رہا ہے تو ہم تمام اسمبلیاں یہ مطالبہ کریں کہ اس آمر کو بھاگنے نہ دیا جائے، اس کا ٹرائل کیا جائے، اس نے قانون کے پرخچے اڑائے ہیں، اس کا اس سے جواب لیا جائے اور اسے پھانسی کے تختے پر لٹکا کر ایک مثال قائم کی جائے تاکہ آئندہ کوئی ڈکٹیٹر جمہوریت کے اوپر شب خون نہ مار سکے اور آئندہ کوئی بھی ہمارے جمہوری ساتھی جو اس طرح کے ڈکٹیٹروں کا ساتھ دیتے ہیں، انہیں کبھی جرأت نہ ہو کہ وہ جرنیل کا ساتھ دے سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: چودھری اللہ رکھا صاحب! اس کے بعد میرے پاس جو فہرست ہے اس کے مطابق نام پکارے جائیں گے۔

چودھری اللہ رکھا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون۔ صدق اللہ العظیم۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پاس 32 آدمیوں کے نام آچکے ہیں۔ ذرا جلدی کریں۔

چودھری اللہ رکھا: ان الحکم الا اللہ، زمیں ہو یا آسمان، چرند ہوں یا پرند، خشکی ہو یا تری، ہر جگہ پر حکم چلتا ہے تو میرے اور آپ کے رب کائنات کا چلتا ہے اور وہ لوگ جو اللہ پر یقین کرتے ہیں، بھروسہ کرتے ہیں میرا اللہ ان کے بھروسے پر پورا اترتا ہے اور ان کے ایمان میں پختگی بھی پیدا کرتا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح اس ظالم ڈکٹیٹر نے آج سے 9 سال پہلے ہمارے ملک پر ایک منتخب حکومت پر شب خون مار کر اس پر قبضہ کیا تھا آج اللہ کے فضل و کرم سے وہ وقت آگیا ہے، آپ نے دیکھا اور میں نے بھی دیکھا کہ کس طرح ایک ڈکٹیٹر بچوں کی طرح بلک رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آج کس طرح ایک ڈکٹیٹر ٹوٹ رہا تھا۔ ٹوٹ کر وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ ٹوٹتا ہی جا رہا تھا۔ آمریت مرتی ہی جا رہی تھی، آمریت اندھیروں میں گھستی ہی جا رہی تھی۔

جناب سپیکر! آج جو آٹھ سالوں کی محنت میرے اور آپ کے قائد میاں محمد نواز شریف نے جمہوریت کے لئے کی تھی، اپنے عوام کے لئے، پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے جو سفر انہوں نے آٹھ سال پہلے شروع کیا تھا اس ڈکٹیٹر شپ کو ختم کرنے کے لئے آج اللہ کے فضل و کرم سے ڈکٹیٹر شپ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔ آج ڈکٹیٹر شپ ہمیشہ کے لئے فوت ہو گئی۔ میری آپ سے التجا ہے کہ آج ڈکٹیٹر شپ فوت ہو گئی تو اس کے لئے فاتحہ خوانی بھی کروائی جائے۔ آج جمہوریت کی شمع نئے سرے سے روشن ہوئی ہے اس کے لئے دعا بھی کی جائے۔ آج ان دوستوں کو، ان کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا جائے جنہوں نے آٹھ سالوں میں اس ڈکٹیٹر کا تپتی ہوئی دھوپ میں ان سڑکوں پر مقابلہ کیا ہے۔ آج ان کو خراج تحسین بھی پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ دوسروں کا ٹائم نہ لیں۔

چودھری اللہ رکھا: جناب سپیکر! آج تو آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جتنا کوئی بولنا چاہے تو اس کو اجازت دی جائے گی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے آپ کو بولنے تو دیا ہے۔

چودھری اللہ رکھا: نہیں، جناب سپیکر! آپ مجھے بات تو پوری کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے تو کافی بات کر لی ہے اور آپ مزید ٹائم لے رہے ہیں۔

چودھری اللہ رکھا: جناب سپیکر! آپ سے التجا ہے کہ اس ہاؤس میں ایک قرارداد پیش کی جائے۔ میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ اوران کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا جائے جنہوں نے اس ڈکٹیٹر کا بڑی جانفشانی کے ساتھ، جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور پاکستان کے عوام کو ایک ڈکٹیٹر سے نجات ملنے کی خوشی میں کل چھٹی کا اعلان کیا جائے تاکہ پورے ملک میں شکرانے کے نوافل ادا کئے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: نوافل پڑھنے کی کسی پر پابندی نہیں ہے۔ یہ نوافل آپ بھی پڑھیں اور میں کب کہتا ہوں کہ آپ نہ پڑھیں۔ جی، ثنااللہ خان مستی خیل صاحب! دو منٹ میں بات مکمل کر لیں پھر میں نے قرارداد پیش کرنی ہے۔

جناب ثنااللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پانچ منٹ تو لگتے ہیں۔ سب سے پہلے میں پاکستان کی 16 کروڑ عوام کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے آج آمریت کو دفن کر دیا ہے۔ 18۔ فروری کو جو پاکستان کی باشعور اور باضمیر عوام نے جمہوری قوتوں کو ووٹ دے کر کامیاب کرایا تھا، اس دن ان آمریت پسندوں کی، ان صیہونی سازشیوں کا جنازہ پڑھا دیا تھا۔ آج عملی طور پر پاکستان کی عوام اور عوام کے منتخب نمائندوں نے ان کے قل پڑھ دیئے ہیں۔ بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقش کہن تمہیں نظر آئے اسے مٹا دو

جناب سپیکر! آج کتنی خوشی اور کتنے فخر کی بات ہے کہ میں کہتا ہوں کہ پاکستان 14۔ اگست 1947 کو انگریز سے آزاد ہوا تھا اور آج میں کہتا ہوں کہ اگست کے اس مہینے میں پاکستانی عوام نے کالے انگریز سے نجات حاصل کی ہے اور وہ کالا انگریز اسٹیبلشمنٹ ہے اور وہ آمریت ہے۔ آج میں اپیل کروں گا اپنے ان جمہوری بھائیوں سے اور آج مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ چودھری ظہیر الدین صاحب بڑے سینئر سیاستدان ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات نہ کریں۔ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب ثنااللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید ہو گئی ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ان کے مرنے کے بعد بھی یہ شخص اس پر تبصرہ کر رہا تھا۔ یہ ظرف ظرف کی بات ہے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم ان کی بات سننے کو تیار ہیں کیونکہ ہم جمہوری لوگ ہیں اور جمہوری روایات کے امین ہیں لیکن پاکستان کی عوام ان سے سوال کرتی ہے، پاکستان کی عوام ان سے پوچھتی ہے کہ تم نے جمہوریت کو جیسے داغ دار کیا، تم نے آمریت کو جو جمہوریت کے پیوند لگائے، آج پاکستان کی عوام نے اس کو ٹھکرا دیا ہے۔ پاکستان کی عوام نے 18۔فروری کو جو انگڑائی لی تھی آج اس کو منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیا ہے۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے درودیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! جامعہ حفصہ اور لال مسجد کی وہ میری بہنیں اور بچیاں جو حافظ قرآن تھیں، جن کو شہید کیا گیا، جمہوری لوگوں پر کوڑے برسائے گئے، انہیں پابند سلاسل کیا گیا، آج وہ روحیں پکار پکار کر ہم سے مطالبہ کر رہی ہیں، اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ "شہداء ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" لیکن ہم یہاں عہد کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو کٹہرے میں لائیں گے، 18۔فروری کو عوام نے ان کو جھٹلا دیا تھا اور انشاءاللہ تعالیٰ اب اگست کے مہینے میں ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ یہ جمہوریت کو پیوند لگانے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کی وساطت سے یہ اپیل کروں گا کہ میرے اپوزیشن کے بھائی خزاں رسیدہ پتے نہ بنیں، آج 21 صدی شروع ہے تو ان کے اپنے ذہن میں جدید ترین ڈسک ڈالنی چاہئے جمہوری سیاست کرنی چاہئے، آمریت کی حمایت نہیں کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ذرا سُر دا کم ہونا چاہی دا اے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ساڈی تے بڑی سادی سادی گل ہونی اے۔ [******************]

جناب سپیکر! آج کا دن ہمارے ملک کی تاریخ میں ایک بہت اہم دن بن کر سامنے آئے گا۔آج کے دن صدر مشرف نے ملک کے وسیع تر مفاد میں حالات دیکھتے ہوئے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!انہوں نے ہماری تذلیل کی ہے۔ان کو کہا جائے کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: دیکھیں بی بی!اس میں ناراض نہ ہوں میں ذوق کی بات کر رہا تھا۔[******************](قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار نے اپنی نشستوں پر کھڑے ہوکر
جناب محمد محسن خان لغاری کے خلاف احتجاج کرنا شروع کر دیا)

جناب سپیکر: لغاری صاحب!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ماحول ذرا درست رکھیں آپ کی مہربانی۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔آپ ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔(شوروغل)

آپ سب تشریف رکھیں۔آرڈر،پلیز آرڈر،I say order آپ تشریف رکھیں،میں بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر![**********************]

جناب سپیکر: لغاری صاحب!آپ ایسی باتیں کرکے خود ہی دعوت دیتے ہیں۔آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے اس کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جو الفاظ انہوں نے کہے ہیں اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ میں تمام ممبران سے کہوں گا کہ آپ سب تشریف رکھیں میں نے وہ الفاظ کارروائی سے expunged کروا دیئے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔جی،لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج جمہوریت کے بارے میں بلند و بالا دعوے کرنے والے حضرات یہ چیز بھول جاتے ہیں کہ اسی ایوان کے اندر جس وقت صدر ضیاء الحق آپ والی کرسی پر بیٹھے تھے تو ہماری ایک پارٹی یہاں پر بیٹھی ہے جو اس کی اس وقت سب سے بڑی

* بحکم جناب سپیکر! الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

supporter تھے اور اکتوبر 1999 کے اندر جس وقت صدر مشرف نے take over کیا تھا میں سینئر وزیر صاحب کی درستی کے لئے کہوں گا کہ یہ ابھی بھی چل کر انٹرنیٹ پر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات چھوڑیں آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس وقت صدر مشرف کو خوش آمدید کہا تھا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر شور مچانے سے تاریخ بدلی جا سکتی، اگر زور سے بولنے سے تاریخ کو بدلا جا سکتا تو۔۔۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لغاری صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں میں ریکارڈ کی درستی کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے آج تک کسی آمر کو تسلیم کیا ہے نہ خوش آمدید کہا ہے اور لغاری صاحب اپنے گریبان میں جھانکیں کہ فاروق خان لغاری نے ہمارے ووٹوں سے صدر منتخب ہو کر اس اسمبلی کو توڑا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں جو بات کہہ رہا ہوں منسٹر صاحب میرے ساتھ ابھی چلیں اور انٹرنیٹ پر پرانا ریکارڈ DAWN کی web site پر دیکھ لیں، B.B.C میں دیکھ لیں، C.N.N میں دیکھ لیں۔ آج بھی وہ ریکارڈ انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ آج مجھے اس بات پر حیرانی ہوتی ہے کہ جمہوریت کے بلند و بالا دعوے کرنے والے لوگ ہم مٹھی بھر تھوڑے سے جو اپوزیشن میں ہیں ہماری بات سننے کے لئے ان کے اندر حوصلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کیا آپ جمہوریت کے مخالف ہیں؟ آپ بھی تو جمہوریت پسند ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں دعووں اور حقیقی رویوں کی بات کر رہا ہوں۔ دعوے کرنا بہت آسان ہے آج ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ جس وقت جنرل ضیاء الحق اس کرسی پر بیٹھے تھے ایک پارٹی نے ان کو support کیا تھا اور مجھے آج حیرانی ہوتی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو

پھانسی لگانے والے ضیاء الحق کے prodigious اور ذوالفقار شہید کی پارٹی کیسے ایک ساتھ بیٹھے ہیں؟

جناب افتخار احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں، افتخار بلوچ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! لغاری صاحب جو کہہ رہے ہیں پہلے انہوں نے راجہ صاحب اور پارٹی کے بارے میں کہا ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ لغاری خاندان میں فاروق لغاری پیپلز پارٹی اور بے نظیر بھٹو شہید کی وجہ سے president بنے تھے اور سب سے پہلے چھرا گھونپنے والے بھی انہی کے خاندان کے سربراہ تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو اتنی ضیاء الحق کی بات کر رہے ہیں یہ اپنے رقبے بتائیں انہوں نے تو یہ رقبے انگریزوں کے پاؤں چاٹ کر حاصل کئے ہوئے ہیں، یہ کہاں کی جمہوریت کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: Don't be personal please. آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب طاہر محمود سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، طاہر محمود سندھو!

جناب طاہر محمود سندھو: جناب سپیکر! میرے بھائی ایسے ہی پریشان ہیں، آئین کا آرٹیکل 6 اپنی جگہ موجود ہے وہ قائم دائم ہے اور وہ اپنا رنگ دکھائے گا۔ آرٹیکل 12 میں جو سزا ہے اور موجودہ قومی اسمبلی اس کی سزا تجویز کرے گی کہ جرنیل کو Constitution کو violate کرنے میں کون سی سزا دی جائے جو آئین کے آرٹیکل 12 کے مطابق بالکل valid ہو۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی جرنیل کو کوئی safe exit نہیں دیا جائے گا، اس کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا اور قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! بے شمار چینلز ہیں آپ وہاں بیٹھ کر یہ باتیں ضرور کریں۔

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میری صرف ایک منٹ کی بات ہے میں نے دو منٹ بھی پورے نہیں لینے۔ یہاں پر نہ تو ہمارا مقصد ان کی کوئی تذلیل کرنا ہے یا ان سے کوئی ایسا حوالہ جس

میں یہ "بازاری" کا لفظ استعمال کریں۔ یہ معاملہ جب شروع ہوا جب ہمارے ایک نمائندے نے genuine بات کی، ایک آمریت کے لئے بات کی تو اپوزیشن لیڈر صاحب نے اٹھ کر سب کو بتایا کہ وہ بات انہیں نہیں کرنی چاہیے اور ہم نے بھی کہا کہ ان کو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ مگر جناب! جنرل ضیاء الحق صاحب اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے ہمیں تو یہ نہیں سمجھ آ رہی کہ سپیکر کی سیٹ پر جنرل ضیاء الحق صاحب کس وقت بیٹھ گئے تھے کہ بار بار اس کی بات ہو رہی ہے؟ اب ایک بندہ ختم ہو گیا ہے دوسرے بندے کو اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا ہے۔ اس ملک کو، اس ہاؤس کو ایک بات پر اکٹھے ہونا چاہیے وہ ایک بات یہ ہے کہ آج جنرل مشرف کے کھاتے سے باتیں نکل جانی ہیں اور اب یہ باتیں ہمارے حکومتی گروپ کے کھاتے میں پڑنی ہیں اس ہاؤس کے نہیں بلکہ پورے ملک کے حکمرانوں کے کھاتے میں پڑنی ہیں۔ اب ہم لوگوں کو عوام کے بارے میں سوچنا ہے اور عوام کی بہتری کے لئے کام کرنا ہے۔ میری یہ بات آپ کے لئے ہے، اس ہاؤس کے لئے ہے اور اس میں کسی کی تذلیل والی کوئی بات نہیں ہے۔ کوئی بھی غلط بات بالکل نہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ لغاری صاحب بات کریں گے۔ میں نے اب floor لغاری صاحب کو دیا ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہے میں بھی اسی کی طرف آ رہا تھا کہ صدر مشرف کے استعفیٰ کا chapter اب close ہو چکا ہے جیسا کہ پرانے جنرل ضیاء الحق کا chapter بھی close ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: very good بہت اچھی بات کی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اب ہمیں آگے کی طرف دیکھنا اور چلنا ہے اور ہم نے اس ملک و قوم کو درپیش مسائل کے solution کے لئے مل کر کام کرنا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم پرانا رونا روتے رہیں اور اس پر آگے چلتے رہیں کیونکہ اپوزیشن بھی جمہوریت کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ حکومتی بنچوں والے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلیں گے۔ یہ جو bulldoze کرنے کا طریقہ ہے تو اس سے بات نہیں چلے گی۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کی بہت قدر کرتے ہیں شاباش، very good بہت اچھے، شاباش۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں بات کر رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ لسٹ ذرا لمبی ہے۔ میرے خیال میں 33 آدمیوں کی لسٹ میرے پاس پہنچ چکی ہے اور ہمارے پاس اب 55 آدمیوں کی لسٹ بن گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ قرارداد کو put کر دیں، ووٹنگ ہو جائے اس کے بعد ان تمام ساتھیوں کو بات کرنے کا موقع ضرور دیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے، ایسا ہی کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں قرارداد پڑھوں گا اور اس پر voting ہو گی، آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیے گا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پرویز مشرف کے بطور صدر غیر آئینی، غیر قانونی اقتدار کے خاتمے پر پوری قوم اور صوبہ پنجاب کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ پرویز مشرف کے اقتدار کے خاتمے کے ساتھ ہی پاکستان سے آمریت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئی ہے۔ یہ ایوان پوری قوم اور پنجاب کے عوام کو ایک جمہوری، فلاحی پاکستان کی نوید دیتا ہے اور اب پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریات اور خواب کی تعبیر بن کر دنیا میں پورے وقار کے ساتھ آگے بڑھے گا۔
>
> پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان آج آمریت کے طویل سیاہ دور میں جدوجہد کرنے، قید و بند، تشدد کی صعوبتیں برداشت کرنے والے تمام سیاسی کارکنوں،

رہنماؤں، سول سوسائٹی، وکلاء برادری، صحافی برادری اور میڈیا کے ارکان کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

یہ ایوان آمریت کے سامنے کلمہء حق کہنے اور ڈٹ جانے والے اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کے کردار کو بھی سلام پیش کرتا ہے۔ یہ ایوان اس مرحلہ پر قوم کی صحیح رہنمائی کرنے اور 18۔فروری 2008 کے عوامی مینڈیٹ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے پر تمام سیاسی قائدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور بالخصوص میاں محمد نواز شریف، جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب کے کردار کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کو سلام پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو سمیت راہِ جمہوریت میں خون کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کا لہو آج رنگ لایا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا عہد کرتا ہے کہ پاکستانی قوم اور پنجاب کے عوام کے بہتر، خوش حال جمہوری مستقبل کے لئے پوری ایمانداری، لگن، جوش وجذبہ سے بھرپور جدوجہد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔(آمین)"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: بات سنیں! یہ 55 ممبران کے نام میرے پاس آئے ہیں تو انہوں نے میرے خیال میں بات کرنا ہو گی۔ اب ہم نماز کا 15 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں اس کے بعد دوبارہ ملیں گے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نمازِ عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان
6:42 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! آپ فرما رہی تھیں کہ میں نے سب سے پہلے نام دیا ہے آپ کا نمبر ساتواں ہے۔ جی، جناب جاوید حسن گجر!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ (قطع کلامیاں)
جناب جوئیل عامر سہوترا!

جناب جوئیل عامر سہوترا: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا دن پاکستان کی سیاسی اور جمہوری تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ تمام جمہوری قوتوں کی جدوجہد کی وجہ سے آج اس ملک پر سے

ڈکٹیٹر شپ کے بادل ہمیشہ کے لیے چھٹ گئے ہیں اور خیبر سے لے کر کیماڑی تک اور گوادر کی بندرگاہ تک اس ملک میں بسنے والی تمام عوام نے جس طرح خوشی کا اظہار کیا میں اس کے لئے تمام عوام کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جمہوری قوتوں کی فتح کا یہ دن 16 کروڑ عوام کی مشترکہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ آج کے دن صوبہ پنجاب کے اس سب سے بڑے floor سے میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف، محترم آصف علی زرداری اور ان تمام coalition جماعتوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک طویل اور میں سمجھتا ہوں کہ مشکل جدوجہد کا نہ صرف آغاز کیا بلکہ انہوں نے اپنے حوصلوں، اپنی محنت اور اپنی ہمت سے 16 کروڑ عوام کے ساتھ آج اس عظیم مقصد کو حاصل کیا ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے کردار کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا، میں سول سوسائٹی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا، میں پاکستان میں بسنے والے ہر اس فرد کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ جس کی وجہ سے آج ملک میں ڈکٹیٹر شپ کے خاتمے کا دن دیکھنا ہمیں نصیب ہوا ہے اور آج کے دن میں minorities کے حوالے سے اور خصوصاً مسیحی قوم کے حوالے سے اس floor سے آپ کی وساطت سے اس وطن میں بسنے والے تمام لوگوں کو مبارک باد پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں صرف دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔ یہاں پر Leader of the Opposition جب اظہار خیال فرما رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ یہاں پر واویلا کیا جاتا تھا کہ مشرف جب تک رہتا ہے coalition government کو کام نہیں کرنے دیا جاتا تو انہوں نے ایک چیلنج دینے کے انداز میں یہاں پر یہ بات کہی کہ اب جبکہ مشرف ان کے راستہ سے ہٹ گیا ہے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ کس طرح اب اپنے کاموں کو مکمل کریں گے؟ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر معزز رکن کی طرح اور اس ملک میں بسنے والے ہر محب وطن شہری کی طرح میرا بھی ایمان ہے کہ موجودہ coalition government جس کی قیادت میاں محمد نواز شریف اور محترم آصف علی زرداری فرما رہے ہیں ان کی قیادت میں جس طرح coalition نے آج کی یہ بہت بڑی خوشخبری قوم کو دی ہے وہ تمام مسائل جن کا ذکر یہاں اس floor پر Leader of the Opposition فرما رہے تھے ان تمام مسائل کا حل موجودہ coalition government کے ان لیڈران کے تحت ضرور نکلے گا۔ اس ملک میں جج صاحبان بھی بحال ہوں گے، اس ملک میں مہنگائی بھی کنٹرول ہو گی جو میں سمجھتا ہوں کہ اس ڈکٹیٹر کی وجہ سے تھی جس نے

آج استعفیٰ دے کر اس ملک پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے چونکہ وقت کی قلت ہے اس لئے میں آخر میں کہوں گا کہ جنرل مشرف جب ٹی وی پر تقریر کر رہا تھا تو اس نے minorities کے حوالے سے ایک بات کی کہ اس نے minorities کو دہرے ووٹ کا حق دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایسی قوم جس سے اس کے نمائندے چننے کا حق ہی چھین لیا جائے، ایک ایسی community جو اپنے نمائندوں کا انتخاب direct انتخاب کے ذریعے نہ کر سکے اس کو اس کے آئینی اور قانونی حق سے محروم کر دینا اور اس کے بعد اس بات کا credit لینے کی کوشش کرنا کہ ہم نے اس ملک میں طرزِ انتخاب رائج کیا، میں آپ کی وساطت سے اس موجودہ طرزِ انتخاب کو کہ جس میں ہمیں مخصوص نشستوں پر منتخب ہو کر اس ایوان میں آنا پڑ جائے اس کو میں condemn کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے اپنے قائدین سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے اس طرزِ انتخاب کو بدلا جائے تاکہ ہم اس ہاؤس میں مخصوص نشستوں پر نہیں بلکہ اپنی قوم کے ووٹوں سے منتخب ہو کر اس ایوان میں آئیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، معاف کرنا۔ سب سے پہلے میرے پاس ایک چٹ آئی تھی لیکن ان کا نام لکھنا بھول گیا۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ کی چٹ سب سے پہلے آئی تھی وہ ان سے کہیں نیچے رہ گئی تو میں معذرت خواہ ہوں۔ میں جو نام پہلے پڑھ گیا تھا اس میں نمبر 1 پر تو یہ محترمہ تھیں اس لئے اب میں انہیں ٹائم دیتا ہوں۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق تشریف فرما ہیں؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پاکستان کے لئے بہت ہی مبارک دن ہے کہ 9 سال سے پاکستان کی فضاؤں کے اوپر اس منحوس کا سایہ چھایا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں شب برات کا انعام اس شکل میں دیا ہے کہ اس منحوس سے ہماری آج جان چھوٹ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام اور اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے پاکستان کے منتخب نمائندے اور ملک و قوم کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے لوگوں کے لئے یہ بہت ہی اہم دن ہے اور لمحہ فکریہ بھی ہے کہ اب ان کے کندھوں پر ایک ایسی ذمہ داری آگئی ہے کہ جس کو ہم نے بھرپور طریقے سے نہ صرف سنبھالنا ہے بلکہ جو سب سے اہم ذمہ داری ہم تمام ممبران پر آئی ہے وہ یہ ہے کہ مشرف نے 9 سالوں میں جو گناہ کئے ہیں اور وہ لوگ جو ان گناہوں میں شریک رہے ہیں ان کا کڑا احتساب کرنا ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ مشرف کو کوئی رعایت نہ دی جائے اور مشرف کو اس کے گناہ جو اس نے معصوم عوام اور مظلوموں کے ساتھ کئے ہیں اور جو بارودی سرنگیں ان 9 سالوں میں اس نے اور اس کے سیاسی رفقاء نے پاکستان میں بچھائی ہیں ان کا کڑا احتساب کیا جائے اور ان کو

کٹھرے میں کھڑا کیا جائے اور پھانسی کی سزا دی جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس شخص کا کڑے سے کڑا احتساب ہونا چاہیے۔ اس سے جمہوریت مضبوط ہو گی اور اس کے ساتھ آپ کی فوج کا وقار مجروح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! پاکستان میں بسنے والے عوام آج اس بات پر بے انتہا خوش ہیں کہ ان کو صحیح جمہوریت کی کرن پاکستان میں نظر آئی ہے۔ میری اپنے تمام ساتھیوں سمیت دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر مزید رحمتیں کرے اور ہم سے ایسے فیصلے کرائے کہ ہم عوام کے لئے صحیح رہنما بن کر کچھ کر سکیں اور اس منحوس سے مکمل طور پر آزادی حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اویس اسلم مڈھانہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب! آپ ذرا اختصار سے کام لیجئے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں حکم کی تعمیل کروں گا۔

جناب سپیکر! آج کے دن پاکستان کے عوام کو دل کی گہرائیوں سے جتنی بھی مبارکباد دی جائے وہ کم ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں۔ اس کا احساس مبارکباد سے بھی زیادہ لازم ہو گیا ہے۔ اب قوم پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سجدہ ریز ہو کر جتنا شکر ادا کریں وہ کم ہے کیونکہ جس مقصد کے لئے ملک بنا تھا، جس مقصد کے لئے ہزاروں قربانیاں دی گئیں وہ مقصد یہ تھا کہ اس ملک کے اندر جمہوریت کا نظام لانا ہے۔ آج ہم نے ثابت قدمی سے اس طرف پیشرفت شروع کی ہے۔ میں چاہوں گا کہ کل پوری قوم یوم تشکر منائے اور اسی سلسلے میں کل کا اجلاس ایک دن آگے بڑھا دیا جائے تاکہ ہم لوگ اپنے اپنے حلقوں میں واپس جا کر اپنے عوام میں بیٹھ کر ان کے ساتھ جذبات کو share کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جس مقصد کے لئے ہمارے قائدین جناب آصف علی زرداری، میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے مل کر قربانیاں دیں اور صعوبتیں برداشت کیں آج وہ مقصد حاصل کر لیا گیا ہے۔ یہاں پر اپوزیشن لیڈر نے یہ کہا تھا کہ اب مشرف چلا گیا ہے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ کیسے کام پورے کرتے ہیں؟ آپ آج ہی note کریں کہ سٹاک مارکیٹ کے اندر چند گھنٹوں میں اتنی بہتری آئی ہے کہ ہمیں امید ہے بلکہ یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم جمہوریت کی طرف چل پڑے ہیں اور آمریت سے ہمیں نجات مل چکی ہے تو ہماری اتحادی حکومت مل جل کر ملک سے بے روزگاری کو ختم کرے گی، ملک کی معیشت کو استحکام ملے گا، ملک کے اندر جو

لوڈشیڈنگ ہے اس سے نجات ملے گی اور ملک کے اندر جو امن وامان کی صورتحال ہے اس میں بہتری آئے گی۔ یہ میرا یقین محکم ہے اور ساتھ ہی ساتھ میری پوری قوم اور نمائندوں سے گزارش ہے کہ ہمیں اب مل جل کر پہلے سے زیادہ محنت، پہلے سے زیادہ ایمانداری کے ساتھ قوم کی خدمت کرنا ہوگی تاکہ واقعی یہ ثابت ہو جائے کہ اس ملک کے اندر آمریت کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، اب جمہوریت نے جڑیں پکڑی ہیں اور اب ہم نے محنت کے ذریعے، تدبر کے ذریعے، عقل کے ذریعے اور فہم وفراست کے ذریعے اس جمہوریت کو پروان چڑھانا ہے۔

جناب والا! اگر میں یہاں پر ذوالفقار علی بھٹو (شہید) اور محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی شہادت کا ذکر نہ کروں تو درست نہ ہوگا کیونکہ انھوں نے اسی لئے شہادت قبول کی کہ جو مقصد آج ہم نے حاصل کیا اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ذوالفقار علی بھٹو (شہید) نے پھانسی کا پھندا قبول کیا اور آمر کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ آمر کا یہ خیال تھا کہ شاید بے نظیر کی شہادت کے بعد یہ جمہوریت کی گاڑی اپنی پٹڑی سے اتر جائے گی لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ اس کا خواب پورا نہ ہو سکا بلکہ جمہوریت کی گاڑی بے نظیر کی شہادت کے بعد اس کے لہو کے رنگ سے اور نکھر گئی اور آج اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر ملک کے عوام، سول سوسائٹی اور خاص طور پر میڈیا کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ میڈیا ہی تھا جس نے عوام کے سامنے آمریت اور جمہوریت کے درمیان فرق واضح کیا اور عوام کو آگاہی دی اور لمحہ لمحہ کی خبر عوام تک پہنچائی جس کی وجہ سے آج یہ مقصد حاصل کرنا ممکن ہو سکا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں یاور زمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! اس ملک کی معیشت کو جو نقصان آمروں کے دور میں ہوا اس کی تلافی کے لئے ضروری ہے کہ پوری قوم کندھے سے کندھا ملا کر، قدم سے قدم ملا کر، ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلے، چاہے وہ عام آدمی ہو یا عوام کا نمائندہ ہو، چاہے وہ سیاسی پارٹیوں کے لیڈر ہوں ان کے لئے لازم ہو گیا ہے کہ اب وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر کندھے سے کندھا ملا کر اس ملک وقوم کی بہتری اور ترقی کے لئے کام کریں تاکہ آج تک عوام جن مراعات کا، جن سہولیات کا انتظار کرتے رہے ہیں اور صعوبتیں برداشت کرتے رہے ہیں وہ اسی دن کا انتظار تھا کہ کب یہ کشمکش ختم ہوگی اور آمروں سے نجات حاصل کرنے کی جنگ ختم ہوگی اور عوام کو ان کے حقوق ملنے شروع ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

آج وہ پہلا دن ہے کہ عوام کے حقوق حاصل کرنے کے لئے جو جدوجہد ہو رہی تھی اس کا اب موسم آ چکا ہے اور ہم نے اس کا نتیجہ عوام تک پہنچانا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: ممبران کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ہر مقرر کا پانچ منٹ ٹائم مقرر کیا جاتا ہے۔ اب میں رانا محمد افضل خان صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج اس خوشی کے موقع پر میرے بہت سے ساتھیوں نے جو تقاریر کیں، میں ان کی تائید کرتے ہوئے ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ آج ایک منفرد چیز جو ہوئی ہے یہ عوامی طاقت کا مظہر ہے کہ چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ووٹ جو کہ عوام کے نمائندہ تھے، ان عوام کی نمائندہ طاقت کے ذریعے آج ایک آمر کا تختہ الٹ دیا گیا ہے۔ کوئی جہاز نہیں گرا، کوئی ملک نہیں ٹوٹا بلکہ یہ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ جمہوری قوت کے ساتھ آج ہم نے ایک ڈکٹیٹر کو بھگا دیا ہے جو پاکستان کے اندر جمہوری قوت کی مضبوطی اور آنے والے وقت میں بھی جمہوریت کی مضبوطی کی ایک نوید ہے۔ پاکستان انشاء اللہ تعالیٰ اس مرحلے سے آگے جمہوریت میں مزید طاقتور ہوتا چلا جائے گا۔ آج بغور تقریر کو سنتے ہوئے میں پرویز مشرف کی اس کوشش کی مذمت کرنا چاہتا ہوں کہ جاتے جاتے اس نے سادہ لوح عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں کیا، میں نے کرپشن نہیں کی۔ تو میرا ذہن اسی وقت اس فراڈ ریفرنڈم پر گیا جو اس نے اپنی ذات کے لئے کیا، جو اس نے اپنی ذات کو اس ملک پر مسلط رکھنے کے لئے کیا۔ میرا ذہن اسی وقت اس ہارس ٹریڈنگ کے لئے آئین کو معطل کر کے گھوڑے ایک طرف سے دوسری طرف پہنچا کر اس کی شقوں کو پھر سے دروازہ بند کرنے کی طرف گیا جو اس نے اپنی ذات کے لئے کیا۔ میرا ذہن 10۔ ستمبر کی اس ظالمانہ حرکت کی طرف گیا جس دن سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے مطابق میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پاکستان واپس تشریف لا رہے تھے تو جو سلوک ہمارے workers اور میرے قائد کے ساتھ اسلام آباد ایئرپورٹ پر کیا وہ ایک شرمناک واقعہ بھی ہے جو اس نے اپنی ذات کے لئے کیا۔ اس کی بڑی طویل لسٹ ہے، اس میں بے شمار لوگوں کی قربانیاں ہیں، پاکستان کے بچے بچے کی قربانی ہے لیکن میں دو اشخاص کی قربانی کو خصوصی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں، ایک جسٹس افتخار محمد چودھری کے اس انکار کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جو بالکل تنہا تھا اور جرنیلوں کے گھیرے میں تھا، وہ اس ماحول میں بھی اکڑ گیا اور

اس نے ان کا پریشر قبول نہیں کیا۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو force exile میں رکھا گیا، ان کو مجبور کیا گیا کہ باہر رہو۔ وہ پاکستان بار بار آنا چاہتے تھے لیکن ان کو آنے نہیں دیا گیا۔ یہ اس طرح کی قربانیاں ہیں جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں کیا بلکہ دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے آج اپنے تمام منتخب ممبران اور جن کا تعلق حکمران جماعت سے ہے، درخواست کرنا چاہوں گا کہ آج ہمارا ایک امتحان ہے، ہمارے لئے بڑے challenges ہیں، ہمارے لئے آگے آنے والا وقت بڑا مشکل ہے اور ہمیں پاکستان کے اندر بالخصوص پنجاب کے اندر جمہوری تبدیلی کو آگے بڑھاتے ہوئے پاکستان کے عوام کی خوشحالی کے لئے شب و روز کوشش کرنا پڑے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جمہوریت کے مضبوط ہونے سے پاکستان میں جو فیصلے ہوں گے وہ عوام کی توقع اور خواہشات کے مطابق ہوں گے، پنجاب اور پاکستان آگے بڑھے گا اور انشاء اللہ بہت ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب آصف منظور موہل صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات کرنے سے پہلے میں سمجھتی ہوں کہ میرا ضمیر مجھے معاف نہیں کرے گا کہ اگر میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو یہاں tribute پیش نہ کروں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی قربانی اور ان کا وہ خواب جو اس ملک میں جمہوریت کے لئے وہ دیکھا کرتی تھیں آج وہ شرمندہ تعبیر ہوا۔ مجھے فخر ہے کہ محترمہ اپنی زندگی میں جو کارنامے سرانجام دے کر گئیں ان کی شہادت کا impact بھی اس سے کم نہیں ہے۔ آج محترمہ کی شہادت کو نظر انداز کرنا میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی پاکستانی کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ جہاں تک آج کے دن کی بات ہے تو سب سے پہلے مجھے یہ شعر یاد آتا ہے کہ۔

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

آج جب اپوزیشن لیڈر یہاں تقریر فرما رہے تھے تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے پچھلے پانچ سال ان بنچوں پر حلف والے دن سے لے کر "گو مشرف گو" کی ایک campaign شروع کی تھی آج مجھے فخر ہے کہ ہاؤس in session ہے اور آج وہ campaign اور movement اس ہاؤس کے اندر اس کے ساتھ اختتام پذیر ہو رہی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت ہمارے جو اپوزیشن لیڈر ہیں وہ یہاں بیٹھ کر کس طرح لنک لنک کر اس ہاؤس میں movement کیا کرتے تھے۔ مجھے وہ لوگ

اور وہ سیاستدان بھی یاد ہیں جو مشرف کو اپنا سیاسی باپ کہا کرتے تھے، اگر سیاسی باپ چلا گیا ہے تو ان کے بچوں کو بھی اب استعفیٰ دے دینا چاہیے۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ ان کے رہنے کا بھی کوئی جواز باقی نہیں رہتا اور باپ کے ساتھ اولاد کو بھی چلے جانا چاہیے۔ مشرف صاحب چلے گئے جو انہوں نے اعلیٰ ظرف کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں ریکارڈ کی درستی کرنا چاہتی ہوں کہ وہ چلے نہیں گئے بلکہ ان کو بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ خود جانا چاہتے تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کو 18۔فروری کے الیکشن کے بعد فوراً چلے جانا چاہیے تھا۔ آج ان کو جمہوری قوتوں نے بھیجا ہے۔ آج مجھے اپنے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کا وہ جملہ بہت یاد آیا جب میں مشرف صاحب کی تقریر سن رہی تھی کہ جمہوریت بہترین انتقام ہے۔ آج ہم نے ایک ڈکٹیٹر مشرف صاحب کو بھیج کر یقیناً ہم تمام جمہوری قوتوں نے انتقام لیا ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین: کورم پورا نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔ کورم پورا نہ ہے لہذا اجلاس بروز منگل مورخہ 19۔اگست 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

870

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 19۔اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

2۔ سرکاری کارروائی

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و سماجی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 87 کے تحت تحریک

حصہ دوم

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ سوم

متفرق تحریک

قاعدہ A-244 کے تحت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کی تحریک

حصہ چہارم

عام بحث

872

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

منگل،19 ۔اگست 2008

(یوم الثلاثہ،16۔شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًاo مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡۖ تَرَىٰهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبۡتَغُونَ فَضۡلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضۡوَٰنًاۖ سِيمَاهُمۡ فِى وُجُوهِهِم مِّنۡ أَثَرِ ٱلسُّجُودِۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمۡ فِى ٱلتَّوۡرَىٰةِۚ وَمَثَلُهُمۡ فِى ٱلۡإِنجِيلِ كَزَرۡعٍ أَخۡرَجَ شَطۡـَٔهُۥ فَـَٔازَرَهُۥ فَٱسۡتَغۡلَظَ فَٱسۡتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِۦ يُعۡجِبُ ٱلزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ ٱلۡكُفَّارَۗ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ مِنۡهُم مَّغۡفِرَةً وَأَجۡرًا عَظِيمَۢاo

سُوۡرَةُ الفَتۡح آیات 28 تا 29

وہی ہے اللہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ o محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا o

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کدھر جاؤں
میرے آقا میرے سلطان مدینے والے
میرا دل اور میری جان مدینے والے

پوائنٹ آف آرڈر

انڈیا کے اخبار روزنامہ ''ہندوستان'' میں نبی کریم ﷺ کی فرضی شبیہ سازی پر قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب مستی خیل!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم عنایت فرمایا۔ میں آپ کی توجہ انتہائی نوعیت کے انسان سوز واقعے کی جانب دلانا چاہتا ہوں جو ہندوستان کے اخبار میں شائع ہے اور کل جسے روزنامہ "ایکسپریس" نے شائع کیا ہے کہ ہالینڈ اور ناروے کے اخباروں کی طرح انڈیا کے ایک ہندی روزنامہ "ہندوستان" نے آقائے دو جہاں ﷺ کی فرضی طور پر شبیہ سازی اور تصویر کشی کی ہے میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں، ہم اس پر پرزور احتجاج کرتے ہیں کیونکہ ہم مسلمان ہمیشہ tolerance and brotherhood پر believe کرتے ہیں لیکن ہالینڈ اور ناروے کے اخبارات نے یہ چھاپا تھا اور پاکستان تو کجا پورا عالم اسلام سراپا احتجاج تھا۔ آج میں آپ کی وساطت سے التجا کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو معطل کر کے اس انتہائی اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کروائی جائے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پوری کائنات کی تخلیق آقائے دو جہاں ﷺ کی وجہ سے تھی۔ اگر آج ہم اشرف المخلوقات ہیں، اگر آج ہم انسان کہلانے کے حقدار ہیں تو آقائے دو جہاں ﷺ کے صدقے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے

گزارش کروں گا کہ ایک قراردادِ مذمت پاس کی جائے اور فیڈرل گورنمنٹ کو recommendation بھیجی جائے کہ ان کے سفیر کو فوری طور پر طلب کر کے ان کے بارے میں condemnation پاس کریں اور میں گزارش کروں گا کہ یہاں ہاؤس میں اس پر بحث کروائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناثناء اللہ خان!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ویسے بھی Private Members Day ہے تو میں مستی خیل صاحب سے یہ کہوں گا کہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو اس پر resolution لے آئیں تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہوگا ہم اسے out of turn take up کر لیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ تحریری resolution لے آئیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں زبانی پڑھ دیتا ہوں۔ یہ ایوان قرارداد پیش کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔ کسی ضابطے اور قواعد کے مطابق چلنا چاہیئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس احترام کی بات کی ہے اور یقیناً اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ پوری انسانیت کا بھرم آپ ﷺ کی ذات سے ہے تو اس کے لئے آپ ضابطے کے مطابق آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپوزیشن کے دوستوں سے بھی مشورہ کر لیں۔ راجہ صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں تو سب دوستوں سے مشورہ کر کے مشترکہ طور پر ایک قرارداد لے کر آئیں جو well worded ہو۔

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! اگر یہ قرارداد مشترکہ طور پر لائی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور معاملے کی طرف مبذول کروانی چاہوں گا، آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ اجلاس میں ہمارے صحافی بھائیوں نے جرنلسٹ ہاؤسنگ کالونی پر قبضہ اور encroach کے حوالے سے walk out کیا تھا تو اس پر آپ نے میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کمیٹی کی میٹنگ کر کے ہم نے اس معاملے کو

ensure کیا تھا کہ وہاں پر جو معاملات proprietary rights کے حوالے سے چل رہے ہیں ان کے فیصلے تو بہر حال عدالت ہی کرے گی لیکن موقع پر status quo ہر صورت بحال رکھا جائے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہاں پر ناجائز قبضہ کرے۔ کل وہاں پر اس قسم کی کوئی کوشش ہوئی ہے اور میں ابھی راستے میں تھا تو راجہ ریاض صاحب ایک صحافی ہیں انہوں نے فون پر اطلاع دی کہ وہاں پر ایک مجسٹریٹ صاحب ناجائز قبضہ کر رہے ہیں تو میں نے اسی وقت اس معاملے کا نوٹس لیا، واقعی وہاں پر مجسٹریٹ چودھری غفور صاحب پلاٹ پر قبضہ کر رہے تھے تو اس قبضے کو فوری طور پر رکوایا گیا اور ان کے خلاف مقدمہ نمبر 579 زیر دفعہ 506/448/511 تھانہ ہر بنس پورہ درج ہو گیا ہے اور کچھ ملزم گرفتار ہو گئے ہیں اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ صحافیوں کی ہاؤسنگ کالونی میں ناجائز قبضہ کی بنیاد پر لوگوں کو گرفتار کر کے کارروائی کی گئی ہے اور اس بات کو ensure کیا گیا ہے کہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ دوبارہ وہاں پر ناجائز قبضہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit اس پورے ایوان اور آپ کو جاتا ہے کہ آپ نے اس معاملے کو ensure کروایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھی بات کی ہے۔ ہمارے صحافی بھائی بھی سن رہے ہیں اور آپ نے یہ نوٹس لیا ہے۔ میرے خیال میں صحافیوں کی طرف سے، میری طرف سے اور اس ہاؤس کی طرف سے بھی آپ کو اس بات کی مبارکباد اور شاباش ملنی چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شوکت محمود بسرا!

چودھری شوکت محمود بسرا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ کل قوم کو جو خوشخبری ملی ہے اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کے بڑا بھائی ہونے کی وجہ سے آغاز ہم نے یہاں سے کیا تھا تو پنجاب اسمبلی کی طرف سے باقاعدہ شکرانے کے نوافل کا بندوبست کیا جائے اس لئے کہ وہ شخص جس نے ہمارے پورے پاکستان کو قید میں جکڑا ہوا تھا اور میں آج اخبار میں ایک statement پڑھ رہا تھا چودھری شجاعت حسین نے اس میں کہا ہے کہ پریذیڈنٹ کے استعفیٰ کو negative مت لیا جائے حالانکہ پرویز مشرف کے قریبی ساتھی کہہ رہے تھے کہ پرویز مشرف آج کل یہ شعر اکثر پڑھتے ہیں:

ایہہ یاریاں وی ضرورتاں دے تبادلے سن
ضرورتاں نے ایہہ پاک جذبہ پلید کیتا

جد وی نکلی منافقت دی شراب نکلی
خلوص جد وی میں دوستاں دا کشید کیتا

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ صوبہ پنجاب کو بڑا بھائی ہونے کے ناتے پنجاب اسمبلی کی طرف سے شکرانے کے نوافل ادا کرنے چاہیں کہ اللہ پاک نے ہم پر اتنی بڑی رحمت کی ہے۔

جناب سپیکر: کسی نے پابندی لگائی ہے؟

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): نہیں، پنجاب اسمبلی کی طرف سے شکرانے کے نوافل ادا کئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، شکریہ۔

محترمہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں پانچ، چھ دن سے آپ سے ٹائم مانگ رہی ہوں۔ ایک بڑا ضروری مسئلہ تھا کہ بی بی پاکدامن کے مزار پر جنریٹر ایک عرصے سے خراب ہے۔ جگہ کم ہونے کی وجہ سے وہاں رش بھی بہت زیادہ ہے۔ زائرین پورے ملک سے وہاں پر زیارت کے لئے آتے ہیں اور جب لائٹ بند ہو جاتی ہے تو وہاں پر بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ لاء منسٹر اگر چاہیں تو وہاں پر جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں ایک ہفتے سے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگنے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن آپ اِدھر نظر نہیں کرتے۔ اس میں، میں دو تین points پر بات کروں گی۔ میرا خیال ہے کہ اب ڈاکٹر قدیر کو رہا کرنے اور ججوں کو بحال کرنے میں coalition government کو کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور میں اپنی ذاتی رائے یہاں پر دوں گی کہ ڈاکٹر قدیر کو President of Pakistan ہونا چاہئے اور جس دن 28۔ مئی کو ایٹمی دھماکے ہوئے تھے تو اسی وقت یہ اعلان ہونا چاہئے تھا۔ اگر انڈیا میں ایک ایٹمی سائنسدان کو صدر بنایا جا سکتا ہے تو پاکستان میں ڈاکٹر قدیر خان کو صدر کیوں نہیں بنایا جا سکتا؟

جناب سپیکر: آپ کی تجاویز اچھی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب محترمہ آمنہ الفت اور ان کے بعد بھٹی صاحب اور پھر عظمیٰ زاہد بخاری کی باری ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کل بھی میں point of order پر کھڑی رہی لیکن کل سارا دن مجھے موقع نہیں ملا۔ میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں نے باتیں تو تین چار کرنی ہیں لیکن اس point of order پر میں جتنے بھی points raise کر سکوں۔ سب سے پہلے تو میرے بھائی وزیر قانون نے صحافی کالونی پر قبضہ کے حوالے سے جو بات کی ہے یہ آپ کو پتا ہے کہ یہ منصوبہ سب سے پہلے چودھری پرویز الٰہی نے شروع کیا۔ ان کے جاتے ہی وہاں پر قبضے شروع ہو گئے تو ہم بڑے خوش ہیں کہ ان قبضوں کو واگزار کرانے کے لئے آپ کوششیں کر رہے ہیں جو ایک اچھا اقدام ہے۔

جناب والا! میں نے law and order سے related ایک point کی طرف آپ کی توجہ دلائی تھی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے point of order پر کھڑے ہو کر ہمیشہ relevant بات کی ہے اور میں نے کبھی بھی کسی کی ذات کو نشانہ نہیں بنایا اور ہمیشہ قاعدے اور قانون کے مطابق بات کی ہے۔ میں ہمیشہ یہ کوشش کرتی ہوں کہ قاعدے اور قانون کو سامنے رکھ کر بات کروں، کسی پر personal attack نہ کروں۔

جناب والا! پرسوں شب برات والے دن صبح 5 بجنے میں 5 منٹ پر میرے گھر کے gate پر پتھر مارے گئے، اینٹیں ماری گئیں اور اس کے بعد ایک گاڑی میرے گھر کے سامنے کھڑی ہو گئی اور مسلسل میرے گھر کے gate پر lights ڈالتی رہی اور اس کے بعد چلی گئی۔ میں نے کل تھانے میں رپورٹ درج کروادی تھی۔ میری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے، کوئی عناد نہیں ہے۔ ہم لوگ سیدھے سادھے ہیں اور سادگی سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں اور کسی قسم کے لڑائی جھگڑے میں شامل ہونے والے لوگ نہیں ہیں۔ اگر میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے تو پھر میرا آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے سوال ہے کہ پھر وہ عام آدمی کو کیسے سکیورٹی فراہم کر سکیں گے۔ اس سلسلہ میں وہ کیا اقدامات کریں گے کہ میں اپنے گھر میں پر سکون طریقے سے رہ سکوں اور مجھے کوئی خطرہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: ایسے واقعہ کا ضرور notice لینا چاہئے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس واقعہ کی نشاندہی کی ہے۔ میں اس کا پتا کروالیتا ہوں۔ اگر ان کی رپورٹ پر مقدمہ درج ہو گیا ہے تو بہتر ہے نہیں تو اس کا باقاعدہ مقدمہ درج کروائیں گے۔ محترمہ تفتیش میں cooperate کریں تو جن خطوط پر یہ تفتیش چاہیں گی انہی خطوط پر تفتیش ہو گی۔ اس کے علاوہ سکیورٹی کے لئے یہ کوئی انتظامات چاہتی ہیں تو اس بارے میں بھی یہ اگر فرمائیں گی تو ہم اس کا بھی انتظام کر دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اجلاس کے بعد وزیر قانون صاحب سے رابطہ کر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر قواعد وضوابط کے مطابق اٹھانے کی ضرورت

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں نے آپ کی موجودگی میں ایک پیشکش کی تھی کیونکہ ہمارے بہت سے ممبران پہلی مرتبہ منتخب ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں۔ ان کی معلومات میں اضافے کے لئے اور Rules of Procedure کے بارے میں ان کو سکھانے کے لئے انتظام کیا تھا۔ میں جب سے بیٹھا ہوں تو میں پوائنٹ آف آرڈر سن رہا ہوں۔ براہ مہربانی آپ ہی ممبران کو وضاحت کر دیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے اور یہ کب اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب تک جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہوئے ہیں ان پر ذاتی تقریریں ہی کی گئی ہیں۔ ابھی یہاں بی بی پاکدامن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ممبران ایوان میں دو دو گھنٹے دیر سے تشریف لاتے ہیں اور پھر اسمبلی میں جس بزنس کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے اس میں صرف اپنے ذاتی معاملات کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ جیسے ابھی ہماری فاضل خاتون نے بات کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار پیش کر سکتی ہیں۔ اس پر پوائنٹ آف آرڈر کہاں بنتا ہے اور جو بی بی پاکدامن کی بات کی گئی ہے اس پر نہ تحریک التوائے کار بنتی ہے، نہ تحریک استحقاق بنتی ہے اور نہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ہاؤس کو ایجنڈے کے مطابق چلایا جائے اور وقفہ سوالات شروع کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے تو آپ کریں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بلاوجہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا اور تقریر کرنا واقعی مناسب نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں ایک اہم معاملہ کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ آج صبح 9 بجے کے قریب چیچہ وطنی ہائی وے پر زائرین کی ایک بس سہون شریف جا رہی تھی تو وہاں پر ایک سینئر پٹرولنگ آفیسر فاروق صاحب نے بس کو روک لیا بس روکنے کے بعد بجائے یہ بتانے کے کہ بس کو کیوں روکا گیا ہے انھوں نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں تو بس والوں نے بتایا کہ ہم لعل شہباز قلندر کے عرس پر جا رہے ہیں تو انھوں نے شیعہ سنی کی ایک عجیب و غریب قسم کی مذہبی منافرت پھیلانے کی کوشش کی۔ مجھے فون کیا گیا کیونکہ وہ بس شیخوپورہ سے جا رہی تھی۔ وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہونے کا خطرہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ پرانی پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ کے پاس راستے موجود ہیں اور جو راستے تعین کئے گئے ہیں آپ قاعدے کے مطابق ان کو اختیار کریں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں بھی قاعدے اور قانون جانتی ہوں۔ یہ قاعدے اور قوانین یقیناً بہتری کے لئے بنائے جاتے ہیں لیکن یہ اس لئے نہیں ہوتے کہ آپ ہاؤس میں بالکل کوئی بات ہی نہیں کر سکتے۔ ابھی وقفہ سوالات شروع نہیں ہوا۔ یہ ایک اہم نوعیت کا معاملہ ہے وہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بگڑ سکتی تھی۔ میری گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی یہاں سے پولیس کو بجٹ بھیجتی ہے، پٹرولنگ پولیس کو بھی بجٹ بھیجتی ہے اس لئے ہمیں ان کی کارکردگی پر بات کرنے کا پورا حق ہے اور جو public servants اپنی duty پر ہوتے ہوئے بھی اس طرح کے معاملات create کریں تو اس کا نوٹس لیں۔ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں اور ہمارا حق ہے کہ ہم اس طرح کے مسائل کے اوپر بات کریں۔ اگر ہم نے پنجاب اسمبلی میں بات نہیں کرنی تو پھر چوک میں بات کرنے سے تو ہم رہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے چوک کی بات نہیں کی بلکہ میں نے قاعدے اور قانون کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم اس کے مطابق چلیں تو بہتر ہوگا۔ آپ کی بات سن لی گئی ہے۔ وزیر صاحب اس پر نوٹس لیں گے۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے محترم بزرگ کھوسہ صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے اس ایوان سے بات کر رہا ہوں کہ ہماری بہن نے جو بات کی ہے اس کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا بلکہ تحریک التوائے کار بنتی ہے۔ وہ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں تو انشاء اللہ پورا ہاؤس ان کے ساتھ ہو گا۔

جناب سپیکر: ان کو پتا ہے۔ میرے خیال میں ہم اس کے مطابق چلیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شیعہ، سنی فساد ہو جائے گا۔ سڑکیں بند ہو جائیں گی۔ جلاؤ گھیراؤ ہو گا اور پھر تحریک التوائے کار آتی رہے گی۔

جناب سپیکر: آپ کی بات یقیناً سنی گئی ہے۔ اس کا نوٹس لے لیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جب میں یہاں پر آیا تو بات ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر قدیر خان کو پاکستان کا صدر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جب کوئی قرارداد لائے گا تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔ اب اس بات کو چھوڑیں۔ میرے خیال میں اس وقت یہ مناسب نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جن لوگوں نے ڈاکٹر قدیر خان کو قید کیا ان کو یہ بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے قید نہیں رکھا۔ جس نے رکھا ہو گا اس سے پوچھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ کل 11 بجے یہاں سے حاضری رجسٹر اٹھا لیا جائے کیونکہ 10 بجے اجلاس کا وقت ہوتا ہے اور لوگ ساڑھے 11 بجے آتے ہیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ جو لوگ وقت پر نہیں آتے ان کو سزا ملنی چاہیے تو 11 بجے کے بعد جو بھی آئے اس کی حاضری نہ لگے تو بہتر ہوگا۔ اس طرح ممبران وقت پر آئیں گے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اجلاس کی timing change کر دی جائے۔ ہمارے معزز ارکان نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ ہم دور دراز کے علاقوں سے آتے ہیں اور ہمارے لاہور میں کام بھی ہوتے ہیں اس لئے اجلاس کا وقت تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ملکی وقار کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں کل بہاولنگر میں تھا، وہاں کے ایک اخبار "راہِ تلاش" میں خبر آئی ہے کہ سپین میں ہمارا جو سفارت خانہ ہے وہاں 14۔اگست کے حوالے سے جو تقریب ہوئی ہے اس میں نہ کوئی تلاوت، نہ کوئی نعت، نہ نظم کوئی چیز نہیں تھی اور نہ کوئی تقریر ہوئی ہے صرف اور صرف ڈانس کا show پیش کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے پورے ملک کا وقار مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ relevant نہیں ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! کل کا جو اجلاس آج تک ملتوی ہوا تھا اس میں ایک اہم نکتے پر دوست اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ مہربانی فرما کر وزیر قانون صاحب سے مشورہ کر کے ہمیں وہاں سے ہی بات کرنے کی اجازت دیں۔ یہ پاکستان کی 62 سالہ تاریخ میں ایک ایسا issue ہے اور سیاسی لیڈرشپ کی جانب سے ایک ایسا کارنامہ رونما ہوا ہے کہ جس پر ہمارے دوست اور میری بہنیں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور انہی کا ہی بزنس ہے تو اس بزنس کے بعد سب دوست جو کل بات کرنا چاہتے تھے انہیں اجازت دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو واقعہ رونما ہوا ہے اس پر ہمیں آج کے بزنس کو suspend کر کے بحث کرنی چاہئے۔ کل جو حالات پیدا ہوئے ہیں ساری دنیا اس پر discuss کر رہی ہے تو پنجاب اسمبلی کے ممبران کو بھی اپنا اظہار رائے کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج لوگوں کے بل اور قرار دادیں ہیں اور کافی سارا بزنس اپوزیشن کے اراکین کا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ آج کے بزنس کو suspend کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر بزنس شروع کر دیا جائے تو جتنی دیر میں ہم پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں اتنی دیر میں تو ہم آدھا بزنس ختم کر لیتے اور اس کے بعد جو دوست بات کرنا چاہتے ہیں انہیں موقع مل جاتا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر پرویز مشرف کے لئے فاتحہ خوانی بھی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں۔ آپ سمجھدار آدمی ہیں آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پرسوں ایک انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے پر بڑی مشکل سے اسمبلی سے دو گھنٹے کا ٹائم لیا گیا تھا کیونکہ پورے پنجاب میں کھاد نہیں مل رہی۔

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و سماجی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، وہ ٹائم آئے گا۔ اب ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہئے۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ اب لوکل گورنمنٹ کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سوال نمبر 4 میاں نصیر احمد کا ہے۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔

رانا محمد افضل خان: On his behalf سوال نمبر 4۔

لاہور کی اہم شاہراہوں پر ٹریفک کا دباؤ اور متعلقہ دیگر تفصیل

*4۔ میاں نصیر احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیالاہور کی اہم شاہراہیں موجودہ ٹریفک کے دباؤاور وہیکلز کے مطابق صحیح ہیں ؟

(ب) لاہور کی ان شاہراہوں کے نام بتائیں جن پر ٹریفک کا دباؤ انتہائی زیادہ ہے، نیز کیا ان شاہراہوں کی توسیع کا منصوبہ زیر غور ہے ؟

(ج) کیا محکمہ مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کا محکمہ داخلہ کے ساتھ ٹریفک کے اضافے اور سڑکوں کی چوڑائی وگنجائش کے معاملے میں کوئی کوآرڈینیشن ہے یا نہیں ؟

(د) مندرجہ بالا سوالات کی روشنی میں حکومت اس معاملے میں کیا اقدامات اٹھارہی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) (1) مال روڈ (2) فیروزپور روڈ (3) کینال روڈ (4) جین مندر تا قرطبہ چوک
(5) قرطبہ تا جین مندر (6) کچہری چوک تا داتا دربار (7) چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ
(8) ریلوے سٹیشن تا مستی گھاٹی (9) فیروزپور روڈ تا پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی

یہ لاہور کی اہم شاہراہیں ہیں جو کہ موجودہ ٹریفک کے دباؤاور وہیکلز کے مطابق صحیح نہ ہیں کیونکہ ان سڑکوں پر ٹریفک کا دباؤ زیادہ ہے اور سڑکوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے اکثر روڈ بلاک ہو جاتے ہیں۔

(ب) لاہور کی تمام بڑی شاہراہوں پر خصوصی طور پر رش کے وقت میں دباؤ زیادہ ہوتا ہے، ان بڑی شاہراہوں کے نام جو محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے متعلقہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں جن کی مرحلہ وار بحالی (ری ہیبلیٹیشن) کا پروگرام ہے۔

1- علامہ اقبال روڈ
2۔ کینال بینک روڈ
3۔ ملتان روڈ (چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ)
4- علامہ اقبال روڈ کی توسیع (گڑھی شاہو تا دھرم پورہ پل)
5- سرکلر روڈ کا منصوبہ۔

(ج) محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا دیگر محکموں کے ساتھ ٹریفک کے اضافے اور سڑکوں کی چوڑائی وگنجائش کے معاملے میں کوآرڈینیشن رہتی ہے۔

(د) سڑکوں کی مرمت، بحالی اور تعمیر کا کام ہورہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے جو بڑھتی ہوئی ٹریفک کا پریشر شہر کے اندر ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کی نقل و حرکت میں اتنی تاخیر پیدا کرتا ہے جو working hours کے قومی نقصان کا باعث ہے۔اس کے لئے بڑے عرصے سے منصوبہ بندی ہوتی رہی۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ light transit rail کے لئے جو منصوبہ بندی کی گئی ہے وہ کس مرحلے میں ہے اور کیا light transit rail جو elevated transportation system ہے وہ کب تک لاہور شہر میں آ جائے گا اور اس کی اس وقت کس level پر planning ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہمارے معزز ممبر کا fresh question بنتا ہے اس کے اوپر میں چاہوں گا کہ آپ مجھے وقت دے دیجئے تاکہ ان کو مکمل details فراہم کر دی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس حوالے سے fresh question دینا پڑے گا پھر وہ اس کا جواب دیں گے۔

رانا محمد افضل خان: میرا ضمنی سوال بالکل relevant ہے۔اب سڑکیں تو چوڑی ہو نہیں سکتیں، بلڈنگیں ہم گرا نہیں سکتے لہذا اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہمیں نیا transportation system انہی سڑکوں کے اوپر introduce کرنا ہے تو اس کے لئے planning ایک ضروری عمل ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، آپ کو خود ہی یہ سوال کرتے ہوئے سوچنا چاہئے تھا۔اس کا جواب واقعی وہ نہیں دے پائیں گے تاوقتیکہ آپ fresh question ان کو نہ دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: ضمنی سوال۔

محترمہ فوزیہ بہرام: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! ادھر سے پہلے ضمنی سوال آ رہا ہے ان کے بعد پھر آپ کی باری آئے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ لاہور کی اہم شاہراہیں ہیں جو موجودہ ٹریفک کے دباؤ اور وہیکلز کے مطابق صحیح نہ ہیں تو حکومت ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور ان سڑکوں کو کشیدہ کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی plan ہے تو واضح کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! معزز محترم ممبر کی بات پر میں صرف یہ کہوں گا کہ جتنی بھی سڑکوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان سڑکوں سے آپ خود واقف ہیں۔ لاہور شہر کو جتنی بھی external routes connect کرتے ہیں عموماً ان کی ٹریفک لاہور کے ایک سائیڈ سے دوسری سائیڈ پر جانی ہوتی ہے اور انہی شاہراہوں سے ہو کر گزرتی ہے جس کے حوالے سے گزارش ہے کہ رِنگ روڈ کا منصوبہ بھی انشاء اللہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا جس کی وجہ سے ان شاہراہوں پر دباؤ کچھ کم ہو جائے گا۔ جہاں تک انہوں نے جنرل ٹرانسپورٹ یا ان کی توسیع کے حوالے سے بات کی ہے تو اس پر حکومت منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ انشاء اللہ یہ سارے منصوبے بہت جلد عوام کے سامنے آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاہور کی سڑکیں جو چوڑی اور بہتر ہو رہی ہیں یہ بہت اچھا قدم ہے لیکن اس میں ایک بات کا وزیر موصوف کو اپنے محکمے کے حوالے سے خیال رکھنا چاہئے کہ جیسے شاہ جمال کی سڑکیں چوڑی اور اونچی ہوئی ہیں لیکن ان کی side link roads کو نہیں دیکھا گیا۔ اب جو بارشیں ہوئی ہیں تو تمام پانی سائیڈ والی سڑکوں پر جا کر ہم لوگوں کے گھروں میں چلا گیا۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ جب اس کی منصوبہ بندی کریں تو اپنے محکمے کو ہدایت کریں کہ محلے میں جو سڑکیں جا رہی ہیں ان کو بھی اس کے equivalent پر لے کر آئیں۔ شکریہ

جناب ذوالفقار علی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر ہیں؟

جناب ذوالفقار علی: جی۔ میری گزارش یہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تشریف رکھیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں؟

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری گزارش یہی ہے کہ آنے والے پچاس سالوں کے مطابق ٹریفک کا جو رش ہونا ہے اس کے مطابق سڑکیں چوڑی کی جائیں اور بارش کے پانی کی نکاسی کا بھی بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا fresh question بنتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! heavy traffic کے حوالے سے کینال روڈ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ نہر کے کنارے کیا کوئی ایسا منصوبہ زیر غور ہے کہ اس کو three lane میں کیا جائے کیونکہ یہاں پر بڑے بُرے طریقے سے ٹریفک stuck ہو جاتی ہے، اگر گورنمنٹ کا ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے تو کیا اس صورت میں ارد گرد کے درختوں کو باحفاظت دوسری جگہ منتقل کرنے کا بھی کوئی منصوبہ ان کے زیر غور ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! چونکہ انہوں نے fresh question کیا ہے اس حوالے سے انہیں جو details required ہیں، اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں انشاء اللہ اگلے سیشن میں ان کو مکمل تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری شفیق صاحب! آپ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ جب اسمبلی کے کوئی معزز رکن تقریر فرما رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا مناسب نہیں۔ آئندہ سے تمام بھائی اس بات کا خیال کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ پہلے بھی اس پر چار یا پانچ سوال ہو گئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پچھلی حکومت بہت کہتی رہی کہ ہم نے بڑی ڈویلپمنٹ کی ہے اس کے باوجود یہ سڑکیں پریشر برداشت نہیں کر سکتیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا کوئی خاص فنڈز اس کے لئے مختص کئے جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس پر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ اس حوالے سے فنڈز مختص کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: On his behalf سوال نمبر 10۔

نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور پر ٹریفک جام اور تجاوزات کا مسئلہ

10: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ طیب کالونی (مہاجر آباد) نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور ایک گنجان آبادی ہے اور اس کی سڑکوں پر عموماً ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقے میں بالخصوص مین چوک، زاہد سٹریٹ، لیاقت چوک نزد مدینہ مسجد، شیخ عزیز سٹریٹ، مدینہ سٹریٹ میں دکاندار اور ہوٹل والے تجاوزات آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک اور عوام الناس کا گزرنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک عرصہ سے حکومت نے وہاں پر قائم تجاوزات کے خاتمے کے لئے کوئی آپریشن نہیں کیا جس کی وجہ سے وہاں کی سڑکیں روز بروز تنگ ہوتی جا رہی ہیں؟

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تجاوزات ختم کر کے عوام کو سہولت پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سمن آباد ٹاؤن لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے کہ (مہاجر آباد) نواں کوٹ ملتان روڈ ایک گنجان آبادی ہے مہاجر آباد میں سڑکیں نہ ہیں بلکہ تنگ گلیاں ہیں وہاں گاڑیاں نہ داخل ہو سکتی ہیں اس لئے ٹریفک بلاک کا مسئلہ نہ ہے۔

(ب) اس علاقہ میں تجاوزات کے خلاف مورخہ 09-05-2008 کو آپریشن کلین اپ کیا گیا ہے اور جرمانہ ٹکٹ (Under section 8/2A PLGO 2001 Eighth Schedule) جاری کئے گئے ہیں۔

(ج) T.M.A سمن آباد ٹاؤن نے تجاوزات کے خاتمے کے لئے آپریشن کیا ہے جہاں تک تنگ گلیوں کا مسئلہ ہے یہ کچی آبادی ہے اور L.D.A کے کنٹرول میں آتی ہے اس لئے L.D.A ہی تنگ گلیوں کے بارے میں بہتر حکمت عملی اپنا سکتا ہے۔

(د) گلیوں کو سیدھا اور کشادہ کرنے کے لئے معاملہ L.D.A حکام کو بھیج دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے ملتان روڈ کی آبادی کے حوالے سے سوالات کئے ہیں۔ اس کا جواب بھی تحریر ہے جو یہ ہے کہ مہاجر آباد نواں کوٹ ایک گنجان آبادی ہے اور یہ کاروباری علاقہ ہے۔ لوگوں نے وہاں پر تھڑے بنا رکھے ہیں جس کی وجہ سے اگر کوئی پک اپ آمنے سامنے آ جاتی ہے تو اس صورت میں کسی بندے کا بھی وہاں سے گزرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور بڑی سخت دشواری ہوتی ہے، اردگرد چونکہ تھڑے بڑھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جواب انہوں نے دیا ہے، اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو اس کا کوئی ضمنی سوال پوچھنا ہے تو وہ پوچھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ادارے نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا منصوبہ بنایا ہے کہ وہاں پر جو اس طرح کی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں کہ لوگوں نے تھڑے آگے بڑھائے ہوئے ہیں اور وہاں پر گلیوں میں تنور بنے ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے بڑی خواری ہے کیا ان تھڑوں اور تنوروں کو ہٹانے کے حوالے سے بھی کوئی سکیم زیر غور ہے؟ ان سے تیسرا سوال یہ ہے کہ یہ جو سوال انہوں نے جمع کروایا تھا یہ 24/4/2008 کو کروایا تھا۔ اس کے بعد وہاں پر آپریشن شروع ہوا ہے کیا اس سوال کو raise کرنے کی وجہ سے وہاں پر آپریشن شروع ہوا اور کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں ان کو اس چیز کی نشاندہی کروانا چاہتا ہوں کہ ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن 9/5/2008 کو شروع کیا گیا

تھااور یہ سوال کے بعد شروع نہیں ہوا بلکہ پہلے شروع کیا گیا تھا۔ اگر محترمہ اس کے آخری جز پر توجہ دیں تو اس میں بڑے واضح طور پر جواب دیا ہوا ہے کہ یہ آبادی ایل ڈی اے کے purview میں آتی ہے، لوکل گورنمنٹ کے purview میں نہیں آتی۔ اس حوالے سے جتنے بھی معاملات ہیں وہ ایل ڈی اے کو مناسب کارروائی کے لئے بھیج دیئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال 24/4/2008 یعنی اپریل میں move ہوا اور آپریشن 9/5/08 یعنی مئی میں ہوا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سوال کرنے کے بعد محکمے پر کوئی اثر ہوتا ہے، اور کئی چیزیں نوٹس میں آتی ہیں اور ان پر کارروائی ہوتی ہے۔ مقصد یہ جاننا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ان کے سوال سے پہلے آپریشن شروع ہو چکا تھا لیکن ان کی نشاندہی کے بعد باقاعدہ طور پر اس پر کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ operation clean up کیا گیا تھا تو کیا وزیر موصوف اس چیز کے لئے تیار ہیں جو ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اس کو دیکھے کہ یہ کس حد تک کامیاب ہوا ہے اور اس operation clean up کے حوالے سے اس چیز کو ensure کریں کہ نہ صرف تجاوزات ہٹائی گئی ہیں بلکہ re-encroachment بھی نہ ہو کیونکہ یہ بڑا ضروری ہے۔ کیا اس طرح کی کوئی کمیٹی قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ اس سے مطمئن ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو ان کو بتا دیں کہ ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں تو وہ آپ کو جواب دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرے کہنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اگر انہوں نے disown ہی کر دیا ہے کہ ہمارا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ dissatisfaction ہی یہی ہے کہ ایک آپریشن نہ ہمارے کہنے سے شروع ہوا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر بھیج دیا کہ operation clean up ہو گیا۔ کیا وزیر موصوف اس اسمبلی میں experts کی ایک کمیٹی تشکیل دینے کو تیار ہیں کہ وہ

اس operation clean up کی کامیابی یا ناکامی یا کوئی اس میں رکاوٹیں ہیں تو اس کو چیک کرے۔

جناب سپیکر: آپ نشاندہی کر دیں کہ وہاں ٹھیک کام نہیں ہوا۔ شاید وہ اس کا نوٹس لے لیں۔ کمیٹیاں کیوں ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے محترمہ کی بات بالکل جائز ہے لیکن محکمہ اس پر پوری cognizance کر رہا ہے اور اگر کسی وقت محسوس ہوا کہ اس میں دیگر experties کی ضرورت ہے یا اس میں منتخب نمائندوں کی شمولیت بھی ضروری ہے تو انشاء اللہ ہم ضرور غور کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے کے کنٹرول میں یہ علاقہ آتا ہے اس لئے ایل ڈی اے ہی تنگ گلیوں کے بارے میں بہتر حکمت عملی اپنا سکتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایل ڈی اے یا جتنی بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں یہ وزارت لوکل گورنمنٹ کے تحت آتے ہیں۔ ان کی جو پالیسیاں ہیں اگر انہوں نے سوالات کے جواب دینے ہیں تو پھر انہی سے proper جواب آنے چاہئیں یا پھر ان کے نمائندے یہاں آئیں اور وہ بھی اپنا جواب دیں یا پھر وزارت کے ذریعے specific جواب آنا چاہئے۔ یہ کوئی specific جواب نہیں ہے اور وہ جو ادارے ہیں جو کام نہیں کر رہے اور ان کے اوپر جو عوام کے گلیوں، محلوں میں، ہر جگہ یہ مسائل ہیں تو ان اداروں پر وزارت لوکل گورنمنٹ کا کتنا کنٹرول ہے اور ان کے جواب کیسے آنے چاہئیں۔ یہ درست جواب نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ایل ڈی اے وزارت لوکل گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہی پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کس کے ماتحت ہے؟

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی(سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس کی Chairmanship وزیر اعلیٰ پنجاب کے ذمے ہوتی ہے۔اس کا بہتر جواب انہی کی طرف سے آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے؟۔۔۔ہاؤسنگ کا محکمہ کن کے پاس ہے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو devolution plan تھا، دیکھیں اب یہ رہتا ہے یا نہیں۔ ویسے موجودہ حکومت کی جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے اسے اس معزز ایوان کے سامنے رکھا جائے گا۔اس کے اوپر بحث ہو گی، منتخب نمائندے اس کو دیکھیں گے اور اس کے بعد وہ جو بھی amendments چاہیں گے اس کے مطابق یہ نظام آگے چلے گا لیکن اب سر دست جو معاملہ ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ جو ضلعی نظام ہے یہ اپنے اندر کچھ معاملات میں بااختیار ہے۔ جیسے یہ ایل ڈی اے کا معاملہ ہے۔ جز(د) کے مطابق ہے کہ گلیوں کو سیدھا اور کشادہ کرنے کے لئے معاملہ ایل ڈی اے حکام کو بھیج دیا گیا ہے اب اس علاقے میں جہاں تجاوزات کا معاملہ ہے اس علاقہ میں آخر کوئی ناظم بھی تو منتخب ہوا ہے، کوئی نائب ناظم بھی منتخب ہوا ہے۔ وہاں پر 14 / 13 کونسلر بھی منتخب ہوئے ہیں۔ یہ معاملات ان کے کرنے کے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہی تھا کہ کچھ محکموں کے مادر پدر آزاد حالات ہیں، ان پر حکومت کا کنٹرول نہیں ہے اور میں وزیر قانون سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ کنٹرول کی بہتری کے لئے نظام کی درستگی کی ضرورت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 36 ہے۔

چنیوٹ شہر میں نکاسی آب کے منصوبوں سے متعلقہ تفصیل

*36: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2004 سے تاحال چنیوٹ شہر میں سیوریج کی مد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ٹی ایم اے چنیوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

یکم جنوری 2004 سے تاحال تحصیل چنیوٹ شہر میں سیوریج کی مد میں منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سیوریج کے منصوبہ جات کی تفصیل	تخمینہ لاگت
	سال 2004-05	
1-	ایکسٹینشن سیوریج سکیم وڈرینج از ٹی ایم اے چوک تا ریلوے پلی غفور آباد چنیوٹ	45.00 لاکھ روپے
2-	سیوریج سکیم بہار کالونی چنیوٹ	10.00 لاکھ روپے
3-	تعمیر ریلوے کراسنگ و سیوریج محلہ رائے چند چنیوٹ	7.10 لاکھ روپے
	سال 2005-06	
1-	مہیا کرنے و بچھانے سیور لائن از کونہ ٹی بی ہسپتال تا کیفے یسین مندر روڈ چنیوٹ	5.00 لاکھ روپے
2-	تعمیر سیوریج محلہ غفور آباد چنیوٹ	15.00 لاکھ روپے
3-	تعمیر بقایا سیوریج بہار کالونی و سٹیلائٹ ٹاؤن چنیوٹ	5.00 لاکھ روپے
4-	بچھانے سیور لائن از رجوعہ چوک جھنگ روڈ تا سیم نہر رجوعہ روڈ چنیوٹ	24.31 لاکھ روپے
5-	مہیا کرنے و بچھانے سیور لائن از گلی حاجی تا اکرم کریانہ سٹور صدر چونگی روڈ محلہ رشیدیہ چنیوٹ	6.53 لاکھ روپے
	سال 2006-07	
	بچھانے سیور لائن از رجوعہ چوک تا سیم نہر بقایا حصہ فیز II	4.00 لاکھ روپے
1-	سیوریج سکیم چنیوٹ	45.00 لاکھ روپے
2-	ریلوے کراسنگ سیوریج نزد محلہ اقبال آباد	14.00 لاکھ روپے
3-	تعمیر سیوریج گلی فتح العلوم	3.00 لاکھ روپے
4-		
5-	تعمیر سیوریج سٹیلائٹ ٹاؤن و بہار کالونی	5.00 لاکھ روپے
6-	تعمیر سیوریج از جھنگ روڈ تا گھر صداقت حسین شاہ کلر سیدوالا	2.25 لاکھ روپے
7-	بچھائے جانے سیور لائن از محلہ نور والا تا ڈسپوزل ورکس ٹبیانوالہ چنیوٹ	24.32 لاکھ روپے
	سال 2007-08	
1-	بچھائے جانے سیور لائن از گرلز کالج مندر روڈ بشمول رائزنگ مین ہول	5.00 لاکھ روپے
2-	بچھانے سیور لائن سلارہ روڈ تا بطرف محلہ دلخشاب	3.50 لاکھ روپے
3-	بچھانے سیور لائن ملحقہ گلی شفاخانہ حیوانات	1.00 لاکھ روپے

جناب سپیکر: جو جواب آیا ہے اس سے آپ مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، نہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب!

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جواب میں ہے کہ 07-2006 ایک سیوریج سکیم چنیوٹ کے نام پر 45 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ میں نے ان سے تفصیل مانگی تھی۔ اسی طرح جتنی بھی سکیمیں دی گئی ہیں، میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بتادیں کہ ان میں کتنی مکمل ہو چکی ہیں، کتنی نامکمل ہیں اور جو یہ 45 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے یہ کون سی سکیم ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ساتھی کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو تفصیل ہم سے مانگی تھی وہ مہیا کر دی گئی ہے۔ اب یہ تازہ تفصیل مانگ رہے ہیں۔ اگر آپ مجھے مہلت دیں گے تو میں وہ آپ کی وساطت سے مہیا کر دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے تفصیل تو مانگی ہے۔ اب اگر نئی مانگوں تو چھ ماہ کے بعد جواب آئے گا۔ میں نے جو تفصیل مانگی تھی وہ تفصیل تو دیں ناں۔ مجھے یہ بتائیں کہ 07-2006 کی جو یہ سکیم ہے یہ کون سی سکیم ہے؟ نہ اس پر کوئی لکھا ہے کہ یہ کہاں سے شروع ہوتی ہے، کہاں ختم ہوتی ہے؟ 45 لاکھ روپیہ ہے، آپ ان بارشوں میں ہمارے شہر کا حال دیکھیں وہاں سے آج تک بھی بندہ گزر نہیں سکتا۔ اتنے خراب حالات ہیں اور اب نئی detail میں اور کیا مانگوں؟ تفصیل ہی تو میں نے مانگی تھی اور وہ نہیں بتا رہے۔ جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں بنے گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! devolution plan کے نقائص کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اپنے اپنے حلقوں میں ایسے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں لیکن جیسے میں نے پہلے اپنے فاضل ساتھی کو عرض کیا کہ انہوں نے جو سوال محکمے کو بھیجا تھا اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے اور اب یہ جو نئی بات کر رہے ہیں تو اس کے مطابق تفصیلات انہیں فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ سکیم کہاں سے کہاں تک شروع کی گئی؟ بار بار وہ یہ بات دہرا رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انہوں نے تفصیلات مانگی نہیں تھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ کیا devolution plan میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں پر سوال کا جواب کوئی کلرک آ کر دے گا؟ جواب تو وزیر صاحب نے ہی دینا ہے تو میں نے ایک تفصیل مانگی ہے اور میرا ضمنی سوال ہے کہ ''یہ سیوریج سکیم چنیوٹ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں پر ختم ہوتی ہے؟ کس محلے کی ہے؟ کس گلی کی ہے؟ کس شخص نے یہ identify کی ہے''؟ مجھے کچھ تو بتا دیں نا؟

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو سارا شہر identify کر دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی۔

جناب سپیکر: انہوں نے سارا شہر آپ کو identify کر کے لکھ دیا ہے کہ سیوریج سکیم چنیوٹ 45 لاکھ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے اور اس غلط جواب پر میری تحریک استحقاق بنتی ہے۔ وزیر موصوف اگر کہتے ہیں کہ محکمہ نے غلط جواب دیا ہے تو میں اس حوالے سے تحریک استحقاق لاتا ہوں۔ میرا سابقہ سوال بھی آپ کو یاد ہوگا کہ اس کا جواب درست نہیں تھا اور وزیر موصوف نے بھی کہا تھا اور میرے پاس آج بھی فوٹو کاپی پڑی ہے۔ اس سوال کا جواب بالکل غلط دیا گیا ہے۔ آج پھر غلط دیا گیا ہے تو میری تحریک استحقاق بنتی ہے اور میں وہ آج move کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کے استحقاق کو کوئی روک نہیں سکتا۔ آپ کا جو استحقاق ہے اور جو آپ کا حق ہے اسے کوئی deprive نہیں کر سکتا اور یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے یا پھر آپ منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں تو میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور آپ ہی اس کا نوٹس لیں کہ غلط جواب دے رہے ہیں اور پچھلی گورنمنٹ نے جتنا گند اکٹھا کیا ہوا ہے وہ سارے محکمے ہماری حکومت کو بدنام کرنے کے لئے یہ ساری حرکتیں کر رہے ہیں اور اگر ان محکموں کے خلاف تحریک استحقاق آئے اور انہیں پتا چلے کہ اب وہ حالات نہیں رہے اور اب اسمبلی میں ہر محکمہ جوابدہ ہے اور اگر غلط کریں گے تو ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتا ہوں اور پھر سے میں دہراؤں گا اس چیز کو جو تفصیل انہوں نے ہم سے مانگی

تھی وہ تفصیل ہم نے انہیں فراہم کی ہے اور جو fresh detail یہ مانگ رہے ہیں تو مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیں میں اسی question hour کے دوران وہ details provide کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔آپ انہیں مطمئن کریں، نہیں تو پھر یہ اپنا استحقاق رکھتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر آفیسرز سے ایک چٹ وزیر موصوف کے پاس آئی)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہماری حکومت بھی بوٹیوں پر ہی چلتی ہے کہ باہر سے کوئی بوٹی آئے تو یہ حکومت چلے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ rules میں کیا یہ درج ہے کہ محکمہ کی طرف سے جو بھی جواب آئے گا، وہ clear ہونا چاہئے، اس کو پورا explain ہونا چاہئے۔یہ بڑا categorical سوال تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ محکمہ نے واقعی جواب غلط دیا ہے جو کہ پورے ایوان کی توہین ہے کہ محکمہ سے جو سوال پوچھا گیا تو اس میں ضمنی سوال کی ضرورت ہی نہیں اور نہ ہی اس میں ضمنی سوال بنتا ہے کیونکہ جو سکیمیں اس میں دی گئی ہیں وہ بھی clear نہیں دی گئیں کہ ان سکیموں کا مطلب کیا ہے؟ میں اس سلسلے میں آپ کی ruling چاہوں گی کہ محکمہ کی طرف سے ہاؤس میں جواب کیسا آنا چاہئے؟

جناب سپیکر: جواب مکمل آنا چاہئے اور منسٹر صاحب کو بھی ہاؤس کو مطمئن کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ محترم معزز ممبران جو یہ بات فرما رہے ہیں وہ صرف question پڑھ لیں اور وہ یہ ہے کہ یکم جنوری 2004 سے تاحال چنیوٹ شہر میں سیوریج کی مد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟ اب اس میں اگر یہ پوچھ لیتے کہ ان کی execution کی کیا condition ہے؟ کون سی سکیم شروع ہو گئی ہے؟ کون سی سکیم کتنے فیصد مکمل ہو گئی ہے تو پھر یہ

ساری تفصیل آ جاتی۔ اس میں صرف نام اور تخمینہ لاگت پوچھا گیا ہے اور اس کے مطابق جواب بالکل مکمل ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی نام کی ہی گزارش کر رہا ہوں کہ ان کا نام تو بتا دیں۔ میں نے کوئی اور نہیں پوچھا؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نام تو انہوں نے لکھ دیا ہے کہ سیوریج سکیم چنیوٹ۔ انہوں نے مکمل طور پر لکھا ہے اور آپ اس سے مطمئن نہیں ہو رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں 45 لاکھ روپے لکھا تو ہوا ہے کہ سیوریج سکیم چنیوٹ۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں واقعی کوئی کمی ہے تو منسٹر صاحب نے ابھی کہا ہے کہ question hour کے دوران ہی اس سکیم کا خاص طور پر چنیوٹ کی سکیم کے بارے میں بات کر رہے ہیں تو اس کا جواب آپ کو مل جائے گا تو میرا خیال ہے کہ اتنی مہلت دینی چاہئے اور ابھی information آ جائے گی تو اتنی دیر تک آپ اس کو pending کر کے اگلے سوال پر چلے جائیں۔ اسے تھوڑی دیر کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو pending کر دیا گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جب سوالات کے جوابات ہاؤس میں آتے ہیں تو جواب پڑھ کر ہی ہم کوئی ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کافی قابل ہیں۔ 45 لاکھ روپے کی کبھی سیوریج سکیم چنیوٹ کے نام سے نہیں ہو سکتی اور میں اس کو چیلنج کرنا چاہتی ہوں۔ کسی بھی سکیم کا نام کبھی سیوریج سکیم چنیوٹ کے نام سے نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی نہ کوئی حدود اربعہ ہوتا ہے کہ وہ شروع کہاں سے ہو گی اور ختم کہاں پر ہو گی؟ اس کو اس طرح سے نہ ٹالا جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ محکمے کی غفلت ہے اور محکمے نے ہاؤس کو غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا گیا ہے۔ اب میں نے اس پر آرڈر کر دیا ہے اور اس کے آنے والے جواب سے اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر آپ کی بات یقیناً سنوں گا لیکن یہ خیال کریں کہ ہمارے ادھر کے ساتھی ماشاء اللہ آج بڑے تیز ہیں اور مصالحے ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو منسٹر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ دعا کریں اور اپنے ساتھیوں کے لئے دعا کرتی رہا کریں۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔ جی، نمبر پکاریں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 84 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سلطان محمود روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*84: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از رہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سُکھ نہر سے محمود بوٹی تک سلطان محمود روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے؟

(ب) کیا حکومت سلطان محمود روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

واہگہ ٹاؤن لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) یہ درست ہے کہ سُکھ نہر سے محمود بوٹی تک سلطان محمود روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔

(ب) سُکھ نہر سے محمود بوٹی تک سلطان محمود روڈ کی تعمیر ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن واہگہ ٹاؤن کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 2007-2008 میں شامل نہ ہے مذکورہ سڑک کی تعمیر پر تقریباً ایک کروڑ باون لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔ فنڈز کی کمی کے پیش نظر ٹاؤن ہذا مذکورہ سڑک کی تعمیر کرنے سے قاصر ہے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو مذکورہ سڑک کی

تعمیر کی ذمہ داری محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو سونپ دی جائے یا واہگہ ٹاؤن کو گورنمنٹ کی جانب سے سپیشل گرانٹ کے اجراء سے تعمیر کی جا سکتی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جواب میں خود ہی admit کیا ہوا ہے کہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو میں منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا چونکہ اس سڑک سے تقریباً 30 ہزار افراد روزانہ گزرتے ہیں تو اس کے لئے واہگہ ٹاؤن کے پاس فنڈ نہیں ہے، کیا حکومت کی طرف سے کوئی سپیشل گرانٹ دی جائے گی کہ یہ سڑک بن سکے کیونکہ پچھلے آٹھ سالہ دور حکومت میں یہ سڑک نہیں بنی۔ اس سڑک کی تعمیر کے لئے ایک کروڑ 52 لاکھ روپے کی گرانٹ چاہئے تو اگر آپ وعدہ کر لیں کہ محکمہ سپیشل گرانٹ دے دے گا تو میں مطمئن ہو جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ تو اس حوالے سے گرانٹ نہیں دے سکتا البتہ یہ معاملہ ان کی recommendation پر move کر دیں گے اور کوشش کریں گے کہ گورنمنٹ اس پر فنڈ allocate کر دے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! واہگہ ٹاؤن سکھ نہر سے متعلق وسیم قادر صاحب کا سوال بڑا relevant ہے اور یہ صوبائی خود مختاری کا معاملہ ہے اور اس سے پہلے والا سوال بھی اس سے متعلقہ تھا تو جب بلدیات کا نظام صوبہ چلاتا ہے تو اس کے براہ راست فنڈز اور یہ صوبائی خود مختاری کا معاملہ ہے۔ اس سے پہلے والا question بھی اسی سے related تھا، آپ دیکھیں کہ بلدیات کا نظام صوبہ چلاتا ہے تو اس کے فنڈز direct مرکز سے ایوان صدر سے آتے تھے۔ پانچ سال حکومت بیٹھی رہی انہوں نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ اسی لئے آج ہمیں ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ واہگہ ٹاؤن کے پاس بھی فنڈز نہیں ہیں، شالیمار ٹاؤن کے پاس بھی فنڈز نہیں ہیں اس لئے یہاں کی گلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور یہ مشکلات ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ آپ صوبائی خود مختاری کو یقینی بنائیں اور اس بلدیات کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لیں تاکہ آنے والے وقت میں ہمیں پھر سے یہ سوالات نہ کرنا پڑیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! یہ ضمنی سوال نہیں ہے بلکہ آپ کی طرف سے تجویز آئی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں محترمہ کو آپ کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں کہ اسی حوالے سے ہماری گورنمنٹ نے کوششیں کی ہیں اور الحمدللہ آج چاروں صوبے، صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب اس پر متفق ہیں کہ اس نظام کو ختم کر کے اور واپس 1979 ایکٹ کے تحت جو پرانا بلدیاتی نظام تھا اس کو بحال کیا جائے تاکہ یہ جو مشکلات اس نظام کے تحت پیش آ رہی ہیں ان سے مزید بچا جا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ ایک کروڑ 52 لاکھ روپے سڑک پر خرچ آئیں گے۔ میرا سوال ہے کہ یہ صرف سڑک کی تعمیر ہے یا اس میں سیوریج کا بھی خرچہ شامل ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ صرف سڑک کی تعمیر کا تخمینہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: لیکن وہاں پر سیوریج سسٹم بھی بہت زیادہ خراب ہے۔ اس کے لئے کیا الگ سے فنڈ لینا پڑے گا؟

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! اس کے لئے fresh question آئے گا۔

جناب سپیکر: یہ حکم نامے آپ جاری نہ کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! Requirement کے مطابق ہی اس پر کام کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہاں پر سڑک کا ہی mention کیا گیا تھا اس حوالے سے میں بات کر رہا ہوں اگر اس میں سیوریج کی ضرورت پڑے گی تو وہاں کے elected representatives ہیں وہ اس معاملے کو concerned authority تک move کریں۔ انشاءاللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ وہاں اس وقت تک سڑکیں نہ بنائی جائیں جب تک وہاں کا سیوریج سسٹم ٹھیک نہ ہو۔ کرتے یہ ہیں کہ وہاں پر روڈ بن جاتا ہے اور سیوریج سسٹم ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے بعد میں کھدائی ہوتی ہے اس کھدائی کی وجہ سے ہمارا کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ باتیں پارٹی میٹنگ میں کیا کریں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 86 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور کو۔آپ سٹور تا داروغہ والا، تعمیر شدہ پلازوں سے متعلقہ تفصیلات

*86: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی ٹی روڈ کو۔آپ سٹور سے داروغہ والا تک کتنے پلازہ ہیں، ان کی تفصیل و نام فراہم کئے جائیں؟

(ب) جی ٹی روڈ پر جو پلازے تعمیر ہیں کیا ان کے نقشے پاس ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کیا حکومت جی ٹی روڈ پر جو پلازے تعمیر ہیں ان کے نقشے پاس نہ ہونے پر ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) جی ٹی روڈ کو۔آپ سٹور سے داروغہ والا تک کوئی پلازہ نہ ہے بلکہ بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں جن کی ٹاؤن وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1-شالامار ٹاؤن

5 کراؤن شادی ہال، رزاق کلینک، پراپرٹی ٹیکس بلڈنگ، چغتائی بلڈنگ، نالج سکول سسٹم ہیں ان میں سے کراؤن شادی ہال، رزاق کلینک اور چغتائی بلڈنگ کے نقشہ جات منظور شدہ ہیں جبکہ پراپرٹی ٹیکس بلڈنگ اور نالج سکول سسٹم کے نقشہ جات منظور شدہ نہ ہیں۔

2-عزیز بھٹی ٹاؤن

2 رحمت شادی ہال، نیو رحمت شادی ہال

رحمت شادی ہال کا نقشہ پاس ہے جب کہ نیو رحمت شادی ہال کا نقشہ پاس نہ ہے۔

3-گلبرک ٹاؤن

ٹی ایم اے گلبرک ٹاؤن کی حدود میں جی ٹی روڈ پر پلازہ نما تین عدد بلڈنگز (مصباح صدیق، شریفاں بیگم اور شازیہ غفور نامی مالکان کی ہیں)

4-واہگہ ٹاؤن

واہگہ ٹاؤن کی حدود میں کوئی پلازہ نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ جز الف بالا میں وضاحت کی گئی ہے کہ جی ٹی روڈ پر کوئی پلازہ تعمیر شدہ نہ ہے۔بلکہ بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں جو کہ ٹاؤن ہائے کے معرض وجود میں آنے سے قبل تعمیر ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا تمام عمارات (بشمول منظور شدہ عمارات و غیر منظور شدہ عمارات) کا عدالت عظمیٰ کی طرف سے قائم کردہ کمیشن برائے ہائی رائز بلڈنگز نے وزٹ کر لیا ہے۔ کمیشن کے فیصلے کے بعد ہی ڈیفالٹر عمارات کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: میرا کوئی ضمنی سوال نہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ جی ٹی روڈ کو۔آپ سٹور سے داروغہ والا تک کوئی پلازہ نہ ہے بلکہ بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں تو یہ بلڈنگ نما پلازہ جات کی میں تفصیل جاننا چاہتی ہوں کہ یہ کس کو کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ printing کی mistake ہو گئی ہے یہ پلازہ نما بلڈنگ ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! یہ ایسی term ہے جس کو میں سمجھ نہیں پائی، میری کم فہمی ہے، میں نے اسی لئے گزارش کی تھی کہ کیا پلازہ بلڈنگ نما ہوتا ہے تو بلڈنگ نما پلازہ کس کو کہتے ہیں؟ ذرا یہ سمجھا دیں۔

جناب سپیکر: مطلب ہے انہوں نے کہا کہ پلازہ نہیں ہے، پلازہ نما کوئی چیز بنی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! یہ کوئی نئی term ہے تو میں معذرت چاہتی ہوں، مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ "بلڈنگ نما پلازہ" کیا ہوتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد ہے کہ پوری طرح پلازہ نہیں ہے لیکن پلازہ جیسا ہے۔ (قہقہے)

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر محترمہ تھوڑی سی توجہ باقی جز کی طرف دیں تو میرے خیال میں ان کے ذہن میں جو ایک ambiguity ہے وہ شاید clear ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میری ambiguity کا خیال رکھنے کا شکریہ لیکن جناب سپیکر! ان کا مائیک اونچا کرا دیں کیونکہ ان کی آواز کم از کم ہمیں بالکل نہیں پہنچتی۔ میں نے بڑا categorical سوال پوچھا تھا اور میں نے اپنی کم فہمی کہی ہے کہ "بلڈنگ نما پلازہ" کوئی نئی term آئی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ذرا حوصلے سے جواب سنئے گا۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میرے خیال میں مجھے اس ایوان میں سپیکر کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی آواز ضرور دی ہے کہ میں ان کے کانوں تک اپنی آواز پہنچا سکتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک بات ہے ان کے اس سوال کے حوالے سے تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ باقی جوابات پڑھ لیں تو جو ان کے ذہن میں کوئی ambiguities اس سوال کے حوالے سے ہیں وہ clear ہو جائیں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! میرا خیال ہے کہ میری ambiguity clear کرنے سے ضروری ہے کہ وزیر صاحب اپنے محکمے کی ambiguity clear کریں۔ میری ambiguity clear کرنے سے معاملہ حل نہیں ہو گا، محکمے کی ambiguity clear ہونی چاہئے۔ میرا اب ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا ان کے نقشے پاس ہیں اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں لکھا ہے بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں اور ٹاؤن ہائے کے معرض وجود میں آنے سے قبل تعمیر ہوئے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ ایسے پلازہ کو میں "بلڈنگ نما پلازہ" کہوں گی جو تعمیر ہوئے، ان کے اوپر انہوں نے پھر کیا ایکشن لیا اور ان کا محکمہ آئندہ کیا کرنا چاہتا ہے؟ جو بلڈنگ نما پلازے کی تعمیر بغیر نقشے کے ہوتی ہے اس بارے میں ان کے محکمے کی کیا strategy ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر یہ جز (ج) پر تھوڑی سی توجہ دیں تو اس میں بڑے واضح طور پر بیان کیا ہوا ہے کہ عدالت عظمیٰ کی طرف سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا جس نے high rise buildings کے وزٹ کئے تھے اور جو defaulters تھے، جنہوں نے نقشہ جات منظور نہیں کروائے تھے ان کے خلاف جو کارروائی کا حکم دینا ہے وہ ان کے اس وزٹ کے بعد ہی ہو گا۔ ڈیپارٹمنٹ تب تک کوئی ایکشن نہیں لے سکتا جب تک وہ معاملہ عدالت عظمیٰ میں چل رہا ہو۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے، مجھے معذرت سے پھر وہی کہنا پڑے گا کہ شاید میں اپنا سوال وزیر صاحب کو نہیں سمجھا سکی۔ میرا سوال یہ تھا کہ ایسے تمام بلڈنگ نما پلازہ جات جو بغیر نقشوں کے تعمیر ہوتے ہیں اس کے اوپر ان کے محکمے کی آئندہ strategy کیا ہے؟ میں نے ان کے بارے میں نہیں پوچھا بلکہ ان کے محکمے کی پالیسی پوچھی ہے کہ ایسے پلازہ جو بلڈنگ نما پلازہ تعمیر ہوتے ہیں ان پر ان کے محکمے کی پالیسی اور strategy کیا ہے ان کو روکنے کے لئے یہ کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر یہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کا مطالعہ کرلیں تو میرے خیال میں ان کو ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کا بڑے واضح طور پر پتا لگ جائے گا اور اگر اس کے بعد بھی ان کو اس میں کوئی ambiguity ہو تو ہمارے ساتھ رابطہ کرلیں۔

جناب سپیکر: وہ ambiguity کے لفظ سے چڑتی ہیں، وہ نہ استعمال کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا تو رابطہ کرنے کی بات ہی نہیں ہے۔ محکمے کے وزیر وہ ہیں اور پالیسی ان کے محکمے نے مل کر بنانی ہے۔ میں نے تو صرف as a Member پالیسی پوچھی ہے کہ نقشہ کے بغیر پلازے بنتے ہیں ان کے اوپر ان کے محکمے کی پالیسی کیا ہے؟ میرا تو رابطہ کرنے کی بات نہیں ہے۔ نہ میرا کوئی پلازہ ہے۔ نہ مجھے اس سے کوئی concern ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کے سوال کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کا جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ایسے معاملات میں جرمانے کئے جاتے ہیں لیکن ان پلازوں کے اکثر معاملات عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ گورنمنٹ نے کوئی ایکشن لینے کی کوشش کی ہے تو building owners نے گورنمنٹ کے اس ایکشن کے خلاف فاضل عدالتوں سے رجوع کرکے کچھ stay لئے ہوئے ہیں۔ جہاں تک گورنمنٹ اور ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کا سوال ہے تو وہ بڑے clear cut rules laid out ہیں اس میں جرمانے بھی کئے جاتے ہیں اور کئی معاملات میں اور موقع پر جہاں بلڈنگ specification کے مطابق نہیں ہوتی اس کو demolish کرنے کے اختیارات بھی گورنمنٹ کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: اب اس کے ضمنی سوال میرے خیال میں رہنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں میں سے ایک۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جسے آپ اجازت دیں گے وہ بات کرے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ میں سے جو ایک مناسب سمجھے وہ بیٹھ جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جس کو آپ مناسب سمجھیں کہہ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میرے لئے آپ قابل احترام ہیں۔ جی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات ہے وضاحت کی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ضمنی سوال پوچھیں، تجویز نہ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ building کے laws پڑھ لیں اس میں یا تو بلڈنگ کے لئے laws ہوں گے یا پلازہ کے لئے ہوں گے؟ یہ بلڈنگ نما پلازہ کے لئے کون سا law ہو گا؟ اس کے لئے کوئی پالیسی نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: No policy is the best policy (شور و غل)

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ بلڈنگ نما پلازہ پر ہماری وزیر نما بہن نے valid بڑا question کیا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہو گی کہ یہاں پر بجائے ایک دوسرے کے اوپر باتیں کی جائیں۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: .order please,order in the House بات سنیں، اتنی ضروری باتیں ہو رہی ہیں اور گپ شپ شروع ہو چکی ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ آپ کی مہربانی، ذرا بات سنئے گا۔ وزیر موصوف بات کر رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر بجائے اس کے کہ ہم department کے جو معاملات ہیں ان سے ہٹ کر کوئی بات کریں اگر انہی پر توجہ دیں تو شاید بہتر ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک عجیب و غریب terminology ہے۔ اس طرح پلازہ اور بلڈنگ والے بھی advantage لے جائیں گے، ان کے لئے کوئی law نہیں نکلے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ آپ اگر اس میں کوئی problem محسوس کرتے ہیں تو میرے خیال میں وزیر موصوف آپ کو اس میں properly guide بھی کر سکتے ہیں اور آپ کی پوری طرح مدد بھی کر سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! سب سے پہلے اس کو define کیا جائے کہ اس کا مطلب کیا ہے اور پلازہ کو کس شق میں رکھا جاتا ہے، بلڈنگ کس زمرے میں آتی ہے، کوٹھی کس زمرے میں آتی ہے اور ڈھابا کس کو کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، سمجھ نہیں آتا بہر حال اس بات کو چھوڑ دیں thank you. آپ کا سوال میرے خیال میں آ گیا ہے، یہ سوال آپ کا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جی، یہ سوال میرا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال کا نمبر بولئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 117 ہے۔

محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ لاہور کا قیام و دیگر مسائل

*117: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ لاہور کب وجود میں آیا؟

(ب) درج بالا محکمہ کے ذمہ کیا کام ہے؟

(ج) سالڈ ویسٹ کو کہاں پر ڈسپوز کیا جاتا ہے؟

(د) اس محکمہ میں کتنے افراد تعینات ہیں، عہدہ وار تعداد بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ لاہور مورخہ 03-08-1996 کو وجود میں آیا۔

(ب) اس محکمہ کی ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی حدود میں صفائی اور کوڑا کرکٹ کو مقررہ جگہوں پر ٹھکانے لگانا ہے۔

(ج) کوڑا کرکٹ کو محمود بوٹی، سگیاں اور باگڑیاں ڈمپنگ گراؤنڈز پر تلف کیا جاتا ہے۔

(د) سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں عملہ کی کل تعداد 10548 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال تھا کہ محکمہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کب وجود میں آیا جس کا جواب آگیا۔(شور وغل)

جناب سپیکر: .Order please,order please,order میاں صاحب! خیال کیجئے، آپ کہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ مہربانی، آپ کی طرف خصوصی طور پر سارا پنجاب دیکھ رہا ہے تو آپ کا impact پنجاب کی طرف اچھا جانا چاہئے، آپ کی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! محکمہ نے جواب دیا ہے کہ 1996 میں یہ معرض وجود میں آیا۔ درج بالا محکمہ کے ذمہ کام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس محکمہ کی ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی حدود میں صفائی اور کوڑا کرکٹ کو مقرر جگہوں پر ٹھکانے لگانا ہے۔ یہ محکمہ کے ذمہ جو کام ہے کہ انہوں نے کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانا ہے، اس سے ہی relevant آگے میرا ضمنی سوال ہے کہ اس وقت جتنے بھی گٹر بند ہیں، بارش کا پانی کھڑا ہو رہا ہے یا کیچڑ کی وجہ سے جو تکلیف لوگوں کو اٹھانا پڑتی ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ کی سیٹیں مجھے بدلنی پڑیں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، پیچھے والی سیٹ پر ہو جائیں، بڑی مہربانی does it look nice? میں آپ کو بار بار کہتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! آپ مجھے ٹائم دیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو ٹائم نہیں دوں گا، .thank you آپ تشریف رکھیں، بات ہو رہی ہے، ضمنی سوال چل رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میں نے تو کوئی بات کی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں یہاں سے دیکھ رہا ہوں، میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا رہیں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! کسی اور نے بات کی ہو گی اس کا ذمہ آپ میرے اوپر ڈال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت بہت ہی زیادہ important سوال ہے، عام شہری کی جو زندگی ہے وہ اس سے related ہے کہ اگر محکمہ سالڈ ویسٹ کوڑا کرکٹ صحیح طریقے سے نہیں اٹھاتا تو جو کیچڑ پیدا ہوتا ہے جو بدبو پیدا ہوتی ہے اور اس سے جو بیماریاں آگے پیدا ہوتی ہیں، مکھی اور مچھر پیدا ہوتے ہیں اس سے ایک عام شہری کی زندگی ایک عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس محکمہ کے سدھار کے لئے سب کو سنجیدگی سے اسے لینا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہاؤس کو in order کریں اور میرا ضمنی سوال جو ہے اس کو آگے بڑھانے کا مجھے موقع دیجئے۔ ہم لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنے نمبر بنانے کے لئے نہیں۔ ایک تو کوڑا کرکٹ کو محمود بوٹی، سگیاں اور باگڑیاں dumping ground کیا جاتا ہے۔ وہاں پر کوئی قانون ایسا ہے کہ ان کے لئے کوئی ایسا وہاں پر پاور پلانٹ لگا دیا جائے کہ جس سے بجلی بھی پیدا ہو سکے، ایسا کوئی منصوبہ بھی زیر بحث ہے اور وہاں پر جو لوگ جا کر ان کو کوڑا کرکٹ میں سے بوتلیں اور الٹی سیدھی چیزیں نکال کر واپس منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں ان کے لئے بھی کوئی قانون ہے اور سب سے important بات یہ ہے کہ سینٹری ورکرز کی تعداد 7897 پورے لاہور میں ہے، یہ سینٹری ورکرز اتنی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی کوڑا کرکٹ کے جگہ جگہ ڈھیر لگے رہتے ہیں، وہاں سے صفائی نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟ یہ میرے تین relevant سوال ہیں ان کا جواب وزیر موصوف دیں، یہ بہت ہی serious issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! جہاں تک سینٹری ورکر کی انہوں نے بات کی ہے تو میرے خیال میں یہ سوال یہ اپنی پارٹی کے elected یا selected ڈسٹرکٹ ناظم سے پوچھ سکتے ہیں کیونکہ یہ سارے ان کے under آتے ہیں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کے under نہیں آتے اور جہاں تک سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے حوالے سے سوال کا تعلق ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سنیں، وہ آپ کی بات سنتے رہے ہیں اور اب آپ ان کی بات سنیں پھر اس کے بعد بات کریں گے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! گٹر وغیرہ کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے اگر لاہور کے حوالے سے بات کریں تو یہ واسا کے under آتا ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ کے under نہیں ہے، وہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے under آتا ہے تو میرے خیال میں اس سوال کا جواب بہتر انداز میں اس محکمہ کے نمائندے دے سکیں گے۔ جہاں تک انہوں نے سالڈ ویسٹ کو recycle کرنے کے حوالے سے بات کی ہے تو recycle plant اس سارے setup کا حصہ تھا۔ کچھ ایسے پراجیکٹ جو اس مد میں لگائے گئے ہیں جہاں پر یوریا کھاد مختلف اشیاء سے recycle ہو کر بن رہی ہے لیکن ابھی تک میرے خیال میں مزید اس میں ایسے پراجیکٹس نہیں ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے وہ کھڑی ہو گئی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو جواب میں لکھا ہے کہ کوڑا کرکٹ کو محمود بوٹی، سگیاں اور باگڑیاں ڈمپنگ گراؤنڈ میں تلف کیا جاتا ہے تو تلف کرنے کا طریق کار کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کا دھیان آپ سوال کی طرف ہی رہنے دیں، انہیں آپ disturb نہ کریں۔ وہ بات سنیں گے پھر ان کو جواب دینا ہوگا۔ جی، فرمائیے گا؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ جو بتایا گیا ہے کہ کوڑا کرکٹ کو تلف کیا جاتا ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کوڑا کرکٹ تلف کرنے کا طریقہ کیا ہے اور اگر کوڑا کرکٹ کو جلا کر تلف کیا جاتا ہے تو کیا یہ environmental laws کی violation نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ ایک land filth site concept ہے جہاں پر کوڑا کرکٹ کے لئے sites جو ہیں وہ allocate ہوتی ہیں اور وہاں پر کوڑا کرکٹ کو ڈال کر اس کو press کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس پر وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گی کہ سگیاں چونکہ شیخوپورہ سے لاہور کے درمیان میں راستہ آتا ہے تو میں categorically ان کو یہاں بتانا چاہوں گی کہ سگیاں کے علاقے میں جہاں dumping کیا جاتا ہے، وہاں کوڑا ڈمپنگ نہیں کیا جاتا بلکہ وہاں جلایا جاتا ہے تو کیا یہاں پر ایسی environmental laws کی violation ہو رہی ہے یہ کوڑا کو جلانا انسانی صحت کے لئے اتنا dangerous ہے تو اس کے اوپر محکمہ کی کیا strategy ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! محترمہ نے یہاں پر نشاندہی کی ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے گا اگر اس طرح کی کوئی وہاں پر خلاف قانون کارروائی ہو رہی ہے تو اس کا نوٹس لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: نوٹس لیں گے، ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیے گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال ہے

جناب سپیکر: ادھر سپلیمنٹری کے لئے پہلے کھڑے ہیں، اس کے بعد آپ کی باری آ جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس چیز میں کوئی شک نہیں کہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ پاکستان کی ایک انتہائی اہم ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسمبلی رولز کے مطابق محکمہ پابند ہوتا ہے کہ وہ تین ماہ کے بعد اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ اس اسمبلی کو بنے ہوئے بھی پانچ ماہ ہو گئے ہیں۔ کیا اس کی رپورٹ آئی ہے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ کہاں رکاوٹ ہے؟ ہر جگہ شاپر بیگ، کوڑا کرکٹ ہے اس طرح تو نہیں ہو گا۔ لہذا وزیر موصوف بتائیں کہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس محکمے کو take over کئے مجھے ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔اگر ریکارڈ کی ضرورت ہے تو ہم بہت جلد محکمہ کی کارکردگی پر رپورٹ تیار کرکے ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ! ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! چھوٹے شہروں میں کوڑا کرکٹ dump کرنے کے لئے کوئی مربوط پالیسی نظر نہیں آتی اس لئے وہ صاف ستھرے نہیں بلکہ گندے نظر آتے ہیں تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے بڑے شہروں کے لئے جو پالیسی بنا رکھی ہے اس میں چھوٹے شہروں کو بھی شامل فرمائیں گے ؟کیا وہ شامل ہیں؟اگر شامل نہیں ہیں تو کیا ان کو شامل کریں گے ؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں محترمہ کی توجہ چاہوں گا کہ نئے نظام کے تحت urban and rural division کو ختم کر دیا گیا تھا۔سابقہ نظام میں ضلع کونسل رورل ایریاز کی ذمہ دار تھی اور میونسپل کمیٹیز اور ٹاؤنز اربن ایریاز کے ذمہ دار تھے۔ اس نئے نظام کے تحت بلدیاتی نظام کا سابقہ طریق کار ختم ہو گیا تھا جس وجہ سے مقامی حکومتوں کو ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔جس طرح سے آبادی بڑھ رہی ہے اس حساب سے متعلقہ محکمے کے پاس اتنی strength نہیں ہے کہ وہ آبادی کے تناسب سے ان معاملات کو handle کر سکے لیکن جیسے محترمہ نے فرمایا ان کو ensure کراتے ہیں کہ ہمارے محکمے کی طرف سے ایسی کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی کہ اس قسم کی شکایت آئے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل میونسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*203: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل کتنے ملازمین ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں اور کتنے ریگولر بنیادوں پر کام کر رہے ہیں، ان کے گریڈ و عہدہ اور تعیناتی کہاں کہاں ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) میونسپل ایڈمنسٹریشن تحصیل چنیوٹ میں کل کتنی گاڑیاں ہیں اور کس کس افسر کے پاس کون کون سی گاڑی ہے اور ان کے ماڈل نمبر کیا ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان گاڑیوں پر سالانہ پٹرول اور مرمت پر کتنا خرچ آتا ہے 2005 سے 2007 تک مکمل تفصیل فراہم کریں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل 591 ملازمین ہیں۔

(ب) 40 ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں، 179 ملازمین ریگولر تعینات ہیں، 372 ملازمین یومیہ اجرت پر تعینات ہیں ان کے گریڈ، عہدہ اور تعیناتی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل پانچ عدد سرکاری گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 2005 تا 2007 گاڑیوں پر پٹرول اور مرمت کی مد میں کل رقم مبلغ -/2562792 روپے خرچ ہوئے، سالانہ تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی-269 بہاولپور میں سڑکوں کی خستہ حالی و مرمت کا مسئلہ

*206: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولپور میں سینکڑوں میل پختہ سڑکیں عوام کی سہولت کے لئے مختلف چکوک اور شہروں میں بنائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت ہر سال نئی سڑکوں کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہے جبکہ پرانی سڑکوں کی مرمت پر بہت کم رقم خرچ کی جارہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرانی سڑکیں مناسب مرمت نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں خصوصاً حلقہ پی پی۔269 بہاولپور کی تمام پرانی سڑکیں نہایت خستہ حالت میں ہیں حتیٰ کہ ٹریفک کے استعمال کے قابل نہ ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ حلقہ کی تمام سڑکوں کا سروے کروانے اور ان کی مرمت یا از سر نو تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت بہاولپور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے بہت سی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ ہر سال نئی سڑکوں پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن پرانی سڑکوں کی بحالی اور خصوصی مرمت پر بھی کافی رقوم خرچ کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	تفصیل سڑک بحالی / خصوصی مرمت
1	بحالی سڑک از کوٹلہ موسیٰ خان تا خیر پور ڈاہا روڈ لمبائی 10.67 کلو میٹر
12	بحالی سڑک از کوٹلہ موسیٰ خان تا ٹھیجی روڈ لمبائی 8.39 کلو میٹر
3	بحالی سڑک از خیر پور ڈاہا روڈ تا جھانگڑا شرق چوک لمبائی 5.70 کلو میٹر
4	بحالی سڑک از پل صدیق آباد چوک تا توحید آباد لمبائی 9.81 کلو میٹر
5	بحالی سڑک از نوشہرہ جدید تا پل صادق آباد
6	خصوصی مرمت از اعوان چوک تا معصوم چوک مبارک پور
7	خصوصی مرمت از رمزی چوک مبارک پور تا ریلوے اسٹیشن مبارک پور

(ج) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ حلقہ 269 کی پرانی سڑکیں مناسب مرمت نہ ہونے کی وجہ سے خستہ حالی کا شکار تھیں لیکن حکام بالا سے ان کی مرمت / بحالی کے لئے فنڈز موصول ہوتے ہی ان کا کام کروا دیا گیا ہے اور وہ قابل استعمال ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل سڑک بحالی / خصوصی مرمت
1	بحالی سڑک از کوٹلہ موسیٰ خان تا خیر پور ڈاہا روڈ لمبائی 10.67 کلومیٹر
2	بحالی سڑک از کوٹلہ موسیٰ خان تا تھیجی روڈ لمبائی 8.39 کلومیٹر
3	بحالی سڑک از خیر پور ڈاہا روڈ تا جھانگڑا شرق چوک لمبائی 5.70 کلومیٹر
4	بحالی سڑک از پل صدیق آباد چوک تا توحید آباد لمبائی 9.81 کلومیٹر
5	بحالی سڑک از نوشہرہ جدید تا پل صادق آباد
6	خصوصی مرمت از اعوان چوک تا معصوم چوک مبارک پور
7	خصوصی مرمت از رمزی چوک مبارک پور تا ریلوے اسٹیشن مبارک پور

(د) جی، ہاں! حلقہ پی پی۔269 میں تمام پرانی سڑکوں کا سروے / تخمینہ کا کام جاری ہے اور مالی سال 09-2008 میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی سے منظوری کے بعد اور فنڈز مہیا ہونے پر ان سڑکوں کا کام شروع کروا دیا جائے گا۔

تحصیل میاں چنوں کے چک نمبر 15 / 8 بی آر تا 16 / 8 بی آر کی سڑک پر سولنگ کا مسئلہ

*234: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 15 / 8 بی آر تا چک 16 / 8 بی آر براستہ بستی سنپال تحصیل میاں چنوں سڑک پر سولنگ لگانا 1994 میں شروع ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موقع پر کام 1994 کے بعد بھی مکمل نہیں ہوا اور دس فیصد سڑک نامکمل ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کے بقایا حصہ پر سولنگ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) تحصیل میاں چنوں کی یونین کونسل نمبر 95 میں چک نمبر 8/15 بی آر تا 8/16 بی آر براستہ بستی سنپال تقریباً ایک کلومیٹر سولنگ لگا ہوا ہے۔ یہ سولنگ لوکل گورنمنٹ سسٹم سال 2001 سے قبل لگایا گیا تھا۔

(ب) سولنگ از چک نمبر 8/15 بی آر تا 8/16 بی آر کا درمیانی فاصلہ تقریباً چار ہزار فٹ ہے جس میں سے 3200 سو فٹ سولنگ لگ چکا ہے اور 800 فٹ پر سولنگ کا کام باقی ہے۔

(ج) چک نمبر 8/15 بی آر اور 8/16 بی آر دونوں چکوک کو پختہ سڑک براستہ تلمبہ روڈ ملایا گیا ہے اور زیر تذکرہ سولنگ کی تعمیر دونوں چکوک کو ملانے کے لئے ایک اضافی رابطہ سڑک کے مترادف ہوگا۔ بقیہ سولنگ 800 فٹ کا کام مکمل کروانے کے لئے ٹی ایم اے میاں چنوں اپنے آئندہ سالانہ بجٹ 09-2008 میں بجٹ گنجائش مختص کرے گی تاکہ بقیہ سولنگ کا کام مفاد عامہ کے تحت مکمل ہو سکے۔

تحصیل ہارون آباد، ناظم کی طرف سے ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

*250: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ہارون آباد میں سال 2005 میں بننے والے ناظم نے اب تک کتنے ترقیاتی منصوبے منظور کئے ہیں؟

(ب) منظور شدہ منصوبہ جات میں سے کتنے شروع ہو چکے ہیں، کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک نامکمل ہیں؟

(ج) جو منصوبہ جات مکمل ہوئے، ان پر خرچ آنے والی رقم کی تفصیل منصوبہ وار کیا ہے؟

(د) جو منصوبے ابھی تک نامکمل ہیں یا جو ابھی تک شروع ہی نہیں ہوئے، ان کے نامکمل ہونے اور شروع نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) تحصیل ناظم نے 2005 سے 2008 تک 610 منصوبہ جات منظور کئے ہیں۔

(ب) منظور شدہ منصوبہ جات میں شروع ہونے والے، مکمل ہونے والے اور نامکمل منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل سکیمیں	مکمل	نامکمل / جاری
2005-06	94	94	-
2006-07	368	338	30
2007-08	148	105	43
کل	610	537	73

(ج) جو منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں یا ابھی زیر کار ہیں ان پر اب تک 83.487 ملین روپے میں سے 72.029 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ 11.458 ملین روپے 2007-08 میں Liability میں رکھے گئے ہیں۔

(د) جو منصوبہ جات نامکمل اور شروع نہیں ہوئے ان کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(1) فراہمی آب منصوبہ جات میں ابھی بجلی فراہم نہ ہوئی ہے۔

(2) چند ایک جگہوں پر سائیٹ کلیئر نہ ہے۔

(3) کچھ منصوبہ جات stay order ہونے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکے ہیں۔

تحصیل ناظم ہارون آباد کا غیر ضروری طور پر ترقیاتی فنڈز کا بے دریغ استعمال و دیگر تفصیل

*252: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ناظم ہارون آباد نے علاقہ کی ضرورت کے تحت نہیں بلکہ سیاسی بنیادوں پر ترقیاتی فنڈز کا بے دریغ استعمال کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ناظم نے جتنے بھی ترقیاتی منصوبے شروع کئے ہیں من پسند ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار مذکورہ ناظم کے ایماء پر ترقیاتی کاموں میں ناقص مٹیریل استعمال کر رہے ہیں جس کی نشاندہی اہل علاقہ نے بھی کی ہے؟

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں ترقیاتی منصوبوں میں استعمال ہونے والا مٹیریل چیک کروانے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو بھی تیار ہے نیز کیا حکومت مذکورہ تحصیل کا سال 2005 تا اپریل 2008 تمام ریکارڈ سیل کر کے سپیشل آڈٹ کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ہارون آباد سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) جملہ فنڈز ٹی ایم اے نے صرف اور صرف عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کئے گئے ہیں جن کی منظوری اجلاس تحصیل کونسل میں ممبران تحصیل کونسل نے دی ہے۔ موجودہ تحصیل ناظم صاحب ہارون آباد کے دور میں ریکارڈ ترقیاتی کام ہوا ہے جن کی مثال ماضی میں نہ ملتی ہے۔

(ب) درست نہ ہے کہ ٹھیکہ جات تحصیل ناظم صاحب نے من پسند ٹھیکیداران کو دیئے ہیں بلکہ اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے۔ ٹینڈر پراسس کی کوڈل formalities پوری کی گئیں اور جن ٹھیکیداروں نے کم ریٹ دیئے ان کو ٹھیکہ جات دیئے گئے۔

(ج) درست نہ ہے ترقیاتی کاموں میں مٹیریل بہترین استعمال کیا گیا ہے۔ حال ہی میں لوکل ڈویلپمنٹ پروگرام کی کچھ سکیموں کا معائنہ Consultants نے بھی کیا ہے اور انہوں نے موقع پر کام چیک کیا اور اپنی رپورٹس میں کام تسلی بخش قرار دیا۔

(د) موقع پر کسی بھی ترقیاتی سکیم کو آپ چیک کروا سکتے ہیں جہاں تک سپیشل آڈٹ کا تعلق ہے تو ریکارڈ سیل کر کے سپیشل آڈٹ آفیسر صاحب ریکارڈ کا سپیشل آڈٹ کر رہے ہیں جس پر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہے۔

پنجاب میں بلدیاتی اداروں کے ترقیاتی فنڈز کی بندش

*290: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں بلدیاتی اداروں کا آڈٹ کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ آڈٹ کی آڑ میں تمام تعمیراتی منصوبوں کے فنڈز روک دیئے گئے ہیں اور کام بھی بند کروا دیئے گئے ہیں؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کب تک فنڈز جاری کر کے تعمیراتی منصوبوں پر عمل شروع ہو جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں! یہ حقیقت ہے، لیکن ضلعی حکومتوں کا آڈٹ مرحلہ وار ہو رہا ہے۔

(ب،ج) یہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے متعلقہ نہ ہے، بلکہ محکمہ فنانس کے متعلقہ ہے۔

لاہور، گھوڑے شاہ روڈ کی تعمیر نو کا مسئلہ

*292: چوہدری شہباز احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنگھ پورہ چوک سے سٹیشن تک (گھوڑے شاہ روڈ) ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) 2000 سے اب تک اس روڈ کی تعمیر و مرمت کیلئے کتنی رقم مہیا کی گئی اور کتنی خرچ ہوئی، تفصیل مہیا کی جائے؟

(ج) حکومت اس کو تعمیر کرنے کے لئے مالی سال 09-2008 میں کتنی رقم مختص کر رہی ہے اس کا منصوبہ تعمیر کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے کہ گھوڑے شاہ روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی لیکن اب اس روڈ کی تعمیر کا کام دو گروپوں میں ہے۔ایک گروپ کی تعمیر فروری 2007 سے جاری ہے، کارپٹ کے علاوہ باقی کام مکمل ہے اور دوسرے گروپ کا کام جون 2008 سے شروع ہے۔

(ب) 2001 سے پہلے میونسپل کارپوریشن لاہور نے اس سڑک کی تعمیر و مرمت کا کام کیا تھا۔ محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے ریکارڈ کے مطابق اس سڑک کی تعمیر کا کوئی اندراج نہ ہے۔

(ج) اس منصوبہ کی تعمیر کا کام دو گروپوں میں شروع ہے جس پر تخمینہ لاگت مندرجہ ذیل ہے:

گروپ نمبر 1: دوبارہ تعمیر سڑک گجرپورہ چوک (علامہ احسان ہسپتال سے سلطان پورہ چمڑہ منڈی)
لاہور 16520000 روپے
گروپ نمبر 2:- تعمیر سڑک چمڑہ منڈی سے شوالہ چوک (احسان ہسپتال سے شوالہ چوک)
لاہور 14766000 روپے

پی پی-143 لاہور میں یونین کونسلز کی تعداد و دیگر معاملات

*293: چودھری شہباز احمد: کیا وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-143 میں کتنی یونین کونسلز ہیں؟

(ب) سال 2002 سے اب تک ان یونین کونسلز میں کتنے ترقیاتی منصوبے منظور ہوئے اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کیا ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلہ میں فنڈ خرچ کرتے ہوئے، ٹینڈرز دیئے گئے؟

(د) کتنے منصوبوں کے بغیر ٹینڈرز کے فنڈ جاری کئے گئے؟

(ہ) شالامار ٹاؤن میں 2002 سے اب تک کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، میرٹ کیا تھا، نیز سلیکشن کمیٹی کی مکمل تفصیل مہیا کی جائے، کیا اخبارات میں اشتہار دیا گیا، تفصیل مہیا کی جائے اور کتنے افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) حلقہ پی پی-143 لاہور میں کل 8 کونسلیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے-

14،15،16،17،20،22،23،35

(ب) سال 2002 سے اب تک ان یونین کونسلوں میں کل 56 منصوبے منظور ہوئے اور کل مبلغ-/16622700 روپے خرچ ہوئے-

(ج) درست ہے کہ ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلہ میں فنڈز خرچ ہوئے ان کے ٹینڈر دیئے گئے-

(د) کسی منصوبے کے لئے بغیر ٹینڈر فنڈ جاری نہیں کئے گئے-

(ہ) شالامار ٹاؤن میں 2002 سے اب تک 56 اہلکاران کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر مختلف پوسٹوں پر تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد بھرتی کیا گیا۔ان اسامیوں کو پر کرنے کے لئے باقاعدہ اخبارات میں اشتہار بھی دیا گیا۔ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن کے درج ذیل افسران کی علیٰحدہ علیٰحدہ دو سلیکشن کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

سکیل 1تا5		سکیل 6تا11	
ٹاؤن میونسپل آفیسر	چیئرمین	ٹاؤن ناظم	چیئرمین
ٹاؤن آفیسر ریگولیشن	ممبر	ٹاؤن میونسپل آفیسر	ممبر
ٹاؤن آفیسر فنانس	ممبر	ٹاؤن آفیسر فنانس	ممبر

لاہور، سالڈ ویسٹ کو ختم کرنے کے لئے ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا منصوبہ

*296: مسز صبا صادق: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا لاہور میں سالڈ ویسٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے جدید ترین ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سلسلہ میں ضروری فنڈز حاصل کر لئے گئے ہیں، اگر نہیں تو ایوان کو مکمل صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) کوڑا کرکٹ کو سائنسی بنیادوں پر تلف کرنے کے لئے موضع کاچھہ، موضع سندر اور موضع نین سکھ میں اراضی حاصل کی جارہی ہے اس میں ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ محمود بوٹی ڈمپنگ گراؤنڈ کے مقام پر لاہور کمپوسٹ پلانٹ کی تنصیب کے بعد کوڑا کرکٹ سے کھاد کی تیاری کا کام پہلے ہی سے شروع کیا جا چکا ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں فنڈز حاصل کرنے کے لئے شعبہ اربن یونٹ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے پاس کیس زیر کارروائی ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں ترقیاتی کاموں کی صورتحال

*313: چوہدری محمد طارق گجر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیراعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ شہر میں ترقیاتی کاموں کے لئے 7۔ارب کا پیکج دیا تھا؟

(ب) یہ رقم جن منصوبہ جات کے لئے تھی ان کے نام اور رقم کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) آج تک اس پیکج کے تحت کتنی رقم ضلعی حکومت گوجرانوالہ کو وصول ہو چکی ہے اور کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے، تفصیل بتائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سابقہ وزیراعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ شہر میں ترقیاتی کاموں کے لئے 7۔ارب روپے کا پیکج دیا تھا۔

(ب) اس پیکج کے تحت جو منصوبہ جات تجویز کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس پیکج کے تحت ابھی تک ضلعی حکومت کو کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

گوجرانوالہ شہر کی سڑکوں کی تعمیر نو کا مسئلہ

*314: چوہدری محمد طارق گجر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جنوری 2005 سے آج تک گوجرانوالہ شہر کی سڑکوں کی تعمیر اور مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، ان سڑکوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس شہر کی تمام سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ٹریفک کے لئے ناقابل استعمال ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناح روڈ دھلے چوک سے باغبانپورہ چوک گوندلانوالہ روڈ اور گرجاکھ روڈ مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ٹریفک تو درکنار ان سڑکوں پر پیدل چلنا بھی مشکل ہے؟

(د) کیا یہ حکومت اس شہر کی تمام سڑکوں کا سروے کرنے اور مرمت یا از سر نو تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) جنوری 2005 سے مئی 2008 تک گوجرانوالہ شہر کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر مبلغ -/31'75'00'000 روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔گوجرانوالہ شہر کی سڑکیں ناقابل استعمال ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ یہ سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ٹریفک کے لئے ناقابل استعمال ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شہری ضلعی حکومت تمام سڑکوں کا سروے کرنے اور مرمت یا از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔جو نہی شہری ضلعی کونسل ضلعی بجٹ برائے سال 09۔2008 پاس کرے گی، ان سکیموں کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں گے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں بے بی ڈے کیئر سنٹر کی بحالی کا مسئلہ

*322: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بے بی، ڈے کیئر سنٹر بنایا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بے بی، ڈے کیئر سنٹر میں ملازمت کرنے والی خواتین اپنے بچے چھوڑ کر جاتی تھیں اور بے فکر ہو کر اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتی تھیں اور بچوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل کے ناظم نے مذکورہ بے بی، ڈے کیئر سنٹر کو بغیر کسی نوٹس کے فی الفور بند کروا دیا ہے؟

(د) اگر جزوہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ بے بی، ڈے کیئر سنٹر کو دوبارہ اسی جگہ پر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) درست نہ ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں بے بی ڈے کیئر سنٹر نہ ہے۔ (بے بی ڈے کیئر سنٹر انڈسٹریل ہوم وحدت کالونی میں ہے)

(ب) جواب جز (الف) کے مطابق متعلقہ نہ ہے۔

(ج) جواب جز (الف) کے مطابق متعلقہ نہ ہے۔

(د) جواب جز (الف) کے مطابق متعلقہ نہ ہے

ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و اخراجات کی تفصیل

*362: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور اور اس کے ماتحت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبرز، ماڈل اور قیمت خرید بتائیں؟

(ب) اس وقت ڈسٹرکٹ ناظم کے ذاتی استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں، انکے نمبرز، ماڈل، قیمت خرید اور ان کے سال 2006 سے آج تک کے پٹرول اور مرمت کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ڈسٹرکٹ ناظم کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے؟

(د) قانون کے مطابق ڈسٹرکٹ ناظم کتنی گاڑیاں استعمال کر سکتا ہے؟

(ہ) یکم جنوری 2006 سے آج تک سرکاری گاڑیوں اور اخراجات بابت پٹرول اور مرمت بیان کریں؟

(و) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں انکی قیمت خرید، نمبرز اور ماڈلز کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ٹیوٹا کرولا 887 ایل زیڈ جے-2004 ماڈل 1300 سی سی ہے-یہ گاڑی ضلع ناظم بہاولپور 9- جون 2008 سے استعمال کر رہے ہیں، اس سے پہلے ضلع ناظم کے استعمال میں ایک عدد ٹویوٹا پراڈو جیپ 2005 ماڈل تھی، جسکی قیمت خرید-/4900000 روپے ہے جو حکومت پنجاب کی ہدایت پر واپس کر دی گئی ہے-

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ٹیوٹا کرولا کار نمبر 887-ایل زیڈ جے اور ماڈل نمبر 2004، 1300 سی سی ہے یہ گاڑی ضلع ناظم بہاولپور 9 جون 2008 سے استعمال کر رہے ہیں-اس سے پہلے ضلع ناظم کے استعمال میں ایک عدد ٹیوٹا پراڈو جیپ ماڈل 2005 جس کی قیمت خرید-/4900000 روپے تھی جو کہ حکومت پنجاب کی ہدایت پر واپس کر دی گئی اس گاڑی پر پٹرول کے اخراجات یکم جنوری 2006 سے ابھی تک-/825437 مرمت کے اخراجات-/333509 روپے ہوئے ہیں-

(ج) ڈسٹرکٹ ناظم کا ماہانہ اعزازیہ-/15000 روپے ہے-

(د) قانون کے مطابق ڈسٹرکٹ ناظم صرف ایک سرکاری گاڑی استعمال کر سکتا ہے-

(ہ) یکم جنوری 2006 سے ضلع ناظم کی گاڑی کے پٹرول کے اخراجات-/825437 روپے اور مرمت کے اخراجات-/333509 روپے ہوئے ہیں-

(و) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

ٹاؤن ناظم سٹی بہاولپور کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و اخراجات کی تفصیل

363: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹاؤن ناظم سٹی بہاولپور اور اس کے ماتحت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبرز، ماڈل اور قیمت خرید بتائیں؟

(ب) اس وقت ٹاؤن ناظم کے ذاتی استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، انکے نمبرز، ماڈل قیمت خرید اور ان کے سال 2006 سے آج تک کے پٹرول اور مرمت کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ٹاؤن ناظم کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے؟

(د) قانون کے مطابق ٹاؤن ناظم کتنی سرکاری گاڑیاں استعمال کر سکتا ہے؟

(ہ) یکم جنوری 2006 سے آج تک سرکاری گاڑیوں کے اخراجات بابت پٹرول اور مرمت بیان کریں؟

(و) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں، انکی قیمت خرید، نمبرز اور ماڈلز کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس وقت ٹاؤن ناظم کے ماتحت چھ عدد گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام گاڑی	ماڈل	نمبر	قیمت خرید	کیفیت
سوزوکی FX	1987 - 88	BNA 7476	محکمہ پبلک ہیلتھ سے ٹرانسفر ہوئی۔	—
سوزوکی کلٹس	2002 -03	BRH 52	6,17,000 روپے	—
سوزوکی لیانہ	2006 - 07	BRM 4000	8,65,980 روپے	
سوزوکی کلٹس 3 عدد	2007 - 08	BRA 1063	—	—
—	—	BRA 113	17,30,553 روپے	—
—	—	BRA 1137	—	—

(ب) اس وقت ٹاؤن سٹی بہاولپور کے ذاتی استعمال میں صرف ایک گاڑی ہے جسکی تفصیل درج ذیل ہے-

نام گاڑی	ماڈل	نمبر	قیمت خرید	خرچہ پٹرول	مرمت
سوزوکی لیانہ	2006-07	BRM 4000	8,65,980روپے	3,34,290روپے	23,677روپے

(ج) ٹاؤن ناظم سٹی بہاولپور کا ماہانہ اعزازیہ مبلغ-/8000روپے ہے اور-/1000روپے ریفریشمنٹ کی ادائیگی ہو رہی ہے-

(د) ٹاؤن ناظم صرف ایک گاڑی استعمال کر سکتا ہے-

(ہ) یکم جنوری 2006 تا مئی 2008 ٹی-ایم-اے (سٹی) کی سرکاری گاڑیوں کے اخراجات برائے پٹرول اور مرمت پر مبلغ-/11،92،115روپے خرچ ہوئے ہیں-

(و) یکم جنوری 2006 سے آج تک گاڑیوں کی تفصیل اور ماڈلز اس طرح ہے-

نام گاڑی	ماڈل	نمبر	قیمت خرید	کیفیت
سوزوکی لیانہ	2006-07	000 BRM	-/865890روپے	
سوزوکی کلٹس 3عدد	2007-08	BRA-1063 BRA-1136 BRA-1137	-/1730553روپے	

ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات

*410: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کے ذاتی استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم کتنی سرکاری گاڑیاں استعمال میں لا سکتا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک سرکاری گاڑیوں کے اخراجات، مرمت اور خریداری پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کے ذاتی استعمال میں کوئی سرکاری گاڑی نہ ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم لاہور ایک 1300 سی سی گاڑی سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے استعمال کرنے کا استحقاق رکھتا ہے۔

(ج) چونکہ ضلع ناظم کے استعمال میں کوئی سرکاری گاڑی نہ ہے اس لئے اس پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تاحال بابت خرید و مرمت و تیل کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

ضلع لاہور میں بے بی ڈے کیئر سنٹرز کی تعداد و دیگر معاملات

*439: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ملازم پیشہ خواتین کی سہولت کے لئے ضلع لاہور میں بے بی، ڈے کیئر سنٹرز بنائے ہیں، اگر بنائے ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے اور وہ کس کس مقام پر بنائے گئے ہیں، تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت پنجاب لاہور میں ملازم پیشہ خواتین کی فلاح و بہبود اور سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے، بے بی، ڈے کیئر سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے بالمقابل پولیس اسٹیشن وحدت کالونی لاہور میں ملازم پیشہ خواتین کے لئے ایک عدد بے بی، ڈے کیئر سنٹر بنایا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں ملازم پیشہ خواتین کی فلاح و بہبود اور سہولت کے لئے سال 09-2008 میں مزید دو عدد بے بی، ڈے کیئر سنٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل مقامات پر ہوں گے۔

1-بے بی،ڈے کیئر سنٹر کالج آف کمیونٹی میڈیسن شادمان لاہور۔
2-بے بی،ڈے کیئر سنٹر، سول سیکر ٹریٹ پنجاب لاہور۔

ملتان روڈ لاہور تا چوک علم دین روڈ حبیب پارک (گلشن والی گلی) کی تعمیر نو کا مسئلہ

*525: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان روڈ لاہور تا چوک علم دین مین روڈ حبیب پارک (گلشن والی گلی) کی تعمیر نو کیلئے چھ ماہ قبل بجری ڈال کر محکمہ غائب ہو گیا مقامی آبادی گرد و غبار اور ناہموار سڑک کی وجہ سے سخت پریشان ہے؟

(ب) مذکورہ سڑک کو آج تک مکمل نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے پراجیکٹس کے اجراء پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جن کی حتمی تکمیل کیلئے فنڈز بھی میسر نہ ہوں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو نامکمل چھوڑنے کے ذمہ دار افسران/اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے اور سڑک کو فوری مکمل کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ملتان روڈ لاہور تا چوک علم دین مین روڈ حبیب پارک (گلشن والی گلی) کی تعمیر نو کے لئے چھ ماہ قبل بجری ڈال کر محکمہ غائب ہو گیا۔اصل صورتحال یہ ہے کہ یہ منصوبہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور، پراجیکٹ کوآرڈینیٹر، کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام، ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن، لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے انجینئرنگ ونگ اور یونین کونسل نمبر 117 کے زیر نگرانی زیر غور نہ ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(ج) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(د) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

میاں چنوں شہر میں واٹر سپلائی و سیوریج کے مسائل

*552:رانا بابر حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) میاں چنوں شہر کی کتنی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت حاصل ہے، کون کون سی آبادیاں ان سہولیات سے محروم ہیں؟

(ب) سال2000 سے آج تک واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات پہنچانے کے لئے اس شہر میں سال وار کتنی رقم کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس شہر کی نوے فیصد آبادی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولیات سے محروم ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر کی آبادی جو ان سہولیات سے مستفید ہو رہی ہے اس کو واٹر سپلائی کے لئے جو پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ ناقص اور غیر معیاری ہے، کیونکہ واٹر سپلائی کے پائپ پرانے اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے اس شہر کا سیوریج سسٹم کام نہیں کر رہا کیونکہ سیوریج کے پائپوں اور لائن کی کبھی بھی مناسب صفائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے سارے شہر میں گندہ پانی جگہ جگہ کھڑا ہے؟

(و) کیا حکومت اس شہر کو واٹر سپلائی کی فراہمی اور سیوریج سسٹم کو از سر نو ڈالنے کے لئے منصوبہ بنانے اور اس کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) میاں چنوں شہر تین یونین کونسل نمبر747372 پر محیط ہے میاں چنوں شہر کی پرانی تمام آبادیوں کو سیوریج سسٹم کی سہولت میسر ہے جب کہ واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے13واٹر ورکس کے ذریعے لوگوں کو پینے کا پانی فراہم کیا جارہا ہے لیکن واٹر سپلائی پائپ لائن1985 میں بچھائی گئی تھی۔بالکل بوسیدہ ہو چکی ہے۔جس کی بنا پر واٹر سپلائی مؤثر طریقے سے نہ ہو رہی ہے۔اس صورتحال کے پیش نظر ٹی ایم اے میاں چنوں نے عوام کو صاف اور صحت مند پانی فراہم کرنے کے لئے شہر کی ہر یونین کونسل میں تین تین فلٹریشن پلانٹس لگائے ہیں۔

جس سے لوگوں کو بلا معاوضہ پینے کا صاف پانی میسر ہو رہا ہے-جب کہ ملحقہ آبادیوں میں سیوریج و واٹر سپلائی کی سہولیات میسر نہ ہیں-کیونکہ ان آبادیوں کے مالکان نے باضابطہ طور پر اپنی کالونیوں کو منظور نہ کروایا ہے-جب تک یہ کالونیاں باضابطہ طور پر منظور نہیں ہو جاتیں تو اس وقت تک ٹی ایم اے بنیادی سہولیات کی فراہمی عمل میں نہ لا سکتی ہے-

(ب) ٹی ایم اے میاں چنوں نے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے آغاز 2001 سے لے کر اب تک سیوریج سسٹم کو مؤثر بنانے کے لئے ایک کروڑ 88 لاکھ 30 ہزار روپے خرچ کئے ہیں- جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جب کہ واٹر سپلائی کی بوسیدہ پائپ لائن کی تبدیلی کے لئے خطیر رقم درکار ہے اور ٹی ایم اے میاں چنوں اپنے محدود مالی وسائل میں رہتے ہوئے ان میگا پراجیکٹ پر عمل درآمد نہ کر سکتی ہے تاہم جس جگہ پائپ لائن کی لیکیج ہوتی ہے اسے مرمت کیا جاتا ہے یا تبدیل کروایا جاتا ہے-

(ج) یہ درست نہ ہے-ٹی ایم اے میاں چنوں نے انٹرنل سیور لائن کو بچھانے کے لئے گزشتہ سات سال کے دوران ایک کروڑ 88 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے- جس سے سیور لائن کی تنصیب عمل میں لائی گئی-جب کہ واٹر سپلائی کی بوسیدہ پائپ لائن کی وجہ سے پانی کی فراہمی جزوی آبادی کو مؤثر طریقے سے نہ ہو رہی ہے-البتہ متبادل انتظام کے طور پر میاں چنوں شہر میں 70 لاکھ روپے کی لاگت سے 10 عدد واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب عمل میں لائی گئی ہے- جس سے لوگوں کو صاف اور صحت مند پانی بلا معاوضہ فراہم کیا جا رہا ہے-

(د) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ واٹر سپلائی پائپ لائن بوسیدہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے واٹر سپلائی لائن جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے جس کی وجہ سے آبادیوں کو مؤثر طریقے سے پانی کی سپلائی نہ ہو رہی ہے لیکن واٹر سپلائی پائپ لائن کی لیکیج سے متعلق جب بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے۔ٹی ایم اے میاں چنوں فوری طور پر ان پائپ لائنوں کی مرمت/تبدیلی عمل میں لاتی ہے جبکہ پوری واٹر سپلائی لائن کی تبدیلی کے لئے ٹی ایم اے میاں چنوں کے پاس فنڈز دستیاب نہ ہیں البتہ بطور متبادل انتظام فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کی گئی ہے-

(ہ) ٹی ایم اے میاں چنوں نے شہر میں صفائی کے بہتر انتظامات اور سیوریج سسٹم کو بحال رکھنے کے لئے سپیشل سکواڈ تشکیل دیئے ہیں اس کے علاوہ ٹی ایم اے میاں چنوں نے صفائی کے بہتر انتظامات اور بند سیور لائن کو کھولنے کے لئے سکر یونٹ اور سیور جیٹنگ مشین کی

خریداری بھی بذریعہ سی سی بی عمل میں لائی ہے اور جب بھی سیور لائن کے بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہے تو ان جدید مشینری کے ذریعے فوری طور پر شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے البتہ بارشوں کے دوران نشیبی علاقوں میں پانی کی نکاسی کے فوری اقدامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔

(و) ٹی ایم اے میاں چنوں واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی اپنے محدود مالی وسائل کی وجہ سے عمل میں نہ لا سکتی ہے واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی پر اخراجات اندازاً 6 کروڑ روپے ہیں اور اگر حکومت پنجاب خصوصی گرانٹ جاری فرمائے تو واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔مزید برآں ٹی ایم اے میاں چنوں نے USAID کے جاری پروگرام DTW (Districts That Work) Programme کے تحت محلہ شمس پورہ، صادق کالونی میں نئی واٹر سپلائی لائن بچھانے کے لئے 38 لاکھ روپے کا تخمینہ مرتب کر کے ارسال کیا ہے اور جیسے ہی فنڈز کی دستیابی ہوئی ان علاقہ جات میں نئی واٹر سپلائی پائپ لائن کی تنصیب عمل میں لائی جائے گی اس کے علاوہ سیوریج سسٹم کو مؤثر بنانے کے لئے مین ٹرنک سیور لائن جو کہ سال 1983 میں بچھائی گئی تھی اب اس کی میعاد پوری کر چکی ہے اور اس کی تبدیلی ناگزیر ہے۔لہذا حکومت پنجاب مین سیور لائن کی تبدیلی کے لئے بھی فنڈز جاری فرمائے تاکہ سیوریج سسٹم کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔

ٹی ایم اے رحیم یار خان سے گھوسٹ سینٹری ورکرز کو چودہ کروڑ کی ادائیگی کا مسئلہ

*575: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے رحیم یار خان نے 28 برس میں گھوسٹ سینٹری ورکروں کو 14 کروڑ کی ادائیگی کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں ملوث تمام ٹی ایم اوز کو ڈی جی انسپکشن نے معصوم قرار دیکر انکوائری سے نکال دیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا کیس کی انکوائری کرانے اور اس میں ملوث آفیسران واہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت اس کیس میں ملوث آفیسران سے جنہوں نے 14 کروڑ گھوسٹ سینٹری ورکروں کو ادائیگی کی، وہ واپس لینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ٹی ایم اے رحیم یار خان سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) تحصیل مونسپل آفیسر کی اطلاع پر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے چھاپہ کے دوران ٹی ایم اے رحیم یار خان میں سینٹری ورکروں کی تنخواہ جات میں غبن کا انکشاف ہوا جس پر ٹی ایم اے رحیم یار خان کی طرف سے چٹھی نمبر 1114 مورخہ 11-04-2005 بنام صوبائی ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ و چٹھی نمبر 1113 مورخہ 11-04-2005 بنام ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ لکھنے پر حکومت پنجاب کی طرف سے سپیشل آڈٹ برائے سال 1979 تا 2005/2 کر دیا گیا سپیشل آڈٹ رپورٹ میں کل مبلغ -/14،50،24،062 روپے تنخواہ جات کی مد میں غبن ظاہر کیا گیا لیکن اس رقم میں مبلغ -/2،77،36،393 روپے کی رقم کے ووچر بوقت آڈٹ دستیاب نہ ہوئے لہذا مبلغ -/2،77،36،393 روپے کی تمام رقم کو غبن نہ کہا جا سکتا ہے - اس طرح -/11،72،87669 روپے سال 80-1979 تا 2005/2 تنخواہ جات کی مد میں غبن ہوئے ہیں جس کے لئے سپیشل آڈٹ رپورٹ میں محمد بشیر بل کلرک اور محمد رفیق طاہر کیشیئر کو اس غبن کا مرتکب ٹھہرایا گیا-

علاوہ ازیں صوبائی ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ نے بھی اپنی رپورٹ مورخہ 15-08-2005 میں تحریر کیا ہے کہ غبن میں محمد بشیر کلرک اور محمد رفیق طاہر کیشیئر ملوث ہیں- تحصیل ناظم رحیم یار خان کے حکم پر مورخہ 14-04-2005 کو 5 ممبران تحصیل کونسل رحیم یار خان پر مشتمل انکوائری کمیٹی نے اپنی رپورٹ مورخہ 29-06-2005 میں محمد بشیر کلرک، محمد رفیق طاہر ہیڈ کیشیئر اور سینٹری انسپکٹران میاں عبدالقدیر، بابر صدیق، ذوالفقار احمد کو اس غبن میں ملوث قرار دیا ہے-

(ب) پنجاب لوکل کونسلز اکاؤنٹس رولز 1981 و پنجاب لوکل گورنمنٹ اکاؤنٹس رولز 2001 کے تحت سینٹری ورکرز کی تنخواہ جات کے لئے چیف آفیسر ہی Drawing &Disbursing Officer رہا ہے۔ جس میں اکاؤنٹس برانچ تنخواہوں کے بلز چیک کرتی ہے اور آڈٹ بل پاس کرتا ہے نیز واضح رہے کہ تنخواہ جات کی چلت کے لئے عملہ صفائی کا چیک چیف آفیسر کے نام ہی مرتب ہوتا رہا ہے اور چیف آفیسر نے کیشیئر کو اس سلسلہ میں کیش کے حصول اور اس کی چلت کے لئے اختیار دے رکھا تھا اس طرح تحصیل میونسپل آفیسر ان اور تحصیل ناظمین پر براہ راست ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہے تحصیل میونسپل آفیسر ان اور تحصیل ناظمین شعبہ فنانس کی طرف سے سفارش کردہ چیک ہائے تنخواہ جات پر اکاؤنٹس اور بزنس رولز کے تحت دستخط کرتے رہے جبکہ اکاؤنٹ آفیسر فنانس اور آڈٹ کے علاوہ جملہ معائنہ کرنے والی ڈویژنل و صوبائی اتھارٹیز بھی اس غبن کی نشاندہی کرنے میں ناکام رہیں۔

سپیشل آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں عرصہ 80-1979 تا فروری 2005 کے لئے مذکورہ بالا رقم مبلغ -/14،50،24،062 روپے کے غبن کی انکوائری حکومت پنجاب کی جانب سے دو مراحل میں کی جا رہی ہے۔ جس میں پہلے مرحلہ میں اگست 2001 تا فروری 2005 انکوائری جناب سیکرٹری صاحب محکمہ مقامی حکومت و کیمونٹی ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب لاہور (مجاز اتھارٹی) کے ہاں انکوائری میں شامل آفیسر ان / اہلکاران کی ذاتی شنوائی زیر سماعت ہے جبکہ دوسرے مرحلہ یعنی سال 80-1979 تا 13-08-2001 کی انکوائری ہونا باقی ہے۔

(ج) انکوائری مذکورہ مجاز اتھارٹی کے پاس زیر سماعت ہے انکوائری میں جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق قصوروار کے خلاف کارروائی ہو گی۔

(د) انکوائری میں جو بھی ملازم قصوروار پایا جائے گا بمطابق فیصلہ جناب سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت و کیمونٹی ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب لاہور (مجاز اتھارٹی) حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور، کراؤن سینما چوک نزد مین بازار گڑھی شاہو میں ٹریفک سگنلز نصب کرنے کا مسئلہ

*606: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کراؤن سینما چوک نزد مین بازار گڑھی شاہو میں ٹریفک سگنلز نصب نہیں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چوک میں اکثر اوقات ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چوک میں آئے روز حادثات بھی ہوتے رہتے ہیں؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا اس چوک میں ٹریفک کے بہاؤ کو رواں رکھنے کے لئے حکومت ٹریفک سگنلز نصب کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

چیف ٹریفک آفیسر لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) درست ہے کہ کراؤن سینما چوک مین بازار گڑھی شاہو میں ٹریفک سگنلز نہیں ہیں۔

(ب) کراؤن سینما چوک میں سٹی ٹریفک پولیس مینول اشاروں سے ٹریفک رواں دواں رکھتی ہے اور ٹریفک جام نہیں ہوتی مگر علامہ اقبال روڈ تنگ ہونے کی وجہ سے شام کے اوقات ٹریفک کا لوڈ بڑھ جاتا ہے۔

(ج) کراؤن سینما چوک میں آئے دن حادثات نہیں ہوتے تاہم علامہ اقبال روڈ تنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا شام کو لوڈ بڑھ جاتا ہے مگر ڈیوٹی پر موجود ٹریفک وارڈنز ٹریفک کو ریگولیٹ کرتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنا کر حادثات پر قابو پایا جاتا ہے۔

(د) یہ امر طے شدہ ہے کہ ٹریفک سگنلز کی تنصیب سے ٹریفک کے بہاؤ کو بغیر کسی تعطل کے جاری رکھا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ڈی آئی جی سٹی ٹریفک لاہور کی جانب سے شہر کے مختلف پوائنٹ ہائے کا سروے کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق چوک تاج کراؤن سینما بھی ایسا پوائنٹ ہے جہاں ٹریفک سگنل لگایا جانا ضروری ہے جس کی بابت ضروری رپورٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس سٹی ٹریفک لاہور کو ارسال کی جا چکی ہے۔

تلہ گنگ، حلقہ پی پی۔23 کی یونین کونسل ڈھرنال میں بجلی مہیا کرنے کا مسئلہ

*611: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔23 تحصیل تلہ گنگ کی یونین کونسل ڈھرنال میں بجلی مہیا کرنے کی منظور شدہ سکیم جس میں ڈھوک ہائے پنڈال سومرا اور چھپڑ شامل ہیں، فنڈز مہیا کرنے کے باوجود معطل کر کے کام بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کام کس کی ایماء پر بند ہے؟

(ج) اگر مذکورہ کام unauthorized طور پر کسی سیاسی اور مقامی دباؤ کے تحت بند کیا گیا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس کا کیا سد باب کیا گیا ہے اور کیا ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ ہے؟

(د) اگر کوئی امر مانع نہیں ہے تو کب تک مذکورہ مقامات پر حکومت دوبارہ کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت وسماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ضلعی حکومت چکوال سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔حلقہ پی پی۔23 تحصیل تلہ گنگ کی یونین کونسل ڈھرنال میں بجلی مہیا کرنے کی منظور شدہ سکیم ڈھوک ہائے پنڈال سومرا اور چھپڑ میں جاری کام کی تفصیل درجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سکیم کا نام	رقم	HTPC	LTPC	FKVA/T	تفصیل
1	ڈھوک پنڈال	2.923m	54	34	1 x 50	کھمبوں کی تنصیب کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ٹرانسفارمرز کی تنصیب اور ایچ ٹی کنڈکٹر فٹنگ کا کام جاری ہے۔
2	ڈھوک چھپڑ	1.648m	25	27	3 x 25	کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) جز(الف) کے مطابق ہے۔

(ج) جز(الف) کے مطابق ہے۔

(د) جز(الف) کے مطابق ہے۔

میاں چنوں شہر کی طرح دیہی علاقہ جات سے بھی سیوریج
اور الیکٹریسٹی کے چار جز وصول نہ کرنے کا مسئلہ

*614: رانا بابر حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے میاں چنوں شہریوں سے سیوریج کی صفائی اور الیکٹریسٹی کے بل یا چار جز وصول نہیں کر رہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹی ایم اے مذکورہ دیہی علاقہ جات میں سیوریج کی صفائی اور الیکٹریسٹی کے بل یا چار جز وصول کر رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہریوں کی نسبت چکوک میں زیادہ غربت ہے اور لوگ یہ بل / چار جز ادا نہیں کر سکتے؟

(د) اگر جز وہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دوھری پالیسی کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت دیہی لوگوں کو بھی مذکورہ ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) درست ہے کہ ٹی ایم اے میاں چنوں شہر میں اپنے انفراسٹرکچر کیلئے جو الیکٹریسٹی بل آتے ہیں ان کی ادائیگی خود کرتی ہے جبکہ سیوریج صفائی کیلئے ادارہ ھذا نے حسب ضابطہ ڈرینج ٹیکس عائد کیا ہوا ہے جس کی وصولی صرف شہری باشندگان سے کی جاتی ہے اور اس ٹیکس کے حصول کے متبادل ٹی ایم اے شہری سطح پر زیادہ سے زیادہ میونسپل سروسز فراہم کرتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اگر کسی دیہات کی سیوریج بلاک ہو جائے تو ٹی ایم اے میاں چنوں مطالبہ پر Sucker مشین فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ ٹی ایم اے میاں چنوں نے دوران سال 2007-08 Sucker مشین خرید کی ہے اور رواں مالی سال کے دوران PUL چار جز کی مد میں بجٹ گنجائش نہ ہونے کی بنا پر دور دراز دیہاتوں میں سیوریج لائن کی صفائی کے لئے Sucker مشین کی فراہمی اس صورت میں کی جاتی ہے کہ متعلقہ دیہات کے عوام اپنی مدد آپ کے تحت ڈیزل کی فراہمی عمل میں لائیں۔ مزید یہ کہ حکومت کی پالیسی

کے مطابق محکمہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ نے تمام سیوریج اور واٹر سپلائی سکیمز مکمل کر کے متعلقہ دیہات کی تشکیل کردہ user committee کے حوالے کر دی ہیں جو کہ وہاں کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت چلانے کے پابند ہیں اور اس سلسلہ میں جملہ اخراجات علاقہ کے لوگ ادا کرتے ہیں۔تاہم ادارہ ہذا نے ممبران تحصیل کونسل کی تجویز پر سال 2008-09 کے بجٹ میں دیہی علاقہ کی سیوریج سکیموں کی صفائی کیلئے POL چارجز کی مد میں رقم مختص کر دی گئی ہے تاکہ بلا معاوضہ دیہی علاقہ میں سروسز فراہم کی جا سکیں۔ مزید براں الیکٹریسٹی چارجز وغیرہ ٹی ایم اے دیہی علاقہ سے وصول نہ کر رہی ہے۔

(ج) درست ہے کہ شہروں کی نسبت دیہات میں زیادہ غربت ہے تاہم user committees اجتماعی طور پر بلوں کی ادائیگی کر رہی ہے شہروں کی نسبت دیہات میں ادائیگی بلوں کی استطاعت کم ہے۔

(د) TMA میاں چنوں قواعد کے خلاف کوئی وصولی نہ کر رہی ہے حکومت کی پالیسی کے مطابق دیہات میں سیوریج اور واٹر سپلائی سکیمز چلانے کے اخراجات user committee برداشت کرتی ہے شہری علاقہ کے عوام زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ادارہ کو شہر سے آمدن بھی دیہی علاقہ کی نسبت زائد ہوتی ہے۔تاہم حکومت جو پالیسی مرتب کرے گی اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔چودھری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! آپ نے وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے میرا سوال تو اسی ضمن میں تھا۔کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا بہت important point of order ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے تو سارے ہی پوائنٹ آف آرڈر important ہوتے ہیں، کون سا important نہیں ہے۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دیں۔ میں فوڈ سٹیمپ کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ یہ فوڈ سکیم ہے۔ سٹیمپ ختم ہو گئی ہے اور میری اطلاع کے مطابق اب سکیم شروع ہے۔ اگر اس بارے میں آپ کے سوالات ہیں تو آپ دے دیں ان کے جوابات لے لیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ تمام ایم پی ایز کو پانچ پانچ ہزار فوڈ سٹیمپ دیں گے لیکن انہوں نے اتنی ہی مہربانی سے خواتین کو ایک ایک ہزار دیئے ہیں چلو اونٹ کے منہ میں زیرہ لیکن اخباروں میں یہ آ رہا ہے کہ یہ تقسیم ہو گئے ہیں۔ مجھے تو یہ political distribution بنتی نظر آ رہی ہے کیونکہ ہمارے بنچوں سے تو کسی کو بھی نہیں ملے۔ اگر حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ ہم انصاف کریں گے جیسے کل یوسف رضا گیلانی صاحب نے اپنی تقریر میں بھی یہ بات کی تھی کہ ہم سب کچھ equally distribute کریں گے لہٰذا منسٹر صاحب اس سلسلے میں ensure کرا دیں چونکہ ابھی تک اپوزیشن کے کسی بھی ممبر کو فوڈ سٹیمپس نہیں ملیں۔ اس بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے؟ اگر یہ ensure کرا دیتے ہیں تو well and good نہیں تو ہم تحاریک استحقاق لائیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن وزیر خوراک جواب دے رہے ہیں لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی محترمہ نے جو point raise کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو ہمیں appreciate کرنا چاہئے کہ آج تک پنجاب کی تاریخ میں اتنی اچھی سکیم نہیں آئی۔اس میں جو پانچ پانچ ہزار کا target دیا گیا تھا اس پر ابھی work ہو رہا ہے۔میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بلاتفریق ہے۔یہ mention نہیں کیا جارہا کہ یہ (ن) لیگ والوں کو دینا ہے، پیپلز پارٹی کو دینا یا (ق) لیگ کو دینا ہے بلکہ یہ across the board policy چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس بات پر آپ کی طرف سے کوئی appreciation نہیں آئی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس چیز کو appreciate کرتی ہوں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ خواتین کی مخصوص نشستوں کے لئے ہزار ہزار رکھا گیا ہے اگر یہ مناسب سمجھتی ہیں اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اسے بڑھانا ہے تو اس پر work کرکے آپ کو بتادیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہو تقریر نہ ہو۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میرا point بڑا relevant ہے اور میرا خیال ہے کہ پورا ایوان مجھے support کرے گا۔میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑا discriminatory رویہ ہے کہ تمام معزز ممبران اسمبلی کی تنخواہ دس ہزار ہے جو اس کے status کے برابر نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ہوسٹل میں جو کٹوتی ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ accommodation کے لحاظ سے کافی زیادہ ہے۔لہذا میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبران کی تنخواہ ان کے status کے مطابق بڑھائی جائے اور جو کٹوتی کی جارہی اس میں کمی کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔یہاں اس پر کوئی comments نہیں ہوں گے۔شکریہ۔محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے۔محترمہ! آپ نے لکھ کر بھیجا ہے کہ میری تحریک استحقاق نمبر 19 جو ہے وہ withdraw کرلی جائے؟

محترمہ دیبا مرزا: جی۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کریں۔

سبزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف۔آئی۔آر درج کرنے اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاخیر

محترمہ دیبا مرزا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 26۔جولائی 2008 کو وزیر اعلیٰ کے دورہ سیالکوٹ کے سلسلے میں تھی کہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر واقع سبزہ زار لاہور میں چوری کی واردات ہوئی جس میں میرا لاکھوں کا نقصان ہوا۔ جس کی ایف۔آئی۔آر کے اندراج کے لئے فوری میں نے تھانہ سبزہ زار لاہور میں درخواست جمع کروادی لیکن ایف۔آئی۔آر دس دن کے بعد درج کی گئی۔ابھی تک پولیس کسی ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی ہے۔میرے گھر میں ہونے والی واردات کا مقدمہ درج نہ کرنے، ملزم گرفتار نہ کرنے اور دیگر قانونی کارروائی نہ کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر! متعلقہ تھانے کا ایس۔ایچ۔او بالکل میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہا اور نہ ہی کوئی کارروائی کی جارہی ہے۔میرا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے لہذا میری تحریک استحقاق باضابطہ قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب سپیکر: .Order please, order in the House تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اور وزیر قانون صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ مہربانی کر کے خاموشی سے سنیں۔جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب تو مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوا لیکن میں محترمہ سے یہ کہوں گا کہ C.C.P.O,Lahore اور متعلقہ S.H.O سے میرا رابطہ ہوگیا ہے۔ابھی تھوڑی دیر میں اس کا جواب موصول ہو جائے گا کہ یہ کوتاہی کیوں ہوئی ہے، دس دن تک پرچہ کیوں درج نہیں ہوا اور پرچہ درج ہونے کے بعد اس کی progress کیا ہے؟ ملزمان کی گرفتاری سے متعلق اگر کوئی کوتاہی ہے تو اس پر بھی action ہوگا۔ میں انھیں یقین

دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی orders کر دیئے جائیں گے۔آپ اس تحریک کو pending فرمادیں یا پھر محترمہ اپنی تحریک واپس لے لیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میری متعلقہ تھانے میں کل ہی بات ہوئی ہے لیکن وہاں پر ابھی تک کوئی progress نہیں ہو سکی لہذا گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ شاید وزیر قانون صاحب کی بات نہیں سن سکیں، انھوں نے متعلقہ افسران کو بلوایا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جائے گی تو کم از کم دو تین ماہ میں اس کی رپورٹ آئے گی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آج ہی متعلقہ حکام کو بلوا کر اس بات کو ensure کروں گا کہ ان کا جو نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ ہو جائے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، میری اس تحریک کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہتر ہے۔ محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 22/08، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، بھٹی صاحب!

ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ ماہ، میں آئی۔جی آفس گیا وہاں سے ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کے دفتر گیا تو باہر ان کے چپڑاسی کو آفیسر موصوف سے ملاقات کا کہا۔ اس نے دروازہ کھول کر کہا کہ آپ اندر چلے جائیں۔ میں آفیسر موصوف کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنا تعارف کروایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور حکماً فرمانے لگے کہ آپ کو دفتر آنے کے آداب کا پتا نہیں ہے، جب تک میں آپ کو اپنے دفتر میں آنے کی اجازت نہ دوں تو تم اندر نہیں آ سکتے۔ میں نے کہا مجھے آپ کے چپڑاسی نے خود دروازہ کھول کر اندر آنے کا کہا۔ موصوف بولے اب

اگر میں آپ کو اپنے دفتر سے نکال دوں تو پھر؟ میں نے کہا کہ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ کو ممبر پنجاب اسمبلی سے اس طرح کا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ جب ایم۔پی۔اے کے ساتھ آپ کا یہ رویہ ہے تو عام پبلک کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہوں گے؟ ایڈیشنل آئی۔جی کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق پر بات کرنے سے پہلے میں ایک اہم مسئلہ پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میرے علم میں لایا گیا ہے کہ ہمارے محترم صحافی بھائیوں نے ٹوکن walk out کیا ہے۔ ان کا یہ مطالبہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے لئے کوئی حتمی تاریخ دی جائے کیونکہ ترقیاتی کام نہ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں صحافی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں آج ہی وزیر اعلیٰ پنجاب محترم میاں محمد شہباز شریف سے بات کروں گا اور کوشش کروں گا کہ کوئی حتمی تاریخ لے کر دوں چونکہ صحافی حضرات ٹوکن walk out پر ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: پریس والے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔ اگر وہ سن رہے ہیں تو واپس تشریف لے آئیں کیونکہ وزیر قانون صاحب نے انھیں یقین دہانی کروا دی ہے۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: .Welcome بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق نمبر 22 کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔ میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔ یہ بڑا serious واقعہ ہے اگر اس طرح کا سلوک کسی بھی آفیسر نے روا رکھا ہے یا ان کی ایسی جرأت ہے تو حکومت بالکل فوری طور پر اس بارے میں ایکشن لے گی اور اس کے بعد اگر یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد ہو گا تو کمیٹی بھی اس پر کارروائی کرے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں ایک غلطی کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں تاکہ اسے درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس تحریک کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ "اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں" جب استحقاق کمیٹی ہی نہیں ہے تو حوالے کیسے ہو گی؟ کم از کم لکھتے وقت یہ Special Committee لکھ دیں۔آپ اپنے عملے کو تاکید کریں کہ جب کمیٹیاں بنی ہی نہیں ہیں تو یہ استحقاق کمیٹی کیوں لکھ رہے ہیں؟ اللہ جانے یہ کمیٹیاں کب بنی ہیں لیکن کم از کم الفاظ تو صحیح رکھیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ سے متعلقہ معاملہ نہیں ہے، میں دیکھ لوں گا۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 18/08، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کی طرف سے ہے۔ محترمہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

موٹر وے پولیس کے اہلکار کی فون پر خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ بد تمیزی

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 12۔اگست 2008 کی صبح میں اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لئے آ رہی تھی کہ اسی دوران مجھے 30-9 بجے کسی عزیز کا فون آیا کہ آپ بات کریں۔ میں نے موٹر وے پولیس بیٹ نمبر 16 چیچہ وطنی کسووال روڈ پر تعینات سب انسپکٹر رانا طارق سے فون پر بات کرنا چاہی۔ اس نے پہلے تولیت و لعل سے کام لیا اور میرے بڑے اصرار کے بعد موصوف بات کرنے پر رضامند ہوئے۔ میں نے انہیں اپنا تعارف کروایا تو رانا طارق نے انتہائی غصے میں کہا کہ میں آپ کو نہیں جانتا۔ میں نے موصوف سے کہا کہ آپ نے میرے عزیز بلال جان (ایڈووکیٹ) کے ساتھ کیوں بد تمیزی کی ہے؟ تو موصوف سب انسپکٹر نے کہا کہ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے آپ اس میں بلاوجہ مداخلت نہ کریں۔ میں نے انہیں بتایا کہ بلال جان (ایڈووکیٹ) میرے عزیز ہیں اور میں ایک ایم۔پی۔اے ہوں جس پر موصوف سب انسپکٹر موٹر وے پولیس نے کہا کہ میں کسی ایم۔پی۔اے کو نہیں جانتا۔ میں نے وہی کچھ کرنا ہے جو میرے من میں آئے گا۔ موصوف کے اس جواب پر میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کے

اس سخت رویہ کی بابت اسمبلی کے اجلاس میں بات کروں گی تو موصوف کا رویہ مزید تُرش ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ محترمہ! آپ جو چاہیں کر لیں، میں آپ کے ماتحت نہیں ہوں اور نہ ہی جوابدہ ہوں۔ موصوف کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک موٹروے پولیس سے متعلقہ ہے اور اس کا جواب موصول ہو گیا ہے لیکن یہ satisfactory نہیں ہے تو اس لئے آپ اس تحریک کو Special Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 18 کو Special Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو Special Committee کے سپرد کیا جاتا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سپیشل کمیٹیاں کب تک چلیں گی؟ باقاعدہ مجالس قائمہ کب تک form ہوں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں محترم ممبر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت بھی اور تمام لوگ بھی کل تک اس ملک کے اوپر جو آسیب کا سایہ تھا اس کو دفع کرنے کی لئے مصروف تھی۔ اس سے ہم اب فارغ ہو گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب سینے پر ہاتھ رکھیں اور ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب جلد یہ کمیٹیاں بھی مکمل ہو جائیں گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب والا! ایک طرف تو ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ صدر کا ہمارے اوپر آسیب تھا۔ ان کی یہ بات بالکل ناجائز ہے۔

جناب سپیکر: آسیب آپ کے اوپر انہوں نے نہیں کہا۔ آپ کے اوپر تو یہ آسیب تھا ہی نہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ صوبائی اسمبلیوں کا صدر کے ساتھ کیا واسطہ تھا تو میں ان کو یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ چاروں صوبائی اسمبلیاں صدر کا electoral college تھیں اور انہی صوبائی اسمبلیوں نے ان کو منتخب کیا تھا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: انہوں نے بھی صدر کو ووٹ دیا تھا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ ان کی بات بھی سنیں۔ سننے کی ہمت رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں on the floor of the House واضح کرنا چاہتا ہوں اور حلفاً کہہ رہا ہوں کہ میں نے پرویز مشرف کو ووٹ نہیں دیا تھا۔

جناب سپیکر: شاباش۔

ملک محمد وارث کلو: میں نے وجیہہ الدین کو ووٹ دیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ زندہ باد۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ میں نے جو بات یہاں پر کی ہے انہوں نے میری بات شاید غور سے نہیں سنی۔ ایک تو بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب بھی ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں تو لاء منسٹر ابھی جواب دینے کے لئے اٹھتے نہیں کہ Government side سے کوئی نہ کوئی ممبر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس پر تو آپ رولنگ دیں کہ کیا ہمارے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب وزیر قانون نے دینا ہے یا کسی اسمبلی کے رکن نے دینا ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اگر اچھے وقت پر آپ مجھ سے رولنگ مانگیں گے تو ضرور دوں گا۔ یہ کوئی رولنگ والی بات نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! آپ کی اس سلسلے میں رولنگ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ جو بھی جواب دینا ہوتا ہے وزیر قانون صاحب خود دیتے ہیں کوئی اور نہیں دیتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ جس منصب پر فائز ہیں آپ کو neutral ہونا چاہئے اور سب کے ساتھ برابر سلوک کرنا چاہئے۔ آپ ہر دفعہ treasury benches کی favour کر دیتے ہیں۔ یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو کبھی آپ کے متعلق ایسی بات سوچی بھی نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: آپ حکومتی پارٹی کی favour کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ابھی کیا کہا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! آپ ہر بات پر کوئی نہ کوئی comment کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب ہم ٹائم نہ ضائع کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! آپ کوئی نہ کوئی comment کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر میں کیا کروں، کبھی بات ہو جاتی ہے لیکن میں نے کبھی آپ کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میرے خیال میں آپ کو ریکارڈ بھی چیک کر لینا چاہئے۔ میں نے کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کی ہے۔ You are honourable member for me. (قطع کلامیاں)

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! ہم تو ہر وقت ان کی ہی بات سنتے ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤالدین!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

میاں طارق محمود: جناب! ہمارے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب کسی منسٹر کو دینا چاہئے؟ جب بھی اپوزیشن کی طرف سے کوئی رکن کھڑا ہوتا ہے تو اس کے جواب کے لئے حزب اقتدار کے دوست کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس پر آپ کی رولنگ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کے متعلقہ جو بات ہو گی تو یقیناً اُس کا جواب لاء منسٹر ہی دیں گے لیکن اس House کے تمام ممبران جس طرح سے آپ ممبر ہیں وہ بھی اسی طرح سے ممبر ہیں اور وہ point of order raise کر سکتے ہیں۔ اگر آپ غلط کہہ رہے ہیں تو وہ اپنے مطابق صحیح جواب دے سکتے ہیں۔ اگر وہ غلط کہہ رہے ہوں تو اس کا جواب آپ اپنے مطابق صحیح دے سکتے ہیں۔ انشاءاللہ House in order رہے گا اور رہنا چاہئے۔

میاں طارق محمود: مگر جناب! جواب تو وزیر قانون کو دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ گورنمنٹ سے متعلقہ جو جوابات ہوتے ہیں اس کا جواب وزیر قانون دیتے ہیں اور وہ آپ کو مطمئن کرتے ہیں اور بعض اوقات مصالحہ زیادہ لگ جاتا ہے پھر آپ چمکنے لگ جاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور وہ کراچی گئے ہوئے ہیں اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 347، 349 اور 350 کو بھی pending کر لیا جائے۔ محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 358 ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار پہلے پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب 18 تاریخ کو آنا تھا لیکن نہیں آ سکا کیونکہ جواب 18 کو پیش نہیں ہو سکا اس لئے اگر جواب آ گیا ہے تو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق میو ہسپتال انتظامیہ سے رپورٹ طلب کی گئی ہے اور انہوں نے یہ بتایا ہے کہ سکول آف فزیو تھراپی اور فزیو تھراپی ڈیپارٹمنٹ میں پانی کی سپلائی normal ہے اور کسی بھی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ نے ان کا جواب سن لیا ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، سن لیا ہے۔

جناب سپیکر: اب اس کو میرے خیال میں dispose of کر دیں تو بہتر ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، کر دیں۔

جناب سپیکر: کیونکہ محرک اس کو press نہیں کرتیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 361 ہے۔

لاہور کے پانچ ٹاؤنز میں میونسپل آفیسروں کی تعیناتی

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق 5 ٹاؤنوں میں میونسپل آفیسروں کی پوسٹیں خالی ہیں، ملازمین تنخواہ کیلئے پریشان ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں پانچ ٹاؤنوں میں میونسپل آفیسروں کی پوسٹیں خالی ہونے کے باعث ورک چارج ملازمین کی تنخواہیں رُک گئیں جس وجہ سے ملازمین سخت پریشان ہیں۔ ملازمین کو تنخواہیں میونسپل آفیسر کے دستخط کے بغیر جاری نہیں ہو سکتیں۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اسے فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! محترمہ کے اس معاملے کا نوٹس لینے کے بعد اس کو چیک کروایا گیا ہے اور اس وقت جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ تمام ٹاؤنوں میں میونسپل آفیسر ز تعینات ہیں اور ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں۔۔۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہیں کرتیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی آپ ہی کی تحریک التوائے کار نمبر 362 ہے۔

اشتہاری بورڈ آویزاں کرنے پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 29۔جون 2008 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ گلبرگ فوارہ

چوک میں نصب اشتہاری بورڈ 4 کروڑ 51 لاکھ میں نیلام۔ تفصیل یوں ہے کہ محکمہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی نے حکومت کی بجلی بچاؤ مہم کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے اشتہاری بورڈ نیلام کرنے شروع کر دیئے جبکہ جو کمپنی اتنے مہنگے داموں اشتہاری بورڈ خریدے گی وہ یقیناً بجلی کا خرچ بھی غیر قانونی طریقے سے کریگی۔ حکومت کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کر کے قدآور اشتہاری بورڈ نصب کئے جا رہے ہیں جن کے نیچے آ کر کئی راہ گیر مارے گئے ہیں جن کی مثالیں پچھلے دنوں کے اخبارات میں آ چکی ہیں جیسا کہ کلمہ چوک میں ایک راہ گیر ہلاک ہو گیا۔ حکومت اس طرح کے اشتہاری بورڈ آویزاں کرنے کیلئے فوری پابندی لگائے۔ نیز کوئی ایسا مربوط نظام واضح کیا جائے تاکہ عوام کو ان قاتل اشتہاری بورڈوں سے نجات مل سکے اور ملک و قوم کیلئے ایک بیش قیمتی خزانہ "بجلی" ہے اس کی بھی بچت ہو سکے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اسے فوری اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا کافی مفصل جواب محکمے نے بھیجا ہے لیکن اس کا updated portion جو محترمہ کا اس معاملے کا نوٹس دینے اور توجہ دلانے کے بعد گورنمنٹ نے کیا ہے کہ حکومت پنجاب کے شہروں میں لگے تمام بورڈوں کی checking اور ان کی دوبارہ تنصیب کے لئے ایک جامع پالیسی بنا رہی ہے جو بہت جلد مکمل ہو جائے گی۔ اس پالیسی میں بجلی بچانے کی مختلف تجاویز اور واپڈا کے علاوہ دوسرے ذرائع مثلاً شمسی توانائی وغیرہ کے استعمال پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ اس پالیسی کے نفاذ کے بعد بورڈ گرنے کے واقعات میں مزید کمی ہو گی اور شہر کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! اس کا کوئی time frame ہو گا، یہ کب تک ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! within one month یہ سارا معاملہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: within one month، ٹھیک ہے۔ Not pressed۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار تھی جس کے بارے میں تقریباً ایک ہفتہ پہلے ڈپٹی سپیکر صاحب نے commitment کی تھی کہ میں وہ out of turn لے لوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: تحریک التوائے کار نمبر 486۔

جناب سپیکر: وہ تو ابھی دور ہو گی ناں۔ آگے چلیں گے تو آ جائے گی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! آپ نے جمعہ کو کہا تھا کہ وہ Monday کو آ جائے گی تو وہ ابھی تک نہیں آئی۔ آپ موقع دے دیں تاکہ میں کم از کم اسے پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں، اگر ٹائم مل گیا تو اسے لے لیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آج کھادوں کی adjournment motion کے حوالے سے 2 گھنٹے بحث کا وقت مقرر ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ عام adjournment motions کو pending کر لیا جائے اور اُس adjournment motion پر کھادوں پر بحث کرائی جائے کیونکہ یہ نہایت اہم اور سب سے اہم adjournment motion ہے۔ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی اور black marketing پر آج بحث ہونی چاہئے۔ آپ نے خود ہی اس پر بحث کے لئے آج کا دن اور وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی جی، ٹائم مقرر ہے۔ آپ کو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ میں نے اس کے لئے ٹائم مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ آگے آپ کی تحریک آ رہی ہے۔ جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 465 ہے۔

شاہراہ قائداعظم پر چلنے والی بسوں میں کرایہ کی زائد وصولی

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں شاہراہ قائداعظم پر چلنے والی بس روٹ نمبر 1 اور روٹ نمبر 3 پر عوام سے زبردستی بغیر کرایہ نامہ دکھائے دس روپے فی سٹاپ وصول کر رہے ہیں حتیٰ کہ ریگل چوک تا اسمبلی ہال تک کرایہ

دس روپے ہے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے کوئی ایسا کرایہ نامہ جاری نہ کیا ہے لیکن پرائیویٹ کمپنی عوام سے زائد کرایہ زبردستی لے رہی ہے جس سے روزانہ مسافروں کے جھگڑے ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ اس قدر اہم ہے کہ اسے فوری طور پر حل کرنا بے حد ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محکمے کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ڈیزل اور پٹرول کی قیمتوں میں پچھلے دو ماہ کے دوران ہونے والے 29 فیصد اضافے کی وجہ سے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نے پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کیا ہے جس کے مطابق اب پہلی stage کی شرح اربن روٹوں پر 10 روپے فی مسافر مقرر کی گئی ہے اور روٹ نمبر 1 اور روٹ نمبر 3 پر چلنے والی بسیں حکومت کی مقرر کردہ شرح کے مطابق مسافروں سے کرایہ وصول کر رہی ہیں جو کہ zero کلو میٹر تا 4 کلو میٹر 10 روپے ہی ہے البتہ زائد کرایہ وصول کرنے کی شکایت پر متعلقہ گاڑی / کمپنی کے خلاف حسبِ ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں بات آپ ان کی بات سُن لی ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، سن لی ہے۔ Not pressed.

جناب سپیکر: Not pressed, disposed of. جی، آگے تحریک التوائے کار نمبر 366 محترمہ فائزہ احمد ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 367 بھی محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں، تحریک dispose of ہوئی۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 368 محترمہ انجم صفدر، ڈاکٹر غزالہ رضا رانا!

کوٹ ادو (مظفر گڑھ) کے سکول کے چوکیدار کو تنخواہ مانگنے پر تشدد

محترمہ انجم صفدر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سکول چوکیدار فیض الحسن ولد محمد بخش (مرحوم) کو 6 ماہ کی تنخواہ مانگنے پر پرنسپل نوید قمر نے غلیظ گالیاں دیں اور ملازمین کی مدد سے اس کو رسیوں سے جکڑ کر دھوپ میں پھینک دیا۔ معززین علاقہ کی

مداخلت پر تقریباً دو گھنٹے بعد اسے پرنسپل کی حراست سے آزاد کروایا گیا۔ تفصیلات کے مطابق محبوس کو DCO/چیئرمین گورننگ باڈی سردار کوڑے خان پبلک سکول کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ نے 14-09-2006 کو ایک سال کے کنٹریکٹ پر سکول ہذا میں 3220روپے ماہوار تنخواہ پر اسے چوکیدار بھرتی کرنے کے احکامات جاری کئے لیکن پرنسپل اسے ماہانہ 3000روپے تنخواہ دیتا رہا جو 6ماہ تک اسے ملتی رہی لیکن مارچ 2007 سے بغیر کوئی وجہ بتائے اس کی تنخواہ بند کر دی گئی۔ بعد ازاں ایک سال کا کنٹریکٹ مکمل ہونے پر 6ماہ کی تنخواہ دیئے بغیر ہی اسے سکول سے فارغ کر دیا گیا۔ چوکیدار نے اپنی تنخواہ کی ادائیگی کے لئے صوبائی محتسب اور گورنر پنجاب تک اپنی درخواستیں بھجوائیں جنہوں نے پرنسپل کو تنخواہ کی ادائیگی کے احکامات کئے مگر اسے تنخواہ نہ مل سکی۔ اسی بابت چوکیدار 24-05-2008 کو ایک بار پھر سکول کے پرنسپل کے پاس گیا تو اس کے ساتھ یہ بیہمانہ سلوک کیا گیا جس کی خبریں روزنامہ "جنگ"، "نوائے وقت"، "پاکستان"، "خبریں"، "اوصاف"، "اسلام"، "نیا دور"، اور ملتان کے کئی اور اخبارات میں بھی جلی سرخیوں سے شائع ہوئیں۔ چوکیدار کو 6ماہ کی تنخواہ نہ دینے اور تنخواہ کا تقاضا کرنے پر اسے غلیظ گالیاں دینے اور رسیوں سے جکڑ کر دھوپ میں دو گھنٹے تک کھڑا رکھنے کے واقعہ پر مذکورہ سکول کے پرنسپل کے خلاف مقامی لوگوں میں سخت غم و غصہ اور بے چینی کی لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سکول سردار کوڑے خان پبلک سکول کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ اس سکول کے D.C.O چیئرمین ہیں، E.D.O ممبر ہیں اور پرنسپل سیکرٹری ہیں۔ اس سکول جس کا یہ ذیلی ادارہ ہے اس کے پرنسپل پروفیسر خورشید احمد ہیں۔ ان کو اس واقعہ کے اوپر انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ انھوں نے اس سارے معاملہ کی انکوائری کی ہے۔ اس سے ثابت یہ ہوا ہے کہ یہ موصوف فیض الحسن چوکیدار مسلسل غیر حاضر رہے اور انھیں غیر حاضری اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کی بنیاد پر برطرف کیا گیا ہے۔ اس انکوائری میں غلیظ گالیاں دینے یا جکڑ کر قید میں رکھنے کے واقعہ کی کوئی صداقت نہیں پائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس کی تنخواہ -/3220 روپے تھی لیکن چوکیدار کو -/3000 روپے دیئے جا رہے تھے۔ اس واقعہ میں علاقے کے لوگوں نے اس چوکیدار کو آزاد کروایا تھا اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ غریب آدمی کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ پرنسپل نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کو حبس بے جا میں رکھا ہے کیونکہ علاقے کے لوگوں نے اس چوکیدار کو چھڑوایا تھا اور ایک اخبار کی خبر نہیں ہے بلکہ علاقے کے لوگوں نے یہ خبر اخبارات میں دی تھی۔ میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ اس واقعہ کی دوبارہ انکوائری کروائیں اور پرنسپل کے خلاف سخت ایکشن لیں۔ یہ چوکیدار کئی روز تک ہماری اسمبلی کے باہر انصاف کے لئے بیٹھا رہا ہے۔ میری آپ سے دوبارہ یہ درخواست ہے اور ایوان کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ اس واقعہ کی دوبارہ انکوائری کروائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ حبس بے جا کا معاملہ بنتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ چوکیدار سے درخواست لے دیں تو متعلقہ تھانے سے اس کی انکوائری دوبارہ کروا لیتے ہیں۔ اگر یہ پایا گیا کہ اس چوکیدار کو کسی نے حبس بے جا میں رکھا ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ اس کو press نہیں کرتیں اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ جناب والا! محترم ثناء اللہ مستی خیل صاحب نے صبح بات کی تھی کہ انڈیا کے اخبارات میں جو خاکے آئے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے خاکے شائع کئے گئے ہیں اور قرارداد مذمت کی بات ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں ہم سب اکٹھے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتی ہوں۔ اس سلسلے میں بحیثیت مسلمان میرے بھی جذبات ہیں۔ میں بھی اس قرارداد کی محرک بننا چاہتی ہوں۔ اس قرارداد میں میرا

نام ضرور شامل ہونا چاہئے۔ براہ مہربانی اس قرارداد مذمت میں میرا نام شامل کیا جائے۔ اس قرارداد میں اپوزیشن کا حصہ بھی ہونا چاہئے اور یہ مشترکہ قرارداد ہو۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے بات کر لیں۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ مشترکہ قرارداد ہے۔ اس لئے میرا نام بھی اس میں شامل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 369 ہے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

سرکاری ہسپتالوں کی ابتر حالت

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار مورخہ 27۔جون 2008 کی خبر کے مطابق سرکاری ہسپتالوں میں طبی خدمات بہتر نہ ہونے سے مریض پریشان، سالانہ کروڑوں روپے قومی خزانے کا نقصان۔ 1992 کے بعد سے کسی ہسپتال میں بیڈز کی تعداد نہیں بڑھائی گئی، ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کی تشخیص کا کوئی انتظام نہیں۔ پروفیسروں نے ہسپتال میں بلنگ سنٹر بنا رکھے ہیں، گردوں کی صفائی کے لئے قیمتی مشینری موجود ہے مگر چلانے والا عملہ نہ ہے۔ فنڈز سے غریب و نادار مریضوں کو مفت علاج کی سہولت موجود ہے مگر اس کا طریق کار درست نہیں۔ سفارش، اقربا پروری نے غریب و نادار مریضوں کا حق من پسند افراد کے لئے مختص کر رکھا ہے۔ ہسپتالوں میں کیبل نیٹ ورک نے ماحول کو رنگین بنا رکھا ہے۔ کسی بھی ہسپتال کے پروفیسر مریض کو سرکاری ہسپتال میں چیک نہیں کرتے بلکہ اپنے کارندوں کے ذریعے پرائیویٹ کلینک میں چیک اپ کے لئے بلایا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام صورتحال کے پیش نظر لوگوں میں شدید بے چینی و غصہ پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر خوراک، صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کے جواب میں محکمہ کا جواب یہ ہے کہ صورتحال یہ ہے کہ حکومت پنجاب سالانہ اربوں روپیہ عوام کے علاج و معالجہ اور ہسپتال کی بہتری کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ یہ تاثر درست نہ ہے کہ طبی خدمات بہتر نہ ہونے سے مریض پریشان اور قومی خزانے کو نقصان ہو رہا ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ 1992 کے بعد کسی ہسپتال کے بستروں کی تعداد نہ بڑھائی گئی ہے بلکہ ایک مرحلہ وار طریق کار کے تحت تمام تحصیل و ضلعی ہسپتالوں کو وسائل کی دستیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہسپتالوں کی سہولیات میں اضافہ، بہتری کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختلف سکیموں کو رکھا جاتا ہے اور یہ پایہ تکمیل تک پہنچائی جاتی ہیں۔ سال 09-2008 میں 168 سکیمیں ترقیاتی پروگرام میں شامل ہیں جن کے لئے حکومت پنجاب نے 9۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ صوبے کے بڑے ہسپتالوں جیسا کہ جنرل ہسپتال لاہور، گنگا رام ہسپتال لاہور اور ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی وغیرہ میں ایمرجنسی سروسز کو بہتر بنایا گیا ہے اور ایمرجنسی کا کم از کم معیار 100 beds پر لایا گیا ہے۔ اسی طرح گردوں کی صفائی کی مشینیں اور عملہ بمعہ دیگر سہولیات تمام teaching ہسپتالوں میں موجود ہیں جن سے عوام استفادہ کر رہے ہیں۔ موجودہ حکومت نے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سہولیات مہیا کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے جس پر جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ اسی طرح ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کی screening کے لئے تمام ہسپتالوں میں 100 فیصد انتظام کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے کیبل نیٹ ورک کے ذریعے فحاشی کی اجازت ہرگز نہیں دی۔ اگر کہیں ایسی مذموم حرکت کی جا رہی ہے تو اس کے متعلق ضرور آگاہ کیا جائے تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔ پروفیسر حضرات معمول کے مطابق ہسپتال میں آتے ہیں اور مریضوں کا معائنہ بھی کرتے ہیں، اگر کسی مخصوص پروفیسر کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اس کا ضرور بتایا جائے، محکمہ کارروائی کرے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں صرف یہ گزارش کروں گی کہ آنے والے اجلاس کے اندر محکمہ صحت کے اوپر عام بحث رکھی جائے تاکہ ہم اس اجلاس میں تجاویز دے سکیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل، ایم پی اے،

پی پی۔47، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، ایم پی اے، پی پی۔73، راجہ شوکت عزیز بھٹی، ایم پی اے، پی پی۔4 پیر ولایت شاہ کھگہ، ایم پی اے ،پی پی۔220 اور چودھری محمد ارشد ،ایم پی اے، پی پی۔225 نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

توہین آمیز خاکوں کے خلاف قرارداد
پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

قرارداد

جناب سپیکر: محرک قرارداد پیش کریں۔

روزنامہ "ہندوستان" میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے پر مذمت

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان انڈیا کے ایک ہندی اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے کی ناپاک جسارت پر شدید مذمت، غم و غصے کا اظہار اور سخت احتجاج کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ انڈیا کے سفیر کو طلب کر کے اس واقعہ کے خلاف سخت تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنے مذکورہ اخبار کے خلاف سخت انضباطی کارروائی عمل میں لائیں تاکہ آئندہ اس طرح کے واقعات مذہبی منافرت اور پورے عالم اسلام میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کا باعث نہ بن سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:۔

"یہ ایوان انڈیا کے ایک ہندی اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے کی ناپاک جسارت پر شدید مذمت، غم و غصے کا اظہار اور سخت احتجاج کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ انڈیا کے سفیر کو طلب کر کے اس واقعہ کے خلاف سخت تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنے مذکورہ اخبار کے خلاف سخت انضباطی کارروائی عمل میں لائیں تاکہ آئندہ اس طرح کے واقعات مذہبی منافرت اور پورے عالم اسلام میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کا باعث نہ بن سکیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

"یہ ایوان انڈیا کے ایک ہندی اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے کی ناپاک جسارت پر شدید مذمت، غم وغصے کا اظہار اور سخت احتجاج کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ انڈیا کے سفیر کو طلب کر کے اس واقعہ کے خلاف سخت تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنے مذکورہ اخبار کے خلاف سخت انضباطی کارروائی عمل میں لائیں تاکہ آئندہ اس طرح کے واقعات مذہبی منافرت اور پورے عالم اسلام میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کا باعث نہ بن سکیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نام شامل نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب کے نام ہی شامل ہونے چاہئیں، اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان کا بھی نام ڈال دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ نے پہلے sign کر کے دیئے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے نام announce نہیں کئے۔

جناب سپیکر: میں نے نام تو پکارے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! Impression تو یہی ہے کہ آپ نے نام بولے نہیں تو اس لئے شاید نہیں ڈالا۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں مناسب تو نہیں لگے گا۔ آپ اخبار میں تو بے شک اپنا نام دے دیں تو اس پر ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر یہ پیش ہونے سے پہلے نام دے دیئے تھے تو اسمبلی کی کارروائی میں یہ ضروری ہے کہ ہمارے نام لئے جاتے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے گزارش یہ کی تھی کہ آپ ان سے مل کر اپنا نام شامل کروالیں۔ چلیں! میں نام پڑھ دیتا ہوں۔ محترمہ جوئس روفن جولیس، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، ثناء اللہ خان مستی خیل، مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب،

راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب، پیر محمد ولایت شاہ صاحب، چودھری محمد ارشد صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کے نام یہاں آئے ہیں جو میں نے اس میں شامل کر دیئے ہیں۔

بحث

کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت پر بحث

جناب سپیکر: مورخہ 13۔اگست 2008 کو میاں محمد رفیق ایم پی اے نے کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت کے بارے میں تحریک التوائے کار نمبر 474/08 پیش کی تھی جسے اسمبلی نے مورخہ 15۔اگست 2008 کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 85 کے تحت دو گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ میاں محمد رفیق اپنی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پنجاب کے 75 فیصد عوام۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ motion پیش کریں اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کاپی عنایت کی جائے۔

جناب سپیکر: ان کو motion کی کاپی پہنچائی جائے۔۔۔ جی، میاں صاحب! آپ کے پاس کوئی چیز آ گئی ہے کہ نہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار جو میں نے پیش کی تھی وہ تو نہیں ہے۔ مجھے اس کی کاپی عنایت فرما دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے motion پڑھنی ہے۔

MIAN MUHAMMAD RAFIQ: Sir, motion under rule 87 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, I move:-

"That the Assembly do now adjourn."

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That the Assembly do now adjourn."

میاں صاحب! اب آپ اپنی تقریر کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ تو باتیں آپ کی آ گئی ہیں۔اب آپ گورنمنٹ سے یا کسی اور سے کچھ لینا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آج سارے پنجاب میں کھیت سے متعلقہ کھیت مزدور اور چھوٹا کاشتکار کھادوں کی کمی کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہے اور پنجاب بھر سے یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اخبارات میں یہ شائع ہو رہا ہے کہ مخصوص طبقات جو کھادوں کے کاروبار سے متعلقہ ہیں وہ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی کر کے بلیک میں فروخت کر رہے ہیں۔آج جبکہ یوریا کھاد کی ضرورت ہے اور پچھلے وقتوں میں بھی اور برسوں سے یہی عمل جاری ہے کہ جب اس قسم کی کھاد کی ضرورت پڑتی ہے وہ نایاب ہو جاتی ہے۔یہ عمل میری سمجھ سے باہر اس لئے نہیں ہے کہ مخصوص طبقات اس کاروبار میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب! آپ ذرا غور سے سنیئے گا۔یہ آپ سے متعلقہ بات ہے اور انتہائی اہم بات چل رہی ہے اس کا جواب بھی آپ کو دینا پڑے گا۔ان کو بھی جواب دینا پڑے گا اور ساری قوم کو بھی جواب دینا پڑے گا۔ان کو غور سے سن کر جواب کے لئے تیار بھی رہیں۔چودھری صاحب کے علاوہ جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری صاحب کو بھجوا دیں۔وہ ان کا اندراج کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس بار ذخیرہ اندوزی کا اور بلیک مارکیٹنگ کا جو عمل ہو رہا ہے یہ پہلی بار نہیں ہو رہا یہ عمل برسوں سے جاری ہے کیونکہ جو چھوٹا کاشت کار ہے وہ منظم بھی نہیں ہے اس کا اتنا احتجاج بھی نہیں ہے، ایوانوں میں اس کی اتنی آواز بھی نہیں ہے اس لئے میں اس محروم طبقے کا، استحصالی طبقے کا نمائندہ آج ان کی آواز یہاں پر اس ایوان کے توسط سے ایوان بالا اور حکمرانوں تک پہنچا رہا ہوں کہ جب تک کھاد بروقت کاشت کاروں کو نہیں ملے گی وہ اچھی فصل پیدا نہیں کر سکتے۔ان کی

اپنی خوشحالی بھی نہیں ہو سکتی ہے اور ملک میں بھی خوشحالی نہیں آ سکتی ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کھاد کی کمی کی وجوہات کیا ہیں؟ پچھلی دفعہ وزیر قانون صاحب کے ذریعے سے محکمہ زراعت نے جو جواب بھیجا تھا میں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ یہ گونگلوؤں پر سے مٹی جھاڑنے والی بات ہے کہ ہمیں یہ demand and supply کا سبق سکھا رہے ہیں۔ demand and supply کا فلسفہ تو بہت پرانا ہے جب کسی economist نے یہ فلسفہ جاری کیا تھا تو اس وقت یہ بات اس کے ساتھ مشروط کی تھی کہ other things remaining the same اس وقت لوگ ایسی monopoly اور ذخیرہ اندوزی کی بات نہیں کرتے تھے۔تب تو یہ ممکن تھا کہ اگر رسد کم ہے تو اس کی مانگ بڑھ جائے گی۔آج جبکہ یہ مسئلہ طلب اور رسد کا نہیں ہے اس میں استحصالی سوچ شامل ہے اور وہ ذخیرہ اندوز لوگ ہیں۔ان پردہ نشینوں میں کون کون لوگ شامل ہیں،اس میں کمیشن مافیا بھی شامل ہے۔میں آپ کو ایک مثال پیش کرتے ہوئے ہندوستان کی مثال دیتا ہوں۔ملٹی نیشنل کمپنیاں جو کھادیں بناتی ہیں، پاکستان میں بھی وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں اور ہندوستان میں بھی وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں۔وہاں پر کھادوں کا ریٹ یہاں سے چار گنا کم کیوں ہے؟ پاکستان میں وہاں سے چار گنا زیادہ کیوں ہے؟اس میں ایک اور وضاحت کر دوں کہ ہم نے تو نجکاری کے شوق میں اپنے وہ کارخانے فروخت کر دیئے جو کھادیں خود پیدا کرتے تھے۔فیصل آباد میں کارخانہ تھا، جڑانوالا میں تھا، عیسیٰ خیل میں کارخانہ تھا وہ تو ہم نے فروخت کر دیئے اور جو ملٹی نیشنل کمپنیاں امپورٹ کرتی ہیں انہیں امپورٹ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ہندوستان نے ان پر یہ پابندی لگا رکھی ہے کہ تین سال کے اندر ان کو raw material خود پیدا کرنا ہے اور ملک میں اس کی پیداوار کرنی ہے جبکہ ہمارے ملک میں الٹی گنگا ہے اور ہو یہ رہا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ملک کے اندر کھاد بنانے کی بجائے ان کے لائسنسوں کی تجدید کی جا رہی ہے۔یہ سب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ایوان، حکمرانوں کے اندر ایک کمیشن مافیا ہے جو ان کے لائسنسوں کی تجدید کرتا چلا جا رہا ہے اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند نہیں کرتا کہ آپ لوگ ملک میں اس کی تیاری کریں اور فروخت کریں۔

اب میں آپ کو کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔کھاد کی کمی تو ہے ہی اور ہمیں سیکرٹری صاحب کا ایک لٹریچر جو کہ ابھی ملا ہے اس کو پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ اس میں کیا measures take up کر رہے ہیں؟میں ایک بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ماہ پہلے سیکرٹری خوراک نے حکم جاری کیا تھا جب گندم کی پیداوار آ رہی تھی۔کاشت کار کو اپنی اجناس پر کچھ منافع مل رہا تھا تو

سیکرٹری خوراک نے حکم جاری کر دیا کہ گھروں سے بھی گندم اٹھوا لو، لوڈر ٹرالیاں بھی ضبط کر لو اور حکومت کی تمام مشینری اس پر لگ گئی۔ انہوں نے لوگوں کے گھروں سے گندم نکال کر سرکاری گوداموں میں پہنچا دی اور کاشتکار کو جو منافع اس وقت ملنا تھا اس کو نہیں دیا گیا۔ 1200 روپے میں باہر سے تو امپورٹ کر لی لیکن کاشتکار کو 800 روپیہ دینا گوارا نہیں کیا۔ اسی طرح سے میرا مطالبہ یہ ہے کہ آج فوری طور پر ضرورت اس امر کی ہے اور انتظار نہیں کیا جا سکتا کہ عراق سے تریاق آئے اور بڑھیا تریاق کے آنے تک مر جائے۔ میں حکمرانوں سے اور حکومت وقت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ جس طرح سے گندم کو کاشتکاروں کے گھروں سے نکالنے کے احکامات جاری کئے تھے اور تمام حکومتی مشینری کو لگا دیا تھا کہ کاشتکاروں کے گھروں سے گندم نکال لو آج اسی طرح سے کریک ڈاؤن کیا جائے اور جو بلیک مارکیٹر ہیں، ذخیرہ اندوز ہیں، ان کے گھروں اور گوداموں سے کھاد نکلوا کر کاشت کاروں میں تقسیم کی جائے۔ یہ آج سے نہیں مدت سے ہو رہا ہے جب سے کھاد کا استعمال زیادہ ہوا ہے اس وقت سے ایسا ہو رہا ہے کہ جب بھی جس کھاد کی ضرورت پڑتی ہے وہ نایاب ہو جاتی ہے، ذخیرہ اندوزی ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ جب پہلی دفعہ وزیر اعظم تھیں یا ان کے دوسرے دور میں بھی ایسا ہی موقع آیا تھا تو انہوں نے فوری طور پر کھاد امپورٹ کر کے ٹرالوں پر لاد کر گھر گھر اور چوک چوک تک پہنچائی تھی۔ اگر یہ عمل آج موجودہ حکومت نہیں کرے گی تو کاشت کار کو بروقت کھاد ملے گی اور نہ ہی وہ بہتر فصل کاشت کر سکے گا۔ زیادہ قیمت دے کر الٹا اس کا استحصال ہو رہا ہے۔ اسی ایوان میں، میں نے جناب وزیر خزانہ کو یہ چیلنج کیا تھا جب انہوں نے یہ کہا تھا کہ 30۔ ارب روپے ہم نے کھاد کی سبسڈی کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں۔ میں نے چیلنج کیا تھا کہ آپ تو 30۔ ارب کی بات کرتے ہیں کاشتکار کو ایک روپے کی سبسڈی کا بھی فائدہ نہیں پہنچے گا اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کاشت کار کو سبسڈی کا فائدہ تو کیا ملنا ہے۔ کھاد کی بوری کی قیمت -/650 روپے مقرر کر رکھی ہے اور کاشت کار -/900 روپے میں خرید کر اپنی فصلوں میں ڈال رہا ہے اس لئے کہ اب کھاد کی کمی تو ہے، ذخیرہ اندوزی بھی ہے، بلیک مارکیٹنگ بھی ہے، اس میں کمیشن مافیا کا عمل دخل بھی ہے اور اس گنگا اشنان میں جو لوگ بھی ہوں گے ظاہر ہے کہ وہ چھپے ہوئے نہیں ہوں گے۔ جس جگہ پر بھی یہ شکایت موجود ہے یہ گنگا اشنان سب لوگ کر رہے ہیں جو ذمہ داران ہیں۔ میں اس ایوان میں آپ کے توسط سے کچھ تجاویز پیش کر رہا ہوں جس کی وجہ سے اس کی فوری remedy ہو سکتی ہے۔ ایک remedy تو یہ ہے کہ حکومت جس طرح سے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان

ضروریات زندگی باہر سے import کرتی ہے یہ فوری طور پر کھاد import کر کے ٹرالوں پر لاد کر چوکوں، میں لوگوں کے کھلیانوں تک پہنچا دے۔ اس پر فوری عمل ہونا چاہئے وہ تریاق عراق کا انتظار نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں مزید کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں جو کہ پہلے سے موجود بھی ہیں لیکن پھر بھی میں آپ کی وساطت سے یہ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ جس سے کاشت کار کا بھلا ہو گا، حکومت کا بھلا ہو گا اور محکمہ کا بھی بھلا ہو گا۔ ایک بات تو اس میں سر فہرست یہ ہے کہ ملکی مینو فیکچرر جتنی وہ پیداوار مینو فیکچر کرتا ہے وہ حکومت وقت جس کو مقرر کرے اس کی کل پیداوار کی کل invoice اس کے پاس پہنچنی چاہئے کہ کون سا کارخانہ کتنی کھاد پیدا کر رہا ہے۔ جس ڈیلر کو بھی وہ کھاد ملکی مینو فیکچرر سپلائی کرے، اس کی invoice بھی وزیر زراعت یا سیکرٹری زراعت کے پاس پہنچنی چاہئے اور اس کا ریکارڈ بھی ہونا چاہئے کہ کس ڈیلر کے پاس کتنی کھاد گئی ہے۔ اسی طرح سے جو کھاد import کرتا ہے خاص طور پر ملٹی نیشنل کمپنیاں ڈی اے پی کھاد import کرتی ہیں تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے اور میں اس ایوان کے توسط سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو import کرنے کی اجازت دینے والے ذمہ داران اِن کو پابند کیوں نہیں کرتے کہ اپنے ملک کے اندر اس کی مینو فیکچرنگ کریں ورنہ ان کے لائسنس cancel کر دیں۔ اگر باہر سے ہی کھاد منگوانی ہے تو بھارت کے ساتھ دوستی کر ہی لی ہے تو یہاں سے سستی اور جلدی کھاد مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر! Importer جب وہ import کرے تو وہ بھی حکومت وقت کے ذمہ دار جو کہ وزیر زراعت یا سیکرٹری زراعت ہیں اس کو اس کی invoice پہنچنی چاہئے کہ اس نے کل کتنی کھاد import کی ہے۔ جب وہ اپنے کسی ڈیلر کے پاس کھاد بھیجتا ہے تو اس کی invoice بھی پہنچنی چاہئے کہ کس ڈیلر کو کس مقدار میں کھاد بھیجی ہے اور جب باہر سے کھاد آئے تو اس بیگ پر مینو فیکچرنگ سال اور اس کی قیمت بھی لکھی ہونی چاہئے۔ یہ اقدامات اگر ہم لوگ نہیں کریں گے تو کاشتکار کا استحصال اسی طرح سے جاری رہے گا۔

(اذان ظہر)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ 1973 کا۔۔۔۔

جناب سپیکر: آئین پیش کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ 1973 کا گزٹ میرے پاس ہے جو کہ میں نے کہیں سے تلاش کیا ہے اور اس میں وہ تمام measures درج ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس میں تھوڑی سی تبدیلی یہ تو آئی ہے کہ 1973 کے بعد 8۔ جون 1978 کو گزٹ شائع ہوا جس میں ڈپٹی کمشنر، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنرز اور اسسٹنٹ کمشنرز کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا وہ ابھی زندہ ہیں؟

میاں محمد رفیق: کھاد کو کنٹرول اور regulate کرنے کے لئے کنٹرولر اور اسسٹنٹ کنٹرولر بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک اور نوٹیفکیشن 10۔ اگست 1998 کو جاری ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا ابھی وہ ڈپٹی کمشنر ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو نوٹیفکیشن کی بات کر رہا ہوں۔ اب تو وہ ڈپٹی کمشنر نہیں ہیں اور اب جو بھی انتظام ہو گا وہ تو لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔ میں جاری شدہ نوٹیفکیشن کی بات کر رہا ہوں اور 1998 میں ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے جس میں ڈپٹی کنٹرولر، کنٹرولر کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے وہ Director of Soil Fertility Punjab, Lahore یہ ڈپٹی کنٹرولر ہوں گے۔ ڈائریکٹر آف ایگریکلچر ایکسٹنشن ہیڈ کوارٹر لاہور بھی ڈپٹی کنٹرولر ہوں گے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر آف ایگریکلچر ایکسٹنشن پنجاب یہ بھی تمام ڈپٹی کنٹرولر ہوں گے اور ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر پنجاب کے تمام اسسٹنٹ کنٹرولر ہوں گے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ کھاد کو regulate کریں اور اس کی بحالی، سپلائی اور دیکھ بھال کے بھی وہ ذمہ دار ہیں۔ اب نئے set up میں پتا نہیں کن لوگوں کو ذمہ دار بنایا گیا ہے؟ بہر حال یہ گورنر صاحب کی طرف سے جاری کیا گیا ایک پرانا گزٹ تھا جس میں کنٹرول کے تمام measures موجود ہیں۔ جس گزٹ کا میں نے حوالہ دیا ہے اگر اس کی تفصیلات میں چلا گیا تو بہت سارا وقت لگ جائے گا۔ میرے دوست اور بھی بات کرنا چاہیں گے۔ یہ گورنر صاحب کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ میں اپنی بات کو sum up کرتے ہوئے اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کہ اگر یہ محکمہ اپنی طرف سے یہ رپورٹ پیش کرے کہ سپلائی کم ہے اور ڈیمانڈ زیادہ ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو لوگ 900 روپے فی بوری کھاد خرید کر بھی ڈال رہے ہیں۔ وہ ان کو ملے ہی نہ۔ یہ سارا منافع خوری کا عمل ہے اور اس میں کمیشن مافیا شامل ہے جہاں جہاں بھی ہے اور اس گنگا

میں کون کون اشنان کر رہا ہے یہ بھی لوگوں کو پتا ہے اور اگر ایوان کو نہیں پتا، اگر حکومت کو نہیں پتا تو عوام کو تو پتا ہے اور لوگوں کو پتا ہے جو 900 روپے میں یوریا کی بوری خرید کر استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈی اے پی کی کیا پوزیشن ہے ؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ڈی اے پی کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو چکا ہے اور اگلی فصل کے لئے جب ڈی اے پی کی باری آئے گی تو وہ بھی اسی طرح نایاب ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: میں سمجھا کہ شاید 900 روپے کی ڈی اے پی کھاد مل رہی ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں میں تو حیران ہو گیا تھا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جب موسم اور فصل کے حوالے سے ڈی اے پی کی ضرورت پڑتی ہے تو اسی طرح سے وہ بھی غائب ہو جاتی ہے جس طرح سے آج یوریا غائب ہو چکی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ جب تک حکومت کریک ڈاؤن نہیں کرے گی یہ کھاد باہر نہیں نکل سکے گی۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ invoice وغیرہ جو مینوفیکچرر، Importer حکومت کو بھیجے، ڈیلروں کو جائے، وہ بھی حکومت کو بھیجے پھر ان کے گودام specify ہونے چاہئیں۔ ڈیلر اور کاروباری لوگ حکومت کو اپنے گودام specify کریں کہ بھئی کہاں کہاں ان کے گودام ہیں، ان گوداموں کے علاوہ اگر کہیں بھی وہ چوری کی ہوئی کھاد رکھی ہوئی ہو تو وہ بلا معاوضہ ضبط کر لی جائے تاکہ ان کو ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کرنے کی عقل آ جائے۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنائت فرمایا۔

جناب سپیکر! آخری بات کہ مجھے ترس آتا ہے ان لوگوں پر جو 75 فیصد دیہاتوں میں آباد ہیں، جہاں چھوٹا کاشت کار ہے، کوئی ایک ایکڑ کا مالک ہے اور کوئی ڈیڑھ ایکڑ کا مالک ہے، دو اڑھائی ایکڑ کا مالک ہے، اس کے ساتھ مزدور ہے، چھوٹا مزدور ہے اور ان کی زندگی کی ڈور اس کھیت اور کھیت کی پیداوار سے بندھی ہوئی ہے۔ جب کھیت کی پیداوار نہیں ہو گی۔ مجھے کھیت کی بات کرتے ہوئے آپ کی بہت دنوں پہلے کی وہ بات یاد آ گئی ہے کہ جب آپ نے کہا تھا کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس کو بچا لو۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے تو اس دن میرا جی چاہا تھا کہ میں آپ کا منہ چوم لوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ابھی چوم لیں کیونکہ آپ میرے بزرگ ہیں اور ایک طرف سے نہیں بلکہ دونوں طرف سے منہ چوم لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ میرے محترم بزرگ ہیں۔

میاں محمد رفیق: آپ نے کہا کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو بچالیں۔ کہا تو ریڑھ کی ہڈی جاتا ہے لیکن ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دیا گیا ہے۔ اگر زراعت ترقی نہیں کرے گی تو ملک ترقی نہیں کر سکتا اور یہ تجربہ بھی ہم کرکے دیکھ چکے ہیں کہ صنعت کار کو encourage کرکے، ان کو قرضے دے کر، اربوں روپے معاف کرکے، مافیا یہ کام کرتا رہا ہے۔ زراعت نظر انداز کر دی گئی ہے۔ نہ کھاد، نہ بیج، نہ پانی اور نہ اس کی فصلوں کا بھاؤ۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کاشتکار کو اس کی اپنی فصل کا بھاؤ بھی مناسب نہیں ملتا اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو انٹرنیشنل ریٹ پر inputs ملیں گی۔ ایک تو فصل کا بھاؤ نہیں ہے، دوسری inputs مہنگی ہیں اس طرح اس غریب کا جینا، اس کی زندگی کی دوڑ، وہ مشکل سے زندہ ہے اور مشکل سے زندگانی گزار رہا ہے اس لئے خدارا! میں آپ کے توسط سے، اس معزز ایوان کی مدد سے یہ دباؤ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت پر ڈالنا چاہتا ہوں کہ اگر ملک بچانا ہے، ملک کو خوشحال کرنا ہے تو آپ کو سب سے پہلے زراعت کو، زراعت پیشہ افراد کو، کاشتکار کو اور کھیت مزدور کو خوشحال کرنا ہوگا ورنہ یہ ملک ترقی کر سکتا ہے اور نہ خوشحال ہو سکتا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تمام حضرات تشریف رکھیں، میرے پاس لسٹ ہے میں اس کے مطابق چلوں گا۔ میں وزیر صاحب سے اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے باتیں کی ہیں سب سے پہلے تو آپ دیکھیں کہ آپ کے پنجاب اور پاکستان میں production کتنی ہوتی ہے اور آپ کے حصے پنجاب میں کتنی آتی ہے، آپ پنجاب کے لئے import کتنی کرتے ہیں اور اس کی اب پوزیشن کیا ہے، جو delivery آگے ہوئی ہے اس کی پوزیشن کیا ہے تو پھر معاملہ میرے خیال میں بہتر ہو جائے گا ورنہ حالات جس طرف جا رہے ہیں، میں بھی دو دن اپنے حلقے میں رہا ہوں اور لوگوں کی چیخ وپکار ہے کیونکہ کھاد مل نہیں رہی ہے اور اگر ملتی ہے تو بلیک میں ملتی ہے۔ میں نے ان ڈیلروں سے پوچھا کہ کیوں بھئی یہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں پیچھے سے supply نہیں مل رہی ہے۔ آپ ان چیزوں کا نوٹس لیں اور ہر level پر نوٹس لینا آپ کے عہدے کے لحاظ سے آپ کی ذمہ داری ہے۔ ہماری آپ سے گزارش ہے اور یہ تمام ہاؤس بھی اس بارے میں آپ سے گزارش کرتا ہے کہ کاشتکار کے بیج کا، کاشتکار کی کھاد کا اور pesticides کا خصوصی خیال رکھ کر اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے والوں کی آپ بھی کچھ مدد کر دیں۔ یہ تمام باتیں آپ نوٹ کر لیں اور اب میں floor دے رہا ہوں راؤ کاشف رحیم کو۔ میں لسٹ پڑھ دیتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا نام رہ جائے۔ پہلا نمبر راؤ کاشف رحیم کا ہے، دوسرا نمبر عبدالوحید صاحب کا ہے پھر راحیلہ خادم حسین صاحبہ ہیں، محمد ثناء اللہ

مستی خیل، رانا تنویر ناصر ہیں، چودھری ممتاز احمد جھجہ، چودھری اصغر علی منڈا، افتخار احمد بلوچ ہیں۔ یہ نام میرے پاس آئے ہیں اور بعد میں ایک اور نام ڈاکٹر مسرت اور فوزیہ بہرام صاحبہ کا بھی آگیا ہے۔ جی، راؤ کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کے لئے دو گھنٹے مختص کئے۔ جس طرح میرے معزز رکن اسمبلی میاں محمد رفیق صاحب محمد نے کھاد کے بارے میں تفصیل سے پورے ایوان کو آگاہ کیا۔ میں وزیر زراعت کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات اٹھا رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس محکمے کے جو نااہل آفیسرز ہیں انہوں نے ابھی تک پنجاب کے کسانوں کے لئے کچھ نہیں کیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ محکمہ زراعت کے نچلے افسران کھاد ڈیلر مافیا سے ملے ہوئے ہیں وہ فرضی جرمانے پانچ ہزار روپے سے لے کر دس ہزار تک کرتے ہیں۔ انہیں اچھی طرح پتا ہے کہ جب pressure آتا ہے تو ہم انتظامیہ کو دکھا سکتے ہیں کہ ہم یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک ٹرک پر ایک لاکھ روپے تک بچت آتی ہے جب بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے۔ کھاد ڈیلر پانچ ہزار انتظامیہ کے ساتھ manage کر کے خانہ پُری کر کے زمینداروں کے لئے عذاب بنے ہوئے ہیں۔ میری وزیر زراعت سے یہ اپیل ہے کہ بجائے اس محکمہ زراعت کے میری لاء منسٹر سے یہ گزارش ہے کہ سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹس کو اختیارات دیئے جائیں اور خاص طور پر ہائی کورٹ سے request کی جائے کہ انہیں اختیار دیں کہ وہ چھاپے ماریں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اگر 7 دن میں یہ بلیک مارکیٹنگ ختم نہ ہو سکی تو میں احتجاجاً resign دے دوں گا۔ یہ کھاد ڈیلر اور محکمے کی ملی بھگت ہے۔

جناب سپیکر: بھائی! آپ کس سے ڈر گئے ہیں آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم جتنے یہاں ممبران اور منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں ہمارا کام ہے ان کے نوٹس میں بات لانا اور ان سے عملدرآمد کروانا۔ یہ گورنمنٹ

ہمارے کہنے پر انشاء اللہ عملدرآمد کرے گی۔ میں اپنے colleague سے request کرتا ہوں کہ ہم resign دینے کے لئے نہیں آئے ہم عوام کی بہتری اور اس حکومت کی اصلاح کے لئے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! 635 روپے کی کھاد، یہ محکمہ تو کہتا ہے کہ 650 روپے تک بک رہی ہے، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ 900 روپے کی میں نے لوگوں کو خرید کر کے دی ہے۔ بیچارے زمیندار کیا کریں جس کو کھاد نہیں مل رہی ہے۔ چاول کی فصل ہے، کاٹن ہے اور چاول کی فصل اتنی زیادہ لگائی گئی ہے اگر کھاد نہ ملی تو پھر چاول پر بحران آ جائے گا۔ تو میری وزیر خوراک سے یہ اپیل ہے کہ چاول کو export کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے مذاکرات کریں انہیں کہیں کہ زمیندار کھاد سے مر گئے ہیں پھر یہ نہ ہو کہ چاول ہو جائے اور ان کی انہیں قیمت نہ مل سکے۔ میری وزیر زراعت سے یہ گزارش ہے کہ محکمہ کے جتنے افسران ہیں انہیں کم از کم انڈیا بھیج دیں یہ وہاں سے مطالعہ اور research کر کے آئیں کہ انڈیا میں کھاد کی کمی کیوں کبھی نہیں ہوئی؟ انڈیا ہمارے سے دس گنا بڑا ہے۔ آج تک پورے انڈیا میں یہ شکایت کبھی نہیں آئی کہ زمیندار کے پاس کھاد نہیں ہے، زمیندار کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ میری وزیر زراعت سے یہ گزارش ہے کہ محکمے کے جتنے افسران ہیں ان کو ائیر کنڈیشنڈ کمروں سے نکال کر field میں بھیجیں اور ان پر چیک جوڈیشری کے ذریعے سے لگایا جائے تاکہ انہیں پتا چل سکے کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ محکمے کے افسران کھاد ڈیلروں سے مل کر کھاد بلیک کر کے رپورٹیں اچھی بھیجتے ہیں کہ کھاد مل رہی ہے اس لئے میری ان سے humble گزارش ہے کہ اگر زراعت کو درست نہ کیا گیا، لوگ تو ویسے ہی زراعت کو چھوڑ رہے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں کبھی گندم کا بحران، کبھی چاول کا بحران، کبھی آٹے کا بحران رہتا ہے اور یہ کبھی ختم نہیں ہوگا اور پنجاب کے 80 فیصد لوگوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے میاں محمد شہباز شریف اور ان کی coalition حکومت سے ریلیف کی توقع رکھی ہوئی ہے۔ اگر یہی پالیسیاں چلتی رہیں اور میاں صاحب کی پالیسیوں کو ناکام کرنے کے لئے محکمہ اسی طرح کام کرتا رہا تو یہ الزام کہ 8 سالوں میں یہ ہوتا رہا ہم چار مہینوں میں کس طرح ٹھیک کر سکتے ہیں؟ اگر محکمے کے یہ افسران ٹھیک نہیں کر سکتے تو خدارا! ان کو ان سیٹوں سے الگ کر دیں اور ان لوگوں کو موقع دیجئے جو زراعت کو سمجھتے ہیں اور مسائل حل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ میری وزیر زراعت سے دوبارہ یہ اپیل ہے کہ اگر پنجاب کو بحران سے

بچانا چاہتے ہو تو ان افسروں کو air conditioned کمروں سے نکال کر فیلڈ میں بھیجا جائے۔اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔اللہ حافظ۔

جناب سپیکر: جناب عبدالوحید چودھری!

جناب عبدالوحید چودھری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج پہلی دفعہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، بہت بہت مہربانی۔

جناب سپیکر! کھاد کا جو مسئلہ آج یہاں زیر بحث ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے پسے ہوئے اس بے کس و بے یار و مدد گار طبقے کی آواز اور اس کے جو مسائل ہیں یہ وہ طبقہ ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے چھوٹے کاشتکار اور چھوٹے کسانوں کا اب تک استحصال ہوتا رہا ہے۔کبھی ان کو وقت پر پانی نہیں ملتا، کبھی بیج نہیں ملتے اور کبھی کھاد نہیں ملتی اگر اللہ کے کرم سے کوئی حالات بہتر ہو جائیں تو پھر ان لوگوں کو کبھی بھی پورا معاوضہ نہیں ملا۔میری یہ گزارش ہے کہ یہ انتہائی حساس قسم کا مسئلہ ہے یہاں پاکستان کے 75 فیصد لوگوں کی روٹی اور روزی کا مسئلہ ہے ہمارے ہاں جو ایک بہت بڑا مافیا ہے جو کھاد کی black marketing اور سب سے زیادہ وہاں پر ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، میرے حلقے میں چوک بی سی جی ایک ایسا چوک ہے جہاں میرے خیال میں پورے پنجاب میں سب سے زیادہ دو نمبر کھاد وہاں پر فروخت ہوتی ہے اور ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے۔میں اس سلسلے میں کچھ تجاویز اپنے منسٹر صاحب کو یہاں دینا چاہوں گا کہ جتنا مرضی آپ کنٹرول کر لیں جب تک پبلک کے نمائندوں کو خصوصی کمیٹی میں شامل کر کے ان کو اختیارات دے کر ان کے ذریعے جو ذخیرہ اندوز ہیں ان کو نہ پکڑا جائے تب تک آپ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔میں آپ کو بتاتا ہوں کہ Pak Arab Fertilizer میاں صاحب کے پہلے دور میں جس کی قیمت 48۔ارب روپے لگی تھی اب پچھلے دور میں یہ 14۔ارب میں مفت دے دی گئی۔مجھے معلوم ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم ملتان نے سیاسی رشوت کے طور پر کتنے ناظمین اور نائب ناظمین کو کھاد کے پرمٹ دیئے ہوئے ہیں اور وہ کھاد وصول کرتے ہیں، پھر دو تین مہینے سٹور کرتے ہیں اور جب کھاد نایاب ہو جاتی ہے تو وہ مارکیٹ میں لے آتے ہیں۔یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ایک ڈسٹرکٹ ناظم جو کھاد فیکٹری کا مالک ہے اس پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہئے۔وہ ناظم جس نے ذخیرہ اندوزی کو کنٹرول کرنا تھا یہ 2001 آرڈیننس کی بہت بڑی خامی ہے کہ جس میں سارے اختیارات ڈسٹرکٹ ناظم کو دے دیئے گئے ہیں اور صوبائی حکومت ہاتھ پر ہاتھ رکھ

کر بیٹھی ہے،ان کو کوئی پکڑتا ہے، نہ کوئی ان کو پوچھنے والا ہے اور اگر کوئی چھاپہ پڑتا ہے تو دوسرے دن وہی لوگ رہا ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ میرے حلقے میں موجود ہیں، کل جن کے گھر پر روٹی نہیں پکتی تھی آج وہ کروڑوں اربوں کے پلازوں کے مالک ہیں، ستم ظریفی یہ ہے کہ پتھر پیس کر وہ کھاد میں ملاوٹ کر کے راتوں رات امیر بنے ہیں تو میں اپنے منسٹر صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی خصوصی کمیٹی یا ٹاسک فورس بنائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں۔ چودھری صاحب! آپ منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں آپ جو نشاندہی کرنا چاہتے ہیں وہ نشاندہی کروائیں اور اس کو اب میرے خیال میں خفیہ رکھنا چاہئے بجائے اس کے کہ اس کو expose کر دیا جائے تو اس پر جو بھی انہوں نے آگے عمل کرنا ہو گا وہ متعلقہ حکام کو حکم دیں گے تو انشاء اللہ جو بات آپ کر رہے ہیں میرے خیال میں پھر اگر وہ پکڑے گئے تو اس کی سزا بھی ان کو پوری طرح ملنی چاہئے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو بروقت کھاد مہیا کرنے کے لئے گورنمنٹ کو کوئی ایسا نظام، ایسا طریق کار وضع کرنا چاہئے تاکہ بروقت کھاد ان کو مل جائے۔ جب پانی نہ ملے، بجلی نہ ملے اور کھاد بھی نہ ملے تو کہاں کا وہ کسان؟ کسانوں کی یہ حالت ہے کہ ایک سائیکل کا پیڈل ٹوٹ جائے تو دس مرلہ زمین بیچ کر پیڈل ڈلواتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو گورنمنٹ گودام بنائے جہاں وہ سٹور کرے اور جتنی capacity کھاد فیکٹریوں کی کھاد بنانے کی ہے وہ ان کے پاس ان کی detail ہونی چاہئے اور وہ کھاد کدھر جاتی ہے اس کو یہ لوگ monitoring کریں اور اس کے بعد کسانوں کو اگر ہو سکے تو جیسے پرانے زمانے میں ڈی اے پی اور دوسری کھادوں کے سٹور ہوا کرتے تھے وہاں سے direct کسانوں کو کھاد ملا کرتی تھی اگر یہ اقدام ہو جائے تو اس سے ذخیرہ اندوزی سے بھی جان چھوٹ جائے گی اور مکمل کنٹرول ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کی گورنمنٹ انشاء اللہ اس مسئلہ کو اچھی طرح حل کرے گی اور پہلے سے بہت کم ہو گیا ہے اور ہمارے منسٹر صاحب یہ بھی کوشش کر رہے ہیں لیکن چھپے ہوئے کچھ لوگ اس پر کام کر رہے ہیں ان پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ ہمارا ہر طرح کا تعاون اس گورنمنٹ کے ساتھ ہے اور یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے۔ منسٹر صاحب آپ اس ضروری مسئلہ کو سارے کام چھوڑ کر take up کریں۔ یہ بجائی اور کھاد کا موسم صرف مہینہ اور پندرہ دن کے لئے ہوتا ہے اس پر ضرور توجہ دی جائے۔ آپ اس پر ہدایات جاری کریں کہ اس پر ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کی یہ بات انہوں نے سن لی ہے۔ جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں میاں محمد رفیق کو داد دیتی ہوں جنہوں نے آج بڑے اہم مسئلہ کے اوپر یہ بات کرنی چاہی ہے۔ پاکستان آج خوراک کے حوالے سے جس بحران کا شکار ہے اس کی وجہ زراعت پر خصوصی توجہ نہ دینا ہے۔ پچھلے آٹھ سال میں زراعت کے اوپر توجہ نہیں دی گئی، یہ بات آپ کو اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہمارے معزز بھائی، میری بہنیں اور پاکستان میں رہنے والے ہر اس شخص کو معلوم ہے جو کہ اس ملک کے حالات سے آگاہ رہنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو بھی پتا ہے کہ تقریباً 75 فیصد حصہ کسانوں پر منحصر ہے جو کہ کاشتکاری کرتے ہیں اگر آج جب عوامی حکومت وجود میں آچکی ہے اگر ہم نے آج بھی زراعت پر کام نہ کیا تو یہ بحران دن بدن بڑھتا چلا جائے گا، چھوٹے کاشتکار دن بدن پستے چلے جا رہے ہیں۔ غیر معیاری کھاد ان کے پاس ہے جو کبھی کبھی ان کو مل ہی جاتی ہے تو یہ بہت زیادہ ضروری بات ہے کہ ہم زراعت کے اوپر خصوصی توجہ دیں، ایک معیاری کھاد ان کسانوں کے کھلیانوں تک پہنچائیں ورنہ حالات اس سے بھی بدترین ہوتے چلے جائیں گے۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی

جناب سپیکر: جی، ثناء اللہ مستی خیل!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ نہیں ہیں۔ اچھا، رانا تنویر ناصر!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے سینئر ساتھی میاں محمد رفیق ایم پی اے آف ٹوبہ ٹیک سنگھ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے آج ایوان میں انتہائی اہم issue کو discuss کیا۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ انھوں نے کسان کی نبض پر ہاتھ رکھا ہے۔ پنجاب ایک agro base صوبہ ہے اور جیسے کہا جاتا ہے کہ کسان خوشحال ہو گا تو ملک خوشحال ہو گا، کسان خوشحال ہو گا تو پنجاب خوشحال ہو گا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم کسان کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ کسان بیچارہ کبھی پانی کے لئے دوڑتا ہے اور کبھی کھاد کے لئے اسے پانی ملتا ہے اور نہ کھاد۔ جب سیزن آتا ہے تو دونوں چیزیں غائب ہو جاتی ہیں۔ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ سپلائی اور ڈیمانڈ میں توازن نہیں رہا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں یاور زمان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! آپ کو مبارک ہو۔ آپ تشریف لائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

رانا تنویر احمد ناصر: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کسان بیچارہ اتنا مجبور ہے کہ جب کبھی کوئی فصل زیادہ ہو جاتی ہے تو اسے خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا اور جب وہی فصل کم پیدا ہوتی ہے تو پھر حکومت اپنے کارندوں کو ساتھ لے کر اس فصل کو زبردستی خریدنا شروع کر دیتی ہے اور کسان بیچارہ open market کے فوائد سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اگر حکومت زبردستی گندم یا کوئی اور فصل خریدتی ہے تو پھر کھاد اور بیج کی فراہمی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ حکومت اس ذمہ داری سے کیوں اپنی جان چھڑاتی ہے؟ پاکستان میں کھاد نہیں مل رہی، یوریا کھاد کی shortage ہے۔ وزیر زراعت بڑے competent اور ایماندار ہیں ان کی بڑی اچھی repute ہے، یہ وہ اقدامات کریں جن سے چھوٹے کسانوں کو، چھوٹے کاشتکاروں کو کھاد ملے۔ بڑے زمینداروں، جاگیرداروں کو تو کھاد اور باقی چیزیں مل جاتی ہیں لیکن اصل بات تو دو دو، چار چار ایکڑ کے مالک کسان کی ہے جسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ لہذا جو لوگ کھاد کے ذخیروں کی مخبری کریں حکومت ان لوگوں کو کوئی incentive دے تاکہ وہ اپنے فائدے کے لئے مقامی تھانے یا جو بھی concern agency ہو جیسے ڈی۔ ڈی۔ او (آر) یا ڈی۔ سی۔ او کو اطلاع دیں۔ جرمانے کرنے یا ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ لہذا میں تجویز دیتا ہوں کہ جہاں کھاد کا ذخیرہ پکڑا جائے اسے موقع پر چھوٹے کسانوں کو فروخت کر دیا جائے کیونکہ ذخیرہ اندوزوں کو جرمانوں اور ایف۔ آئی۔ آر سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب چیئرمین! کوئی ایسی پالیسی وضع کی جائے جس سے کسان خوشحال ہو سکے اور اس کی حالت بہتر ہو سکے۔ اس سلسلے میں میاں محمد رفیق نے جو تجاویز دی ہیں وہ بڑی اہم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب کوئی ایسی پالیسی وضع کرے تو وہ دن دور نہیں جب کسان خوشحال ہو گا۔ یہ مسائل آج کے نہیں ہیں بلکہ پچھلے آٹھ سالہ دور کے ہیں۔ یہ گند آج کا نہیں ہے اور جس شخص نے یہ گند ڈالا تھا وہ چلا گیا ہے اور انشاء اللہ اب یہ گند بھی صاف ہو جائے گا۔ جیسے آج میاں محمد شہباز شریف محنت اور کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کسان خوشحال ہو کر رہے گا۔ میں آخر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جاگیردار، سرمایہ دار اور صنعت کار دو دو تین تین ایکڑ پر کروڑوں روپے کا قرضہ لے لیتے ہیں لیکن بے چارے کسان کو وہی چالیس پچاس ہزار ملتا ہے اور جب وہ ادا نہیں کر سکتا تو پولیس اس کے پیچھے دوڑ پڑتی ہے لہذا اس پر ضرور غور کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب ثناء اللہ مستی خیل!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیں اسمبلی میں کچھ چیزوں کا خاص طور پر بہت خیال رکھنا چاہئے۔ جیسے ایک چھوٹی سی چیز کہ پلازہ کیا ہوتا ہے اور بلڈنگ کیا ہوتی ہے؟ میرے خیال میں اس طرح کے سوالات صرف ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ میں وقفہ سوالات سے related پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا point of view آ گیا ہے۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمد للہ رب العالمین۔ الصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین۔ اما بعد۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ایک بہت ہی اہم topic پر بحث ہو رہی ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پنجاب کی 75 فیصد آبادی زراعت پر base کرتی ہے۔ پاکستان کی economy اور انڈسٹری زراعت پر base کرتی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود، پاکستان کے اندر بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے۔ اتنا بڑا نہری نظام ہونے کے باوجود ہمارا زراعت پیشہ طبقہ، کاشتکار، کسان اتنی مشکلات کا شکار ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس ملک کو بنے ہوئے 61 سال بیت گئے اور ہم اکسٹھواں یوم آزادی منا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے زراعت کے بارے میں کوئی پالیسی نہیں دی، ہم نے کوئی لائحہ عمل نہیں دیا، ہم نے کوئی mechanism ایجاد نہیں کیا۔ یہاں پر committees بنتی ہیں لیکن انھوں نے کوئی خاطر خواہ incentives اور steps نہیں اٹھائے جن سے حقیقی طور پر غریب کاشتکار کو door step پر انصاف مل سکے اور انھیں سہولیات مل سکیں۔ میں ملک احمد علی اولکھ کی capability سے بخوبی آگاہ ہوں اور میں میاں صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک حقیقی اور genuine زراعت سے منسلک آدمی کو یہ فریضہ سونپا ہے۔ میں بڑی دیانتداری اور محتاط انداز سے بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے بہت dedication اور دیانتداری کے ساتھ کوشش کی ہے لیکن میں چاہوں گا کہ یہ سسٹم تبدیل ہو اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

بادل سے کھیلتی رہیں اونچی عمارتیں
بجلی گری تو شہر کے کچے مکان گرے

جناب سپیکر! ہم زراعت پیشہ طبقہ اپنی جائیدادیں pledge کرواتے ہیں تو ہمیں زرعی قرضے ملتے ہیں لیکن پھر لوگ اپنی بیٹیوں کے زیور بیچ کر اور زمینیں بیچ کر وہ قرضے ادا کرتے ہیں۔جب تحصیل داران کے پاس آتے ہیں تو ان کی اتنی بے عزتی کی جاتی ہے کہ پولیس کو ساتھ لاتے ہیں اور کاشتکاروں کو گرفتار کر کے لے جاتے ہیں حالانکہ ان کی زمین pledge پڑی ہوتی ہے۔میں محتاط اندازے کے مطابق کہتا ہوں کہ سابقہ حکومت نے زرعی بنک کے 10 بلین سے زیادہ قرضے معاف کئے ہیں لیکن کسی غریب کا قرضہ معاف نہیں کیا گیا۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس پاکستان کے اندر، پنجاب کے اندر green revolution نہیں آئے گا اس وقت تک یہ ملک اور یہ صوبہ پنجاب ترقی نہیں کر سکتا۔میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ فوری طور پر ایوان کے اندر اور ایوان سے باہر جو technical and skilled لوگ ہیں، جو پروفیشنل ہیں اور زراعت کو سمجھتے ہیں ان پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے اور for ever ایک mechanism and direction involve کی جائے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان کا پنجاب پورے ہندوستان کے لئے گندم پیدا کرتا ہے لیکن ہمارے پنجاب میں آٹا نہیں مل رہا۔آٹے کا بحران ہے اور پاکستان کی تمام مشینری، پنجاب کی تمام مشینری آٹے کے بحران کو روکنے پر لگی ہوئی ہے۔میں استدعا کرتا ہوں کہ زرعی قرضہ جات پر سود کم کیا جائے۔پوری دنیا میں فصلوں کی انشورنس کی جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں یہ نہیں ہے۔میں آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ پنجاب کو وہ وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب میاں صاحب نے اپنی maiden speech کی تھی تو انھوں نے کہا تھا کہ میں کاشتکاروں کے لئے، کسانوں کے لئے، 75 فیصد دیہات میں رہنے والے لوگوں کے لئے steps اٹھاؤں گا۔یقیناً انھوں نے steps اٹھائے ہیں انھوں نے اس بارے میں actions لئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ actions اتنے زیادہ خاطر خواہ نہیں ہیں۔میں استدعا کرتا ہوں کہ زراعت میں ایمرجنسی نافذ کر دینی چاہئے۔ہمیں کوئی سڑک نہیں چاہئے۔ ہمیں کوئی بجلی نہیں چاہئے لیکن تمام funds زراعت پیشہ لوگوں کو دینے چاہئیں۔مجھے یہ بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری حکومت کو بنے ہوئے چار ماہ بیت گئے ہیں لیکن ابھی تک زراعت کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ پچھلی حکومت کے لوگ کہتے تھے کہ پنجاب میں گندم کی bumper crop ہوئی ہے

اورrecord beat کر لیا گیا ہے لیکن وہ گندم export کر دی گئی۔چند مہینوں کے بعد جو گندم انھوں نے باہر بھیجی تھی وہی گندم وہاں سے 1300/1200 روپے فی من کے حساب سے import کی گئی۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے، میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں ایک کمیٹی بنائی جائے اور جن لوگوں نے یہ سب کیا ہے، جن کی وجہ سے یہاں آٹے کا بحران پیدا ہوا ہے ان کو عوام کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ کسان خوشحال ہو گا تو پنجاب خوشحال ہو گا۔ اگر کسان خوشحال نہیں ہو گا تو پنجاب بھی خوشحال نہیں ہو گا۔ جب تک آپ اپنے معاشی حالات کو بہتر نہیں کریں گے اس وقت تک یہاں انصاف آ سکتا ہے اور نہ ہی امن وامان قائم ہو سکتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان ایک atomic power ہے، پاکستان کے پاس میزائل technology ہے۔ میں آپ کی وساطت سے سوال کرتا ہوں کہ کیا Russia کے پاس ایٹم بم اور میزائل technology نہیں تھی؟ Russia کے پاس یہ سب کچھ موجود تھا لیکن جب Russia کے معاشی حالات خراب ہوئے تو ان کا ملک کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ اگر آپ زمیندار ہیں اور حساب کتاب کرنا شروع کریں تو پتا چلے گا کہ زمیندار بے چارے کو تو بچتا ہی کچھ نہیں ہے۔

ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب بڑے dynamic and visionary ہیں اور انھوں نے اولکھ صاحب کو وزیر زراعت لگایا ہے ان سے ہمیں بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ پنجاب کی سسکتی ہوئی عوام دیکھ رہی ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب کاشت کاروں کی بہتری کے لئے کیا steps لیتی ہے؟ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کاشت کاروں کو حقیقی طور پر ان کا فائدہ ہو۔ کتنے افسوس کی بات ہے، ابھی میں ایک قرار داد پڑھ رہا تھا جو میرے کسی دوست نے پیش کی ہے اس میں لکھا تھا کہ انڈسٹریز کے لئے دو سے تین فیصد پر قرضہ ملتا ہے جبکہ کاشت کار کو 13 سے 16 فیصد سود پر قرضہ دیا جاتا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کاشت کار کو قرضہ ملتا ہی نہیں ہے۔ کاشت کار پٹواری کے پاس کاپی بنوانے کے لئے جاتا ہے تو دس دس دن وہ کاپی نہیں بناتا، پھر کاشت کار تحصیل دار کے پاس جاتا ہے پھر اسے D.D.O(R) کے پاس جانا پڑتا ہے اور آخر میں زرعی بنک کے عملہ کے پاس جاتا ہے۔ دو مہینے تو اسی طرح گزر جاتے ہیں۔ خدا کے واسطے اس قرضہ کے نظام کو سہل بنایا جائے۔ ہم نے شناختی کارڈ بنائے ہیں، کریڈٹ کارڈز سے لوگ پیسے نکلوا لیتے ہیں۔ اب تو جدید ترین سسٹم آ گیا ہے۔ کیا ہم Global World میں رہ رہے ہیں؟ اکسٹھ سال گزر گئے لیکن ہم وہی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ عوام ہم سے سوال کرے گی، عوام

ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ ہم یہاں عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن عوام کو کوئی ریلیف نہیں مل سکا۔ میں خصوصی طور پر گزارش کروں گا کیونکہ محکمہ کے لوگ بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے محکمہ کے لوگ باہر نکلیں، air conditioned کمروں میں بیٹھ کر صحیح پالیسیاں نہیں بنائی جا سکتیں۔ باہر نکلیں، معلوم کریں کہ صحرائی علاقے کی زمین کیا اوسط پیداوار دیتی ہے، نہری زمین کی کیا اوسط پیداوار ہے؟ کتنی زیادتی کی بات ہے کہ پنجاب کے اندر جو زرعی انکم ٹیکس لگایا گیا ہے وہ غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے۔ میرا تعلق ضلع بھکر سے ہے، وہاں سے وزیر اعلیٰ پنجاب بھی منتخب ہوئے ہیں۔ ہمارے پانچ، چھ اضلاع ایسے ہیں جن کو desert areas، تھل کا علاقہ کہتے ہیں۔ بھکر، میانوالی، خوشاب، لیہ، مظفر گڑھ اور جھنگ کے اضلاع میں زرعی انکم ٹیکس زمین کی ساخت اور chemistry کے مطابق لگایا جانا چاہئے۔ ہمارے علاقے کی زمین کی ساخت، chemistry باقی علاقوں سے مختلف ہے۔ فیصل آباد، لودھراں کی زمینیں بڑی اچھی ہیں۔ ان کی فی ایکڑ پیداوار زیادہ ہے۔ ان علاقوں کے لوگ بھی وہی ٹیکس دے رہے ہیں اور تھل کے لوگ جن کا سارا دارومدار باران رحمت پر ہے، بارشوں پر ہے، ان پر بھی وہی ٹیکس لاگو ہے۔ ابھی تک یہ ٹیکس درست نہیں کر سکے۔ تھل کی عوام پکارتی ہے، تھل کی عوام یہ سوال کرتی ہے کہ ان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے، یہ ناانصافی کیوں ہو رہی ہے؟ مجھے معلوم ہے کہ اس ٹیکس کو Act کے ذریعے impose کیا گیا تھا۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے ٹیکسوں سے یہ ملک اور صوبہ پنجاب ترقی کرے گا۔ ہم ٹیکس دینے کو تیار ہیں لیکن خدارا! ہمارے ٹیکس کو منصفانہ بنایا جائے۔ انگریز نے یونٹ بنایا تھا جسے ہم جھاڑ پیداوار کہتے ہیں یعنی جس زمین کی جیسی ساخت ہے، جتنی پیداوار ہے، جتنی income ہو رہی ہے اس کے مطابق ٹیکس لیا جانا چاہئے جبکہ یہاں پورے پنجاب کے اندر ایک ہی system ہے۔

جناب والا! اسی طرح ہمارے تھل کے علاقے میں جو آبیانہ لگایا گیا ہے وہ بھی ایک ظلم ہے۔ یہاں پر زیادہ تر کاشت کار، زمیندار تشریف فرما ہیں۔ جب یہ نہریں نئی نئی بنائی گئی تھیں تو موگے بنائے گئے تھے۔ عام طور پر چار سو، پانچ سو ایکڑ پر ایک موگہ بنایا گیا تھا۔ تھل کے علاقے میں بڑی مشکل سے 40/50 ایکڑ تک ایک موگے سے زمین irrigate ہو رہی ہے۔ دو اڑھائی سو، تین سو ایکڑ پر ابھی تک پانی نہیں پہنچ رہا لیکن آبیانہ پوری زمین پر لیا جا رہا ہے۔ ہم پانی بھی نہیں لے رہے، ہمیں پانی بھی نہیں مل رہا لیکن ہم آبیانہ دے رہے ہیں۔ ہماری یہ بات کون سنے گا، ہم کس کے سامنے یہ بات کریں؟ میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں فوری طور پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے عزیز سے گزارش کروں گا کہ میاں محمد رفیق نے کھاد کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی تھی جس پر بحث کے لئے سپیکر صاحب نے آج کے دن دو گھنٹے مخصوص کئے تھے کہ کھاد کے issue پر آج بحث ہو گی۔ کھاد کی جو ذخیرہ اندوزی ہو رہی ہے، کھاد کی جو قیمتیں بڑھ رہی ہیں اس حوالے سے آج بحث ہونی ہے جبکہ میرے بھائی زراعت کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ جب زراعت پر بحث کے لئے دن آئے گا تو یہ speech اس دن ہونی چاہئے۔ آج صرف کھاد کے حوالے سے بات کریں۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب کی بات درست ہے۔ ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب! آپ اپنے آپ کو کھاد تک محدود رکھیں اور کوشش کریں کہ جلد از جلد wind up کر لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں اپنے معزز بھائی کا احترام کرتا ہوں۔ میں زراعت پر بات کر رہا تھا کوئی ایٹم بم پر بات تو نہیں کر رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج کی بحث کھاد کے حوالے سے ہے۔ کھاد تو بعد میں آتی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ یہ discrimination اور ناانصافی کیوں ہے، کیا ہم اس پنجاب کے شہری نہیں ہیں، کیا ہم اس پاکستان کے شہری نہیں ہیں؟ ہمارے ساتھ جو discrimination ہو رہی ہے اسے دور کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ پچھلی حکومت نے آبیانہ کے بارے میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس میں ان لوگوں کو ممبر بنا دیا گیا جن کا کاشت کاری سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔

جناب والا! ہم نے food support پروگرام شروع کیا ہے اور الحمد للہ 14۔اگست سے غریب لوگوں کو یہ امداد مل رہی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کاشت کاروں کو incentives دیتے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسی rapid industrialization کی جائے، ایسے incentives دیئے جائیں، پنجاب کے اندر ایسی صنعتیں لگائی جائیں کہ جن سے کھاد کی پیداوار بہتر ہو، demand کے مطابق کھاد کی سپلائی ممکن بنائی جائے۔ ضلع کی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں عوامی نمائندے، ڈی۔سی۔او، محکمہ خوراک اور محکمہ زراعت کے نمائندے ہوں۔ وہ بیٹھ کر ان معاملات کو دیکھیں۔ ہر پندرہ دن کے بعد ان کی میٹنگ ہو۔

جناب والا! یہ کیا رویہ انھوں نے روا رکھا ہوا ہے کہ کاشت کار بے چارے کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے؟ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! Green revolution تب آئے گا جب sustainable policies بنائیں گے جس سے غریب آدمی کو حقیقی طور پر فائدہ ہوگا اور اس کے ثمرات پہنچیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مستی خیل صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں نے پہلے تو ایک بات یہ کہنی تھی کہ جب بھی میں تقریر کر رہی ہوتی ہوں تو مجھ پر یہ قدغن لگائی جاتی ہے کہ پانچ منٹ سے ایک سیکنڈ بھی اوپر آپ کو نہیں ملے گا۔ جب ہم بات کر رہے ہوتے ہیں تو براہ مہربانی اپوزیشن کے لئے بھی rules relax کر کے بات پوری کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: مگر آج تو کسی کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ آپ کس اجلاس کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ میں سابقہ اجلاس کی بات کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: سابقہ اجلاس میں پابندی لگی لیکن آج تو کوئی پابندی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں اس وقت جو کھڑی ہو کر بات کر رہی ہوں وہ ایک بہت important issue کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔ احکام خداوندی ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔ ہم سے ملحقہ یہ جو پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ بن رہی ہے وہاں پر اس وقت 80 مزدور ہڑتال کی کیفیت میں ہیں اور ان کو پچھلے چار مہینے سے کسی قسم کی کوئی مزدوری نہیں دی گئی اور ان کے بیوی بچے بھی جو میرے نوٹس میں بات آئی ہے کہ وہ بڑے سخت پریشانی کے عالم میں ہیں، فاقہ کشی کی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ وزیر قانون صاحب یا سینئر منسٹر صاحب اس کو دیکھیں اور اس پر آپ کی رولنگ چاہئے اور اس مسئلے کو sort out کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا point of view آ گیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس کا جواب دے دوں کیونکہ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! یہ جو ہماری اسمبلی کی بلڈنگ بن رہی ہے اس میں جو ٹھیکیدار ہے وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے اور یہ ٹوپی ڈرامہ ہو رہا ہے کہ مزدوروں کے ذریعے وہ احتجاج کروا کر show کر رہا ہے۔ اگر کارروائی کی ضرورت ہے تو اس ٹھیکیدار کو گرفتار کروایا جائے جو ان مزدوروں کو تنخواہ نہیں دے رہا۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے، بات ہو گئی ہے۔ چودھری ممتاز احمد جھجہ صاحب!

چودھری ممتاز احمد جھجہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یقیناً آج کا موضوع ایک انتہائی حساس ہے اور ہم سب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہمارا ایک استحصالی طبقہ ہے جو دیہات میں رہتا ہے اور جو چھوٹا کاشت کار ہے اس سے ہم زبانی ہمدردی تو بہت جتلاتے ہیں لیکن عملی طور پر آج تک ان کی بہتری کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔

کھاد کے حوالے سے یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے۔ میں جناب کو اپنے مشاہدے کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ کے اندر جو کہ پورا کا پورا rural area پر مشتمل ہے وہاں پر کھاد لینے کے لئے کسان کی اس قدر تذلیل ہو رہی ہے کہ وہ صبح سے لائنوں میں کھڑا ہو کر جیسے بھیک مانگنے والے لوگ خیرات لینے کے لئے لائنوں میں کھڑے ہوتے ہیں اس طریقے سے میرا کاشت کار لائنوں میں صبح سے شام کھڑا ہو کر کھاد کی پانچ بوریاں حاصل کرنے کے لئے صبح سے شام تک انتظار کرتا ہے۔

آوازیں: شیم، شیم۔

چودھری ممتاز احمد جھجہ: یقیناً میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو کھاد کا بحران آیا ہے اس میں دو چیزیں سب سے اہم تھیں۔ ایک تو پیداوار میں کمی آئی اور لاگت میں اضافہ ہوا لیکن اس سے بھی زیادہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ lack of supervision تھی اور اس چیز کا میں ثبوت اس طرح سے دینا چاہتا ہوں کہ کھاد تو تقریباً ہر کاشت کار نے کسی نہ کسی ذریعے سے حاصل کی اور اپنی ضرورت کو کم از کم پورا

کرنے کی اس نے کوشش کی لیکن وہ کھاد جو کہ اس کو کنٹرول ریٹ پر ملنی چاہئے تھی وہی کھاد اس کو بلیک مارکیٹ میں تقریباً ڈیڑھ گنا قیمت پر ملی۔ یہ صرف lack of supervision تھی اور اس کی وجہ یہ جو ضلعی نظام ہے اس کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ ضلعی نظام سے پہلے ہمارا جو سسٹم تھا اس میں کچھ لوگ ذمہ دار تھے اور ان کے پاس اختیارات تھے۔ یہ بھی ہماری ایک بدقسمتی ہے کہ اس بار بار آمریت کی وجہ سے ہمیں من حیث القوم اخلاقی طور پر بہت زوال پذیر کر دیا ہے۔ جہاں کسی کا بس چلتا ہے وہ ناجائز مفادات حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ اس کے لئے قوانین کا سخت ہونا اور لوگوں کا بااختیار ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ایگریکلچر کے لوگ جو اس کام کی supervision کے لئے لگائے گئے ہیں مثلاً ڈسٹرکٹ آفیسر ہیں یا تحصیل آفیسر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لوگ خاص طور پر جو مافیا ہے جو stock holders ہیں، جو black marketing میں بااختیار ہیں اور جن کو اپنے اس طریق کار میں مہارت حاصل ہے وہ زراعت کے لوگوں سے بہت کم ڈرتے ہیں۔ زراعت پیشہ لوگ شریف لوگ ہیں یہ چھوٹے چھوٹے مفادات لے کر خوش بھی ہو جاتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جہاں اس کی پیداوار لاگت کے حوالے سے بڑھانی چاہئے اور اس کی سفارش ہمیں وفاقی حکومت سے کرنی چاہئے کہ وہ آنے والی فصل کے مطابق ہر کھاد کا بندوبست کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی supervision والا system ہے اس کو بھی ہمیں بہتر کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! یہ انتہائی ضروری ہے۔ پہلے تو ہم یہ کہا کرتے تھے کہ یہ آمریت کا دور ہے۔ اب جب ہمارے حلقے کا کاشت کار یہ کہتا ہے کہ ایم پی اے صاحب کھاد نہیں مل رہی، کھاد تو دلوا دو تو پھر ماسوائے شرمندگی کے۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: لتر کھاؤ۔

چودھری ممتاز احمد ججہ: لتر تو آپ نے بھی بہت مارے تھے۔ آپ میرے برخوردار ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب۔۔

MR CHAIRMAN: No cross talk please.

چودھری ممتاز احمد ججہ: جناب چیئرمین! اگر کوئی مجھے بات سنانے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو آپ کی وساطت سے جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ بہر صورت میری یہ گزارش ہے کہ یہ استحصالی طبقہ جو صرف سولہ کروڑ عوام کی خوراک کا ہی بندوبست نہیں کرتا بلکہ ہمارے ہمسایہ ممالک

کی خوراک کا بندوبست بھی کرتا ہے اس کے حال پر رحم کرنا چاہئے اور اس کی جو بنیادی مشکلات ہیں ان کو حل کرنے کے لئے ہمیں اقدامات اٹھانے چاہیئں۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اصغر علی منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): مجھے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان پہلے ہی کہتے ہیں کہ منڈا صاحب" ذرا ہتھ ہولار کھیا کرو" بات دراصل یہ ہے کہ۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: تیز رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بات دراصل یہ ہے کہ سچ بہت کڑوا ہوتا ہے اور حقیقت ننگی ہوتی ہے اور حقیقت کو کوئی کپڑے نہیں پہنا سکتا۔ اپوزیشن کو کم از کم اتنا تو حوصلہ پیدا کرنا چاہئے کہ جو سچی بات اس معزز ایوان میں کی جائے اس کو سننے کے لئے ان کے پاس دل، گردہ، جگر ہر چیز موجود ہونی چاہئے۔ جب ہم بڑے حوصلے سے ان کی بات سنتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس اور discussion دونوں کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کھاد کے موضوع پر میاں محمد رفیق نے ایک اہم مسئلہ اس معزز ایوان میں اٹھایا ہے۔ میں اس پر میاں محمد رفیق کی دانش اور ذہانت پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آپ نے جو مجھے وقت عنایت کیا میں اس پر بھی آپ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں۔ اس کھاد کے issue پر میں یہی عرض کروں گا کہ یہ ہمارا پیارا پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انڈسٹری اس ملک کو بچا سکتی ہے میرا اس میں یہ challenge ہے کہ جب بھی کبھی معیشت پر بُرا وقت آیا، جب بھی کبھی اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے کا وقت آیا تو زراعت ہی ایک واحد source of income ہے جس کے ذریعے اس ملک کی بگڑتی ہوئی معیشت کو اگر سہارا دے سکتا ہے تو وہ صرف ایک ہی شعبہ زراعت ہے کیونکہ اس ملک کی 70 فیصد عوام زراعت سے منسلک ہے اور ہمارے ملک میں زراعت کی یہ صورتحال ہے کہ نہ پانی ہے، نہ کھاد ہے، نہ بیج ہے، ہم صرف میٹنگیں کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں، کسی عوامی نمائندے کی کسی رائے کو شامل نہیں کیا جاتا۔ صرف بیوروکریسی جو اس وقت بے لگام ہے جس نے گزشتہ ساڑھے آٹھ سال آمریت کے سائے تلے پرورش پائی ہے ہمیں اس کے لئے ایک مربوط اور

جامع پالیسی مرتب کرنا پڑے گی۔ میرا ڈسٹرکٹ شیخوپورہ اور بالخصوص میرا حلقہ جو چاول کی فصل کے لئے ایک مشہور منڈی ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ سے میرے دوسرے دوست بھی بیٹھے ہوئے پورے پاکستان میں ضلع شیخوپورہ چاول پیدا کرنے میں نمبر 1 ہوتا ہے اور اس وقت حالات یہ ہیں کہ کسی منڈی میں بھی نارنگ، مریدکے، شیخوپورہ، فیروز والا، شاہ کوٹ، مانانوالہ، منڈی فیض آباد، شرقپور شریف، کہیں پر بھی کسی کسان کو کھاد نہیں مل رہی۔ میرے ایک فاضل ممبر نے یہ بات کہی کہ کسان لائنوں میں لگے ہوئے ہیں میں اس بات کی تردید کرتا ہوں۔ کھاد اگر لائنوں میں مل جائے تو وہ بھی بڑی نعمت کی بات ہے۔ بے چارہ کسان ہاتھ میں پیسے پکڑے جگہ جگہ پر ٹھوکریں کھا رہا ہے اور کوئی کھاد دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور چاولوں کے گودام اس وقت کھاد کے گودام بن چکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ انتظامیہ اور صوبے کی انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ کسی نے بھی کوئی ایکشن نہیں لیا میں اس موقع پر انتظامیہ سے پوچھ سکتا ہوں کہ کسانوں کو کھاد سپلائی کرنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں، کیا کوئی مقدمہ رجسٹرڈ کروایا ہے۔ کیا کسانوں کو کھاد کی سہولت کے لئے کوئی ایسے steps اٹھائے ہیں جن سے کسانوں کو کھاد مل سکی ہو؟ اس وقت چاول کی فصل کا وقت ہے لیکن کھاد نہیں مل رہی۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جس کھاد ڈیلر کا کوئی گودام پکڑا جائے اس کو فوری طور پر ضبط کر کے اس علاقے کے غریب کسانوں میں مفت بانٹ دیا جائے اور اس کھاد ڈیلر کے خلاف ایسی تادیبی کارروائی کی جائے کہ وہ عبرت کا نشان بن جائے اور آئندہ کوئی ایسا گھناؤنا جرم کرنے کا سوچے بھی نہ۔ میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ گزشتہ 8 سالوں میں اپنے من پسند ریٹائر جرنیلوں، اپنے ساتھیوں اور مفاد پرستوں کو نوازنے کے لئے کھاد کی جن فیکٹریوں کو 12/13۔ ارب روپے میں فروخت کیا گیا جن کی اصل قیمت 70۔ارب سے زیادہ تھی ان پر فوری طور پر ایک کمیٹی بنا کر ان کی auction کو cancel کیا جائے۔ میں اس موقع پر اپنے ایک عظیم جسٹس جو اس وقت موجود ہیں جنہیں ہم آج بھی چیف جسٹس آف پاکستان سمجھتے ہیں جسٹس افتخار محمد کے اس act کو salute پیش کرتا ہوں جنہوں نے پاکستانی تاریخ کی ایک بہت بڑی ڈکیتی کو پکڑا تھا میری مراد پاکستان سٹیل ملز ہے۔ اسی طرح میں آج بھی اس ایوان کے توسط سے آپ سے یہ مطالبہ کروں گا اور حکومت وقت سے گزارش کروں گا کہ کھاد کی فیکٹریوں کو اپنے من پسند لوگوں کو نوازنے کے لئے جو کم قیمت پر بیچا گیا ہے اس پر فوری طور پر انکوائری کرائی جائے اور ان کی sale cancel کر کے قومی تحویل

میں واپس لیا جائے اور اس وقت کھاد کی جو قلت ہے اس کو دور کرنے کے لئے یہ ایک بہتر اور مستحسن قدم ہوگا۔

جناب چیئرمین! میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ کسانوں کو کھاد کی بہتر ترسیل کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں ٹاسک فورس بنائی جائے یا ایسی کمیٹیاں بنائی جائیں جس میں اس ڈسٹرکٹ کا عوامی نمائندہ شامل ہو اور ان سے weekly or daily report لی جائے اور ان ڈیلروں کے رجسٹر چیک کئے جائیں۔ ان ڈیلروں اور stock holders کے خلاف کیا steps لئے ہیں، انہیں کتنی کھاد ملی تھی اور انہوں نے کہاں کہاں sale کی تو اس بارے میں میری یہ گزارش ہے کہ کسانوں کو کھاد سپلائی کرنے اور اس ملک کی زراعت کو بہتر کرنے کے لئے فوری طور پر عوامی نمائندوں کو شامل کرتے ہوئے کمیٹیاں بنائی جائیں اور کمیٹیاں بنا کر کھاد کی ترسیل آسان کی جائے تاکہ زراعت ترقی کر سکے اور اس ملک کو ریگستان بنانے سے بچایا جا سکے وگرنہ وہ دن دور نہیں کہ اگر ذخیرہ اندوز، یہ بروکر، یہ سرمایہ دار اور یہ ریٹائر جرنیل، جو آمریت کی پیداوار ہیں اگر انہیں نکیل نہ ڈالی گئی تو یہ میرا پیارا پاکستان اتھوپیا بن جائے گا۔ خدارا! اس کو بچایا جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ منڈا صاحب! جناب افتخار احمد بلوچ!

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک اہم نکتہ پر دلانا چاہتا ہوں۔ میں اس سے پہلے منسٹر صاحب کے کمرے میں ملاقات بھی کر چکا ہوں لیکن میرے خیال میں، میں انہیں سمجھا نہیں سکا یا وہ سمجھ نہیں سکے تو میں آپ کے توسط سے اس ضروری نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جننگ کاٹن فیکٹری، رائس ملز اور شوگر ملز، یہ تینوں انڈسٹریز سٹیٹ بنک کی اجازت سے letter of guarantee پر ایف۔ ایف۔ سی کھاد لے کر زمیندار حضرات کو دیا کرتی تھی۔ پہلے تو میرے علم میں نہیں ہے کہ اس دفعہ ایف۔ ایف۔ سی دے رہی ہے یا نہیں دے رہی؟ اگر وہ نہیں دے رہی تو اس وجہ سے بھی یہ main shortage کا مسئلہ بنا ہوگا کیونکہ اس سے کافی زمیندار حضرات ان کاٹن فیکٹریوں، رائس ملوں یا شوگر ملوں سے لے کر کھاد کی کمی کو پورا کرتے تھے۔ اس میں بنک والے 10 فیصد یا 25 فیصد maximum پر نقد کیش یا باقی پراپرٹی لے کر دے دیتے تھے تو اس میں انڈسٹری والوں کا پیسا بھی کم استعمال ہوتا تھا اور زمیندار زیادہ accommodate ہو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کچھ کاٹن فیکٹریاں، رائس مل یا شوگر مل والے یہ بھی کرتے تھے کہ اپنے پاس سے investment کر کے مارکیٹ سے کھاد خرید کر زمیندار حضرات کو دیتے تھے اس لالچ کے لئے کہ وہ

اپنی crops during season انہیں دیں گے تو وہ انہیں accommodate کیا کرتے تھے تو اس سلسلے میں اس دفعہ بھی ان فیکٹریوں والوں نے کام شروع کیا تو انہیں ذخیرہ اندوز کہہ کر ان کے اوپر جھوٹے مقدمات بنا کر انہیں ہراساں کیا گیا جس کی وجہ سے انہوں نے بھی یہ accommodate کرنا چھوڑ دیا۔ میں نے منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات دی تھی۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا ہے شک آپ ریکارڈ چیک کر لیں، سٹیٹ بنک سے پوچھ لیں یہ facility ملتی رہی ہے اور اس میں عوام اور زمیندار کو فائدہ ہوتا رہا ہے تو اگر منسٹر صاحب توجہ دے کر اس کو کروائیں تو میرے خیال میں کھاد کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔

جناب چیئر مین! زراعت کے سلسلے میں میری دوسری تجویز یہ ہے۔ ویسے تو میرے بھائی وارث کلو صاحب نے پابندی لگائی ہے، کم ہی موقع ملتا ہے آج ملا ہے۔ چھوٹے زمیندار کے پاس پانی نہیں پہنچتا، صحیح بیج نہیں پہنچتا۔ میں آپ کو اپنے حلقے کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہاں کا ایم این اے خود دن دیہاڑے پانی چرا لیتا ہے اور بد قسمتی سے اس کا تعلق بھی (ق) لیگ سے ہے اور اس سے پہلے وہاں کی ایم این اے ہوا کرتی تھی۔ تو وہ بھی پانی چُرا لیا کرتی تھیں اور آج بھی چُرا لیتی ہیں اور جب ان کے پیچھے کوئی ایجنسی لگاتے ہیں تو وہ اپنے منشی یا مینیجر کے اوپر پرچہ ڈلوا کر پانچ سو یا ہزار دے کر چھوٹ جاتے ہیں تو میری آپ سے التجا ہے، منسٹر صاحب بھی سن رہے ہیں، ہاؤس بھی سن رہا ہے کہ ان چھوٹے زمینداروں کو اس مصیبت سے اور ان سے جو زیادتی ہو رہی ہے اس سے بچایا جائے۔ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ ڈاکٹر مسرت صاحبہ!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں، رانا بابر حسین صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ بات دراصل یہ ہے کہ internationally خوراک، energy اور climate changes جو ہیں وہ ظہور پذیر ہو رہی ہیں اور بین الاقوامی طور پر food shortage، energy problems اور climate changes جو ہیں وہ discuss ہو رہی ہیں جس طرح کہ 170 ممالک نے S.I ference میں جو discuss main topics کئے ان میں سب سے alarming topic جو تھا وہ خوراک کی expected shortage تھی۔ اپنے اپنے ممالک میں ہم لوگوں کو چاہئے کہ ہم اس کو پورا کرنے کی پوری کوشش کریں، جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے میاں محمد رفیق نے بجا طور پر کھاد

کا نکتہ اٹھایا ہے لیکن کھاد کے ساتھ خوراک related ہے۔ کھاد مناسب طور پر نہ میسر ہو تو پھر خوراک بھی مناسب طور پر ہم پیدا نہیں کر سکیں گے۔ محکمہ Agriculture کو چاہئے کہ سب سے پہلے تو وہ صوبے میں کھاد کی requirement کا data اکٹھا کریں اور اس کے بعد پھر permit issue کریں۔ میری findings غلط بھی ہو سکتی ہیں اس کے مطابق کچھ ایسی جگہیں یا اضلاع جو بارانی ہیں جیسا کہ میرا ضلع بھی بارانی ضلع ہے اور کچھ ایسے اضلاع بھی ہیں جہاں پر کھاد کی requirement زیادہ ہے لیکن کھاد کے permit دیتے وقت کھاد کی جو district wise requirement ہے اس کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا جو انتہائی ضروری ہے۔ میں زمیندار ہوں میرا تعلق بھی زمیندارہ سے ہے اور میں خود زمیندارہ کرتی ہوں۔ ہمارے جیسے اضلاع جو کہ مکمل بارانی اضلاع ہیں پانی کے بعد، کھاد کے اوپر سب سے زیادہ dependent ہوتے ہیں، اس وقت ہمارے ملک میں shortage اور ذخیرہ اندوزی بھی ہے۔ میں صرف Agriculture کو ہی الزام نہیں دینا چاہوں گی۔ ہمارے یہاں یہ طریق کار ہو چکا ہے کہ shortage کی جائے اور پھر اس کو مہنگے داموں بیچا جائے اور اس کے بعد اس سے فالتو پیسے کمائے جائیں۔ اگر یہ permit دینے سے پہلے district wise requirement کا data اکٹھا کر کے اس کو کمپیوٹرائزڈ کر لیں گے تو شاید آہستہ آہستہ اس کی requirement کے مطابق permit بڑھتے یا کم ہوتے رہیں گے تو اس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جیسے ابھی میرے بھائی نے پانی کی بات کی تھی۔ میں کچھ دن پہلے اپنے وزیر موصوف سے discuss بھی کر رہی تھی کہ پانی کی بھی internationally recycling زیر بحث ہے۔ ہمیں بھی پانی dirty water, used water یہاں تک کہ جو بارشی پانی، جو ہمارا نالیوں اور گلیوں میں چلا جاتا ہے بہترین ترقی یافتہ ممالک میں بھی اب ان کا sewerage system ایسا کیا جاتا ہے کہ وہ زمین کے اوپر رہے اور اس کے بعد utilize ہو سکے۔ کھاد کے پرانے ڈیلروں کی بہت آسانی کے ساتھ ان کی کارکردگی کی رپورٹ کسانوں سے لی جا سکتی ہے اور جو کھاد ڈیلر بھی ذخیرہ اندوزی میں مبتلا ہے ان کا کاؤنٹر چیک کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ہمارے پاس بہت اچھی مارکیٹنگ کمیٹیاں موجود ہیں وہ فنکشنل ہونی چاہئیں، ابھی تک وہ فنکشنل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ بیجوں اور کھاد پر جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کا طریق کار بہت آسان بنانا چاہئے۔ کھاد ایک تو خود ناپید ہوئی، دوسرا کھاد لینے کے لئے جب زرعی پاس بک بنوانے کے لئے جاتے ہیں تو بوائی آکثر لیٹ ہو جاتی ہے اور بارانی علاقوں میں پچھیتی فصلیں اچھی نہیں ہوتیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بیجوں اور کھاد کے قرضے کے حصول کے طریق کار کو آسان

ترین بنانا چاہئے اور اگر ہو سکے تو وزیر موصوف کو میں یہ بھی درخواست کروں گی کہ ان قرضوں پر جو کہ زرعی قرضے ہیں سود معاف کر دیں۔ ہمارا ملک agro based country ہے، اس کو ہم کبھی change نہیں کر سکتے، ان پر اگر یہ سود معاف کر دیں تو یہ بھی ان کی بہت مہربانی ہو گی کیونکہ 20 ہزار روپے جو بیجوں یا کھاد کے لئے minimum دیئے جاتے ہیں وہ بڑھتے بڑھتے اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ ہمارے بارانی علاقوں میں ہمیں اتنی خوراک میسر نہیں ہوتی۔ ہمیں اتنا سود ادا کرنا پڑتا ہے تو میں یہ وزیر موصوف کو آپ کے توسط سے درخواست کروں گی کہ مہربانی فرما کر کھادوں اور بیجوں کے قرضوں پر سود معاف کر دیں تو یہ چھوٹے کسانوں کے اوپر بہت بڑی مہربانی ہو گی۔ Green Tractor Scheme جو شروع کی گئی ہے اس کا طریق کار بھی بہت سہل بنانا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ محکمہ زراعت اس میں کتنا ملوث ہو گا؟ اگر ملوث نہ بھی ہو تو بھی یہ اس کے اندر information یا suggestion دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ وزیراعلیٰ نے ایک task force for food stamps and essential items بنا رکھی ہے اور essential items میں اگر زراعت کے محکمہ کی essential items ہیں، خصوصی طور پر جو چھوٹے کسانوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کو بھی شامل کر لیں اور وہ task force جس کے ایس اے حمید صاحب چیئرمین ہیں وہ بہت محترم، معزز، بہت قابل اور بہت رحم دل انسان ہیں میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں اور ان کا کام بھی بڑا صاف ہے۔ اگر وہ essential items میں اس item کو بھی شامل کریں اور اس کے اوپر ہاؤس میں سے ان ممبران کو جو زمیندار ہیں ان کی ایک کمیٹی بنا کر ان کے ساتھ منسلک کر دیں جو وزیر صاحب کو اس کے اوپر زیادہ بہتر اور مفید مشورے دیں تو شاید ہم کوئی خاطر خواہ نتائج نکال سکیں۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ جناب محمد حفیظ اختر!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے موقع دیا کیونکہ آج جس وقت Agriculture کی بات ہو رہی تھی اس میں میاں محمد رفیق جنہوں نے ایک تحریک پیش کی جس سے ہمیں macro elements کے بارے میں discuss کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہ macro elements ہماری crops کے لئے نہایت ہی ضروری ہے اس میں صرف ایک ہی part نہیں، اس میں نائٹروجن بھی ایک حصہ ہے، اس میں جب فاسفورس کی باری بھی

آتی ہے تو اس وقت phosphates fertilizers جتنے بھی ہیں ان کی shortage آجاتی ہے اور جب potash کی باری آتی ہے تو اس وقت potash available نہیں ہوتی لیکن افسوس کی بات ہے کہ اب ہم اس کی availability کی بات کر رہے ہیں تو یہ ایک secondary part ہے۔ سب سے پہلے ہمیں دیکھنا ہے کہ ہماری انڈسٹری سے نائٹروجن کی پروڈکشن کتنی آ رہی ہے۔ ہمارے پچھلے دور میں اس کی percentage بڑھانے کے لئے، اس کی پروڈکشن کو بڑھانے کے لئے کوئی ایسے اقدام نہیں کئے گئے جس میں ہم نائٹروجن کی percentage کو بڑھا سکیں بلکہ اس میں سے بہت سے ایسے elements نکال دیئے گئے ہیں جس پر میں example quote کروں گا کہ امونیم سلفیٹ جو نائٹروجن فراہم کرتی تھی وہ بھی ایک فرٹیلائزر تھی۔ اس فرٹیلائزر پلانٹ کو جو پاکستان میں بنتی تھی یوریا میں convert کر دیا گیا۔ اس کے بعد کیلشیم امونیم نائٹریٹ کی production کو بڑھایا نہیں گیا، نائٹروفاس کی production کو نہیں بڑھایا گیا تاکہ ہم اس کے مدمقابل نائٹروجن کی deficiency کو پورا کرنے کے لئے ایسے اقدام کر سکیں۔ اب ہمیں ایسے اقدامات کرنا ہوں گے جس سے ہم اپنی نائٹروجن اور فاسفیٹک کی فرٹیلائزر کی production کو اپنے استعمال کے مطابق بڑھا سکیں۔ اس میں data دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سن فلاور کی crop میں اس کی percentage بڑھی ہے۔ ہمارے پنجاب میں سب سے بڑا ادارہ Extension Department موجود ہے جن کے پاس ایسا کوئی data نہیں ہے کہ crops کو بڑھانے کے لئے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں، کیا ان کی ذمہ داری صرف فرٹیلائزر ڈیلرز اور pesticides ڈیلرز کے چالان مرتب کرنا ہے؟ ان کے ذمے farmers کو ان کے مطابق awareness بھی دینی ہے۔ ہمارا یہ ادارہ جو سب سے بڑا ادارہ ہے اس کے پاس یہ data تو بہت پہلے آنا چاہئے جس طرح محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے کہا کہ نائٹروجن کے ساتھ food crisis کا مسئلہ اس کے ساتھ link کرتا ہے تو اس لئے ہمارے سامنے ایسی کوئی پالیسی آج تک وضع کی اور نہ ہی ہم نے کوئی advance پالیسی دی۔ ہماری crop policy اس وقت آتی ہے جب اس فصل کی threshing ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر wheat crisis آیا تو وہ کس وجہ سے آیا؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ نے جو پالیسی اور incentive announce کیا وہ اس وقت کیا جب اس کی threshing ہو رہی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور 60 فیصد economy ہماری زراعت پر base کرتی ہے تو اس زراعت کی بہتری کے لئے ہمیں صرف اس فرٹیلائزر کے ایک macro elements نائٹروجن کے اوپر ہی نہیں بلکہ اس میں بہت سے ایسے

segments ہیں جس میں seed, fertilizer and irrigation system ہے ان تمام سسٹم اور crop کی پالیسی کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں ایسے اقدامات کرنا ہوں گے۔اس وقت اگر ذخیرہ اندوزی ہو رہی ہے تو ان ذخیرہ اندوزوں سے فرٹیلائزر نکال کر زمینداروں تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔اگر wheat کی باری آئی تو ہم نے زمینداروں کے گھروں سے وہ wheat نکال لی لیکن آج اگر انہیں فرٹیلائزر کی ضرورت ہے تو فرٹیلائزر بھی ہمیں ان کے گھروں تک پہنچانی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! چونکہ آپ بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں ان میں 90 فیصد لوگوں کا تعلق زراعت سے وابستہ ہے۔اب آپ کا اور ہمارا ضلع multi crop area ہے وہاں پر آلو کی کاشت کا موسم آ رہا ہے تو اس میں اب phosphatic fertilizer کا بحران پیدا ہو جائے گا۔کیا ہمارے پاس ایسا data موجود نہیں ؟اگر سن فلاور کی crop میں usage percentage بڑھ گئی ہے تو ہمیں سن فلاور جو import کرنا پڑتا ہے وہ بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ہمیں oil seed کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ہمیں ان تمام امور کی طرف توجہ دینا ہوگی، ہمیں اپنی productions بڑھانی ہوں گی، ہمیں امونیم نائٹریٹ، امونیم سلفیٹ، نائٹروفاس اور دوسرے اس طرح کے جو نائٹروجن کے elements ہیں ان کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔آج میرے بھائی کلو صاحب نے یہ کہا تھا کہ یہ صرف فرٹیلائزر کے متعلق ہے اس لئے میں زراعت پر زیادہ discuss نہیں کروں گا۔صرف آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ جو بحران پیدا ہوگا وہ phosphatic fertilizer اور potash کا ہوگا کیونکہ آئندہ ہماری جو فصل کاشت ہونی ہے اس میں سب سے زیادہ استعمال phosphatic fertilizer اور potash کا ہے اس لئے ہمیں آج سے ہی اس کے بارے میں لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا تاکہ آگے آلو کی جو فصل آ رہی ہے اس فصل کی production اور yield کو بڑھانے کے لئے ہمیں یہ ensure کرنا ہوگا کہ phosphatic fertilizer اور potash available ہو گی۔اس میں نائٹروجن کی production جس میں ایف۔ایف۔سی، ایگزان، داؤد، این۔ایف۔سی وغیرہ کی جو مختلف کمپنیاں ہیں ان تمام کے پلانٹس کو ہمیں double capacity میں لے کر آنا ہوگا تاکہ ہم ملک میں اس وقت نائٹروجن کی shortage کو پورا کر سکیں۔میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ زراعت کے متعلق میں نہیں بولنا چاہتا کیونکہ کلو صاحب نے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ صرف فرٹیلائزر پر بحث ہے اس لئے

میں فرٹیلائزر پر ہی اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میری یہ استدعا ہے کہ ہمارے سب سے بڑے Agriculture Extension Department کے پاس ایسی advance policies ہونی چاہئیں جو farmers کو awareness دے اور اس فصل کے متعلق ہر چیز بتائے۔ اگر ہمارا نائٹروجن کا excess use ہے تو وہ بھی ہماری فصل کے لئے ایک bad image دیتا ہے، crop کی yield کو decrease بھی کرتا ہے۔ ہمارے پاس موبائل کی کوئی ایسی لیب موجود نہیں ہے کہ جس میں ہم اس کی نائٹروجن کی actual ضرورت کے متعلق farmers کو بتا سکیں۔ ہمارے پاس ڈسٹرکٹ میں صرف ایک لیب ہے جو صرف soil analysis کرتی ہے لیکن crop analysis کی کوئی ایسی لیبارٹری موجود نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب چیئرمین! آپ تھوڑی سی مہربانی کیجئے کہ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ جتنے بھی سپیکرز موجود ہیں جو اس پر input دینا چاہتے ہیں ان کی تجاویز لینے کے لئے کوئی ٹائم مقرر کر لیجئے ورنہ یہ بہت زیادتی ہوگی اور غیر متعلقہ باتیں ہوتی رہیں گی اور جو باتیں ہونی چاہئیں وہ نہیں ہو پائیں گی۔

جناب چیئرمین: اب زیادہ نہیں باقی صرف دو تین رہ گئے ہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: لیکن تھوڑا سا کوئی ٹائم مقرر کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد وارث کلو!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! وزیر زراعت تشریف رکھتے ہیں۔ بار بار میرا نام لیا گیا کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے ان کو restrict کر دیا ہے۔ وہ سچے ہیں کیونکہ زراعت نہایت اہم شعبہ ہے اور زراعت پر بحث اس سیشن میں ہونی بہت ضروری تھی۔ چونکہ سارے دوست زراعت پر مکمل طور پر تیار تھے اور اس اسمبلی میں 80,85 فیصد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ آج چونکہ میاں محمد رفیق کی تحریک التوائے کار پر بحث کرنے کا دن تھا اس لئے میں نے اپنے چھوٹے بھائی ثناء اللہ مستی خیل سے گزارش کی تھی جو سب دوستوں کو پیغام پہنچ گیا۔ میں مختصر بات کروں گا کہ آج یہ جو بحث ہو رہی ہے اس میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں

production جو ہو رہی ہے وہ چاہے گندم کی ہو، edible oil ہو، چاول ہو یا گنا ہو تو جب تک ہماری ضروریات کے مطابق پیداوار نہیں ہو گی تب تک ظاہر ہے ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ایک زرعی ملک میں اگر ہم اپنی آبادی کو feed نہیں کر سکیں گے تو وہ ہماری انتہائی نااہلی ہو گی لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ملک میں زرعی فصلوں کی پیداوار اس حد تک نہیں ہو رہی کہ ہم اپنے ملک کو feed کر سکیں کجا کہ ہم اس کو export کریں۔ ہمارے سامنے ہے کہ ایک مشرقی پنجاب پورے انڈیا کو feed کر رہا ہے تو اس کی وجہ سب سے پہلا آئیٹم کھاد ہے اور اس کے بارے میں میاں محمد رفیق اور باقی دوستوں نے جیسے بتایا ہے کہ اس کی کمی اس طرح سے ہو گئی ہے اور میں بھی دیکھ کر آیا ہوں کیونکہ لوگ مارے مارے پھرتے ہیں اور کھاد نہیں مل رہی۔ اگر آج کھاد فصلوں کو نہیں ملے گی تو کل کو yield کہاں سے آئے گی؟ ہمارے لئے concerned کا مقام یہ ہے کہ جب ہمارے سر پر آ پڑتی ہے تو پھر چودہ چودہ سو روپے من میں ہم جہازوں کے جہاز اپنا انتہائی قیمتی زر مبادلہ لگا کر باہر سے منگواتے ہیں۔ وہ ہمیں بہت مہنگی پڑتی ہے اور ہمارے ملک کا زر مبادلہ چلا جاتا ہے۔ میں اس سلسلے میں مختصر یہ بات کروں گا کہ کھاد کے سلسلے میں چاہے اس کی adulteration ہو۔ چونکہ کھاد ساری کی ساری ملاوٹ شدہ آتی ہے اور وہ بھی انتہائی بلیک میں۔ اس پر اسمبلی کی ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے جو ایگری ٹاسک فورس کے ساتھ مل کر کھاد سے متعلقہ issues کو دیکھے، وہ tackle کرے اور وہ help کرے اور اس کا monitoring والا کردار ہو تاکہ ہر کسان کو ہر فصل کی کھاد ملنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ صرف گندم کی کھاد ہی ملے بلکہ دوسری فصلیں چاول، edible، گنا وغیرہ کے لئے بھی کھادیں آسانی سے ملیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور دوسرا ادھر سے بہت اچھی تجویز آئی ہے کہ ہمارا کسان جو بارہ ایکڑ کا کسان ہے یا گزارہ یونٹ کا جو کسان ہے وہ جو کھاد لیتا ہے اس پر سود کی رقم سود در سود کے چکر سے ایک vicious circle ہے۔ یہ ملک پہلا ملک ہے کہ جہاں پر سود مرکب لگ رہا ہے اور سود مرکب یا compound interest کہیں بھی نہیں لگتا۔ یہ پہلا ملک ہے کہ جہاں ہر چیز، ٹریڈ پر، زراعت پر compound interest charge ہو رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ وہی خصوصی کمیٹی recommend کرے اور اگر اربوں میں industrialists کے قرضے معاف ہوتے ہیں تو کم از کم اصل قرضہ نہ معاف ہو تو چھوٹے کسان کے جو ساڑھے بارہ ایکڑ نہری اور پچیس ایکڑ بارانی کا کسان ہے اس پر جو سود ہے اور یہ سود جو شیطانی آنت کی طرح پھیل چکا ہے وہ سود معاف کرنے کی سفارش کرے۔ جب تک ہم پوری vigilantly war footing کی طرح کام نہیں کریں گے، زراعت

کا شعبہ ہو، وہ تجارت ہو، وہ صنعت کا شعبہ ہو تو اس وقت تک اس ملک کو دوبارہ سے revive نہیں کر سکتے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب طارق امین ہوتیانہ!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ 16 تاریخ کو جب یہ طے پایا تھا کہ بروز منگل کھاد پر بحث ہو گی اسی روز میں نے اپنا نام یہاں پر تحریر کروایا تھا لیکن آج جب لسٹ چیک کی گئی تو اس میں میرا نام موجود نہیں تھا۔ اگر اسمبلی کے اندر بھی ہمارے ساتھ یہ discrimination ہو گی تو یہ بہت زیادتی ہو گی۔ میں نے خود ہفتے والے دن جا کر یہاں پر table پر اپنا نام ریکارڈ کروایا۔ آج جب چیک کیا تو معلوم ہوا کہ میرا نام لسٹ میں موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! کہیں missing ہو گئی ہے discrimination والی بات نہیں ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب! آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب چیئرمین: آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب چیئرمین! کھاد کے حوالے سے بجٹ تجاویز سے لے کر آج تک میرا یہی رونا رہا ہے کہ اس وقت مرکزی حکومت نے ڈی اے پی کھاد پر زمیندار کو جو incentive دیا تھا وہ عملاً زمیندار تک نہیں پہنچا۔ وہ عملاً جو investors تھے جو جو ڈیلر حضرات تھے وہ ان کی جیبوں کو منتقل ہو گیا۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راؤ صاحب! آپ ان کے بعد بات کر لیں۔ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! یہ اپوزیشن کے لوگ بیٹھ کر شور مچا رہے ہیں، ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔وہ بیٹھ کر شور مچا رہے ہیں کھڑے ہو کر نہیں مچا رہے کوئی بات نہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب چیئرمین! اب صورتحال یہ ہے کہ کھاد کی کمی نہیں ہے۔ کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کر کے جو سرکاری قیمت خرید سے ڈیڑھ گنا زیادہ کوئی زمیندار offer کرتا ہے تو اس کو کھاد مل جاتی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

اس کا مطلب یہ ہے کہ It is all due to mismanagement جس طرح ہم نے زمیندار کی گندم گوداموں سے نکلوائی بلکہ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ زمیندار کی بھڑولیوں سے گندم نکال لی گئی وہی قوانین where there is a will there is a way اگر ہم کچھ کرنا چاہیں تو اس کے راستے موجود ہیں۔اگر اسی طریقے سے جس طرح زمیندار سے گندم خرید کی گئی ہے،اگر کھاد کی خرید اسی سطح پر ہو تو میرا نہیں خیال کہ یہاں پر کوئی کھاد کو بلیک کر پائے گا۔اس لئے جناب سے میری یہ گزارش ہے کہ ہم میاں محمد رفیق کے انتہائی ممنون ہیں کہ انہوں نے انتہائی اہم نکتے پر پورے ہاؤس کی توجہ دلائی اور میں جناب کے توسط سے وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ صرف پرچوں سے کام نہیں چلے گا۔اس کو تھوڑا سا سختی سے نمٹا جائے۔دوسری یہ صورتحال ہے کہ ہمیشہ جب یوریا کھاد کی طلب ہوتی ہے تو یوریا کی بلیک شروع ہو جاتی ہے۔اسی طرح جیسا کہ حفیظ صاحب فرما رہے تھے کہ جب ڈی اے پی کا وقت آئے گا تو ڈی اے پی کی بلیک شروع ہو جائے گی۔جو ادارے اس کے ذمہ دار ہیں اور جن کی mismanagement کی وجہ سے ہر سال یہ مسئلہ بنتا ہے کم از کم ان کی accountability تو ہونی چاہئے۔کم از کم ہم یہ طے تو کریں کہ کس کی غلطی کی وجہ سے کھاد کا بحران پیدا ہوا ہے۔اگر ہم لوگ اس کو ایک دفعہ سزا دیں گے تو آئندہ کمی نہیں رہے گی۔ میری دوسری استدعا ہے کہ PAD&SC ایک سرکاری ادارہ تھا جو زمینداروں کو کھاد اور بیج سپلائی کیا کرتا تھا۔اگر اس کو بحال کر دیا جائے تو زمیندار کے مسائل کھاد کی فراہمی کی بنیاد یا بیج کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔دوسرا بلوچ صاحب نے point out کیا تھا شاید وہ وزیر صاحب کو اپنی بات سمجھا نہیں پائے۔ پہلے جتنی کھاد ایجنسیاں تھیں وہ پہلے farmer dealer مقرر کیا کرتی تھیں۔ وہ farmer dealer کو dealer ریٹ پر کھاد فراہم کرتے تھے جس کی وجہ سے farmer کو کھاد آسان طریقے سے مل جاتی تھی اور صحیح ریٹ پر مل جاتی تھی۔کھاد کمپنیوں نے اب farmer dealership ختم کر دی ہے اگر یہ دوبارہ بحال کروائی جائے تو وہ بھی کھاد کے بحران میں کمی کا سبب

بن سکتی ہے۔ میرے بھائی کلو صاحب نے جس طرح فرمایا کہ کھاد کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا جائے اور اس کی adulteration کو بھی چیک کیا جائے کیونکہ جب DAP کا زمانہ آتا ہے تو لوگ اس میں پتھر کی بوریاں بھر کر زمیندار کو فروخت کرتے ہیں۔ جناب سے میری استدعا ہے کہ ہماری یہ جو تجاویز ہیں یا ہماری درخواستیں ہیں ان پر کچھ عملدرآمد کو بھی ensure فرمایا جائے۔ وزیر صاحب یہاں پر موجود ہیں جن بھائیوں نے جو جو inputs دیئے ہیں ان کو ensure کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب وقت کافی مختصر رہ گیا ہے۔ تین چار مقرر ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ اس وقت کھاد کے بے حد اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔ اگر کھاد نہ ہوتی تو آج اتنی اعلیٰ فصل نہ ہو سکتی اور گندم اتنی زیادہ پیدا نہ ہو سکتی جتنی کہ آبادی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے، یہاں ہر طرح کا موسم ہے، ہر طرح کا پھل ہے، دریا ہے، پہاڑ ہے، ریگستان ہے، کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن کبھی ہمارے پاس گندم short ہو جاتی ہے، کبھی ہمارے پاس پانی نہیں ہوتا۔ پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے اور پانی نہیں ہے۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اگر ہمارے اندر کسی چیز کی کمی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ کھاد تو ایک مصنوعی طور پر بنائی گئی کیمیکل کی ایک ایجاد ہے جس سے کہ ہم گندم کو بڑھا سکتے ہیں۔ ہمارے اندر اگر کسی چیز کی کمی ہے تو وہ رویوں کی کمی ہے۔ ہمارے ہاں کمی کسی چیز کی نہیں ہے۔ یہ رویے ہیں جس کی وجہ سے آج کھاد غائب ہو گئی، یہ رویے ہیں جس کی وجہ سے گندم غائب ہو گئی، یہ رویے ہیں جس کی وجہ سے پانی نہیں ہے، یہ رویے ہیں جن کی وجہ سے آج بجلی نہیں ہے۔ بحیثیت انسان ہمارا کیا role ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: ان کا بھی ذکر کر دیں جواب غائب ہو گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! آپ custodian of the House ہیں۔ آپ سے درخواست تو یہ ہے کہ آپ نے وہ بات کرنی ہے جو سب کی ترجمانی کرے اور میں پھر کہوں گی کہ بڑی باتیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس پر جو ذمہ داری عائد کی گئی، کوئی آیا اور وہ اپنے مقررہ وقت پر آ کر اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے کر گیا یا نہیں، اس کا دور ختم ہو گیا۔ بات ہے آج کے دور کی کہ آج ہم یہاں کھڑے ہیں۔ ہم کسی کو غائب ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، کسی کو آسیب ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ "دشمن مرے تے خوشی نہ کریے سجناں وی مر جانا" بات یہ ہے کہ ہم نے اپنا

کردار ادا کرنا ہے اور اس وقت موجودہ issue یہ ہے کہ کھاد نہیں ہے۔ زمیندار پریشان ہے اور اس لئے نہیں ہے کہ وہ کھاد موجود ہے اور اس کو ذخیرہ اندوزوں نے چھپا لیا ہے اور اسے under ground کر دیا ہے اور اسے نکالنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! نکالنے والے ہاتھ بھی جب بک جاتے ہیں اور مسیحا جب بکنے لگے، جس نے جا کر نکال کر لانا ہے تو اس کو کیا کریں گے؟ کون پکڑے گا؟ ہم اسی بحث میں الجھے رہیں گے کہ یہ غائب ہو گیا اور وہ غائب ہو گیا اور مواخذ ہو گیا۔ ہم نے اصل مسائل کی جڑ کو پکڑنا ہے اور اس جڑ کو ختم کرنا ہے۔ ان لوگوں کو پکڑنا ہے جنہوں نے کھاد غائب کر رکھی ہے، جنہوں نے کھاد چھپا رکھی ہے۔ ان لوگوں کو پکڑنے کا طریقہ کیا ہے؟ ان لوگوں کو پکڑنے کے لئے جنہیں بھیجا جاتا ہے وہ ان کے ساتھ مل جاتے ہیں، منافع میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے اوپر چیک اینڈ بیلنس کیسے ہونا چاہئے؟ ہمیں یہ طریقہ سوچنا ہے اور یہ طریقہ ایجاد کرنا ہے۔

جناب والا! امریکہ تو اتنی ترقی کر گیا کہ اگر یہاں پر ان کے لئے گندم پیدا نہیں ہو گی اور آبادی بڑھ جائے گی تو وہ مریخ پر جا کر اپنی کالونیز بنالے گا، اس نے تو وہاں پر پانی بھی دریافت کر لیا ہے۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن اس کے باوجود ہم اگر کہیں مار کھا رہے ہیں تو رویوں کی وجہ سے کھا رہے ہیں۔ یہ رویوں کا بحران ہے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو اس اسمبلی میں بھی نہیں سمجھتے۔ یہاں پر بھی ہم اس کو ہنسی مذاق اور ٹھٹھہ میں اڑا دیتے ہیں۔

جناب والا! یونین کونسل کی سطح پر ایسی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جس میں علاقے کے ممبران، وہاں کے معززین، ریٹائرڈ ملازمین اور پولیس کو شامل کیا جائے جو کہ اپنے علاقے میں جا کر چیک کریں میں سمجھتی ہوں کہ اس سے زیادہ قبیح فعل اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جو شخص آج کھاد چھپا رہا ہے، جس نے کھاد under ground کر دی ہے۔ کھاد کو توریوڑیوں کی طرح بٹنا چاہئے اور کھلے عام مفت باٹنا جانا چاہئے۔ ایسی پالیسیاں لائیں کہ آپ کے پاس جتنی بھی سبسڈیز ہیں یا کوئی بھی رقم مختص کی گئی ہے اس سے کھاد لے کر کھلے عام کسانوں میں بانٹ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! کھاد اور پانی دو ایسی چیزیں ہیں جن کی ترسیل اس انداز میں ہونی چاہئے کہ انہیں تو مفت باٹنا جانا چاہئے۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اپنی فاضل ممبر کو یہ request کروں گا کہ وہ براہ مہربانی ٹائم پر تھوڑا سا دھیان کریں کیونکہ کافی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! مجھے بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آخر کار روپوں کے بحران میں مبتلا ہیں۔ میں اس وقت جو بات کر رہی ہوں میں کسی پارٹی کے پلیٹ فارم سے بات نہیں کر رہی بلکہ میں بطور ممبر پنجاب اسمبلی آپ کو تجویز دے رہی ہوں۔ ایک انتہائی اہم issue ہے جس پر میں سمجھتی ہوں کہ جسے سب کو سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ اگر میں کوئی ایسا مشورہ یا ایسی کوئی تجویز اس پلیٹ فارم سے دے سکوں تو اس کو یہاں پر لکھ لیا جائے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں تو میں ہوں، مشورہ تو کسی دیوار سے بھی کرنا پڑے تو کرنا چاہئے اور اس کو سمجھنا چاہئے۔

جناب والا! میری رائے یہ ہے کہ اگر آج چائنہ اتنی ترقی کر گیا اور پوری دنیا میں اس کی بنی ہوئی چیزیں ہر خطے اور کونے کونے میں ارزاں نرخوں پر دستیاب ہیں اور آج بڑی سے بڑی سپر پاور بھی سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی ہے کہ چائنہ کے ہاں سارا سرمایہ اکٹھا ہو گیا ہے اس لئے کہ وہاں پر production cost نہ ہونے کے برابر ہے۔ انہوں نے ہر چیز بنائی ہے، material provide کرنا ہے اور جو بھی مصنوعات بن رہی ہیں، انہیں پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ جہاں سے دو روپے نکلتے ہیں وہ دو روپے لے لیتے ہیں اور جہاں سے دس روپے نکل سکتے ہیں وہاں سے وہ لوگ دس روپے نکال رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! مختصر کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! مجھے معلوم ہے کہ مجھے ہی مختصر کرنا ہے اور باقی سب لوگ آدھا آدھا گھنٹہ بھی بولے ہیں اور میں اگر کام کی بات بتانا چاہتی ہوں تو مجھے موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! کام کی بات بتائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ اس طرح interrupt کرنے سے جس طرف ذہن چل رہا ہوتا ہے تو اس کے اندر interruption ہونے سے آپ اپنے نکتے اور پوائنٹ سے ہٹ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! کھاد پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! کھاد کے اوپر ہی بات کر رہی ہوں کہ کھاد کو لوگوں میں، کسانوں میں ارزاں نرخوں پر اس انداز میں تقسیم کیا جائے اور ایسی پالیسیاں بنائی جائیں کہ ایک تو under ground نہ ہو سکے اور اوپر سے اس کی قیمت اتنی کم ہو کہ کسی کو under ground کرنے کا فائدہ ہی نہ ہو۔ اس کے لئے کمیٹیاں بنائی جائیں۔ میں اپنی بات کو یہیں ختم کرتی ہوں کہ اگر میری بات کسی کی سمجھ میں آ گئی ہے تو یقیناً وہ اس پر عمل کر لیں گے ورنہ سر سے گزر گئی تو کیا کہنے؟ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، میاں محمد شفیع! وقت بہت مختصر ہے اور آپ بھی مختصر ہی بات کریں۔

میاں محمد شفیع: شکریہ۔ جناب چیئرمین! دھواں دار تقاریر تو تمام ممبران نے کیں لیکن میں انتہائی مختصر اً تجاویز دوں گا۔ وزیر زراعت سے امید ہے کہ وہ میری ان تجاویز کو نوٹ فرمائیں گے اور ان پر عملدرآمد بھی کروائیں گے۔ سب سے پہلے تو میں اپنے ضلع کے DCO کی praise کروں گا کہ انہوں نے کھاد کے حوالے سے فیکٹری سے dispatch ہونے والی کھاد کی لسٹیں منگوائی ہیں اور اس سے پتا چلا ہے کہ میرے ضلع میں کتنی کھاد آ رہی ہے۔ اس میں تھوڑا سا further step یہ لینا چاہئے کہ ریونیو اور محکمہ زراعت فیکٹری سے آنے والی ترسیل کو چیک کریں کہ وہ کسانوں تک پہنچ رہی ہے یا وہ ڈیلرز اپنے نوکروں کے نام کی چٹیں بنا کر اس کو بلیک کر رہے ہیں؟ یہ میری آپ سے تجویز ہے اور میں امید رکھوں گا کہ آپ اس کو ensure کروائیں کہ فیکٹریوں سے آنے والی کھاد کا ریکارڈ تو DCO تک پہنچ رہا ہے لیکن آگے وہ جا رہا ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آٹھ مہینے میں DAP کھاد 860 روپے سے 3200 روپے ہو چکی ہے۔ یوریا 500 روپے سے 825 روپے میں بلیک میں بک رہی ہے، ڈیزل 38 روپے سے 75 روپے پر پہنچ گیا ہے تو ان تمام inputs کے rates ہیں جو کہ high ہونے کے بعد، inputs ملنے بھی ناپید ہو جائیں تو زراعت کن مشکلات میں پڑ جائے گی؟ میری گزارش ہے کہ آپ کو drastic step لینے چاہئیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہماری آنے والی گندم کی فصل ہمارے ملک کے لئے کتنی اہم ہے، اس کا اندازہ آپ سب کو ہو گا تو میری یہ عرض ہو گی کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے بیج پر چیک رکھا جائے، وہ ڈیلروں کو دینے کی بجائے کسانوں کو براہ راست sale کیا جائے۔ یہ آپ نوٹ فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین! میں نے ایک سوال بھی جمع کروایا ہے کہ کیا laser leveler سکیم جو کہ پچھلی حکومت کی تھی آپ اسے آگے چلانا چاہتے ہیں یا نہیں؟ میرا سوال جمع ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! جلدی کریں کیونکہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

میاں محمد شفیع: آخری گزارش یہ ہے کہ ایران سے ڈی اے پی کھاد آ رہی ہے جو کہ پتا نہیں قانونی آ رہی ہے یا غیر قانونی طور پر آ رہی ہے تو اس میں فاسفورس کی مقدار پوری نہیں ہے تو میری یہ عرض ہو گی کہ آپ اگلی فصل کم از کم ربیع کے لئے چائنہ سے درآمد کر لیں اور جو بھی کھاد جس ملک سے بھی درآمد کی جائے تو کم از کم اس میں فاسفیٹ کی مقدار کو ports پر چیک فرمایا جائے اور بجائے اس کے کہ اسی طرح مارکیٹ میں آ گئی تو ہم اس میں رقم بھی 3200 روپے بھر لیں اور اس میں فاسفیٹ کی مقدار بھی پوری نہ ہو تو یہ ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو گا۔ یہ میری گزارشات ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ ہاؤس کو ensure کریں گے کہ یوریا کھاد اگلے دو ہفتوں میں طلب کے مطابق پوری ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ! دو منٹ میں مکمل کر لیں کیونکہ کافی وقت ہو گیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں دو منٹ سے بھی کم وقت لوں گی۔ میں نے صرف یہ کہنا ہے کہ جہاں ہم کھاد کی اتنی باتیں کر رہے ہیں، پاکستان بھی ترقی پذیر ملک ہے اور ہم organic food کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہے ہیں جو کھاد اور insecticides کے بغیر تیار کیا جاتا ہے۔ یہ food پوری دنیا میں سب سے زیادہ بکتا ہے آپ کسی بھی trade show میں جائیے، سیال میں جائیے، انوگا میں جائیے، آپ دیکھیں گے کہ اس کی اپنی ایک خاص demand ہے اور ہمارے غریب ملکوں میں اس کی خاص ضرورت ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! کھاد کے متعلقہ کوئی بات ہے تو کہئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! کھاد کا یہ ہے کہ اس کے لئے ایسی کھاد مہیا کی جائے جو کیمیکل کے بغیر ہو اور ہر جگہ، ہر قصبے اور ہر دیہات میں اس کو develop کیا جائے اور تھوڑا بہت organic food ضرور اگایا جائے تاکہ organic food کے لحاظ سے ہمارے ملک کی بھی کوئی عزت اور نام ہو۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین خان!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب چیئرمین! میری وزیر زراعت سے یہ گزارش ہے کہ زراعت کے نظام کو بہترین فعال اور شفاف بنایا جائے۔ زراعت کے لئے کھاد جو کہ بہت اہم ہے کے حصول کو ہر ممکن طریقے سے کسانوں کے لئے دستیاب کیا جائے۔ کھاد کے لئے غریب کسانوں کو subsidy دی جائے اور اگر ان کو کم mark up پر یعنی 1 percent or 2 percent والے قرضہ جات یا فری قرضہ جات بھی دیئے جائیں تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہوگا۔ چھوٹے کسانوں کی سہولیات کو ممکن بنایا جائے۔ ہر شعبے میں پنجاب کی زمین زراعت کے حوالے سے بہترین زمین ہے اگر کسان کے لئے حصول کھاد کے ساتھ تمام سہولیات سہل بنا دی جائیں تو میں یقین سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ یہ وہ زمین ہے جو پورے ایشیا کے لئے گندم مہیا کرتی تھی اب انشاء اللہ تعالیٰ ان اقدامات سے یہ پھر پورے ایشیا کے لئے گندم پیدا کرے گی اور اس طرح سے چھوٹے کسان ملک کو آٹے کے بحران سے نکال کر خودداری کی راہ پر گامزن کر دیں گے اور پیدا کردہ آٹے کے بحران سے چھٹکارا مل جائے گا۔ ان سب کے ساتھ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ کھاد کے ساتھ دو نمبر دوائیاں کسانوں کو ملتی ہیں اس پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت زمین جو کاشتکار ٹھیکے کی زمین کاشت کرتے ہیں ان کے لئے بھی ٹریکٹر کا حصول ممکن بنایا جائے تاکہ اس ملک کا محنت کش بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب وزیر زراعت اپنی statement دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ وزیر موصوف آج کی discussion کو wind up کریں میں تمام ممبران جنہوں نے اس discussion میں حصہ لیا بالخصوص ہمارے اپوزیشن کے ممبران نے بڑی دلچسپی سے نا صرف اس میں contribute کیا بلکہ انہوں نے بڑا good gesture بھی show کیا۔ میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یقیناً ان کی اور باقی معزز ممبران کی تجاویز بڑی valuable اور workable ہیں ان کو وزیر موصوف نے بھی نوٹ کیا ہے، سیکرٹری زراعت جو بڑے فرض شناس آفیسر ہیں جو ہمہ وقت گیلری میں اپنے تمام آفیسروں کے ساتھ موجود رہے ہیں انہوں نے بھی ہر چیز نوٹ کی ہے اور ان

تجاویز سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس موجودہ بحران پر قابو پانے میں بڑی مدد ملے گی۔ سب کا بہت بہت شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، وزیر زراعت!

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب چیئر مین! ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں کسی ہسپتال کی ایمر جنسی میں بم پھٹا ہے جس سے 25 انسانی جانیں چلی گئی ہیں۔

جناب چیئر مین: اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خواجہ محمد اسلام: میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کو کہوں گا کہ ابھی ہم وہاں ایمر جنسی کے طور پر جا کر ان کے لئے جو کر سکتے ہیں کریں۔ اگر آپ مجھے کھاد کے موضوع پر دو منٹ بات کرنے کی اجازت دیں تو میں آپ کا بڑا مشکور ہوں گا۔

جناب چیئر مین: شکریہ، اب آپ تشریف رکھیں میں نے منسٹر صاحب کو floor دے دیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ جملہ اراکین اسمبلی نے کھاد کے اس بحران کے موقع پر اپنی تجاویز دی ہیں۔ میں معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت میں دلچسپی، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ زراعت کے بغیر ہماری معیشت ترقی نہیں کر سکتی۔ زراعت ہی ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس وقت کاشتکار طبقہ بڑی مشکلات کا شکار ہے اور اس صورتحال میں ہماری agriculture بہت دباؤ کا شکار ہے۔ اس پس منظر میں بہت سی چیزیں دیکھنی پڑیں گی تاکہ یہ چیز واضح ہو سکے کہ کھاد کا مسئلہ کیوں ہوا ہے۔

جناب چیئر مین! زراعت کے لئے کچھ short term measures ہوتے ہیں اور کچھ long term measures ہوتے ہیں۔ میں short term measures اس حکومت کے لئے جو ممکن تھا وہ بھی میں عرض کروں گا اور long term measures

کے لئے بھی عرض کروں گا۔ صوبہ پنجاب میں کھاد کی total requirement 54 لاکھ ٹن ہے اور 48 لاکھ ٹن ہماری internal production ہے جو پاکستان میں produce ہوتی ہے۔ میرے پاس DAWN اخبار بھی پڑا ہے اس میں بھی detail لکھی ہے اور ہمارے جو اپنے ذرائع ہیں ان سے بھی یہی ہے۔ 54 لاکھ ٹن ہماری ضرورت ہے اور 48 لاکھ ٹن ہماری پیداوار ہے جو اندرونی ہماری کھاد کی فیکٹریاں ہیں میں یہ یوریا کھاد کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں ایک واضح اصول ہے "رسد اور "طلب" کا یعنی demand اور supply کا اصول۔ ہماری demand ماہانہ تھی کیونکہ ہماری internal industry روزانہ تقریباً 4 ہزار ٹن پیدا کر رہی ہے اور ہماری ماہانہ requirement 3 لاکھ ٹن ہے۔ ہم نے 60 لاکھ ایکڑ پر کاٹن کاشت کی ہے اور ہمارا rice area پہلے 43 ہزار ایکڑ تھا اب بڑھ کر 47 ہزار ایکڑ ہو گیا ہے۔ اگر ہم اس میں کاٹن اور rice کو بھی count کر لیں تو ہمیں ایک کروڑ ٹن کھاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں ہوا یہ ہے کہ جو ہماری انڈسٹری یوریا بنا رہی ہے اس میں 80 فیصد یوریا پاکستان میں تیار ہوتی ہے اور 20 فیصد یوریا ہم import کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ DAP ہم 80 فیصد import کرتے ہیں اور 20 فیصد پاکستان میں تیار ہوتی ہے۔ ابھی میرے بھائیوں نے جعلی کھاد کے حوالے سے بہت اچھی تجاویز دی ہیں اور باقی دوستوں نے بھی تجاویز دی ہیں، یہ تمام تجاویز ہم نے collect کر لی ہیں اور اس کے لئے جو possible ہو گا پنجاب گورنمنٹ وہ تمام تر اقدامات کرے گی۔ یہ دیکھیں کہ جو short term measures تھے اس میں ہم نے کیا کیا؟ اس میں pesticide میں ملاوٹ کا مسئلہ تھا یہاں on the floor of the House جناب وزیر اعلیٰ نے اس کو take up کیا کیونکہ زراعت ہماری ترجیح نمبر ایک ہے۔ ہمارا پورا محکمہ functional ہے اور یہ معمولی بات نہیں ہے کہ یہاں سے 22 کروڑ کی pesticides برآمد ہوئی جو جعلی تھی۔ جعلی substandard اور expire pesticides ہمارے محکمے نے برآمد کی ہے، میں خود موقع پر جاتا رہا ہوں۔ یہ کتنا بڑا کام ہوا ہے کہ پاکستان کے کاشتکاروں کے لئے کہ اتنی بڑی مقدار میں جو جعلی دوائی بنائی جا رہی تھی وہ substandard تھی، ملاوٹ شدہ تھی اس کے پکڑنے سے کاشتکاروں کا پیسا بچ گیا جو برباد ہونا تھا۔ یہ حکومت پنجاب کا چھوٹا کام نہیں ہے اور میں یہ short term measure بتا رہا ہوں۔ جعلی کھاد کے حوالے سے میں خود گیا ہوں۔ مزید کئی جگہوں پر گئے ہیں اور ملتان میں بھی ایک فیکٹری

پکڑی ہے، محکمہ اس میں اچھا کام کر رہا ہے۔ ہم نے جعلی pesticide اور ملاوٹ شدہ کھاد بھاری مقدار میں پکڑی ہے اس کی میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ ہمارے محکمے نے پنجاب میں کھاد کی ملاوٹ پر 136 پرچے درج کروائے ہیں۔ جو کھاد زیادہ قیمت پر بیچ رہے تھے۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا ٹائم دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت، تعلیم (ملک احمد علی اولکھ): جو کھاد زیادہ قیمت پر بیچ رہے تھے ان کے خلاف 120 پرچے درج ہوئے اور holding پر چار FIR درج ہوئیں۔ ہم نے پچھلے 10 دنوں میں ملتان سے 80 ہزار بوری کھاد کی برآمد کی ہے جو ذخیرہ کی گئی تھی اور اسی طرح ایک لاکھ 34 ہزار کھاد کی بوری ہم نے لودھراں اور ملتان سے نکالی ہے جو ذخیرہ اندوزی کی گئی تھی۔ ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ کے پرچے ہو رہے ہیں، محکمہ زراعت پنجاب functional ہے۔ اس کے باوجود میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ہماری کاٹن کی crop تھی اس سے پہلے لوگ جو کاشتکار تھے وہ مکئی کی کاشت پر چلے گئے اور اس سیزن میں مکئی اور سورج مکھی کی کاشت میں 68 فیصد اضافہ کیا گیا، اس میں fertilizer زیادہ استعمال ہوئی اور میں آپ کو تفصیل بتانا چاہتا ہوں کہ جنوری 2007 کے مہینہ میں 2 لاکھ پانچ ہزار بوری اور 2008 میں چار لاکھ بوری استعمال ہوئی ہے اسی طرح 2008 میں ایک لاکھ 95 ہزار بوری یوریا کھاد کا زائد استعمال ہوا ہے، فروری 2007 کے مہینہ میں ایک لاکھ 65 ہزار یوریا کھاد استعمال ہوئی ہے اور فروری 2008 میں 2 لاکھ 56 ہزار بوری استعمال ہوئی ہے، اسی طرح فروری 2008 میں 93 ہزار بوری زائد استعمال ہوئی ہے۔ مارچ 2007 میں ایک لاکھ تین ہزار اور پھر مارچ 2008 میں تین لاکھ بوری ستعمال ہوئی ہے یعنی مارچ 2008 میں ایک لاکھ 71 ہزار بوری زائد استعمال ہوئی ہے۔ مئی 2007 کے مہینہ میں آپ دیکھیں گے کہ 2 لاکھ 16 ہزار اور پھر مئی 2008 میں 3 لاکھ 14 ہزار بوری استعمال ہوئی ہے، 98 ہزار زیادہ استعمال ہوئی ہے۔ ٹوٹل ہماری 55 فیصد یوریا کی fertilizer پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال زیادہ استعمال ہوئی ہے۔ اس زیادہ استعمال کی وجہ کیا ہے کہ بہت سارے کاشتکار سورج مکھی کی طرف چلے گئے، مکئی میں چلے گئے اور پھر ہمارا جو rice کا علاقہ ہے اس میں چاول کی جو کاشت ہوئی ہے وہ پہلے 43 لاکھ ایکڑ تھی، اس سال 47 لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت ہوا ہے اور 15 سے 20 فیصد زیادہ کاشت ہونے کی وجہ سے ہماری جو consumption ہے وہ بڑھی ہے لیکن ہم نے شروع سے نئے سال کی میٹنگ میں فیڈرل گورنمنٹ کو کہا ہے جو 16۔اپریل 2008 کو ہوئی تھی ہم نے وہاں پر بتایا تھا کہ 6 لاکھ ٹن کی ہمیں زائد ضرورت ہے اور وہاں

پر یہ طے ہو گیا تھا کہ یہ تین لاکھ ٹن مئی اور جون میں import کی جائے گی۔ یہاں پر ہم پنجاب اسمبلی کے forum پر بیٹھے ہیں، پنجاب گورنمنٹ کی کچھ limitation ہے، جتنی inputs ہیں، کھاد ہے اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے وہ یا import ہوتی ہے یا اس کو فیڈرل گورنمنٹ regulate کرتی ہے اور اس طریقے سے پھر کھاد کے علاوہ بجلی ہے یا پانی ہے وہ سارا سے متعلقہ ہے اور اس طریقے سے کھاد کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ جتنی چیزیں ہیں کہ اس میں pesticides آجاتی ہیں، یہ فیڈرل گورنمنٹ نے import کرنی ہیں، کھاد کی عالمی سطح پر قیمت تو بڑھی ہے۔ میرے بھائی نے کہا ہے کہ پاکستان کے اندر پہلے ڈی۔اے۔پی کی 900 یا 1000 ہزار روپے قیمت تھی، عالمی سطح پر ڈی اے پی کی قیمت 3 ہزار روپے سے اوپر ہو گئی ہے اور تمام ڈی اے پی ہم import کر رہے ہیں، صرف دس اور پندرہ فیصد ڈی اے پی ہم خود بنا رہے ہیں۔ چنانچہ یہ international prices اس کو کنٹرول کر رہی ہیں، اس میں حکومت پنجاب بے بس ہے کیونکہ نہ تو وہ import کر رہی ہے اور نہ ہی وہ ان کو regulate کر رہی ہے اور نہ ہی پاکستان میں یہ کھاد بن رہی ہے۔ اس میں جو production ہے اور وہ جو ہماری industry کام کر رہی ہے ابھی دو فیکٹریاں ہیں ایک Engro اور دوسری فیکٹری Pak Arab کھاد فیکٹری ہے، 16 لاکھ ٹن production میں اضافہ کر رہی ہیں لیکن یہ اضافہ 2010 میں ہو گا۔ اس وقت جو ہماری 6 لاکھ ٹن کی shortage آرہی ہے ہم نے main fault کی میٹنگ میں بتایا ہے۔ مسلسل فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ رکھا ہے۔ میں نے خود ذاتی طور پر production کے جو federal adviser ہیں ان سے بات کی ہے لیکن یہ کہا جا رہا ہے کہ پنجاب کے اندر ہمارے جو ادارے ہیں انہوں نے صحیح طور پر نگرانی نہیں کی۔ میں محکمہ کو کبھی defend نہیں کروں گا۔ پہلے میں کاشتکار ہوں پھر وزیر زراعت ہوں اور یہ پوری اسمبلی جو بیٹھی ہے یہ 99 فیصد کاشتکار ہے۔ ہم نے یہاں پر improvement لانی ہے۔ یہ جو خرابیاں پیچھے سے آرہی ہیں۔ یہ کھاد کے کارخانے میں ہیں اس میں پھر جو import ہوتی ہے۔ یہاں پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کام شفاف ہوتا رہا ہے، ماضی میں بھی شفاف نہیں ہوا اور اب میں یہ گارنٹی نہیں دے سکتا کہ یہ شفاف ہوتا رہا ہے اس کی import ہے، distribution ہے، production ہے، یہ کچھ چیزیں کاشتکار کے لئے ہیں لیکن تمام کاشتکار کو لوٹنے والے ہیں، کاشتکار کو کسی نے معاف نہیں کیا چاہے کھاد کمپنیاں ہوں یا pesticides ہوں یا چاہے اس کے بعد جو باقی متعلقہ محکمے ہوں جیسا کہ محکمہ مال ہے، محکمہ پولیس ہے، شوگر ملیں ہیں تو کاشتکار بیچارا کافی دباؤ میں ہے۔ حکومت پنجاب پوری توانائی سے ان مسائل کا حل چاہتی ہے۔ چیف منسٹر پنجاب کی

سخت ہدایات ہیں کہ نیک نیتی سے کام کریں اور جہاں جہاں ہمیں شکایات آئی ہیں میں خود موقع پر جاتا رہا ہوں اور میری محکمہ کو سخت ہدایات ہیں ہمارے محکمہ کو دھمکیاں بھی ملی ہیں، میں اسی وجہ سے ان فیکٹریوں میں خود گیا ہوں کٹار بند روڈ پر تین چار چھاپوں پر میں خود گیا ہوں وہاں جعلی ادویات کروڑوں روپے کی بن رہی تھیں۔اسی طریقے سے جو کھاد ہے کھاد کے لئے بھی کئی فیکٹریوں میں، میں خود گیا ہوں جہاں پر جعلی کھاد بن رہی تھی ہم نے ان کو پکڑا ہے اور ان پر پرچے درج بھی ہوئے ہیں، اگر آپ چاہیں گے تو میرے پاس ان کی باقاعدہ تفصیل موجود ہے کہ کہاں کہاں پرچے ہوئے ہیں۔ کھاد پر ہم نے 283 ریڈ کئے ہیں، 95 آدمی arrest ہوئے ہیں اور 2 کروڑ 43 لاکھ 21 ہزار کی ہم نے کھاد برآمد کی ہے اور اس میں 260 پرچے درج کرائے ہیں اس میں آپ جو بھی کہیں محکمہ جانتا ہے اور باقی اداروں میں جو صورتحال ہے آپ بھی جانتے ہیں تو محکمہ زراعت کے wings ہیں اس میں extension دیں گے، ان میں pest-controlling دیں گے اور تمام محکموں کو ہم active کر رہے ہیں۔ سیکرٹری زراعت یہاں پر تشریف فرما ہیں، آج بھی میں نے meeting کی ہے، تمام E.D.Os کو بلایا ہے، تمام D.E.Os کو بلایا ہے، تمام E.D.Os کو warning دی کہ جہاں کہیں ہمارے محکمہ کا کوئی شخص ملوث ہوگا، جو لوگ کھاد بلیک میں بیچتے ہوں یا hoarding کر رہے ہوں یا ملاوٹ کر رہے ہوں ان کو spare نہیں کیا جائے گا، ہم ان کو معاف نہیں کریں گے۔ میرے یہ بھائی جو پنجاب اسمبلی میں موجود ہیں اگر کوئی ہمیں آگاہ کرتا ہے یا اس سے باہر کہیں اخبارات میں خبریں چھپتی ہیں تو میں direct ان کا نوٹس لیتا ہوں اور اس کے لئے ہم باقاعدہ رپورٹ تیار کرتے ہیں، جہاں پر ہمارے محکمہ زراعت سے ہمارے بھائیوں کو شکایت ہو یا جو یہ تجاویز دیں گے اور میں نے یہ تمام لکھی ہیں، میرے پاس موجود ہیں، ان تجاویز میں جو ٹھوس تجاویز ہیں وہ قابل عمل ہوں گی ان پر عمل کیا جائے گا۔ میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری ترجیحات میں یہ ترجیح اول ہے اور ابھی بھی میں سمجھتا ہوں کہ آپ اندازہ کریں کہ 45 کروڑ روپے کا مزید دباؤ حکومت پنجاب پر ہے۔ یہ بلڈوزر کے کرائے 12 سو روپے فی گھنٹہ پچھلی interim government میں کئے گئے تھے لیکن وزیراعلیٰ پنجاب نے ابھی 560 روپے فی گھنٹہ بلڈوزر کا کرایہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اس ایوان کو resolution لانی چاہئے کہ یہ بڑا revolutionary اقدام ہے اور یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے، یہ مفت میں ہے۔ صرف ہماری حکومت کی دو ترجیحات ہیں، جب زراعت پر discussion ہوگی، میں تفصیل سے بات کروں گا، ابھی میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ ہماری پہلی ترجیح یہ ہے

کہ جو زمینیں غیر آباد پڑی ہیں ان کو آباد کرنا ہے اور دوسری ترجیح کون سی ہے ؟ فی ایکڑ پیداوار بڑھانی ہے، فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے جو inputs ہیں ان کو ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ take up کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ پالیسیاں ہیں۔ قرضے کی بات ہوئی ہے یہ long term polices ہیں۔ ہمیں تھوڑا سا وقت چاہئے۔ اقتدار میں آئے ہوئے ابھی تین ماہ ہوئے ہیں لیکن تھوڑے سے وقت میں ہماری achievements دیکھیں کہ ہماری پنجاب حکومت کی achievements بہت بہتر ہیں اور ابھی تک تو ہم political مسائل سے نکل رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ ہم عملی اقدام کریں گے اور عملی کام کریں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ محکمہ زراعت میں transparent کام ہوگا اور زراعت ترقی کرے گی۔ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں اور اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے چیمہ صاحب اور باقی بھائیوں کا شکر گزار ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ ہماری ملکی ضرورت 54 لاکھ ٹن ہے لیکن پیداوار 48 لاکھ ٹن ہے۔ جب import میں ہی 6 لاکھ ٹن کا فرق آ رہا ہے اس کے لئے جتنی بھی کوشش کریں اسے کہاں سے پورا کریں گے؟ اس کے باوجود میں خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ محکمے نے بھرپور کوشش کر کے کاٹن کی فصل کی بیماریوں کا کافی حد تک تدارک کر لیا ہے اور کاٹن کی تین لاکھ ایکڑ کم کاشت کے باوجود انشاء اللہ اچھی پیداوار ہوگی۔ کاٹن کی فصل اچھی ہے۔ چاول کی فصل بھی اچھی ہے اور اب کھاد کی مقدار کم پڑ گئی ہے۔ جہاں تک کھاد کی ذخیرہ اندوزی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں چھاپے بھی مارے جائیں گے، پرچے کریں گے ان کو پکڑیں گے بھی اور جہاں کوتاہیاں ہوں گی ان کو دور کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین شکریہ۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 20۔اگست 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1006

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 20۔اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

2۔ سوالات (محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

سال 2006 کے لئے پنجاب کے میڈیکل اور ہیلتھ کے اداروں کی سالانہ رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

1008

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

بدھ، 20۔اگست 2008

(یوم الاربعاء، 17۔شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَـٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّـٰلِحِينَۚ وَحَسُنَ أُوْلَـٰٓئِكَ رَفِيقًاo ذَٰلِكَ ٱلۡفَضۡلُ مِنَ ٱللَّهِۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ عَلِيمًاo

سورۃ النِّسَاء آیات 69 تا 70

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہےo یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جاننے والا کافی ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب مقبول حسین قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دوسرا کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ کے لئے
میرے کریم میرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کی ہوا کے لئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کا تاخیر سے انعقاد

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ آج آپ اس ایوان کو ذرا جواب دے دیں کہ ایک گھنٹہ پچاس منٹ آپ کیوں دیر سے تشریف لائے؟ مہربانی۔

جناب سپیکر: میں دیر سے آیا، مجھے افسوس ہے کہ آپ نے پتا نہیں میری حاضری کہاں سے count کرنا شروع کی ہے؟ میں آپ کا منتظر بیٹھا رہا ہوں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب والا! میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ بات میری یہ ہے کہ جب سے آپ تشریف لائے ہیں تب سے ماشاءاللہ House میں رونق لگ گئی ہے۔ اس سے پہلے دس بجے سے ہم جو ممبران آئے بیٹھے ہیں اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہم تو وقت کی پابندی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا قصور تو نہیں کہتا۔ میں نے آپ کو کب کہا ہے کہ آپ کا قصور ہے؟ اچھا کام کیا ہے کہ آپ time پر آ گئے ہیں اور آپ کا یہ خادم میرے خیال میں آپ کے time سے تقریباً 7 منٹ پہلے یہاں موجود تھا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب والا! پورا House یہ چاہتا ہے کہ اجلاس شام کے وقت ہو۔

جناب سپیکر: ابھی آپ پہلی بات کو تو چلنے دیں پھر اس کے بعد اس پر بات کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے conduct کو اس House میں discuss نہیں کر سکتے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ سپیکر صاحب کا جو honuor ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! میں نے خود آپ کو 30-9 پر Pipal House سے چلتا ہوا دیکھا ہے۔ آپ روزانہ سب سے پہلے پہنچتے ہیں اور ہر ممبر سے پہلے پہنچتے ہیں۔ کسی ممبر کو سپیکر کے بارے میں اس طرح سے بات نہیں کرنی چاہئے۔ اس پر آپ کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: اصل میں وہ بات میرے ذریعے شروع کروانا چاہتے تھے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! آپ تو 30-9 پر چلتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے مجھے اسی لئے کہا ہے کہ میں اس کا نوٹس لوں۔

فوڈ سپورٹ سکیم فارم کی اپوزیشن حلقوں میں تقسیم

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قمر حیات کاٹھیا!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! کل یہاں Food Stamp Programme کی بات ہوتی رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، Food Stamp نہیں ہے۔ وہ اپنے اس لفظ کو correct کر لیں، وہ Food Scheme ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! جو فارم ملے ہیں وہ میرے سامنے ہیں اس پر لکھا ہوا ہے۔ وہ واقعی بہت اچھا پروگرام ہے۔ وہ ایک حالت میں اچھا پروگرام ہے کہ عوام کی خون پسینے کی کمائی سے جو ٹیکس اکٹھے ہوتے ہیں اس ٹیکس سے عوام کو relief دینے کے لئے اگر برابری کی سطح پر دیا جائے تو پھر ٹھیک ہے۔ اگر آپ نے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے اکٹھے ہونے والے ٹیکس سے صرف اپنی پارٹی کو مضبوط کرنا ہے تو پھر بالکل غلط ہے۔ یہ کل میرے پاس نہیں تھا اس لئے میں نے بات نہیں کی، یہ آج میرے پاس ہے۔ اس پر آپ لکھا ہوا دیکھ سکتے ہیں کہ اس فارم کو ممبر صوبائی اسمبلی یا امیدوار صوبائی اسمبلی نے recommend کرنا ہے۔ یہ فارم صرف اپوزیشن کے حلقے میں دیئے گئے ہیں جو کہ انتہائی قابل شرم بات ہے کہ ان کے اپنے بندے ہارے ہوئے ہیں۔ یہ حکومت کے پیسے سے اپنی پارٹی کو support کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی پارٹی کو support کرنا ہے تو اپنے پیسے سے کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں راناصاحب اس کا جواب دیں لیکن بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پہلے تو اس بات کے متعلق عرض کرنا چاہوں گا جو پہلے ہاؤس میں چل رہی تھی کہ ایک بات تو یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی جتنے ادوار گزرے ہیں ان میں یہ دیکھا گیا ہے اور یہ بات بار بار ثابت ہوئی ہے کہ اگر جناب سپیکر! in time آ کر اپنی Chair پر تشریف فرما ہو جائیں تو 10 ممبر بیٹھے ہوں، 6 ممبر بیٹھے ہوں تو پھر جب لوگوں کو یہ پتا چل جاتا ہے کہ اجلاس نے ٹھیک ٹائم پر شروع ہونا ہے تو پھر لوگ اپنے آپ کو تھوڑا اس بارے میں regulate کر لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ محترم موہل صاحب نے اعتراض کیا تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معاملہ یہ نہیں ہے کہ اجلاس 11 بجے شروع ہو یا 10 بجے شروع ہو یا in time شروع ہو یا تھوڑا late شروع ہو آخر معزز ممبرز عوامی نمائندے ہوتے ہیں، لوگوں نے ان کے گھروں پر بھی آنا ہوتا ہے، ان کے offices بھی آنا ہوتا ہے اس لئے ان کی timing اس طرح سے نہیں ہو سکتی جس طرح سے کسی civil officer یا کسی دوسرے officer کی ہو سکتی ہے۔ اس میں تھوڑی بہت گنجائش ہوتی ہے لیکن بات یہ ہے کہ ممبران دلچسپی لیں۔ اب دلچسپی کا عالم یہ ہے

کہ کھاد سے اور important معاملہ کیا ہو سکتا ہے اس کے اوپر آپ نے 2 گھنٹے کا ٹائم رکھا تھا اور میرا خیال ہے ان 2 گھنٹوں میں جو discussion ہوئی ہے اس میں کون کون سے ممبرز جو یہاں پر اس وقت تشریف فرما ہیں، کون کون سے موجود تھے اور کون کون سے موجود نہیں تھے یہ خود میں سمجھتا ہوں کہ میں کسی کو pin point نہیں کرتا لیکن بات یہ ہے کہ بات تو دلچسپی کی ہے۔ اگر آپ دلچسپی لیں تو اجلاس 10 بجے شروع ہو جائے، 11 بجے شروع ہو جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ باقی جو ممبرز کا مطالبہ ہے کہ شام کے وقت اجلاس ہو تو جب next session ہو گا تو میں نے پہلے سے سیکرٹری اسمبلی اور آپ سے بھی گزارش کی ہوئی ہے کہ Business Advisory Committee میں اسے ایک agenda item کے طور پر رکھیں گے اس میں Leader of the Opposition بھی ہوں گے باقی پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈرز بھی ہوں گے وہ جو فیصلہ کریں گے اس پر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کاٹھیا صاحب نے Food Stamp کی بات کی ہے اور اس میں انہوں نے زور یہ دیا ہے کہ اپنی پارٹی کو مضبوط کرنے کے لئے اور ہمیں کمزور کرنے کے لئے، بھائی! آپ کو اس سے زیادہ اور کمزور کیا کرنا ہے، اس سے زیادہ آپ کمزور کیا ہو سکتے ہیں، اب آپ کی پارٹی کا نشان ہی ہے، نام و نشان والی بات تو ہے ہی نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کل جو معاملہ ہوا ہے اب یہ دو چار دن کی بات ہے اس کے بعد آپ نے بھی اِدھر ہی ہونا ہے تو یہ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا اس پر آپ کو اتنی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ مالی امداد سے محروم

(۔۔۔جاری)

MRS. AYESHA JAVED: Point of order. Mr. Speaker, seeking your permission to speak in the English language and speak right now, May I have your permission Sir?

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

MRS. AYESHA JAVED: Sir may I have your permission. Thank you very much Sir. I just remind to your kind Chair and the honourable minister that I made a point of order on Friday regarding disable child and reward money which was promise to her by the honourable Chief Minister. Till now it has not been given to her and you made assurance right in front of the media and in front of the whole House that it is going to be done and something is going to be looked into. So it is not done as yet. Thank you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اس دن اس معذور بچی سے متعلق یہ point raise کیا تھا جس کی امداد کی بات ہوئی تھی۔ وہ میں نے Chief Minister office سے چیک کیا ہے تو وہاں سے جو information مجھے دی گئی ہے کیونکہ وہ بچی position holder نہیں تھی اس لئے اسے اس level کے اوپر اس کی امداد کرنے کا اعلان یا وعدہ نہیں کیا گیا تھا، انہیں گولڈ میڈل دیا گیا ہے اور وہ بچی جہاں تک بھی تعلیم حاصل کرے اس کی تعلیم free کرنے کے orders کئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ غالباً 10 ہزار روپے اس کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے لیکن محترمہ کا اور ہاؤس کا جو concern ہے اور اس دن آپ نے بھی بات کی تھی وہ میں نے وہاں تک پہنچایا ہے کہ اس 10 ہزار کی امداد کو تھوڑا سا بڑھا دیا جائے تو انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اس کو بڑھا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ جی، Leader of the Opposition

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کی بات پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو انہوں نے ابھی ارشاد فرمایا کہ آپ کا نشان کیا مٹانا، آپ کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ میں تعداد کے لحاظ سے بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ ان کے 15/16 ممبرز تھے تو اس کو کبھی نام و نشان مٹانے کے حوالے سے نہیں لیا گیا تھا۔ وہاں سے یہ 90 تک پہنچے ہیں، ہم نے تو 70 سے

آگے جانا ہے۔ یہ 16 سے 90 تک پہنچ سکتے ہیں تو 70 سے آگے کتنے جا سکتے ہیں اس کا ذرا حساب رکھئے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تکبر ہی ہے جس نے ابھی تک انہیں 400 میں سے 100 تک ہی محدود رکھا ہوا ہے جو سیٹیں یہاں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے ساتھی نے یہ جو Food Support Programme کی بات کی ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ امیدوار صوبائی اسمبلی، امیدوار کئی حلقوں میں 20/20, 15/15 ہیں کس کو deprive of کریں گے اور ایک میرے ساتھ میاں شفیع صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں جن کا پی پی۔ 288 ہے ان کے (ن) لیگ کے نمائندے کے 423 ووٹ تھے اور اس کو 3 ہزار فارم دیئے گئے ہیں۔ میں صرف اسی حوالے سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پھر پیچھے جانا پڑے گا کیونکہ میں بھی کچھ باتوں کو جانتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) میں بتاتا ہوں جو آپ کی کارروائی ہے، مجھے بتانے دیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں پہلے اپنی بات مکمل کر لوں۔ یہ آپ کا استحقاق ہی نہیں ہے۔ اس ہاؤس کے اندر آپ کا ہر قسم کا حکم ہے۔ ہم ان میں سے نہیں ہیں جو آپ کے conduct کو challenge کریں گے۔ آپ جو بھی ارشاد فرمائیں گے وہ آپ کے conduct کا حصہ اور آپ کا حکم سمجھتے ہوئے اس کو قبول کریں گے لیکن ہم نے اپنی معروضات پیش کر دیں کہ جو سلیقہ، جو طریقہ اور جو روایات ہیں، جو ایک جمہوری language ہے، جو جمہوری لہجہ ہے اسی کو اپنایا جائے ورنہ اسی لہجے اور انہی الفاظ میں جواب دینا آتا ہے لیکن ہم نہیں دیں گے کیونکہ ہماری سیاسی تربیت اس طرح کی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی مہربانی ہے، آپ کی مہربانی ہے۔ (قطع کلامیاں)
نہیں، نہیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی بول رہا ہوں۔ مجھے ان کی بات کا تھوڑا سا جواب دے لینے دیں۔ میں رانا صاحب یا چودھری صاحب سے کوئی اختلاف نہیں کر رہا، میں تو اپنی پچھلی بات بتانا چاہتا ہوں جو مجھے آپ کی حکومت کے ہوتے ہوئے۔۔۔ (قطع کلامیاں)
دیکھیں! پنجاب کے 35 اضلاع میں سے میرا چھوٹا بھائی خوش قسمتی سے ضلع کا ناظم بن گیا لیکن جو سلوک اس ضلع کے ساتھ آپ نے پچھلے tenure میں کیا ہے اس کی مثال شاید پنجاب میں اور کہیں نہ مل پائے۔ (شیم، شیم)

میں پھر بھی موجودہ حکومت کے تمام متعلقہ افراد اور ذمہ داران سے یہی گزارش کروں گا کہ بھئی! ان کا خیال رکھا جائے، ان کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ پچھلے دور میں انہوں نے لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں کی ہیں ان کو چھوڑ کر اچھی روایت قائم کریں۔ شکریہ

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی ہمارے فاضل ممبر نے Food Stamps کے حوالے سے بات کی ہے تو میں ان کی یادداشت کو درست کرنا چاہتی ہوں کہ الیکشن سے پہلے ان کے وزیراعلیٰ نے اپنی تصویروں کے ساتھ ڈاک کے ذریعے لوگوں کے گھروں میں پندرہ پندرہ سو روپے بجھوائے تھے تو انھوں نے اپنی پارٹی کو مضبوط کرنے کی کوشش کی یا ہم لوگوں نے کی ہے؟

جناب سپیکر: میرے علم میں یہ بات بھی ہے کہ کئی ایسے لوگ بھی تھے جو مستحق نہیں تھے۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: انھوں نے اپنے امیدواروں کو مضبوط کرنے کے لئے یہ حربے استعمال کئے، کیا انھوں نے اپنی جیب سے وہ پیسے دیئے تھے؟

جناب سپیکر: جس بات سے قومی نقصان ہوتا ہو میرے خیال میں وہ بات نہیں کرنی چاہئے۔ آپ کو اب اچھی روایات اپنانی چاہئیں۔

وزیر برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! شکریہ۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے یہ بات کہی ہے کہ Food Stamps Scheme کا انعقاد گورنمنٹ کے امیدواروں کو مضبوط کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور ہم ان کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ پنجاب کے 35 اضلاع میں اور ہر صوبائی حلقے میں جہاں کہیں بھی الیکشن ہوا ہے اور وہاں سے لوگوں نے ووٹ لئے ہیں اس علاقے میں جو نادار اور مستحق لوگ ہیں ان تک اس کے ثمرات ضرور پہنچیں گے خواہ وہاں سے مسلم لیگ (ق) کا بندہ جیتا ہے، مسلم لیگ (ن) کا جیتا ہے یا پاکستان پیپلز پارٹی کا جیتا ہے۔ ہم نے تو پنجاب کے نادار لوگوں کو، پسے ہوئے طبقے کو Food Stamps Scheme کے ذریعے تقویت دینی ہے اور ان کی دادرسی کے عمل کو یقینی بنانا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! بڑی اچھی بات ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم پنجاب کے تمام اضلاع میں بلا تفریق ہر ایک کو ایک ایک ہزار روپیہ دیں گے لیکن آپ اخبار کا تراشا دیکھیں۔ یہ ان مظلوموں کی بات کر رہے ہیں جو اپنا علاج نہیں کروا سکتے۔ یہ اپنے کارکنوں کو ایک ایک ہزار روپیہ تو دے رہے ہیں لیکن ان کو جا کر دیکھیں جو صرف علاج کی غرض سے بیت المال جاتے ہیں اور بیت المال والے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں جبکہ پچھلے دور میں 500 ملین روپے بیت المال کے پاس تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میرا تعلق مسیحی برادری سے ہے۔ میرے لوگ جب ہسپتالوں میں جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہاں پر زکوٰۃ واجب ہو سکتی ہے لیکن ہمیں زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب میرے لوگ بیت المال جاتے ہیں تو وہاں کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میرے مسیحی بھائی جو مسلم لیگ (ق) سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے یہاں پر Food Stamps Scheme کے متعلق اور دوسری باتیں کی ہیں۔ اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خون اگلتی ہے تو شکوہ کیسا

جناب سپیکر! میرا فیصل آباد سے تعلق ہے اور میں بھی مسیحی برادری سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ق) کے جو ممبر تھے انھوں نے پوری گلی میں پائپ ڈلوائے اور جہاں سے میرا گھر شروع ہوتا ہے اس کے ساتھ دو چرچ ہیں وہاں پر دو پائپ چھوڑ دیئے۔ آج ان کی وجہ سے وہاں پر نہ صرف ہیپاٹائٹس (سی) پھیل رہا ہے بلکہ لوگ کثافت زدہ پانی پی رہے ہیں۔ ان کو پانچ سالوں میں نوازا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگر انھوں نے کچھ ایسے غلط کام کئے ہیں تو آپ اچھے کام کریں تاکہ لوگ آپ کو یاد رکھیں۔ شکریہ

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ Food Stamps کی بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ تحصیل فیروز والا میں ایک sports city جناب مونس الٰہی اور سابق وزیر اعلیٰ نے بنوایا، 10 لاکھ روپے کی زمین acquire کر کے باہر کے لوگوں کو دو دو کروڑ روپے میں بیچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جو بحث یہاں پر چل نکلی ہے، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک اچھے پروگرام پر اس طرح بات کر رہے ہیں۔ یہ 22۔ارب روپے کا بجٹ جو یہاں پر پاس کیا گیا ہے یہ purely غریب لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ ہر شخص کو دیا جا رہا ہے اور اس میں کوئی تمیز نہیں کی جا رہی کہ یہ (ق) لیگ کا ہے، (ن) لیگ کا ہے یا پیپلز پارٹی کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ خود بات کرتے ہیں اور سننا پسند نہیں کرتے۔ میں انھیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں خاص طور پر مسیحی برادری کو accommodate کیا جا رہا ہے اور بغیر تمیز کے کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے تو خود مال کھایا ہے۔ یہ پہلی دفعہ غریب لوگوں تک جا رہا ہے تو ان کو یہ تکلیف ہے کہ ہماری تجوریوں میں کیوں نہیں آ رہا اور ادھر کیوں جا رہا ہے۔ یہ غریبوں کی بات کریں۔ سب کو مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ آپ اچھے کام کرتے چلے جائیں جو بھی اس کو غلط کہتا ہے وہ خود بخود رک جائے گا۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں قرار داد مذمت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سوالات (محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اس وقت وقفہ سوالات ہے۔ اس کے بعد پھر شاید آپ کو وقت مل جائے۔ ایسے مناسب نہیں ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 159۔

ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں/مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*159: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال / مراکز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد علیحدہ علیحدہ مرکز کے حوالے سے کیا ہے؟

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع لاہور میں کل 24 ویٹرنری ہسپتال اور 26 ویٹرنری سنٹر واقع ہیں جو درج ذیل ہیں۔

سول ویٹرنری ہسپتال:-

1۔ رائے ونڈ 2۔ شاکے بھٹیاں، 3۔ مل، 4۔ مانگا منڈی، 5۔ چوہنگ، 6۔ نیاز بیگ،
7۔ علی رضا آباد، 8۔ جیابگا 9۔ رکھ چندرائے، 10۔ آر۔ اے بازار 11۔ ہیر،
12۔ پھنگالی، 13۔ برکی، 14۔ ہڈیارہ، 15۔ گھونڈ، 16۔ پڑھانہ، 17۔ منہالہ،
18۔ تقی پور، 19۔ جلو، 20۔ ہربنس پورہ، 21۔ بھسین 22۔ ہانڈو گجراں
23۔ شاہدرہ 24۔ کاہنہ نو۔

سول ویٹرنری سنٹر:-

1-دولو خورد، 2-مراکہ، 3-رنگیل پور، 4-آرائیاں 5- گجو متہ، 6- بھبے جھگیاں،
7۔ لکھوڈیر، 8-اٹاری سروبا، 9-شاہپور کانجراں، 10-ہلوکی، 11-لدھڑ، 12-مناواں،
13-ڈوگرائے، 14-پانڈوکی، 15-نروڑ، 16-پاجیاں، 17-واہگہ پنڈ،

18-جاہمن، 19-اعوان ڈھائیانوالا، 20 -لکھوکی، 21-کاچھا، 22-قریشی والا
23-کماہاں، 24-پانڈیاں والا، 25-لدھیکی اوچے، 26-جمرو پور،

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں اوسطاً 12 سے 15 جانور علاج و معالجہ کے لئے لائے جاتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ ضلع لاہور میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال اور مراکز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟ اس حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح آپ بھی جانتے ہیں کہ پنجاب کے لوگوں کی معاشی زندگی پر جانوروں کا بڑا اثر ہے اور خاص طور پر پورے پورے خاندان جانوروں پر پرورش پاتے ہیں۔ جیسے جانوروں کی صحت کا انحصار ان خاندانوں سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح ہمارے لاہور میں رہنے والے لوگوں کی صحت کا تعلق بھی جانوروں کی صحت سے ہے۔ جز (الف) کے جواب میں ایک لسٹ دی گئی ہے کہ ویٹرنری سنٹرز اور ہسپتال 50 ہیں۔ اس لسٹ میں شاہدرہ کے سنٹر کا بھی ذکر ہے تو اس سنٹر میں کوئی بھی ڈاکٹر صاحب موجود نہیں حالانکہ وہ بہت اہم سنٹر ہے جو کم از کم پچاس ساٹھ دیہاتوں کو cover کرتا ہے۔ پھنگالی سنٹر میں بھی کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ سنٹروں کی جو لسٹ دی گئی ہے اس میں سے کوئی چھ سنٹر ایسے ہیں جہاں پر کوئی عملہ تعینات نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے یہ پوچھیں کہ یہ فلاں سنٹر ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں کہ ان سنٹروں میں عملے کی تعیناتی کا جو بتایا گیا ہے صرف ایک آدمی کا بتایا گیا ہے۔ وہاں پر کوئی چوکیدار نہیں ہے، کوئی صفائی والا نہیں ہے صرف ایک آفیسر کا بتایا گیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر عملہ ہی نہیں ہے ان کو یہ کس طرح manage کرتے ہیں؟ دوسرا یہ بتادیں کہ ایک سنٹر میں صرف ایک ہی آدمی ہے۔ کیا وہی آدمی صفائی کرتا ہے، وہی چوکیدارا کرتا ہے اور وہی جانوروں کو چیک کرتا ہے اس کا ذرا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میرے دوست نے جو ضمنی سوال کیا ہے تو ہمارے پاس 24 مرکز ہسپتال ہیں ان میں صرف

شاہدرہ اور پھنگالی میں ڈاکٹر نہیں ہیں باقی ہر ہسپتال میں ہمارے افسر موجود ہیں۔ اگر یہ کوئی نشاندہی کر دیں اور مجھے لکھ کر دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوسٹ fill ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی نشاندہی کریں۔

میاں نصیر احمد: نشاندہی کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کو کوئی particular بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ جتنے سنٹرز ہیں کیا ان میں لوگوں کو جو سہولیات دی جا رہی ہیں ان سے دوائیوں کے کوئی پیسے لئے جا رہے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ان سنٹرز میں 12 سے 15 جانور آتے ہیں اور ہر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنی فیس مقرر کرتی ہے لیکن لاہور میں پچاس پیسے فی جانور فیس ہے اور دوائیاں بھی ہر سنٹر پر موجود ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا محترم منسٹر صاحب سے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا اور میں توجہ دلانا چاہتا تھا کہ جانور چونکہ بھاری بھر کم شے ہوتی ہے اور لوگ ان کو سنٹرز پر نہیں لا سکتے۔ وہاں سنٹرز سے لوگوں کو جانوروں کو چیک کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ان 20 سنٹرز پر صرف ایک آدمی تعینات ہے تو وہ اس کو کس طرح manage کرتے ہیں؟ کیونکہ پورے سنٹر کو چلانے کے لئے صرف ایک آدمی ہے، وہاں صفائی والا ہے، چوکیدار ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر ہے۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے 20 سنٹرز کا ذکر کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمارے لاہور میں 24 سنٹرز ہیں۔ ان میں ویٹرنری آفیسرز کی تعداد اس طرح سے ہے کہ ہر سنٹر پر ایک ڈاکٹر ہے، ویٹرنری اسسٹنٹ ایک ہے اور درجہ چہارم کی تعداد تین ہے۔ سٹاف پورا ہے لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کسی سنٹر میں سٹاف کی کمی ہے تو مجھے اس کی نشاندہی کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس لسٹ کے نیچے ایک اور لسٹ ہے جو انہوں نے خود دی ہے جس میں ویٹرنری سنٹرز کا ذکر ہے اور وہاں پر صرف ایک بندہ ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ان سے کوئی particular سنٹر کا پوچھیں۔

میاں نصیر احمد: انہوں نے پوری لسٹ دی ہے جس میں صرف ایک آدمی تعینات ہے۔ یہ اسے خود دیکھ لیں۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جہاں ہمارے ویٹرنری سنٹرز ہیں ان میں ویٹرنری اسسٹنٹ بھی کام کرتے ہیں جن کو محکمے کی طرف سے موٹر سائیکلیں فراہم کی گئی ہیں۔ وہ مویشی پالوں کے گھر جا کر وہاں جانوروں کو حفاظتی ٹیکے لگاتے ہیں اور انہیں first aid مہیا کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں specific سنٹر کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ تمام سنٹرز کا یہی حال ہے لیکن نیاز بیگ میں ایک سنٹر ہے وہاں پر ایک ڈاکٹر باقر صاحب ہیں جن کے بارے میں، میں منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور ان سے سوال کرتا ہوں کہ ان کی کم از کم فیس 200 روپے ہے اور جو وہ دوائیاں دیتے ہیں وہ exorbitant ریٹ پر دیتے ہیں اور اس سے تقریباً پچاس فیصد جانور تو مر ہی جاتے ہیں، زندہ نہیں رہتے۔ کیونکہ جن بیچارے لوگوں کے یہ جانور ہوتے ہیں وہ زیادہ تر ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا ان جانوروں کے اوپر گزر بسر ہوتا ہے۔ ان سنٹرز پر تعینات زیادہ تر ڈاکٹرز کرپٹ ہیں، کم از کم دو سو روپے ان کی فیس ہے اور دوائیاں بھی اپنے پاس سے ہی پیش کرتے ہیں اور وہ دوائیاں بھی زیادہ تر samples ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وہی بتانے لگا ہوں۔ منسٹر صاحب نے ابھی یہ کہا تھا کہ وہاں پچاس روپے فیس ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ جیسے میں نے specific نیاز بیگ سنٹر کا ذکر کیا ہے تو وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ ان کے علم میں ہے اور وہاں پر کتنی فیس لی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ڈاکٹر باقر صاحب کے بارے میں بتائیں جو انہوں نے پوچھا ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے اپنے ساتھی کو بتایا ہے کہ پچاس پیسے ہے پچاس روپے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کتنی فیس ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پچاس پیسے فی پرچی ہے۔

شیخ علاؤالدین: یعنی 199 روپے 50 پیسے کا منافع ہے۔ یہ تو کوئی پانچ ہزار فیصد بنتا ہے۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں کہ کس سنٹر میں کرپشن ہو رہی ہے؟ ہماری حکومت کی یہ اولین ترجیح ہے کہ ہم نے کرپٹ افسر کو برداشت نہیں کرنا۔ یہ نشاندہی کر دیں کہ فلاں ڈاکٹر 200 روپے فیس لے رہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے categorically آپ کو بتایا ہے لیکن شاید آپ نے سنا نہیں ہے۔ نیاز بیگ سنٹر پر ڈاکٹر باقر صاحب ہیں۔

شیخ علاؤالدین: ایک تو ڈاکٹرز اتنی فیس لیتے ہیں لیکن ان کی کوئی ٹرانسفر نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی مانیٹرنگ سسٹم ہے۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ثبوت کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ وہ اتنی فیس لیتا ہے اور یہی حالات دوسرے سنٹرز کے ہیں جیسے میاں نصیر صاحب نے کہا ہے کہ ایک ایک آدمی ہے۔ آپ بتائیے کہ جس بندے کی ایک گائے یا بھینس ہے وہ دو سو روپے فیس دے اور ہزار دو ہزار کی دوائیاں لے۔ یہاں تو لوگ اپنے لئے دوائی نہیں لے سکتے تو اس کا پھر practicularly لوگوں کو کیا فائدہ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا گورنمنٹ ان کو مفت دوائیاں دے سکتی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بھی کہتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ جو لوگ دو سو روپے صرف چیک کرنے کی فیس لے رہے ہیں ان سے کیا بھلائی کی امید ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں "maxef" وافر مقدار میں ہے۔ چونکہ اب برسات کا موسم ہے اور آج کل دو بیماریاں ہیں۔ ایک منہ کھر ہے جس کی بوتل 456 روپے کی ملتی ہے اور فی جانوران پر آٹھ روپے لگتے ہیں، میرے خیال میں یہ اتنی بڑی قیمت نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور بیماری ہے جس کے لئے ہم نے S.M.D.V انجکشن دیا ہوا ہے جو ہر سنٹر میں موجود ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ ضمنی سوال پر ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ آؤٹ فال / ریٹیگن روڈ پر موجود ویٹرنری ہسپتال المشہور گھوڑا ہسپتال جس کے ساتھ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز منسلک ہے اس کا ذکر یہاں پر نہیں کیا گیا، کیا وہ محکمہ اس کے under نہیں آتا؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ان ہسپتالوں میں تعینات ویٹرنری اسسٹنٹس نے اپنے پرائیویٹ کلینکس کھول رکھے ہیں اور وہ کیسز اپنے کلینکس پر refer کر دیتے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں ویٹرنری ڈاکٹر یا ڈسپنسر کو حکومت لائسنس جاری نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے فارمیسی کا کورس نہیں کیا ہوتا۔ ہم نے منع کیا ہوا ہے کہ وہ پرائیویٹ طور پر کلینک نہ بنائیں۔ اگر انہوں نے ایسا کوئی کلینک کھولا ہوا ہے تو یہ نشاندہی کریں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں نے گھوڑا ہسپتال کے متعلق سوال پوچھا تھا اور اس کا ذکر انہوں نے اس لسٹ میں نہیں کیا۔ کیا وہ محکمے کے ماتحت نہیں ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر خصوصی تعلیم و امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): گھوڑا ہسپتال یونیورسٹی کے تابع ہے اور یونیورسٹی اس کی نگرانی کرتی ہے اور وہی اس سے پوچھ سکتی ہے۔ یہ صوبائی حکومت کے تابع نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا یہ محکمے کے under ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ محکمے کے under ہے یا نہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف کی اس حوالے سے تیاری نہیں ہے۔ انہیں عام سوالات کے جوابات کا بھی پتا نہیں ہے۔ براہ مہربانی اس کو seriously لیا جائے۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر یہ fresh question کریں تو اس کا جواب منگوا لیتے ہیں اور پھر تفصیل بتا دیں گے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: محکمے نے جواب دیا ہے کہ ان اداروں میں اوسطاً 12 سے 15 جانوروں کا علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تقریباً چھ سو سے ساڑھے چھ سو جانوروں کا علاج معالجہ کیا

جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ تعداد کافی ہے یا اس کے لئے کچھ اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ جانور علاج معالجے کے لئے آسکیں؟

وزیر خصوصی تعلیم،امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ تو بیماری پر منحصر ہوتا ہے کہ کتنے جانور بیمار ہوتے ہیں اور کتنے مرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا ارشد صاحب۔ اگر آپ نے ضمنی سوال پوچھنا ہے تو پوچھیں ورنہ میں اگلے سوال پر جا رہا ہوں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ پچھلے دور میں جس طرح بجلی کا بحران پیدا ہوا اسی طرح دودھ کا بحران بھی پیدا ہو گیا ہے اور دودھ جو 12/10 روپے کلو تھا اب وہ پچاس روپے تک فروخت ہو رہا ہے۔ اسی طرح پچھلے دور میں گوشت کی قیمتیں بھی بڑھی ہیں۔ جو پچھلے دور میں ہوتا رہا ہے ہم اس کو چھوڑیں، ہماری حکومت کو اس کی پلاننگ کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ یہ تو تجاویز دے رہے ہیں۔

رانا محمد ارشد: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہماری حکومت اس کی پلاننگ کر رہی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 210 ہے۔

صوبہ پنجاب و ضلع شیخوپورہ میں مویشی پال فارمز کی صورتحال

*210: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حکومت کے زیر کنٹرول مویشی پال فارم کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ضلع شیخوپورہ میں سال 07-2003 کے دوران حکومت نے کتنے نئے مویشی پال فارم کہاں کہاں قائم کئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ضلع شیخوپورہ میں مزید مویشی پال فارم قائم کرنے کو تیار ہے تاکہ ضلع میں بڑھتی ہوئی گوشت کی ضرورت کو پورا کیا جا سکے اور قیمت پر بھی کنٹرول ہو سکے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبے میں حکومت کے زیر کنٹرول مندرجہ ذیل 22 مویشی پال فارم ہیں:۔

نمبر شمار	نام فارم	مقام
1-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد	ضلع سرگودھا
2-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خوشاب	ضلع خوشاب
3-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ غلاماں	ضلع بھکر
4-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور	ضلع راجن پور
5-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شیر گڑھ	ضلع اوکاڑہ
6-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں درکھانہ	ضلع جھنگ
7-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شاہ جیونہ	ضلع جھنگ
8-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں کوٹ امیر شاہ	ضلع جھنگ
9-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم کلور کوٹ	ضلع بھکر
10-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی	ضلع بھکر
11-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم جوگیت پیر	ضلع بہاولپور
12-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل	ضلع لاہور
13-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر	ضلع اوکاڑہ
14-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بھونیکی (پتوکی)	ضلع قصور
15-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں ہارون آباد	ضلع بہاولنگر
16-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں چک کٹورہ (حاصل پور)	ضلع بہاولپور
17-	بارانی لائیو سٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کھیری مورت تحصیل فتح جنگ	ضلع اٹک
18-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد	ضلع خانیوال
19-	گورنمنٹ انگورہ گوٹ فارم خیرے والا	ضلع لیہ
20-	گورنمنٹ فائن وول شیپ فارم 205ٹی ڈی اے	ضلع بھکر
21-	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیر آباد	ضلع خانیوال
22-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں قادر آباد	ضلع ساہیوال

(ب) 07-2003 کے دوران ضلع شیخوپورہ میں کوئی فارم قائم نہیں کیا گیا۔

(ج) جی ہاں! اگر حکومت فارم بنانے کے لئے مناسب جگہ مہیا کر سکتی ہے تو ضلع شیخوپورہ میں مویشی پال فارم قائم کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے مویشی پال فارم کی تعداد 22 بتائی ہے۔ پنجاب میں 36 اضلاع ہیں اور ان کے لئے 22 مویشی فارم دیئے گئے ہیں۔ ایک ضلع میں تو چار چار فارم بنا دیئے گئے ہیں اور کچھ اضلاع ایسے ہیں جہاں پر کوئی مویشی فارم نہیں بنایا گیا۔ گوشت اور دودھ کی ضرورت ہر انسان کو ہے۔ میری تجویز تو یہ تھی کہ گوشت اور دودھ کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے کیا حکومت تحصیل کی سطح پر بھی کوئی مویشی فارم بنا رہی ہے؟ میں نے ان سے ایک سوال اور پوچھا تھا کہ کیا ضلع شیخوپورہ میں بھی مویشی فارم قائم ہیں۔ وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ وہاں نہ تو انسانوں کو گوشت کھانے کا شوق ہے اور نہ ہی دودھ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں کرتے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ حیرت کی بات ہے کہ ضلع شیخوپورہ جو اتنا بڑا ضلع تھا اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ضلع ننکانہ بنایا گیا ہے۔ وہاں پر نہ تو کوئی مویشی فارم ہے جس میں جانوروں کو پال کر تازہ، اچھا اور صحت مند گوشت حاصل کیا جا سکے۔ یہ ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے کہ یہاں پر پچھلے دس سالوں میں بالکل اس چیز پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ جتنے مویشی فارم تھے اتنے کے اتنے ہی رہے۔ جانور کم ہونے کی وجہ سے گوشت کی پیداوار بھی کم ہوئی اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اپنے ہمسایہ ملک سے گوشت منگوانا پڑتا ہے۔ وہ گوشت تازہ نہیں ہوتا، باسی گوشت ہوتا ہے، بیمار جانوروں کا گوشت ہوتا ہے اور جھٹکے والا گوشت ہوتا ہے جو کہ مذہبی نکتہ نظر سے غلط ہے، وہ گوشت ہمارے ملک میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس سے بڑی شرم کی کوئی اور بات نہیں ہے کہ ہم اپنے ملک میں وہ کام نہیں کر سکتے؟ ہم اپنے ملک میں مویشی فارم کیوں نہیں بناتے جہاں سے ہم بہتر طریقے سے جانوروں کا گوشت حاصل کر سکیں؟ ہم ہمسایہ ملکوں سے گوشت تو لیتے ہیں، ہم تو پیاز اور آلو تک بھی اپنے ہمسایہ ملک سے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نہایت ہی ادب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس ملک کی آپ بات کر رہی ہیں وہاں سے کچھ مہمان یہاں پر باکس میں تشریف فرما ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ آپ نے اچھی باتیں کی ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وہاں سے جھٹکے والا گوشت آتا ہے میں یہ حلفاً کہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا نہیں ہے، وہ وہاں سے گوشت نہیں لیتے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: مجھے پتا ہے کہ وہاں سے گوشت آتا ہے۔ میں یہی بات کہنا چاہوں گی کہ یہ جو مویشی فارم ہیں یہ ضلع کی سطح پر ہر جگہ بنائے گئے ہیں مگر ضلع شیخوپورہ کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ شاید اس لئے کہ وہاں کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ پچھلی حکومتوں میں بھی ضلع شیخوپورہ سے کوئی وزیر نہیں تھا۔ وہاں پر کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ درخواست کروں گی کہ تحصیل کی سطح پر مویشی فارم بنائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! محترمہ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ مجھے وہ بتادیں میں، انہیں جواب دیتا ہوں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع شیخوپورہ کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں کیا گیا ہے، وہاں پر مویشی فارم کیوں نہیں بنائے گئے؟ میرا ایک سوال یہ ہے کہ یہ فارم تحصیل کی سطح پر بنائے جائیں اور ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ جب آپ مویشی فارم بنائیں گے تو تازہ اور صحت مند گوشت لوگوں کو ملے گا۔ اگر پہلی حکومتوں نے نہیں بنائے تو آپ اس پر کیا توجہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ جو ریسرچ فارم ہیں یہ حکومت کے تجرباتی فارم ہیں۔ یہ پرائیویٹ فارم نہیں ہیں اور شیخوپورہ میں دودھ اور گوشت کے لئے سینکڑوں کے حساب سے پرائیویٹ فارم موجود ہیں۔ دوسری بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر ضلعی حکومت زمین فراہم کر دے تو پھر ہم وہاں پر ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنا دیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ضلعی حکومت زمین دے دے یا پھر محترمہ ہمیں سرکاری زمین کی نشاندہی کریں ہم اسے acquire کر کے وہاں پر سنٹر بنا دیتے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! ضلع شیخوپورہ میں بہت سی اراضی ایسی ہے جو حکومت کی ملکیت ہے اس پر مویشی فارم کیوں نہیں بنایا جاتا؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہر چیز کا ایک procedure ہوتا ہے۔ محترمہ ماشاء اللہ ممبر صوبائی اسمبلی ہیں۔ یہ ڈی سی او کو apply کریں اور زمین acquire کروائیں۔ جب زمین ہمارے محکمے کے نام منتقل ہو جائے گی تو سنٹر بھی بن جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! گیارہ سال تک کوئی بھی ایسی تجویز نہیں آئی کہ وہاں پر کوئی ایسا فارم بنایا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ اسلام صاحب تشریف رکھیں، شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، بی بی! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر صاحب ضلع شیخوپورہ میں مویشی فارم قائم کرنے کو تیار ہیں لیکن میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مویشی فارم تو بہت سے بنے ہیں لیکن جو گھوڑوں کے فارم ہیں ان سے حکومت کو کیا revenue ملتا ہے اور اس سے عوام کو کیا حاصل ہوتا ہے جو اتنے اتنے جاگیرداروں نے گھوڑا پال سکیمیں بنا رکھی ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ویسے تو یہ سوال fresh بنتا ہے لیکن میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ گھوڑی پال سکیم 1932 میں ختم ہو گئی تھی اور اس سے پہلے ہر ایک گھوڑی پالنے والے کو 50 ایکڑ اراضی دی جاتی تھی لیکن 1932 کے بعد یہ سکیم ختم ہو گئی ہے۔

محترمہ محمودہ چیمہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ مویشی پال فارم صوبہ کے تقریباً ہر ضلع میں ہیں لیکن میں سیالکوٹ ضلع کے بارے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہاں پر کوئی ایسا فارم نہیں ہے تو کیا وہ زرعی ضلع نہیں ہے یا وہاں کے زمیندار اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں ایسی سہولت دی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں تقریباً 22 کے قریب مویشی پال فارم حکومت کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ اگر محترمہ چاہتی ہیں کہ سیالکوٹ میں بھی ایک سنٹر کھل جائے تو پھر یہ صوبائی حکومت سے request کریں اور land acquire کا ثبوت محکمہ کو دکھادیں یا زمین محکمے کے نام منتقل کر دیں تو یہ سنٹر کھل جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ محترمہ! گورنمنٹ آف پنجاب کو request کریں۔ گورنمنٹ آف پنجاب تو یہ خود ہیں کیونکہ کابینہ اور وزیر اعلیٰ ہی گورنمنٹ ہوتے ہیں اور باقی سرکاری افسران کے نیچے مشینری ہے جو کہ ان کے آرڈرز پر عملدرآمد کرواتی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ گورنمنٹ آف پنجاب کو request کریں۔ گورنمنٹ آف پنجاب منسٹر صاحب خود ہیں تو میری گزارش ہے کہ یہ اس بات کی خود یقین دہانی کروائیں کہ ہم یہ کام کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! نوانی صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن جب تک یہ black & white نہیں دیں گے اور جب تک ہمیں move نہیں کریں گے تو اس پر ہم کیسے عمل کریں گے؟ یہ ہمیں move کریں اور black & white دیں اور انشاءاللہ تعالیٰ حکومت پنجاب یہ کرنے کو تیار ہے کیونکہ حکومت کا کام خدمت کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مسز چیمہ فرمارہی نیں "سیالکوٹ دے اندر جانوراں دے پالن لئی کوئی فارم بنایا جائے"۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پنجابی میں بولنے کی اجازت نہیں دی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پنجابی میں عرض کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، اب آپ بول لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مسز چیمہ فرما رہی نیں کہ وہاں پر۔۔۔(قہقہے)

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شاہ صاحب! پنجابی میں بات کرنے کی اجازت لے کر پنجابی میں بات نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! بات کریں۔

محترمہ شمائلہ رانا: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمائلہ رانا: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ مختلف اضلاع میں مویشی پال فارم بنانے کا بتایا گیا ہے۔ کیا رحیم یار خان میں ابھی تک کوئی ایسا فارم بنایا گیا ہے اور اس کا criteria کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہمارے مویشی پال فارم صوبہ بھر میں 22 ہیں۔ ایک خضر آباد میں ہے جہاں پر ساہیوال نسل کی گائے اور کجلی بھیڑ کی پرورش کرتے ہیں۔ اسی طرح خوشاب میں نیلی بھینس اور اسی طرح رکھ غلاماں میں نیلی بھینس اور دوغلی گائے جو جرسی کے ساتھ cross ہوتی ہے۔ اسی طرح۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کون سی بات کر رہے ہیں۔ ایسی بات تو انہوں نے آپ سے نہیں پوچھی؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ایک تو وہاں پر زمین ہو اور وہاں پر باقاعدہ عملہ جا کر ان تمام مویشیوں کی نگرانی کرتا ہے اور ہمارے پاس چھ مراکز ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ کام کہاں سے شروع کر دیا ہے۔ابھی میں اس سوال پر گیا ہی نہیں ہوں اور ضمنی سوال کیا گیا ہے۔وہ سوال آپ سے کیا پوچھ رہے ہیں اور آپ جواب کیا دے رہے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! مائیک کی وجہ سے ان کے سوال کے بارے میں مجھے صحیح طرح سمجھ نہیں آئی۔وہ اپنا سوال دوبارہ کر دیں۔

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر! میں نے ان سے فارم بنانے کا criteria پوچھا ہے کہ کس طرح فارم بنائے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ مویشی پال فارم کس criteria کے تحت بناتے ہیں، رحیم یار خان کے بارے میں بھی پوچھا گیا ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ فارم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک پرائیویٹ ہوتے ہیں جو کہ عام آدمی بناتے ہیں اور دوسرے حکومت بناتی ہے۔یہ بتائیں کہ کس کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ شمائلہ رانا: گورنمنٹ کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ بنوانا نہیں چاہتیں بلکہ criteria کی بات کر رہی ہیں کہ اس کا criteria بتائیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سب سے بڑا اور بہترین فارم جہانگیر ترین صاحب کا رحیم یار خان میں بنا ہوا ہے جس کو ماڈل فارم کہا جا سکتا ہے۔ملک کی بہترین بھینس اور گائے کی نسلیں جس علاقہ میں زیادہ ہوں، ان پر ریسرچ کرنے کے لئے۔۔۔

چودھری عبداللہ یوسف: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگر ضمنی سوال ہے تو یہ آخری سوال ہوگا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ڈیری ڈویلپمنٹ اور حیوانات کے خالصتاً کسانوں اور زمینداروں اور دیہی آبادی سے متعلقہ سوالات ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر بھینس کا دودھ پینے والے بار بار سوال پوچھ رہے ہیں اور ہماری حق تلفی ہو رہی ہے اور یہ ہمارے مسائل ہیں اور ہم نے ان کا حل پوچھنا ہے تو میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک جانور کی نسل کا بتادیں تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ انہوں نے مجھے زبردستی اٹھا کر نیچے پٹخ کر مارا ہے اور خود ضمنی سوال کرنا شروع کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کا استحقاق ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نعوذ باللہ میں ممبران کی کوئی گستاخی نہیں کر رہا۔ (قہقہہ)

جناب والا! یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا حق استعمال کریں ہم آپ کے حق کو روکنا نہیں چاہتے۔ اب میں نے فائنل کر دیا ہے کہ ضمنی سوال اپوزیشن بنچوں سے آئے گا اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ruling بھی دی ہوئی تھی کہ سپلیمنٹری سوالات تین ہی ہو سکتے ہیں اس سے زائد نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: ان کا یہ آخری سوال ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میری وزیر امور پروش حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ سے گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! غور سے سوال سنئیے گا۔

چودھری عبداللہ یوسف: اگر وہ اپنے سینئر وزیر کی طرح اپنے محکمہ کے متعلق کچھ نہیں جانتے اور ان کو یہ نہیں پتا کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری سائنسز ان کے محکمہ کے ماتحت ہے یا نہیں تو ان کو استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا سوال متعلقہ نہیں ہے۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میرے خیال میں اس بات کو چھوڑ دیں، کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ ماشاء اللہ دلیر آدمی ہیں، بھاری بھر کم ہیں اور دل گردہ والے ہیں، آپ ایسی باتوں کا نوٹس نہ لیں میرے خیال میں یہ بہتر ہے۔ یہ ان کو خود ہی سمجھ جانا چاہئے اور انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 222 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ امور پرورش حیوانات میں 2003 تا 2007 بھرتی ہونے والے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیل

*222: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سابقہ دور حکومت میں محکمہ نے ڈیری ڈویلپمنٹ، پولٹری ریسرچ اور ترقی کے نئے کتنے ادارے کہاں کہاں قائم کئے ہیں؟

(ب) سال 2003 سے قبل محکمہ کے مذکورہ ادارہ جات کہاں کہاں واقع تھے، ضلع وار تفصیل بتائی جائے اور ان میں تعینات عملہ کی تعداد سکیل وار بتائی جائے؟

(ج) 2003 تا 2007 محکمہ میں بھرتی ہونے والے ڈاکٹروں اور عملہ کی تعداد سکیل وار بتائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈائریکٹوریٹ جنرل (توسیع) کے زیر انتظام نظامتوں کے تحت بنائے گئے ڈیری ڈویلپمنٹ اور ترقی کے ادارہ جات کی تفصیل نظامت وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2003 سے قبل محکمہ کے مذکورہ ادارہ جات کی تفصیل نظامت وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 2003تا2007 محکمہ میں بھرتی ہونے والے ڈاکٹرز اور عملہ کی تعداد نظامت وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا تھا کہ "سابقہ دور حکومت میں محکمہ نے ڈیری ڈویلپمنٹ، پولٹری ریسرچ اور ترقی کے کتنے نئے ادارے کہاں کہاں قائم کئے ہیں؟" منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پچھلے 11 سال میں تقریباً ڈیری ڈویلپمنٹ، پولٹری ریسرچ اور ترقی کے نئے ادارے کہیں پر بھی نہیں بنے، صرف یہ ہوا ہے کہ پہلے سے جو موجود فارم تھے ان میں مزید سکیمیں منظور کی گئی ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کب تک یونہی قوم کو صرف انہی pages پر ٹرخایا جائے گا؟ کیا حکومت کوئی نئی سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ ایک جگہ پر میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ 2003تا2007 محکمہ میں کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والے ڈاکٹر اور عملہ کی تعداد بتائی جائے تو یہاں پر پورے سکیل دے دیئے گئے ہیں لیکن کسی عملہ کی یہاں پر تعداد نہیں لکھی گئی کہ کس سکیل پر کتنی تعداد میں لوگ تعینات ہیں 9،6،5،2 جتنے بھی ہیں، سکیل سب کے دیئے گئے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سکیل پر کتنے لوگ ملازم ہیں اور کون کون سے ہیں؟ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گی کہ ان کی اپنے محکمہ کے بارے میں اتنی لاعلمی ہے کہ اتنے لوگ جو ہیں وہ اس کے اوپر totally کام ہی نہیں کر رہے جبکہ لوگوں کو روزگار مہیا نہیں ہے اور یہاں پر پورے کا پورا عملہ غائب ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گی کہ جنہوں نے انہیں یہ پیپر بنا کر دیا ہے ان کے خلاف وہ کیا ایکشن لینا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: جی، متعلقہ وزیر!

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! محترمہ نے عملے کی بات کی ہے تو اس وقت 90 افسران سکیل 16 سے اوپر ہیں اور 606 افسران 15 سکیل سے نیچے ہیں۔ یہ contract base پر ہیں اور اسی طرح 49 افسران ریسرچ پر کام کر رہے ہیں وہ ریگولر ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے ان سے پتو کی institute کے بارے میں پوچھا ہے۔ وہ اس کا جواب دیں۔ یہ Buffalo Research Institute Pattoki ہے جس میں سب کے سکیل تو دیئے گئے ہیں لیکن وہاں پر کون کون اور کتنے آدمی کام کر رہے ہیں یہ نہیں دیا گیا۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر! ان کا سوال یہ نہیں ہے۔آپ ان کا سوال پڑھ لیں کہ کیایہی ان کا سوال ہے ؟یہ fresh questionہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ fresh questionنہیں ہے۔یہ انہوں نے سوال کے جواب میں دیا ہوا ہے۔یہ پتوکی میں Buffalo Research Institute ہے اس میں انہوں نے سب کے سکیل دے دیئے لیکن وہاں پر جو عملہ کام کرتا ہے اس کا کوئی نام نہیں ہے۔اس کا مطلب ہے کہ وہ پورا instituteبغیر عملہ کے چل رہا ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جنہوں نے ان کو اتنی نامکمل فہرست مہیا کی ہے ان کے خلاف وہ کیاایکشن لیں گے ؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک محمد اقبال چنڑ):جناب سپیکر! محترمہ نشان دہی کریں،اگر کوئی سنٹر موجود ہے اور اس میں افسران نہیں ہیں، محکمہ کے ملازم نہیں ہیں تو ان کے خلاف ایکشن بھی ہو گا اور ان کی اس requestپر وہاں بندے بھی تعینات کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی،کوئی ضمنی سوال ؟

MRS AYESHA JAVED: I am seeking your permission to speak in the English language, I am speaking right now.

جناب سپیکر: جی،آپ اردو میں بات کریں گی۔میں englishمیں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔

MRS AYESHA JAVED: Sir ! I am seeking your permission.

جناب سپیکر: نہیں،آپ اردو میں بات کریں۔جو سوال پوچھنا ہے وہ سوال پوچھیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اجازت مانگ رہی ہوں ۔یہ میرا حق ہے کہ میں آپ سے اجازت مانگ سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ہوں۔پہلی بات یہ ہے کہ یہ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا اپنا سوال ہے،ان کا ضمنی سوال ہے اور ان کے ضمنی سوال کے بعد آپ کی باری ہے۔

MRS AYESHA JAVED: Thank you!

جناب سپیکر: لیکن آپ نے اردو میں بات کرنی ہے اور مجھے پتا ہے جو بات اصل ہے۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! منسٹر صاحب میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ میں ان پر کوئی تنقید کر رہی ہوں لیکن میں ان کی اصلاح کے لئے ایک مشورہ دے رہی ہوں کہ جب بھی سوالوں کے جواب آئیں ان کو باقاعدگی سے دیکھا کریں کہ ان میں کہاں پر کیا غلطی ہے ؟اب دیکھیں! فرض کریں یہاں پر اسمبلی تو ہے لیکن اگر اس کا پورا عملہ غائب ہو تو پھر کس طریقے سے یہ ادارہ چل سکتا ہے ؟ وہ ایک باقاعدہ institute ہے، وہاں پر کوئی آدمی کام ہی نہیں کر رہا اور سکیل سب کے لکھے ہوئے ہیں تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ ان کا جو عملہ انہیں جواب لکھ کر دیتا ہے اس کی کم از کم پہلے تیاری کر کے آیا کریں جب آپ کو پتا ہے کہ آپ نے یہاں پر آنا ہے تو تیاری کے ساتھ آیا کریں تاکہ بہتر طریقے سے جواب دے سکیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاید آپ کی بات مکمل طور پر صحیح ہو۔ وزیر صاحب! آپ پوری تیاری کر کے آیا کریں۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ یہ پتو کی میں ہمارا Buffalo Research Institute ہے اور وہاں عملہ بھی تعینات ہے اسی طرح ریسرچ سنٹر برائے تحفظ ساہیوال میں بھی عملہ ہے اور جھنگ میں بھی ہے۔ یہ ہمارے پاس 6 سنٹر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہاں عملہ نہیں ہے جبکہ عملہ وہاں پر باقاعدہ موجود ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! اگر یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر عملہ موجود ہے تو میرے پاس یہ paper ہیں جو آپ نے ایوان کی میز پر رکھے ہیں یہ تو پورے کا پورا page خالی ہے۔ اس میں سکیل نمبر 2,5,6,9,11,12,17,18,19,20 ہیں اس کے اوپر ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو ان پوسٹوں پر کام کر رہا ہو۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): اگر آپ کہتی ہیں تو اس کے اوپر انکوائری کروالیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! چلیں چھوڑدیں۔ آج ان کے سوالات کا پہلا دن ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں چھوڑ دیتی ہوں۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ اردو میں بات کریں گی۔ English میں بات نہیں چلے گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب! میں اردو میں بول رہی ہوں۔ Its a very simple question میرا honourable minister صاحب سے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ یہ کہیں کہ بہت ہی آسان سوال ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا honourable Minister صاحب سے یہ سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، بہت آسان سوال ہے۔ یہ بات کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں اردو بول رہی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، I will not permit you.

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں اردو بول رہی ہوں۔ اردو ہے یہ۔۔۔

جناب سپیکر: I know, I know the reason. لہذا میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: میں اردو بول رہی ہوں۔۔۔

MR. SPEAKER: I will not allow you. I will not allow you. Thank you.

آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب آپ کے ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے اسمبلی کے floor پر فائل بھیج دی ہے پہلے انہیں کیوں یاد نہیں آیا کہ یہ آدمی اس اس پوسٹ کے اوپر کام کر رہے ہیں۔ جو مجھے کل اسمبلی کے floor پر papers ملے ہیں ان کے اوپر کوئی آدمی اس سکیل پر کام نہیں کر رہا تھا اب وہاں سے ان کو ایک

لسٹ بھیجی گئی ہے میرا تو خیال ہے منسٹر صاحب ان سب کو suspend کر دیں جن کی وجہ سے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: صغیرہ بہن! میرے خیال سے آپ بھی تھوڑی سی نرمی کر دیں۔اس بات کو چھوڑ دیں۔ بڑی مہربانی

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں محترمہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پتوکی میں جو ہمارا Buffalo Research Institute ہے اس میں لیبارٹری اٹنڈنٹ، نائب قاصد کی 48 پوسٹیں ہیں اور وہاں بندے کام کر رہے ہیں۔ ڈرائیور، مکینک، سٹور کیپر اور کارپینٹر 22 ہیں، لیبارٹری اسسٹنٹ 01 ہے، لیبارٹری اسسٹنٹ، فوٹو گرافر لائیو سٹاک پروڈکشن اسسٹنٹ 41 ہیں اور سٹینو گرافر 01 ہے، اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر، ویٹرنری آفیسر، لائیو سٹاک پروڈکشن آفیسر 19 ہیں، ریسرچ آفیسر، ڈپٹی ڈائریکٹر، ریسرچ آفیسر سٹیٹ یہ 10 ہیں، ڈاکٹر سینئر ریسرچ آفیسر 2 ہیں اور چیف ریسرچ آفیسر 01 ہے، یہ کل 153 ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا۔ میں منسٹر صاحب اور آپ کے ذریعے سے اس ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری بہن صغیرہ اسلام نے یہ بات کی ہے کہ جو گوشت آ رہا ہے وہ جھٹکے کا ہے۔ میں صرف ایک مختصر بات بتانا چاہتا ہوں کہ امپورٹ پالیسی کے تحت 1 ہزار آئٹم جن کو انڈیا سے منگوانے کی اجازت ہے گو وہ شرم کا مقام ضرور ہے میری بہن صحیح کہہ رہی تھیں لیکن جو امپورٹ پالیسی کہتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ goat, sheep and camel صرف زندہ جانور آ سکتا ہے، ذبح ہونے کے بعد نہیں آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات پہلے میں نے ان سے کی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جی، جناب سپیکر! چونکہ یہ جواب منسٹر صاحب کو دینا چاہئے تھا لیکن میں نے یہ پیش کیا ہے۔ اب میں دوسرا جو اصل سوال ہے اس کی طرف آتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ چولستان سے ان کا بھی تعلق ہے۔ جب وہاں پر بارشیں نہیں ہوتیں تو وہاں لاکھوں کی تعداد میں جانور مر جاتے ہیں۔

(1) جب وہاں پر خشک سالی ہوتی ہے تو ان جانوروں کے لئے کیا حکومت کوئی بندوبست کر رہی ہے؟

(2) آپ خود بڑے زمیندار ہیں آپ جانتے ہیں کہ دودھ کی جو shelf life ہے وہ زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ ہے تو آدھ گھنٹے سے دودھ کو زیادہ دیر بچانے کے لئے اور یہاں پر جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ہمیں دودھ دے رہی ہیں ان کو safe کرنے کے لئے اس میں کھاد ملائی جا رہی ہے، اس میں ڈٹر جنٹ پاؤڈر ملایا جا رہا ہے اور یہ مضر دودھ عوام کو یہاں پر انتہائی مہنگے داموں پہنچایا جا رہا ہے۔ میرے یہ دو سوال ہیں۔ میرا یہ منسٹر صاحب سے دوسرا سوال ہے کہ کیا یہ ان دونوں معاملات پر کچھ کر رہے ہیں جو بہت ضروری ہے؟ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں correction کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پہلے ان کی بات سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چولستان کے حوالے سے پانی کی کمی کے بارے میں شیخ صاحب نے سوال کیا ہے۔ جب کنوؤں میں پانی ختم ہو جاتا ہے تو لائیو سٹاک کی باقاعدہ موبائل ٹیمیں ہر کنویں پر جاتی ہیں اور جو جانور بیمار ہوتا ہے اس کا علاج معالجہ کرتی ہیں اور دودھ کو safe کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے باقاعدہ انہیں 2 لاکھ 74 ہزار کا ایک ٹینک مہیا کیا ہوا ہے اور وہ آسان اقساط پر ہے، اس میں دودھ کم از کم ہزار لٹر آ سکتا ہے اور اس میں دودھ save ہو سکتا ہے، اس میں cooling بھی ہوتی ہے اور وہ بنک گارنٹی کے ذریعے لوگ پیسے کھا جاتے ہیں تو انہوں نے بنیادی طور پر یہ شرط رکھی ہے کہ جو بندہ وہ ٹینک لے گا وہ بنک گارنٹی دے گا اس کا اب بھی ہم نے انتظام کیا ہوا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ شاید انہوں نے بھی یہ scene دیکھا ہو اور شاید آپ نے بھی دیکھا ہو کہ دودھ کے ٹینکر کو دس آدمی آگے سے اور دس آدمی پیچھے سے دھکا لگا رہے ہوتے ہیں، اس کو اکثر ہائی ویز پر ہلا رہے ہوتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیوں ہلا رہے ہوتے ہیں، نہیں تو میں بتاؤں گا کہ وہ اس کو کیوں ہلا رہے ہوتے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ ٹینکر loading والے نہیں ہیں۔ یہ ٹینکر اور قسم کے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑا serious معاملہ ہے۔ اس کو ذرا دھیان سے آپ ان کی بات بھی سنیں اور اس پر آپ پوری طرح توجہ بھی دیں اور جو transport آپ کی بنی ہوئی ہے اس کو ذرا کہیں کہ یہ معاملہ بڑی اچھی طرح laboratories میں ٹیسٹ کروا کر اور پھر ان کو اجازت دیں ورنہ یہ نقصان دہ ہے اور یہ صحت کے لئے مضر ہے جو چیزیں بتا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ سب بات سمجھ گئے ہیں تو منسٹر صاحب کی سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا کہ اس میں کیا ملا کر، اس کو ہلا کیوں رہے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: چھوڑ دیں، میرے خیال میں وہ سمجھ گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: چھوڑ دیا، جناب!

جناب سپیکر: جی محترمہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ آسٹریلیا سے گائے کا گوشت، گوشت کی شکل میں بھی منگوایا جاتا رہا ہے اور انڈیا سے بھینس کا گوشت بھی، گوشت کی form میں کٹ کر ذبح ہو کر پاکستان میں آتا رہا ہے تو یہ تھوڑی سی ریکارڈ کی درستی کے لئے میں نے کہا تاکہ میرے knowledge میں جو ہے میں آپ کو بتا دوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایسی بات مجھے نہیں لگتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جی، بالکل ہے، بالکل ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اس بارے میں کچھ بتائیں گے؟

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ اس بارے میں fresh question دے دیں، اگر کوئی ایسی بات ہے تو محکمہ سے اس کا جواب لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ یا اللہ!

محترمہ آمنہ الفت: یہ باقاعدہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب questions hour ختم ہوا۔ اب ہم ایجنڈے کی دوسری آئٹم پر چلتے ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*300: **محترمہ ثمینہ نوید:** کیا وزیر امور پروش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ علاقہ کی ضرورت یا مویشیوں کی تعداد کے پیش نظر ویٹرنری ہسپتال یا ڈسپنسری کا قیام عمل میں نہیں لاتا؟

(ب) ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ہسپتال یا ڈسپنسریوں کی تعداد کیا ہے اور مویشیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت نے سال 2002 سے 2007 تک ضلع ہذا میں کتنے نئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں قائم کی ہیں؟

(د) ضلع بھر میں ویٹرنری ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی تعداد کیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی کچھ اسامیاں خالی ہیں نیز جو اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ضرورت کے مطابق کم ہیں تو کتنی کم ہیں، مذکورہ اسامیاں کب سے خالی ہیں، حکومت کب تک ان کو پر کردے گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع بہاولنگر میں مویشیوں کی تعداد کے پیش نظر یونین کونسل کی سطح پر ویٹرنری ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں 21 ویٹرنری ہسپتال، 95 ویٹرنری سنٹرز 81 ویٹرنری ڈسپنسریاں، 5 مراکز جدید نسل کشی حیوانات اور 15 ذیلی مراکز موجود ہیں۔ مال شماری 2006 کے

مطابق جانوروں کی تعداد 6758061 بھینسیں، 543536 گائیں، 195818 بھیڑیں، 957261 بکریاں 2229، گھوڑے 84883 گدھے، 1055 خچر، 4677 اونٹ اور 9770032 مرغیاں ہیں۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں 55 ویٹرنری ڈسپنسریاں اور 5 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں (ہر تحصیل میں ایک) 55 ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(Annex.A)

(د) 37 ویٹرنری ڈاکٹرز، 166 ویٹرنری اسسٹنٹ اور 32 اے آئی ٹیکنیشن ہیں۔

(ہ) جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی 60 اسامیاں خالی ہیں نیز کل 97 اسامیاں منظور ہیں مذکورہ اسامیاں 2001 اور جولائی 2007 سے خالی ہیں جو کہ اگلے مالی سال 09-2008 میں پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی کمی کا مسئلہ

*302: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں ویٹرنری ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی تعداد، مویشیوں کی ضرورت کے حساب سے کم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بھر میں جو اسامیاں منظور شدہ ہیں وہ مکمل طور پر پُر نہ ہیں اور کافی عرصہ سے خالی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضرورت کے مطابق ویٹرنری ڈاکٹرز اور دیگر عملہ پورا کرنے اور خالی اسامیوں کو پُر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی اسامیاں حکومت کی مروجہ پالیسی کے تحت پُر کی جارہی ہیں-

ضلع بہاولنگر میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری کے قیام کا مسئلہ

*304: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سابق حکومت نے صوبہ بھر میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سابق دور حکومت میں ضلع بہاول نگر میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسری کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاول نگر میں مویشیوں کی ضرورت کے مطابق ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں لانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سابق حکومت نے صوبہ بھر میں 2003 تا 2007، 242 ڈسپنسریاں ترقیاتی منصوبہ سپورٹس سروسز لائیوسٹاک فارمز پائلٹ پراجیکٹ کے تحت قائم کی گئیں-

(ب) درست نہ ہے-

(ج) جی ہاں! ضرورت کے مطابق ضلع بہاولنگر میں متبادل ڈسپنسریوں کا سپورٹس سروسز برائے لائیوسٹاک فارمز کا فیز-II کے تحت قیام عمل میں لایا گیا ہے-

ویٹرنری اسسٹنٹ بی۔پی۔ایس 6 کو بنیادی سکیل 10 دینے کا معاملہ

*344: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ویٹرنری اسسٹنٹ سکیل نمبر 6 میں بھرتی ہوتا ہے اور اسی سکیل میں ریٹائر ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میڈیکل ڈسپنسروں کی طرح ویٹرنری اسسٹنٹ کو میڈیکل ویٹرنری سٹور کھولنے کی اجازت نہ ہے، اگر ہاں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا حکومت ویٹرنری اسسٹنٹ کو ان کی سروس کے لحاظ سے 50 فی صد اسامیوں کو بنیادی سکیل 10 دینے کے لئے تیار ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ویٹرنری اسسٹنٹ کو جو کہ سکیل نمبر 6 اور 9 میں کام کرتے تھے کو حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر SOE-III/L&DD/-6-39/2007 مورخہ 14-1-2008 کے تحت بالترتیب سکیل نمبر 9 اور 11 میں اپ گریڈ کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) محکمہ امور حیوانات میں کام کرنے والے ویٹرنری اسسٹنٹ کو میڈیکل ڈسپنسروں کی طرح میڈیکل ویٹرنری سٹور کھولنے کی اجازت نہ ہے کیونکہ ان کے موجودہ سلیبس کے مطابق ترجیحاً جانوروں کی بیماریوں اور حفاظتی ٹیکہ جات کے متعلق ہی پڑھایا جاتا ہے انہیں فارماکوپیا کی تعلیم نہیں دی جاتی ہے۔

(ج) نہیں، کیونکہ ان کو پہلے ہی سکیل نمبر 9 اور 11 دیا جا چکا ہے۔

ضلع لاہور میں ویٹرنری ڈسپنسریوں وہسپتالوں کی تعداد و دیگر معاملات

*345: **محترمہ طلعت یعقوب**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں علیحدہ علیحدہ تعینات عملہ کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں بعض جگہوں پر مزید ڈسپنسریاں کھولنے کی ضرورت ہے، اگر ہاں تو کب تک، کیا مزید ڈسپنسریاں کھول دی جائیں گی، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع لاہور کے ان اداروں کی تفصیل مع تعینات عملہ کی تعداد سکیل وائز لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور میں مزید ڈسپنسریاں کھولنے کی ضرورت ہے اور جونہی ضلعی حکومت لاہور اس کی منظوری دینے کے بعد بجٹ فراہم کردے گی تو اس منصوبے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع مظفر گڑھ میں کیٹل اٹنڈنٹ (بی۔ایس 2) کی تنخواہوں کی ادائیگی کا مسئلہ

*641: جناب شہزاد رسول خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک پنجاب نے کیٹل اٹنڈنٹ بی۔ایس 2 کی اسامیوں پر افراد ضلع مظفر گڑھ میں 2006 میں کنٹریکٹ پر بھرتی کیے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بھرتی شدہ افراد کو جون 2007 تک تنخواہیں ادا کی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحریری کنٹریکٹ ختم ہونے کے باوجود ان افراد کو نوکریوں پر بحال رکھا گیا اور ان سے مکمل استعداد کے مطابق کام لیا، اگر ہاں تو ان کو پورے سال جولائی 2007 سے جون 2008 تک تنخواہ ادا نہ کرنے کا کیا جواز ہے؟

(د) کیا حکومت ان مظلوم افراد کو عرصہ مذکورہ کی تنخواہ ادا کرنے اور ان کی نوکریوں کو جاری رکھنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جولائی 2007 سے جون 2008 کی تنخواہ ادا کر دی گئی ہے۔

(د) لائیو سٹاک سپورٹس سروسز پراجیکٹ-Phase-I کے مطابق جس کا Gestation Period 30۔06۔2008 کو ختم ہو گیا ہے رولز کے مطابق 30-06-2008 کے بعد کیٹل اٹنڈنٹ و دیگر ملازمین محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے ملازم نہ ہیں فارغ کر دیئے گئے ہیں۔تاہم متذکرہ بالا پراجیکٹ کی ealuation ہونا باقی ہے۔

محکمہ لائیوسٹاک کی طرف سے گوشت، دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*776: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ لائیو سٹاک نے لاہور میں گوشت کی پیداوار کو بڑھانے کیلئے 2003 سے اب تک جو اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ب) محکمہ نے دودھ کی پیداوار کو بڑھانے کیلئے 2003 سے اب تک جو اقدامات اٹھائے ان کی تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ج) محکمہ لائیو سٹاک نے لاہور شہر کے اردگرد کے دیہاتوں میں کسانوں کو دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کیں 2003 سے تاحال تفصیل سال وار فراہم کریں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) سال 2004-05، 2005-06 اور 2006-07 میں مندرجہ ذیل سکیموں پر گوشت بڑھانے کے لئے عمل کیا گیا

2004-05

پرویژن آف بیٹر پروڈکٹیو برڈز ان رورل ایریا ان ڈسٹرکٹ لاہور

2005-06

1- رویژن بیٹر پروڈکٹیو برڈز ان رورل ایریا ان ڈسٹرکٹ لاہور

2- پرویژن آف آرٹیفیشل انسیمی نیشن فسیلیٹی 5 نمبر کنٹینرز موٹر سائیکلز ان لاہور

2006-07

1- پرویژن آف بیٹر پروڈکٹیو برڈز ان رورل ایریا ان ڈسٹرکٹ لاہور

2- سٹرینتھنگ آف آرٹیفیشل انسیمی نیشن فسیلٹیز ان لاہور

2007-08

1- پلائی آف فیومی برڈز ان رورل ایریاز آف ڈسٹرکٹ لاہور
2- روڈیکٹیو انحانسمنٹ تھرو 100 فیصد ڈیوارمنگ ان ڈسٹرکٹ لاہور
3- سٹرینتھنگ آف آرٹیفیشل انسیمی نیشن فسیلٹیز ان لاہور (08-2006)
4- انحانسمنٹ ان ملک اینڈ میٹ پروڈکشن تھرو بریڈ امپرومنٹ فسیلٹیز بائی اوپننگ 03 نمبرز نیو آرٹیفیشل انسیمی نیشن سنٹرز اینڈ 12 سب سنٹرز ان ڈسٹرکٹ لاہور

(2007-10)

مذکورہ بالا سکیموں سے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے درآمد شدہ مصنوعی نسل کشی کے 6500 ٹیکہ جات کے ذریعے گوشت والی نسل میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ اب تک لگائے گئے 2000 سے زائد ٹیکہ جات سے سالانہ تقریبا 216000 کلو گرام اضافی گوشت پیدا ہوگا جبکہ مرغیوں کے 3500 سے زائد تقسیم شدہ یونٹوں نے بھی دیہی علاقوں میں گوشت کی کمی کو کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

گذشتہ سال تین یونین کونسلوں میں 20000 سے زائد جانوروں میں کرم کش ادویات کے استعمال سے فوری طور پر گوشت اور دودھ میں اضافہ ہوا اس سکیم کے پورے ضلع میں جاری رہنے سے کئی گنا اضافہ ممکن ہے۔

(ب) دودھ میں اضافہ کے لئے محکمہ نے درآمد شدہ مصنوعی نسل کشی کے 12000 سے زائد ٹیکہ جات کی سکیم 2010 تک جاری رہے گی اب تک لگائے گئے 3000 سے زائد ٹیکہ جات سے آئندہ تین سال بعد تقریبا 03 لاکھ لیٹر سالانہ اضافی دودھ حاصل ہوگا۔

(ج) محکمہ لائیوسٹاک، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی تمام جاری سکیمیں لاہور شہر اور اس کے اردگرد کے دیہاتوں کے کسانوں کو دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 2003 سے لے کر اب تک کسانوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔

محکمہ لائیو سٹاک کے قیام کے بنیادی مقاصد و دیگر تفصیلات

*839: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کے قیام کے بنیادی مقاصد کیا ہیں؟

(ب) محکمہ نے 2002 سے 2007 تک جو جو انقلابی اقدامات اٹھائے، انکی تفصیل سے سال وائز آگاہ کریں؟

(ج) محکمہ نے ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے 2002 سے آج تک پنجاب کے تمام اضلاع میں جو جو اقدامات اٹھائے، ان سے آگاہ کریں؟

(د) موجودہ حکومت نے لائیو سٹاک کی ترقی کیلئے 09-2008 کے بجٹ میں کتنا فنڈ رکھا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ نے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

-1 صوبہ پنجاب میں بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کی غذائی ضروریات کا تحفظ بذریعہ حیوانی لحمیات (دودھ، گوشت وانڈے) کی پیداوار میں اضافہ

-2 صوبہ میں اعلیٰ نسل کے جانوروں کو گورنمنٹ فارموں پر پالنا اور ان میں نرسانڈوں کا انتخاب کرنا

-3 صوبہ میں بیمار جانوروں کا علاج معالجہ کرنا اور ان میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرنے کے لئے ٹیکہ جات مہیا کرنا

-4 صوبہ پنجاب کے ترقی پسند کسانوں کو فنی مشاورت مہیا کرنا تاکہ وہ اپنے فارموں میں بہتری لاسکیں

-5 اعلیٰ نسل کے نرسانڈ کا نسل کشی کا بیج مہیا کرنا اور جدید نسل کشی مراکز پر جنسی بیماریوں کا علاج کرنا

-6 پنجاب کے کسانوں اور فارمرز حضرات کی تحقیقی مراکز پر لے جاکر تربیت کرنا اور فنی تربیت مہیا کرنا

(ب) اس ضمن میں تحریر ہے کہ مالی سال 04-2003 تا 07-2006 میں مالیتی 459.021 ملین روپے کا ایک منصوبہ " پائلٹ پراجیکٹ - سپورٹس سروسز برائے

لائیوسٹاک فارمرز، فیز-ادریں اضلاع اوکاڑہ، ساہیوال، جھنگ اور مظفر گڑھ "کا اجرا کیا گیا جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں بنانے کی منظوری دے دی گئی جس کے تحت مندرجہ ذیل سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جاچکی ہیں نیزان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا گیا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جاکر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت دی جاسکے:

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	اوکاڑہ	82	3
2	ساہیوال	49	2
3	جھنگ	50	4
4	مظفر گڑھ	71	4
	میزان	252	13

مالی سال 06-2005 تا 08-2007 میں ایک دوسرا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیوسٹاک فارمرز فیز-II دریں اضلاع گوجرانوالہ، گجرات، چکوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور اور بہاولنگر مالیتی 677.662 ملین روپے کا اجرا کیا گیا تھا جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں بنانے کی منظوری دی گئی جس کے تحت مندرجہ ذیل سول ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں، نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا گیا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جاکر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت دی جاسکے:

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	گوجرانوالہ	54	4
2	گجرات	67	3
3	چکوال	27	4
4	ڈیرہ غازی خان	29	4
5	بہاولپور	40	5
6	بہاولنگر	55	5
	میزان	272	25

ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ جات میں جہاں ویٹرنری ڈسپنسری تعمیر نہیں کی جاسکتی تھی ان علاقوں میں ایک عدد اضافی موبائل ویٹرنری ڈسپنسری مہیا کی گئی ہے تاکہ جانوروں کو علاج معالجہ کی سہولت میسر ہو سکے۔

مالی سال 07-2006 تا 10-2009 میں ایک تیسرا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز فیز-III دریں اضلاع قصور، پاکپتن، شیخوپورہ، حافظ آباد، سرگودھا، لیہ، راولپنڈی اور ننکانہ صاحب" مالیتی 986.016 ملین روپے کا اجرا کیا گیا تھا جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں بنانے کی منظوری دی گئی جس کے تحت مندرجہ ذیل سول ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں، نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا جا رہا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت مہیا ہو سکے:

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	قصور	69	4
2	پاکپتن	31	2
3	شیخوپورہ	44	3
4	حافظ آباد	24	2
5	سرگودھا	83	6
6	لیہ	33	3
7	راولپنڈی	33	7
8	ننکانہ صاحب	38	4
	میزان	355	31

مالی سال 09-2008 تا 10-2009 میں ایک چوتھا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز، فیز iv: دریں اضلاع فیصل آباد، ملتان، رحیم یار خان اور راجن پور" مالیتی 592.346 ملین روپے کا بنایا گیا ہے جو کہ محکمہ ہذا برائے منظوری محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کو بھجوا چکا ہے، جس کی منظوری کا انتظار ہے اس منصوبے کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں بنانے کی تجویز ہے نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک

عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا جائے گا تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت مہیا ہو سکے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
-1	فیصل آباد	98	5
-2	ملتان	41	3
-3	رحیم یار خان	45	4
-4	راجن پور	32	*6
	میزان	216	18

* ضلع راجن پور کے قبائلی علاقہ جات میں جہاں ویٹرنری ڈسپنسری تعمیر نہیں کی جا رہی، ان علاقوں میں تین اضافی موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں مہیا کی جائیں گی تاکہ جانوروں کو علاج معالجہ کی سہولت میسر ہو سکے۔

محکمہ ہذا کی تجویز ہے کہ اسی طرح پنجاب کے باقی ماندہ 13 اضلاع میں مرحلہ وار منصوبے کے تحت جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں۔ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جائیں گی مالی سال 05-2004 تا 07-2006 میں ایک منصوبہ ملک انٹرپرائزز ڈویلپمنٹ پراجیکٹ مالیتی 192.000 ملین کا اجرا کیا گیا جس کے تحت 660 ملک کولنگ ٹینک خریدے جانے تھے جن میں سے 440 ملک کولنگ ٹینک خریدے گئے اور لائیو سٹاک فارمرز کو آسان اقساط پر تقسیم کئے گئے۔

اس منصوبے کے تحت دودھ کی نقل و حمل کو آسان بنانا اور گرمی کے موسم میں دودھ کو خراب ہونے سے بچانا مالی سال 04-2003 تا 06-2005 ایک منصوبہ مالیتی 103.623 ملین روپے برائے تعمیر ڈائیگناسٹک لیبارٹریز پنجاب کے 10 اضلاع جن میں حافظ آباد، مظفر گڑھ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، لیہ، میانوالی، اوکاڑہ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور خانیوال شامل ہیں شروع کیا گیا جس کے تحت ان اضلاع میں لیبارٹریز کی تعمیر کی گئی ان لیبارٹریز کے تحت مویشی پال حضرات کو جانوروں کی بیماریوں کی تشخیص اور اندرونی و بیرونی کرموں کی موجودگی کے بارے بتانے کی سہولت ان کی دہلیز تک پہنچائی گئی۔

مالی سال 2002 سے 2007 کے دوران محکمہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ نے بھینسوں کے بارے جدید علوم مثلاً مالیکیولر جینٹیکس، رپیروڈکٹیو فزیالوجی، بفلو بزنس، ایمبر ٹرانسفر اور پراجنی ٹیسٹنگ پروگرام پر تحقیق کے لئے ایک علیحدہ ادارہ بفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی ضلع قصور قائم کیا گیا جس نے یکم اکتوبر 2005 سے اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے۔

(ج) سال 2002 سے آج تک جو انقلابی اقدامات اٹھائے گئے ان کی تفصیل ضلع وائز (ب) کے جواب میں دے دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 09-2008 میں بجٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حکومت پنجاب نے محکمہ لائیوسٹاک میں جاری ترقیاتی سکیموں کے لئے رواں مالی سال 09-2008 کے لئے 1900 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔

ضلع شیخوپورہ، اوکاڑہ، گجرات اور لاہور لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*840: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ نے ضلع شیخوپورہ، اوکاڑہ، گجرات اور لاہور میں لائیو سٹاک کے فروغ کے لئے 2004 سے 2007 تک جو اقدامات اٹھائے، انکی تفصیل و سالانہ فنڈز سے سال وار آگاہ کریں؟

(ب) موجودہ حکومت نے ڈیری اور لائیوسٹاک کی ترقی کیلئے 09-2008 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے اور ان فنڈز کو کس اتھارٹی کے زیر نگرانی استعمال کیا جائے گا، کیا ان فنڈز کا آڈٹ ہوتا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ لائیوسٹاک نے لائیوسٹاک کے فروغ کے لئے 2004 سے 2007 تک سالانہ فنڈ کی فراہمی کے ذریعے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

ضلع اوکاڑہ

مالی سال 04-2003 تا مالی سال 07-2006 پراجیکٹ سپورٹس سروسز فار لائیوسٹاک فارمرز فیز1 دریں اضلاع اوکاڑہ، ساہیوال، جھنگ اور مظفر گڑھ میں ترقیاتی منصوبے کا قیام عمل میں آیا جس کے اغراض و مقاصد درج ذیل تھے:

1- بے زمین اور چھوٹے مویشی پال حضرات کی آمدن میں اضافہ کرنا

2- لائیوسٹاک و پولٹری کی پیداوار بڑھانا تا کہ گوشت، دودھ اور انڈوں کی پیداوار میں اضافہ ہو سکے:

3- مویشی پال حضرات کو ان کی دہلیز پر علاج و معالجہ کی سہولت بہم پہنچانا۔

ضلع اوکاڑہ میں اس منصوبے کے تحت 3 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں تحصیل کی سطح پر مہیا کی گئیں اور 82 ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی گئیں اس منصوبہ پر یہ رقم خرچ ہوئی۔

مالی سال 05-2004	25.354 ملین
مالی سال 06-2005	26.979 ملین
مالی سال 07-2006	32.006 ملین

ضلع گجرات

مالی سال 06-2005 تا مالی سال 09-2008 پراجیکٹ سپورٹس سروسز فار لائیوسٹاک فارمرز فیز2 دریں اضلاع گوجرانوالہ، گجرات، چکوال، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور اور بہاولنگر میں ترقیاتی منصوبے کا قیام عمل میں آیا جس کے تحت ضلع گجرات میں اس منصوبے کے تحت 3 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں تحصیل کی سطح پر مہیا کی گئیں اور 67 ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جا رہی ہیں۔اس منصوبے پر ضلع گجرات میں یہ رقم خرچ ہو رہی ہے۔

مالی سال 06-2005	1.896 ملین
مالی سال 07-2006	28.876 ملین
مالی سال 08-2007	28.130 ملین
مالی سال 09-2008	46.113 ملین

ضلع گجرات

مالی سال 05-2004 تا 06-2005 میں مالیتی 41.924 ملین روپے کا ایک منصوبہ ڈیز فری زون کے نام سے ضلع شیخوپورہ تحصیل فیروز والا ضلع مظفر گڑھ تحصیل جتوئی اور ضلع گجرات میں اس کا قیام عمل میں آیا جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

ان اضلاع میں موجود مویشیوں کو ہر قسم کی بیماری سے پاک کر کے لائیو سٹاک اور پولٹری کی پیداوار بڑھانا تاکہ دودھ، گوشت اور انڈوں کی پیداوار میں اضافہ ہو سکے اس منصوبہ کے تحت مندرجہ ذیل رقم خرچ کی گئی:۔

مالی سال 05-2004	0.455 ملین
مالی سال 06-2005	4.170 ملین

ضلع شیخوپورہ

مالی سال 07-2006 تا مالی سال 10-2009 پراجیکٹ سپورٹس سروسز فار لائیو سٹاک فارمرز فیز 111 دریں اضلاع قصور، پاکپتن، شیخوپورہ، حافظ آباد، سرگودھا، لیہ، راولپنڈی اور ننکانہ صاحب میں ترقیاتی منصوبے کا قیام عمل میں آیا جس کے تحت ضلع شیخوپورہ میں اس منصوبہ کے تحت 3 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں تحصیل کی سطح پر مہیا کی گئیں اور 44 ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جا رہی ہیں۔اس منصوبہ پر ضلع شیخوپورہ میں یہ رقم خرچ ہو رہی ہے:۔

مالی سال 07-2006	12.704 ملین
مالی سال 08-2007	40.297 ملین
مالی سال 09-2008	40.237 ملین
مالی سال 10-2009	22.640 ملین

ضلع شیخوپورہ

مالی سال 05-2004 تا 06-2005 میں مالیتی 41.924 ملین روپے کا ایک منصوبہ ڈیز فری زون کے نام سے ضلع شیخوپورہ تحصیل فیروز والا ضلع مظفر گڑھ تحصیل جتوئی اور ضلع گجرات میں اس کا قیام عمل میں آیا جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں ان اضلاع میں موجود مویشیوں کو ہر قسم کی بیماری سے پاک کر کے لائیو سٹاک اور پولٹری کی

پیداوار بڑھانا تاکہ دودھ، گوشت اور انڈوں کی پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل رقم خرچ کی گئی:۔

مالی سال 05-2004	0.248 ملین
مالی سال 06-2005	1.347 ملین

ضلع لاہور

2 عدد موبائل ویٹرنری سروس یونٹس کا قیام عمل میں لایا گیا۔لائیو سٹاک فارمرز کو لائیو سٹاک اور پولٹری کے بارے تربیت دی گئی، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 3 عدد جدید نسل کشی کے سنٹرز اور 12 سب سنٹرز کا قیام عمل میں لایا گیا جب کہ کاہنہ نو میں نئے ویٹرنری ہسپتال کا قیام عمل میں لایا گیا۔شاہ پور کانجراں کے ویٹرنری سنٹر کی بہتری کی گئی۔

(ب) حکومت پنجاب نے محکمہ لائیو سٹاک میں جاری ترقیاتی سکیموں کے لئے رواں مالی سال 09-2008 کے لئے 1900 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے جو کہ مختلف سکیموں پر خرچ کی جائے گی اور ان فنڈز کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔

گوشت کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے منصوبہ جات کی تفصیل

*917: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے ہر بڑے شہر میں خصوصاً اور چھوٹے شہروں میں عموماً گوشت بہت مہنگا اور بیمار و لاغر جانوروں کا مہیا کیا جا رہا ہے، جس کی بنیادی وجہ جانوروں کی شدید کمی ہے؟

(ب) بڑے بڑے سرمایہ داروں نے گوشت کو کاروبار بنا دیا ہے وہ تمام اچھا گوشت بیرون ممالک میں بھیج رہے ہیں، کیا حکومت جس چیز کی ہمارے ملک میں کمی ہے اس پر غیر ممالک بھیجنے کی پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) آئندہ سالوں میں محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کون کون سے منصوبے بنا رہا ہے، ہر منصوبہ میں کتنے جانور رکھنے / پالنے کی گنجائش ہو گی

اور پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا کیا سہولیات مہیا کی جارہی ہیں، اور گوشت باہر بھیجنے کو حکومت کس طرح روکے گی، ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ پنجاب کے ہر بڑے شہر میں خصوصاً اور چھوٹے شہروں میں عموماً گوشت بہت مہنگا اور بیمار اور لاغر جانوروں کا مہیا کیا جارہا ہے بلکہ جانور سلاٹر کنٹرول ایکٹ 1963 ترمیمی آرڈیننس 1970 کے تحت ذبح کئے جارہے ہیں۔ الحمد اللہ ہمارے ملک میں جانوروں کی کوئی کمی نہیں ہے۔

(ب) پنجاب میں مندرجہ ذیل سلاٹر ہاؤس پرائیویٹ طور پر کام کر رہے ہیں جو اندرون شہر بھی گوشت کی سپلائی دے رہے ہیں اور بیرون ممالک بھی بھیج رہے ہیں۔

1- زینت پرائیویٹ سلاٹر ہاؤس

2- کیٹ کو سلاٹر ہاؤس

3- العابدین انٹر نیشنل سلاٹر ہاؤس

4- انیس ایسوسی ایٹس پرائیویٹ سلاٹر ہاؤس

حکومت بیرون ملک گوشت بھیجنے کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے تاکہ فارمرز میں اچھے گوشت والے جانور پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی ہو اور ملک کے لئے قیمتی زر مبادلہ حاصل کیا جاسکے۔ تاہم محکمہ لائیوسٹاک کی طرف سے مندرجہ بالا سلاٹر ہاؤس کے مالکان پر پابندی لگائی جارہی ہے کہ وہ اپنے لائیوسٹاک فارم بنائیں اور مارکیٹ سے صرف 20 فیصد جانور اس مقصد کے لئے حاصل کریں۔ اس وقت مشرق وسطیٰ کی مارکیٹ میں پاکستان سے برآمد کردہ گوشت کی زبردست مانگ ہے۔ پابندی لگانے سے مشرق وسطیٰ کی مارکیٹ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

(ج) آئندہ سالوں میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات 09-2008 میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے بنائے ہیں۔

1- سپلائی آف فیومی برڈزان رورل ایریاز

2- پروڈیکٹیو انحانسمنٹ تھرو 100 فیصد ڈیوار منگ

3- سٹرینتھنگ آف آرٹیفیشل انسیمی نیشن فسیلٹیز (08-2006)

4- انحانسمنٹ ان ملک اینڈ میٹ پروڈکشن تھرو بریڈ امپروومنٹ فسیلٹیز بائی اوپننگ 03 نمبرز آرٹیفیشل انسیمی نیشن سنٹرز اینڈ 12سب سنٹرز (2007-10)

مذکورہ بالا سکیموں سے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے درآمد شدہ مصنوعی نسل کشی کے 6500ٹیکہ جات کے ذریعے گوشت والی نسل میں اضافہ کیا جارہاہے اوراس سکیم کو آئندہ سالوں میں پورے پنجاب میں نافذ کرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔اب تک لگائے 2000 سے زائد ٹیکہ جات سے سالانہ تقریباً 216000 کلو گرام اضافی گوشت پیدا ہوگا جبکہ مرغیوں کے 3500 سے زائد تقسیم شدہ یونٹوں نے بھی دیہی علاقوں میں گوشت اورانڈوں کی کمی کو کسی حد تک پورا کرنے میں کردارادا کیا ہے۔

گزشتہ سال تین یونین کونسلوں میں 20000 سے زائد جانوروں میں کرم کش ادویات کے استعمال سے فوری طور پر گوشت اور دودھ میں اضافہ ہوا اس سکیم کے صوبہ بھر میں جاری کرنے سے فوری اضافہ ممکن ہے۔پرائیویٹ سلاٹر ہاؤس قائم کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی سے لوگوں میں نہ صرف گوشت اور دودھ کے لئے اچھے جانور پالنے کا شوق پروان چڑھے گا بلکہ غیر ملکی منڈیوں میں پاکستانی گوشت کی ڈیمانڈ پوری کرنے میں مدد ملے گی اور کسان کے لئے خوشحالی آئے گی۔

ضلع خوشاب میں ویٹرنری سنٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*920: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر امور پروش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خوشاب میں کتنے ویٹرنری سنٹر برائے نسل کشی موجود ہیں، تخم ریزی کے انجکشن کی فیس کیا مقرر ہے اور عملہ ان سے کتنی فیس وصول کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تمام ویٹرنری سنٹروں میں نسل کشی کی سہولت موجود نہ ہے اور زیادہ تر سنٹروں میں عملہ بھی نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت تمام ویٹرنری سنٹروں پر عملہ تعینات کرنے اور نسل کشی کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع خوشاب میں ایک عدد جدید نسل کشی سنٹر اور 9 عدد سب سنٹر موجود ہیں تخم ریزی کے ٹیکہ کی فیس ساہیوال نرخ 30 روپے بھینس 30 روپے پرون بل / جرسی بل نرخ 60 روپے مقرر ہے اور ویٹرنری سنٹروں پر برائے نسل کشی میں حکومت کی مقرر کردہ مندرجہ بالا فیس ہی وصول کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے تمام ویٹرنری سنٹروں پر نسل کشی کی سہولت موجود نہ ہے لیکن تمام مصنوعی نسل کشی سنٹروں پر نسل کشی کی سہولت موجود ہے اور تمام عملہ ڈیوٹی پر موجود ہے۔

(ج) جب حکومت منظوری دے گی تو تمام ویٹرنری سنٹروں پر اے آئی ٹیکنیشن کی سہولت بھی مہیا کر دی جائے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا کوئی question تھا؟ کیا مسئلہ ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دو منٹ دے دیں، میں نے وزیر موصوف سے سوال کرنا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی بات ختم ہونے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ بات کیا کرنا چاہتی ہیں؟ اگر تو question سے متعلقہ ہے تو پھر بات کریں، اگر کوئی اور بات ہے تو پھر میں نہیں سنوں گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال سے متعلقہ بات ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ ---

جناب سپیکر: اب وہ بات ختم ہو گئی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! موقع ہی نہیں ملتا، چٹیں لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں، ہمارے ہاتھ تھک گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر تو آپ کا کوئی سوال رہ گیا ہے، نہیں آیا تو اس کے بارے میں تو میں کچھ کر سکتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے تو کبھی اتنا زیادہ اصرار ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ اب چھوڑ چکا ہوں۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ اس کے بارے میں اب بات نہیں ہو گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بعد میں دوں گا، ابھی نہیں۔ میری بہن اب بات سُن لیں۔ میں آپ کو بار بار تاکید کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: اس میں صحت کے سوال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب آگے چلنے دیں۔ پلیز!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 329 کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 329 کو pending کیا جائے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 386 کو بھی pending کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: I am sorry.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میرے بھائی relevant رہنا۔

ڈاکٹر اسد معظم: جی، میں relevant ہی رہوں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ گزارش یہ ہے کہ ابھی آپ دودھ کی adulteration اور اس کی testing کی بات کر رہے تھے ۔ دودھ میں adulteration اور اس کے testing procedures کی بات کر رہے تھے being student of the science میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ دودھ ہماری مختلف labs میں جو test کیا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مشورہ آپ ان کو دیں، میرے خیال میں آپ اس کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: مشورے کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی، آپ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ بد قسمتی سے ابھی تک ہمارے ملک میں دودھ کی testing کے لئے صرف solid contents چیک کئے جاتے ہیں اور جب دودھ کی adulteration جاتی ہے تو اس میں اس وقت surf type product ڈالتے ہیں تاکہ اس میں کسی حد تک جھاگ بھی بنتی رہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ مجھے پتا ہے کہ جو جو چیزیں اس میں ڈالتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! آپ کو نہیں پتا جو اگلی بات میں کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں جانتا ہوں میں ان سے خود بات کروں گا۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! atomic absorption خرید کر laboratories کو دی جائے تاکہ دودھ کا باقاعدہ data اور اس کی جو exact chemical composition ہے وہ بھی۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر لائیو سٹاک صاحب! آپ ذرا بات غور سے سنا کریں، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! Testing کے لئے انہیں proper equipment لے کر دیا جائے تاکہ دودھ کے اصل ingredients کو بھی چیک کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے آپ خصوصی انتظام کریں۔ یہ ساری پبلک کی صحت کا معاملہ ہے۔ I will be grateful to you.

وزیر خصوصی تعلیم، امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک محمد اقبال چنڑ): جی، مجھے مل لیں۔ مجھے guid کریں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، آپ کو سب guid کریں گے، یہ بھی کریں گے، وہ بھی کریں اور آپ کا خادم جو ہے وہ بھی آپ سے اس بارے میں بات کرے گا۔ آپ کی مہربانی۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! محترمہ میری بات سنیں، جب اس تحریک کا وقت آئے گا تو اس وقت آپ پیش کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کل پاکستان میں ڈیرہ اسماعیل خان کے اندر 20 بندے شہید ہو گئے ہیں۔ یہ بڑا serious issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ بات سنیں، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کی طرف سے پورے پاکستان میں یہ ایک اچھا message ہے اور میں آپ کی اجازت کی طلبگار ہوں، براہ مہربانی آپ مجھے اس قرارداد کو پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے جس کے اوپر یہ قرارداد لانا چاہتی ہیں جب یہ Adjournment Motion کا وقفہ شروع ہو تو اس وقت آپ ان کو allow کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے؟ ابھی آپ کی سمجھ میں کوئی بات آئی ہے یا نہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ! یہ آپ کی تحریک استحقاق کل moveہوئی تھی تو لاء منسٹر صاحب آپ نے اس بارے میں کچھ جواب دینا تھا۔ آپ تشریف رکھیں، لاء منسٹر صاحب جو اب دینے لگے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): محترمہ کی دوPrivilege Motions ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر21 ہے۔ پہلی withdrawہو گئی ہے۔

سبزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف آئی آر درج کرنے اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاخیر

(----جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں نے جو تھانے کے متعلقہ ایس۔ایچ۔او صاحب تھے ان کو بلوایا ہے اور ان سے محترمہ کی بات بھی کروائی ہے، ان سے جو کوتاہی ہوئی تھی اس پر انہوں نے ان سے بات کی ہے۔ (شور و غل)

MR. SPEAKER: Order please, order in the House.

تحریک استحقاق کی بات ہو رہی ہے، مہربانی فرمائیں۔ گپ شپ سے پرہیز کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی جو تحریک ہے اس میں جو ایس۔ایچ۔او سبزہ زار تھا میں نے ان کو آج صبح اپنے آفس بلایا تھا ان سے ان کی ایف۔آئی۔آر کو درج کرنے میں جو کوتاہی ہوئی اس کے اوپر انہوں نے محترمہ سے معذرت بھی کی ہے اور ان کا investigation کے متعلق جو معاملہ تھا اس کے مطابق ان کو یقین دہانی بھی کروائی ہے اور محترمہ کو satisfy کیا ہے۔ انشاء اللہ ان کے معاملے کو proper investigate کر کے ان کا جو نقصان ہوا ہے پولیس اس کو برآمد کرنے کی بھرپور کوشش کرے گی۔

MR. SPEAKER: Actual culprits.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل actual culprits. ہی پکڑے گی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میری ایس۔ایچ۔او سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ میں نے FIR درج کرنے میں جو دس دن delay کیا ہے میں اس پر معذرت خواہ ہوں اور جو باقی معاملات ہیں وہ میں help کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔withdrawn as disposed of کی جاتی ہے۔سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب نے آج میری تحریک کے جواب کا ٹائم دیا تھا تو انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس میں جواب موصول ہو گیا ہے لیکن جواب سے غرض نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ معزز ممبر کو متعلقہ آفیسر کے ساتھ بٹھا کر جو غلط فہمی ہے اس کو دور کرایا جائے گا اس لئے آپ اس کو pending فرما دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔۔۔کل کے لئے یا کسی اور date کے لئے؟ رانا صاحب! pending till?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): till next session کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، تحریک استحقاق نمبر 23 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

ایس۔ایچ۔او تھانہ ریس کورس لاہور کا خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مفاد عامہ کے کام کے سلسلے میں مورخہ 8-اگست 2008 کو علامہ اقبال روڈ سے دھرم پورہ روڈ کی طرف جا رہی تھی جب میں تھانہ گڑھی شاہو کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ وہاں پر لوگ اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور پولیس افسر اور اہلکار لوگوں کی زبردستی دکانیں بند کروانے کا کہہ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ڈرائیور کو بھیجا کہ جا کر دیکھو کیا وجہ ہے، لوگ کیوں اکٹھے ہوئے ہیں تو

میرے ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ وہاں پر پولیس اہلکار دکانیں بند کروا رہے ہیں۔ میں نے ڈرائیور کو کہا کہ ایس۔ایچ۔او کو کہو کہ ایم پی اے صاحبہ بلا رہی ہیں جس کے جواب میں ایس۔ایچ۔او اشفاق بٹ نے ڈرائیور کے ساتھ بدتمیزی کی اور ان کو کہا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا، اس کو جا کر کہو کہ یہ چیف منسٹر کے ساتھ جا کر خود بات کرے اور میں کسی ایم پی اے کی بات نہیں سنوں گا اور اس نے کہا کہ مجھے دکانیں بند کروانے کا حکم ڈی۔سی۔او کی طرف سے ملا ہے۔ میں اس کے بعد اپنے ڈرائیور کے ساتھ خود ایس۔ایچ۔او کے پاس گئی مگر میری موجودگی کے باوجود ایس۔ایچ۔او نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا اور نازیبا الفاظ کا استعمال جاری رکھا۔ میں نے متعدد مرتبہ کہا کہ میں ایم پی اے ہوں، آپ ایسا نہ کریں اور میرے status کا خیال رکھیں مگر اس نے میری باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنا کام جاری رکھا۔ تھانہ ریس کورس کے ایس۔ایچ۔او کے نازیبا رویہ سے مجھے لوگوں سامنے انتہائی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور میں وہاں سے واپس آ گئی۔ اشفاق بٹ ایس۔ایچ۔او کے اس ناروا سلوک، بدتمیزی اور نازیبا الفاظ سے نہ صرف میرا بلکہ اس مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ابھی اس کی کاپی موصول ہوئی ہے تو میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔ آپ اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: کل تک کے لئے pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، آپ next session کے لئے کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اسے next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ جو تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اس کو next session تک نہیں جانا چاہئے اگر اس کو لے کر بھی جانا ہے تو کل کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ dictation نہ دیں، آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں، آپ کی بڑی مہربانی، آرڈر پہلے ہو چکا ہے۔ It has been ordered

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ تحریک بڑی اہمیت کی حامل ہے، اسے کل کے لئے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: Doesn't آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ان سے تو بات کر لیں کہ وہ کیا کہتی ہیں؟

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات کر لی ہے۔ وہ اس بات سے خود مطمئن ہوں گی تو پھر بات ہو گی۔ thank you جی، تحریک التوائے کار۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! حج والا مسئلہ ہے۔ آج محترم لاء منسٹر صاحب نے اس پر جواب دینا ہے، یہ جس دن سے اجلاس چلا ہے اور آج تک یہ اجلاس چل رہا ہے اس پر آج جو بھی کرنا ہے آج final کریں۔ میں آج اس کا آپ کو بتانا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں کیونکہ میں اس سے متعلقہ سارے ثبوت لے کر آیا ہوں کہ کس طریقے سے اب اخبار میں اشتہار دیا گیا، اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 473 ہے۔ اس پر دو تین دن discuss ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بات کر لیں، ویسے تو یہ 13/08/08 کو disposed of ہو چکی ہے۔

نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، بالکل disposed of نہیں ہوئی۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اس وقت آپ نے فیصلہ یہ فرمایا تھا کہ لاء منسٹر اور سینئر وزیر صاحب فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں گے، محترم سینئر منسٹر صاحب نے on the floor of the House یہ فرمایا تھا کہ اب چونکہ وقت کم ہے اس لئے اب فیڈرل گورنمنٹ ٹائم کی کمی کی وجہ سے اس پر بات کیسے کرے گی؟ میں اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ میرے پاس اخبار کی ایک advertisement ہے، آپ لاء منسٹر صاحب سے بیشک اس کے متعلق پوچھ سکتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس یہ اخبار کی ایک cutting ہے جس کے تحت فیڈرل گورنمنٹ نے اب اشتہار دیا ہے کہ private tour پر جو حج operators سے applications مانگی ہیں اور میں یہ آپ کی خدمت میں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ سینئر وزیر صاحب نے کہا تھا کہ ٹائم نہیں ہے اور اس کے علاوہ آپ custodian of the House ہیں، میں آج دو اہم باتیں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ جو senators کو حج کا کوٹا دیا گیا ہے ان کا عوام سے کیا تعلق ہے؟ ہم نے آج تک جتنے senators کو elect کیا ہے الیکشن کے بعد ہمیں انہوں نے فون تک نہیں کیا، وہ کہاں تشریف لے گئے ان کا کیا ہوا، ان کا عوام سے کیا تعلق ہے؟ اس ایوان کا ہر معزز رکن عوام سے جتنا تعلق رکھتا ہے اتنا پوری سینٹ عوام سے تعلق نہیں رکھتی تو اگر صدارت کا ووٹ لینا ہو تو صوبائی اسمبلی اور اگر senators نے ووٹ لینا ہو تو صوبائی اسمبلی، اگر حج کا کوئی کوٹا لینا ہو تو ہمیں کوئی کوٹا نہیں ملتا تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آج اس advertisement کی بنیاد پر فیصلہ کر لیا جائے کہ آخر اس مسئلہ کا جواز کیا ہے، ہمیں کیوں نہیں حج کوٹا ملتا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس دن بھی اس تحریک پر بات ہوئی تھی اور پورے ہاؤس کی یہی sense تھی کہ معزز ممبران صوبائی اسمبلی کو حج کوٹا ملنا چاہئے۔ وزیر خزانہ سے بات ہوئی تھی تو انھوں نے کہا تھا کہ میں اپنے طور پر بات کروں گا لیکن وہ باہر چلے گئے۔ اس دن

سینئر وزیر صاحب نے وعدہ کیا تھا لیکن ابھی وہ کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔ میں یہ معاملہ حکومت پنجاب اور وزیراعلیٰ صاحب کے بھی علم میں لایا ہوں اور انھوں نے وفاقی حکومت سے یہ معاملہ take up کیا ہے مگر ابھی تک وفاقی حکومت کی طرف سے negative or positive جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ بات درست ہے کہ جو صاحبان سینٹ میں بیٹھے ہیں وہ ہم سے ووٹ لے کر گئے ہیں لہذا ان کا تو براہ راست لوگوں سے تعلق نہیں ہے اور نہ ہی انھوں نے عوام سے ووٹ لئے ہیں۔ ان کو توج کا کوٹا دیا گیا ہے لیکن ممبران صوبائی اسمبلی کو یہ کوٹا نہیں دیا جا رہا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو اس ہاؤس کی ڈیمانڈ کو concede کرنا چاہئے چونکہ ابھی محترم راجہ صاحب ایوان میں تشریف فرما نہیں ہیں لیکن وزیر مال حاجی اسحاق صاحب تشریف لائے ہیں اگر ان کے پاس کوئی information ہے تو میں گزارش کروں گا کہ وہ بیان فرما دیں تاکہ معزز ایوان اس بات سے آگاہ ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں relevant portion کی دو لائنیں پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو پتا چل جائے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ سینئر منسٹر صاحب کسی کام کی غرض سے باہر گئے ہیں۔ ان کا پتا کروا لیتے ہیں لہذا آپ ان کے آنے تک اس تحریک کو pending فرما لیں اور اگلی تحریک take up کر لیں۔ شاید ان کے پاس کوئی بہتر information ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک بات دیکھ لیں کہ جس دن اجلاس شروع ہوا تھا تو آپ نے مہربانی فرما کر کائرہ صاحب کو کہا تھا کہ اس بارے میں وفاقی حکومت سے بات کریں۔ سات آٹھ دن تو ان کا پتا ہی نہیں لگا پھر پتا چلا کہ وہ باہر تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کا یہ حق ہے کہ اسے یہ کوٹا ملنا چاہئے۔ میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ میں تو معزز ایوان کے ہر رکن کے لئے fight کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: Till the arrival of Senior Minister Sahib اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع نہیں کر دینی۔ جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی، میں تقریر نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: بسرا صاحب! پہلے مستی خیل صاحب بات کریں گے انھوں نے آپ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے کہا ہے۔ جی مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ on behalf of the Punjab Government کوئی بھی وزیر وفاقی حکومت سے یہ معاملہ take up کر سکتا ہے اس لئے میرے خیال میں سینئر منسٹر کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو قرارداد کی شکل میں وفاقی حکومت سے سفارش کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی ساری بات سمجھ گئے ہیں اور اس پورے معزز ایوان کی sense بھی سمجھتے ہیں لیکن کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں اس طرح کی پیش رفت ہوتی ہے۔ جی، بسرا صاحب بہادر!

ایم۔پی۔ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کے حوالے سے پنجاب اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد پر عملدرآمد کروانے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے گزارش کروں گا کہ ہم لوگ بھی پارلیمنٹیرین ہیں۔ صوبائی اسمبلیاں ہر معاملے میں بہت important and vital role play کرتی ہیں لیکن نیشنل اسمبلی کو جو privileges ملے ہوئے ہیں وہ ہمیں نہیں ملے۔ پچھلے اجلاس میں بلیو پاسپورٹ کے حوالے سے اسی معزز ایوان سے ایک قرارداد پاس ہوئی تھی لیکن آج تک اس

قرارداد پر عمل نہیں ہوا یہ بڑا لمحہ فکریہ ہے- میں یہ نہیں کہتا کہ چونکہ ہم صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں اس لئے ہمیں یہ privileges ملیں- بات صرف یہ ہے کہ ہم بھی پارلیمنٹیرین ہیں، ہمارا بھی استحقاق ہے- آپ جس Chair پر بیٹھے ہیں اس کا تقدس اس لئے پامال ہو رہا ہے کہ ہمیں وہ privileges نہیں مل رہے- اگر آپ ہماری جنگ لڑیں گے تو پھر آپ کی کرسی مضبوط ہو گی-

جناب سپیکر: کسی کی کرسی مضبوط نہیں ہوتی- جب تک اللہ کا حکم ہو اس وقت تک چلتی ہے اس کے حکم کے بغیر نہیں-

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے حقوق کی جنگ آپ نے لڑنی ہے- میں تو صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ بلیو پاسپورٹ کے حوالے سے اس ایوان سے متفقہ قرارداد پاس ہوئی تھی- کیا نیشنل اسمبلی کے لوگ زیادہ سفر کرتے ہیں، کیا نیشنل اسمبلی والوں کے پاس پیسے کم ہیں؟ میں صرف اتنی بات کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے حقوق ملنے چاہئیں- اگر پچھلی حکومت نے وہ حقوق نہیں دیئے تو ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ کے توسط سے ہمیں وہ تمام حقوق ملیں جن کا ہمیں استحقاق حاصل ہے- میں بڑے ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ بلیو پاسپورٹ اور تمام حوالے سے ہمیں ہمارے استحقاق کے مطابق حقوق دلوائے جائیں-

جناب سپیکر: بسرا صاحب! پلیز بات سنیں- آپ نے پہلے بھی بلیو پاسپورٹ کے حوالے سے قرارداد پاس کی تھی اس کا حشر آپ کے سامنے آ گیا ہے- میرے خیال میں جب تک ہماری ان کے ساتھ coordination نہ ہو اور وہ مکمل طور پر ہمیں یقین دہانی نہ کرائیں اس وقت تک ہمیں ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے- یہ مناسب نہیں کہ آپ یہاں سے قرارداد پاس کر دیں لیکن اس کی implementation کے لئے آپ سے کوئی پوچھے بھی نہ- It doesn't look nice.

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپس میں کوئی confrontation ہو-

جناب سپیکر: کوئی اچھا طریقہ اختیار کریں- سینئر منسٹر صاحب، لاء منسٹر صاحب، آپ اور دوسرے پارلیمنٹیرین بیٹھ کر کوئی طریقہ اختیار کریں-

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے وزیر قانون یہاں تشریف فرما ہیں-آپ ایک کمیٹی قائم کر دیں جو کہ ان تمام معاملات پر وفاقی حکومت سے dialogue کر کے آپ کو رپورٹ دے۔ ہم بھی اس پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، ہم پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کو represent کر رہے ہیں- 1993 تک بلیو پاسپورٹ موجود تھا-ان کے پاس تو بلیو پاسپورٹ ہو اور ہمارے پاس دوسرا ہو تو کیا ہم پارلیمنٹیرین نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ جو بلیو پاسپورٹ کی بات کر رہے ہیں شاید ادھر بھی نہ ہو- I am not sure.

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر نوانی صاحب! آپ فرمائیں۔ کلو صاحب! نوانی صاحب کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں-

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اس بات سے متفق ہوں-اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے کرم سے، عام آدمی کے ووٹوں سے ایم۔پی۔اے بنایا اور یہ رتبہ دیا ہے- میرے عزیز نے جو بات کی ہے مجھے اس سے قطعاً اختلاف نہیں ہے کہ بلیو پاسپورٹ نہیں تو red ہونا چاہئے لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں اپنے تحفظ کے لئے نہیں آئے بلکہ جو غریب آدمی ہے، جو ایک وقت کی روٹی کے لئے تنگ ہے ہمیں یہاں اس کے بارے میں سوچنا چاہئے-(نعرہ ہائے تحسین)

جب ہمارے پاس بلیو پاسپورٹ نہیں ہوتے تب بھی ہم سفر کرتے ہیں- ہم نے یہاں پر اڑھائی اڑھائی سال بعد اسمبلیاں ٹوٹتی ہوئی دیکھی ہیں اور ہم نے ایئرپورٹ پر پاسپورٹ چھینتے ہوئے بھی دیکھے ہیں- آج پورے صوبے کی عوام ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے کہ آیا ممبران اس ہاؤس میں بیٹھ کر ہماری بات کرتے ہیں یا اپنے پروٹوکول کی بات کرتے ہیں- پہلے بھی یہاں پر قرار دادیں پاس ہوتی رہی ہیں میں نے پچھلے دنوں بھی کہا تھا کہ قرار داد پاس نہ کریں بلکہ کمیٹی بنا دیں- ہمیں اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہئے، ہمیں ان باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے- ہم پہلے بھی انسان تھے اور اب ایم پی اے بن کر بھی وہی ہیں- ہم پہلے بھی سفر کرتے رہتے ہیں، بعد میں بھی کرتے رہیں گے- جب ایم پی اے نہیں ہوتے تب بھی عام

پاسپورٹ پر سفر کرتے ہیں۔ اگر راجہ ریاض صاحب، وزیر قانون یا کوئی بھی منسٹر اپنے طور پر وفاقی حکومت سے بات کرے تو ٹھیک ہے، نہیں تو ہمیں اس طرح کی remedy لینی چاہئے اور نہ ہی اس جھنجھٹ میں پڑنا چاہئے۔

جناب سپیکر: کمیٹی بھی نہیں بنانی چاہئے ---جی، کلو صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بہت important بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ساری باتیں ہی important ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نوانی صاحب بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں میں نے یہ بات ہرگز نہیں کی۔ پاسپورٹ کا غربت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ میں تو استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے غریب اور امیر آدمی کی بات نہیں کی۔ نیشنل اسمبلی والوں کے تو بچوں کے بھی بلیو پاسپورٹ ہیں۔ 1993 تک ہمارا بلیو پاسپورٹ تھا---

جناب سپیکر: آپ پہلے اس بارے میں پتا کر لیں۔ میرے خیال میں آپ کے پاس مکمل معلومات نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اتنا کام کر دیں---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں کلو صاحب کو floor دے رہا ہوں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میں کلو صاحب کے بعد آپ کو floor دوں گا۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی؟ میں جب بھی کھڑا ہوتا ہوں آپ مجھے موقع نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں Unification Group کا لیڈر ہوں، ہاؤس میں ہماری تیسری بڑی پارٹی ہے اور آپ مجھے بولنے کی اجازت ہی نہیں دے رہے۔

MR. SPEAKER: Try to behave, try to behave, try to behave.

میں آپ کو کلو صاحب کے بعد floor دوں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے انتہائی اہمیت کی دو تحاریک التوائے کار دی ہوئی ہیں۔ جب میں پڑھوں گا تو آپ کو پتا چلے گا کہ یہ زمینداروں اور کاشت کے بارے میں کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک flat rate آبیانہ پر ہے اور دوسری گنے کے کاشت کار کی payment کے بارے میں ہے۔ میں آپ سے اور وزیر قانون صاحب سے عرض کروں گا کہ میری تحاریک کو out of turn take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: جب ان کی باری آئے گی تو دیکھیں گے۔ آپ وزیر قانون صاحب سے بات کر لیں۔ جی، نجف عباس سیال، Leader of the Unification Group ارشاد فرمائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پہلے یہ چیز واضح کی جائے کہ کیا ان کی پارٹی الیکشن کمیشن کے پاس رجسٹرڈ ہے، یہ کون سی پارٹی ہے؟

جناب سپیکر: Leader of the Unification Group! میرے تک آپ کی leadership کی بات ابھی تک نہیں پہنچی۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ جس وقت۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پہلے اس بارے میں رولنگ دیں کہ یہ کس پارٹی کے سربراہ ہیں اور آیا ان کی پارٹی الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ ہے؟

جناب سپیکر: پہلے آپ ان کو بات کرنے دیں پھر آپ کی بات سنتے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: اعجاز شفیع صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ تشریف رکھیں میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ پہلے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔ اس چیز کی وضاحت کریں کہ آیا ان کی پارٹی الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ ہے پھر وہ بات کریں؟

جناب سپیکر: مجھے اس بات کا پتا ہے اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسی رپورٹ ہے۔ آپ خود معلوم کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ جس unification party کی بات کر رہے ہیں، اپنے آپ کو اس کا Head کہہ رہے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ چونکہ میں پارٹی کا سربراہ ہوں اس لئے مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔ پہلے یہ ثابت تو کریں کہ یہ کس طرح پارٹی کے سربراہ ہیں اور کیا ان کی پارٹی رجسٹرڈ ہے؟

جناب نجف عباس خان سیال: اگر آپ میں ہمت ہے تو ہمیں disqualify کرا کے دکھائیں۔ یہ بے چارے تو سیاسی یتیم ہیں اور میں سیاسی یتیموں کے ساتھ discuss نہیں کرنا چاہتا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے لوٹے کے نعرے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ خاموشی اختیار کریں۔ جی، سیال صاحب! آپ بات کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب! یہ چُپ کریں گے تو میں بولوں گا۔ ان کو تو اتنی تمیز نہیں ہے، اتنی sense نہیں ہے کہ ہاؤس میں بات کیسے کی جاتی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پہلے رولنگ دی جائے۔ بتایا جائے کہ یہ کیسے پارٹی کے سربراہ ہیں، کس پارٹی کے سربراہ ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پہلے ان کی بات سنیں اس کے بعد رولنگ کی بات آئے گی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: نہیں، پہلے رولنگ دیں پھر وہ بات کر سکیں گے۔

MR. SPEAKER: Mr. Ijaz Shafi! sb. I do not allow you. I am not going to allow you, gentleman! This is not a proper way. میں نے floor سیال صاحب کو دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر! ایسی کوئی پارٹی رجسٹرڈ نہیں ہے۔یہ اس حیثیت سے بات نہیں کر سکتے۔(قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"مشرف کا جو یار ہے وہ غدار ہے" کے نعرے)

جناب سپیکر: میری بات سنیں،آرڈر پلیز۔خاموشی اختیار کریں۔اگر آپ میری بات نہیں سننا چاہتے تو وہ علیحدہ بات ہے۔This is I tell youاس طرح پھر آپ بات نہیں کر پائیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع:جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔پہلے میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دیں۔

جناب سپیکر:اعجاز شفیع صاحب!ابھی میں نے آپ کو allow نہیں کیا۔ابھی میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر allowہی نہیں کیاتو آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں؟آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال:آئندہ اگر انھوں نے ایسے رویے کا مظاہرہ کیاتو پھر ہم بھی ان کو نہیں بولنے دیں گے۔ہم ان کے کسی بندے کو،یہاں تک کہ قائد حزب اختلاف کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔پھر ہم یہ کہیں گے کہ مشرف کا جو یار ہے وہ غدار ہے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر جناب نجف سیال صاحب نعرے لگواتے رہے

"مشرف کا جو یار ہے وہ غدار ہے")

(جواباً معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے لوٹے کے نعرے)

جناب نجف عباس خان سیال: او ہ ماسی!توں لوٹے دے بغیر کجھ وی نئیں،توں لوٹے دے بغیر کجھ کر سکنی ایں؟مشرف کا جو یار ہے وہ غدار ہے۔ان کا سب سے بڑا لوٹا چودھری پرویزالٰہی جس نے میاں محمد نواز شریف کی کمر میں چھُرا گھونپا تھا۔سب سے بڑالوٹا،لوٹوں کی پیداوار۔(نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please, order in the House, I say order in the House.

جناب اعجاز شفیع صاحب!میں بار بار آپ کو کہہ رہاہوں کہthis is not good،دیکھیں،اگر آپ ایسی بات کریں گے تو پھر اسretaliationکاآپ کو سامنا کرنا پڑے گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: No problem، کوئی بات نہیں۔ آپ اس ہاؤس کو قواعد اور رولز کے مطابق چلائیں۔ آپ اس پر رولنگ دے دیں کہ آیا یہ کسی پارٹی کے head ہیں، آیا ان کی پارٹی رجسٹرڈ ہے؟ یہ بطور کسی پارٹی Head کے بات نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک شخص ہاؤس میں کھڑا ہو کر اپنی پارٹی کیسے بنا سکتا ہے؟ آپ سے request ہے کہ بتادیں، رولنگ دے دیں کہ کیا ان کی پارٹی رجسٹرڈ ہے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! this is not good. پھر آپ کہیں گے کہ جی غصے میں آتے ہیں۔ I am not allowing you.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! ہم تو آپ سے رولنگ چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس بات کی رولنگ؟ جب میں بات کر رہا تھا تو ان کو چاہئے تھا کہ میری بات سنتے۔ اگر میں ان کو allow کروں تو یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں۔ میں نے تو ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے نجف عباس سیال کی بات سننے دیں۔ پہلے ان کی بات سنوں گا اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سیال صاحب بات کریں، یہ as a member بات کریں۔ as a member, not as a so called party head.

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ as an honourable member of this House میں نجف سیال صاحب کو floor دیتا ہوں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! حج کے حوالے سے جیسے شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے لوٹے کے نعرے)

جناب سپیکر: دیکھیں، وہ دین کی بات کر رہے ہیں، حج کی بات کر رہے ہیں اور آپ اس میں شور مچا رہے ہیں۔

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر! جو خود لوٹے ہوں ان کو دوسروں کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ دیکھیں، آگے ضروری معاملات آ رہے ہیں تو آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور کارروائی کو آگے چلنے دیں۔ خاموشی اختیار کریں، مہربانی۔ ان کی اچھی بات ہو گی، آپ سن لیں۔ آپ پلیز غور سے سنیں۔ جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ حج کے حوالے سے بات ہوئی ہے یا تو وفاق والوں کو یہ کہیں کہ ان کا بھی کوٹہ نہ ہو یا پھر آپ وفاق والوں کو بھی کوٹہ نہ دیں۔ اگر وفاق والوں کو کوٹہ دینا ہے تو صوبائی اسمبلیوں کو کیوں نہیں دیا جاتا؟ بات حقائق پر مبنی ہے۔

دوسری بات میرے بھائی جناب سعید اکبر خان نے blue passport کے متعلق کی۔ اگر ایک گریڈ 18 کے ملازم کو official blue passport جاری ہو سکتا ہے تو protocol کے مطابق صوبائی اسمبلی کے ممبر کو گریڈ 21 کا protocol ملتا ہے۔ اس کو blue passport جاری کیوں نہیں ہو سکتا؟

جناب سپیکر: اس بات کو آپ چھوڑ دیں۔ یہ معاملہ اب ختم ہو چکا ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: میرے بھائی 1990 سے وزیر آ رہے ہیں۔ جب یہ یہاں سے نکلتے ہیں ان کے آگے بھی protocol ہوتا ہے اور پیچھے بھی protocol ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی protocol نہ لیا کریں۔ دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ جس وقت ہم ادھر اسمبلی میں enter ہوتے ہیں ہمارے صرف کپڑے نہیں اتارے جاتے باقی تو ہر چیز search کی جاتی ہے۔ اس کے بعد جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو rush ہوتا ہے۔ جن کی گاڑیوں پر جھنڈا لگا ہوتا ہے وہ تو فوراً out gate سے نکل جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو نہیں روکا۔

جناب نجف عباس خان سیال: باقی سارے ممبران دو دو گھنٹے باہر کھڑے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو نہیں روکا۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! جو member search ہو کر اندر آ گئے ہیں تو kindly اس کو out gate سے جانے کی اجازت دی جائے۔ ماشاءاللہ آپ سپیکر ہیں اس اسمبلی کے آپ انچارج ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کہاں آپ کو روکا گیا ہے؟

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! ہم لوگ دو گھنٹے کھڑے رہتے ہیں اور ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔ مہربانی۔(قطع کلامیاں)

ایک آواز: آپ لوگوں کی گاڑیاں اندر کھڑی ہوتی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ گاڑیوں کی parking کا مسئلہ ہوتا ہے۔ پہلے parking کر کے آؤ۔ پھر واپسی کے لئے جانے کا راستہ نہیں ملتا۔ آپ تو جھنڈے والے لوگ ہیں، آپ جاسکتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ کوئی میری ذات کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ وہ آپ کی safety کے لئے کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ بھی باہر اتریں گے کہ یہاں پر Chief Minister کا status بھی ایم۔پی۔اے کا ہے وزیر کا بھی ایم پی اے کا ہے۔ اگر ہم لوگ اڑھائی اڑھائی گھنٹے باہر سڑکوں پر کھڑے ہو سکتے ہیں اور وزراء دوسرے گیٹ سے چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو وزیر بننے سے کسی نے روکا ہے؟

جناب نجف عباس خان سیال: جناب کیوں؟ سب کا honour ایک ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں آپ کچھ خیال کریں، irrelevant بات نہ کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ ساجدہ میر: میں شکریہ ادا کرتی ہوں کہ تھوڑا سا اپنی ذات سے ہٹ کر آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔ یہ میری ذات کا مسئلہ نہیں تھا۔ میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:

> پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس امر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ N.W.F.P کے ضلعی ہیڈکوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں 19۔اگست 2008 کو ایک شخص پر حملہ کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ پہلے اپنی تحریک پڑھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں نے دو دفعہ آپ سے اجازت مانگی تھی۔

جناب سپیکر: آپ تحریک پڑھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ اسماعیل خان میں ہونے والے خود کش حملہ کی مذمت سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ اسماعیل خان میں ہونے والے خود کش حملہ کی مذمت سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈیرہ اسماعیل خان میں ہونے والے خود کش حملہ کی مذمت سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد کو پیش کریں۔

قرارداد

پنجاب اسمبلی کے ایوان کی جانب سے ڈیرہ اسماعیل خان میں خود کش حملہ میں ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس امر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ صوبہ سرحد کے ضلعی ہیڈ کوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں 19-اگست 2008 کو ایک شخص پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا اور جب اس کا جسد خاکی ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں سینکڑوں لوگ جمع ہو گئے اور اسی دوران کسی اذیت پسند اور دہشت گرد نے

بم سے خودکش حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 30 سے زائد بے گناہ اور معصوم شہری جاں بحق ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 14 افراد کا تعلق ایک ہی خاندان سے تھا۔ اس کے علاوہ اس حملے میں 5 پولیس اہلکار بھی جاں بحق ہوئے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس خودکش حملے کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ پنجاب کی عوام اور پنجاب اسمبلی کے تمام اراکین جاں بحق ہونے والے بے گناہ اور معصوم افراد کے خاندانوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان N.W.F.P کی حکومت سے بھی اس ہولناک واقعہ پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ پروردگار اس قسم کے انسان کش واقعات میں ملوث افراد کو ہدایت دے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو ہمت اور جرأت عطا فرمائے وہ ان ملک دشمن عناصر کا قلع قمع کر سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس امر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ پختوان خواہ صوبہ کے ضلعی ہیڈکوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں 19-اگست 2008 کو ایک شخص پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ mover نے جو اپنی original قرارداد ہے اس میں واقعی پختون خواہ صوبہ لکھا تھا۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے اگر اس کا نام پختون خواہ رکھ دیا جائے لیکن بعد میں، میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی کہ ابھی پختون خواہ کا لفظ نہ لکھا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی اس کو روک لیا جائے۔ پختون خواہ نہ لکھا جائے بلکہ صوبہ سرحد لکھا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں نے mover سے کہا تھا اور انہوں نے اس کو اسی طرح سے amend کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس امر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ صوبہ سرحد کے ضلعی ہیڈ کوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں 19-اگست 2008 کو ایک شخص پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا اور جب اس کا جسد خاکی ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں سینکڑوں لوگ جمع ہو گئے اور اسی دوران کسی اذیت پسند اور دہشت گرد نے بم سے خود کش حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 30 سے زائد بے گناہ اور معصوم شہری جاں بحق ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 14 افراد کا تعلق ایک ہی خاندان سے تھا۔ اس کے علاوہ اس حملے میں 5 پولیس اہلکار بھی جاں بحق ہوئے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس خود کش حملے کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ پنجاب کی عوام اور پنجاب اسمبلی کے تمام اراکین جاں بحق ہونے والے بے گناہ اور معصوم افراد کے خاندانوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان N.W.F.P کی حکومت سے بھی اس ہولناک واقعہ پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ پروردگار اس قسم کے انسان کش واقعات میں ملوث افراد کو ہدایت دے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو ہمت اور جرات عطا فرمائے وہ ان ملک دشمن عناصر کا قلع قمع کر سکیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس امر پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ صوبہ سرحد کے ضلعی ہیڈ کوارٹر ڈیرہ اسماعیل خان میں 19 اگست 2008 کو ایک شخص پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا گیا اور جب اس کا جسد خاکی ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں سینکڑوں لوگ جمع ہو گئے اور اسی دوران کسی اذیت پسند اور دہشت گرد نے بم سے خود کش حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 30 سے زائد بے گناہ اور معصوم

شہری جاں بحق ہو گئے۔ جاں بحق ہونے والوں میں 14 افراد کا تعلق ایک ہی خاندان سے تھا۔ اس کے علاوہ اس حملے میں 5 پولیس اہلکار بھی جاں بحق ہوئے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان اس خود کش حملے کی پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ پنجاب کی عوام اور پنجاب اسمبلی کے تمام اراکین جاں بحق ہونے والے بے گناہ اور معصوم افراد کے خاندانوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان N.W.F.P کی حکومت سے بھی اس ہولناک واقعہ پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ پروردگار اس قسم کے انسان کش واقعات میں ملوث افراد کو ہدایت دے اور پاکستان کے تمام شہریوں کو ہمت اور جرات عطا فرمائے وہ ان ملک دشمن عناصر کا قلع قمع کر سکیں۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے آپ بات کرنے دیں گے؟ اس کے لئے دو تین صاحبان ہیں۔ شیخ علاؤالدین پی پی۔181 نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور بے گناہ کشمیریوں کی بھارتی فوج کے ہاتھوں ہلاکت کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور بے گناہ کشمیریوں کی بھارتی فوج کے ہاتھوں ہلاکت کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور بے گناہ کشمیریوں کی بھارتی فوج کے ہاتھوں ہلاکت کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور بے گناہ کشمیریوں کی بھارتی فوج کے ہاتھوں ہلاکت کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کی ہندوستانی فوج کے ہاتھوں قتل کی بھرپور مذمت

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان حریت کانفرنس کے انتہائی مایہ ناز لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کے ہندوستانی فوج کے ہاتھوں بہیمانہ قتل کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان حریت کانفرنس کے انتہائی مایہ ناز لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کے ہندوستانی فوج کے ہاتھوں بہیمانہ قتل کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کی گئی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے تو کر لے یا محرک خود اس میں تقریر کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔اگر مخالفت نہیں ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، جی، بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: حریت کانفرنس کے انتہائی مایہ ناز لیڈر شیخ عبدالعزیز کو ہندوستانی فوج نے 11۔اگست 2008 کو جب کہ وہ ایک پرامن جلوس کی قیادت جس میں تقریباً 600 ٹرک فروٹ تھا اور وہ مظفر آباد کی طرف رواں دواں تھا اور جو کشمیر کے مسلمانوں کے معاشی قتل عام کے خلاف نکالا گیا تھا اور جس کی بنیاد جو تشدد پسند ہندو گروپ جس کو ہندوستانی حکومت کی پوری حمایت حاصل ہے کا بدترین فعل ہے۔ شیخ عبدالعزیز 1952 میں سری نگر کے قریب پیدا ہوئے۔ان کے والد زعفران کے تاجر تھے۔بچپن میں شیخ عبدالعزیز نے موئے مقدس تحریک میں حصہ لیا۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ شیخ صاحب! پڑھ کر تقریر کر رہے ہیں جبکہ رولز میں یہ بات ہے کہ وہ پڑھ کر تقریر نہیں کر سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تقریر نہیں ہے۔بسرا صاحب کو سمجھ آ جائے گی، میں زبانی بھی تقریر کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب وہ مظفر آباد کی طرف معاشی قتل عام کے خلاف 600 ٹرکوں میں فروٹ لے کر آ رہے تھے تو ان کو باقاعدہ ہندوستانی حکومت کے ایک اشارے پر قتل کیا گیا ہے اور ان کو اس کی سزا دی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے معاشی قتل عام کے خلاف ایک ٹوکن کے طور پر لا رہے تھے۔میں یہاں پر ان لوگوں کو بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 11۔اگست کا واقعہ ہے اور 13۔اگست کو جنہوں نے رل مل کر روٹی کھانے کا فیصلہ کیا تھا ان کو یہ احساس نہیں ہوا کہ وہاں پر مسلمانوں کے ساتھ کیا ظلم کیا گیا ہے۔میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ یہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ان کا معاشی قتل عام کیا جائے اور ان کی زمین انتہائی متعصب ہندو کو دینے سے فائدہ ہوا تھا تو جب شیخ عبدالعزیز نے اس کے خلاف تحریک پیش کی تو اس کے ایماء پر ان کو قتل کر دیا گیا؟ میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور اس معزز ایوان سے چاہتا ہوں کہ یہ اس کی مذمت کرے تاکہ ہندوستانی حکومت کو بتایا جائے کہ ہم کشمیریوں کے ساتھ ہیں اور ہم مل کر روٹی کھانے والے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان حریت کانفرنس کے انتہائی مایہ ناز لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کے ہندوستانی فوج کے ہاتھوں بہیمانہ قتل کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان حریت کانفرنس کے انتہائی مایہ ناز لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کے ہندوستانی فوج کے ہاتھوں بہیمانہ قتل کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں ایک لیکویڈیشن بورڈ کا important معاملہ ہے میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس کا آج جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

(اذان ظہر)

پوائنٹ آف آرڈر

دوران اجلاس خواتین کے لئے جائے نماز مختص کرنے کا مطالبہ

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ اذان ہوتی ہے، وقفہ نماز نہیں ہوتا اور خواتین کے لئے نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے کمرہ نمبر 3 رکھا ہے۔ آپ وہاں پر نماز پڑھ رہے ہوں تو 20 بندے وہاں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ مذہبی طور پر غلط ہے۔ وہاں پر پردے کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے تو اپنا کمیٹی روم دے دیا تھا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میں جب بھی وہاں جاتی ہوں تو وہاں آدمی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ وہاں کوئی آدمی نہیں جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: آپ ابھی میرے ساتھ چلے چلیں کہ وہاں پر کتنے بندے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو وہاں پر نماز پڑھنے دیں اور ان کے لئے انتظام کیا جائے۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

(---جاری)

جناب سپیکر: ملک وارث کلو صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 475 ہے۔ جی، ملک وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: میری تحریک التوائے کار ہے اور اس سلسلہ میں میری عرض ہے کہ اسمبلی کے قواعد وضوابط کو معطل کر کے مجھے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ اب آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

تحصیل کینال ڈویژن میں موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ سسٹم پر غور وخوض کے لئے کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ

ملک محمد وارث کلو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سابق حکومت کے دور میں آبیانہ ٹیکس کے پرانے نظام کو ختم کر کے فلیٹ ریٹ آبیانہ کا نظام وضع کیا گیا تھا جس پر سابق اسمبلی میں بھی میں نے احتجاج کیا تھا کہ یہ ہمارے تھل کینال ڈویژن کے پانچ اضلاع میانوالی، خوشاب، بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ کے کسانوں معاشی قتل کے مترادف ہے جس پر سابق حکومت نے ہمارے پورے تھل کینال ڈویژن میں فلیٹ ریٹ آبیانہ کا ریٹ تین سال کے لئے تقریباً نصف کر دیا تھا جو تین سال اب ختم ہو گئے ہیں اور ہمارا استحصال پھر شروع ہو گیا ہے۔ محکمہ

آبپاشی اور محکمہ مال غریب کسانوں کو ناکردہ گناہ کی سزا دے رہا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے جو فلیٹ ریٹ آبیانہ سسٹم کا دوبارہ سے جائزہ لے اور خصوصاً ہمارے تھل کینال ڈویژن میں پرانا سسٹم آبیانہ وضع کیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وارث کلو صاحب نے جو معاملہ اس تحریک التوائے کار کے ذریعے اٹھایا ہے یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے۔ اس تحریک کی آج ہی کاپی مجھے موصول ہوئی ہے۔ آپ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرمالیں۔ اس پر محکمہ پوری کارروائی بھی کرلے گا اور اس کا جواب بھی آجائے گا۔ اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس پر ہاؤس میں بحث کروالی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی ہے کہ انھوں نے اس بات کو اہمیت دی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اس وقت آبیانہ فلیٹ ریٹ پر لگا دیا ہے۔ تھل کینال کا problem یہ ہے کہ وہاں irrigated area کم ہے اور جو under command ہے وہ کاغذوں میں بہت زیادہ ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جس طریقے سے اب recovery والے لوگوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں میں وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا تو یہ ایسا حکم فرمادیں کہ اس تحریک التوائے کار کے فیصلے تک لوگوں کی پکڑ دھکڑ نہ کی جائے۔ اس تحریک کا جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق مزید کارروائی کی جائے۔ ہمارے لوگ اس وجہ سے نہایت پریشان ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بالکل جائز بات ہے۔ ہم اس پکڑ دھکڑ والے معاملہ کا نوٹس لیں گے اور انشاء اللہ اس کو رکوا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی

شوگر ملز مالکان کی جانب سے کسانوں کو واجب الادا اربوں روپے کی ادائیگی میں تاخیر

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اسی طرح کی ایک اور نہایت اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار نمبر 480 ہے۔اس کی بھی اجازت فرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،آپ پڑھ دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوگر ملز مالکان نے کسانوں سے گنا وصول کرتے ہوئے شروع سے ہی استحصال کا سلسلہ شروع رکھا اور غریب کسانوں سے گنا وصول کرنے کے بعد کئی کئی مہینے کے بعد ان کی رقوم کی ادائیگی کی گئی اور ابھی بھی غریب کسان ملوں کے چکر لگا رہے ہیں اور کسانوں کی کافی رقوم ملز مالکان کی طرف بقایا ہیں جبکہ انھوں نے کافی مقدار میں چینی سٹاک کر رکھی ہے۔ لہذا مجبور کسانوں کو ان کا حق دلوانا اس ایوان کی ذمہ داری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی بہت اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے۔اس کو اگر آپ بحث میں لانا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب بہت سنجیدگی سے اس پر کام کر رہی ہے۔ یہ اس ایوان اور خاص طور پر میرے بھائی کے علم کے لئے بہت ضروری ہے کہ جب ہماری حکومت کا آغاز ہوا تو اس وقت تقریباً 6- ارب روپے واجب الادا تھے جو کسانوں کو ادا کئے جانے تھے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ سابق حکومت نے اس طرف توجہ نہ دی اور کسی کو اس قسم کا نوٹس دینے کی جرات نہ ہوئی کہ کسانوں کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ ہماری شب و روز محنت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے حکم کے تحت ہم ہر تیسرے اور چوتھے دن ان سے meeting کر رہے ہیں۔ ہم اس میں کسانوں کو بھی شامل کر رہے ہیں اور شوگر ملز مالکان کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ میں ہاؤس کو ریکارڈ کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ وہ 6- ارب روپے کی

رقم اب ہم کم کر کے 80 کروڑ پر لے آئے ہیں اور انشاء اللہ یہ رقم بھی چند دنوں میں clear ہو جائے گی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں چھوٹی سی عرض اس سلسلے میں کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! انہوں نے آپ کو مطمئن کر دیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: نہیں۔ اس کو آپ بحث کے لئے رکھیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے سیشن تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ اجازت چاہوں گا کہ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 482/08 ہے جسے out of turn لیا جائے، نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی سے طلباء و طالبات میں احساس محرومی

جناب پرویز رفیق: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی ہے جو کہ آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔ نیز اس سے غیر مسلم طلباء و طالبات میں احساس محرومی جنم لیتا ہے اور وہ اس اپنے حق سے محروم رہتے ہیں جو کہ آئین ان کو دیتا ہے اور مذہب کی بنیاد پر تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کس نے ایسی بات آپ کو بتائی ہے کہ اس میں انہوں نے bifurcation کی ہے یا انہوں نے پابندی لگائی ہے؟ میرٹ کے مطابق کوئی بھی پاکستانی چاہے وہ جو بھی ہو کسی پر پابندی نہیں ہے۔ رانا صاحب! آپ اس بارے میں کچھ بتائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس بارے میں off hand تو کوئی information نہیں ہے کہ کسی جگہ پر اس قسم کا کوئی سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ بہر حال اگر ایسی بات ہے تو وہ قانون کی بھی خلاف ورزی ہے اور آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ آپ ان کی تحریک کو اگلے سیشن تک pending کر دیں تو اس بارے میں اتھارٹی سے مفصل جواب حاصل کر کے محرک کو مطمئن کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، اسے اگلے سیشن تک pending کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پابندی کوئی نہیں ہے لیکن ووکیشنل سکولز زکوٰۃ فنڈ سے چلتے ہیں اور زکوٰۃ فنڈ چونکہ ان پر لاگو نہیں ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی مؤقف یہی ہے اور میں نے پنجاب کے کوآرڈینیٹر ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ پالیسی ہے۔ جب میں نے ان سے reason پوچھی کہ یہ violation of the constitution کیوں ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب نے کہہ دیا ہے اور جب آپ مطمئن ہوں گے تو پھر ہی یہ معاملہ آگے بڑھے گا۔

جناب پرویز رفیق: لیکن بچوں کے admission کا مسئلہ ہے اور ستمبر میں بھی داخلے ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے پہلے بھی apply کیا تھا تو وہ جواز یہ پیدا کرتے ہیں کہ زکوٰۃ فنڈ لاگو نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: یا تو رانا صاحب آپ کو ادھر ہی بلوائیں گے یا پھر اس کا alternate بتائیں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! سالہا سال سے آئین کی violation ہو رہی ہے۔ میں صرف ایک چیز آپ کے سامنے پڑھنا چاہ رہا ہوں کہ آئین کا آرٹیکل 22 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ آرٹیکل کس لئے پڑھ رہے ہیں؟ جتنا شہری پاکستان کا میں ہوں، اتنے ہی پاکستان کے شہری آپ ہیں۔ آپ کے بھی وہی حقوق ہیں جو میرے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ووکیشنل انسٹیٹیوشنز کے متعلق جواب میرے پاس ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات درست نہ ہے کہ T.E.V.T.A کے زیر انتظام اداروں میں مذہب کی بنیاد پر داخلہ پر پابندی ہے بلکہ ووکیشنل اداروں میں مذہب کی تفریق کے بغیر میرٹ پر داخلہ دیا جاتا ہے اور تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے طالبعلموں کے لئے یکساں تعلیمی مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود میں نے یہ کہا ہے کہ اس کو pending کر لیں، اس پر مکمل تفصیل منگوالیں گے۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے remove کروالیں گے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 486 ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی دیر سے میں بھی آپ کا منتظر تھا اور آپ بھی میرے خیال میں میرے منتظر تھے۔

ایس۔پی۔انوسٹی گیشن آفس گجرات میں سابق ایم۔این۔اے نوابزادہ غضنفر علی گل کی کار سرکار میں مداخلت

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "شانہ بشانہ" اور روزنامہ "جذبہ" گجرات کی خبر مورخہ 11-اگست 2008 کے مطابق تھانہ ٹانڈہ کے مقدمہ قتل کا تفتیشی ایس۔ایچ۔او کے ہمراہ ایس۔پی انوسٹی گیشن کے دفتر میں آئے جہاں نوابزادہ غضنفر علی گل سابق ایم۔این۔اے نے پولیس آفیسر سے زبردستی فائل چھین کر تمام ضمنیاں پھاڑ دیں۔ ایس۔پی نے دفتر میں آکر غضنفر گل کی اس غیر قانونی حرکت کا نوٹس لیا اور کہا کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق قانونی دائرہ میں رہتے ہوئے تفتیش کر رہے ہیں۔ لہذا غضنفر گل کا فعل کارِ سرکار میں مداخلت ہے جو سراسر غیر قانونی ہے۔ غضنفر گل مذکور کے اس غیر قانونی فعل سے مقدمہ قتل کی

کارروائی بری طرح متاثر ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی وجہ سے عوام میں بالعموم اور فریقین مقدمہ میں بالخصوص تشویش کے جذبات پائے جاتے ہیں کیونکہ غضنفر گل نے ضمنیاں پھاڑتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ اب ہماری حکومت ہے اس لئے قتل کے مقدمہ کی ضمنیاں اور تمام کارروائی ہماری مرضی سے ہوگی۔ عوام کے شدید ردعمل کے باعث علاقہ میں کشیدگی پائی جاتی ہے اور خدشہ ہے کہ فریقین میں مخالفت بڑھنے سے مزید قتل ہونے کا باعث بنے گا۔ لہذا غضنفر گل مذکور کے خلاف کارِ سرکار میں مداخلت اور علاقے میں کشیدگی کو ہوا دینے کے جرم میں قانون کے مطابق مقدمہ درج کیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ کھلی بدمعاشی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں انہوں نے جو بیان کیا ہے اگر ایسا ہے تو واقعی یہ بات تشویشناک ہے اور گورنمنٹ کسی بھی فرد کو خواہ اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو، اس قسم کی کارِ سرکار میں مداخلت کی قطعی طور پر اجازت نہیں دے سکتی۔ اس واقعہ سے متعلق میں نے ڈی آئی جی گوجرانوالہ اور ڈی پی او گجرات سے مفصل رپورٹ منگوائی ہے۔ اس کو آپ pending فرما دیں۔ اس رپورٹ کے مطابق اگر کسی کا کوئی جرم ثابت ہو گیا تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میں نے floor پہلے ان کو دیا ہے۔ ان کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک التوائے کار نمبر 476 out of turn لینے کے لئے آپ سے اجازت مانگی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے out of turn یہ تحریک take up کرنے کی اجازت دی۔

جناب سپیکر: اجازت ہے۔

کوٹ ادو مظفر گڑھ میں نائب تحصیلدار اور تین قانون گو حضرات کی پالیسی کے خلاف تعنیاتی

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔253 کوٹ ادو مظفر گڑھ میں حکومت کی پالیسی کے برعکس تین نائب تحصیلدار اور تین قانون گو تعینات ہیں جو اسی ڈسٹرکٹ اور تحصیل کے رہائشی ہیں جن کو متعدد دفعہ لوگوں کی شکایت پر یہاں سے ٹرانسفر کیا گیا ہے مگر ہر دفعہ یہ ملازمین اپنے سیاسی اثر و رسوخ کی وجہ سے اپنا تبادلہ کروا لیتے ہیں اور پھر یہاں پر تعینات ہو جاتے ہیں اور اب بھی یہاں پر تعینات ہیں۔ ان لوگوں کا ایک گروپ ہے جس نے علاقہ میں کرپشن کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ غریب لوگوں کو ذلیل و خوار کیا جاتا ہے، لوگوں کے جائز کام بھی نہیں کرتے۔ ان ملازمین کو ان کے اعلیٰ افسران کی سرپرستی حاصل ہے جو ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہ ہونے میں مدد دیتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف میرے حلقہ کی عوام بلکہ پورے ضلع کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی short statement میں صرف ایک منٹ کی بات کروں گا۔ بورڈ آف ریونیو کے rules ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: short statement اس میں نہیں ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ تحریک اصل میں پورے صوبہ پنجاب کے ملازمین کے لئے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک پالیسی بن جائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ آپ کا جو معاملہ ہے پہلے اس کو solve کرائیں اس کے بعد پھر دوسری بات کر لیجئے گا۔ جی، رانا صاحب! میرے خیال میں اس کو بھی اگلے سیشن تک کے لئے pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں پالیسی تو موجود ہے کہ کوئی بھی سرکاری ملازم کتنی دیر ایک جگہ پر رہ سکتا ہے، انہوں نے جو نشاندہی کی ہے کہ تین نائب تحصیلدار اور تین قانون گو تعینات ہیں جو اسی ڈسٹرکٹ اور تحصیل کے رہائشی ہیں جن کو متعدد دفعہ

لوگوں کی شکایت پر یہاں سے ٹرانسفر کیا گیا لیکن وہ manage کر لیتے ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ اس کی تفصیل ذرا identify کر دیں تو بورڈ آف ریونیو سے جواب لے کر اس ہاؤس کو آگاہ کر دیا جائے گا۔ اگر واقعی اس میں یہ شکایت پائی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو remove بھی کر دیا جائے گا۔ لہذا یہ اگلے سیشن تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ جی، منڈا صاحب! آپ کی کوئی تحریک ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جی، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں کے لئے ایک بات point out کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو ہدایت نہ کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں بیٹھ کر اس طرح کی بات کہنا کہ یہ کھلی بدمعاشی ہے، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ ساڑھے آٹھ سال جو کرتے رہے ہیں اس کے لئے یہ کیا لفظ استعمال کریں گے۔ اس پر ہمیں مکمل طور پر اعتراض ہے اور آئندہ ہمیں یہ ensure کروائیں کہ ایسی زبان استعمال نہیں کریں گے۔ ورنہ ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کا پورا استحقاق رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ floor پر شستہ زبان، پارلیمانی زبان اور اچھی زبان استعمال کی جائے۔ میں بھی اس پر protest کرتی ہوں لیکن جو متعلقہ شخص ہے اس کی موجودگی میں بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب! میری ایک تحریک التوائے کار لیکویڈیشن بورڈ کے بارے میں تھی۔ اس پر محترم وزیر قانون صاحب نے بڑی محنت کی اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس میں کتنا بڑا فراڈ ہوا۔

جناب سپیکر: اس کو discuss کرنا ابھی ضروری ہے یا آئندہ کے لئے pending کر لیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے اور صرف دو منٹ کا کام ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ جواب بتائیں۔ انہوں نے بہت محنت کی ہے اور ان کو یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ کتنے بڑے فراڈ ہوئے ہیں۔ میں پھر عرض کروں گا پہلے میں جواب سن لوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیداد کی تفصیل

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے لیکویڈیشن بورڈ میں نیلامی کے طریق کار کے متعلقہ یہ تحریک التوائے کار دی تھی۔ اس میں واقعی یہ تھا کہ وہاں پر کسی بھی پراپرٹی کی auction کے لئے وہ bids طلب کرتا تھا اور تین top پر جو لوگ ہوتے تھے ان سے negotiation کر کے اس پراپرٹی کو auction میں دے دیا جاتا تھا۔ اس سے وہ manage ہو جاتا تھا اور اس طرح کافی ساری property جس طرح شیخ صاحب نے لفظ استعمال کیا ہے کہ ملی بھگت کر کے ان properties کو حاصل کرنے کے chances بھی موجود تھے اور ایسا ہوتا بھی رہا ہے۔ اس نشاندہی کے بعد میں نے چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ کو یہاں اپنے دفتر میں بلوایا تھا اور شیخ صاحب سے ان کو confront بھی کروایا۔ اس کے بعد جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ واقعی یہ طریق کار درست نہیں ہے اور اس سے فراڈ ہونے اور لوگوں کو اس میں manage کرنے میں کتنے chances موجود ہیں تو پھر اس پر میں نے حکومت سے کہہ کر اس پالیسی کو تبدیل کروا دیا ہے۔ اب آئندہ کے لئے لیکویڈیشن بورڈ کی properties پر open auctions ہوں گی۔ اس میں تمام لوگوں کو مواقع ملیں گے کہ وہ open auction میں آ کر ان کے auction price پر bid کریں اور جو زیادہ بولی دے گا اس کے مطابق وہ پراپرٹی اسے مل جائے گی۔ اسی کے ساتھ نہ صرف یہ آئندہ کے لئے کیا ہے بلکہ 21 تاریخ کو یعنی کہ کل کچھ properties کو انہوں نے اسی پرانے طریق کار کے مطابق auction میں رکھا ہوا تھا۔ میں معزز ایوان اور شیخ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ اسے بھی postpone کروا دیا گیا ہے اور انہیں کہا گیا ہے کہ یہ property بھی نئے طریق کار کے مطابق auction میں رکھی جائے۔

اس کے علاوہ 117 کے قریب properties کے متعلق prima facie یہ معلوم ہوا ہے کہ ان میں اس قسم کے معاملات ہوئے ہیں ان تمام properties کی auction جو پرانے طریق کار کے مطابق ہوئی ہے اس کی انکوائری کے آرڈر کئے گئے ہیں اور ان میں بھی اگر کوئی بے ضابطگی پائی گئی ہے تو اس پر ذمہ داران کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی اور اس کا ازالہ بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب میرے خیال میں آپ کی تسلی ہو جانی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ صرف ایک منٹ دے دیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ حکومت نے اس کو مانا ہے اور میں نے جس طرح معاملات طے کروائے ہیں لیکن صرف اس ایک property میں پچاس لاکھ کا گھپلا ہے جو میں نے prove کیا ہے۔ ایک پارٹی کی سوا کروڑ روپے کی offer موجود تھی اس کو نہیں بلایا گیا۔ میری درخواست یہ ہے کہ جو بقایا 117 properties ہیں ان کے لئے اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور ان کی scrutiny کی جائے۔ محترم وزیر قانون صاحب نے یہ بہت اچھا قدم اٹھایا ہے لیکن اس کا ایک منطقی انجام تو تبھی ہو گا کہ ان لوگوں کی جیب سے یہ پیسا واپس نکلوایا جائے۔ یہ رقم آج بھی یہاں پر earness money کی شکل میں موجود ہے۔ وزیر قانون صاحب نے خود فائل دیکھی ہے۔ وہ رقم وہاں موجود ہے اور سوا کروڑ والی پارٹی کو bid کے لئے نہیں بلایا گیا۔ میں نے اپنا کیس prove کر دیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ کیا ہے ان کی جیب سے لیا جائے اور باقی تمام properties کی اس ہاؤس کی ایک کمیٹی کے ذریعے scrutiny کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب اس معاملے میں کافی ہمت کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: گورنمنٹ کی طرف سے surety آنی چاہئے کہ اتنا بڑا جو فراڈ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ تو دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تفصیلاً بتا دیا ہے اور جو 117 properties کے متعلق انکوائری ہو رہی ہے ہم اس میں شیخ صاحب کو بھی associate

کریں گے تاکہ یہ اپنی information اور تجربے کی بنیاد پر معاملات کو big out کروائیں اور انشاء اللہ جو چیز بھی ثابت ہو گی اس کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں۔ شیخ صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ آپ کی بات مانی گئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے حلقہ میں بھی ایسی دو properties ہیں جو پچھلی حکومت نے اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے سستے داموں دے دیں جبکہ دوسری طرف ایک بہت اچھی offer موجود تھی۔ اس میں ایک چالیس کنال کا پلاٹ ہے اور شیخ علاؤالدین صاحب بھی بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کیونکہ یہ وہاں پر ہمسائے ہیں۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر سروسز کوآپریٹو کا چالیس کنال کا ایک پلاٹ تھا۔ پچھلی حکومت میں گجرات کے چودھریوں نے اپنے ایک عزیز کو نوازنے کے لئے چالیس کروڑ کا پلاٹ صرف دو کروڑ میں فروخت کر دیا اور اسی طرح لاہور کی ایک اور property ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں وزیر صاحب سے رابطہ کریں۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے بڑے طویل انتظار کے بعد آخر کار مجھے مائیک دے دیا۔ میں نے کل وزیر قانون صاحب کی توجہ دلائی تھی کہ میرے گھر میں فائرنگ کا جو وقوعہ ہوا تھا اس کے لئے میں مشکور ہوں کہ وزیر قانون نے فوری کارروائی کرتے ہوئے ڈی ایس پی صاحب کو بلا کر ان کے ذمے لگا دیا اور آج یہ رپورٹ بھی مل گئی ہے کہ اس پر وہ باقاعدہ کارروائی کریں گے اور نظر رکھیں گے کہ کون لوگ ہیں جو کہ اس طرح کی حرکت کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں تو ایک ممبر ہوں لیکن وزیر قانون صاحب اسی طریقے سے عام شہریوں کے لئے یہی جذبہ رکھیں گے کہ سب کو فوری طور پر انصاف مہیا ہو اور اگر اس انداز سے کام ہوتا رہا تو یہ ایک بہت بڑا کام ہو گا۔ بطور اپوزیشن ممبر ہم آپ کے ہر اچھے کام میں شریک ہوں گے، appreciate بھی کریں گے اور ہم نے پہلے دن سے یہ commitment کی ہے کہ جہاں جہاں کوئی خرابی ہو گی ہم آپ کی توجہ بھی دلائیں گے اور جہاں جہاں آپ کا اچھا کام ہو گا ہم آپ کو appreciate بھی کریں گے اور آپ کا ساتھ بھی دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔ بہت اچھے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس حوالے سے میں ایک اور بات بھی کرنا چاہتی ہوں کہ ابھی میرے بھائی نے زبان پر اعتراض کیا ہے۔ میں اس حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہتی ہوں کہ اگر میرے فارورڈ بلاک کے بھائی نے نقصان پہنچایا ہے، اس نے ہماری پارٹی کو نقصان پہنچایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں اس چیز کو چھوڑیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ہمارے اپنے گھر کا ایک مسئلہ ہے اور اگر گھر کا کوئی بندہ نافرمان ہو جاتا ہے، بچہ نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی سزا اسے ملنی چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ آئندہ کوئی ضمیر فروشی نہ کرے۔

جناب سپیکر: بس، اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا آخری سوال یہ ہے کہ کیا میں اپوزیشن میں رہتے ہوئے ملک اور قوم کی خدمت نہیں کر سکتی؟

جناب سپیکر: کیوں نہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: کیا حکومت کے اچھے کاموں میں، میں ان کا ہاتھ نہیں بٹا سکتی؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ میں ضمیر فروش ہو جاؤں یا لوٹا بن جاؤں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں تو آپ کو ایسی بات کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی میرا خیال ہے کہ مجھے کہنی چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ اس قسم کے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔ یہ ہم سب کا اخلاقی فرض ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے حلقہ پی پی۔175 مصطفی آباد کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر 54 کنال رقبہ پنجاب حکومت کا ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب محترم میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کی تھی کہ بچوں کے لئے play ground بنا دیا جائے۔ وہاں پر لینڈ مافیا نے پٹواری، قانونگو، تحصیلدار بورڈ آف ریونیو کے ممبران سے مل کر کچی آبادی الاٹ کروالی ہے لیکن وہاں پر کوئی کچی آبادی نہیں ہے۔ آپ سے درخواست یہ ہے کہ کوئی کمیٹی تشکیل دیں تاکہ بچوں کا play ground مکمل ہو سکے۔ وہاں کا estimate بھی تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کے لئے کوئی کمیٹی بنا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے تفصیل دے دیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لا کر اس معاملے کو حل کرانے کے لئے کوشش کروں گا۔

محترمہ فرح دیبا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا کر رہی ہیں؟ آپ خدا کا خوف کھائیں۔ فرح دیبا صاحبہ! آپ بات کرنا چاہتی تھیں لیکن کورم کی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم مسئلہ میں نے بیان کرنا تھا۔

جناب سپیکر: فرح دیبا صاحبہ! اب تو کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے لہذا اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: میں نے تمام ہی ممبران کی باتیں سنی ہیں، plus تحاریک التوائے کار پیش کی گئی ہیں اور میں نے اور وزیر قانون صاحب نے مل کر اجازت دی تاکہ تمام معاملات جو پنجاب کے متعلقہ لوگوں نے discuss کرنے ہیں کر لئے جائیں اور قومی اہمیت کے حامل معاملات کو یہاں پیش کیا گیا اور اپوزیشن کے ساتھی جو میری بائیں جانب بیٹھتے ہیں، مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ انہوں نے ایک ایسے وقت پر جبکہ اتنے اہم معاملات کو کارروائی معطل کر کے ہم پیش کر رہے تھے تو انہوں نے یہ معاملہ سامنے پیش کیا کہ کورم پورا نہیں ہے۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم، شیم کی آوازیں)

اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔ ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا بہر حال اب چونکہ کورم پورا نہیں ہے تو میں اب اجلاس کے اختتام کے گورنر صاحب کے آرڈر پڑھتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(45)/2008/1177.Dated 20th August 2008. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly w.e.f. August 20, 2008 on the conclusion of the sitting on that day.

Dated Lahore, the
20th August, 2008

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"